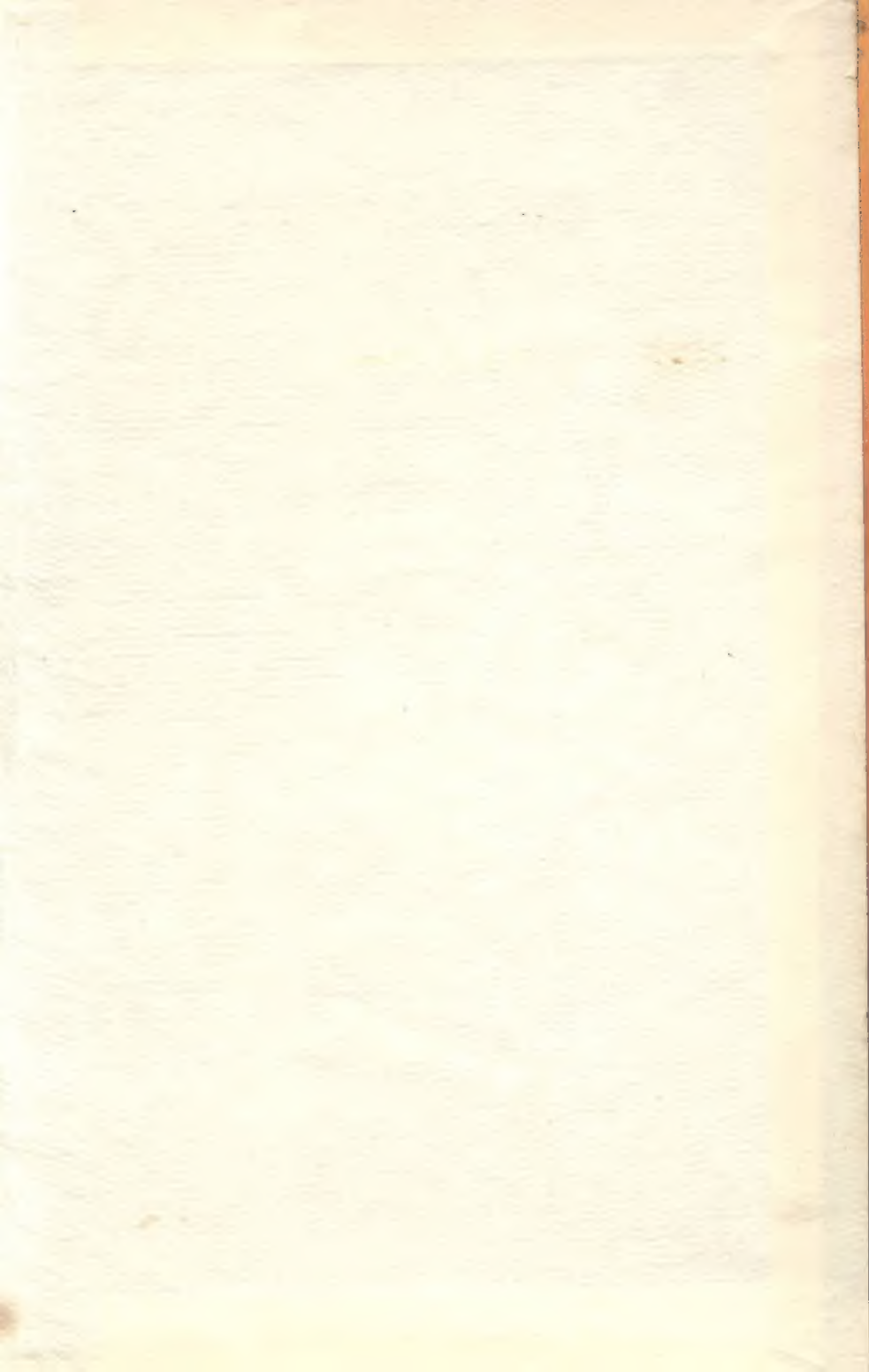


قصص الأنبياء





۱۰۵۹۱۱
انبیاء کے حالات اور واقعات کا مستند مجموعہ

قصص الانبیاء صلی اللہ علیہم وسلم



کتاب خانہ طبیب | Facebook

تصحیح و جدید موضوع بندی

سید سعید علی شاہ

شبیر برادرزہ - بی بی اردو بازار لاہور

نام کتاب _____ قصص الانبیاء
 تصنیف و جدید موضوع بندی _____ سید سعید علی شاہ زنجانی
 اشاعت اول _____ جنوری ۱۹۸۸ء
 تعداد _____ ۱۱۰۰
 مطبع _____ اشیاہان پرنٹنگ پریس ہبور
 ناشر _____ ملک شبیر حسین
 ہدیہ مجلد ڈائی دار _____ ۱۱۰/- روپے
 ہدیہ کارڈ کور _____ ۱/- روپے

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
۸۷	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۱۵	۸	تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا	۱
۹۲	تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۶	۱۵	حضرت آدم علیہ السلام	۲
۱۰۰	حضرت لوط علیہ السلام	۱۷	۱۸	قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام	۳
	حضرت اسماعیل علیہ السلام	۱۸	۲۴	عزراہیل علیہ اللعنة	۴
۱۰۶	حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام	۱۹	۳۸	حضرت شیت علیہ السلام	۵
۱۱۲	حضرت یوسف علیہ السلام	۲۰	۳۹	حضرت ادریس علیہ السلام	۶
۱۸۰	اصحاب کعبہ کا قصہ	۲۱	۴۱	حضرت نوح علیہ السلام	۷
۱۸۶	حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام	۲۲	۵۰	حضرت ہود علیہ السلام	۸
۱۹۰	حضرت یونس علیہ السلام	۲۳	۵۴	شداد لعین	۹
۱۹۹	حضرت ایوب علیہ السلام	۲۴	۵۷	حضرت صالح علیہ السلام	۱۰
۲۰۹	سکنندہ ذوالقرنین	۲۵	۶۱	حضرت ابراہیم علیہ السلام	۱۱
۲۲۱	فرعون علیہ اللعنة	۲۶	۷۴	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آتش گدے	۱۲
۲۲۷	عروج بن عنق	۲۷		نکلنے کا	
۲۳۰	حضرت موسیٰ علیہ السلام	۲۸	۷۸	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر قطیف	۱۳
۲۳۷	ہجرت مصر	۲۹		میں سکونت اختیار کرنا	
۲۳۹	حضرت شعیب سے ملاقات	۳۰	۸۴	حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام	۱۴
۲۴۳	مصر میں دوبارہ واپسی	۳۱		کی مزارِ جمعت	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر
	کے ساتھ اور مارا جانا جلالت کا حضرت	۲۶۷	فرعون کے ذوق ہونے کا واقعہ	۳۲
	داؤد کے ہاتھ سے	۲۷۲	کوہ طور پر اللہ سے کلام ہونے کا قصہ	۳۳
۳۲۹	بیان حضرت عزیر علیہ السلام کا	۲۷۶	سامری کا قصہ	۳۴
۳۴۰	بیان حضرت زکریا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	۲۸۱	ہلاکت قارون	۳۵
۳۴۳	بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام کا	۲۸۶	عامیل مقتول بن سلیمان کا واقعہ	۳۶
۳۴۴	بیان حضرت شمعون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا	۲۸۹	ملاقات حضرت خضر اور حضرت موسیٰ	۳۷
۳۴۷	بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا	۵۵	علیہ السلام	
۳۵۰	صیانت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام	۲۹۲	وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت	۳۸
	کا تمام مخلوقات کو		ہارون علیہ السلام	
۳۵۲	حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملاقات	۲۹۷	عابد یلم ابن باعور اور حضرت یوشع بن	۳۹
	چیونٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ		نون کا واقعہ	
۳۵۴	بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا اور	۳۰۴	طاوت علیہ السلام	۴۰
	خبر لانا بد کا بلقیس کے شہر سے	۳۰۴	جزقیل ابن ثوری علیہ السلام	۴۱
۳۶۳	بیان حضرت سلیمان کا شہر صیدولہ	۳۰۵	ایسا کہ ابن یاسین	۴۲
	جانا اور بادشاہ مشکبوک کا مارا جانا	۳۰۷	حضرت خنسلہ علیہ السلام	۴۳
۳۶۵	بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا مبتلا	۳۱۲	حضرت شیموئیل علیہ السلام	۴۴
	ہونا رنج میں بعض ہوا تقصیرات کی وجہ	۳۱۳	حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ طاوت	۴۵
۳۷۲	بیان تولد حضرت مریم علیہا السلام	۶۱	کی عداوت	
۳۷۴	بیان تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۳۱۵	حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت	۴۶
	بیان ملاقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی	۳۱۷	حضرت داؤد علیہ السلام کا بلا میں مبتلا	۴۷
۳۸۱	مجاہ بادشاہ سے ملاقات		ہونے کا واقعہ	
	حضرت مریم کی وفات اور حضرت عیسیٰ	۶۴	بنی اسرائیل کی صورتیں مسخ ہونے کا واقعہ	۴۸
۳۸۸	عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا	۳۲۴	بیان طاوت کے بادشاہ ہونے کا	۴۹
۳۹۲	بیان نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آمد	۶۵	بیان نرائی طاوت بادشاہ کی جلالت	۵۰

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۱۵	بیان دوسری دفعہ چاک کرنا سینہ مبارک	۷۳	رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں آنے کا
	آنحضرت کا اور نکاح کرنا خدیجہ الکبریٰ	۳۹۵	بیان بادشاہ ابراہیم ملعون و مردود کا
	سے اور اقوال و افعال آنحضرت صلی	۳۹۶	بیان جانا عبدالمطلب کا واسطے تہنیت
	اللہ علیہ وسلم کے قبل نکاح کے جو		بادشاہ سیف ذی یزن ابن دوران ملک
	واقعہ میں آئے تھے۔		زادہ حیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے
۳۲۳	بیان اسماء و خصال حمیدہ آنحضرت		ابراہیم کے۔
	سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم	۳۹۸	ذکر احوال عبد اللہ والد رسول خدا صلی
۳۲۸	بیان ازواج مطہرات آنحضرت رسول		اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور بعض باتیں
	مقبول صلی اللہ علیہ وسلم		آنحضرت کی اپنی ماں کے شکم مبارک میں
۳۲۹	بیان اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھیں۔
۳۳۰	بیان چاک کرنا سینہ مبارک کا تیسری	۴۰۰	بیان تولد ہونا جناب سرور کائنات
	مرتبہ اور فوجی لانا حضرت جبرائیل علیہ		صلی اللہ علیہ وسلم کا۔
	السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم	۴۰۲	بیان عبدالمطلب کا پیدائش میں رسول خدا
	کے پاس		صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان کرامات
۳۳۳	مہراج مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		کا جو انہوں نے نہ دیکھی تھیں۔
۳۵۸	بیان کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ستر	۴۰۵	بیان حضرت حلیمہ دانی جنہوں نے دودھ
	کی حقیقت کو اور یہودی کا مسلمان ہونا		پلایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو
	وغیرہ	۴۱۲	بیان جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۳۶۱	معجزات اور بزرگی اور خصال حمیدہ		کا اپنے ماموں کے گھر میں اپنی والدہ آمنہ
	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم		کے ساتھ اور آمنہ کا راستہ میں فوت ہونا
۳۷۲	ہجرت حبشہ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام		عبدالمطلب کا اور ہمراہ جانا آنحضرت صلی
۳۷۶	بیان جنگ بدر الکبریٰ		اللہ علیہ وسلم کا ابوطالب کے ساتھ شام
۳۷۹	احوال جنگ اُحد		کے سفر میں تجارت کو اذیت طاقات ہونا
۳۸۰	احوال جنگ بدر الصغریٰ		ایک راہب سے راستے میں۔

نمبر	عنوان	نمبر	عنوان	نمبر
۸۵	احوال جنگ خیبر	۴۸۱	۸۸	فضیلت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
۸۶	بیان وفات آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی	۴۸۲	۸۹	فضیلت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ
	اللہ علیہ وآلہ وسلم		۹۰	فضیلت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ
۸۷	بیان فضیلت حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ	۴۸۸		
	اللہ علیہ			

مَسَلَّکِ اہلِ سُنَّتِ کا تبلیغی نصاب

الموسم

سُنَّتی فضائلِ اعمال

(مکمل ۱۳ حصے)

علامہ عالم فقری	فضائلِ کلمہ طیبہ	(مکمل ۱۳ حصے)
نماز	روزہ	زکوٰۃ
حج	اتباعِ سنت	فضائلِ ذکر
فضائلِ درود شریف	حقوقِ العباد	کسبِ حلال
فضائلِ اخلاص	فضائلِ ایثار	امر بالمعروف ونہی عن المنکر
صفحات ۹۷۶ - قیمت - مجلد ۱۰ - اردو پے		

شبیر برادرز - بہی اُردو بازار لاہور

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تخلیق نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و کائنات

روایت کرتے ہیں محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن آذر بخاری حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے باپ حضرت امام محمد باقر سے اور وہ اپنے باپ امام زین العابدین سے اور انہوں نے روایت کی اپنے باپ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سنا اپنے والد حضرت امیر المؤمنین کرم اللہ وجہہ سے آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ہا برائے عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آکر رسول خدا سے عرض کیا یا رسول اللہ فداک ابی وامی مجھے خبر دو کہ اول اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کو پیدا کیا جناب سات ماہ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور میرا کیا تھا۔ ہزار برس پہلے کہ ایک روز اس جہان کا ہزار برس کے برابر ہے اس جہان کے کما قال اللہ تعالیٰ وَإِذَا يَوْمٌ عِنْدَ ذِيكَ كَأَنفِ سَنَةٍ وَمَا تَعُدُّونَ ترجمہ ایک دن تمہارے رب کے نزدیک ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو، وہ نور میرا قدرت الہی سے عظمت اور بزرگی الہی کا مشاہدہ کرتا اور تسبیح و طواف اور سجدہ الہی میں مصروف رہتا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور محمد مصطفیٰ نے دوبارہ ہزار برس تک عالم تجریدی میں خدا کی عبادت کی۔ پھر حق تعالیٰ نے اس نور کو چار قسم کر کے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا۔ دوسری قسم سے قلم کو تیسری سے بہشت کو۔ چوتھی قسم سے عالم ارواح اور ساری مخلوق کو تخلیق کیا اور ان چار میں سے چار قسم نکال کر تین قسموں سے مقل اور شرم و عیش پیدا کیا اور قسم اول سے عزیز و مکرم تیسرے میں پیدا کیا کہ میں رسول اس کا ہوں فَوَلَدَ لَنَا خَلْقًا لَا فَلَاحَ کہ تجھ کو اسے محمد صلعم اگر میں نہ پیدا کرتا تو سرگز نہ پیدا کرتا میں آسمان و زمین اور ساری مخلوق کو اور موافق اس حدیث کے اَنَا مِنْ نُورِ اللَّهِ وَاللَّهُ مِنْ كُلِّ مَخْرُجٍ وَمِنْ الشُّوْبِ ترجمہ حضرت نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے اور ساری مخلوق کو میرے نور سے پیدا کیا اس کے بعد رب العالمین کا حکم ہوا قلم کو ساق عرش پر اول اس کلمہ کو لکھ لََا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ - ترجمہ۔ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بھیجے ہوئے رسول ہیں قلم نے چار سو برس میں لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لکھ لکھا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ قلم نے جو لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لکھ لکھا تو عرض کی یا رب العالمین تو بے ماخذ ہے تیرے نام کے ساتھ یہ نام بزرگ کسی کا ہے پس جناب باری

سے آواز آئی یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے تو کچھ محمد رسول اللہ، جب یہ حکم ہوا، ہیبت
 خطاب جل شانہ سے قلم کے منہ پر شکاف ہوا۔ تب قلم نے محمد رسول اللہ لکھا تھی سے قلم کا شکاف
 مسنون جاری ہوا قیامت تک اس کے بعد عرش کے اوپر اٹھارہ ہزار برج پیدا کئے اور ہر برج میں
 اٹھارہ ہزار ستون کھڑے کئے اور ہر ستون کے اوپر اٹھارہ ہزار کنگرے بنائے اور ایک کنگرے سے
 دوسرے کنگرے تک سات سو برس کی راہ ہے اور ہر کنگرے پر اٹھارہ ہزار قنبر ہیں۔ اور ہر ایک
 ایسا بڑا کہ سات طبق زمین و آسمان اور جو کچھ نیچے اس کے ہے اس میں اس طرح سماوے کہ جیسے ایک
 انگشتری بیچ میدان کے ڈال رکھی ہے اس کے بعد چار فرشتے پیدا کئے ایک بصورت آدمی اور دوسرا
 بصورت شیر اور تیسرا بصورت گدھا اور چوتھا بصورت کائے ہے۔ پاؤں ان کے تحت التری میں پہنچے
 ہوئے اور موندھے ان کے نیچے عرش کے لگے ہوئے ہیں۔ اور چلنے کے وقت جب قدم اٹھایں ہر
 ایک قدم سات ہزار برس کی راہ میں جا پڑے۔ خدا کا حکم ہوا ان کو عرش اٹھانے کا تب ان چاروں نے
 نور کیا ہرگز عرش نہ اٹھا سکے۔ بعد اس کے جناب باری سے ارشاد ہوا کہ اے فرشتو! میں نے تم کو ہفت
 آسمان و زمین اور جو کچھ نیچے اس کے ہے سب کا زور دیا عرش کو اٹھاؤ پھر انہوں نے زور کیا تو بھی نہ اٹھا
 سکے۔ عاجز ہو رہے پھر جناب باری سے ارشاد ہوا کہ یہ تسبیح پڑھ کر اٹھاؤ سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَ
 الْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكَمَالِ وَالْجَلَالِ
 وَالْكَبَرِيَاءِ وَالْجَبَرُوتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْمُنِيِّ السَّيِّدِ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوتُ سُبُّوحٌ
 قُدُّوسٌ ذُبَابٌ وَدَبُّ الْمَلَكَةِ نِيكَةٌ وَالسُّرُّورُ ترجمہ۔ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو بادشاہ
 اور عالم ملکوت کا صاحب ہے میں تسبیح پڑھتا ہوں اس کی جو صاحب عزت اور صاحب عظمت اور
 دیشان ہے اور قدرت والا اور کمال اور جلال اور بزرگی اور تکبری کے لائق ہے۔ میں تسبیح پڑھتا
 ہوں اس بادشاہ زندہ کی جو نہیں سوتا اور نہیں مرتا وہ ظاہر اور بہت پاک ہے ہمارا پروردگار
 اور فرشتوں اور ارواحوں کا پروردگار ہے جب انہوں نے یہ تسبیح پڑھی خدا کی قدرت سے عرش کو اٹھا
 لیا۔ اور روایت کی گئی ہے کہ اس تسبیح سے بہشت اور فرشتوں کو پیدا کیا تاکہ چاروں طرف عرش خدا کے
 تسبیح پڑھیں۔ اور طوائف کریں اور مومن بندوں کے لئے امر زکی اور معافی ہائیں۔ قوله تعالى الَّذِينَ
 يَعْمَلُونَ الْعَمَلِ الْعَرِشِ وَمِنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَ
 يَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ يَنْتَظِرُونَ آمَنُوا بِمَا وَدَّعُوا فِي دُخَانٍ وَعِلْمًا هَ غَافِقًا لِلَّذِينَ
 تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ۝ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو کچھ

رہے ہیں عرش کو اور جو اس کے گود میں اپنے رب کی پاکی اور خوبیوں کو بیان کرتے ہیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشتا ہے میں ایمان والوں کے، اے رب ہمارے ہر چیز سہاٹی ہے تیری مہر اور علم میں سو تو معاف کر ان کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا ان کو آگ کے صہول سے اور بعد اس کے عرش کے نیچے ایک دانہ مروارید پیدا ہوا اس سے اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ تیار کیا بندی اس کی سات سو برس کی راہ اور چوڑائی اس کی تین سو برس کی راہ ہے اور چاروں طرف یا قوت سرخ جڑا ہوا اور حکم ہوا تم کو اُکٹبتُ عِلْمی فی خَلْقِی وَ مَا کَا مَبْنُ یَوْمِ الْقِیَامَةِ ۝ ترجمہ لکھ علم خدا کا موجودات میں خدا کے اور جتنی چیزیں کہ ذرہ ذرہ بیچ موجودات کہے ہوئے والی ہیں۔ قیامت تک، پہلے لوح محفوظ پر یہ لکھا گیا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّا اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا مِّنْ اَمْسَلَمَ بَقَضَائِیْ وَ یَصِیْرُ عَلٰی بَلَائِیْ وَ یَشْکُرُ عَلٰی نِعْمَائِیْ کُتِبَتْهُ وَ بَعَثْتُهُ مَعَ الصّٰدِیْقِیْنِ یَقِیْنَا وَ مَنْ لَّمْ یَصِیْرْ عَلٰی بَلَائِیْ وَ لَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نِعْمَائِیْ فَلْیَطْلُبْ دُبًّا سَوَآئِیْ وَ یَخْذَرْجُ مِنْ سَمَائِیْ۔ ترجمہ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا ہے میں ہوں پروردگار سب کا نہیں کوئی معبود مگر میں ہوں جو راضی ہے میری قضا پر اور صابر ہے میری بلاؤں پر اور شاکر ہے میری نعمتوں پر جو میں نے مقدر کی ہیں۔ پس شامل کر دین گائیں اس کو صدیقیوں میں اور وہ جو راضی نہ ہو میری قضا پر اور صابونہ ہو بلاؤں پر اور شاکر نہ ہو نعمتوں پر لازم ہے اسے کہ طلب کرے رب کو سو امیر سے نکل جاوے تحت سما سے میرے بعد اسے نکھنے کے لوح محفوظ خود بخود جنبش میں آیا اور کہا کہ مثل میرے ہستی میں کوئی نہیں اس واسطے کہ علم خدا کی کا مجھ پر لکھا گیا پس جناب باری تعالیٰ کے طرف سے یہ آواز آئی۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَ یُثَبِّتُ وَ یُحْکِمُ ۝ اَمْ اَنتُمْ اِلٰہٌ مِّثْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی اور ثابت رکھنا ہے جس بات کو چاہتا ہے اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر چاہوں مٹا دوں یا رکھوں اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز مقدر کی ہیں ہرگز ان میں تغیر و تبدل نہیں ہوگا مگر چار چیزیں۔ رزق۔ موت۔ سعادت۔ شقاوت اور پھر اس مردارید کو حکم ہوا یعنی اسے مروارید پھیلے جاکمًا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَ یَمِیْعُ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۝ ترجمہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کا شادہ ہوئی کرسی اس کی برابر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے اور نام اس کا کرسی ہوا پھر اسی وقت نیچے کرسی کے ایک دانہ یا قوت کا پیدا ہوا بعضوں نے کہا کہ وہ مروارید کا تھا۔ بندی اس کی

پانچ سو برس کی راہ ہے اور چوڑائی بھی اسی قدر تھی، جب اس کی طرف دیکھا ایزد جل شانہ نے ہیبت سے وہ خود پانی ہو گیا اور بعد اس کے صبا و بوز جنوب شمال ان چار باد کو پیدا کر کے حکم دیا کہ تم ہر چار گوشہ پر اس پانی کے موج مار کر کھٹ نکالو اور ویسا ہی کیا بعدہ قدرت اپنی سے آگ دھواں دھار پیدا ہو کر اس پانی پر گئی اور اس سے دھواں نکل کر درمیان کوہی اور پانی کے برابر ملق ہو رہا بعد اسی دھوئیں کو حق تعالیٰ نے سات پارہ کر کے ایک پارہ سے پانی ایک پارہ سے تانبہ اور ایک پارہ سے لوہا اور ایک پارہ سے چاندی اور ایک پارہ سے مروارید اور ایک پارہ سے یاقوت سرخ پیدا کیا اور اس پانی سے آسمان اول اور ایک پارہ سے تاجے کا دوسرا آسمان اور ایک پارہ سے لوہے کا تیسرا آسمان اور ایک پارہ سے چاندی کا چوتھا آسمان اور ایک پارہ سے سونے کا پانچواں آسمان اور ایک پارہ مروارید سے چھٹا آسمان اور ایک پارہ یاقوت سرخ سے ساتواں آسمان بنایا اور فاصلہ ہر آسمان کا ایک دوسرے سے پانچ سو برس کی راہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے اس کیفیت آب سے پشتہ خاک سرخ پیدا کیا۔ اسی جگہ پر کہ جہاں اب خان کعبہ ہے اور جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتہ خاک کے پھیلا دو، انہوں نے ویسا ہی کیا اور یہ زمین اسی پشتہ خاک سے پیدا ہوئی، قوله تعالیٰ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ فَخَرَّ سَاجِدًا ۝۱۰ ترجمہ بتایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں، اور روایت ہے کہ عبد اللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روز احوال زمین کے دریافت کرنے کے واسطے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا آنحضرتؐ نے فرمایا کہ کھٹا ہے۔ پھر پوچھا کہ وہ کھٹ کس سے پیدا ہوا فرمایا پانی کی موج سے پھر فرمایا موج کس سے نکلی فرمایا پانی سے پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے فرمایا ایک دانہ مروارید سے کہا مروارید کس سے ہے فرمایا تاریکی سے کہا صدف یا رسول اللہ پھر سوال کیا یا رسول اللہ زمین کو قرار کس سے ہے فرمایا کوہ قاف سے کہا کوہ قاف کس سے بنا ہے فرمایا زمر و ہمز سے اور آسمان کی سبزی اس کے پر تو سے ہے کہا یا رسول اللہ اور بلندی کوہ قاف کی کس قدر ہے فرمایا پانچ سو برس کی راہ اور گرد انگرداں کے کس قدر ہے فرمایا دہزار برس کی راہ ہے اور اس پار کوہ قاف کے کیا چیز ہے فرمایا سات زمینیں ہیں چاندی، اور بعد اس کے کیل ہے فرمایا ستر ہزار علم ہیں اور نیچے ہر علم کے ستر ہزار فرشتے ہیں کہ آدم اسی تسبیح سے پیدا ہوئے۔ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ مَعْلَمُ الْغُیُوبِ اللہ! کہا صدف یا رسول اللہ اور اس طرف کیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا کہ ایک اندھا درازی اس

کی دو ہزار برس کی راہ ہے اور یہ سارے عالم اس کے حلقہ میں ہیں۔ کہا صدقت یا رسول اللہ ساتویں
 نہی پر کون ہے فرمایا فرشتے سب اور چھٹی زمین پر شیطان اور فرزند ان شیطان اور با پنجویں زمین
 پر وہ سب اور چھٹی زمین پر سانپ اور تیسری پر جانور ان گزند اور دوسری زمین پر پریاں و آسیب
 اور پہلی زمین پر سب آدمی کہا صدقت یا رسول اللہ اور نیچے ساتویں زمین کے کیا چیز ہے ایک گائے
 ہے ایسی کہ اس کے چار ہزار سینک ہیں۔ اور اس کے ایک سینک سے دوسرے سینک کا فاصلہ
 پانچ سو برس کی راہ ہے اور یہ سات طبق زمین اس کے دو سینکوں کے درمیان ہیں۔ پھر پوچھا
 کہ وہ گائے کس پر کھڑی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا ایک مچھلی کے مہر پشت پر اور وہ مچھلی پانی
 پر ہے اور مٹی اور گہرائی اس پانی کے چالیس برس کی راہ ہے اور وہ پانی ہوا پر ہے اور ہوا تاریکی
 دوزخ پر اور دوزخ ایک سنگ آسمان پر اور وہ سنگ آسمان سر پر ایک فرشتے کے اور وہ تاریکی
 پر اور وہ ہوا پر کھڑا ہے اور ہوا قدرت خدا سے معلق اور قدرت اس کی بے پایاں ہے اور ذات و
 صفات اس کی منزہ ہے نقصان اور زوال سے کہا سچ ہے یا رسول اللہ۔ اور روایت کی عبد اللہ بن
 عباسؓ نے کہ ہر آسمان پر حق تعالیٰ نے ایک نور پیدا کیا ہے اس نور سے بے شمار فرشتے پیدا
 ہوئے ہیں اور حکم ان پر تسبیح و تہلیل اور تقدیس و تعظیم کرنے کا ہے اگر اس سے ایک لحظہ
 غافل رہیں تو فی الفور تجلی سے خدائے جل شانہ کے جل بھیج کر خاک ہو جاویں اور ان میں بعضوں
 کی شکل گائے کی ہے اور بعض کی صورت سانپ کی اور بعض کی شکل گدھ کی اور بعض کا نصف بدن
 اوپر کا برف اور آدھا نیچے کا آگ ہے اور یہ سب کے سب جیتے ہیں اپنے رب کی تسبیح پڑھتے ہیں
 سُبْحَانَ مَنْ أَلْفَ بَيْنِ الْمَشْجَعِ وَالْمَشَارِقِ میں تسبیح پڑھتا ہوں اس خدا کی جس نے ہمیں
 ترکیب دی ہے اور آگ سے نہ برف آگ کو بجھا سکتی ہے نہ آگ برف کو بگھلاتی ہے اور
 یہ سب کے سب کوئی قیام میں ہیں اور کوئی رکوع میں اور کوئی بخود میں اور کوئی قعود میں قیامت تک
 اور قیامت کے دن سب کوئی عذر خواہی کریں گے اور پھر کہیں گے سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ
 حَقَّ عِبَادَتِكَ ترجمہ اسے ہر در دگار ہمارے ہم نے نہیں پرستش کی تیری جو حق پرستش
 تیری کہ ہے۔ اور بعد اس کے خالق نے یہ سات دن پیدا کر کے روز یکشنبہ کو حاملان عرش کو بنایا
 اور دو شنبہ کو سات طبق آسمان اور سہ شنبہ کو سات طبق زمین اور چہار شنبہ کو تندرستی پنجشنبہ کو منفعت
 زمین اور چہاراس میں ہے اور جمعہ کے دن آفتاب اور ہفتاب اور سب ستاروں کو اور ساتویں آسمان
 کو حرکت میں لایا اور ساتویں روز تمام جہان سے فراغت کی۔ کہا قال اللہ تعالیٰ خَلَقَ السَّمَوَاتِ

وَالْأَرْضُ وَمَا فِيهَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ترجمہ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان کو اور زمینوں کو اور جو بیج اس کے ہے چھ دن میں پیدا کیا اور ایسا بڑا وہ دن ہے بمقدار اس آیت کے **وَإِنْ يَوْمَ يُنْفَخُ الْفُجَاءُ كَالْفُجَاءِ مِثْلًا تَعْدُ ذُنُوبُكُمْ** دن ایک دن تھلے رب کے یہاں ہزار برس کے برابر ہے اس دنیا کے برسوں سے کہ جو تم گنتے ہو یعنی ہزار برس کا کام ایک دن میں کر سکتا ہے پس جان لو اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ ہزار مخلوقات کو ایک طرفۃ العین میں پیدا کر سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ نے حکمت کاملہ سے پسند بندوں کو بھیجا ہے کہ وہ اپنے کاموں میں تعمیل نہ کریں اور صبر کریں بمقدار اس کے **الْحَصْبُ وَفُتَاخُ الْفُجَاءِ** یعنی صبر کنی ہے کشادگی کی اور بعد اس کے تحت انبیاء پیدا کیا اور تحت انبیاء نام ہے زمین کل ترکا اور عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تشری ایک ہفتہ کا نام ہے اور نیچے تشری کے دوزخ کو بنایا اس میں ایک سردار کہ اسکو مالک کہتے ہیں اور دوزخ اس کے تابع ہیں اور انیس فرشتے پیدا کر کے ان کو مالک کے زیر حکم کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **عَلَيْهَا تِسْعَةُ عَشْرَ فِرْعَوْنِ** ترجمہ کہ دوزخ کے اندر انیس فرشتے ہیں واپس ہر طرف ہر فرشتے کے ستر ہزار ہاتھ ہیں اور بائیں طرف ستر ہزار ہاتھ اور ہر ہاتھ میں ستر ہزار ہتھیلی اور ہر ہتھیلی پر ستر ہزار انگلیاں اور ہر انگلی پر ایک ایک انگلی ہاتھ ہے اور ہر ایک انگلی کے سر پر ایک ایک رانپ دھاری اس کی ستر ہزار برس کی راہ ہے اور ہر رانپ کے سر پر ایک ہتھیلی اور دوزخیوں کو ایک پیش مارے تو ستر ہزار برس تک دوسے اس کے لوہیں اور فریاد و زاری کریں اور بائیں ہاتھ کی انگلیوں پر ایک ایک ستون آتش کا ہے اگر ایک ستون اس کا شکر کے میدان میں ڈالا جائے اور تمامی مخلوقات جن دانش اسے ہلا تپا جائیں تو ہرگز جگہ سے نہ ہلا سکیں اور ان فرشتوں پر حکم ہوا کہ تم دوزخ کے اندر جاؤ انہوں نے عرض کیا خدایام بخوف آتش دوزخ میں نہیں جا سکتے تب رب العالمین کا حکم ہوا حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک خاتم بہشت سے لا کر پیشانی پر ان کی ہر ثابت کر دی اور اس خاتم پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ** تاکہ آتش دوزخ ان پر اثر نہ کرے تب وہ انیس فرشتے برکت سے اس کلمہ کی ایک مرتبہ دوزخ کے اندر داخل ہوئے اس زمانے سے قیامت تک دوزخ کے اندر رہیں گے اور جو مومن داغ محمدی پیشانی اور دل میں رکھے گا بمقدار اس کے **أُولَئِكَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانُ** ترجمہ وہ لوگ کہ لکھا گیا دلوں میں ان کے ایمان تو ہرگز الم آتش دوزخ ان کو نہ پہنچے گا اور دوزخ کے سات دروازے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **لَهَا سَبْعَةُ أَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزْءٌ مَقْشُورٌ** ترجمہ دوزخ کے

سات دروازے ہیں ہر دروازے کے لئے ان میں سے ایک فرقہ بٹ رہا ہے، طبقہ اول حجیم، اور دوسرا جنم، اور تیسرا سقر، جو تھا سمیر، پانچواں نطی، چٹھا ہادیہ، ساتواں حطہ اور مروی ہے کہ ایک دن جبرائیل علیہ السلام یہ آیت رسول خدا کے پاس لائے۔ قَوْلُهُ تَعَالٰی مَخْلَفٌ مِّنْ بَحْجَمٍ خَلَفَ اَمَّا عَوَالِ الصَّلَاةِ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسَوَتْ يَلْقَوْنَ عَذَابًا تَرْجَمُهُ بَحْرَانِ كِي جَلَدَ اَتَيْتُ نَاطِلُفَ كَمَا اَهْوَى نِي قَضَا كِي نَمَازِ اَوْ تَجِيحِي بُرْءِ مَرْدِ كِي اَتَا كِي مَلِي كِي كُرْاِي اَوْ رَاِي دَقْتِ اِيْتِ لَوْلِ زَيْنِ اَوْ پَرَا دِلِ پَرَا اِيَا اَوْ اَسْ كِي سَا تَهَا اِيَا اَوْ اَزَا تِي كِي رَنُكِ چہرہ مبارک کا متغیر ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ آواز کس کی ہے اور کہاں سے آئی، انہوں نے کہا یا رسول اللہ سات ہزار برس کے آگے سے آدم علیہ السلام کے ایک پتھر ستر ہزار من کا کندہ ہے پر دوزخ کے پڑا ہوا تھا وہ پتھر پندرہ ہزار برس سے نیچے کی طرف چلا جاتا تھا، ابھی قعر حطہ میں جا پہنچا یہ آواز اسی کی تھی حضرت نے پوچھا وہ جگہ کس کی ہے، وہ بولے منافقوں کی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرَجَاتِ الْاَسْفَلِ مِمَّنِ النَّارُ تَرْجَمُهُ مَنَافِقِيْ هِي سَبْ سِي نِيچے درجے میں آگ کے اور چھٹے درجہ میں دوزخ کے شرکین رہیں گے۔ اور پانچویں درجے دوزخ میں بت پرست اور جو تھو دے میں مے نوش اور تیسرے درجے میں ترسا اور دوسرے درجے میں جمود اور اول درجے میں عاصیان امت تمہاری کے رہیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصَّابِقِيْنَ وَالنَّصٰرٰى وَالْمَجُوسَ وَالَّذِيْنَ اٰشْرَكُوْا اَرْجَمُهُمْ جَوْلُوكِ کہ مسلمان ہیں کہنکار اور جو یہودی اور صابئی جو کہ بت پرستوں سے ایک فرقہ ہے اور انصاری اور مجوس اور جو شرک کرتے ہیں، یہ چھ گروہ دوزخ میں رہیں گے اور دوزخ کے ایک دروازے سے دوسرے دروازے تک ستر برس کی راہ ہے، اور حدیث میں آیا ہے کہ قدرت الہی سے جب ہزار برس آتش دوزخ دہکائی گئی تو سرخ ہوئی پھر ہزار برس دھوئی گئی تو سفید ہوئی، پھر ہزار برس سلگائی گئی تو سیاہ ہوئی قیامت تک ویسی ہی سیاہ رہے گی جیسی اندھیری رات ہے، اور ایک بار چرنگ کہ جس کی جوڑائی پانچو برس کی راہ ہے دوزخ کے اوپر رکھا گیا ہے اور وہ قیامت تک رہے گا اور دوزخ کے نیچے ایک پتھر ہے اس کے نیچے ایک فرشتہ چھری بشت پر کھڑا ہے اور اس کے نیچے ایک مچھلی ایسی بڑی ہے کہ دم اس کی عرش سے لگی ہوئی ہے اور کائے فردوس اعلیٰ کی ستر ہزار سیکنگ اس کے ہیں زمین سخت گڑھی ہوئی اس مچھلی کے پیٹ پر کھڑی ہے اور کائے نے ارادہ کیا کہ جنبش کرے خدا تعالیٰ نے ایک خنجر کو پیدا کر کے اس کے سامنے رکھا اور پھر نے اس کی ناک میں کاٹا اور اس کائے نے در سے

غرض کی بعدہ مستقل ہوئی اب تک وہ پھر اس کی ناک میں ہے قیامت تک وہ کائے اس کے خوف کے مارے نہیں ہل سکتی اگر وہ لغزش کرے تو سارا عالم زیر و زبر ہو جائے، اور فرخ اس کی عبد اللہ بن سلام کے قصہ میں لکھی ہوئی ہے اور بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے زنگ کو پیدا کر کے ہوا کو حکم کیا تو ایک حصہ اس کا زمین پر اور ایک حصہ کو زیر زمین لے گئی پیچھے اس کے آتش بے دود پیدا کر کے اس سے قوم جنات کو پیدا کیا جیسا کہ جناب الہی نے فرمایا ہے **وَ الْجَاۤءَتْ خَلْقَتْهُ مِنْ قَبْلُ مِنَ النَّارِ السَّمُومِ** ترجمہ : اور جنات کو بنایا ہم نے۔ آگ کی بوسے اور جنات سے جہان بھر گیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایک پیغمبر بھیجا نام ان کا یوسف تھا کہ ان کو شریعت بتلا دے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کرے انہوں نے ان کو نہ مانا اور مار ڈالا، اور زمین پر ظلم و فساد کرنے لگے، تب حق تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو فرشتوں کے ساتھ بھیجا انہوں نے سب کو مار کر جہان خالی کیا۔ **وَاللّٰمَ اَعْتَدْ بِالصَّوَابِ**۔

حضرت آدم علیہ السلام

راویان معتبر سے روایت ہے کہ جب ارادۃ الہی واسطے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے بموجب آیت کریمہ **اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً** اور ظہور ریاست بنی آدم کے متعلق ہوا تب حضرت عزرائیلؑ کو حکم ہوا کہ ایک مٹھی خاک ہر قسم کی سرخ اور سفید اور سیاہ زمین سے لائیں حضرت عزرائیلؑ حکم خداوندی ایک مٹھی خاک رنگارنگ کی تمام روئے زمین سے جمع کر کے لائے اور بموجب حکم الہی درمیان مکہ اور طائف کی رکھی اور اللہ تعالیٰ نے باران رحمت اس مٹی پر برسایا اور اپنی قدرت کاملہ سے حضرت آدم کا پتلا اس مٹی کے خمیر سے بنایا اور چالیس برس تک وہ قالب بیجان وہاں بیٹھا رہا جب عنایت الہی نے جہاں کا تارہ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن اور مرتبہ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر ظاہر ہو روح پاک کو حکم صادر ہوا کہ بدن آدم علیہ السلام کا روشن اور مرتبہ شرافت بنی آدم کا تمام مخلوق پر ظاہر ہو روح پاک کو حکم صادر ہوا کہ بدن آدم علیہ السلام میں داخل ہو لیکن روح لطیف نے خاک کثیف میں داخل ہونے سے انکار کیا۔ خطاب رب الارباب کا روح کو پہنچا **اَدْخُلْ اِنَّهَا السُّرُوْحُ فِیْ هٰذَا الْجَسَدِ** یعنی اسے جان داخل اس بدن میں ہو، جب روح قالب میں آدم کے مبارک کی طرف سے داخل ہوئی، جس جگہ روح پہنچی تھی بدن ناک کی جو مانند ٹھیکرے کے تھا گوشت اور پوست سے بدلتا جاتا تھا جب روح سینہ مبارک

ملک پہنچتی تو حضرت آدم علیہ السلام نے ارادہ لٹھنے کا کیا وہیں زمین پر گر پڑے اس واسطے حق تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے کَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً یعنی ہے انسان جلد باز اور اسی حالت میں حضرت آدم علیہ السلام نے چھینکا اور ابہام الہی سے کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اِکْ کَرِیْم اور عِیْسٰی نے اپنی رحمت سے فرمایا یَرْحَمُکَ اللّٰہُ سب سے اوّل جلّوہ رحمت الہی کا شامل حال حضرت آدم کے ہوا اور مجید سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی عَصٰی کا ان کے طفیل سے نصیب بنی آدم کے ہوا بعد اس کے ایک فرشتہ بموجب حکم الہی کے ایک جوڑا مرغ فوراً بہشت سے لایا اور حضرت آدم علیہ السلام کو ساتھ تشریف خلعت الہی سے شرف کیا اور تخت عزت اور عظمت پر بٹھایا۔ نقل ہے کہ فرشتے ابتداء پیدا نش آدم علیہ السلام سے آپس میں کہتے تھے کہ جس کو خدائے تعالیٰ خاک سے پیدا کر کے منہ خلافت پر بٹھائے گا تو وہ ہم سے خدا کے نزدیک زیادہ عزیز ہوگا اور ہم جو بارگاہِ عالم الغیوب میں دن رات رہتے ہیں علم ہمارا اس سے زیادہ ہوگا حق تعالیٰ نے بموجب آیت عَلَّمَہٗ اَدۡمَہُ السَّمَاۗءَ مَا فِیۡہَا وَاَلۡاَیۡۡتِہَا لَعَلَّہٗ یَتَّقِیْہَا کے نام حضرت آدم کو ابہام کر کے حکم کیا کہ فرشتوں سے ان چیزوں کے نام پوچھو جب حضرت آدم علیہ السلام نے فرشتوں سے پوچھا اَنۡیَسُوۡنِیْ بِاَسْمَآءِہٖۤ اَمْ لَا یَاۤءِۤ اَنۡ کُنۡتُمْ صَادِقِیۡنِ یعنی خبر دو میرے تئیں ان چیزوں کے نام سے اگر تم مجھے ہو تب فرشتے جواب سے عاجز ہوئے اور اپنے قصور کے معترف ہو کر بولے سُبْحٰنَکَ لَا عَلَیۡمَہٗ کُنَّا اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ یعنی پاک ہے تو اور نہیں علم ہمارے تئیں مگر جو تو نے سکھایا ہم کو اور جو عالم اور دانہ ہے تب اللہ تعالیٰ نے آدم کمال ظاہر اور باطن سے آراستہ کر کے واسطے زیادتی تعظیم و تکریم کے ملائک عظام کو جو آدم علیہ السلام کو تخت کے گرد اگر دھنچ باندھے ہوئے موزب کھڑے تھے حکم کیا اَسۡجُدُوۡا لِاَدۡمَ فَسَجَدُوۡا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ اَبٰی ذَاۤ اَسۡتَکْبَرُوۡا وَکَانَ مِنَ الْمَکٰۤرِیۡنِ یعنی سجدہ کرو آدم علیہ السلام کے تئیں سجدہ و حکم الہی کے سب فرشتوں نے بلا عذر و ٹکرا حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ مگر ابلیس ملعون نے انکار کیا اور بولا کہ میں آدم سے بہتر ہوں۔ اس واسطے میرے تئیں آگ سے پیدا کیا۔ اس نافرمانی سے شیطان ملعون ابدی ہو کر ماندہ گیا اور فرشتوں سے نکالا گیا حضرت آدم بہشت میں رہنے لگے۔ طبیعت ان کی شاق جلیس ہمد اور انیس عرم کی ہوئی تب حضرت آدم پر خواب نے غلبہ کیا۔ وقت خواب میں اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا ملہ سے آدم کے پہلوئے چپ سے حضرت حوا کو پیدا کیا۔ جب حضرت آدم بیدار ہوئے تو دیکھا کہ ایک عورت پاکیزہ ان کے پاس بیٹھی ہے ان کی طبیعت ہمایوں اور صورت میوں کو دیکھ کر نہایت خوش ہوئے

اور پوچھا کہ تو کون ہے۔ حضرت حوا نے کہا کہ میں تیرے بدن کا جز ہوں کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے تیری پسلی سے مجھ کو پیدا کیا ہے۔ نقل ہے کہ حسن اور جمال حضرت حوا کا اس قدر تھا کہ تمام عالم کی خوبی سوچتے تھے اسی میں سے نوسے حصے حسن حضرت حوا کو اور دس حصے باقی عالم کو عنایت فرمایا تب آدمؑ سجدہ شکر کیا لائے۔ جناب الہی نے ان کا عقد رب و جاملان عرش اور ساکنان سموات کے باندھا اور دونوں کو حکم ہوا کہ اسے آدم علیہ السلام و حوا تم دونوں اس بہشت میں رہو اور سب میوے اس بہشت کے کھاؤ مگر اس درخت کے قریب مت جانا۔ یعنی گیہوں کے درخت میں سے کچھ مت کھانا۔ جب ایلین عین نے آدمؑ کو سجدہ نہ کیا اور راندہ گیا اور شتوں سے نکالا گیا، اس سبب آتش کینہ اور مداس کے باطن میں شعلے مارتی تھیں اور وہ ہمیشہ اس تدبیر میں رہتا تھا کہ کسی صورت سے بہشت میں بیٹھے اور آدمؑ کو وہاں سے نکالے پہلے تو طاؤس سے دوستی کی کہ میری دوستی کے حق تیرے اوپر ثابت ہیں اور آگے ہم تم ایک مکان میں رہتے تھے، یہ اللہ تعالیٰ تم سے ہے کہ مجھ کو اپنے بازو پر بٹھا کر بہشت میں پہنچا دے تاکہ میں اپنے دشمن سے بدلہ لے سکوں۔ طاؤس نے اس بات سے انکار کیا۔ اور کہا کہ یہ بات تو سانپ سے کہو تب شیطان سانپ کے پاس گیا اور اپنے غریب کے منتر سے فریفتہ کیا، سانپ اس کو منہ میں لے کر بہشت میں لے گیا۔ اور نگہبان بہشت کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ پھر ایلین حضرت آدمؑ اور حوا کے پاس گیا اور رونا شروع کیا، حضرت آدمؑ اور حوا نے پوچھا کہ کیوں روتا ہے اور انہوں نے شیطان کو نہیں پہچانا، تب شیطان نے کہا کہ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں مجھ کو تمہارے حال پر رونا آتا ہے اور تم اس بہشت سے نکالے جاؤ گے اور یہ بہشت کی نعمتیں تم سے چھین لی جائیں گی اور لذت حیات سے ذائقہ موت کا چکھو گے۔ ان دونوں کو اس بات کے سننے سے بہت غم ہوا۔ ایلین نے کہا اگر تم میرا کہنا مانو تو میں تم کو اپنے رخت بتاؤں اگر تمھو را میوہ تم اس کا کھاؤ تو ہمیشہ زندہ رہو گے اور صورت موت کی ہرگز نہ دیکھو گے۔ حضرت آدمؑ نے پوچھا وہ کون سا لذت ہے۔ شیطان نے کہا وہی درخت ہے کہ جس کے کھانے سے حق سبحانہ نے منع کیا تھا۔ حضرت آدمؑ نے اس بات کو قبول نہ کیا۔ اور کہا کہ ہرگز مجھ سے نافرمانی خدا کی نہ ہوگی۔ جب شیطان نے قسم کھائی کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں دَسَمْتُہُمَا لِیَ نَکَحَا لَیْسَ النَّاسُ بِحِیۡنِیْ بعد اس کے حضرت آدم علیہ السلام اٹھ کر پہلے گئے اور شیطان نے حضرت حوا کی خدمت میں جا کر اسی طرح ان کے دلیں دوسرہ ڈالا اور شیطان کے کہنے پر گواہی دی حضرت حوا نے آدمؑ سے عرض کیا کہ سانپ تو خادم بہشت کا ہے اور وہ بھی موافق اس شخص کے یعنی شیطان کے گواہی دیتا ہے اب تو میں پہلے اس درخت کا پھل کھاتی ہوں اگر کچھ خلل ہو تو میرے واسطے خدا سے معافی مانگیو اور نہیں تو تم دونوں تمام عمر

بہشت کی نعمتیں جہن سے کھایا کرو۔

قبول توبہ حضرت آدم علیہ السلام

توبہ آدم بہ شفاعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول ہوئی اہام ہوا اے آدم تم اور تمہاری بیوی سراندیپ میں جا رہے تو فرزند تمہارے پیدا ہوں، آدم برضائے الہی خطہ ہندوستان میں آئے اور بودو بائیں اختیار کی ایک روز جبرائیل علیہ السلام سات ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے ٹکڑے کے لے کر ان کے پاس آئے تاکہ ان کو آہن گری سکھلا دیں حاجت آگ کی ہوئی آواز آئی اے جبرائیل آگ مالک و دوزخ سے مانگ لے جب انہوں نے آگ لاکر آدم کو دی گری و پیش سے ان کا ہاتھ جلا آدم نے زمین پر ڈال دی وہ آگ سات طبق زمین کے چھید کر پھر دوزخ میں چلی گئی اور خبر ہے اسی طرح سات دفعہ دوزخ سے لائے پھر دوزخ میں جا داخل ہوئی، آواز آئی اے جبرائیل سات دریائے رحمت سے دھو کر اسے لاؤ تب ٹھہرے گی، اور کعب الاحبار نے لکھا ہے کہ جب جبرائیل آگ لانے میں عاجز رہے تب حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا آدم کو انہوں نے پھر سے حتمی جہاں آگ نکالی اور جبرائیل نے ان کو آہن گری سکھلائی اور آلات کھیتی کرنے کے درست کیے جبرائیل نے ایک جوڑا بہشت سے بل کالادیا۔ اور بعض نے کہا ہے دو کائیں عین البقر سے لادیں اور ایک مٹت گندم بہشت سے لادیا اور کہا تو اپنے ہاتھ سے نہایت کر کے اس سے اپنی غذا حاصل کر تب آدم نے وہ دانہ زمین پر چھڑک دیا اور ہل جوتا جب بل کچے چلنے لگتا تب حضرت آدم نے اس پر ایک لکڑی ماری بل نے کہا اے آدم مجھ کو تو کیوں مارتا ہے اگر تجھے عقل ہوتی تو اس دنیا میں تو نہ پھنستا۔ آدم نے اس بات کو سن کر غصے میں آکر اس بل کو چھوڑ دیا اور خود وہاں سے چل دیئے۔ پھر حضرت جبرائیل حضرت آدم کے پاس آئے اور کہا کہ تم کہاں جاتے ہو۔ حضرت آدم نے کہا کہ بل نے مجھے سرزنش کی۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا وہ رنج میں گرفتار رہے گا۔ اب تم کو رنج و عذاب برداشت کرنا ہے۔ یہی نعمت کھاؤ گے۔ پھر حضرت آدم نے دوسری دفعہ بل جو تنا شروع کیا پھر بل کچی کرنے لگا پالاں گردن جس کو ہندی زبان میں جو لاکتے میں نیچے کر لیا اور کھڑا ہو گیا۔ پھر حضرت آدم سے اس کے لکڑی ماری تب بل نے رو بوائے آسمان کیا اور رویا۔ پس آدم نے اس کو دق ہو کر چھوڑ دیا اور چلے گئے پھر جبرائیل تشریف لائے اور کہا کہ کہاں جاتے ہو۔ وہ بولے کہ بل نے آزر دہ کو نذر کی درگاہ میں تضرع کیا حضرت جبرائیل نے کہا خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا اور فرمایا کہ تم نے

بہشت میں بھی ایسا ہی کیا تھا اب اس وقت تم پر اذیت ہو گئی اگر تم بیل پر سختی کرو گے تو پھر درست نہ ہوگا۔
 تم جلد جاؤ اپنے کام میں مصروف رہو۔ میں بیلوں کی زبان پر مہر کر دوں گا تاکہ وہ بات نہ کر سکیں، تب
 اچھی طرح ان سے کام لو پھر آدم کھیتی کرنے میں مشغول ہوئے زمین پر گئیہوں، کھیرادہ بار لایا اور سخت ہوا
 تب کاٹ لیا یہ سب سات گھڑی میں تیار ہو گیا۔ زمین نے کہا اے آدم مجھے معاف رکھو کہ میں ضعیف
 ہوں دگر نہ اس سے جلدی تم کو گئیہوں دیتی۔ آدم نے جب گئیہوں کو مل کو صاف کر کے کھانا چاہا تب
 جبرائیلؑ نے فرمایا کہ اول گئیہوں کو پانی کے ساتھ خمیر کر کے آگ میں سینک، تب حوئے ان سے
 تعلیم پا کر اپنے ہاتھ سے پیس کر پانی کے ساتھ خمیر کر کے روٹی پکا کر آدم کے سامنے لا رکھیں۔ آدم
 نے چاہا کہ کھا دیں جبرائیلؑ نے فرمایا کہ ذرا تامل کیجئے آفتاب غروب ہونے دو کہ تم روزہ دار ہو
 جب شام ہوئی آدم و حوئے ساتھ مل کر روٹی کھائی پھر دوسرے روز جب اشتہا کھانے کی ہوئی
 تو آدمؑ نے فرمایا کہ ایک خال سیاہ سینے پر میرے نمودار ہے اور جلدی بڑھ گیا یہاں تک کہ ہفت اندام
 ان کے سیاہ رنگ ہوئے اور وہ ڈرے اور معلوم کیا کہ شاید مجھ پر دوسری ذلت آگئی، جبرائیل علیہ
 السلام تشریف لائے اور کہا تم دو روز روزہ رکھو تو اللہ تعالیٰ تم کو شفائے کامل بخشے اور ان روزوں
 کا نام ایام بقیع ہے کہ تیرھویں چودھویں پندرھویں تاریخ ہر مہینہ کی حضرت آدمؑ پر اللہ تعالیٰ نے فرض
 کیا تھا اور اس زمانے سے لے کر حضرت موسیٰؑ کے زمانہ تک اس پر عمل تھا۔ پس جب حضرت آدمؑ
 نے خطہ ہندوستان میں آکر مسکن کیا تو حوا حامل ہوئیں اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنہی بیٹے کا نام قابیل
 اور بیٹی کا نام ایلیمہ رکھا وہ بنیات خوبصورت تھی پھر حوا حامل ہوئیں اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنہی
 بیٹے کا نام ہابیل اور بیٹی کا نام غارہ رکھا مگر یہ خوبصورت نہ تھی۔ مروی ہے کہ حوا ایک سو بیس بار جنہی
 تھیں ہر دفعہ ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنٹیں اور دوسری روایت ہے کہ ایک سو اسی بار جنہی تھیں
 اور روایت کی کہی ہے کہ قابیل مال کے پیٹ میں بہشت میں تھے پیدائش ان کی دنیا میں ہوئی اس
 واسطے کہ بہشت جائے پاک ہے نہ جائے آلودگی خون کی جب ہابیل اور قابیل دونوں بڑے ہوئے
 تب جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور آدم علیہ السلام سے کہا کہ خدائے تعالیٰ نے تم پر سلام بھیجا
 اور کہا ہے کہ دونوں بھائیوں کو دونوں بہنوں کے ساتھ یعنی قابیل کی بہن کو ہابیل کے ساتھ اور
 ہابیل کی بہن کو قابیل کے ساتھ شادی کر دو۔ تب انہوں نے حال شادی کا اپنے دونوں بیٹوں کو
 بلا کر کہہ دیا۔ اس بات کو سن کر قابیل نے انکار کیا اور کہا کہ میری بہن ایلیمہ صاحب جمل ہے میں
 اس کو نہیں دوں گا، آدمؑ نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو مان لے۔ اس نے کہا نہیں۔ مگر تم

ہابیل کو دوست رکھتے ہو اور یہ بسبب دوستی کے تم کہتے ہو پہلے جس نے عدول رکھی اپنے ماں باپ کی
 کی وہ قابیل ہی تھا آخر شی آدمؑ نے جو جب حکم خدا کے قابیل کی بہن کی شادی ہابیل کے ساتھ اور ہابیل
 کی بہن کی شادی قابیل کی بہن کے ساتھ کر دی۔ بعد اس کے قابیل نے حد سے ہابیل کو کہا کہ میری
 بہن اقلیما کو طلاق دے تو میں اپنی خدمت میں کھوں گا۔ ہابیل نے کہا یہ میری بیوی ہے میرے باپ
 نے اس کے ساتھ شادی کر دی ہے میں ہرگز اپنے والد کا حکم رو نہ کروں گا۔ اور خدا کا حکم بجا رکھوں
 گا۔ آدمؑ نے جب یہ ماجرا سنا واسطے تشفی خاطر دونوں بیٹوں کے یہ انصاف کر کے فرمایا کہ دونوں
 بھائی کوہ منابر دو قربانیاں کر کے رکھ دو۔ جس کی قربانی خدا کی درگاہ میں مقبول ہوگی اس کی بیوی اقلیما
 ہوگی۔ پس دونوں بیٹوں نے حسب حکم باپ نے کئی بکریاں لا غریزہ کر کے کوہ منابر پر رکھ دیں بمصرق
 اس آیت کے **وَ اٰخُلْ عَلَيْهِمْ نَبَا ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا نُسُقَتَّيْنِ مِنْ اَحَدٍ
 هِمَّا ذَاكَ يُتَقَبَّلُ مِنَ الْاٰخِرَةِ** ترجمہ اور سنا ان کو تحقیق احوال آدمؑ کے بیٹوں کا جب نذر
 مانی دونوں نے کچھ نذر بھر قبول ہوئی ایک سے اور نہ قبول ہوئی دوسرے سے عرض دونوں
 بھائیوں نے قربانی کوہ منابر رکھ کر دعا مانگی کہ یا الہی قربانی ہماری قبول کر دیں آتش بے دود
 مثال میرے نے اگر قربانی ہابیل کی جلادی اور قربانی قابیل کی قبول نہ ہوئی، تب قابیل ہابیل سے
 بولا جبکہ حق تعالیٰ نے فرمایا **لَا قَتْلُكَ** ترجمہ قابیل نے ہابیل کو کہا کہ میں تجھ کو مار
 ڈالوں گا کہ قربانی تیری قبول ہوئی ہابیل نے کہا **قَالَ اِنَّكَ تَقْبَلُ اللّٰهَ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ** ترجمہ۔
 ہابیل بولا کہ اللہ تعالیٰ قربانی قبول کرے اس پر ہیزگاروں کی اگر تو ہاتھ چلا دے گا مجھ پر مارنے کو
 میں ہاتھ نہ چلاؤں گا تجھ پر مارنے کو میں ڈرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے جو صاحب ہے سارے
 جہان کا، اب وہ کوہ منابریوں کا محل مناجات ہے قربانی اب تک اسی جگہ پر ہوتی ہے۔ آدمؑ
 کے زمانے میں کوہ آتش حاکم تھی جو چیز کہ انصاف کے واسطے اس پر رکھ دیتے غیب سے آگ آکر اسے
 جلادیتی تو خدا کی درگاہ میں وہ مقبول ہوتی اور حضرت نوحؑ کے ایام میں حاکم کشتی تھی۔ اس میں جھوٹا سچ
 معلوم ہوتا تھا۔ جو شخص ہاتھ اس پر رکھ دیتا متخاصمین میں سے اگر کشتی ساکن رہتی تو وہ شخص سچا ہوتا اور
 اگر لٹی تو دروغ گو ہوتا اور حضرت یوسفؑ کے زمانے میں حاکم صاع تھا، جو اس پر ہاتھ رکھتا اگر آواز
 نکلتی تو وہ جھوٹا ٹھہرتا اور اگر آواز نہ نکلتی تو وہ شخص سچا ہوتا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت
 میں حاکم زنجیر تھی آسمان سے نکلتی ہوئی۔ جو متخاصمین میں سے اس پر ہاتھ ڈالتا وہ زنجیر اس
 کے ہاتھ میں آجاتی تو وہ راست گو ہوتا اور اگر نہ آتی تو جھوٹا ٹھہرتا۔ اور حضرت سلیمانؑ کے عہد میں

حاکم سوراخ صومنہ کا ہاتھ متھامیں پر کر پاؤں اس میں ڈالے اگر پاؤں اس میں نہ اگلتا تو وہ شخص بچا ہوتا اگر بھینس جاتا تو وہ دروغ گو ٹھہرتا اور حضرت زکریا کے زمانے میں قلم آہنی تھا قلم کو حکم ہوتا کہ نام اپنا لکھ کر پانی میں ڈال دو اگر وہ پانی پر تیرتا تو وہ آدمی بچا ہوتا اگر ڈوب جاتا تو وہ جھوٹا ٹھہرتا اور جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت پہنچا تب حق تعالیٰ نے ان سب احکام گزشتہ کو منسوخ کر کے گواہوں پر رکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اچھوٹے اور بچے کو میں خوب جانتا ہوں جو بچا ہوگا اس کو جزائیک ملے گی اور اگر کاذب ہوگا جزا اس کی بدلے کی بمصدق اس آیت کے جَزَاؤُكُمْ كَذِبًا كَذِبًا كَذِبًا تَرَجَمَ۔ یہ بدلہ ہے پورا جو عمل کرتے ہیں دنیا میں، پس حاصل کلام ہاں و قابل دونوں بھائی کو وہ منا پر قربانی دے کر باپ کے پاس آئے۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا اے قابل تیری بہن اعلیٰ اب ہایل پر حلال ہوئی اور تجھ پر حرام، قابل اس بات کو سن کر اس کے مار ڈالنے کی تدبیر میں رہا اور وقت فرصت پر نگاہ رکھتا تھا کہ کیونکہ اس کو دفع کریں اور اس زمانے تک کسی نے کسی کی خونریزی نہیں کی تھی مگر قابل نے ہایل کو ناحق مارا تھا۔ ایک روز قابل نے ہایل سے کہا کہ میں تجھ کو مار ڈالوں گا اسی واسطے کہ تیرے سب فرزند کہیں گے کہ قربانی ہمارے باپ کی قبول ہوئی تمہارے باپ کی نہیں۔ ہایل نے کہا اے بھائی اس میں میری کیا تھقیر ہے۔ خدا عادل ہے۔ اچھا اگر تو مجھے مارے گا میں تجھ کو نہیں ماروں گا حق برادری کا بیجا لاؤں گا۔ مگر تو روز عشر عبد اللہ ماخوذ ہوگا اور مستوجب دوزخ ہوگا۔ اور میں خلاصی پاؤں گا وہ اکیس بات کے سنتے ہی اور بھی اس کا دشمن جانی ہوا ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت آدم حج کو گئے قضا ابی سے ایک روز قابل نے ہایل کے بکری خانے کے پاس جا کر دیکھا اور وہ منگل کا دن تھا کہ ہایل اس میں سوتا ہے، اس میں متردد ہوا کہ اس کو کسی طرح سے مار ڈالوں قضا ابی سے گریز نہ تھا۔ اس میں خیط طاق بصورت ایک شخص کے ایک سانپ ہاتھ میں لے کر سامنے قابل کے آکر ایک چھترہ میں سے اٹھا کر سانپ پر مارا سانپ مر گیا اور وہاں سے غائب ہو گیا تب قابل نے ابلیس یعنی سے تعلیم پا کر ایک چھترہ میں سے اٹھا کر ہایل کے سر پر مارا ہایل مر گیا اور وہ مردود خدا کی دکان میں عاصی دکانر ہوا۔ بعد ازاں اس پر آگ لگی۔ قابل متردد ہوا کہ اس کو کیا کرنا چاہیے۔ آخر اس لاش کو کاندھے پر لے کر دکانر کے پھرنے لگا جن زمین پر ہوا اس کا گرا وہ زمین شور ہو گئی پس خدا نے تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ اپنے دوست کو نیست کرے تب کوئے کو بھیجا جیسا کہ اللہ جل شانہ نے فرمایا فَبَعَثَ اللَّهُ غُرَابًا يَبْحِثُ فِي الْأَرْضِ يَكُنِمَا كَيْفَ يَجِدُ اِذْ رَاى سَيِّئًا كَا اَجْنِبًا ترجمہ: پھر بھیجا اللہ تعالیٰ نے ایک کوئے کو کہ یہ تازیں کہ اس کو دکھا دے کہ کسی طرح چھپتا ہے میت اپنے بھائی کا۔ خدا یہ ہے کہ وہ کہے اللہ تعالیٰ نے بھیجے وہ دونوں آپس میں لڑے ایک

ایک نے دوسرے کو مار ڈالا بعد ازاں اپنے جنگل اور منقاد سے زمین کو کھود کر قبر کی مثال بنا کر اس میں اس کو سے کو
گڑا کر چلا گیا۔ پس قایل نے کہا تو کہ تعالیٰ قال یٰ ذٰلِکَ اَنْ اَکُوْنَ مِثْلَ هٰذَا لَعَنَیْ
خٰذِلَی سَوَآءَ اَخِیْ خَافَیْجَ مِنْ الشَّیْءِ مِیْنُ تَرْجَمَ قَابِلُ بُوَالِے خرابی مجھ سے اتنا نہ ہو
سکا کہ ہو جاؤں برا ہواں کو سے کہ میں چمپاؤں غیب اپنے بھائی کا پھر لگا بچھتا نے سورہ مائدہ میں
تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے پہلے کوئی انسان نہیں مرا تھا کہ جس سے معلوم ہوتا کہ مردے کے بدن کو کیا
کرنا چاہیئے۔ قایل ہابیل کو مار کر ڈرا کہ اس کا بدن پڑا ہے گا تو لوگ دیکھ کر مجھ کو پکڑیں گے تب اس کو
ماتہ پشاور سے کے باندھ کر کئی روز لئے پھر آخر اللہ تعالیٰ نے ایک کو سے کو بھیجا اس نے اس کو دکھا کر
زمین کرید کر دوسرے مردہ کو سے کو دفن کیا تو اس نے دفن کرنے کا طور دیکھا اور بھائی کی خبر خواہی دوسرے
کے حق میں دیکھی تب وہ پشیمان ہوا۔ اس نے کو سے کا حال دیکھ کر قبر کھودی اور ہابیل کو
دفن کیا، بعد ازاں جانے کا قصد کیا اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی اے زمین قایل کو داب سے
تب حکم الہی سے زمین نے اس کو زافل زانوں تک داب لیا جب قایل نے رو بسوے آسمان کیا اور کہا
خدا یا! ابلیس بھی تیرا درگاہ میں مرد و دبے اس کو بھی زمین داب لیتی آواز آئی اے ملعون ابلیس نے اپنے
بھائی کی خونریزی نہیں کی تھی۔ وہ پھر بولا۔ خدا یا میرا باپ بھی گندم کھا کے عاصی ہوا تھا اس کو بھی زمین میں
دفن کر دیتے پھر جناب باری سے اس پر عتاب ہوا۔ اسے مرد و تیرے باپ نے قطع صلہ رحم کب کیا تھا
جیسا کہ تو نے کیا۔ پھر قایل کو سینے تک زمین میں دبا لیا جب اس نے کہا یا رب قم ہے تیری کہ میں نے
اپنے باپ سے نہ کہ میری توبہ اس کلمہ کی برکت سے قبول ہوئی جو میں نے عرض پر لکھا دیکھا لَکُ الْاٰ
لَہُ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس کلمہ کی برکت سے میرے گناہ بخش دے۔ پھر ندا آئی اے
زمین اس کو چھوڑ دو تب اس نے چھوڑ دیا۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو سوار کی صورت
پر قایل کے پاس بھیجا اس نے اس کو نیزہ سے مارا۔ پھر اللہ جل شانہ نے اس کو زندہ کیا، پھر مارا، پھر
زندہ کیا اسی طرح حال اس کا روز قیامت تک رہے گا۔ جب مکہ سے حضرت آدم تشریف لا۔ بے ہابیل کی
بہت تلاش کی مگر نہ پایا بعد ازاں لوگوں سے پوچھنے لگے کسی نے جواب دیا چند روز سے معلوم نہیں کہا اس
گیا۔ آخر حضرت آدم نے ان کے لئے کھانا پانچ سو سال تک ترک کیا اور شب دروزان کے غم و فکریں رہتے۔
ایک روز صبح کو خواب میں دیکھا کہ ہابیل اَتَّحِیْتُ اَتَّحِیْتُ۔ اے پدر اے پدر پکا دتا ہے۔ حضرت
آدم نیند سے جو کم اٹھے اور زار زار رونے لگے اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت
جبرائیل سے کہنے لگے کہ ہم اس کی قبر دیکھنا چاہتے ہیں۔ قایل سے ہم نیزا رہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام

نے کہا مت گریہ و زاری کرو۔ خدائے تعالیٰ بھی اس سے بہت نیرا ہے۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام ان دونوں کو اس کی قبر پر لے گئے۔ حضرت آدمؑ نے دیکھا اور بولے اگر قبیل ہابیل کو مار تا تو خون اس کا یہاں گرتا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا ہوزین نے کھینچ لیا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے کہا لعنت خدا کی ہے اس زمین پر کہ خون میرے فرزند کا پی گئی تب زمین نے خون اس کا اگل دیا یہ دیکھ کر حضرت آدم و حوا نے قبر اس کی کھود کر اسے نکالا دیکھا کہ مغز اس کا نکلا پڑا ہے اور خون سے قریب تر اور آلودہ ہو رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر اور بھی بہت سارے دونوں روئے اور ان کے رونے سے آسمان کے فرشتے بھی روئے آخر حضرت آدم علیہ السلام ہابیل کی لاش کو تابوت میں بند کر کے اپنے مکان میں لائے۔ اور روایت کی ہے ابن عباسؓ نے کہ سنت آدم علیہ السلام نے چالیس روز تک اس تابوت کو تمام عالم کے گرد پھرایا۔ جس موضع میں وہ جستے وہ موضع یہ ظلم دیکھ ماتم کرتا اور وحوش طیور اور پرندے بھی اس حال پر گریہ و زاری کرتے اور کہتے کہ بھانگنا چاہیے انسان سے کہ وہ بے وقا ظالم اپنے بھائی کو مار ڈالتے ہیں۔ بعد اس کے حضرت آدم علیہ السلام نے ہابیل کو اپنے مکان پر لا کر دفن کیا اور اس وقت ان کے فرزند ایک سو بیس تھے اور اس وقت سولہ ہابیل کے کوئی بھی نہ رہا حساب بیٹوں نے تب اپنے باپ کے پاس آکر عرض کی کہ ہم کچھ روپے پیسے چاہتے ہیں تاکہ اس سے کمادیں اور سوداگری کر کے کھادیں تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک مٹھی سونا اور ایک ٹکڑی سونا اور ایک مٹھی چاندی لادی حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اس قدر چاندی سونے سے ہمارے فرزندوں کا کیا بنے گا کہ وہ اس سے تجارت کر کے کھادیں پس غیب سے آواز آئی کہ سونے چاندی کو پہاڑوں میں ڈال دے تاکہ وہ وہاں سے تھوڑا تھوڑا نکال کر بقدر حال اپنے تجارت کر کے کھادیں تو وہ قیامت تک کم نہ ہو گا پس بعد ہزار سال کے حضرت آدم بیمار ہوئے اور کھانے کے لئے مختلف اقسام کے میوؤں کی بیٹوں سے فرمائش کی سب بیٹے میوے لانے کے لئے گئے مگر حضرت شیث علیہ السلام بیمار داری میں باپ کی خدمت میں حاضر رہے۔ جب ان لوگوں کے آنے میں تاخیر ہوئی تو حضرت شیث علیہ السلام کو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تو اس پہاڑ پر جا کر دعا مانگ تو حق تعالیٰ تیری دعا کی برکت سے میرے لئے میوے بھیجے گا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے کہا کہ آپ میرے والد بزرگ ہیں آپ کے دعا مانگنے سے حق تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے بیشک ضرور میوے بھیجے گا اور آپ کی دعا اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں قبول ہے حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ میں خدا کی درگاہ میں فرزند ہوں باعث کرم غوری کے، اور تم پاک صاف ہو تب انہوں نے صوب الحکیم باپ کے وہاں جا کر دعا مانگی دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام معہ ایک طبق زریں اور اس میں طرح طرح کے میوے جیسا کہ امر وعدہ سب

دنار بنی، خرمن دیوں، انگور، انجیر، خربزہ وغیرہ اس میں لکھ کر اوردوسرے طریق زمر سے اس پر ڈھانپ کر ایک حور کے سر پر رکھ کر لئے، حور اپنے چہرہ سے نقاب کھول کر سامنے حاضر ہوئی حضرت آدمؑ نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا یہ حور کس کے لئے ہے حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ حق تعالیٰ نے اس حور کو بہشت سے حضرت ثیث کی زوجت کے لئے بھیجا ہے کیونکہ سب فرزند تمہارے سوائے اس کے جفت پیدا ہوئے ہیں بعض نے روایت کی ہے کہ وہ حور پھر بہشت میں چلی گئی اور ان کے لئے قیامت تک بہشت میں منتظر رہے گی اور مصنف اس کتاب کا کہتا ہے کہ حضرت آدمؑ نے اس حور کی شادی حضرت ثیث سے کر دی اور اس حور کی عربی زبان تھی جو فرزند اس سے پیدا ہوتا وہ عربی بولتا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نسل سے ہیں۔ پس حضرت آدمؑ نے اس میوے سے کچھ آپ کھا یا کچھ بیٹوں کو دیا جس نے اس میوے کو کھا یا فاضل تر اور دانا دیتا ہوا تب حضرت آدمؑ نے اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ اب قریب ہے کہ میں دنیا سے کوچ کروں گا حضرت ثیثؑ کا مقام میرا ہے گا تم سب اس کی فرمانبرداری کیجو اور اس پر ایمان لائیو تب انہوں نے حضور میں اقرار کیا اس کے بعد حضرت نے اس دنیا سے رحلت فرمائی جیسے باپ کی مفارقت میں بہت روئے نماز جنازہ کی پڑھ کر دفن کیا۔ دو سال تک باپ کی قبر پر حاضر رہے بعدہ جلا ہو کر اپنے اپنے گھر گئے۔

عزائیل علیہ اللعنة

حق سبحانہ تعالیٰ نے دو صورتیں دوزخ کے اندر پیدا کیں۔ ایک صورت شیر کی دوسری بھیڑیہ کی یہ دونوں صورتیں قدرت الہی سے دوزخ سمیں ہیں جا کر باہم جفت ہوئیں اس سے یہ عزائیل پیدا ہوا۔ اس نے وہاں ہزار سال تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا۔ پھر اس کے بعد ہر طبقہ زمین پر ہزار سال عبادت کر کے زمین دنیا پر آیا حق سبحانہ تعالیٰ نے اس کو دوبارہ دوزخ کے عنایت کئے تب وہاں سے اڑ کر آسمان اول پر آگیا وہاں ہزار برس تک خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا تب اس کا نام خاشع ہوا۔ وہاں سے دوسرے آسمان پر گیا پھر ہزار سال خدائے تعالیٰ کو سجدہ کیا وہاں رہنے والوں نے اس کا نام مابد رکھا پھر تیسرے آسمان پر جا کر ایک ہزار سال تک رب العالمین کو سجدہ کیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ایک کیف دست کے برابر جگہ زمین و آسمان میں باقی نہ رہی جہاں اس نے اپنا سر نہ جھکا یا ہو۔ بعدہ عرشِ معلیٰ پر جا کر چھ ہزار برس حق تعالیٰ کی پرستش کر کے ایک مقام پر سجدے سے سرائٹھا کہ جناب باری تعالیٰ کو عرض کی کہ خدایا مجھے لوح محفوظ پر اپنے نفل و کرم سے اٹھالے تاکہ میں تیری قدرت دیکھوں اور تیری عبادت زیادہ کروں، جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا اسرافیل علیہ السلام پر کہ اسے اٹھالے۔ جب وہ لوح محفوظ پر گیا نظر اس کی نوشتہ پر جا پہنچی اس میں لکھا تھا کہ بندہ خدا

چھ لاکھ برس تک اپنے خالق کی عبادت کرے اور ایک سجدہ خدا کا نہ کرے تو خدا تعالیٰ اس کی چھ لاکھ برس کی عبادت کرے اور ایک سجدہ خدا کا نہ کرے تو خدا تعالیٰ اس کی چھ لاکھ برس کی عبادت کو مٹا کر سب مخلوقات میں نام اس کا ابلیس مردود و مہرہوم رکھے گا۔ عزرائیل اس کو پڑھ کر وہیں چھ لاکھ برس تک کھڑا ہو کر دیا۔ جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی کہ عزرائیل جو بندہ میری اطاعت نہ کرے اور میرا حکم بجا نہ لائے مزا اس کی کیسے؟ عزرائیل نے کہا کہ خداوند جو شخص حکم اپنے خالق کا نہ مانے اس کی سزا لعنت ہے۔ فرمایا اے عزرائیل تو اس کو لکھ رکھ اور عبد اللہ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ عزرائیل کے مردود ہونے سے بارہ ہزار برس پہلے جو لہر واقع ہوا تھا۔ حاصل یہ کہ عزرائیل نے کہا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَىٰ مَنْ مَّا أَطَاعَ اللَّهَ، لعنت خدا کی اس پر ہے جو اطاعت نہ کرے اللہ تعالیٰ کی۔ تب حکم ہوا کہ عزرائیل بہشت میں کئی ہزار سال خرابی بہشت کا رہے اور ایک دن اس جہان کا اس جہان کے ہزار سال کے برابر ہے۔ پس بہشت میں ایک منبر نور کا رکھوا کہ ہزار برس تک درس تدریس اور دغلو و فحیحت کرتا رہا۔ جبرائیل میکائیل اور اسرافیل و عزرائیل اور جمع ملائکہ اس منبر کے نیچے بیٹھ کر غلط سنا کرتے تھے۔ ایک روز فرشتے آپس میں باتیں کرتے تھے کہ اگر ہم لوگوں سے کوئی گناہ صادر ہوئے تو عزرائیل کو شفیع کریں گے تاکہ خداوند کریم ہمارا گناہ معاف کرے۔ اتفاقاً ایک روز فرشتوں کی نظر اس نوشتے پر جو لوح محفوظ میں لکھا تھا جا پڑی اسے دیکھ کر سب رونے اور سر پٹینے لگے تب وہ کہنے لگا کہ آج تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو روتے بھی ہو اور اپنے اپنے سر کو پیٹتے بھی ہو انہوں نے کہا کہ لوح محفوظ پر لکھا ہے کہ ہم میں سے ایک شخص معزول و مردود ہو گا۔ اس بات کو سن کر عزرائیل کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ مجھے نصیب کرے سب اس بات کو سن کر خاموش ہو گئے اور ان دن عزرائیل نے جناب احدیت میں عرض کی کہ یا الہی جنوں نے پردہ زمین پر آپس میں کشت و خون و فساد برپا کر رکھا ہے مجھے ان پر سپہ سالار بنا کر بھیج دے تاکہ میں وہاں جا کر سب کو مار ڈالوں جناب احدیت نے قبول فرمایا اسے عزرائیل تو چار ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر زمین پر جا کی کو قتل اور کسی کو کوہ قاف میں ڈال کر روئے زمین کو مفسدوں سے پاک کر بعد دنگاہ الہی سے خطاب آیا کہ اے عزرائیل اور اے جماعت ملائکہ میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً ۖ قَالُوا أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاءَ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۖ قَالَ إِنِّي أَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝** اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو کہ مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب ہوئے کیا تو رکھے گا اس میں شخص کو جو فساد اور خونریزی کرے اور ہم ذکر کرتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری ذات پاک کو کہا مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ تب جبرائیل علیہ السلام

پر رب العالمین کا حکم ہوا کہ ایک مشت خاک زمین پر سے لاؤ حکم الہی جبرائیل علیہ السلام بندی سے آسمان کی فوراً اس
 زمین پر آئے کہ اب جہاں خانہ کعبہ ہے چاہا کہ ایک مشت خاک لیں اس وقت زمین نے ان کو تمہاری کہ جبرائیل
 برائے خدا مجھ سے خاک مت لے کہ اس سے خلیفہ پیدا ہوگا اور اس کی اولاد بہت عاصی و کفرنگار مستور جب عذاب
 ہوگی میں مسکین خاک پا ہوں طاقت و تحمل عذاب خدا کا نہیں رکھتی ہوں، اس بات کو سن کر حضرت جبرائیل
 علیہ السلام خاک سے باز آئے غرض اسی طرح سے جبرائیل پھر گئے اور میکائیل اور اسرافیل علیہما السلام سے
 بھی یہ کام انجام کو نہ پہنچا تب عزرائیل کو بھیجا ان کو بھی زمین نے منع کیا انہوں نے نہ مانا اور کہا جس کی قسم دیتی
 ہے میں اس کے حکم سے آیا ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا تجھ کو لے ہی جاؤں گا پس عزرائیل نے ہاتھ
 نکال کر ایک مٹھی بھر خاک اسی سرزمین سے لے کر عالم بالا پر چلے گئے اور عرض کی کہ خداوند تو دانا دینا ہے
 میں نے یہ حاصل کیا ہے تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا لے عزرائیل میں اس خاک سے زمین پر ایک خلیفہ پیدا
 کروں گا اور اس کی جہاں قبض کرنے کے لئے تجھی کو مقرر کروں گا۔ تب عزرائیل نے معذرت کی کہ یارب تیرے
 بند سے مجھے دشمن جانیں گے اور گالیاں دیں گے۔ جناب باری نے فرمایا اسے عزرائیل تو نعمت کریں خالق
 مخلوقات کا ہوں ہر ایک موت کا سبب گردانوں گا اور ہر شخص اپنے اپنے مرض میں گرفتار رہے گا۔ تب تجھ کو دشمن
 نہ جانے گا کسی کو درد میں مبتلا کروں گا اور کسی کو تپ دق میں اور کسی کو پانی میں کروں گا۔ بعد حکم الہی سے فرشتوں نے
 وہ مشت خاک مابین طائف اور مکہ منظمہ کے رکھ دی پس باران رحمت برساتا دوبرس میں وہ خاک گیلی ہوئی اور
 پوچھے برس میں صلابہ ہوئی اور چھ برس میں فساد ہوئی اور آٹھویں برس میں آدم کی صورت بنی، تو ایسے ن ابلیس
 ستر ہزار فرشتوں کو اپنے ساتھ لے کر آدم کے پاس آیا دیکھا تو قالب آدم کا خاک پر پڑا ہوا تھا اس نے بہت حقارت
 اس کی طرف نظر کی اور ایک دن فرشتوں نے عزرائیل سے کہا کہ اس خاک سے خلیفہ خدا کا پیدا ہوگا وہ بلا
 پج ہے، مگر اللہ تعالیٰ اس صورت کو میرا فرمانبردار کر دے گا تو میں اس کو ہلاک کروں گا اور اگر مجھے اس کا
 فرمانبردار کرے گا تو میں اس کی فرمانبرداری نہ کروں گا۔ اور عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک
 دن ابلیس علیہ اللعنة قالب میں حضرت آدم علیہ السلام کے داخل ہو کر نافت تک پہنچا تھا بسبب گرمی و آتش
 کے وہاں سے نکل آیا اور اس کے سبب مسدود و بغض و دشمنی ان سے زیادہ ہوئی اور اپنے منہ کا تھوک ان کے
 قالب میں ڈال کر چلا گیا اور حق تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے اب دہن ابلیس علیہ اللعنة کا کالبد سے
 آدم کے لئے کرکٹا اور گلہ باقی ہے آدم کے درخت خراب کیا اور عبد اللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک
 دن ابلیس علیہ اللعنة قالب میں حضرت آدم علیہ السلام کے داخل ہو کر نافت تک پہنچا تھا بسبب گرمی و آتش کے
 وہاں سے نکل آیا اور اس کے سبب مسدود و بغض و دشمنی ان سے زیادہ ہوئی اور اپنے منہ کا تھوک ان

کے قالب میں ڈال کر چلا گیا اور حق تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل علیہ السلام نے آدھ دھن ابلیس علیہ اللعنة کا کابلہ سے آدم کے لئے کرکٹ اور گول باقی سے آدم کے درخت خرید لیا اور عبد اللہ بن عباس نے روایت کی ہے کہ جان پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدیل میں عرش معلیٰ پر تیسچ پڑھتی تھی اور قطرہ عرق مصطفیٰ کا وہاں سے ٹپک کر اس جگہ میں گر پڑا جہاں اب حربت منورہ خاتم الانبیاء ہے اور حکم الہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی خاک پاک کو مشک اور عنبر سے ملا کر معطر کر کے پیشانی آدم پر مل دیا تب آدم علیہ السلام کا نور اس کے منہ سے دو چند ظاہر ہوا بعد اس کے جب چالیس دن گزرے خلقت روح آدم علیہ السلام کی ہوئی اسی وقت رب جلیل کی طرف سے فرمان آیا کہ اے جبرائیل میکائیل اسرافیل جان آدم کی اس کے قالب میں پہنچا دو ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار فرشتے جان آدم کی ایک طبق نور میں رکھ کر اور ایک طبق پوش نور سے ڈھانک کر آدم علیہ السلام کے سر پر لارکھا پھر وہ طبق پوش ان کی جان سے اٹھایا اور تمام ملائک ساتوں آسمان کے دیکھنے کو آئے کہ جان آدم کی قالب میں کیونکر جاتی ہے اس کو دیکھیں اور یہ آواز آئی۔ اَیُّهَا السُّودُ حُ اَدْخُلْ فِیْ هٰذِهِ الْجَنَّةِ قَوْمًا: اے جان آدم اس قالب کے اندر جاتے سات مرتبہ ان کی جان پاک نے اطراف میں ان کے قالب کے گشت کیا اور اندر نہ جاسکی اور عرض کی یا خالق میں مجھ نورانی کھتی ہوں اور یہ قالب اندھیرا کیف ہے میں کیونکر جاؤں پھر یہ آواز آئی اَدْخُلْ کَرُهَا قَاخْرُجْ کَرُهَا ترجمہ اے جان آدم داخل ہوتن میں نفرت سے اور نکل آتن سے نفرت سے اسی وقت جان پاک آدم کی ناک کی رزہ سے داخل ہو کر پورے طرف دماغ کے پھرنے لگی۔ جب آدم نے آنکھیں اپنی کھولیں فوراً جان ان کے دماغ سے حلق میں آ رہی اور حق سے سینے میں اور سینے سے ناف تک پہنچی جب وہ گل گوشت پوست ہڈی رگ اور آنت ہو گئی بعدہ آدم نے اللہ کی قدرت سے ہاتھ کو زین پر ٹیک کر اٹھنے کا قصد کیا اس میں فرشتے بول اٹھے کہ یہ بندہ ختاب ہو گا کہ اب تک آدھ اتن اس کا گل ہے اور چاہتا ہے کہ اٹھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا خَلِقَ الْاِنْسَانَ عَجَبًا: ترجمہ پیدا کیا گیا انسان جلد بازی میں ختاب کار اور آدم نے اپنے سارے بدن پر نظر کر کے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کس چیز سے بنایا اور جان آدم کی جوڑوں اور بندوں میں مانند ہوا کے رگوں میں اور گوشت پوست میں سارے بدن کے پھیر رہی تھی تب حق تعالیٰ نے فرمایا ابھیجا کہ دماغ آدم علیہ السلام کا سہلا دیں اور پیشانی ان کی ملیں اور ایسا ہی ہوا تب جان ان کی گوشت اور پوست اور رگوں میں قرار پذیر اور متحکم ہوئی فی الفور جھینک آئی آدم باہم خدائے تعالیٰ کے کلمہ الحمد باللہ زبان پر لائے اور اس کا جواب رب العالمین کی طرف سے یَوْ حَمَلْتُکَ اللّٰہُ ارشاد ہوا اسی لئے اس کا جواب ہوا جو کوئی پھینکے اور الحمد باللہ پڑھے تو سننے والے پر واجب ہے کہ اس کے جواب پر یرحمک اللہ کہے بعد اس کے جناب

کے دیدوں سے مجھے محبوب رکھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا خَائِدُكَ مِنَ الْمُنْظَرِینَ مَا لِيْ یُؤْمِرُ الْمُؤْتَمِرِ
 الْمَخْلُوقِمْ ط ترجمہ: تجھ کو ڈھیل ہے اس وقت تک جو دن کے معلوم ہے جب مرد اس کی حاصل ہوئی لیکن گناہ
 میں آدمی کے جا بیٹھا اور تاک میں رہا پھر کہا شیطان نے قولہ تعالیٰ ذَبْعُزَّیْنِ لَکُمُنِیْ یَتْلُوْهُمُ الْجَمْعِیْنَ
 لَا اَعْبَادَ لَکَ مِنْهُمْ اَلْمُخْلِصِیْنَ ۝ ترجمہ: ابلیس نے کہا تم ہے تیری عزت کی میں گمراہ کروں گا ان
 سب کو مگر جو بندے ہیں تیرے ان میں چنے ہوئے ہیں حق تعالیٰ نے فرمایا قَالَ خَالِحُ وَ الْخُحُ
 اَقُوْلُ لَا مَلٰئِکَۃَ جَهَنَّمَ مِنْکَ وَ مِنْکَ نَبْعَلُکَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ۝ ترجمہ ٹھیک بات یہ ہے
 اور ٹھیک ہی کہتا ہوں مجھ کو بھڑنا ہے دوزخ تجھ سے اور ان سے جو تیری راہ پر جائیں گے، بعد جناب
 باری کے حکم کے تخت آدم کا فرشتہ نے جنت "افرد" میں جا رکھا اور سب متمسک برحق تعالیٰ نے انکو عنایت
 کی تھیں اس کے ساتھ ہی ان کو قرار دے دیا کہ تو سلی نہ تھی کیونکہ آدم و تسلی ہرگز کو اپنے ہم جنس سے ہوئی ہے اور عالم تنہائی میں
 کوئی ہم جنس ان کا نہ تھا اور غاف کی مرضی بھی تھی کہ ان کا جفت و ہمسر پیدا کرے کیونکہ بخت و بے مثل و
 بے حاجت سوا خدا کے کوئی نہیں جب وہ بے قرار ہوئے تب حق تعالیٰ نے ان کو خواب میں ڈالا اور وہ
 ایسے سوئے کہ میند نہ آئی اور نہ بیدار ہوئے اس صورت میں خالق نے جبرائیل سے ایک ہڈی مانگی ہو۔
 ان کے نکلوائی اور اس نے ان کو درد و اہم نہ پہنچا تھا اگرچہ ہنسی تو ہرگز محبت عورتوں کے دل میں مردوں کی نہ
 ہوتی۔ اس ہڈی سے حضرت حوا کو بنایا خوبصورتی و نیک روی و لطافت و حسن و جمال اور جو کچھ خوبیاں جہان
 کی عورتوں میں تھیں تمام تر حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کو انھیں اور نہیر کی شرم اور ہر شفقت کمال ان کو دی
 اور حملہ زریں ہشت سے لاکر ان کو پہنائے اور تاج زریں ان کے سر پہ رکھ کر تخت زریں پر بٹھایا۔
 بعد اس کے آدم کو میند سے بیدار کر کے حوا کے ساتھ جلوہ دیا۔ آدم علیہ السلام نے حوا کو اس طرح دیکھ کر
 بے اختیار چاہا کہ ان پر دست انداز ہوں تب درگاہ الہی سے آواز آئی کہ لے آدم خبردار اسے
 مت چھو ورنہ نکاح اس کی صحبت حرام ہے تب آدم نے ان سے نکاح کرنے کی خواہش گاری کی، بعد
 حق تعالیٰ نے آدم کا نکاح حوا کے ساتھ کر دیا اور فرمایا سر اور پردے جیسے ہیں لگانے جائیں اور طبق
 زمر و مر و ارید اور جواہرات نثار کئے اور ساتواں آسمان کے فرشتے سب رخت کے نیچے حاضر
 ہوئے بعدہ حق تعالیٰ نے وہ پردے سب اٹھ لئے اور ثنا اپنی آپ کو نادی۔ اَلْحَمْدُ شَآئِئُ
 وَ الْکِبْرِیَاءُ ذِی الدَّیِّ وَ الْعِظْمَةُ اِذَا دِی وَ الْخُلُقُ عِبْدِیْ وَ اِمَاۤیْ وَ اَنِیَّ
 دُیِّ وَ اَذِیَّ وَ اَنِیَّ وَ مَحْمَدٌ حَبِیْبِیْ وَ دُیِّ خُلُقُ اَللّٰہِ شَیْءٌ لِّیْسَتْ دَکَ
 یٰہَا عَلٰی وَحْدَ اَمِیَّتِیْ اَشْہَدُ وَ اَمَلًا لِّکِبْرِیْ وَ سَکَانَ سَمَوٰتِیْ وَ حَمَلَتْہُ عَوِیَّتِیْ تَدْنُوْجُ

اَمَّتِي حَوَاءَ اَدَمَ بِسَلْبِهِ نَظَرْتُ وَصَنَعَ قُدْرَتِي وَصَدَّقَ اَدَمَ لِحَوِّ اَبْرَ تَسْبِيحِي
 وَمَنْزِلِي وَتَحْيِيَّتِي وَتَقْدِيرِي وَهِيَ شَهَادَةٌ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ
 لَهُ يَا اَدَمَ يَا حَوَاءَ اَدْخُلَا جَنَّتِي وَكُلَا مِنْهَا مَتَرَفِي وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا
 مِنَ الظَّالِمِيْنَ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمَا وَوَعَدْتَنِي وَبَرَكَتَنِي حَقَّ تَعَالَى سُبْحَانَ تَعَالَى نَعَمْ لَكَ فِي
 آدَمَ وَحَوَاءَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ كَيْ يَنْا بِرُحْمِي اَوْ كَيْهَا مَحْمَدِي ثَنَا هِيَ اَوْ بَرَكَتِي مِيرِي چاور اور عظمت ميري ازار
 ہے اور کل مخلوقات ميرے غلام اور لونڈیاں ہیں اور انبیاء میرے رسول اور اولیاء میرے دوست ہیں اور محمد
 صلعم میرے حبیب اور رسول ہیں اور پیدا کیا میں نے کل سے کو تاکہ گواہی دیوے میری وحدانیت پر اور گواہی
 میرے فرشتے سب اور سب آسمان کے رہنے والے اور عرش کے اٹھانے والے بیشک میں نے نکاح باندھ
 دیا ساتھ اپنی بدولع فطرت اور منبع قدرت کے اور آدم کا ہر خوا کے نکاح کا میری تسبیح اور تہنید اور تہلیل اور
 تقدیس ہے نہیں کوئی معبود سوائے خدا کے ایسا خدا کہ وہ واحد ہے اور نہیں کوئی اس کا شریک ہے آدم تم اور تمہاری
 عورت جنت میں جا رہا اور وہاں کے سب میوے محفوظ ہو کر کھاؤ اور مت جانا اس درخت کے پاس ورنہ پھر
 تم نا انصاف ہو گے اور میرا سلام تم پر ہو اور میری طرف سے صحت و برکت ہو۔ بعدہ آدم نے خود نکاح کی سُبْحَتِ
 السَّحَابِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
 الْمُبِينِ الْعَظِيمِ۔ ترجمہ میں تسبیح پڑھتا ہوں اور حمد کرتا ہوں واسطے اللہ تعالیٰ کے اور نہیں ہے کوئی معبود
 سوائے اللہ تعالیٰ کے جو بڑا بزرگ ہے۔ اللہ جل شانہ کو جب خطبہ نکاح خوانی آدم سے فرحت ہوئی تو سب
 فرشتے خوشیاں منانے لگے اور مبارکبادیاں دینے لگے اور زور و جواہر بنا رکھے پس جب آدم علیہ السلام نے قصہ نکاح
 کا کیا حوالے ساتھ دیں آواز آئی اے آدم خبردار! جب تک کہ دلے دین مہر خوانہ کرو گے تب تک وہ تم پر
 حلال نہ ہوگی۔ آدم نے کہا الہی میں کہاں سے ادا کروں۔ فرمایا کہ دس دفعہ درود حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
 پر پڑھ آدم یہ نام برگزیدہ سنتے ہی مشتاق دیدار کے ہوئے۔ خدا کا حکم کہ تو ناخن دست پر اپنے دیکھ جب آدم
 نے دیکھا صورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی معلوم ہوئی تو مہر فرزند کی اور شفقت پدری دل میں زیادہ ہوئی، تب
 آدم نے شوق سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر دس مرتبہ درود پڑھا اور ان کی رسالت پر ایمان لائے۔
 تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم یہ دس دفعہ درود جو تم نے پڑھا ہے یہ اتنا مرتبہ رکھتا ہے کہ اس کی برکت
 سے تم نے تم کو سب نعمتیں بخشیں اور حاکم تم پر حلال کیا۔ بعدہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَكُلُوا مِنْ ثَمَرِهَا
 اَمَّا وَذُو جَنَّتِ الْجَنَّةِ كُلًّا مِنْهَا دَعْنَا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هَذِهِ الشَّجَرَةَ
 فَتَكُونَا مِنَ الظَّالِمِيْنَ ہ ترجمہ اے آدم تو جنت میں جا اور بیوی تیری بھی اور کھاؤ اس میں بافرات

ہو کر جہاں سے چاہو مگر ایک درخت کے نزدیک مت جانا ورنہ تم پھر بے انصاف ہو گے۔ مروی ہے کہ اس
 درخت کی جڑ چاند عیسیٰ کی اور ڈالیاں سونے کی اور پتیاں زبرجد سبز کی تھیں، آدم نے جب اس درخت
 کی طرف نظر کی نہایت خوش وضع اور خوبصورت دیکھا کہما سبحان اللہ کیا خوبصورت درخت ہے حق تعالیٰ سے
 ارشاد ہوا کہ اس کو میں نے تجھے بخشا مگر اس سے میوہ مت کھانا تب وہ بوسے جب تو نے وہ خوبصورت مجھے بخش
 دیا تو پھر مجھے اس کے میوے کھانے سے کیوں منع فرمایا تب حکم ہوا کہ اے آدم تم مہمان ہو میرے گھر کے اور
 وہ درخت ہے تمہارا۔ اور یہ چیز بعید ہے کہ مہمان میرا ہو کر اپنی چیز کھائے بعدہ ایک طرف سے آواز
 آئی اے آدم صبر کرو اور دوسری طرف سے آواز آئی کہ اے صبر تو آدم کے پاس مت جا اور دوسری طرف
 سے آواز آئی اے ابلیس تو متروا کو بلچا اور اس کی خواہش دلا۔ پس قضا دے کہ ابلیس اس کا کیا سبب ہے حکم
 ہوا کہ اس میں کچھ بعید ہے۔ اس باغ سے باغ میں دنیا میں بھیجوں گا تاکہ قدرت میری ظاہر ہو اور مرتبہ زیادہ
 ہو اور کہا گیا اے سرور تو حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال اور آگ کو کہا گیا کہ اے آتش تو مت جلا اے ابلیس تو
 تلقین کر پھر قضا نے عرض کی حکم ہوا کہ مجھے اس میں کچھ مائل ہے مگر آتش کو ریحان سے بدل دوں تاکہ خلق میں
 میرا دست پیدا ہو اور کہا گیا اے سرور تو نام معصیت سے باز رہو اور اے شیطان تو ان کو جہودہ دے اور
 اور کہا کہ اے دنیا تو دل میں بندوں کے نیر میں بن جا اور بندوں کو کہا گیا اے بندو! تم رہنا سے دور رہو
 تاکہ جفا کو دغا سے تبدیل کر دوں اور میری رحمت و مغفرت میں زاری ہو انصاف کے ان اور کہنے ہیں کہ بہشت
 میں چار چیزیں نہیں بھوک پیاس، سردی، دھوپ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّ لَكَ اَنْتَ
 جَعَزٌ قَلِيْلًا تَعْوٰی ۭ اِنَّكَ لَا تَخْطُبُوْنَ اَنْفِهَا وَلَا تَضْحٰی ۭ ترجمہ۔ تجھ کو یہ طلب ہے کہ بھوکا
 ہو تو اس میں اور نہ دھوپ کا صدمہ پاوے اور آدم ہوشیار رہو شیطان کے گرد فریب ہے کہ وہ تیرا دشمن مان
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَقُلْنَا يَا ذُمَرَانْ هٰذَا اَعْدَاؤُكَ وَ لَكَ وَ لِيْزَوْجُكَ فَلَا تَخْجُرْ
 جَنَّتِمَا مِنْ الْجَنَّةِ۔ پھر کہہ دیا ہم نے اے آدم یہ دشمن ہے تیرا اور میرے جوڑے کا سونپنا وہ
 دے تم کو بہشت سے۔ آدم نے جب دیکھا کہ بہشت کے سبب روانے میں مدد ہیں اور وہ اس چیز سے
 مطمئن ہوئے کہ شیطان دنیا میں ہے اور میں ہوں بہشت میں اور مجھ سے اس سے کیا لاگ ہے جو مجھے بہشت
 کے اسی درخت کا میوہ کھا کر جس کے پاس جانے سے خدا نے مجھے منع کیا ہے گنہگار کرے گا پانے کو وہ
 فریب اس سے پس بالکل بے پردہ ہوں پس ایک روز ابلیس عین نے قصد کیا آدم کے پاس بہشت میں
 جانے کا اور وہ تین اسم اعظم خداوند قدرت کے جانتا تھا انہیں پڑھ کر سات طبق آسمان کے طے کر کے
 بہشت کے روانے میں مدد دیکھ کر تصور و خیال کو تار ہا کہ کسی جیلے سے بہشت کے اندر جانا ہوا ہے۔

اتفاقاً ایک طاؤس کنگرے پر بہشت کے بیٹھا ہوا تھا اس نے دیکھا کہ وہ اسم اعظم پڑھتا ہے طاؤس نے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں ایک فرشتہ ہوں خدا تعالیٰ کے، طاؤس بولا تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ شیطان نے کہا کہ لَا تَنْظُرُوا نَجَاتٍ یعنی میں بہشت کو دیکھنا چاہتا ہوں اور اندر جانا چاہتا ہوں، طاؤس نے کہا مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو جنت میں لے جاؤں جب تک آدم بہشت میں ہی، شیطان بولا تو مجھے بہشت میں لے جاؤ اس کے صلہ میں تجھے ایک ایسی دعا سکھاؤں گا کہ جو شخص اس دعا کو پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اس کو تین چیزیں حاصل ہوں گی ایک تو وہ بوڑھا نہ ہوگا دوسرے وہ مرے گا نہیں اور تیسرے جنت میں ہمیشہ رہے۔ ابلیس نے اس دعا کو پڑھا اور پڑھ کر کنگرے سے بہشت کے دروازے پر دونوں آئے اور طاؤس نے یہ ماجرا سنا پ کو سنا دیا۔ اس بات کو سنتے ہی خوف سے دروازے بہشت کے بند کر کے اپنے سر کو باہر نکال کر ان سے پوچھنے لگا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے جو یہاں بیٹھا اسم اعظم پڑھتا ہے۔ وہ بولا میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے حق تعالیٰ کے ساپ نے کہا وہ دعا مجھے سکھا شیطان نے کہا بشرطیکہ تو مجھے بہشت میں لے جاوے۔ ساپ بولا مجھے خدا کا حکم نہیں ہے کہ کسی کو بہشت میں لے جاؤں جب تک کہ آدم بہشت میں ہی۔ ابلیس نے کہیں قدم اپنا بہشت میں نہ رکھوں گا اس سے باہر نہ نکلوں گا تب ساپ نے اپنے منہ کو پھیلا دیا ابلیس بعین اس کے منہ کے اندر جا گھسا تب اس کو بہشت میں لے گیا۔ اور دروازے بہشت کے بند کر دیئے۔ بعدہ شیطان نے کہا کہ مجھ کو اس درخت کے پاس لے جا کہ جس کے کھانے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو منع فرمایا ہے جب ابلیس کو لے کر اس درخت کے پاس پہنچا تب وہ ملعون اپنے مکر و فریب سے ساپ کے منہ کے اندر رونے لگا جو شخص کہ پہلے نفاق سے رو دیا وہ شیطان بعین تھا اور اس کی آواز سن کر بہشت کی حویں اور غلمان سب کے سب مجتمع ہوئے اور کہنے لگے ہم سب نے یہ آواز ساپ کے منہ سے کبھی نہیں سنی تھی اور ساپ سے حوا پوچھنے لگیں کہ تو کسی نے روتا ہے شیطان نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تم کو بہشت سے نکالے گا کیونکہ تم کو اس درخت کے میوہ کھانے سے منع کیا ہے مگر جو اس درخت کے میوے کھائے گا وہ بہشت میں رہے گا نکالا نہیں جائے گا تو لہ تعالیٰ قَالَ يَا آدَمُ هَٰذَا هَٰؤُلَاءِ اَنْزَلْنَاكَ عَلَىٰ شَجَرَةِ الْغُلَّةِ وَتَلْبَسُ ثِيَابًا تَرٰجَمَ کہ شیطان نے اسے آدم میں نہیں بتاؤں وہ درخت کہ جس سے زندگی جاوید ملے اور بادشاہی پرانی نہ ہو اور بولنا تم خدا کی میں سچ کہتا ہوں اور تمہاری برائی نہیں چاہتا بلکہ میں تو آپ کو نصیحت کرتا ہوں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَتَلْبَسُ ثِيَابًا تَرٰجَمَ اَنْزَلْنَا لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ حَيْثُ مِنْ دَلَّهِمَا يَغْوَوْنَ ترجمہ۔ اور شیطان نے ان کے پاس تم کھائی پس حوا نے اس کے قسم کھانے سے یقین کر لیا کہ یہ جو کہتا

اسی نے انجیر کے درخت تو نے ان کے ساتھ سلوک کیا میں تجھ سے خرابی و سنگی دور کر کے یہ لذت عطا کی کہ اگر
 تجھ کو کوئی سرد فتنہ بھی چبائے تو وہ نئی نئی لذت تجھ سے اتحاد سے گی۔ اور اسی طرح درخت عود کو بھی خطاب
 ہوا کہ اے درخت تو دسب کے نزدیک میں نے تجھے عزیز کیا کہ آگ پر دھڑک کر تجھ سے خوشبو بویں۔ بعد بہشت
 کے باشندے آواز دینے لگے کہ آدم و حوا دونوں خدا کی درگاہ میں عاصی ہوئے اور دیوانوں کی طرح بہشت میں
 بھٹکتے پھرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں عاصی ہوئے نہامت اور شرمندگی سے پھر رہے تھے اسی
 حالت میں اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے من باران کی پکار ہوئی جواب اس کا کچھ نہ دیا حضرت جبرائیل ان کے
 پاس آئے اور بولے اے آدم تجھے برابر بلاتا ہے تب آدم نے کہا یا رب ہم تجھ سے شرمندہ ہیں قولہ
 تَعَالَى ذَا دَاهُمَا ذَبْنَهُمَا أَسْخَا أَنَّهُمَا عَنْ يَتْلُو الشَّجَرَةَ ذَا قُلْ لَكُمْ إِنْ الشَّيْطَانُ
 لَكُمْ أَعْدُوٌّ مُبِينٌ ترجمہ۔ اور پکارا ان کو ان کے رب نے اور کہا کہ میں نے تم کو منع نہیں کیا اس درخت
 سے اور یہ بھی کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ تب حضرت آدم اور حوا دونوں روتے ہوئے کہنے لگے
 جیسا کہ حق تعالیٰ فرمایا ہے قَالَ ذَبْنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا ذَا إِنَّ لَكَ تَغْفِرُ لَنَا وَتَرْحَمُنَا لَنَكُونَنَّ
 مِنَ الْخَاسِرِينَ ترجمہ۔ آدم و حوا نے کہا اے رب ہمارے ہم نے ظلم کیا اپنی جان پر اور اگر نہ بخشے تو ہم
 کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم بوجائیں گے نامراد اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ احْبِطُوا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ
 عَصَا ذَا ذَا لَكُمْ فِي النَّارِ مِنْ مُسْتَقَرٍّ وَمَتَابٍ ترجمہ۔ ہاتھ اتر دو ایک دوسرے کے دشمن
 ہوئے اور تم کو زمین پر بٹھرنا ہے اور کام چلانا ہے ایک وقت تک اور کہا اسی میں جو گے اور اسی میں مرو
 گے اور پھر اسی سے نکالے جاؤ گے۔ (یہ مضمون کلام اللہ کا ہے) تب فرمان رب العالمین کا حضرت جبرائیل
 علیہ السلام کو ہوا کہ آدم اور حوا اور سائب اور شیطان اور طاؤس ان سب کو بہشت سے نکال کر دنیا میں بھیج دو
 حضرت جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کے پاس گئے اور ان سے یہ حال بیان کیا وہ اس بات کو سنتے
 ہی گھبرا گئے اور بہشت کی جدائی سے زار و قطار رونے لگے آخر ایک ٹکڑا ٹکڑی کا سواک کے واسطے وہاں سے
 لیا اور وہ ٹکڑی پشت پر پشت ان کے خاندان میں سے چلی آئی یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کاٹھا
 بنی۔ پس آدم و حوا اور مرد و سائب اور شیطان مرد و دان پانچوں کو بہشت سے نکال کر اول آدم کو سراندر پپ
 میں کہ ہندوستان کا ایک جزیرہ ہے ڈالا اور حوا خراسان میں، اور طاؤس کو سیتان میں اور سائب کو
 اصفہان میں اور شیطان علیہ اللعنة کو کوہ و ماؤند میں ڈالا اس وقت سائب کے چار ہاتھ اور پاؤں مثل شتر
 کے تھے باعث واقعہ ہونے اس ماجرے کے اللہ تعالیٰ نے اس سے لے لیا کہ وہ پیٹ کے بل چلے
 اور ناک چھانے اور کھاوے۔ آدم کو جب سراندر پپ میں ڈالا وہ اپنے گناہ سے چالیس برس تک روتے
 رہے اور دوسری روایت میں ہے کہ تین سو برس تک روتے رہے ایسا کہ آپ چٹم سے ان کی نہریں چاڑھی

نہیں کیونکہ میری مرضی یہ تھی اور باری تعالیٰ فرمایا حَتَّىٰ تَهْمَأَيَحُوْذَ ۖ بِرُتُوْجِهِمْ پھر کھینچ لیا ان کو قریب سے پس آدم نے جب حج سے فراغت پائی تو ان کے پاس حکم آیا۔ اے جبرائیل علیہ السلام حضرت آدم کو وادی نعمان میں جو ایک میدان کا نام ہے لے جا کر اپنے پردوں کو ان کی پشت پر مل دے جب جبرائیل نے مکتب ذریات، بی شمار ان کی پشت سے نکلیں اس طرح پر کہ تمام عالم ان کی اولاد سے بھر گیا۔ پس حضرت آدم بولے یہ سب کون ہیں؟ جبریل نے فرمایا یہ سب تمہارے فرزندان ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اتنی مخلوق کی گنجائش زمین پر کیونکر ہوگی۔ تب آواز آئی اے آدم ان کی تدبیر میں نے آگے سے کر رکھی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یا رب العلیین کیا تدبیر ہے حق تعالیٰ نے فرمایا بعضوں کو ان کے اباؤں کے اصحاب میں اور بعضوں کو اہمارت کے ارحام میں کسی کو روئے زمینی پر اور کسی کو زیر زمین رکھوں گا پھر حضرت آدم نے کہا۔ خداوند امیرے فرزندان کے لئے کیا فرماتے ہیں، فرمایا کوئی مومن ہے تو کوئی کافر ہے اور کوئی تو نیک ہے اور کوئی فقیر ہے کوئی خوشحال ہے، کوئی غناک، پھر کہا یہ سب مساوی ہوتے تو کیا خوب ہوتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم میں اس سے خوش ہوں جو میرا شکر کرے اس لئے خوشحال کو غناک اور تو نیک کو درویش اور طبع کو عاصی نہ کیا تاکہ شکر کریں پس اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ذریات آدم کی کھڑی ہوئیں صف باندھ کر مشرق سے مغرب تک اسی وقت کھڑی ہو گئیں سب کی سب جو لوگ داہنی طرف آدم کے کھڑے تھے وہ سب کے سب مومن تھے اور صف اول میں انبیاء اور انبیاء میں سب آگے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے اور جو لوگ بائیں طرف ان کے کھڑے تھے وہ سب کافر اور صف اول میں ان کے جبار اور متکبر تھے بعد ازاں ابھی ہوا اَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ بِرُءُوسِكُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ قَالُوْا بَلٰی بولے سب سچ ہے تو بیشک ہمارا رب ہے بعد اس کے حق تعالیٰ نے کہا کہ سجدہ کو روم اپنے رب کو پس جو لوگ کہ داہنی کی طرف حضرت آدم کے کھڑے تھے وہ سب کے سب سجدے میں چلے گئے اور جو لوگ کہ بائیں طرف تھے ان لوگوں میں سے کسی نے بھی سجدہ نہیں کیا پھر دوسری دفعہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اَسْجُدُوْا لِعِیْنِی سجدہ کو روم اپنے رب کو جو لوگ بطرف راست تھے ان میں سے سجدہ کسی نے کیا اور کسی نے نہ کیا اور جو کہ بطرف چپ تھے ان میں سے بھی بعض نے سجدہ کیا اور بعض نے نہ کیا اب یہ حقیقت دیکھ کر حضرت آدم نے جناب باری میں عرض کیا اے رب اس میں عجیب غریب جو میں نے دیکھا اس سے تو مجھے آگاہ کر کہ جو لوگ داہنی طرف کھڑے تھے پہلے حکم میں سب نے سجدہ کیا اور ثانی حکم میں ان میں سے بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اور جو قوم کہ بائیں طرف ہے اول حکم میں سجدہ نہ کیا ثانی میں بعض نے کیا اور بعض نے نہ کیا اس میں کیا راز الہی تھا خدا آئی اے آدم جس قوم نے کہ اول و آخر میں سجدہ کیا وہ مومن پیدا ہوں گے اور مومن

یہود مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تمہارا نبی ہم کو کہتا ہے کہ بندگی کرو اپنے رب کی۔ ہم تو پہلے ہی سے بندگی کرتے ہیں اس کی مگر وہ چاہتا ہے کہ میری بندگی کرو سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نبی بنا لے اور وہ لوگوں کو کفر سے نکال کر اسلام میں لائے پھر کوئی مکران کو یہ بات سکھائے مگر تم کو یہ کہتا ہے کہ تم میں جو آگے دینداری تھی جیسا کہ کتاب کا بڑھنا اور سکھانا وہ نہیں بس اب میری صحبت سے پھر وہی کمال حاصل کرو۔

حضرت شہید علیہ السلام

جب حضرت آدمؑ بابل کی مصیبت میں بے قرار رہتے تھے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کو ان کے خاطر مخلیں کی تسلی کے واسطے بھیجا کہ حق تعالیٰ تیرے تئیں ایک فرزند رشید عنایت کرے گا کہ اس کی نسل سے حضرت محمدؐ ولید اللہ علیہ وسلم سرور نبی آدمؑ کا پیدا ہوگا۔ چنانچہ بابل کے مرنے سے پانچ سال بعد حضرت شہیدؑ پیدا ہوئے اور وہ جن صفت میں اور خوبی صورت میں مشابہ حضرت آدمؑ کے تھے اور تمام اولاد سے حضرت آدمؑ کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدمؑ کے نزدیک محبوب تھے چنانچہ حضرت آدمؑ نے قبل وفات کے ان کو اپنا دلی عہد بنایا اور بطریق وصیت کے فرمایا کہ جب طوفان حضرت نوحؑ کے زمانے میں واقع ہوا اگر تم اس زمانے کو پاؤ تو میری ہڈیوں کو کشتی میں رکھو ایو جو غرق ہونے سے محفوظ رہیں یا اپنی اولاد کو وصیت کرنا کہ اس طرح سے عمل میں لادیں، اور حضرت شہیدؑ اکثر اوقات حضرت آدمؑ کی زبان سے احوال بہشت لذت کے ساتھ سنتے تھے اور آسمانی صحیفوں کا مضمون بھی دریافت کرتے تھے اسی واسطے حضرت آدمؑ علیہ السلام کے بحر خلق سے اور انس حق سے خلیفہ کیا تھا۔ اور لوگوں سے تنہا ہو کر دنیا کی لذتیں چھوڑ کر اکثر اوقات خلوت اور طاعت میں مشغول رہتے تھے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ ان کے دلوں پر نظر رہتا تھا اور حضرت شہیدؑ کے زمانے میں بنی آدم دو قسم کے تھے بعض تبعات حضرت شہیدؑ کی کرتے تھے اور بعض قابیل کی اولاد کی تابعداری میں مشغول تھے اور حضرت شہیدؑ کی نصیحت سے بعض تو راہ راست پر آئے اور بعض بدستور نافرمانی پر قائم رہے۔ جب نوسو بارہ برس ان کی عمر کے گزرے تو روح جم مبارک سے پرواز کر کے عرش معلیٰ کو پہنچی اور حضرت شہیدؑ علیہ السلام کی بعض نصیحتوں میں یہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے کہ یہ خصلتیں اس میں ہوں، اول تو خدا کو پہچاننا دوسرے نیک اور بد کو جاننا تیسرے بادشاہ وقت کا حکم بجالانا، چوتھے ماں باپ کا حق پہچاننا اور ان کی خدمت کرنا، پانچواں صلہ رحمی یعنی اپنائیت کے لوگوں سے نیکی اور محبت کرنا، چھٹے غصہ کو زیادہ حد سے نہ بڑھانا، ساتواں ممانعت اور سکینوں کو صدقہ دینا اور رحم کرنا آٹھویں

گناہوں سے پرہیز اور مصیبتوں میں صبر کرنا، مانوس شکر الہی کا ذکر کرنا۔

حضرت ادریس علیہ السلام

وجہ نام ادریس کی یہ ہے کہ پڑھانے کی کثرت کے سبب سے لقب آپکا ادریس ہوا۔ اور علم نجوم آپ کے معجزات میں سے ہے وہ زمین پر عبادت کرتے ان کو فرشتے سب آسمان پر لے جاتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اذْکُوزِیْ اَبِیْکَیْبَ ادریس اِنَّہُ کَانَ صِدِّیْقًا نَبِیًّا ترجمہ اور یاد کر کتاب میں ادریس کو کہ وہ تھا سچا نبی۔ ہر روز پیر ہی بیٹھتے تھے ہر دم سینے میں تسبیح پڑھتے تھے اور وہ اجرت سلائی کی کسی سے نہ لیتے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ اپنے کام سے فراغت پا کر بیٹھتے تھے کہ اسی وقت ملک الموت بہ آرزوئے تمام امرا الہی سے آدمی کی صورت بن کر جہان کے طور پر درات کو حضرت ادریس کے دروازے پر آ پہنچے۔ آنحضرت صائم الدہر تھے جب شام ہوئی افطار کرتے وقت کھانا آپ کا بہشت سے آتا جس قدر چاہتے کھا لیتے باقی کھانا پھر بہشت میں چلا جاتا اور اسی دن کا کھانا جب بہشت سے آیا تو حضرت ادریس علیہ السلام ان کا یہ حال دیکھ کر متعجب ہوئے کہ یہ کون شخص ہے۔ جب روز روشن ہوا حضرت ادریس علیہ السلام نے ان سے کہا کہ اے مسافر تو میرے ساتھ چل کر خدا کی قدرت صحر ا میں جا کر دیکھوں تب دونوں بزرگ گھر سے میدان کی طرف نکلے جاتے جاتے ایک گہوؤں کے کھیت میں جا پہنچے حضرت ملک الموت نے کہا چلو اس کھیت سے چند خوشے گہوؤں کے لئے کر ہم تم مل کر کھائیں حضرت ادریس نے فرمایا کہ جب ہے کہ تو نے شب گزشتہ کو کھانا حلال نہ کھایا اب حرام کھانا چاہتا ہے پھر وہاں سے دونوں بزرگ ایک دوسرے باغ میں جا پہنچے اور وہاں بھی انگور دیکھ کر حضرت عزرائیل نے کھانے کا قصد کیا حضرت ادریس نے فرمایا کہ تصرف ملک غیر میں حرام ہے پھر جاتے جاتے ایک بکری دیکھ کر عزرائیل نے کھانے کا ارادہ کیا پھر حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ بیکری کو ذبح کر کے کھانا ممنوع ہے پس اسی طرح تین روز تک دونوں باہم گفتگو کرتے رہے جبکہ ادریس نے معلوم کیا کہ یہ کون شخص ہے اور بنی آدم میں سے معلوم نہیں ہوتا تب حضرت نے فرمایا کہ خدا کے واسطے ظاہر تو کر دو کہ تم کون ہو۔ اس نے عرض کیا کہ میں عزرائیل ہوں۔ تب حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی کیا سب مخلوقات کی جان تم ہی قبض کرتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ حضرت نے فرمایا شاید کہ تم میری جان قبض کرنے کے لئے آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں تو تمہارے ساتھ خوش طبعی کرنے آیا ہوں۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے کہا کہ آج تین دن سے تو میرے ساتھ

ہے اس عرصے میں بھی تو نے کسی کی جان قبض کی ہے وہ بولے تَالَّ كُلُّهَا بَيْنَ يَدَيَّ كَأَنَّمَا
يَبْدُئُثْ خُبْرًا ترجمہ فرشتے نے کہا کہ کل جان قبض کرنا ہمارے ہاتھ میں ایسا ہے جیسا کہ تمہارے
دلوں ہاتھ کے نیچے روٹی رکھی ہوئی ہے یعنی جس کی اجل آتی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہاتھ بڑھا کر اس
کی جان قبض کر لیتا ہوں، اور بولا اے حضرت ادریس میں چاہتا ہوں کہ تیرے ساتھ رشتہ برادری کا کروں
حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیرے ساتھ رشتہ برادری کا تب کروں کہ تمہنی جان کی ایک بارگی
تو مجھ کو پہنکا دے تاکہ خوف اور عبرت مجھے زیادہ ہو، اور پھر عبادت اپنے خالق کی زیادہ کروں، ملک الموت
نے کہا کہ بے رضا، الٰہی کسی کی جان قبض نہیں کر سکتا ہوں، تب حضرت ادریس علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ
کی درگاہ میں عرض کی کہ حکم ہوا کہ جان حضرت ادریس علیہ السلام کی قبض کر انہوں نے حضرت ادریس علیہ السلام کی
جان قبض کر لی۔ پھر ملک الموت نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا اور حضرت ادریس
علیہ السلام نے اٹھ کر ملک الموت کو اپنی گود میں لے لیا۔ دونوں نے آپس میں رشتہ برادری کا لگایا۔ پھر ملک الموت
نے ان سے پوچھا اے بھائی تمہنی جان کئی کی کسی تھی وہ بولے کہ جیسے کسی زندہ جانور کی کھال سر سے پاؤں
تک کھینچی جاتی ہے۔ ملک الموت نے کہلے بھائی قسم ہے رب العالمین کی جیسا کہ میں نے تیرے ساتھ احسان
کیا ہے اب اس کی ساتھ نہیں کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے فرمایا اے بھائی مجھے دوزخ دیکھنے کا شوق
ہے تو مجھ کو اس کے دروازے تک لے چل تاکہ اس کے دیکھنے سے خوف الٰہی زیادہ ہو اور میں پھر
عبادت اور بندگی زیادہ کروں تب ملک الموت نے خدا تعالیٰ کے حکم سے ان کو سات طبق دوزخ کے
دکھائے پھر حضرت ادریس علیہ السلام بولے اے بھائی مجھ کو بہشت دیکھنے کی آرزو ہے کہ اسے دیکھ کر
خوشی حاصل کروں گا اور جلاوت زیادہ کروں گا پھر ان کو بہشت کے دروازے پر لے گئے اور انہوں نے
بہشت کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھے پھر کہنے لگے اے بھائی میں تمہنی جان کئی کی چکھ چکا ہوں اور دوزخ
بھی دیکھی، مگر جگر میرا مارے پیاس کے جل گیا۔ اجازت ہو تو بہشت میں جا کر ایک پیالہ پیوں تب اس نے
کہا تم وہاں سے واپس آئے کاہل کرو۔ بوجہ شدید پیاس کے حضرت ادریس علیہ السلام نے واپس آنے کا عہد
کیا کہ میں واپس آ جاؤں گا اور حکم الٰہی اپنی غلیں درخت طوبیٰ کے نیچے چھوڑ کر بہشت میں داخل ہو گئے۔
کیونکہ عہد باہر آنے کا کیا تھا۔ اور غلیں کو بھی درخت طوبیٰ کے نیچے چھوڑ آئے تھے۔ بہشت سے باہر نکل
کر اپنی غلیں کو لے کر بہشت میں جا کر درخت پر جا بیٹھے۔ کچھ دیر کے بعد ملک الموت نے ان کو آواز دی کہ
اے بھائی تاخیر مت کرو اس کے جواب میں حضرت ادریس نے فرمایا کہ اے مشفق جبار عالم فرماتا ہے۔
مُحَلُّ نَفْسِي ذَا أَحْقَاتُ الْمَوْتِ ترجمہ ہر جی کو موت کا مزا پہنکنا ہے۔ اب تو میں مزا جان کئی کا

چکھ چکا ہوں اور حق تعالیٰ فرماتا ہے **ذَانِ مِنْكُمْ لَا دَارَ لَهُمْ**۔ اور انہیں کوئی تم سے جو نہ پہنچے گا اس میں سو میں دوزخ میں بھی پہنچ چکا ہوں اور یہی جلیل جبار فرماتا ہے **لَا يَمَسُّهُمْ فِيهَا أَصَابٌ وَلَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا فِجْجًا ۚ سَوَاءٌ لَّهُمْ فِيهَا صَاعٌ أَوْ ثَمَرٌ ۚ وَمَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ وَلَاحِقٌ لَهُمُ الْعَذَابُ**۔ نہ پہنچے گی وہاں ان کو کچھ تکلیف اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکلے گا یعنی جو بہشت میں گیا پھر وہ باہر واپس نہ آوے گا۔ اے بھائی میں اب ہرگز باہر نہیں آؤں گا درگاہ باری سے آواز آئی اے عزرائیل تو حضرت ادریس علیہ السلام کو چھوڑ کر چلا جائیں ان کی تقدیر میں یہی لکھا تھا حضرت ادریس علیہ السلام موت کا مزہ چکھ کر اور دوزخ بھی دیکھ کر جنت میں جا رہے تب عزرائیل بولے **إِنَّ الْجَنَّةَ خَوَافٌ عَلَىٰ أَنْ يَنْبِئَكَ حَتَّىٰ يَدْخُلَ خَاتِمُكَ**۔ ترجمہ بہشت حرام ہے انبیاء پر جب تک کہ خاتم الانبیاء داخل نہ ہوں بہشت میں پھر آواز آئی اے عزرائیل میں بہشت کو دورینے نہیں رکھتا ہوں۔ لیکن اول بہشت میں محصلے اللہ علیہ وسلم داخل ہوں گے بعدہ سب امت ان کی اور قول دوسرا یہ ہے کہ طوفان کرنے والے سب طوفان کرتے رہیں بہشت میں اور حق تعالیٰ نے فرمایا **وَدَفَعْنَا مَكَائِيلًا** اور اٹھایا ہم نے اس کو اونچے مکان پر پس بہشت میں حضرت ادریس تو جا رہے اور ان کے فرزند سب فراق سے شب و روز گریہ دزاری میں تھے ایکے وز ابلیس یعنی ان کے پاس آیا اور کہا کہ تم رویا کرو میں تمہارا ہے باپ کی سی ایک صورت بنا دیتا ہوں تم اس کو شب و روز دیکھا کرو اور پوچھو اس سے تمہارا ہے کہ در وادرم جاتا رہے گا اور تم خوش رہو گے۔ ابلیس عید اللغۃ نے ایک ایسی صورت بنائی کہ ان کی شکل میں اور اس میں کوئی فرق نہ تھا۔ صرف اتنا ہی فرق تھا کہ یہ صورت بات نہ کرتی تھی اور وہ لوگ اس صورت کو بوجھا کرتے تھے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بت پرستی تمام عالم میں پھیل گئی، مشرق سے مغرب تک یہ رواج جاری رہا کوئی آدمی اللہ تعالیٰ کو نہ جانتا تھا۔ علم و عمل ان میں مفقود تھا۔ بعدہ خدائے تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو ان پر پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ ان کو راہ ہدایت کی بتا دیں۔ **وَاللَّهُ آغْلَمُ بِالصَّوَابِ** ۵

بیان حضرت نوح علیہ السلام کا

حضرت نوح علیہ السلام کا نام شکر تھا۔ بعدہ نوح نام ہوا۔ اس واسطے کہ وہ اپنی قوم پر بہت نوحہ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَلَقَدْ أَدَّسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ قَالُوا قَاتِلْ فِيهِمْ** **أَلْفَ سَنَةٍ ۖ لَا خَمْسِينَ عَامًا**۔ ترجمہ اور بھیجا ہم نے نوح کو اس کی قوم کے پاس پس رہے وہ اپنی قوم کے پاس ساڑے نو سو برس اور اس مدت میں چالیس مرد اور چالیس عورتوں کے سوا کوئی

ایمان نہ لایا۔ ابراہی سے حضرت نوح علیہ السلام ہر روز بہار کی چوٹی پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی طرف خلق اللہ کو دعوت الحق دیتے اور پکار کر کہتے: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَخَذَ سُبُوهُنَ اللَّهُمَّ۔ اور ان کی آواز خدا کے حکم سے مشرق و مغرب تک پہنچ جاتی اس وقت کے مردود لوگ اس کلمہ کی آواز سن کر انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے اور بعض ملعون کپڑوں سے اپنے منہ کو چھپا لیتے اور بعض کافر یہ آواز سن کر بھاگ جاتے اور چپکے ہو رہتے۔ جب کہ وہ ان مردودوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے تو وہ کافر سب کے سب بے ادبی سے حضرت نوح پر ہاتھ چلاتے اور مارتے مارتے یہ ہوش کر دیتے اور جب وہ ہوش میں آتے تو پھر پکار کر بولتے: اے لوگو! تم کو خدا واحد لا شریک ہے اور نوح اس کا برحق رسول ہے اور ایک روز کا ذکر ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے گلے میں کافروں نے رسی ڈال کر کھینچا تو اس کے سر سے اور تکلیف سے حضرت نوح علیہ السلام تین روز شدید بے قرار رہے۔ پھر بھی دعوت الی اللہ میں برابر لگے رہے اور کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں اور اللہ کے واسطے تکلیفیں اٹھا کر خلق اللہ کو دعوت دیا کرتے یہاں تک کہ طوفان کی نوبت آپہنچی اور حضرت نوح نے کہا: قَالَ ذَبْ اِنِّیْ دَعَوْتُ خَدَّیْ نِیْذًا وَنَهَاذًا اَحْذَرُ فِیْزِدُهُمْ دُعَاۤیَیْ لَا یَسُوْا اِذَا تَرَجَمَ اور حضرت نوح نے اپنے رب سے کہا: اے رب میرے میں بلاتا رہا ہوں اپنی قوم کو رات و دن مگر میرے بلانے سے اور زیادہ بھاگتے ہی رہے اور ہر مذہب پر سوائے نظامِ تم کے کچھ نہیں کرتے اور مجھے ناسزا کہتے ہیں۔ اور ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت نوح نے اپنی قوم کو خدا کی طرف دعوت دی تو کافروں نے آکر حضرت نوح کو ایسا مارا کہ تمام کپڑے ہو ہمان ہو گئے۔ تب ان کی بیوی جو کہ کافروں میں کہنے لگیں کہ اے قوم! حضرت نوح دیوانہ ہوئے ہیں تم اتنا مسامت مار دو جو وہ کہتا ہے اپنے دیوانے پن سے کہتا ہے اور وہ کچھ نہیں جانتا ہے حضرت نوح نے اپنی بیوی سے جب یہ باتیں بے ادبی کی سنیں تب حضرت نوح نے آسمان کی طرف منہ کیا اور رو کر کہا: ہیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو کہ تعالیٰ خَذَّ عَاذَیْ اِنِّیْ مَعْلُوْبٌ خَاسِیْصُوْہُ پھر اس نے پکارا اپنے رب کو کہ گھر گیا ہوں کافروں میں اور تو میرا بدلہ ان سے لے۔ فی الفور جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا: اے نوح تو دعا کرتی رہ دعا خدا کی درگاہ میں مستجاب ہے یہ قوم کفار تم پر ہرگز ایمان نہ لاوے گی اور تم اس درخت کو لگاؤ۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ جبرائیل نے ایک شاخ درخت بہشت سے لاکر دی۔ حضرت نوح نے اس شاخ کو زمین پر لٹکایا جب چالیس برس گزرے وہ درخت اس قدر بڑا ہوا کہ چھ سو گز لمبا اور چار سو گز موٹا چوڑا ہو گیا اور اس چالیس برس کے اندر تمام یورپ ان کافروں کی بانجھ تھیں اور نسلیں ان کی منقطع اور باقی عذاب الہی سے معذوب ہوئیں۔ سب اس کا یہ ہوا کہ وہ اپنے بیٹوں کو نوح کے پاس لے جا کر بولیں کہ اے لڑکے! تم اس کو دشمن جانو اور اس کی بات نہ مانو

اس کو ہمیشہ ذلیل و خوار کیجیو کہ وہ دلیوانہ ہے حضرت نوحؑ نے جب یہ وصیتیں ان سے سنیں تب ان لوگوں سے ناامید ہو کر درگاہ الہی میں زاری کی اور کہا وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ ترجمہ اور کہا نوحؑ نے اے رب میرے اب نہ چھوڑ زمین پر مٹکروں کا ایک گھر بھی بنے والا کہ نسل کافروں کی باقی نہ رہے زمین پر تب جبرائیل تشریف لائے اور فرمایا کہ اے نوحؑ اس درخت سے تو ایک کشتی بنا نوحؑ نے کہا کس طرح بناؤں؟ جبرائیلؑ نے کہا کہ تو اس درخت کو کاٹ اور چیر کر تختے بنا میں تجھے بتاؤں گا۔ نوحؑ نے اس درخت کو کاٹا اور چیر کر تختے بنائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تَصْنَعُ الْفُلَ يَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ كَذَّبْنَا وَكُفَرْنَا وَلَمْ نُطِيعْ فِي السَّمَوَاتِ مَا تُطِيعُ فِي الْاَرْضِ ابْنُ مَرْيَمَ طُوبَى لَكَ الَّذِي كَفَرَ لَكَ الْحَشَمُ ۝ ترجمہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہمارے روبرو ایک کشتی بناؤ اور ظالموں کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ بول یہ تو بیشک غرق ہوں گے۔ تو اس درخت کے تختوں سے کشتی بنا اور شاخوں سے اس کی میخیں لگا۔ حضرت نوحؑ نے بموجب تعلیم حضرت جبرائیلؑ کے رد و گری سیکھ کر اس درخت کے تختے بنائے پہلے تختے پر نام آدمؑ کا اور دوسرے تختے پر نام شیتؑ کا اور تیسرے تختے پر نام ادریسؑ کا اور اسی طرح ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے نکالے یعنی ہر تختہ پر ایک ایک پیغمبر کا نام لکھا تھا اور آخری تختے پر نام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور خاتم الانبیاء میں حضرت نوحؑ نے جبرائیلؑ کی تعلیم سے کشتی بنائی طول اس کشتی کا ایک ہزار گز اور عرض اس کا چار سو گز تھا۔ جب کشتی تیار ہوئی تو اس کشتی کو دیکھ کر کافر لوگ بہت سے اور افسوس کرنے لگے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا وَاصْنَعِ الْفُلَ وَكَلَّمْنَا مَوْسَىٰ عَلَيْهِ سَلَامٌ رَبِّهِ فَقَوْمُ مَيْمُونٍ وَآمِنَةٌ ۝ قَالَ اِنَّ مَسَخَرُوا اٰمِنًا نَّيَا مَسَخَرُوا مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ۝ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَتٰى يٰۤاٰتِيهِمْ مَدَّ اَبٌ يَّخْزِيهِمْ وَيُجْعِلْ عَلَيْنَا عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ ترجمہ۔ اور نوحؑ کشتی بناتے تھے اور جب اس قوم کے سردار اس پر سے گزرے تو ہنسی کرتے اس پر نوحؑ نے ان سے کہا کہ اگر تم ہنسی کہتے ہو تو ہم پر تو ہم ہنستے ہیں تم پر جیسے تم ہنستے ہو اور اب آگے جان لو گے کہ کس پر عذاب آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور ہمیشہ رہنے والا۔ یہ فائدہ نصیر میں لکھا ہے کہ وہ کافر ہنستے تھے کہ فلک زمین میں غرق ہونے کا بچاؤ کرتا ہے اور حضرت نوحؑ اس چیز پر ہنستے تھے کہ دیکھو ان کے سر پر موت کھڑی ہے اور یہ لوگ ہنستے ہیں، غرض کشتی تیار ہو گئی اور اس میں چار تختے کم ہوئے۔ حضرت نوحؑ نے حضرت جبرائیلؑ سے کہا تو جبرائیلؑ نے کہا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں چار تختے ان کے چار دوست کے نام سے ان کے نام یہ ہیں یعنی ابو بکر صدیق۔ دوسرے حضرت عمر بن الخطابؓ تیسرے حضرت عثمان غنیؓ اور چوتھے حضرت علی رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے نام سے لگنا چاہیے تو پھر کشتی تہاری اللہ تعالیٰ

کے فضل و کرم سے محفوظ رہے گی اور نجات پائے گی اور جس مومن کے دل میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کے چار یار کی محبت ہوگی وہ آتش دوزخ سے نجات پائے گا اور فرمایا اے نوحؑ دریائے نیل میں ایک درخت ہے کسی کو بھیج کر وہاں سے منگو اگر اس سے چار تختے بنام چار یاروں کے نکال کر اس میں لگا دو تب نوحؑ نے اپنے بیٹوں کو کہا انہوں نے نہ مانا اور بولے کہ عوج بن عنق کو بھیج دو کہ وہ ہم سے قوت زیادہ رکھتا ہے اور اس کی راہ بھی خوب جانتا ہے۔ اسی وقت حضرت نوحؑ نے عوج بن عنق کو بلوایا اور کہا کہ تو فلاں درخت کو دریائے نیل سے لائے گا تو میں تجھ کو کھلا کر آسودہ کر دوں گا۔ عوج بن عنق نے کہا تم میرے ساتھ عہد کرو۔ حضرت نوحؑ نے اس سے عہد کر لیا۔ پس عوج بن عنق نے جا کر اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر لادیا۔ تب حضرت نوحؑ نے تین روٹیاں جو کی نکال کر اسے کھانے کو دیں عوج بن عنق انہیں دیکھ کر ہنس دیا اور کہا اے حضرت نوحؑ میں بارہ ہزار روٹیاں ایک وقت میں کھا لیتا ہوں اور میں اپنے کھانے کا کیا حساب دوں، یہ قرص جو سے مجھے کیا ہوگا۔ اور ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ عوج بن عنق عمر بھر اکل و شرب سے کبھی بھی سیر نہ ہو سکا۔ حضرت نوحؑ نے کہا کہ اگر تو شکم سیری چاہتا ہے تو بسم اللہ پڑھ کر کھا۔ تب اس نے بسم اللہ پڑھی اور کھانا شروع کیا۔ چنانچہ اس نے دور مٹی شروع کی تھی اور لقمے بنا ہی رہا تھا کہ اس کو اب کھانے کی حاجت نہیں رہی اس میں اس کو شکم سیری ہو گئی۔ بعد حضرت نوحؑ نے اس درخت سے چار تختے نکال اول بنام حضرت ابو بکر صدیقؓ اور دوسرا تختہ حضرت عمر بن الخطابؓ کا اور تیسرا تختہ حضرت عثمان غنیؓ کا۔ اور چوتھا تختہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام سے لگائے۔ اور ان چاروں تختوں کے لگانے سے کشتی تیار ہو گئی۔

بعد حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا اے نوحؑ تو بیت المعمور کی زیارت کو لے اللہ تعالیٰ اس کو اکٹھے گا جب وہ زیارت کو کے آئے تب اس کو فرشتوں نے آسمان چہارم پر اٹھالیا۔ بعد ترتیب اور نظام کثی کا کرنے لگے اس میں سات طبقے تھے اول طبقے میں تابوت آدم اور دوسرے میں حضرت نوح مومنوں کے ساتھ تھے اور تیسرے طبقے میں پرندے اور چوتھے طبقے میں درندے اور پانچویں طبقے میں پرندے اور چھٹے طبقے میں ہر جنس کی چیزیں اور ساتویں طبقے میں اور سب رکھے تھے پس حضرت جبرائیلؑ نے فرمایا اے نوحؑ علامت طوفان کی یہ ہے کہ تمہارے گھر کے نور سے گرم پانی لے گا تب ایک دزدان کی بیوی روٹی پکاتی تھی نور سے گرم پانی اپنی بڑا جلدی سے ان کی بیوی نے ان کو خبر دی بمصدق اس آیت کے قوله تعالیٰ حَتَّىٰ اِذَا جَاءَ اَمُومَنَا وَفَارَ التَّنُورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَخْلَدْنَاهُ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اهْوٰ وَمَا اَصْحٰ

مَعَهُ لَا قَلِيلٌ ۝ یہاں تک کہ بچی حکم ہمارا اور جوش ملا تو رنے کہا ہم نے چڑھا لو اس میں ہر قسم کا جوڑا اور اپنے گھر کے لوگوں کو مگر جس پر کہ پہلے بڑھ چکی بات اور جو ایمان لایا ہو اور نہیں ایمان لائے تھے مگر تھوڑے سے حضرت جبرائیل نے فرمایا اے نوح ایک ایک جوڑا ہر جانور کا کشتی میں رکھ لو حضرت نوح نے کہا کہ کوئی جانور مشرق میں تو کوئی مغرب میں ہیں کیونکر ان سب کو اکٹھا کر دوں گا۔ پس خدا کے حکم سے جس کی نسل رہنی مقدر تھی اس جانور کا کشتی میں رکھ لیا اور گھروالوں میں سے جس پر بات پڑ چکی تھی یعنی بیٹا اور اس کی ماں ڈوبی اور صرف تین بیٹے بچے جن کی اولاد ساری خلقت ہے اور نور بھی حضرت نوح کے گھر میں تھا جو حقیقت میں طوفان کا نشان بنا رکھا تھا کہ جب اس نور سے گرم پانی اُبلیے تب کشتی میں سوار ہو جانا اور یہ فائدہ مترجم نے بحوالہ تفسیر لکھا ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ کشتی میں تین طبقے تھے۔ اول طبقہ میں پرندے اور دوسرے طبقہ میں نوح مع اپنے تمام مومنین کے اور تیسرے طبقہ میں چار پائے اور فرزند ان کے نام یہ ہیں سام، عام، یافث سب کے سب کشتی میں سوار تھے اور ایک بیٹا ان کا کنعان مار غزوہ کے جواہر ہو کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور کہا میں ہرگز تیری کشتی میں سوار نہ ہوں گا۔ ہر چند حضرت نے اس کو پکارا کہ اے کنعان تو بے کشتی ہلاک ہو جائے گا ہمارے ساتھ کشتی میں بیٹھ جا بھداق اس آیت کے قولہ تَعَالٰی وَفَارِدُ نُوْحٍ اٰمِنًا وَكَانَ فِي مَعْزِلٍ يُنَبِّئُ اَرْكَبْ مَعَنَا لَا تَكُنْ مَعَ الْكَافِرِيْنَ ترجمہ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے، اے بیٹے سوار ہو ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ منکروں کے۔ اس نے جواب دیا وَنَاوِي اِلٰى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ترجمہ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور وہ ہو رہا تھا کنارے، اے بیٹے سوار ہو ساتھ ہمارے اور مت رہ ساتھ منکروں کے۔ اس نے جواب دیا وَنَاوِي اِلٰى جَبَلٍ يَعْصِمُنِي مِنَ الْمَاءِ ترجمہ اور کنعان نے کہا کہ میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا اور وہ پہاڑ مجھے پانی کے سیلاب سے بچائے گا۔ حضرت نوح نے کہا تَعَالٰی قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ ذَرَجَ ۝ کوئی بچانے والا نہیں آج کے دی سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سوا مگر جس پر وہ رحم کرے اور فرمایا اے بیٹے آج کوئی باقی نہ رہے گا عذاب الہی سے سب غرق ہو جائیں گے مگر وہ شخص کہ خدا ان پر رحم کرے اور وہ مومن ہو اور ماہِ رجب کی وہ تاریخ تھی کہ پانی ابنا شروع ہوا تھا وَتَمَحَّنَا اَجْوَابَ السَّمَاوَاتِ بِمَا هُمْ فِيهَا وَفَجَعَلْنَا اِلٰهًا مِّنْ خِيُوْنًا فَانْتَقَى الْمَاءُ عَلٰى اَمْرِ قَدْقِدٍ ترجمہ پھر

ہم نے کھول دیئے دہانے پانی کے ریلے سے اور بہا دیئے زمین سے چٹے پھر مل گیا پانی ایک کا پر جو
 ٹھہرا تھا آسمان سے گرم پانی برسا اور زمین سے سردا بلا یہاں تک کہ پہاڑوں کے اوپر چالیں گز پانی
 بند ہوا تھا اور جس پہاڑ پر حضرت نوح کا بیٹا تھا اس پر بھی پانی جا پہنچا یہ کیفیت دیکھ کر حضرت نوح کو
 شفقت پوری دل میں عود کو آئی کہ وہ کچھ دیر میں مارا جلے گا۔ تب آپ نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا
 اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں درخواست کی کہ اے میرے رب تو نے وعدہ کیا تھا میرے ساتھ کہ تمہارے
 اہلبیت کو ہلاک اور غرق نہ کروں گا۔ اب یہ میرا بیٹا کفار مارا جاتا ہے قولہ تعالیٰ وَخَادِيَ خُذْ ذَبَّةً
 فَقَالَ رَبِّ إِنِّي أَخِيتُ مِنْ أَهْلِي وَوَعَدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ النَّاسِ يَمِينُہ
 اور پکارا حضرت نوح نے اپنے رب کو۔ بولے اے رب میرا بیٹا ہے میرے گھر والوں سے اور تیرا وعدہ
 سچ ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے فاحمد یعنی ایک عورت تو ہلاک ہو چکی اب تو چاہے تو بیٹے کو ہلاک
 کرے یا اس کو نجات دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح وہ تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے اور اس
 کے کام بالکل ناکارہ ہیں اور ایمان بھی اس کا تمہارے ایمان کے موافق نہیں ہے، پس کچھ دیر میں ایک
 موج پانی کی آئی اور اس نے کفار کو پانی میں غرق دیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا اے
 نوح تم کشتی پر سوار ہو جاؤ اور اپنی زبان سے اس کو پڑھو قولہ تعالیٰ وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِنِیمِ اللّٰہِ
 مَخْبِرُہَا وَنُوحٌ مِّنْہَا اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَهِيَ تَجْرِيْ فِیْہِمْ فِیْ مَوْجٍ کَالْجِبَالِہ
 ترجمہ: اور بولا سوار ہو اس پر اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا تحقیق میرا رب ہے بخشنے والا مہربان
 اور وہ بہتی رہی پانی کی لہروں میں مثل پہاڑ کے، یہ آیت جب پڑھی کشتی پانی پر رواں ہو گئی اور بول و
 براز سے آدمیوں کے کشتی بہت غلیظ ہو گئی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اہام الہی سے ہاتھی کی پیشانی پر
 ہاتھ پھیرا قدرت الہی سے دوغول اسکی ناک سے پیدا ہوئے اور انہوں نے سب غلاظت کشتی کی صف
 کی اور ابلیس علیہ اللعنت نے خنزیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا تو اس کی ناک سے دو جوہرے پیدا ہوئے حضرت
 نوح نے کہا کہ اے شیطان لعین تجھے اس کشتی پر کون لایا۔ شیطان ملعون بولا اس وقت کہ تو نے خنزیر
 کو ملعون کہا اور میں جانتا تھا کہ تم بھی کو ملعون کہو گے لہذا میں خنزیر کے ذریعے سے کشتی میں آیا ہوں۔
 چنانچہ جوہرے جب کشتی میں سوراخ کرنے لگے۔ تب حضرت نوح نے خدا کی درگاہ میں فریاد کی حضرت
 جبرائیل نے آکر حضرت نوح سے کہا کہ توشیر کی پیشانی پر ہاتھ پھیر۔ تب حضرت نوح نے شیر کی پیشانی پر
 ہاتھ پھیرا تو وہ دو بیاں اس کی ناک سے پیدا ہوئیں اور ان بیوں نے سب جوہرے کشتی کے کھلے اور اسی
 دن سے بی دشمن ہوئے جوہرے کی حضرت نوح نے ماہِ رجب کی دوسری تاریخ سے عشرہ محرم الحرام

ایک تقریباً چھ ماہ انھوں نے کشتی پر ہی رہے۔ بعد ازاں جناب باری سے ندا آئی کہ تُو نے تَنہا دُعا مانگی اور تُو نے
 مَا أَدَّبَكَ وَيَا سَمَاءُ أَفْلَحِي وَغِيصَ الْمَاءِ وَفُصِّي الْأَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُودِيِّ وَظَلَمَ
 بَعْدُ الْيَقْوَمُ الظَّالِمِينَ ۝ تو ہمہ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اسے زمین نکل جا اپنا پانی اور اسے
 آسمان ختم جا اور کھایا پانی اور ہو چکا کام اور کشتی ٹھہری جو دی پہاڑ پر اور حکم ہوا کہ دھڑ ہو قوم سے جو بے ایمان ہے
فاحذره چالیس دن برابر پانی آسمان سے برتا رہا اور اسی طرح چالیس روز تک پانی زمین
 سے ہر وقت ابلتا رہا پھر چھ مہینے کے بعد پہاڑوں کے سر کھلے اور کشتی ٹھہری ہوئی تھی جو دی پہاڑ پر اور
 یہ پہاڑ ملک شام میں ہے پھر جب بارش ہوئی اور زمین خشک ہو گئی اور آبی خشک ہو گئی کہ ایک قطرہ
 بھی پانی کا زمین پر نہ رہا اور جب پانی خشک ہو رہا تھا تو کشتی نوح اس دن زمین حجاز میں تقریباً ستر مرتبہ
 بیت اللہ کا طواف کر کے ملک شام کی طرف نکل گئی اور جو دی پہاڑ پر ساکن ہو گئی اور پھر اس کے بعد
 جہاں کہیں پہاڑ تھے۔ وہ سب دکھائی دینے لگے۔ حضرت نوحؑ نے کسی پرندے کو زمین پر بھیجا تاکہ
 وہ خبر لائے کہ زمین پر کس قدر پانی ہے۔ وہ پرندہ جو حضرت نوحؑ نے بھیجا تھا وہ زمین پر جا کر داند بچکنے
 میں مشغول ہو گیا اور پھر وہ واپس نہ آیا اس سبب اللہ تعالیٰ نے اسے اڑنے سے معذور کر دیا۔ پھر
 اس کے بعد حضرت نوحؑ نے کبوتر کو بھیجا وہ زمین پر جا بیٹھے اور کچھ سرخی ترابنے پاؤں پر لگا کر کشتی پر آیا
 تب حضرت نوحؑ نے کبوتر کے حال پر دعا فرمائی کہ پوری مخلوق اس کو پیا رکے لنگاہ سے دیکھے اور اسی وقت
 جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے سات راہیں پانی کی بنا دیں اور سات دریائیں زمین
 پر جاری ہوئے تب سارا پانی جو کچھ زمین میں باقی تھا وہ دریاؤں میں جا گرا اور اس کے علاوہ جو کچھ ٹھوڑا
 بہت رہ گیا وہ تمام کا تمام خشک ہو گیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے باہر نکل کر ایک جانور کو بھیجا وہ
 زمین پر گیا وہ سبب پانی نہ ہونے کے نہ ٹھہر سکا پھر واپس آیا۔ تب حضرت نوحؑ نے ان کے لئے دعا فرمائی
 اور اپنی تمام قوم کو کشتی بدر سے اتار لیا۔ اس وقت حکم اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ اے نوحؑ جتنے تخم اور جڑیں ہیں یہ
 سب زمین پر بودے پنچہ حضرت نوحؑ کو تمام قسم کی جڑیں اور تخم مل گئے لیکن انگور کی جڑ نہ ملی تب جناب باری
 میں عرض کی۔ آواز آئی کہ اے ابلیس لعین نے ہرا لیا ہے۔ تب حضرت نوحؑ نے اس سے کہا کہ تو نے انگور
 کی جڑ چھانی ہے اس کو لاکر وہ شیطان نے انکار کیا حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر
 دی ہے کہ تو نے ہی اس جڑ کو چھرا لیا ہے۔ تب شیطان نے کہا کہ میں لاؤں گا۔ حضرت نوحؑ نے قبول کر لیا
 پھر کچھ ہی دیر میں اس نے لاکر حضرت نوحؑ کے سامنے پیش کر دی اور اس نے ایک شرط بھی کی کہ جب تم بودے
 گئے تم اس کی جڑ میں ایک سار تم پانی دو گے اور میں بارہم پانی دیں گے۔ یہ بھی حضرت نوحؑ نے قبول کر لیا

پھر انکو روز میں میں بودیا اور بوجہ قول کے اپنے عمل میں لائے چنانچہ حضرت نوح نے اس کی جڑیں ایک دفعہ پانی دیا اور شیطان لعین نے تین دفعہ یعنی ٹوٹری اور شیر اور سور ان سے عذوق کو مار کر خون انکا اس کی جڑ میں دیا۔ اور جو شیرینی کہ انگور میں ہے وہ تو حضرت نوح کے پانی دینے سے بہت دور اس سے جو شراب بنتی ہے وہ ابلیس لعین کے پانی دینے کی وجہ سے ہے۔ اسی واسطے کہ یہ کما آج پہلے ٹوٹری کے مزاج جیسا ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد شیر کی جیسا ہو جاتا ہے اور پھر اس کے بعد سور جیسا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نفس کی حالت میں وہ شرابی کسی کو دیکھتا سمجھتا اور کچھ سناتا بھی نہیں اور یہ قاعدہ تقریباً لکھتہ ہے کہ ہر شے میں تاثیر اصل کی ضرورت ہوتی ہے بمصداق مَحْنُ شَيْءٍ مِّمَّ جَعَلُ الْإِلَهِ أَضِلُّهَا اور یہ سب شیطان کے فعل سے ہے اور ابلیس نے کہا کہ شیخ الانبیاء تیرا احسان مجھ پر بہت ہے مجھ سے تو کچھ مانگ لے حضرت نوح نے فرمایا۔ اے ملعون تو ہمارے کس گناہ سے خوش ہو رہا ہے بولا تو نے گناہ نہیں کیا تو نے تو ہزاروں کافروں کو خدا کی درگاہ میں دعا کر کے ہلاک کر دیا وہ سب دوزخ میں ہمیشہ میرے ساتھ رہیں گے۔ حضرت نوح اس بات کو سن کر ترس کھا کر سو برس تک روتے رہے۔ ایک روز حضرت نوح نے پوچھا کہ اے ملعون کون سا فعل ہے کہ جس کے کرنے سے اولاد آدم دوزخ میں جائے گی وہ بولا کہ چار چیزیں ہیں اور وہ یہ ہیں حدودِ حرمت و تکبر و بخل۔ حضرت نوح نے اس کی شرح اس سے پوچھی۔ اس نے بیان کیا کہ میں نے ستر ہزار سال خدا کے عذوبل کو سجدہ کیا اور اس کی عبادت میں رہا۔ جب آدم کو حق تعالیٰ نے بنایا اور ان کو سجدہ کرنے کے لئے سب فرشتوں کو حکم دیا۔ سب فرشتوں نے ان کو سجدہ کیا تو میں نے خدا کو کہہ دیا کہ اس لئے میں سزاوارِ نعمت کا ہوا اور دوسری یہ ہے کہ پھر حق تعالیٰ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ تو نے آدم کو سجدہ کیوں نہیں کیا اس وقت پھر میں نے تکبر کیا اور کہا میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ تو نے آدم کو بنایا خاک سے اور مجھ کو بنایا نار سے اس لئے حق تعالیٰ نے اپنی درگاہ سے مردود کیا اور عیسیٰ وجہ یہ ہے کہ حرم ہوئی آدم کو گویوں کھانے کی کہ جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا تھا تاکہ ہمیشہ بہشت میں رہیں اور میں نے اور میں نے ان کو گہیوں کھلایا۔ اس لئے وہ بہشت سے نکالے گئے۔ اور یہاں گرفتار ہوئے، اور بخل ہے کہ خدا نے تعلے نے بخیلوں پر جنت کو حرام کر دیا ہے اور وہ ہرگز جنت میں نہ جائیں گے۔ ابلیس لعین جب یہ ماجرا حضرت نوح کو سنا کہ چلا گیا۔ بعد ازاں حضرت پر جناب بدی سے حکم ہوا اے نوح کتنی کی کھڑی سے تو ایک سجدہ۔ تب انہوں نے جو دی پہاڑ پر ایک مسجد بنائی اور وہاں بتی بن گئی اور نام اس بتی کا ثمانین رکھا۔ یعنی اس کے معنی ہیں انتہی آدمی مومن اور مومنہ، حضرت نوح کے ساتھ وہاں رہتے تھے اور اس کے جذور و د کے بعد حضرت نوح نے دفات پائی۔ پھر اولاد ان کی۔ سام۔

حام اور یافت باقی رہی۔ چنانچہ یہ پوری مخلوقات ان یموں کی نسل سے ہیں۔ اہل عرب و عجم سام کی اولاد ہیں اور اہل حبش حام کی اولاد سے ہیں اور اہل ترکستان یافت کی اولاد سے ہیں اور مروی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ایک روز سو گئے تھے ہوا سے کپڑا عورت کی ستر کا الگ ہو گیا تھا۔ اور حام کی نظر اس پر پڑی وہ ہنس کر چپکا ہو رہا اور سام کی نظر جب پڑی تو اس نے کپڑا اڑا دیا۔ جب نوح علیہ السلام خواب سے بیدار ہوئے تو ان دونوں کا ماجرا سنا تو حضرت نوح نے سام کو دعائیں دیں اس واسطے ان کی اولاد پیغمبر ہوئی اور حام کو بد دعادی اسی واسطے سے ان کا منہ سیاہ ہوا اور اولاد بھی اس کی سیاہ رہی اور بعض نے کہا کہ حام نے سام کو دعادی تھی اس لئے اولاد ان کی پیغمبر ہوئی اور مروی ہے کہ عمر نوح علیہ السلام کی چودہ سو برس کی تھی اور ایک دوسری روایت ہے کہ ایک ہزار بیس برس کی تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ساڑھے نو سو برس کی تھی اور غالباً یہی صحیح ہے۔ سورہ عنکبوت میں مذکور ہے جب نوح نے اس دار فانی سے رحلت فرمائی تو فرشتوں نے ان سے پوچھا اے شیخ الانبیاء دنیا کو کیسا دیکھا حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا مجھے تو ایسا معلوم ہوا کہ ایک دروازے سے گھس کر دوسرے دروازے سے نکل آیا۔ بعدہ اولاد سام میں سے بعض نے کوٹے میں اور بعض نے مین میں اور بعض حجاز و شام میں اور بعض نے غرب میں جا کر شہر بسائے اور اولاد حام نے ہندستان میں آکر شہروں کو آباد کیا اور اولاد یافت ترکستان میں جا کر سکونت پذیر ہوئی اور وہاں بہت سے شہر آباد کئے چنانچہ سارا جہان ان یموں ہی سے آباد ہوا۔ سب سے پہلے شیطان علیہ اللعنتہ نے ہندوستان میں آکر لوگوں کو بت پرستی کی راہ بتائی۔ پھر اس کے بعد ترکستان جا کر لوگوں کو وہاں بھی بت پرستی سکھائی۔ بعدہ ملک عرب میں جا کر وہاں کے لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ اور ایک بادشاہ جس کا نام اس ملک عرب میں جبرہم تھا اور وہاں قد و قامت میں چار سو گز بلند تھا۔ تمام ملک عرب اس کا مطیع و فرمانبردار۔ بعض نے کہا کہ حضر موت اسی کا نام تھا۔ اس نے وہاں مکانات و باغات اور نہروں بنائی تھیں۔ اور اس کی قوت و شجاعت میں اس کے برابر ملک عرب میں کوئی ثانی نہ تھا۔ تقریباً سات سو برس تک ان میں سے کوئی بھی نہ مرا تھا اور وہ سب موت کو بھول گئے تھے اور زمین ان سے آباد و مسموم تھی اور سب کے سب جاہل تھے کوئی بھی اہل علم نہ تھا اور تہذیب تمدن سے بالکل نا آشنا تھے۔ چنانچہ ایک دن شیطان ان کے پاس آیا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ تم کسی کی پرستش کرتے ہو۔ ان لوگوں نے شیطان سے کہا کہ ہم لوگوں کو کچھ بھی علم نہیں ہے کہ کس معبود کی پرستش کریں یہ بات ان لوگوں کی کسی کر شیطان نے کہا کہ میں تم کو بتاؤں گا کہ جس کی تمہارے باپ دادا پرستش کرتے تھے۔ تب شیطان علیہ اللعنتہ ان لوگوں کی سن کر شیطان نے کہا کہ میں تم کو بتاؤں گا کہ جس کی تمہارے باپ دادا پرستش کرتے تھے۔ تب شیطان علیہ اللعنتہ ان لوگوں میں سے چند کو لے کر

خط ہندوستان آیا اور وہاں کے رہنے والے لوگوں کی پرستش کرتے ان لوگوں کو دکھائی اور ان پر پھر اچھے طور پر بت برستی کی تلقین کی اور پورے طریقہ سے بت پرستی کا عادی بنایا اور وہ لوگ جو شیطان کے ہمراہ ہندوستان آئے تھے وہاں سے ان پاپے تلوں کو اٹھا کر اپنے گھروں میں لے گئے اور کہا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَا آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَلَا يَئُوثَ وَلَا يَعُوقَ وَنَسُوا ترجمہ! اور بولے نہ چھوڑو اپنے تھا کوں کو یعنی دو کو اور نہ سواع اور نہ یغوث کو اور نہ یئوٹ کو اور نہ نسر کو اور یہ سب کے سب لوگ ان کو پوچھنے لگے اور تمام عالم بت پرست ہو گیا

بیان حضرت ہود علیہ السلام کا

حق تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام کو قوم علو پر بھیجا وہ قوم وراز قد اور جوڑے ہم کی اور نہایت خونناک تھی سب سے لمبا ان میں سوگز کا اور ٹھکن سٹھ گز کا اور وہ سب کے سب بت پرستی کرتے تھے اور ندا پرستی سے از حد بیزار تھے اور وہ سنگ کو ترانہ کے بہاڑوں میں اپنے مکان بناتے تھے اور اپنی تنگ نظری اور سنگدلی سے بتوں پر ایمان لاتے تھے مگر ان میں سے ایک فرقہ ایمان نہیں لایا تھا اور وہ ان کافروں کے خوف سے اپنا ایمان چھپاتا تھا جب حضرت ہود کے ہندو نصائح حد سے زیادہ ہوئے تو سب کافر حضرت ہود علیہ السلام کو ایذا دینے کے لئے آمادہ ہو گئے جو لوگ ان پر ایمان لاپکے تھے انہوں نے حضرت ہود علیہ السلام کو اس بات کی اطلاع دی تو حضرت ہود علیہ السلام نے جناب باری میں ان کفاروں کے واسطے بد دعا کی بد دعا کے نتیجہ میں برسات موتوں ہو گئی اور زراعت سوکھ گئی اور تقریباً سات برس تک وہ کافر خط کی بلا میں گرفتار ہوئے اور جھوک دیہاں کے مارے اپنی زندگی سے بیزار ہوئے حضرت ہود علیہ السلام نے ان لوگوں سے بہت ہی شفقت و محبت سے فرمایا کہ تم لوگ سب ایمان لے آؤ اور اپنے آپ کو دنیا کی آفت اور قیامت کی آتش سے بچاؤ اور یہ سب آفتیں تم کو جو پہنچ رہی ہیں وہ تمہارے کفر کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں اور بت پرستی خدا کے نزدیک سب سے برا کام ہے اس سے بچو اور وہ لوگ ہمیشہ ہود علیہ السلام سے بڑی بے ادبی اور کُستافی سے کہتے تھے کہ ہم تمہارے کہنے سے اپنے بتوں کی پرستش نہ چھوڑیں گے اور اپنے دین باطل سے کبھی منہ نہ موڑیں گے اور اس زمانے کا یہ دستور تھا کہ جس پر کوئی بڑی شغل آتی تھی وہ سخت ہم میں مبتلا ہو جاتا تھا تو وہ عرم میں کیے جا کر البقا کرتا تھا اور جناب الہی میں نہایت عاجزی کرتا تھا لہذا اس کی دعا قبول ہوتی تھی ان دنوں ایک قوم کے میں رہتی تھی اور اپنے میں شریف اور رئیس کہہ اور سردار کہہ کہتی تھی، جب لوگ قوم کے ان بلاؤں میں گرفتار ہوئے تو ان میں سے سر رئیسوں نے جانے کا ارادہ کیا

اور وہ سب جانے کے واسطے تیار ہو گئے ساری قوم نے ان کو یہ وصیت کی کہ مکے میں جا کر دعا استقامہ باران رحمت مانگنے کی ہر شخص کو کوشش کرے۔ جب یہ لوگ اپنی مسافت منزل میں پوری کر کے مکہ پہنچے اور وہاں جا کر معاویہ ابن ابی بکر کے گھر میں اترے تو وہ ان سب لوگوں کے واسطے طعام و شراب کی فیاضی کرنے و مجلس عیش و عشرت میں کا ناسنوانے لگے۔ تو یہ لوگ اپنی بھوک و پیاس کی مصیبت کو بھول گئے کہاں کی دعا اور کہاں کا استقامہ وہ سب کے سب دن رات راگ و گانا سننے لگے۔ اور ساری قوم نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا اے ہود ہم تیرے خدا کو ہرگز نہ مانیں گے اگر تو ہم کو ڈراتا ہے عذاب سے تو ہم انکم ہم کو اپنے خدا کو تو دکھاؤ کیسا ہے جو ہم پر عذاب لائے گا اور اگر تو نے ہم کو اپنے خدا کو نہ دکھایا تو پھر ہم تجھے ضرور مار ڈالیں گے۔ یہ باتیں سن کر حضرت ہود علیہ السلام نے اپنے خدا کی درگاہ میں تضرع کی اور کہا کہ خدا یا مجھے ان کے ظلم سے بچا کیوں کہ مجھے ان کے ساتھ مڑنے کی طاقت نہیں۔ شاید یہ لوگ مجھے مار ڈالیں گے۔ اس قوم کے سردار کا نام عاد تھا۔ اس کے زمانے سے زمانہ طوفان تک سات سو برس گزرے تھے۔ اس کی اس قدر تھی کہ اگر پتھر پہاڑوں مار تے تھے تو اپنی زانو تک اس میں گھس جاتے لیکن سب کے سب نافرمان تھے اور اپنی زبانوں سے یہ کہتے تھے **مَنْ أَشَدُّ مِمَّنَا قُوَّةً** ترجمہ: یعنی کون ایسا ہے پردہ زمین پر کہ ہم سے قوت زیادہ رکھتا ہو۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا ایک حدیث میں ہے کہ ہودہ ستر آدمی جو تجھ پر ایمان لائے ہیں ان کو اپنے ساتھ لے کر پہاڑ پر جا رہو تب حضرت ہود ان کو لے کر پہاڑ پر چلے گئے اور کہا اے قوم اب تم کو ہوا ہلاک کرے گی۔ اور تم پر غضب الہی عنقریب آئے گا وہ برے کون ایسی ہوا ہے جو ہم پر غالب ہوگی تب خدائے تعالیٰ نے حضرت ہود علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اپنی قوم سے کہہ دو **قُلْ تَعَالَىٰ دَعْوَاهُمْ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تَوْبُوا لِيهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَىٰ قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَكَّلُوا مُجْرِمِينَ** ترجمہ: اے میری قوم اپنے گناہ، بخشتاؤ اپنے رب سے اور اپنے کو رجوع کو واپسی کی طرف تاکہ تم پر چھوڑ دے آسمان سے دھاریں اور زیادہ سے زیادہ تم کو دے اور نہ پھر جاؤ تم گنہگار ہو کر کافروں نے کہا کہ ہم تو توبہ نہیں کریں گے اور نہ ہم تم کو اس کا رسول تسلیم کریں گے۔ پس ایک قوم کو بھیجا کہ کہے میں جا کر پانی طلب کریں پس اس قوم میں سے چھ آدمی مکے کو گئے ان میں سے صرف دو شخص مسلمان تھے لیکن دین اپنا چھپائے رکھے تھے اور ان دونوں کا نام مزید اور یقیم تھا اور ان کے سردار کا نام قیل تھا یہ ستر ہزار آدمی لے کر مکے کو گئے مزید نے ان سے کہا کہ جب تک تم حضرت ہود پر ایمان نہ لاؤ گے اس وقت تم پر باران کا برسا موقوف رہے گا یہ بات مزید کی سن کر سب نے ان کو جھٹلایا اس کے بعد مزید اور یقیم نے کہا

یا الہی یہ لوگ تیری رحمت کے قابل نہیں ہیں تو ہماری حاجتیں پوری کر بارگاہ الہی سے آواز آئی کہ کیا مانگنا ہے
 مانگ مزید نہ کہا یا الہی میں قیامت تک دنیا میں بھوکا نہ رہوں حکم ہوا کہ میں نے تیری یہ حاجت قبول کر لی
 بعدہ یتیم نے کہا یا الہی سات دفعہ کی عمر مجھے عطا کر جس کی عمر چاہوں بطن ابدی میں تین ہزار برس تک زندگی
 کروں حکم ہوا میں نے تجھے بخش اور قبل نے کہا کہ خداوند کوئی ہماری قوم میں بیمار نہیں ہوا کہ تجھ سے شفا
 چاہوں اور نہ کسی مشکل میں پڑا ہوں کہ تجھ سے یاری مانگوں مگر پانی مانگتا ہوں واسطے قوم ماد کے اتنے
 میں تین ساعت کے اندر ابرسیاہ و سفید و سرخ پیدا ہوا اور آواز آئی کہ اے قلیل ان تین میں سے جس کو چاہے
 اختیار کر۔ تب قلیل نے دل میں سوچا کہ ابرسفید و سرخ میں پانی نہیں ہوتا مگر ابرسیاہ پانی سے خالی نہیں
 ہوتا لہذا اس کو اختیار کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے ابرسیاہ ساتھ اس کے منزل مقصود کو جا پہنچا۔ وہب
 ابن منبہ نے روایت کی ہے کہ ساتویں زمین پر ایک ہوا ہے اور اس کا نام ریح العقیم ہے اور ستر ہزار
 زنجیروں سے اس کو باندھ رکھا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس پر محافظ اور نکل ہیں۔ جب قیامت کا دن ہو گا
 ہوا چھوڑ دی جائے گی اور وہ اتنی تیز ہوگی کہ پہاڑوں کو مانند ریزہ ابریشم کے اڈا دے گی اور آسمان گر پڑے
 گا اور اس کے ٹکڑے ہو جائیں گے اور وہ روٹی کے کالے کی مانند اڑتا پھرے گا جس کا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 فَإِذَا انْفِخَتْ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا دُكَّةً
 وَاحِدَةً فَبُثِّتَا مَثَلًا تَنَعَبَ الْوَارِثُ الْمُسْقِطَ الْمَسْمُومَ فَبُثِّتَا مَثَلًا
 پھر جب چھوئیں گے زمین کے ایک چھوٹکے اور اٹھائی جامے کی زمین اور پہاڑ ٹپکے جاویں ایک چوٹ
 اس دن ہو پڑے گی بوڑھے والی اور بچٹ جادے کا آسمان پھر اس دن وہ سمت ہو گا حکم ہوا کہ اے
 فرشتو! وہ ہوا قوم ماد پر کچھ دیر کے واسطے چھوڑ دو۔ تب انہوں نے عرض کی کہ اے جبار عالم کس قدر چھوڑ
 دیں حکم ہوا کہ گائے کی ناک کے ننھنے کے انداز سے چھوڑ دو۔ انہوں نے پھر عرض کی کہ یا رب العالمین اس
 مقدار سے تو سارا عالم ہی برباد ہو جائے گا۔ تب حکم ہوا کہ سوئی کے ناک کے سوراخ کے برابر سے چھوڑا تو وہ
 ہوا مانند ابرسیاہ کے پہاڑ کی طرف نکل کر آئی اس ہوا کو دیکھ کر قوم ماد بہت خوش ہوئے لگی اور کہنے لگی قولہ
 لَقَالُوا اهَذَا عَارِضٌ مُّسْتَطِرٌّ خَائِفٌ لِّرَبِّهِ يَاجِدُ يَوْمَ يُنْفَخُ الْبُيُوتُ كَالْعِهْنِ
 علیہ السلام نے کہا قولہ تَعْلَا۔ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهِمْ۔ رُجُومٌ فَيَفْضَعُونَ ابْنُ الْيَمِّ ۝۵۔
 ترجمہ: کوئی نہیں وہ یہی ہے کہ تم کی تم لوگ شتابی کرتے تھے اور یہ وہ ہوا ہے جس میں دکھ کی مار
 ہے اور جب ہوائی کا فروں نے کہا اے ہود تو نے جو خوشخبری پہنچائی کہ جس سے ہم خشک تر ہوں گے۔
 ہود علیہ السلام نے فرمایا اے کافرو! ذرا صبر کرو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر عذاب الیم پہنچتا ہے وہ اس

خبر کو سن کر تو تقریباً سات لاکھ مرد تین پہاڑوں کے دامن میں جا رہے جہاں ہوائی راہ ایک طرف سے بھی نہ تھی اور یہ سب آپس میں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اور اپنے پاؤں کو گھٹنوں تک زمین میں گاڑ کر بیٹھے تھے اور دن و مرد و لڑکے باپ چار پاؤں کو بیچ میں اپنے لیے لیا اور یہ کہتے تھے کہ تین طرف تو ہمارے پہاڑ ہے اور ایک جانب ہم سب ہیں دیکھتے ہیں کہ کوئی ہوا ہے کہ ہمارے بیچ سے گزرتی ہے اور وہ ہم پر کس طرح زور کر سکتی ہے۔ جب تنگدوں نے اپنی قوت کا غرور کیا کہ تو اچانک ایک آواز رعد کی آئی اور ہوانے اس قدر زور کیا کہ پہلے مکانات اور قصر وغیرہ جتنے تھے سب کو جڑ سے کھود کر پھینک دیے اور تمام تعمیرات برباد ہو گئیں اور ان کی عبرت کے واسطے ان کے پاؤں کے نیچے اور ان کے سامنے سرنگوں کر کے زمین پر ڈال دیدل مثال اس کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَرْنَا الْقَوْمَ فِيهَا مَضَوْنًا كَأَنَّهُمْ أَعْبَادٌ تُخَلِّفُ خَاوِيَةً ۚ فَهَلْ ذَرَّاهُمْ لَهْمٌ مِّنْ بَاقِيَةٍ ۚ ترجمہ: یعنی پھر تو دیکھے لوگ ان میں پھرنے جیسے وہ جھنڈ ہیں کھجور کے کھوکھلے پھر کیا دیکھا کہ ان میں کوئی بیج رہا اور پتھر دھول و خاک میں ایک برس تک پڑے روتے رہے اور جو شخص بھی ان کے رونے کی آواز سنتا تو وہ بھی ہلاک ہو جاتا نہایت ہی پھیلا تک اور خواب آواز ان کے رونے کی تھی اور حضرت ہود علیہ السلام نے ایک خطا زمین پر پکھنچ کر مومنوں کو اس کے اندر رکھ لیا، ہوائ بہت زور کیا مگر جو لوگ کہ مومن تھے ان کا سر موزرہ برابر بھی اس ہوا سے کچھ نہ بگڑا اور وہ صبح سلامت رہے۔ سچ کہا ہے مَنْ كَانَ يَتَّقِ اللَّهَ مَتَّىٰ جَوَّضَ اللَّهُ لَهُ شَيْئًا مِّنْهُ لَيُخَفِّضْهُ لَهَا ۚ جو شخص کہ اللہ کا ہو جاتا ہے تو پھر اس کا بھی اللہ ساقھی ہوتا ہے۔ بعدہ حضرت ہود علیہ السلام مومنوں کو اپنے ہمراہ لے کر جرم کے پاس گئے اور کہا کہ عذاب الہی تو نے دیکھا اس نے کہا ہاں، تب حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ لا اله الا الله هو دمول الله وہ ملعون بولا کہ جب تک کہ تو اس قوم کو زندہ نہ کرے گا اس وقت تک میں تجھ پر ایمان نہ لاؤں گا اور وہ مردود یہ کہہ ہی رہا تھا کہ اسی وقت اس کے قدم کے نیچے ہوائ نے اس زور کا تھپیڑ اویا اور سخت عذاب نے آکر اس کی ساری قوم کو ہلاک کر دیا پس اس کے بعد حضرت ہود علیہ السلام تقریباً چار سو برس تک زندہ رہے اور اس کے بعد دینائے فانی سے رحلت فرمائی اور ان کی دنیا سے چلے جانے پر تمام مومنین کافی عرصہ تک روتے رہے اور مومنین حضرات نے نہایت احترام کے ساتھ حضرت ہود علیہ السلام کو دفن کیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہود علیہ السلام کے انتقال کے بعد ان کے ماننے والے مومنین ایک سو سال تک زندہ رہے بعدہ ان لوگوں نے بھی انتقال کیا۔ اور ان کی اولاد بھی اپنے باپ کی دین پر ایک عرصہ دراز تک قائم رہی۔ اور کثیر آبادی سے وہ لوگ آباد ہوئے اور دین و دنیا کی راہ مخلوق خدا کو بتاتے رہے۔

اتفاقاً ایک روز شیطان مردود ان کے پاس آیا اور اس نے ان لوگوں سے کہا کہ تم سب کس کو پوجتے ہو۔ انہوں نے کہا زمین و آسمان کے خدا کو پوجتے ہیں۔ ابلیس یحییٰ نے کہا کہ کیا تم خدا کو دیکھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ شیطان نے یہ سن کر ان سے کہا کہ تم اس پتھر سے ایک بت بنا کر پوجا کرو تاکہ وہ روز قیامت تمہارے لئے شفیع ہوئے ان لوگوں نے ابلیس کی باتوں پر یقین کر کے ایک بت پتھر بنا کر میدان میں رکھ دیا جس کا خدا تعالیٰ نے فرمایا **ذَٰلِکَ یَوْمَ جَاؤُا الصَّخْرَ جَاؤُا ۙ اِیَّہُ تَرْجِعُہ** اور کیسا کیا تیرے رب نے قوم نمود سے جنہوں نے تراشے پتھر واسطے بت بنانے اور ان کو دادی میں رکھ دیا۔ **خَاسِکَہ**۔ دادی میدان ان کے مکان کا نام ہے اور ان لوگوں نے پہاڑوں کو کھود کر اپنے رہنے کے واسطے گھر بنائے تھے اور اسی پتھر سے اپنے پوجنے کے واسطے بت بھی تراشے تھے اور اس بت کے چاروں طرف چھید کر کے اس میں نقرہ ملا دیا تھا اور ایک تخت عظیم الشان بچھا کر اس پر ایک سونے کی کرسی رکھ کر اس بت کو رکھ دیا تھا۔ بعدہ ابلیس نے کہا کہ تم سب اس کو سجدہ کرو۔ اور ابلیس کے کہنے سے سب لوگوں نے سجدہ کیا اور وہ سب کافر ہو گئے اور اسی جگہ ایک گنبد عظیم الشان بنا کر اسے معبد خانہ قرار دیا **نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہٗا بَعْدَ ذَٰلِکَ** خدا نے تعالیٰ نے ایک مجھ کو بھیجا۔ اس نے اس گنبد کو چھید کر کے بت کے اندر جا کر خرطوم اپنا اس کے سر میں چبھو کر کرسی سمیت اس کو اٹھا کر دریا میں ڈال دیا۔ تمام کافریہ حال دیکھ کر بہت متحیر و پریشان ہوئے اور کہنے لگے کہ اب ہم کس کو پوجیں گے۔ بعدہ خدا تعالیٰ نے اسی قوم کی طرف حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا بعد قصہ حضرت ہود علیہ السلام کے قصہ شداد لعین کا تحریر کرتا ہوں کیونکہ شداد لعین بھی حضرت ہود علیہ السلام کے زمانے میں تھا اسی وجہ سے حضرت ہود علیہ السلام کے بعد ہی تحریر کیا گیا۔

بیان شداد لعین کا

اکثر مورخین حضرات نے شداد کا ذکر بھی حضرت ہود علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ کیا ہے چونکہ وہ بھی قوم عاد سے تھا۔ اور قوم عاد ہی کی طرف حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ اس واسطے میں بموجب پیروی اہل تاریخ کے اس حال عجیب اور قصہ غریب کو تحریر کرتا ہوں کہ اہل ایمان کو اس احوال سے عبرت ہو اور خداوند قدوس کی قدرتوں پر یقینی واقع ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ عاد کے دو بیٹے تھے ایک کا نام شدید اور دوسرے کا نام شداد تھا اور یہ دونوں ہفت اقلیم کے بادشاہ تھے اور ان دونوں کا مسکن ملک شام تھا۔ شدید تو تقریباً سات سو برس تک بادشاہی کر کے مر گیا۔ بعدہ شداد ملعون بادشاہ ہوا اس نے تمام روئے

مسخر کیا۔ اور جہاں تک اس کی بادشاہت کا تعلق تھا اسی کا حکم چلتا تھا اور شب و روز اس کی حکومت ہی سے کام تھا اور وہ اسی خوشی میں خوش رہتا تھا اور اس کے ماننے والے اگرچہ کفر و شرک میں مبتلا تھے لیکن اس کے عدل کی وجہ سے شیرو کبریٰ ایک ہی جگہ پانی پیتے تھے۔ ایک نقل اس کے انصاف کی تحریر کرتا ہوا تاکہ اس کے عدل کی تاثیر ہو جائے۔ در شخص اس کے حکم عدالت میں آئے ان دونوں نے اپنے اپنے عجیب احوال سنائے۔ ایک شخص بولا میں نے اس سے ایک قطعہ کا لیا ہے اور پوری قیمت دے کر اپنا قبضہ کیا۔ میں نے اس زمین میں خزانہ پایا ہے وہ اس کو دیتا ہوں اور یہ کہتا ہے کہ میں نے تو زمین کو بیچا ہے اب میں اس خزانہ کو ہرگز نہیں لیتا۔ دوسرا بولا کہ میں نے تو زمین خریدی ہے نہ کہ خزانہ خریدا ہے اب یہ اس نے سینے میں بہت حیلہ دیا نہ کہ کتاب ہے جب حاکم دقت نے پوچھا کہ تمہارے دونوں کی کچھ اولاد بھی ہے یا ساری عمر تمہاری اولاد ہی سے برباد ہے۔ وہ بولے کہ ایک کی بیٹی اور ایک کے بیٹے حکم کیا دونوں کو آپس میں نکاح باندھ کر یہ مال ان کو دے دو اور بموجب حصے کے ہر ایک متقسم کرو۔ ایسے انصاف سے ان کا قصہ طے کیا اور اس نے اپنے تئیں دنیا میں نیک نام کیا بعدہ حضرت ہود علیہ السلام کو اس کی ہدایت کے واسطے بھیجا ہر چند حضرت ہود علیہ السلام نے اس کو دعوت ایمان دی پر وہ ایمان نہ لایا اور کافر و مشرک مرا۔ حضرت ہود علیہ السلام نے جب اس کو دعوت ایمان پیش کی اور ایمان لانے کے واسطے اس کو کہا تو وہ کہنے لگا کہ اگر میں تمہارا دین قبول کر لوں تو ہم کو کیا فائدہ ہوگا حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ حق تعالیٰ تجھ کو اس کے عوض بہشت جادوئی عنایت کرے گا اور ہمیشہ تجھ پر اپنا فضل و مہربانی مرحمت فرمائے گا حضرت ہود علیہ السلام نے اس کو اچھی اچھی بتائیں جو آخرت میں اس کے واسطے نجات کا سبب بن سکتی تھیں لیکن اس ملعون نے ان بھلی باتوں پر کچھ بھی احساس و خیال نہ کیا اور مزید کہنے لگا کہ اے ہود تو مجھے بہشت کی طمع دلاتا ہے اور میں نے بہشت کی صفت سنی ہے۔ میں بھی اسی دنیا میں مثل اس کے بہشت بناؤں گا۔ اور دن رات عیش و عشرت کر دوں گا، مجھے تیرے خدا کی بہشت کی کچھ حاجت نہیں اس مکالمہ کے بعد اس ملعون نے اسی وقت ہر ایک ملک کے بادشاہوں و وزیروں اور اکابرین کو خطوط لکھے جو اس کے زیر تاج تھے اور اس میں لکھا ہے کہ تیرے ملک میں جی جگہ زمین ہموار اور میدان مسطح نشیب و فراز اس میں نہ ہو اس کی جلد ہم کو اطلاع دو۔ ہم اسی جگہ پر بہشت بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور اس کے بعد فوراً ہی اپنے قاصد ہر جگہ بھیجے تاکہ وہاں سے سونا چاندی اور جواہرات لے کر جلد آئیں۔ نیز ان قاصدوں سے یہ بھی کہہ دیا کہ جتنے بھی مشک و عنبر اور مروارید ہاتھ آئیں وہ سب کے سب ہم ساتھ آویں کہا جاتا ہے کہ اس وقت شداد کے وزیر حکم ہزار ملک

اور ایک ہزار بڑے شہر تھے اور ملک اور ہر شہر میں تقریباً ایک لاکھ آدمی موجود تھے بہت ہی شدید
 جستجو کے بعد خطہ عرب میں ایک قطعہ زمین جس کی مسافت چالیس فرسنگ کی تھی ملی۔ اس کے بعد فوراً
 امیر و امراء کو حکم ہوا کہ تین ہزار استاد پیمائش کو یکسر سب سے پہلے چالیس گز زمین نیچے سے کھود کر
 سنگ مرمر سے بنیاد بہشت کی رکھو چنانچہ اس کے حکم سے بنیاد درست کی گئی اور اس کی دیواریں
 چاندی اور سونے کی اینٹوں سے اٹھائی گئیں چھت اور ستون زبرجد اور زمر و ہنر سے بنائے گئے
 چنانچہ حق تعالیٰ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شداد عین کی بہشت کے حال سے
 اور ستونوں سے اس کی خبر دی کہ دنیا میں کسی نے ایسی بہشت نہیں بنائی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اَلَمْ
 تَرَ كَيْفَ فَعَلْنَا ذُكِّيَّةً يَّعَاقِبُهَا اَرْضًا ذَاتِ اَلْعِمَادِ ۙ اَلَّتِي لَمْ تَحْلُقْ مِثْلَهَا
 فِي الْاٰلِهَةِ ۙ ترجمہ کیا تو نے نہیں دیکھا کیسا کیا۔ ب تیرے نے مادی سے جو رام کے بڑے ستون بنائے
 تھے جو کہی شہر میں دیا بنا نہیں۔ فاحشہ کا یعنی مادی تو تھی اور ارم اس میں ایک قبیلہ تھا اور
 ان میں سلطنت تھی۔ ان میں عمارتیں وہ اپنی اپنی بناتے اور صفیں اس بہشت کی یہ ہیں کہ درخت اس
 میں نصف چاندی اور نصف سونے کے بنائے تھے اور پتیاں ان درختوں کی زمر و ہنر سے جڑی
 تھیں اور ڈالیاں اس کی یا قوت سرخ سے تھیں اور میوے انواع و اقسام کے اس درخت پر لگائے
 تھے اور بجائے خاک کے اس میں مشک و عنبر و زعفران سے پرکے تھے اور بجائے پتھر کے اس کے صحن
 میں موتی اور مولگا ڈالتے تھے اور ہنر میں اس میں شراب و شہد کی جاری کی تھیں اور بہشت کے روائے
 پر چار میدان بنائے اور اشجار میوہ دار اس میں لگائے تھے۔ اور ہر ایک میدان میں ایک ایک لاکھ
 کرسیاں سونے چاندی کی بچھی تھی اور ہر کرسی کے سامنے ایک ایک ہزار خوان میں جملہ اقسام طرح طرح
 کی نعمتیں رکھی تھیں اور یہی خبر ہے کہ چالیس ہزار خزانے چاندی اور سونے کے بہشت کے چرخ کے
 واسطے تھے یہاں ملک کہ تین سو برس میں اس کا سر انجام ہوا اور وکیلوں کو ہر ملک میں بھیجا کہ درم بھر
 چاندی کسی ملک میں نہ چھوڑو سب اس بہشت میں لاکر جمع کرو آخر یہ نوبت پہنچی کہ ایک عورت بڑھیا
 غریب میکسین تیم کہ اس کی بیٹی کے گلو بند میں ایک درم چاندی تھی۔ ظالموں نے اسے بھی نہ چھوڑا آخر
 وہ لڑکی رو پیٹ کر کہنے لگی کہ میں غریب فقیروں میں سوائے ایک درم چاندی کے اور کچھ نہیں ہے
 لہذا یہ ایک درم مجھ کو بخش دو مگر انہوں نے کچھ نہ سنا۔ تب اس غریبہ سے خدا کی درگاہ میں فریاد کی
 کہ یا الہی تو اس کا انصاف کہ اس ظالم کے شر سے ظالم کو بچا اور اس کی بے انصافی کا تو انصاف کر اور
 اسے دفع کر آہ و فریاد اس کی خداوند قدوس کی درگاہ میں قبول ہوئی بمصدقہ حق اس حدیث کے ۔

قَالَ لَنِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا دَعْوَةَ الْمُظْلِمِ فَإِنَّهَا مَقْبُولٌ ترجمہ: پرہیز کرو مظلوم کی بددعا سے بیشک وہ مقبول ہوتی ہے۔ خبر ہے کہ شداد نے سارے ملک کے لڑکے اور لڑکیاں۔ خوبصورت حسین دیکھ کر دمشق میں جو اس کا مکان تھا اس میں جمع کیں کہ مانند حورو غلمان کے بہشت میں اس کی خدمت میں رہیں۔ مکمل دس برس تک وہ کافر شداد ارادہ کرتا رہا کہ بہشت جا کر دیکھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ کو منظور نہ تھا کہ وہ اپنی بنائی ہوئی بہشت میں جاوے۔ ایک روز کمال خواہش سے دروغ ظالم ساتھ لے کر بہشت کو دیکھنے گیا جب وہ بہشت کے نزدیک جا پہنچا اور اس نے اپنے غلاموں کو چاروں میدانوں میں بھینچا اور ایک غلام کو ساتھ لے کر چاہا کہ بہشت میں جائیں وہیں بہشت کے دروازے پر ایک شخص کو کھڑا ہوا دیکھا۔ اس سے پوچھا تو کون ہے اس نے جواب دیا کہ میں یہاں تیری جان قبض کرنے آیا ہوں۔ شداد نے اس سے کہا کہ تو ذرا مجھے بہشت دے تاکہ میں اپنی بیوی ہوئی بہشت کو دیکھوں ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں کہ تو اپنی بیوی ہوئی بہشت میں جاوے کیونکہ تجھ کو دوزخ میں جانا ہے پھر شداد نے کہا کہ چھوڑ میں گھوڑے سے اتروں ملک الموت نے کہا کہ نہیں۔ تب اسی حالت میں اس کا ایک پاؤں گھوڑے کی رکاب میں رہا اور دوسرا پاؤں بہشت کے دروازے پر تھا کہ جان اس کی قبض کر لی گئی، وہ مردود بہشت نادیدہ دوزخی ہوا۔ اور ایک فتنے نے آسمان سے ایک ایسی سخت زد سے آواز کی کہ سب ساتھی اس کے ہلاک ہو گئے اور ایک لقمہ کھانے کی فرصت نہ ہوئی اس وقت نہ مال رہا نہ ملک ادنیٰ و اعلیٰ فقیر و امیر سب برابر ہو گئے ملک غارت ہو گئے اور وہ سب دوزخی ہو گئے اور اس کی بہشت کو زمین کے نیچے دبا دیا کہ قیامت تک کچھ اثر اس کا باقی نہ رہے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو قوم ثمود کی طرف رسول بنا کر بھیجا۔

۱۰۰

قرآن مجید نمرقان حمید میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ والی ثمود ایاھم صالحا
قال یقوم اعبدوا اللہ ما لکم من الیہ غیوۃ ۱ ترجمہ اور ثمود کی طرف بھیجا ان کے بھائی
صلح علیہ السلام کو انہوں نے کہا اے قوم بند کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ
کے ثمود درحقیقت ایک جماعت صاحب مال کی تھی اور وہ بکریوں اور اونٹوں سے آسودہ حال تھے جب
قوم عاد کو حق تعالیٰ نے اس دنیا سے خدات کیا تو اس کے بعد قوم ثمود نے ان کے شکستہ مکانوں پر قبضہ کر لیا اور
ان کو از سر نو تعمیر کر لیا اور یہ قوم بھی کثرت مال و کثرت اولاد سے گمراہ ہوئی وہ اپنی دولت کے غرور پر نیازاں
رہے تھے اور بتوں کی عبادت میں مصروف رہتے اور ظلم و فساد کثرت سے کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام

نے قوم ثمود کو دعوت الی اللہ دی اور اس قوم سے کہا کہ اے قوم اقرار کرو کہ خدا ایک ہے اور کوئی اس کا
شریک نہیں۔ منکروں نے کہا کہ تمہاری پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ ہو کی قوم
کو اللہ تعالیٰ نے سبب بے ایمانی اور بت پرستی کے ہلاک کیا اور مجھے ان کے پیچھے اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنا کر
تم پر بھیجا ہے۔ قوم ثمود کے سردار ہود نے کہ اے صالح اگر تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہو
تو تم کو کچھ معجزہ دکھلاؤ۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ تم بتاؤ کیا معجزہ دکھلاؤں؟ یہ بات سن کر ہود آپس میں مشورہ
کرنے لگے پھر کچھ دیر بعد حضرت صالح علیہ السلام سے کہنے لگے تم یہ معجزہ دکھاؤ کہ ایک اونٹنی اس پتھر سے نکلے اور
اسی وقت وہ بچھ بھیجنے اور دودھ بھی دیوے۔ تب ہم جانیں گے تم رسول خدا برحق ہو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ حضرت
جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے صالح تم دعا کرو اور میری قدرت کے نظائر دیکھو کہ میں نے تجھ سے
چار ہزار برس پہلے ایک اونٹنی اس پتھر کے اندر پیدا کر رکھی ہے تاکہ تیرا معجزہ ظاہر ہو۔ اور تیری پیغمبری کی
دلیل مضبوط ہو۔ پس حضرت صالح علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں دعا کی اور تمام مومنین نے آمین کہی۔ اتنے
میں ایک عجیب آواز اس پتھر سے نکل۔ مٹا ایک اونٹنی نہایت خوبصورت اس پتھر کے نیچے سے نکل آئی وہ اتنی
حسین اور خوبصورت تھی کہ اس جیسی سارے عالم میں دوسری نہ تھی اور بعد ایک ساعت کے اس نے ایک بچہ دیا
اور اس کے پاس تازہ گھاس بھی نظر آئی جو اونٹنی نے کھائی تھی اور خدا کے حکم سے فوراً ایک چشمہ اور ایک
چراگاہ پیدا ہو گئی اور اونٹنی اس میں چرنے لگی اور اس قوم میں سات قبیلے تھے اور ساتوں قبیلے اس چشمہ سے
پانی پیتے تھے اور پانی کچھ کم نہ ہوتا تھا۔ سارے انٹنی کو اس چشمہ پر لے گئے اس اونٹنی نے اس چشمہ کا
سبب پانی بنایا پھر اس وقت حضرت صالح علیہ السلام نے قوم سے کہا کہ تم لوگ اس کا دودھ پیو ساتوں قبیلے
اس سے دودھ دودھ کر گھڑے اور مشکیں بھر بھر کر اپنے گھر لے جاتے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام
کو فرمایا کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ پانی اس چشمہ کا ایک روز اونٹنی کا ہے جس روز دودھ دودھا جائے اور ایک دن
ان کا ہے جس دن دودھ نہ دودھا جائے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا قَالَ هٰذِیۡٓ اَیَّامُ شُرَکَّیۡکُمْ
ذَکُھُمْ یَشْرَبُوْنَ مَعۡکُمْ وَلَا تَمْسُوْا فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا
ترجمہ! اور کہا یہ اونٹنی ہے اس کے پانی پینے کی ایک دن باری ہے اور تمہاری باری دوسرے دن کی مقرر
کی ہے اور اس اونٹنی کو کسی طرح سے چھیڑنا مت ورنہ تم کو ایک برسے دن کی آفت گھیرے گی فَاۡیِسُوْا فَاۡیِسُوْا
تعالیٰ کی قدرت سے اونٹنی پتھر سے پیدا ہو کر حضرت صالح علیہ السلام کی دعا سے چرتی پھرتی تھی اور جس
جنگل میں وہ اونٹنی چرنے جاتی تھی تو اس جنگل کے سب مویشی بھاگ بھاگ کر کنارے پہنچ جاتے اور
جس تالاب سے وہ پانی پیتی سب مویشی وہاں سے بھاگ جاتے اور مویشی وغیرہ یا سے رہ جاتے تھے۔

ایک مشورہ کیا اور یہ بات طے پائی کہ ایک دن پانی پر اوٹنی جادے اور دوسرے دن ان لوگوں کے مویشی جادویں اور یہ خلاصہ تفسیر سے لکھا ہے اس کے بعد حضرت صالح علیہ السلام نے قوم ثمود سے کہا کہ خبردار یہ اوٹنی ہے اللہ تعالیٰ اور اس کو کبھی بھی مت چھیڑنا اور اس کو کوئی تکلیف بھی مت دینا ورنہ اس کی پاداش میں خداوند کریم تم پر سخت عذاب بھیجے گا۔ یہ بات حضرت صالح علیہ السلام کی سن کر وہ لوگ اس اوٹنی کو پیار کرتے تھے اور بہت ہی حفاظت سے رکھتے تھے اور اس کے دودھ سے مکھن اور گھی جمع کر کے شہر وں میں بے جا کر بیچتے اور اس سے فائدہ حاصل کرتے اور اسی وجہ سے وہ لوگ مالدار ہو گئے اور اسی صورت سے تقریباً چار سو سال گزر گئے ایک روز حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا اس مہینے کے اندر جس گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اس سے ساری قوم ہلاک و تباہ ہوگئی۔ اتفاقاً ان حاضر شدہ لوگوں کی بیویاں سب کی سب حاملہ تھیں۔ مرضی الہی سے اسی مہینے میں جنہیں تو نو عورتوں نے اپنے بچوں کو مار ڈالا۔ اور ایک عورت نے بسبب اس کے کہ کوئی فرزند اس کا نہ تھا اس لئے اپنے بچے کو نہیں مارا اور زندہ رکھا۔ اور نام اس کا قرار رکھا جب وہ لڑکا بالغ ہوا شہ زور نکلا۔ اور وہ نو عورتیں جنہوں نے اپنے فرزندوں کو مار ڈالا تھا پشیمان ہوئی۔ اور کہنے لگیں کہ صالح کی بات جھوٹی تھی۔ اس سبب سے ایمان ان لوگوں کا حضرت صالح علیہ السلام اور ان کی اوٹنی سے ہٹ گیا۔ اور ایک روز وہ قرار اور ایک شخص کے نام اس کا مصدع تھا اس کے ساتھ مل کر اور ہر قبیلے سے ایک شخص نے باہم متفق ہو کر اور خوب شراب پی کر اوٹنی کے مار ڈالنے کی صلاح کی اور اور یہ کہا کہ پانی پینے کے لئے جب کنوئیں کے کنارے پر جائے گی تو ہم لوگ اس کو اسی وقت مار ڈالیں گے۔ بمصدق اس آیت کے قولہ تَعَالٰی وَكَانَ فِي السِّدِّ مِثْلَهُ تَسْعَةً لِّخَمٍ يَفْسِدُ ذَنْ فِي الْاَذْمِ وَلَا يُصْلِحُونَ ترجمہ! اور تھے اس شہر میں نو شخص خرابی کرتے ملک میں نہ سوار تے دوسرے روز اوٹنی نے پانی پینے کے لئے اپنا سر جھکایا اور قرار بن سالف مردود نے آکر اس کی گردن پر تیر مار کر زخمی کر دیا اوٹنی نے اس پر حملہ کیا تو سب بھاگے اور مصدع بن دہر ملعون نے پیچھے سے آکر اس کے پاؤں میں تلوار مار دی اور اوٹنی گر پڑی اور اس کے بعد تمام ملعونوں نے مل کر اس کو جان سے مار ڈالا اور اوٹنی کا بچہ اپنی ماں کا یہ حال دیکھ کر بھاگا۔ سب مردودوں نے اس کا بھی پیچھا کیا لیکن وہ اس کو پکڑ نہ سکے اور وہ بچہ اس پتھر میں چلا گیا جس پتھر سے اس کی ماں نکلی تھی۔ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ قوم صالح علیہ السلام کی شراب نہ پیتی تو ہرگز اوٹنی کو نہ مارتی اور یہ کتبہ کبیرہ محض شراب پینے کی وجہ سے ہوا اور ایک حدیث میں آیا ہے اَلْخَمُّ مَقْتٌ اَلْجَنَابُ ثَلَاثٌ یَعْنِی شَرَابَ تَامَ بَرَاۤیُوں کی ماں ہے۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک عورت بدکار کے گھر میں

گائے، اونٹ، بکری وغیرہ بہت تھے اور چارے اور پانی وغیرہ کی تکلیف سے اپنے یار کو کھایا کہ جاؤ اوشنی کے پاؤں کاٹ ڈالو چنانچہ اس نے ویسا ہی کیا اور اس واقعہ کے تین دن بعد ان پر دردناک عذاب آیا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو خبر دی گئی اور ان سے کہا گیا کہ اس قوم سے کہہ دو تو لہ تعالیٰ فَعَقَرُوْهُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا مِّنْ دُوْنِ اِيْکُمْ فَتَلَّیْ اٰیٰتِہٖمْ وَاٰیٰتِہٖمْ دَعٰوٰیہٗ عَلٰی عٰیۡنِہٖمْ مَّکَذُوْبَہٗ ترجمہ ! پھر اس کے پاؤں کاٹ ڈالے تب کہا فائدہ اٹھاؤ اپنے گھر میں تین دن اور یہ وعدہ جھوٹا نہ ہو گا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے کافروں سے کہا حیات تمہاری تین دن سے زیادہ نہیں ہے۔ جیران ہو کر بولے اس کی کیا علامت ہے حضرت صالح علیہ السلام نے کہا کہ پہلے روز رنگ روپ تمہارا سرخ ہو جائے گا اور دوسرے روز زرد ہو جائے گا۔ اور تیسرے روز سیاہ ہو جائے گا۔ جب تین دن کے بعد یہ علامت مذکورہ ظاہر ہوئی تو جی لوگوں نے اوشنی کو مارا اتحاد مردود سب کے سب حضرت صالح کے گھر آئے تاکہ حضرت صالح علیہ السلام کو بھی مار ڈالیں۔ تب اس وقت ان پر غضب الہی نازل ہوا اور جبرائیل نے آکر ان کے گھروں کی تمام دیواریں ہلادیں اور وہ تمام کافر اپنے اپنے مکانوں سے نکل بھاگے اسی وقت حضرت جبرائیل نے ایسی چیخ ماری کہ ایک ہی آواز سے سب کے سب خاک میں مل گئے۔ اور حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے کہ ان ساتوں قبیلوں نے حضرت صالح سے پوچھا کہ کس طرح ہم لوگ ہلاک ہوں گے آپ نے فرمایا کہ ایک ہی آواز سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اور تم سب خاک میں مل جاؤ گے یہ سن کر اسی وقت اس قوم نے ایک کنواں بہت بڑا کھودا اور بیوی بچوں کو اس میں رکھ دیا تاکہ آواز کانوں تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ جب آواز کانوں تک نہ آئے گی تو عذاب سے نجات مل جائے گی۔ یہ تدبیر کر کے خود بھی اس کے اندر جا رہے بعد اس کے اس فرشتہ نے وہاں جا کر ایک ہی آواز سے ساتوں قبیلوں کو فی النار والسقر کیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِنَّا اَدْۡسٰۤنَا عٰیۡنِہُمْ صَبٰۤحًا وَّ اَحَدًا فَاَکَاۤنُوْا کَمَشْرِیۡمٍ اَلْمُحْتَطِرَہٗ۔ ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ پھر رہ گئے جیسے روٹی دھنی ہوئی گائے کی مانند اور کچھ بھی نام و نشان ان کا زمین پر باقی نہ رہا۔ بعد صلح علیہ السلام ملک شام میں چلے گئے جس کو آج کل شہرستان عوج کہتے ہیں وہاں جا کر سکونت اختیار کی بعد اُکافی مدت میں انتقال فرمایا اور جامع مسجد کے داہنی طرف مدفون ہوئے اور ان کے ہمراہ تمام مومنین بھی وہیں جا کر رہے اور ان سب مدفون ہوئے۔

بیان حضرت ابراہیم علیہ السلام

جب کوئی اولاد سام بن تارخ کی عرب و عجم میں نہ رہی۔ ان میں سے بعض لوگ تو طوفان نوح سے ہلاک ہو گئے اور بعض فرشتے کی آواز سے مرے۔ یاد شاہ نمرود علیہ اللعنة عجم کے ملک سے نکلا وہ بیٹا کنعان بن آدم بن سام بن نوح علیہ السلام کا تھا اور اس کی زبان۔ اور بعض نے لکھا ہے کہ کیا ڈوس بیٹا کنعبا کا تھا اور وہ بیٹا منوچہر بیٹا فریدوں بن جمشید کا تھا لیکن وہ صحیح نہیں ہے اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ اس کا نام نمرود تھا اور اس کی بڑی قوت اور حشمت و شوکت تھی بسبب قوت لشکر کے ملک شام میں سلطنت قائم کی بعد اس کے ترکستان فتح کر کے اولاد یافت بن نوح کو اپنا فرمانبردار بنایا۔ بعد ہندوستان میں آکر اولاد سام بن نوح کو مطیع کیا۔ اور ملک روم کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اپنے قبضہ میں لے لیا اور تمام جہان مشرق سے مغرب تک اپنے قبضہ و دخل میں لے لیا بعد اس کے کوفہ میں جا کر مقام کباد اب جم کو بابل کہتے ہیں۔ وہیں تخت پر بیٹھا۔ ترکستان اور ہندوستان اور روم اور مغرب اور مشرق سے خراج اس کے لئے آتا تھا ایک ہزار سات سو برس اس نے بادشاہی کی بڑا متکبر تھا کبھی آسمان کی طرف نظر نہ کرتا اور اپنی حاجت کو کبھی اللہ سے نہ مانگتا تھا اور کہتا تھا کہ میں خدا ہوں اور آسمان کا خدا کیا چیز ہے (لعنت اللہ علیہ) ہاں ایک مرتبہ اس ملعون نے اس وقت آسمان کی طرف نظر کی تھی جب یہ گدھے پر سوار ہو کر خدا کو تیر مارنے جا رہا تھا۔ اور تیر کمان میں لگا کر کہتا تھا کہ اگر آسمان میں دوسرا خدا ہے تو اسے تیر سے مار ڈالوں گا اور جب وہ ملعون باہر نکلتا تو اس تخت کے چاروں پاسے چار ہاتھیوں کی پیٹھ پر رکھ بیٹھتا اور تخت کے نیچے ایک قتبہ دیباے روی سے کھنچو اتار موتی اور جواہرات سے اسے آراستہ کرنا اور ملنا ہیں اس میں زربفت کی لگائی جاتیں دن کو اسی تخت پر بیٹھتا اور چار سو کرسیاں اس کے تخت کے نیچے بکھی رہتیں۔ اور ہر کرسی پر جادوگر اور منجم سب بیٹھتے اور امیر و صاحب اس کے گوردہ رہتے تھے۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہفت آئینہ کی بادشاہی صرف چار شخصوں کو ملی اور ان چاروں کے برابر شہنشاہ کوئی نہیں ہوا و مسلمان ان میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور دوسرے سکندر و ذوالقرنین تھے اور دو کاغذ ایک نمرود بن کنعان اور دوسرا بخت نصر ان چاروں کو ہفت آئینہ کی بادشاہی حاصل ہوئی تھی ایک روز نمرود تخت پر بیٹھا تھا۔ اور تمام لشکر اس کے گرد حاضر تھا تقدیر الہی سے جادوگر اور منجم سب اپنا جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔ نمرود نے کہا کہ آج تم کو کیا ہوا کہ دیگر اور غمناک بیٹھے ہو۔ انہوں نے کہا کہ خاتمہاری خیر کرے ایک ستارہ عجیب فلک پر نظر آتا تھا کہ کبھی ہم نے نہ دیکھا تھا آج مشرق کی طرف۔

سے نکلا ہے۔ فرد نے کہا کہ وہ سارہ کیس ہے انہوں نے کہا کہ ایک لڑکا باپ کی صلب سے ماں کے رحم میں موجود ہو گا وہ تیری بادشاہت کو تباہ کرے گا فرد نے کہا کہ کس وقت وہ لڑکا باپ کی پشت سے ماں کے شکم میں آوے گا منجھوں نے کہا کہ وہ تین رات و دن میں پس فرد نے حکم کیا کہ یہ جتنی عورتیں بالغ ہیں وہ آج سے اپنے شوہروں کے ساتھ ہم بستر نہ کرنے پائیں۔ اتفاقاً فرد کا ایک چوہدراس کا نام تاریخ تھا اور اس کے بھائی کا نام آذر تھا اور بعد وفات پدر کے یہی زندہ رہا جس کا ذکر مختلف تفاسیر میں موجود تھا، اور وہ جینہ ایک ہاتھ میں شمع اور ایک ہاتھ میں ننگی تلوار کے تمام رات فرد کے سر ہانے کھڑا رہتا جس دن بد حکم فرد نے جاری کیا اسی شب کو شہیت ایزوی سے آذر کو خواہش ہوئی کہ اپنی بی بی سے مباشرت کرے اور دھڑکتے ہوئے باہم کی ماں کو بھی خواہش ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگیں کہ کیونکر اپنے شوہر کے پاس بائو خوشی حاصل کروں اسی پس و پیش میں تھی کہ وہ خواہش سے آدھی رات کو گھر سے نکل کر دروازہ فساد فرمادے پر چاہی بچی۔ دیکھا کہ دربان و پاسبان سب کے سب غفلت میں ہیں۔ وہاں سے فرد کی خواہگاہ خاص میں بے گھٹکے گھسیں اور اپنے شوہر کو دیکھا کہ فرد کے سر ہانے ایک ہاتھ میں شمع اور دوسرے ہاتھ میں تلوار لئے پاسبان کو رہا ہے جب دونوں کی آنکھیں چار ہوئیں اسی وقت شہوت نے غلبہ کیا اس نے اپنی بیوی سے کہا اب کیا صلاح ہے دونوں ہاتھ میرے بندھے ہوئے ہیں۔ اتنے میں اللہ کے حکم سے کوئی دوسرا آدمی کی شکل میں حاضر ہوا اور وہ شمع اور تلوار لے کر اسی طرح کھڑا ہو گیا اور میاں بیوی نے فرد کے سر ہانے مباشرت سے فراغت پائی اور اسی شب کو اللہ تعالیٰ کے حکم اور قدرت سے حضرت برہم نے باپ کی پیٹھ سے رحم مادر میں قرار پکڑا۔ آذر نے اپنی بیوی سے کہا خبردار یہ مجید کسی پر ظاہر نہ کرنا اور یہاں سے گھر جاتے تک راہ میں کوئی نہ دیکھے کیونکہ یہ فعل اس وقت موجب شرمندگی ہے تب بیوی ان کے وہاں سے نکل کر چپکے سے اپنے گھر کو چلی گئیں اور اس آنے جانے کی بجز خدا کے کسی کو خبر نہ ہوئی اور جب صبح ہوئی فرد یعنی نیند سے بیدار ہوا اور آذر کی پیشانی کی طرف نگاہ کی، دیکھتا تھا کہ نور اس کے چہرہ پر چمک رہا ہے۔ فرد نے کہا آذر آج چہرہ تیرا نورانی دیکھتا ہوں بخلاف اور دونوں کے۔ آذر نے اس کی ترقی اقبال کی دعا کی۔ بعد فرد وہاں سے اٹھ کر تخت پر جا بیٹھا۔ راہیوں اور منجھوں کو بلوا کر کہا کہ اپنے اپنے علم سے دریافت کر کے کہو کہ وہ لڑکا پیدا ہوا یا ابھی نہیں سمجھوں نے دریافت کر کے عرض کی کہ جہاں پناہ سلامت شب گذشتہ کو وہ لڑکا بحکم خدا باپ کے صلب سے ماں کے شکم میں آچکا ہے۔ تب فرد مردود نے حکم دیا کہ جتنی عورتیں حاملہ ہیں وقت ولادت کے اپنے لڑکوں کو مار ڈالیں۔ اس سبب سے جتنی عورتیں حاملہ تھیں سب نے اپنے بچے مار ڈالے جب ابراہیم کو اپنی ماں کے بیٹ میں نو مہینے گزرے تب اس کی

ماں فرود کے خوف سے اور بچے کی محبت سے گھر سے خاموشی سے باہر شہر کے جا کو میدان میں ایک
 غار کے اندر جا بیٹھیں اور وہاں حضرت ابراہیم پیدا ہوئے۔ ان کے نور سے غائیگہارگی روشن ہو گیا اور
 ان کی ماں رونے لگیں اس خوف سے کہ مبادا یہاں آکر کوئی لڑکے کو مار نہ ڈالے آخر لڑکے کو پیڑے میں
 پیٹ کر وہیں چھوڑ کر گھر کی طرف روتی ہوئی چلی گئیں اسی وقت جبرائیل نازل ہوئے اور دونوں ہاتھوں
 کے دونوں انگوٹھے پچھے کے منہ میں رکھ دیئے خدا کے فضل و کرم سے ایک سے دودھ اور دوسرے
 سے شہد جاری ہوا اور حضرت ابراہیم اس کو پیتے رہے۔ اور کسی چیز کے محتاج نہ ہوئے اور ہر
 ہفتے ان کی والدہ ان کے پاس جاتیں اور ان کی زندگی اور پرورش سے متعجب ہوتیں اور جب وہاں سے
 یعنی غار سے باہر نکل آتیں تو اسی وقت غیب سے ایک پتھر آکر غار کے منہ کو بند کر دیتا اور جب ان کی
 ماں ان کے پاس آتیں تو اس پتھر کو الگ کر کے انہیں دیکھ بھال کر کے چلی جاتیں۔ اسی طرح سے سات
 برس گزر گئے ایک دن حضرت ابراہیم نے اپنی ماں سے پوچھا یا اُمّی مَنْ دَبَّكَ تَرْجَمَہ۔
 اے میری ماں تمہارا خدا کون ہے۔ وہ بولیں تیرا باپ ہے جو مجھے کھانے کو دیتا ہے۔ پھر بولے اس
 کا خدا کون ہے وہ بولیں کو اکب یعنی ستارے۔ پھر پوچھا کہ کو اکب کا خدا کون ہے اس بات کو سن کر ان کی
 ماں لا جواب ہوئیں اور شرمندہ ہو کر چلی گئیں اور یہ تحقیق اپنے شوہر کو سنائیں۔ اس نے یہ باتیں سن کر فوراً
 ہی کہا کہ یہ لڑکا بادشاہ فرود کا دشمن ہے اس میں ٹی شک نہیں اسی فکر میں تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔
 ایک رات ابراہیم نے غار سے باہر نکل کر آسمان کی طرف نظر کی ستاروں کو دیکھ کر کہا کہ میرے ماں باپ
 ان کو خدا کہتے ہیں بمصدق اس آیت کے قَوْلَ تَعَالٰی فَلَمَّا جَنَّ هَلِیْہِ اللَّیْلُ رَاکُوْکُبًاۙ قَالَ
 هٰذَا اَرَبِّیْ فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَاۙ حِیْثُ الْفَلٰئِلِیْنَ ۝ ترجمہ پھر جب اندھیری آئی اس پر
 رات کو دیکھا کہ ایک ستارہ۔ بولے یہ ہے میرا رب پھر جب وہ غائب ہوا بولے مجھ کو تمہاری خواہش ہے
 چھپ جانے کی۔ پھر جب چاند نکلا بولے تو کہہ تعالیٰ۔ فَلَمَّا رَا الْقَمَرَ بَازِعًاۙ قَالَ هٰذَا اَرَبِّیْ
 فَلَمَّا اَفَلَ قَالَ لَسْتُ لَہٗ یٰہِدِیْ رَبِّیْ لَاۙ کُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّیْنَ ۝ ترجمہ پھر دیکھا چاند کو روشن بولے یہ ہے
 میرا رب پھر جب وہ غائب ہو گیا تو حضرت ابراہیم بولے کہ اگر نہ زاہ سیدھی دے مجھ کو میرا رب تو بیشک میں بھٹکے ہوئے لوگوں میں رہوں یعنی گمراہوں میں پھر
 جب دیکھا آفتاب کو بولے یہ ہے میرا رب کہ یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ بھی غروب ہو گیا بولے
 قَوْلَ تَعَالٰی فَلَمَّا اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْۤ اُبْرِئُکُمْ مِّمَّا تَشْرِکُوْنَ اِنِّیْۤ اَدَّیْتُکُمْ وَجْہِیْ
 لَیْلِیْ جِی فُطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضُ مِنْ حَیْنِغَاۙ مَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ ترجمہ پھر جب

وہ غائب ہو گیا تو لوگ اسے قوم میری میں ان چیزوں سے بالکل بیزار ہوں جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتے ہو اور میں اپنے منہ کو صرف اپنے معبود برحق کی طرف کرتا ہوں کیونکہ اسی کے آسمان و زمین کو یکطرفہ ہو کر یعنی صرف تنہا ہو کر بنایا اور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنے والا نہیں ہوں۔

فائدہ کہ حضرت ابراہیم جب لڑکے تھے تو قوم کو دیکھا کہ وہ زمین و آسمان کے خالق کو نہیں مانتے اور اپنی تمام حاجتوں اور مرادوں کو اپنی بنائی ہوئی عورتوں کے سامنے پیش کرتے ہیں اور بعض لوگ قوم میں ایسی بھی ہیں کہ کوئی ستاروں کو اور کوئی چاند کو پوجتا ہے، یہ کیفیت دیکھ کر ان کو شرمندہ کرنے کی غرض سے آپ نے ان لوگوں سے کہا کہ میں بھی ایک کو اپنا رب ٹھہراؤں مورتوں میں سے یا ستاروں کو یا چاند کو چونکہ وہ پہلے بھی نام ہو چکے تھے اور ساری قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ناراض تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو جواب کرنے کے واسطے سب سے پہلے ایک ستارہ کو اپنا رب ٹھہرایا لیکن وہ کچھ دیر بعد غروب ہو گیا تو جاننا کہ یہ ایک حال پر نہیں ہے اور کوئی دوسرا اس پر حاکم ہے اور اگر وہ رب مستقل ہوتا تو اعلیٰ حال سے ادنیٰ میں کیوں آتا۔ پھر اس کے بعد چاند و سورج میں بھی عیب پایا تو سب کو چھوڑ کر ایک ایسے خدا کو اختیار کیا کہ جس کو ساری مخلوقات اپنا رب مانتی ہے اور وہی سب سے بڑا رب ہے اور عقل سلیم اس بات پر شاہد ہے کہ اپنا رب ایسی ہستی کو ماننا جلے کدّ جس سے سب کا کام نکل سکے اور سب پر قادر ہو اس صورت کسی دوسرے کو ماننا کچھ ضروری نہیں، یہ نائدہ تفاسیر میں مرقوم ہے آذر نے کہا ہے عجیزے فرزند۔ میرا خدا تو سوائے فرد کے اور کوئی نہیں لعنت اللہ علیہ۔ حضرت ابراہیم نے کہا اسے میرے ابا جان فرد تمہارا خدا کیسے ہو سکتا ہے۔ اور خدا تو وہی ہو سکتا ہے کہ جو زمین و آسمان کو اکب اور جملہ مخلوقات کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہی بلا شریک ہے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو گمراہ دیکھا تو بہت افسوس کرنے لگے اور کہا تو کہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیْ اِذَا اُنْتَدِیْتُ اَمْنٰمًا اِلٰھَتًا ۚ اِنِّیْ اَازِلْتُ وَ قَوْمَکَ فِیْ صُلٰلٍ ۚ مَّیْمِنِہٖ

ث اس مقام میں اہل تورات سے غلطی ہو گئی ہے کیونکہ یہ واقعہ ابتدا کا نہیں ہے بلکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب فرد کے سامنے گئے تھے اس وقت ان سے بطور طنز کے کہا تھا کہ تم اس خدا کو مانتے ہو اور اسی کو اپنا معبود مانتے ہو کہا کہ ہرگز نہیں، میرا خدا وہی ہے جو سب کو پیدا کرنے والا ہے اور جن کو تم مانتے ہو وہ خدا ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ تمہارے خداؤں کی حالت ہر وقت بدلتی رہتی ہے کبھی ملوثا ہوتے ہیں اور کبھی غروب اور میرے خداوند قیوم کی ذات قہر سے پاک ہے اور نیز اسی واقعہ سے جس طرح کہ یہاں پر ہے۔

۸م آیت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے معبود میں شک تھا کہ کون ہے آخر میں معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ ہے اور حالانکہ انبیاء علیہم السلام کو ولادت کے وقت معلوم ہوتا ہے۔ جو خالق بیل و نہار ہے اور ذائق کل کائنات ہے اور وہی وحدہ لا شریک ہے۔

میرے ابا جان تم کو ساری قوم کو بہت بڑی گمراہی میں دیکھتا ہوں باپ نے بیٹے کی یہ بات سن کر کہا نوہ
 تَعَالَى قَالُوا اجْتَنِبْنَا يَا لِحَقِّ اَمَّا اَنْتَ مِنَ اللَّعِينِينَ ۝ ترجمہ! وہ بولے اے ابراہیم کیا تو ہمارے
 پاس کوئی سچی بات لے کر آیا ہے یا ہم سے مذاق ادا کھیل کرتا ہے یا کسی اور سے یہ باتیں سن لی ہیں۔ حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی یہ باتیں سن کر جواب میں کہا تو کہ تعالیٰ بَنَ رَبِّكَ ذَبْتَ السَّمَوَاتِ
 وَالْاَرْضِ مِنَ النَّارِ فَاَنْتَ تَطْرَهُنَّ وَارْتَا عَلٰى اَيْدِيكَ مِنَ الشَّاهِدِينَ ۝ ترجمہ! میں اے
 میرے ابا جان، بلکہ رب تمہارا دہی ہے جو رب ہے آسمان وزمین کا جس نے ان کو بنایا اور میں اس
 بات کا قائل ہوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باوجود کھانے سے اور بتانے کے آذر نے کسی طرح بھی نہیں
 مانا اور اپنی گمراہی کی ضد پر اصرار کرتا رہا آخر مجبوراً حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قسم کھا کر کہا اے میرے ابا جان
 میں تمہارے بتوں کا کچھ علاج کروں گا بمصدق اس آیت کے قول تعالیٰ وَمَا يَذَّكَّرُ عَنْهُمْ اَصْفًا
 مَكْرًا بَعْدَ اَنْ تَوَلَّوْا مُذِيبِينَ ۝ ترجمہ! قسم ہے اللہ تعالیٰ کی کہ میں تمہارے بتوں کا تمہارے
 بتوں کی جب تم لوگ کہیں جاؤ گے۔

فائدہ۔ یہ بات انہوں نے چپکے سے کہی، پھر جب وہ ٹہرے باہر میدان میں گئے۔ تب حضرت
 ابراہیم نے بت خانے میں جا کر سب بتوں کو توڑ ڈالا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَنَجَّعَلُهُمْ حُجَّةً اِذَا
 اَتَا بَيْتًا ۚ تَعْلَمُ تَعْلَمُهُمْ اَيْنَ يَزِيحُوْنَ ۝ ترجمہ! پھر ابراہیم علیہ السلام نے ان کے بتوں کو
 ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا مگر ان میں سے ایک جو سب سے بڑا تھا اس کو ثابت رکھا اس واسطے کہ شاید اس کے پاس
 وہ میلے سے دالہی میں پھرتی اور اپنے تمام بتوں کو ذلیل و خوار دیکھیں اور انکے پوجنے سے باز آجائیں۔
 اور نصیحت و عبرت ان کو ہو کہ یہ کیونکر ہمارے معبود ہو سکتے جو خود آپس میں لڑتے ہیں۔ اور حضرت ابراہیم کو سب
 قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تھا۔ ان میں ہر سال دو مرتبہ عید کا رٹن منایا جاتا تھا یعنی ایک وزعرے کے
 دن اور دوسرے عید کے دن۔ ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آذر نے کہا کہ اے بیٹے ابراہیم
 تم میرے ساتھ میلے میں چلو اور وہ عظیم الشان میدان ایک بہت بڑے میدان میں کتابے اور ہزاروں آدمی وہاں
 جشن میلے میں شریک ہوتے ہیں اور بہت اچھی بہت مہتری۔ آخر تج بھی ہو جائے گی اور اس میلے کے
 جشن سے بھی واقفیت ہو جائے گی۔ حضرت ابراہیم نے اپنے باپ کی فرمائش پر میلے میں جانے سے غور
 کیا اور کہا بمصدق اس آیت کریمہ کے قول فَنُظَرُوْا نَظْرًا ۚ فَاِىِ الْاَنجُومِ ۝ فَقَالَ اِنِّىْ سَقِيمٌ ۝
 فَقَالَ اِنِّىْ سَقِيمٌ ۝ فَتَوَلَّوْا عَنْهُمْ مُّذِيبِينَ ۝ ترجمہ! پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام
 نے نگاہ کی ایک بارتاروں پر۔ پھر کہا کہ میں بیمار ہوں۔ یہ جواب سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے

وہ ناراض ہو کر چلے گئے اور یہ بات حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کئی بار کہی گئی تاکہ ان کے فہم و سمجھ میں آجائے اور وہ ہمارے ساتھ میلے میں چلیں تاکہ ان پر ہمارے عقائد باطلہ کا اثر ہو اور وہ اپنی باتوں کو چھوڑ دیں لیکن وہ باوجود کثیر اہلکار برابر نہ جانے پر غدر کرتے رہے اور ان کا سمجھنا ان کی سمجھ میں نہیں آیا اور آذر اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر بڑے میدان کی طرف نکل گئے۔ خلاصہ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ وہ لوگ اکثر ان میں منجوی تھے اس واسطے ان کے دکھانے کو تاروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں بیمار ہوں یعنی میں منقریب بیمار ہو جاؤں گا۔ چونکہ وہ لوگ روزِ عید شہر کے باہر جاتے اور ایک بہت بڑے میدان میں تہوں کی پوجا کرتے تھے یہ ان کا آبائی دستور تھا۔ جس کو کرنا وہ نہایت ضروری سمجھتے تھے اور اپنے بت خانوں کے معبودانِ باطل کو چھوڑ جاتے تھے۔ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد ایک تبر لے کر بت خانے میں جا کر سب بتوں کے ہاتھ پاؤں توڑتا کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے ایک سب سے بڑے بت کی گردن پر اس تبر کو رکھ کر بت خانے سے نکل آئے شیطان ملعون یہ حال دیکھ کر اس بڑے میدان میں گیا جہاں وہ کافر لوگ اپنے تئیں منارہے تھے شیطان ملعون ان کافروں کے پاس جا کر رونے لگا اور روتے ہوئے کہنے لگا کہ تمہارے معبودوں کے ہاتھ توڑتا کر زیرو زبر کر دیا گیا ہے یہ سنتے ہی وہ کافر مرد و سب مغموں و متحر ہو کر اپنی اپنی سواریوں کی طرف دوڑے اور انہوں نے چاہا کہ جلد سوار ہو جائیں لیکن ان کی سواریوں کے جانور بھاگ گئے اور وہ ہاتھ نہ آئے تب ایشیان ہو کر یا پیادہ شہر میں آئے اور سیدھے اپنے بت خانے کی طرف پہنچے اور وہاں جا کر جب انہوں نے اپنے بتوں کا یہ حال دیکھا تو بہت زیادہ افسوس اور فکر میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے قولہ تعالیٰ خَلَوْا مِنْ فَعَلْ هَٰذَا يَا إِلَهِي هَيْتَا ۚ اِنَّ لِيْ مِنَ الظَّالِمِيْنَ ۝ ترجمہ! وہ سب کے سب بولے یہ کام کس نے کیا ہے ہمارے معبودوں کے ساتھ، یہ کام جس نے بھی کیا ہے نہایت مذموم ہے اور وہ سخت مجرم و ظالم ہے ہم البتہ اس کا بدلہ اس سے ضرور لیں گے۔ پھر وہ لوگ آپس میں بہت کچھ مشورے کرنے لگے قولہ تعالیٰ خَلَوْا سَمِعْنَا فَتٰی يٰۤاٰنْ كُرْ هَٰذَا يَقَالُ لَنَدٰۤا جَرَّهٖمْ ۝ ترجمہ! وہ سب آپس میں کہنے لگے کہ ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان کو جس کا ذکر کیا جاتا ہے اور نام اس کا ابراہیم ہے ہو سکتا ہے شاید وہ ہی ہو، کیونکہ وہ نوجوان ہمارے ہمارے پتھر کے جو معبود ہیں ان کا سخت دشمن ہے اس نے زیادہ گمان اسی نوجوان پر ہے ممکن ہے یہ گمان ہمارا صحیح ہو، اس طویل گفتگو کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور سب ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا قولہ تعالیٰ خَلَوْا فَاٰنْ تَوَجَّہْ عَلٰی اٰمِیْنِی الْاَشَیْءَ لَعَلَّہُمْ یَسْتَفْہِدُوْنَ ۝ ترجمہ! وہ سب کے سب ترش ہو کر کہنے لگے کہ اے نوجوان کو سب لوگوں کے سامنے لاؤ تاکہ ہم سب لوگ اس جوان کو دیکھیں اس نے یہ جرات کیسے

کی، اگر فی الحقیقت یہ کام اس نوجوان نے ہی کیا ہے تو وہ سخت ظالم ہے اور ہم سب کے سب اس ظلم پر گواہی
 دیں گے تاکہ اس کو اس جرم کی پاداش میں سخت سزا دی جاسکے تاکہ وہ آئندہ کبھی اس ظلم کا ارتکاب نہ کر سکے
 یہ خبر بادشاہِ نمرود تک بھی پہنچ گئی اور وہ بھی یہ کیفیات سن کر بنایت حیران و پریشان ہوا اس نے اپنی رعایائی
 سے جو سنجیدہ لوگ تھے ان سب کو طلب کیا تاکہ کوئی مشورہ کیا جائے اور اس جرم کو جس نے ہمارے معبودوں
 کے ساتھ یہ نازیبا حرکت کی ہے سزا دی جائے چنانچہ بادشاہِ نمرود نے بڑے بڑے اپنی قوم کے سرداروں
 اور جو دھربلوں کو بلایا اور خوب مشورہ سے کئے۔ بالآخر یہ ملے پایا کہ ایک عام دربار منعقد کیا جائے اور جب
 تمام لوگ اس دربار میں حاضر ہو جائیں پھر اس نوجوان کو بھی طلب کیا جائے اور اس سے باقاعدہ مقابلہ
 کیا جائے تاکہ وہ لاجواب ہو کر ہمارے معبودوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے چنانچہ بادشاہِ نمرود نے
 دربار منعقد کرنے کی تاریخ مقرر کر دی اور امام منادی کوادی گئی اور اس دربار میں حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کو طلب کیا گیا۔ جب دربار شاہی کی تاریخ آئی اور اس قوم نے اپنے بادشاہ وقت کے حکم کی تعمیل کی
 اور وہ سب کے سب دربار شاہی میں حاضر ہوئے پھر جب مجمع کثیر ہو گیا تو نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 اللہ کو بلوایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سارے مجمع نے اور خود بادشاہِ نمرود نے بہت دھمکایا اور
 ڈرایا اور کہنے لگے یہ کام ہمارے بتوں کے ساتھ تم نے کیا ہے۔ اسے ابراہیم افسوس ہے تم نے سب
 کو ہی توڑ دیا کئی کو بھی ثابت نہیں رکھا۔ آخر یہ کیا بات تھی۔ یہ باتیں درباریوں کی حضرت ابراہیم علیہ السلام
 نے سنیں اور پھر بولے میں نے تو ان کو نہیں توڑا۔ یہ جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا جب سنا تو قریب سے
 ایک آواز آئی کہ میں گواہی دیتا ہوں اسے ابراہیم علیہ السلام ایک دن تم نے کہا تھا کہ میں تمہارے بتوں
 کی فکر کروں گا شاید تمہیں نے ہمارے معبودوں کو توڑا ہے۔ پھر کافروں نے بالاصرار حضرت ابراہیم
 علیہ السلام سے پوچھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو قرآن تعالیٰ قَالُوا اِنَّكَ فَعَلْتَ هٰذَا اَبَا الْاٰمِنِيْنَ
 يَا اٰجُرَّ اٰمِنِيْنَ ۝ ترجمہ: کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے سخت لہجے میں کہا کہ کیا تم نے
 ہمارے معبودوں کے ساتھ ایسا کیا ہے، اور ہم لوگ زیادہ تر گمان بھی تم پر ہی کرتے ہیں حضرت ابراہیم
 علیہ السلام پر برابر یہ لوگ زور دے رہے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ وہ خود اپنی زبان سے اپنے جرم کا اقرار
 کر لیں لیکن یہ کام بذاتِ خود حضرت ابراہیم کا نہیں تھا بلکہ یہ کام تو اس ذاتِ باری تعالیٰ کی طرف سے تھا
 جس نے حضرت ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا تاکہ وہ اپنے باطل عقائد پر نادام و پشیمان اور شرمندہ ہوں
 چنانچہ دربار الہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آپ ان لوگوں سے کہہ دیجئے کہ میں اتنے
 اتنے بڑے معبود سے دریافت کرتے جو سب سے بڑا ہے اور اسی کے ہاتھ میں کھڑا ہے۔ ارشاد

ربانی ہے تو کہ تعالیٰ۔ قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا ۚ اَنْتُمْ لَكُمْ هُؤْلَانِ ۚ كَاَنْتُمْ يُنْطِقُونَ
 ترجمہ حضرت ابراہیم نے ان لوگوں کو شرمندہ کرنے کے واسطے ان سے کہا کہ یہ چیز مجھ سے کیوں
 دریافت کرتے ہو تم اپنے سب سے بڑے معبود سے کیوں نہیں دریافت کرتے اگر وہ بولنے پر قدرت
 رکھتے ہیں تو وہ تمام ماجرا آپ لوگوں کو بتائے گا تاکہ آپ سب اس واقعہ سے مطمئن ہو جائیں۔ انہوں
 نے نہایت ہی شرمندہ ہو کر جواب دیا کہ اے ابراہیم بت بھی کہیں بولتے ہیں وہ نہ سنتے ہیں نہ حرکت کرتے
 ہیں اور نہ وہ دیکھتے ہیں۔ یہ یالوی کا جواب جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے سنا تو آپ نے
 اپنی ساری قوم سے کہا کہ اے میری قوم جو معبود بات نہیں کرتے اور نہ دیکھتے اور نہ سنتے ہیں پھر ان کو خدا کیوں
 کہتے ہو اور ان کی عبادت کرتے ہو یہ کیسی عقلندی کے خلاف ہے ذرا تو غور کرو۔ یہ جواب حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کا سن کر ساری قوم نے اپنا اپنا سر نیچا کر لیا اور آپس میں کہنے لگے یہ نوجوان سچ کہتا ہے اور باتیں
 اس کی بالکل صحیح ہیں۔ تو کہ تعالیٰ شَعْرًا فَاَنْتُمْ كَاَنْتُمْ اَعْلٰی ۚ وَفِيْ سِيْرِهِمْ كَقَدْرٍ عَلِيْمٌ مَا هُوَ لَا يَرٰ
 يُنْطِقُونَ ۚ ترجمہ بوجہ شرمندگی کے ساری قوم نے اپنے اپنے سر نیچے کر لیے اور اسی حالت
 میں کہنے لگے کہ اے ابراہیم یہ تو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام
 نے اپنی ساری قوم کا مایوسانہ جواب سنا اور یہ خیال کیا کہ سب کے سب لا جواب ہو گئے ہیں پھر اس
 کے بعد حضرت ابراہیم نے فرمایا تو کہ تعالیٰ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ
 شَيْئًا وَلَا يَضُرُّكُمْ ۚ اَيَّٰتِمْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْتُمْ تَخْفَلُوْنَ
 ترجمہ! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو یہ حکم دیا ہے
 کہ تم اپنی قوم سے کہہ دو کہ پھر تم ایسی چیزوں کو اپنا معبود بناتے ہو سو اے خداوند قدوس کے جو تمہارا
 کچھ بھی بھلا برائہ کر سکے میں تو اس معبود سے بالکل بیزار ہوں اور تم سے بھی کہ تم لوگ کچھ بھی سمجھ نہیں رکھتے
 کیونکہ جن پتھروں کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے وہ تو تمہارے خود تراشیدہ ہیں اس لحاظ سے تم
 خود ان کے خالق ہو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اے قوم اگر تم کو عقل ہے تو اس ہستی کی عبادت
 کرو جس نے تم کو پیدا کیا ہے اور یہ پتھروں کی بت پرستی چھوڑ دو، یہ کام بالکل فضول اور عبث ہے
 اور تم کو ساری عمر عبادت کرنے کے باوجود کوئی نفع نہیں پہنچے گا جب ان کافروں سے کوئی دلیل نہ
 بن سکی اور ہر بات میں وہ ناکام اور لا جواب رہے تو مجبوراً ان کے سرداروں نے حضرت ابراہیم
 علیہ السلام کو مار ڈالنے کی تجویز دربار غزو میں پیش کر دی تاکہ وہ اتفاق دوائے سے منظور ہو جائے۔
 اور چونکہ یاد شاہ غزو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی میا کی اندھیچ جواب سے عاجز آچکا تھا لہذا

اس نے ان سرداروں کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے واسطے دوسری مجلس طلب کر لی جس میں یہ طے پایا جائے کہ حضرت ابراہیم کو اس طریقے سے مارا جائے تاکہ ہمیں آئے دن کی شرمندگی اور مذلت سے نجات حاصل ہو کچھ ہی دن گذرے تھے کہ بادشاہ نمرود کی طرف سے قوم کے سرداروں کی طلبی ہو گئی اور اس میں بہت عجلت کے ساتھ اس تجویز پر جو کہ حضرت ابراہیم کے مار ڈالنے کے متعلق طے کی گئی تھی اس کو کس طرح عملی جامہ پہنایا جائے ہر سردار نے اپنی اپنی رائیں دربار شاہی میں پیش کیں اور تمام قوم کے سرداروں نے ہر تجویز پر ہندیت غور و خوض کیا۔ لیکن ابھی صحیح نتیجہ پر پہنچ نہ سکے تھے کہ ایک بہت ہی مہمراور ضعیف امیر سرفراز نے ایک تجویز پیش کی کہ ایسے مجرم کو عام لوگوں کے سامنے سزا دی جائے تاکہ قوم کا کوئی دوسرا فرد اس قسم کی کوئی حرکت نہ کر سکے اس نے کہا میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ ساری قوم لکڑیاں اکٹھی کرے اور بہت بڑے میدان میں جمع کی جائیں اور ہر شخص اس کام کو اپنا قوی فرض سمجھے اور تھوڑی تھوڑی محنت و مشقت کر کے لکڑیاں جنگل سے لاکر اس میدان میں رکھے جہاں اکٹھی کی جائیں اور جب کافی تعداد میں لکڑیاں آجائیں تو لکڑیوں میں آگ لگا دی جائے جب آگ اپنے شباب پر ہو اور شدید شعلہ مارتی ہو تو اس وقت اس نوجوان کو کسی بلند جگہ سے بذریعہ منجیق اس میں پھینک دیا جائے تاکہ پھر یہ نہ نکل سکے اور تمام قوم کو عبرت حاصل ہو ساری قوم اس ضعیف انفرادی شخص کی بات پر متفق ہو گئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے انہوں نے یہی علاج سوچا تو اللہ تعالیٰ فرمایا **خُلِدْ حَبْرٌ شَوْہٌ وَانْصَوْذُ ۱۱ اَللّٰہُ تَعَالٰی اِنْ کُنْتُمْ نَافِلِیْنَ** ترجمہ! اور ساری قوم نے یہ ایک آواز کہا کہ اس نوجوان کو شعلہ مارتی ہوئی آگ میں جلاؤ اور اپنے اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم یہ چاہتے ہو کہ ہم اپنے معبودوں کو بچائیں تو پھر صرف یہی ایک تدبیر ہے کہ جلوجنگل چلیں اور وہاں سے حتی المقدور لکڑیاں لائیں تاکہ لکڑیاں کافی تعداد میں جمع ہو جائیں اور جو تجویز پاس کی گئی ہے وہ پایہ تکمیل تک پہنچے پھر وہ آپس میں کہنے لگے **قَوْلَ تَعَالٰی خُلِدْ حَبْرٌ شَوْہٌ وَانْصَوْذُ ۱۱** اٹھاؤ پختہ چاروں طرف سے پھر ڈالو اس کو اس آگ کے ڈھیر میں۔ پس بادشاہ نمرود نے اس چار دیواری بنانے کا فوری حکم دے دیا اور اس کی بیانیٹ کا اندازہ بھی ان بنانے والے کارمگروں کو دے دیا گیا تاکہ یہ جانش کے مطابق بنائی جائے اور چار دیواری کی عمارت ایسی بناؤ کہ اس کا احاطہ بارہ کوس کا ہو اور اونچائی اس کی سو گز کی ہو۔ پس ایک دیوار اسی حکم کے مطابق تیار ہوئی بعدہ نمرود نے حکم دیا کہ سارے ملکوں میں منادی کرادی جائے کہ ملک بھر میں جتنے ہمارے دوست ہیں لکڑیاں کاٹ کر یہاں لاکر جمع کریں۔ بادشاہ نمرود کے اس حکم کو پاتے ہی ہر شخص نے اپنے حوصلہ کے مطابق لکڑیاں

لاکر اس دیوار کے اندر چاروں طرف جمع کیں۔ پھر جب اس میں آگ لگادی گئی تو شعلہ اس کا اس قدر اونچا
 ہوا کہ وہاں سے تین میل کے فاصلے پر جو جانور اڑتے تو اس کی بیش سے جل بھی کر خاک ہو جاتے اس میں
 سب کافر متردد ہوئے کہ ابراہیم کو کیونکر اس آگ میں دالیں اتنے میں ابلیس علیہ اللعنتہ نے آکر کافروں
 کو حکمت بتائی اور بولا ایک و بچی جگہ تم سب مل کر مٹاؤ انہوں نے منجینق کے کاریگروں کو بلایا اور
 ان کاریگروں نے منجینق تیار کی اور اس منجینق کے معنی اردو زبان میں گوہن بھی کہتے ہیں اور اس سے پہلے
 کبھی کسی نے منجینق نہیں بنائی تھی۔ بلکہ کسی نے دیکھی بھی نہ تھی۔ اور یہ چیز ابلیس علیہ اللعنتہ نے دوزخ میں دیکھی
 تھی اور یہ خاص طریقہ دوزخ کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کھلے ہے۔ کیونکہ جب دوزخ کو دوزخ میں ڈالاجائے
 گا تو اسی منجینق میں رکھ کر ڈالاجائے گا جب ابراہیم علیہ السلام کو اس منجینق میں رکھ کر اس شعلہ مارتی ہوئی آگ
 میں رکھ کر اس شعلہ مارتی ہوئی آگ میں ڈالایا اور اس ملعون نے منجینق کو درست کر کے جب ٹھیک ٹھاک
 کیا تو اسی وقت بارگاہ الہی سے آواز آئی اے جبرائیل آسمان کے سب دروازے کھول دو تاکہ سب فرشتے
 عیسیٰ کو دیکھیں کہ دشمن کے ہاتھ میں نے دیا ہے اور میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں کہ دشمن خدا ہمارے
 خلیل علیہ السلام کو کس طرح جلاتے ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے آسمان کے سب دروازے
 کھول دیئے تب تمام ملائکہ یہ حال دیکھ کر سجدے میں آگئے اور کہنے لگے یا الہی اس میدان میں ایک ہی
 موجود ہے جو تیری عبادت کرتا ہے اور ہر وقت تیرا نام زبان پر جاری رکھتا ہے اس کو دشمن کے ہاتھ
 میں تو نے ڈال دیا ہے اور وہ اس کو آگ میں جلاتے ہیں۔ اسی وقت باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اے فرشتو تم اگر
 چاہتے ہو تو اس کو امان دو ابلیس نے گوہن کو درست کر کے چار سو ریاں اس میں لگائیں وزیر نے نرود
 کو کہا کہ پیرا بن اپنا اس کو پہناؤ کیونکہ اگر وہ نہ جلے گا تو لوگ کہیں گے کہ ابراہیم پیرا بن کی برکت سے
 نہ جلا۔ یہ صلاح ٹھہرا کہ پیرا بن نرود مردود کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنا دیا اور ہاتھ پاؤں باندھ
 کر گوہن میں رکھ کر چار سو آدمیوں نے مل کر کپارگی زور کیا مگر منجینق اپنی جگہ سے نہ ہلے اور ابراہیم علیہ
 السلام کے باپ آذر نے بھی آکر کہا کہ مجھے بھی ایک رسی دو کہ اس کو مل بھی کھینچوں اگرچہ وہ میرا فرزند
 ہے لیکن ہمارے دین کا مخالف ہے اور وہ ایک سی پکڑ کر کھینچنے لگا۔ حضرت ابراہیم نے جب اپنے
 باپ کو منجینق کھینچتے دیکھا تو کہا یا الہی میرا باپ بھی میرا دشمن ہے۔ اے میرے خدا میں آج سب
 سے بیگانہ ہوں۔ سوائے تیرے مجھے کوئی پناہ دینے والا نہیں۔ پس چار ہزار آدمی مل کر اس کو گوہن کو
 کھینچتے تھے اس میں ابلیس عیس ایک مرد پیر کی صورت بن کر ان کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تمام
 آدمی مشرق و مغرب کے منجینق کو کھینچیں گے تو بھی ہرگز منجینق کو نہ اٹھا سکیں گے۔ تب ان لوگوں نے

کہا کہ آخر پھر کیا ہوگا شیطان یسین نے کہا کہ میں تم کو ایک راہ بتانے دیتا ہوں تم اگر اس کو عمل میں لاؤ گے تو البتہ ان کو گوچین سے اٹھا کر آگ میں ڈال سکو گے۔ چلبے کہ ازل کچھ لوگ زناہ کریں اس کے بعد پھر منجینق کو اٹھائیں تو آسمان ہوگا۔ پس اس قوم سے چالیس مرد و عورت نے آپس میں مل کر زنا کیا۔ اسی وقت فرشتے اس حرکت قبیح سے نفرت کر کے چلے گئے۔ اور شیطان نے بھی انہی کے ساتھ زنا کر کے منجینق کو کبر کر کھینچا تب کافروں نے حضرت ابراہیم کو اٹھا کر معلق آتش میں ڈال دیا۔ اسی وقت فرشتے آسمانوں کے یہ حال دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور بوسے بار بار تیرے خلیل کو کافروں نے آگ میں ڈالا ہے حضرت جبرائیل ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لے کر ان کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے ابراہیم! اگر تو چاہتا ہے تو میں ایک پر آگ پر ماروں اور آگ دیرپاٹے محیط میں ڈال دوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل سے کہا اے جبرائیل یہ بات خدا تعالیٰ نے فرمائی ہے یا نہیں جو آپ مجھ سے کہہ رہے ہیں۔ اور اے جبرائیل جو خالق برحق نے فرمایا ہے وہ تم کو روچونکہ میں اسی میں خوش ہوں جس میں میرا رب خوش ہے یہ بات کہہ کر حضرت جبرائیل نے کہا اے حضرت ابراہیم خلیل اللہ تمہارا کیا مطلب ہے فرمایا کچھ مطلب ہے ضرور لیکن تم سے نہیں کوئی حاجت میری ہے تو اسی رب العالمین سے جس کا سارا عالم محتاج ہے۔ حضرت ابراہیم جب آگ میں جا کر رہے اور وہ جلمہ ناپاک ضرور دھو دھو کا جو حضرت کو بنایا تھا اسی گھڑی جل گیا اور اس آگ میں جو زبردست شعلہ زن تھی حضرت ابراہیم کو کچھ بھی گزند نہ پہنچا سکی کیونکہ آپ کے ساتھ رب العزت کا فضل و کرم تھا جس کی وجہ سے آپ آگ جیسی چیز سے بھی محفوظ رہے۔ اسی وقت شعلہ مارتی ہوئی آگ مثل گلزار کے ہو گئی اس بارغ میں بلبلیں بھی ہزاروں کی تعداد میں اڑتی ہوئی حضرت ابراہیم کو نظر آئیں اور ان بلبلوں نے بھی اسی بارغ آتشیں میں نشیمن بنائے اور اسی وقت نسیب سے آواز آئی کہ **قُلْ يَا مَعْزُوتِي بَرَزْدًا وَسَلَامًا هَلِيْ اِبْرَاهِيْمُ** ج وَاَرَادُوْا بِهَا كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمْ اِلٰهًا خَسِرُوْنَ ۝ ترجمہ! ہم نے کہا اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ سلامتی ہو ابراہیم پر اور جن لوگوں نے ان کا مبرا چاہا تو ہم نے انہیں لوگوں کو نقصان میں ڈالا۔ پھر اس میں ایک چشمہ پانی کا بھی جاری ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واسطے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ایک تخت بہشت سے بھی لا دیا اور ایک حد اعلیٰ قسم کا بہشت سے لا کر پہنا دیا اور اسی تخت پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بٹھا دیا۔ اور جس رسی سے ہاتھ و پاؤں باندھ کر کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال تھا وہ رسی اس آگ سے جل گئی۔ اور اس آگ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک سر مو برابر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آگ کا صدمہ نہ پہنچا یہ دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام بڑے متحیر ہوئے اور حضرت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو حضرت ابراہیم کہنے لگے کہ اے خدا کیا

دیکھتے ہو وہ بولے کہ مجھے تعجب ہے کہ ایسے وقت پر جو سخت مشکل وقت تھا لوگ اس وقت سخت پریشانی کی وجہ سے نہ معلوم کیا کچھ کرتے ہیں لیکن تم بفضل خدا ثابت قدم رہے اور اپنے پائے استقامت میں ذرا بھی لغزش نہ آنے دی اور مجھے اس وقت اللہ تعالیٰ کی قدرت پر تعجب آیا اور آپ کا صبر بھی عجیب صبر ہا کہلیے اہم مقام میں آپ نے سوائے خداوند کریم کے کسی سے کوئی بھی حاجت طلب نہیں کی اور نہ کچھ مدد مانگی اور نہ اس کے متعلق کسی سے کچھ کہا اس لیے یہ معجزہ اور رحمت اللہ تعالیٰ نے تم پر بخشا اور تم سے پہلے ایسی عنایت کسی پر نہ ہوئی تھی اور کہتے ہیں کہ جو درخت جلتے تھے ان کی شاخیں تر و تازہ ہو کر میوے لائیں اور حضرت کے چاروں طرف نرگس و بنفشہ کے پھول رہے اور فرود علیہ اللعنت نے ایک مینار پر چڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ایک نگاہ دیکھا وہ دیکھتے ہی بڑا حیران اور پریشان ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا کہ اتنی کثیر تعداد میں لکڑیاں جمع کی گئیں اور اتنی بلند شعلہ زن آگ میں ڈال گئیں۔ لیکن حضرت ابراہیم کو کوئی بھی آگ سے گزند نہ پہنچی اور آپ گل ریحان کنے چمچ میں سایہ دار درخت کے نیچے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ دیکھ کر اس مردود نے کہا کہ انوس میری تخت برباد ہو گئی وہ ملعون حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھڑ پھینک پھینک مارنے لگا اور حکم خدا وہ بتھر ہو فرود مردود پھینک رہا تھا۔ ہوا پر معلق ہو گئے اور ایک گہرے برسنے آپ پر سایہ بھی کر دیا اور اس ابر سے اتنا پانی برساکہ اس پانی سے آتش فرود بالکل بجھ گئی اور اس کا دیر با ماناں بلند مینارہ پر چڑھ کر باؤز بلند کہنے لگا اے ابراہیم ذیجہ دجبت یعنی راست، نیک ہے پروردگار تمہارا کہ ایسی آگ سے تمہیں بھات بخشی اور تمام عالم میں بزرگ آیا۔ فرود نے کہا اے ابراہیم! تیرا خدا بڑا بزرگ ہے کہ اس نے شعلہ شعلہ مارتی ہوئی آگ سے تمہیں محفوظ رکھا اور یہ کہتا ہو ان فرود مردود اپنے گھر چلا گیا۔ اور چند روزہ اسی ٹکڑ میں رہا اور کسی سے نہ بولا اور فرود بہت زیادہ متفکر رہتے لگا اور اپنے دل میں ہر وقت سوچتا کہ میں مسلمان ہو جاؤں اور حضرت ابراہیم پر ایمان لے آؤں کہو کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فی الحقیقت پسے بنی ہیں اور پسند سول معلوم ہوتے ہیں پھر اس بات سے بھی خوف کرتا کہ اگر میں مسلمان ہو گیا تو میری کل بادشاہی برباد ہو جائے گی اور پوری قوم میری دشمن ہو جائے گی پھر کچھ اپنے دل میں احساس کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلایا اور کہا میں تمہارے خدا کے واسطے کچھ قربانی دینا چاہتا ہوں آپ کی کید لائے ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تمہاری قربانی منظور نہیں ہوگی اس وقت تک جب تک کہ تم مسلمان نہ ہو جاؤ فرود کہنے لگا کہ میں قربانی کر دوں گا چاہے قبول ہو یا نہ ہو۔ اس کے بعد اس نے فوراً اپنے کارکنوں کو حکم دیا کہ چار ہزار گائیں لاؤ۔ چنانچہ وہ چار ہزار گائیں لائی گئیں۔ پھر اس نے ان سب کو قربان کیا۔ پھر ہر لاکھ دس ہزار خزانے سے زبر سرخ اور دس ہزار گنچ سیم

کے تم کو دیتا ہوں کیونکہ میں نے تم کو اپنی آنکھوں سے جو تمہارا حال دیکھا وہ نہایت ہی تعجب والی بات ہے اور تم کو اس نے اتنی بڑی کرامت بخشی جو آج تک کسی کو عنایت نہیں کی گئی۔ نمرود کا خیال سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اے ملعون میرا خدا جو دیتا ہے وہ بے عوض دیتا ہے اور جو مال تیرے پاس ہے اسکا کا دیا ہوا ہے یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے پاس سے چلے گئے پھر وزیر ہامان نے نمرود بادشاہ سے کہا کہ ابراہیم نے وہ بزرگیاں بہ سبب آتش پرستی کے پائیں اور اسی طرح کی چند باتیں اس نے کہیں کہ آگ ایک فرشتہ ہے جسے وہ چاہتا ہے عذاب کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نہیں کرتا۔ ہامان کے کہنے کے مطابق اگر خیال کیا جائے تو ابراہیم علیہ السلام **ذَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَٰلِكْ** آتش پرست ہوئے وزیر ہامان ملعون یہ باتیں نمرود سے کہہ ہی رہا تھا کہ ذرا سی آگ کہیں سے اڑ کر اس کی آنکھ میں جا کر گی اس کی گردن کی آنکھ جل گئی اور وہ اس آنکھ کی تکلیف کی وجہ سے سخت پریشان ہو گیا۔ اور وہ آنکھ اس کی بالکل روشنی سے محروم ہو گئی۔

نمرود کی بیٹی بالا خانہ پر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھ رہی تھی کہ ابراہیم علیہ السلام اچھی نیت و روش کے ساتھ آگ میں تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں اور کنارے پر اس کے چٹنے جاری ہیں اور ان کے تخت کے چاروں طرف گل و بنفشہ و زکس و زرخان کھل رہے ہیں۔ اور جو پتھر کافروں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پھینکے تھے وہ تمام پتھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سر پر معلق مانند ابر کے ایتادہ ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے رب کا بلند آواز سے نام پڑھ رہے ہیں۔ نمرود ملعون نے اپنی بیٹی سے پوچھا کہ تو نے وزیر ہامان کو بھی دیکھا یہ بات سن کر اس نے ہامان کی طرف نظر کی تو دیکھا کہ وہ خاک میں پڑا ہوا اپنی آنکھ کی سوزش سے لوٹ رہا ہے۔ پھر نمرود نے اپنی بیٹی سے پوچھا تو نے ابراہیم کو دیکھا۔ وہ بولی ہاں میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور میں حیرت میں رہ گئی۔ یہ کیفیت دیکھ کر اس نے اپنے باپ نمرود سے کہا کہ اے میرے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام اس مرتبے پر اور ہامان اس عذاب میں مبتلا ہے۔ اے میرے ابا جان آپ کیوں جبکہ بیٹھے ہیں کیوں نہیں کہتے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خدا برحق ہے۔ تب نمرود نے اپنی بیٹی کو جھڑک کر کہا۔ چپ رہ اور یہ کہہ کر وہ ملعون اپنے وزیر ہامان کے پاس چلا گیا۔ اور اس کے بعد نمرود کی بیٹی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئی اور حضرت ابراہیم سے بولی اے ابراہیم تو مجھ پر کرم کر میں میرے خدا پر ایمان لاتی ہوں۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو ایمان کی راہ بتائی اور یہ کلمہ پڑھایا۔ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ صَبْرًا وَهَيْمًا دَسْوَلًا** اللہ جب اس نے یہ کلمہ پڑھا تو وہ لڑکی مومنہ ہو گئی اور کہنے لگی کہ میں اپنے باپ کو بھی اس کلمہ کی دعوت دیں

گی۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بہت بہتر ہے وہ اپنے باپ سے جا کر بولی کہ کیوں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے خدا پر ایمان نہیں لاتے ہو۔ اور میں ان کے دین سے مشرف ہو چکی ہوں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خدا برحق ہے، اور تمہارا خدا باطل ہے۔ تب اس کے باپ نے اس کو مارنا چاہا اچانک ایک ابراہیم اور اس کو وہاں سے اٹھا کر کوہ قاف کے پاس لے جا کر رکھا۔ اور دوسرا قتل یہ بھی ہے کہ ہوا اٹھا کر لے گئی اور وہ لڑکی اسی دن سے خدا کی عبادت میں مشغول ہے خلق اللہ جب اس ماجرے سے آگاہ ہوئی۔ ہدایت ازلی جس کے ساتھ تھی وہ اپنا پاؤں اس آگ میں رکھ دیتا وہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خدا پر ایمان لاتا اور مسلمان ہو جاتا تھا۔

میکان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آتش کدہ سے نکلنے کا

راوی کہتا ہے کہ مسلسل چالیس دن تک آتشکدہ نمرود میں رہنے کے بعد جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اس آتش کدہ سے باہر آئے اور ملک شام کی طرف چل دیے اور وہاں جا کر ایک شہر جو خزانہ الوجہ کہلاتا ہے آپ نے وہاں قیام اس شہر میں پہنچنے کے بعد کیا، دیکھتے ہیں کہ ہزاروں آدمی نفیس لباس پہن کر ایک عظیم الشان میدان کی طرف چلے جا رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ دیکھ کر وہاں کے لوگوں سے دریافت کیا کہ تم لوگ سب کے سب نفیس لباس پہن کر کہاں جا رہے ہو وہ انہوں نے کہا کہ یہاں ایک بادشاہ کی شہزادی ہے اور وہ صاحب جمال ہے اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ اسی جیسا آج تک سارے عالم میں کوئی نہیں ہے۔ اور ہر ملک کے بادشاہ اور شہزادے سب اس کی خواستگاری کرتے ہیں اور وہ شہزادی کسی کو قول نہیں کرتی اور وہ یہ کہتی ہے کہ میں اپنی پسند سے شادی کروں گی۔ آج تقریباً سات دن ہو رہے ہیں لوگ برابر وہاں جاتے ہیں اور اس کا طریق عمل یہ ہے کہ جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو وہ شہزادی خود نکل کر دیکھتی ہے لیکن پسند کسی کو نہیں کرتی یہ بات جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنی تو اپنی لوگوں کے ساتھ ہوئے اور اسی میدان کے ایک گوشہ میں جا بیٹھے جب وہاں ہر ہو گئی اور تمام لوگ حاضر ہو گئے تو وہ شہزادی اپنے ساتھ ستر خواہیں لے کر اور تاج زرین ہریہ رکھ کر اور نقاب چہرے پر ڈال کر اور ایک تہرنج زرین جو اہرات سے جڑا ہوا ہاتھ میں لے کر میدان میں جا کر ایک سرے سے سب کو دیکھنے لگی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پہنچی دیکھا کہ ایک نوزاد کی پیشانی پر چمکتا ہے وہ نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا وہ شہزادی اس نور کو دیکھ کر ان کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی اور تہرنج زرین کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی گود میں ڈال دیا اور خود

تخت پر جا بیٹھی۔ اس کے بعد بادشاہ وقت کے لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بادشاہ کے پاس لے گئے اور حقیقت وہ نورجی پر شہزادی عاشق ہوئی وہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تھا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی پر نمودار ہوا تھا۔ بادشاہ نے اسے دیکھ کر اپنی بیٹی کی طرف نگاہ کی اور کہا کہ اسے بیٹی نیک شوہر تو نہ پایا۔ مگر مرد غریب ہے کچھ فائدہ نہیں (آخر الامر) سب امراؤں نے مل کر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اس کی شادی کر دی اور تمام رسومات بادشاہ نے ادا کیں اور سارے شہر میں خوشی و خرمی ہوئی، اور یہ بھی بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مانند سائرہ خاتون اور خزا علیہا السلام کے نہ کوئی سمن و جمال میں ہوا ہے اور نہ ہوگا۔ **اَلَا مَا شَاءَ اللہ** اور شاہ کی چند ماہ بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام کی طرف جانے کا قصد کیا۔ سائرہ خاتون نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی اور بغیر تمہارے میری زندگی محال ہے لہذا مجھ کو بھی اپنے ہمراہ لے چلو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارا باپ تمہیں نہیں چھوڑے گا سائرہ خاتون بولیں کہ میرے باپ کی قدر تمہارے وجود کے سامنے میرے نزدیک کچھ بھی نہیں ہے اگر چھوڑے گا تو فہما و گم نہ بنے حکم اس کے تمہارے ساتھ چلوں گی۔ کیونکہ تمہارے بغیر زندگی محال اور وبال ہے۔ پھر سائرہ خاتون نے اپنے باپ سے رخصت مانگی اس نے ان کو اجازت دے دی تب حضرت ابراہیم علیہ السلام سائرہ خاتون کو لے کر شہر سے نکلے اور اللہ تعالیٰ کا حکم بھی یہی تھا۔ راستے میں کچھ لوگوں نے کہا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام مصرا بادشاہ بڑا ظالم ہے اور عورتوں کی خواہش بہت رکھتا ہے۔ اور بخصوص عروسوں کا بہت زیادہ شائق ہے۔ اور بہت جلد اس طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے راستہ پر دس آدمی متعین رہتے ہیں جو کوئی مال و اسباب مصر سے لے جاتا ہے تو اس کو پکڑ کر اس سے اس مال کا محصول لیتا ہے اور اگر کوئی سوداگر اپنی عورت کو ساتھ لے جاتا ہے تو وہ اس عورت کو اس سے جین لیتا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام اندیشہ کرنے لگے کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ناموس میں بزرگ تھے اور سائرہ خاتون کے برابر حسینہ سارے جہان میں کوئی عورت نہ تھی اور اس راہ کے واسطے کوئی دوسری راہ بھی نہ تھی آخر الامر ناچار ہو کر ایک صندوق بنا کر سائرہ خاتون کو اس میں بچھا کر قفل لگا دیا اور صندوق کو اونٹ پر کھودیا۔ جب شہر میں جا پہنچے تو محصول والے آکر صندوق کھولنے لگے تاکہ اس کی جنس کو دیکھ کر اس کے موافق اس کا محصول لیوے اس پر حضرت ابراہیم نے کہا کہ صندوق مست کھولو اس کا محصول جو ہو گا وہ میں دوں گا۔ اگر تم یہ چاہو کہ صندوق کے وزن کے برابر سونا پانڈی لو تو بھی تم کو دے دی جائے گی یہی کہ اور بھی زیادہ اشیائیں ہوا کہ نہ حمل اس میں کیا چیز ہے ضرور کھولنا چاہیے چنانچہ انہوں نے بالامر اس صندوق کو کھولا تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک عورت صاحب جمال صن سے مملو آفتاب کے مانند اس میں بیٹھی ہے جس کا ثانی اگر تلاش بھی کیا جائے تو ملنا ناممکن ہے۔ پس اس عورت کو بادشاہ کے پاس لے گئے چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی واسطے فرمایا کہ **اَشْرَفُ خَلْقِ اللہِ الْوَاخِدُ ذُو ذَنبٍ** ترجمہ! بدترین آدمیوں میں راہ کے ٹکبان ہوتے ہیں یعنی مراد اس سے ہے محصول لینے والے جب محصول والے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سائرہ خاتون کو بادشاہ کے نزدیک لے گئے

تو اس بادشاہ ملعون نے پوچھا کہ یہ عورت تمہاری ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کو جواب دیا جو اسلامی جواب تھا آپ نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے اور بڑی کو بہن کہنا اذہر دے شریعت درست ہے یہ جواب سن کر اس ملعون نے کہا تم اپنی بہن کو مجھے دیدو تب حضرت نے فرمایا کہ وہ اپنی ذات کی مالک ہے سائرہ خاتون نے کہا صَعَاذَ اللہِ یعنی پناہ مانگتے ہوں میں اللہ تعالیٰ سے وہ ملعون یہ سن کر ہنسا اور حکم کیا کہ ان کو حمام میں بے جاؤ اور نہلا دھلا کر اور لباس فاخرہ پہنا کر خوشبو سے معطر کر کے میرے پاس لاؤ۔ حکم اس ملعون کے ایسا ہی کیا گیا جب وہ تمام کام سے فراغت پا چکی تو اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا کہ پردہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں کے سامنے سے اٹھائی تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ تمام گفتگو جو ملعون حضرت سائرہ خاتون کے ساتھ کرے سن سکیں اور ان کے تمام حالات اپنی آنکھوں سے دیکھیں جب جمال مبارک حضرت سائرہ خاتون کا اس ملعون نے دیکھا تو فوراً اس نے دست درازی کا قصد کیا۔ اسی وقت اس کا ہاتھ مثل اور خشک ہو گیا۔ پھر اس نے چاہا کہ بے ادبی کرے تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے زانو تک زمین میں دھنس گیا۔ جب اس کا کونٹا لیں نہ چل سکا تو فوراً کہنے لگا یہ عورت تو جادوگر ہے حضرت سائرہ خاتون نے اس ملعون سے کہا اے بد بخت میں جادوگر نہیں ہوں۔ لیکن خاندان میرا خداوند قدوس کا دوست ہے جو سب کی نگہبانی کرنے والا ہے اور میرا خداوند خداوند کریم کی درگاہ میں دعا کرتا ہے تاکہ تو مجھے بے عزت نہ کر سکے۔ یہ سن کر اس نے توبہ کی۔ فی الفور ہاتھ اس کا درست ہو گیا اور زمین نے بھی اس کو چھوڑ دیا پھر جب دوسری مرتبہ سائرہ خاتون کی طرف نگاہ بد سے دیکھا تو وہ اسی وقت اندھا ہو گیا۔ تب اس ملعون نے کہا اے نبی مسموم میرے حال پر دعا کرو اور میں اس کام سے ہمیشہ کے لئے توبہ کرتا ہوں جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اس کے حکم سے اس کی آنکھیں اچھی ہو گئیں پھر جب حالات ٹھیک ہو گئے تو غلبہ شیطانی سے عہد شکنی کرنی چاہی کہ میں حضرت سائرہ خاتون پر دست دراز ہوں تو اسی وقت تمام بدن اس کا خشک اور مثل ہو گیا اور پھر آنکھیں جاتی رہیں پھر کہنے لگا اے نبی پاک دامن میرے واسطے اپنے خدا سے دعا کیجئے۔ حضرت سائرہ خاتون بولیں کہ اے بد بخت یہ دعا میرا نہیں ہے بلکہ میرے شوہر کو میرے ساتھ ہیں ان کی دعا ہے اور وہ خداوند کریم کے دربار میں رہے ہیں۔ وہ چاہیں مجھے معاف کر دیں یا نہ کر دیں۔ تب اس نے کہا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہاں لاؤ۔ پھر اس کے سامنے حضرت ابراہیم وہاں شریف لے گئے وہ بادشاہ ہولا اے ابراہیم علیہ السلام مجھے معاف کیجئے۔ اے آپ پر بڑا ظلم کیا ہے اور میں اسے توبہ کی بات کر رہا ہوں حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے اس بادشاہ سے کہا کہ یہ میرے حکم سے نہیں ہے یہ رب خداوند قدوس کے حکم سے ہوتا ہے جو تمام جہان کا رب و مالک ہے۔ دیکھو خدا کی مرضی کیا ہوتی ہے اسی کے مطابق کرنا ہوگا اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا کہ اے ابراہیم خلیل اللہ خدا نے تجھے اسے تمہیں سلام کہا اور فرمایا ہے کہ جب تک یہ تمام ملک اور خزانہ اپنا تم کو نہ دے دے نہ ہرگز اس سے راضی نہ ہونا پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ سے یہ بات کہی کہ میرا رب ایسا فرماتا ہے بادشاہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جب یہ باتیں سنیں سننے ہی تمام سلطنت اور اپنا خزانہ حضرت ابراہیم کو دے دیا یہ کیفیت ہونے پر پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس بادشاہ کے حال پر دعا کی اور اسی نے دعا کی برکت سے صحت و تندرستی پائی مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس ملک کے دو حصے کر کے آدھا حصہ جو جانب کفران کے تھا آپ نے خود لے لیا اور باقی جو حصہ بچا اسی کو واپس دے دیا پس بادشاہ نے ایک صاحبزادی دینے تک بعد، خوبصورت صاحب جمال لاکہ حضرت سائرہ خاتون سے کہا کہ اے نیک نخت بن بن میں نے تمہاری بے حرمتی کی کوشش کی اور میں نے تم کو دیکھ کر اندیشہ بد کیا پس تمہارے خود معاف کے شکرانہ میں یہ بی بی حاجرہ کو تمہیں دیتا ہوں اور جو گناہ و تقصیریں مجھ سے ہوئیں معاف کیجئے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام سائرہ خاتون اور بی بی حاجرہ کو لے کر کنعان کو چلے راستہ میں حضرت سائرہ خاتون اپنا حال جو بادشاہ کے یہاں گزرا تھا وہ بیان کرنے لگیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے سائرہ خاتون تم خاطر جمع رہو، اب کچھ اندیشہ مت کرو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہماری آنکھوں کے سامنے سے پردہ غیب اٹھادیا جو جو باتیں تجھ پر گزرتی تھیں مجھ پر سب ظاہر ہو جاتی تھیں۔ اور جو تم کرتی اور کہتی تھیں سو وہ میں دیکھتا اور برابر سنتا تھا۔ بعد اس کے سائرہ خاتون نے بی بی حاجرہ کو حضرت ابراہیم کی خدمت میں دے دیا یہاں ایک سوال ہے یعنی باوجود اس کے کہ جناب سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے اور حضرت ابراہیم کے درجے میں زمین و آسمان کا فرق ہے پس اس میں کیا راز ہے کہ جب منافقوں اور کافروں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی تھی تو اس وقت اللہ رب العزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے درمیان سے پردہ نہ اٹھایا بلکہ حضرت عائشہ کی تہمت اور پاک دامنی کی خبر دی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ عزوجل مابین ان کے پردہ نہ رکھتا تو حضرت عائشہ کی تہمت اور پاک دامنی کی خبر دی اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حق تعالیٰ عزوجل مابین ان کے پردہ نہ رکھتا تو حضرت عائشہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو اس وقت منافق لوگ حضرت رسول خدا پر طعن کرتے اور

کہتے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اپنی بی بی حضرت عائشہ رضی عنہا کی عصمت کے حال سے آگاہ تھے۔ لیکن باوجود اس کے ان کے حال کو ظاہر نہیں کیا گیا اور خداوند قدوس کو یہ منظور تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہ کی عصمت کو بندیدہ وحی آسمانی سے ثابت اور مستحق کر دے تاکہ ام المومنین پر جنہوں نے بہت لگائی تھی وہ جھوٹے اور رو سیاہ ہوں اور منافق پھر ان پر کسی قسم کا کوئی ظلم نہ کر سکیں۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سامنے سے اللہ تعالیٰ نے پردہ اٹھایا اور کہا کہ اے ابراہیم تو اپنی بی بی کو بچشم خود دیکھ لے اور جناب رسول خدا صلعم کو فرمایا اے یہ عالم صلعم غائب میں خود عائشہ کا نگہبان ہوں۔ پس ان دونوں کے درمیان اندر دے مرتبہ اتنا فرق ہوا کہ حضرت عائشہ خاتون کے نگہبان حضرت ابراہیم خلیل اللہ تھے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس بان رب العالمین تھا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر فلسطین میں سکونت اختیار کرنا

الغرض حضرت ابراہیم علیہ السلام شہر مذکور سے نکل کر بیت المقدس کی طرف چلے گئے جس کو فلسطین بھی کہتے ہیں۔ جب حضرت ابراہیم بیت المقدس میں پہنچے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور آکر فرمانے لگے اے حضرت ابراہیم زمین کی طرف جتنا دیکھو گے اتنا ہی فائدہ ہو گا جب حضرت ابراہیم نے زمین کی طرف دیکھا تو اس جگہ سے آب رواں جاری ہو گیا۔ پھر اس کے بعد دیکھتے کیا ہیں کہ نرم زمین میں میوہ دار درخت لگے ہوئے ہیں اور بغیر پانی کے فصل پیدا ہوتی ہے اور سائوہ خاتون نے حضرت ابراہیم کی خدمت میں بی بی حاجرہ کو دیا تھا باجرہ نام بھی اسی واسطے ہوا کہ جب بادشاہ سائوہ خاتون کے ساتھ براقد کر تا تھا تو اسی وقت اس کا ہاتھ خشک ہو جاتا تھا اس کے بعد اس نے توبہ کی اور حضرت سائوہ خاتون سے کہا کہ میرے پاس ایک خادمہ ہے آپ اس کو اپنی خدمت میں لے جائیے کہ جس وقت میں اس سے براقد کر تا تھا اس وقت ہی ہاتھ میرا ایسا ہی خشک ہو جاتا تھا اور نبی اقبال سے بی بی حاجرہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دادی ہوتی ہیں اور ان ہی کے بطن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسل منسوب ہے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شہر مذکور میں قیام کیا اور عثمان بن ہوامیں اور روایت ہے کہ ایک شخص سام بن نوح کی اولاد میں سے حضرت خلیل اللہ کے زمانے تک بقید حیات موجود تھا چنانچہ انہوں نے بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ساتھ مل کر ملک آباد کیا اور بہت کثیر تعداد میں لوگوں کو شرعی احکامات بتائے۔ جب کچھ

لوگ آپ کے ہم عقیدہ ہو گئے تو ان لوگوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہم کو ایک قبلہ چاہیے۔ تاکہ ہم سب لوگ اس کی طرف منسوب ہو کر خدا کی عبادت کیا کریں۔ یہ گفتگو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی قوم سے ہو رہی تھی کہ حضرت جبرائیل تشریف لے آئے اور رضائے الہی سے ایک پتھر بہشت سے لاکر اب جہاں بیت المقدس ہے وہاں رکھ دیا اور کہا اے ابراہیم ۴

هٰذَا كَابِلُكَ وَبِقِبْلَةٍ اَلَا يَنْتَبِهونَ بَعْدَ ذٰلِكَ ۝ ترجمہ! کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اے خلیل اللہ یہ تمہارا قبلہ ہے اور تمہارے بعد انبیاء و اول کا قبلہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ چالیس ہزار پیغمبر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی نسل سے ہیں، ان سب انبیاء و اول میں سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور سب سے آخر میں پیغمبر آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پس اس پتھر کی طرف قبلہ رو ہو کر خدا کی عبادت کرتے تھے اور اس پتھر کا نام صخرۃ اللہ ہے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں رب سے اور اولاد بھی ان کی وہاں پیدا ہوئی اور فرمان الہی ہوا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم مردود کے پاس جاؤ اور اس کو تمام شکر سمیت میری طرف بلائے کی دعوت دو تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے زمین بابل میں جا کر مردودین سے کہا اے مردود کہہ لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمٌ مِّنْ سُلُوْلِ النَّبِيِّنَ مردود نے کہا اے ابراہیم علیہ السلام تیرے خدا سے مجھے کچھ حاجت نہیں اور تو یہ بھی دیکھنا کہ آسمان کی مملکت بھی میں تیرے خدا سے جچیں لوں گا اس کے جواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے ملعون تو آسمان پر کس طرح جائے گا۔ وہ بولا کہ میں آسمان پر جانے کی تدبیر کرتا ہوں۔ تب اس ملعون نے اپنے درباریوں کو حکم کیا کہ چار گدھوں کو پالیں۔ جب وہ بڑے ہو گئے تو ایک تابوت بنوایا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اب کیا کیا جائے بڑا ہی مردود ہوا کہ اب کیا کروں شیطان مردود بھی اس کے ہم نشینوں میں آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ تابوت کے چاروں کنارے چار گدھوں کو باندھو ایک رات تک ان کو بالکل جھوکا رکھو، بعد اس کے ہر ایک کے سامنے اوپر کی طرف گوشت باندھ کر لٹکا دو۔ جب یہ چاروں گدھ گوشت کھانے کا قصد کروں گے تب تجھ کو آسمان کی طرف لے اڑیں گے اور تھوڑے ہی عرصہ میں تابوت سمیت تجھے آسمان پر پہنچا دیں گے۔ جب تو وہاں پہنچ جائے گا تو ابراہیم کے خدا سے سلطنت فوراً چھین لینا اور پھر اپنا تسلط وہاں پر قائم کر دینا اور اپنے ہمراہ ایک مصاحب کو بھی لے لینا۔ جب ایک روز زاد پر گزرے گا ٹیلے اوپر پہاڑ دئے زمین کے کیساں معلوم ہوں گے پھر دوسرے دن تمام عالم دریائی مانتہ نظر آوے گا اس وقت سمجھنا کہ میں اب آسمان پر پہنچ گیا ہوں ان اٹیس علیہ العنتہ نے ایک کو کہا اور مردود بادشاہ نے اس سے سنا اور پھر دیا ہی کیا

اور ایک مصاحب کو اپنے ساتھ لے کر اس تابوت میں سوار ہو کر آسمان کی طرف چلا۔ جب کچھ بلند ہوا تو اپنا تیر گمان سے الٹا کر چاہا کہ آسمان کی طرف لگاوے اس وقت اس کے مصاحب نے کہا کہ اے مردود بادشاہ تو یہ کیا کرتا ہے۔ اس نے مردود نے کہا کہ آسمان کے خدا کو تیر لٹکا کر ملک آسمان اس سے چھین لیتا ہوں۔ اس نے کہا اے مردود تو جس کو تیر لگانا چاہتا ہے وہ خدا اس لائق نہیں ہے اے وہ سچا خدا ہے کہ جس کو حضرت ابراہیمؑ پوچھا ہے اور نام اس کا تہار و جہاد بھی ہے تو سب سے بد بخت ہے۔ تب مردود پلید نے غصہ میں اُکھر اس کو دہاں دھکیل کر گرادیا۔ فوراً اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام آکر اس کو بے حساب و کتاب بہشت میں لے گئے۔ پس مردود نے آسمان کی طرف تیر لگایا اس وقت جناب باری سے حکم آیا اے جبرائیل مردود کے تیر کو لے کر پھیلی کی پشت پر لٹکا کر مردود کی طرف ڈال دو تاکہ کوئی دشمن بھی میری درگاہ سے محروم نہ جاوے۔ تب جبرائیل علیہ السلام اس تیر کو لے کر پھیلی کے پاس آئے پھیلی نے کہا اس کو کیا کر دے گے حضرت جبرائیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ اس تیر کو تیری پیٹھ کے خون سے آلود کر کے مردود کی طرف ڈال دوں تاکہ وہ خدا کی درگاہ سے نا امید نہ بچاوے یہ سن کر پھیلی نے درگاہ الہی سے نہایت مودبانہ التماس کی کہ یا اہی تو اس بے گناہ کو دشمن کے تیر سے مارتا ہے۔ تب ندا آئی کہ اے پھیلی اس وقت جو رہے تجھ کو ہوتا ہے دوسری بار تجھ کو ہرگز نہ ہوگا اور نہ تجھ کو کوئی ٹھیکہ ہوگی۔ پس حضرت جبرائیل نے مردود کے تیر میں پھیلی کا خون لٹکا کر اس ملعون کی طرف پھینک دیا۔ جب مردود نے اپنے تیر کو خون آلود دیکھا تو بہت خوش ہوا اور کہنے لگا میرا جو مقصد تھا وہ پورا ہو گیا۔ اب آسمان کے خدا کو میں نے مار ڈالا پس جو گوشت کہ اوپر کی طرف باندھا تھا اب وہی گوشت تابوت کے نیچے کی طرف باندھ دیا۔ جب گدھوں نے گوشت نیچے کی طرف دیکھا تو انہوں نے نیچے کی طرف قصد کیا۔ فوراً زمین پر آب پھینچا اور جب تمام لوگوں کو اس بات کی خبر ہوئی تو بہت سے لوگ بوجہ خوشی کے بے ہوش ہو گئے اور بعد ایک ساعت کے ہوش میں آئے تب سب کے سب علیحدہ علیحدہ اپنا اپنا خیال بیان کرنے لگے اور ان میں کوئی بھی ایک دوسرے کی باتیں سننا ہی نہیں تھا جبکہ بوجہ خوشی کے پھولے نہ سماتے تھے اور اصل حقیقت کو بھی پوچھتے نہ تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جو دی پہاڑ پر جب کشتی پر سے اترے تو جو لوگ کہ حضرت کے ساتھ کشتی پر تھے انہوں نے ایک ایک گاؤں جاگنا نہ آباد کیا تھا اور علاقہ کا نام ٹمانینہ تھا۔ وجہ تسمیہ اس کی حضرت نوح علیہ السلام کے قصہ میں بیان ہو چکی ہے ان لوگوں کو حضرت نے فرمایا کہ ہر شخص اپنی اپنی آبادی میں جا کر رہے اس بات کو کسی نے نہ مانا پس حضرت نے دعا کی تب ہر قوم کی علیحدہ علیحدہ

زبان پیدا ہوئی کوئی کسی کی بات نہ سمجھتا کہ یہ کیا کہتا ہے۔ اسی وجہ سے متفرق ہو کر اطراف جہان میں پھر آباد عمارت بنا کر بسے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ کشتی نوح کے ساتھ کسی نے دشمنی پیدا کی تھی وہ بولے جب نوح کشتی سے اترے گا تو ہم اس کو مار ڈالیں گے وہ لوگ کشتی سے باہر نکلے تب خدا تعالیٰ نے ہر ایک کی زبان مختلف کر دی تاکہ کسی کی بات کوئی نہ سمجھے اور حضرت نوح علیہ السلام سے دشمنی نہ کر سکے اس وقت ہر شخص اپنے اپنے حال پر رہ گیا۔ النقص جب سرود لین آسمان پر سے زمین پر آیا تو حضرت ابراہیم سے کہا دیکھ تیرے خدا کو میں نے مار ڈالا میرے تیر میں جو خون لگا ہوا ہے یہ اس کا نشان ہے اب تیرے خدا سے میں سے ملک آسمان چھین لیا یہ باتیں سننے کے بعد حضرت ابراہیم نے کہا اے مردود میرے خدا کو کوئی نہیں مار سکتا اور نہ وہ کبھی مرنے والا ہے اور وہ سب پر قادر ہے وہ تبار ہے اور سب مقہور، اور وہ رزاق ہے سب مرزوق، اور وہ خالق ہے سب مخلوق، پھر اس لعین نے کہا اے ابراہیم تیرے خدا کا لشکر کتنا ہوگا، میں تیرے خدا کو تو آسمان پر مار چکا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے لشکر کو بھی مار ڈالوں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ میرے خدا کے لشکر کی کوئی خبر نہیں جانتا سوائے اس کے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَمَا خَلَقَهُ جُنُودٌ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ تَرَجِمَ۔ اور کوئی نہیں جانتا تیرے رب کا لشکر مگر وہی۔ پھر مردود نے حضرت ابراہیم سے کہا کہ میں اپنا لشکر جمع کرتا ہوں تو بھی اپنے خدا کا لشکر جمع کرتا کہ میرے ساتھ مقابلہ ہو۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اے مردود تو اپنا لشکر جمع کر میرا خدا کس خیسکون میں جمع کر دے گا تب اس مردود نے مشرق اور مغرب اور روم اور ترکستان اور ہند سے تمام لشکر و فوج بلا کر جمع کیا تین سو فرسنگ یعنی نو سو کوس تک اس کے لشکر کی چھاؤنی بڑی تھی اور وہ مردود تقریباً ساٹھ برس تک اسی خیال باطل اور فکر بے ہودہ میں بڑا رہا۔ تمام لشکر و فوج زمین باطن میں لاکھ جمع کرتا رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ اے پلید خدا سے شرم کر کہ وہ تمام مخلوقات کا خالق و رازق ہے اس سے فلا تو ڈر اور اپنا خالق جان کہ اس نے تجھے دنیا میں سلطنت دی اور آخرت میں بھی دینے والا ہے۔ اسی پلید و ناپاک نے کہا کہ مجھے تیرے خدا سے کچھ حاجت نہیں تب حضرت ابراہیم نے خدا سے دعا مانگی۔ اے باہر الہا یہ ملعون نافرمان تیرے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا ہے تو اس کو ہلاک کر، تب حضرت جبرائیل آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تمہاری دعا قبول ہوئی پس مردود نے ساٹھ لاکھ سوارندہ پوش تیار کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ خدا کو اگر طاقت ہے تو کہہ دے کہ دنیا کی بادشاہی ہم سے چھین لے مگر پہلے میری فوج سے آکر ٹوٹے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جناب باری میں عرض کی۔ حکم آیا تو کیا مانگتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ خدایا

تیری مخلوقات میں سے مجھ کو اتنی ضعیف اور ہر جانور کی خوراک سے اسے مانگتے ہوں۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ مجھ کو چھوڑ دیں اور اسی وقت فرشتوں پر فرمان الہی ہوا کہ تم کوہ قاف میں جا کر مجھ کو کھانے کے سوراخوں میں سے ایک سوراخ کھول دو۔ فرشتوں نے عرض کی یا الہی کتنے مجھ چھوڑ دیں۔ حکم ہوا کہ صرف ساٹھ لاکھ مجھ چھوڑ دو تاکہ ہر ایک سوراخ کے مقابل میں لشکرِ فردوس کے ایک ایک ہو جائے تو فردو اپنی قوت اور شجاعت کو دیکھے اور معلوم کرے۔ فرشتوں نے حکم الہی سے جا کر ایک سوراخ اس میں کھول دیا۔ نبِ مجھ ابرہ کی مانند زمین بابل میں جہاں فردوس کی لشکر گاہ تھی جا پہنچے۔ جناب باری تعالیٰ کا حکم ہوا۔ اسے مجھ کو ہتھیاری خوراک فردوس کے لشکر میں ہے تم سب ان کو کھاؤ۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے جا کر کہا کہ اسے فردو دیکھ میرے خدا کی فوج آپہنچی ہے جب فردو نے دیکھا کہ مانند ابرسیاہ کے ہوا پر کچھ چلا آتا ہے تو اس یمن نے اپنے سپاہیوں کو کہا کہ ہاں ہوشیار ہو کہ علم کھڑا کرو اور لڑائی کا نصابہ بجاؤ۔ انہوں نے دیا ہی کیا اور کہتے ہیں کہ شور و غل سے فردوس کے لشکروں کے زمین میں زلزلہ پڑ گیا۔ پس کیا تھا۔ آنا فنا فوج الہی آپہنچی۔ شور و غل آدمیوں کا جو فردوس کے لشکروں میں ہو رہا تھا مجھ کو کی آوازوں سے کم ہو گیا اور جہاں پر نزع پڑ گیا اور مجھ کو دل کے غل سے جہاں پر ہو گیا اور جوش و خروش اس مردود کا جاتا رہا۔ اور ہر سوار کے سر پر ایک ایک مجھ بیٹھ گیا اور مجھ اپنے دھمک ان کے سروں میں چھو چھو کر مغز اور گوشت اور پوست اور رگ و آنت اور خون سمیت سب کا سب کھا گئے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے مجھ ذرا بھی ماند سے نہ ہوئے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ بڑی تنگ ان کی کھا گئے۔ اس ملعون کے لشکر کی لشکر گاہ میں ایک آدمی بھی باقی نہ رہا۔ اور ایک مجھ کا نالہ لگا لگا کر ہر عضو میں اس کے نقص تھا وہ مجھ کو کھانے کا مردار تھا اس نے خدا کی درگاہ میں عرض کی کہ الہی فردوس ملعون کو میرے ہاتھ سے ہلاک کر تو اس کے عوض مجھے ثواب ملے پس خدا نے اس کی معروضات قبول فرمائیں۔ جب فردوس مردود اکیلا گھر کی طرف بھاگا اپنی لشکر گاہ سے تو بالا خانہ میں حرم بابل کے بیٹھ کر یہ تو تشویش کر رہا تھا کہ ہمارا اتنا بڑا لشکر سارے کا سارا مارا گیا اور ہم میں سے کوئی بھی ایک مجھ کو نہ مار سکا۔ وہ مردار مجھ جو لنگڑا اور ایک آنکھ کا کانا تھا اس فردوس کے زانوں پر جا بیٹھا۔ اسے دیکھ کر اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اسی طرح کے جانور آکر ہمارے سارے لشکر کھ گئے۔ اور یہ کہہ کر چاہا کہ اس کو بچڑے اتنے میں وہ مجھ اس پلید کی ناک میں جا گھسا اور باغ میں جا کر اس کا مغز کھانے لگا وہ مردود اس عذاب میں گرفتار ہوا کہ جس کا چارہ کچھ نہ ہو سکا چارے میں دن رات اسی طرح پریشانی میں گزارے۔ جب اس کے دوست آشنا تو کہہ جا کر اس کے سر پر

لکڑی یا کفش باری کرتے تو اس کے صدمے سے وہ پھر جبراس کے دماغ میں گھس چکا تھا توڑی دیر
 کے لئے دم لیتا پھر اس کو کچھ معمولی سا چین آجاتا ہے۔ بعد چالیس دن رات کے حضرت ابراہیم علیہ السلام
 کے پاس وحی نازل ہوئی کہ اے ابراہیم تم نمرود ملعون کے پاس جاؤ اور میری طرف سے اس کو بلاؤ اور
 اس کو سدھی راہ بتاؤ تاکہ اس کا کچھ بھلا ہو تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے نمرود کے پاس
 جا کر کہا کہ اے نمرود تو کہہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِبْرٰہِیْمٌ دَسُوْلُ اللّٰہِ ط۔ نمرود ملعون نے یہ سن
 کر کہا کہ وہ اور تو کون ہے کہ میں گواہی دوں اس کی وحدانیت کی اور تیری رسالت کی حضرت ابراہیم
 علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تیرے گھر کی سب چیزیں گواہی دیں کہ خدا ایک ہے اور میں اس کا رسول
 ہوں۔ تب تو ایمان لے آئے گا پس اتنے میں نماز فروش فروش اور چھت پر دے اور آلات اور
 اثاث البیت غرض سب شے نے باوازی بند کر لیا لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ دِیُوْہِیْمٌ
 دَسُوْلُ دِیْتِ الْعَلَمِیْنَ نمرود نے کہا کہ تمام اسباب و آلات گھر کا جلا کر دریا میں ڈال دو ویسا ہی
 کیا گیا تب نمرود پید نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اب پھر کون بولے گا کہ تیرا خدا ایک ہے اور
 تو اس کا رسول برحق ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام درو دیوار اور ستون اور مکانات
 اور سب چیزیں اس کی شہادت دیں گی۔ اسی وقت سب نے باوازی بند فصیح زبان سے کہا۔ لا اِلٰہَ
 اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ دِیُوْہِیْمٌ دَسُوْلُ دِیْتِ الْعَلَمِیْنَ پھر نمرود نے
 ان سب شے کو یعنی درو دیوار و مکان و ستون سب کھد کر جلا دیا۔ پھر نمرود ملعون نے کہا اے
 ابراہیم بتاؤ اب کون تمہارے خدا کی گواہی دے گا اور تمہاری رسالت کی گواہی دے گا حضرت
 ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرے بدن کی پوشاک گواہی دے گی۔ پھر اسی وقت کپڑوں نے
 گواہی دی۔ ان کو بھی نمرود ملعون نے اتار کر جلا دیا۔ پھر پلید نابکار نے حضرت ابراہیم سے کہا
 بتاؤ اور کون بولے گا۔ پھر اسی وقت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت خلیل اللہ سے کہنے
 لگے۔ اے ابراہیم علیہ السلام تمام کافروں نے موت کے وقت خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا تھا مگر یہ نمرود
 کافر ہرگز ایمان نہ لائے اور قیامت تک اس پر عذاب شدید ہوگا۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ
 جس وقت عبد اللہ ابن مسعود نے ابو جہل کا سر کاٹا چاہا اس وقت ابو جہل نے کہا اے عبد اللہ تم اپنے
 محمد سے کہہ دو کہ جب سے میں اس کو دشمن جانتا ہوں تب ہی سے ہی ہونا ہوں کہ وہ رسول خدا کا
 ہیں۔ پس قیامت کے دن حشر کے میدان میں حضرت بلال حبشی نماز کے لئے اذان دیں گے اَشْہَدُ
 اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط۔ یہ سن کر ابو جہل وہاں بھی

ہوئے گا محمد رسول اللہ خدا کا رسول نہیں۔ پس یہ دونوں مردود ابو جہل اور مردود دنیا میں بڑے کافر تھے اور آخرت میں بھی ہمیشہ عذاب ان پر رہے حضرت جبرائیل نے اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اس ملعون کی اجل آج کی ہے اور اب کچھ دن بھی باقی نہیں ہیں جس گھڑی وہ پھر اس کی ناک سے نکل کر چلا گیا۔ وہ مردود میں جہاں تھا مر گیا اور ہنم واصل ہوا۔ اور قیامت تک عذاب میں مبتلا رہے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ مردود کے سر پر سونٹا مارنے کے لئے ایک نوکر مقرر تھا۔ جب شب روزاں کو سونٹا مارا جاتا تو اس کو کچھ قرار و آرام ہوتا اسی طرح جب رات دن سونٹے لگاتے لگاتے چالیس دن گزرے تو نوکر جو مقرر تھا وہ ناچار ہوا آخر غصہ ہو کر ایک ہی دفعہ زور سے ایک سونٹا ایسا مارا کہ اس مردود کا سر دب ٹکڑے ہو گیا اور اس کے سر کا پورا بھیجا نکل پڑا اور اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی اور وہ جہنم میں داخل ہو گیا اور وہ پھر مغز کی کر کافی بڑا ہو گیا خلد وہ سر کے پھٹ جانے سے باہر نکل آیا اور پھر وہ بھی چلا گیا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی مراجعت

جب مردود واصل جہنم ہو گیا تو اس کی قوم میں جو لوگ موجود تھے سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آکر کہنے لگے کہ آج تک یہ ملک مردود عید کا تھا، اب تمہارا ملک ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ملک گیری سے کچھ کام نہیں اور یہ ملک ہمیشہ ملک بے زوال کا ہے اور میں بندہ بازو ل اس بنی سدا کا ہوں ملک مردوعجم بادشاہوں کی جگہ ہے اور ملک شام نبیوں کی جگہ ہے میں تو شام جا رہوں گا۔ لوگوں نے کہا ہم بھی آپ کے ساتھ شام میں جا دیں گے تب حضرت ابراہیم علیہ السلام شام کی طرف راہی ہوئے۔ ریحہ نامی ایک جگہ ہے وہاں آپ اپنے اس ملک اور شہر کو رونق بخشی اور وہاں سے دریائے فرات کے کنارے آپ اپنے وہاں بھی ایک شہر آباد کیا اور اس شہر کا نام ریحہ ہے، پھر وہاں سے حلب میں تشریف لائے اور وجہ تسمیہ حلب کی یہ ہے کہ سب وہاں دودھ دوا کرتے تھے اور وہاں حلب امر میں آئے اور پھر وہاں سے عین میں آئے کہ جہاں کے بادشاہ نے حضرت ہاجرہ کو دیا تھا اور وہ بادشاہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور دین اسلام سے مشرف ہوا۔ اور پھر جو بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کو آتے وہ دین اسلام سے مشرف ہوتے وہاں چند روز قیام کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معما بنی زور محترمہ کے دمشق میں آگئے اور وہاں اسی دین اسلام کا طریقہ و اطوار لوگوں کو بتایا اور بہت سے لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اس کے بعد شہر حلب میں وارد ہوئے اور

کے اہل شہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے سے پہاڑوں میں بھاگ کر چلے گئے اور جو مسلمان
 حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ تھے ان لوگوں نے وقت کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے چھوڑے
 ہوئے مال و دولت سے فائدہ اٹھایا اور وہ تمام مال غنیمت لئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
 ساتھ کنعان میں آپہنچے اور ان لوگوں نے وہاں ایک نہر جاری کی جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے
 فرمایا کہ اس کا پانی سات جگہوں میں جا کر گرتا ہے۔ ملاوہ دقاوہ و غایمہ و قومہ و ساری کے مانند
 دیگر جگہ یمن یہاں کے آدمی تکب فعل بد نہ دیتے ہیں۔ بعض روئے کے ساتھ مرد اور عورت کے
 ساتھ عورت فعل بد نہ دیتے ہیں اور نہ ہی نرے توؤں سے مال جبین لیتے ہیں اور یہ لوگ ساری عمر اسی
 فعل بد پر رہتے اور پھر مر گئے اور یہ شہر تان قوم وہاں چھوڑاں سے بیت المقدس میں تشریف لائے
 تب سائرہ خاتون نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے آنے سے ازراہ خوشی دو سو دینار فقرا کو
 تصدق کئے اور تمام شہر کے لوگ خوش و مسرور ہو گئے تقدیر الہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ نور ہیشانی سے
 حضرت ہاجرہ کی بیشانی پر ظاہر ہوا۔ بعد وہاں سے اٹھ کر حضرت سائرہ خاتون کے پاس تشریف
 لے گئے۔ تب حضرت سائرہ خاتون نے اس حال سے واقف ہو کر حضرت ہاجرہ کے کان چھید دیئے
 پس حضرت ہاجرہ کے کان چھیدنے سے اور بھی زیادہ خوشی آگئی حضرت سائرہ خاتون نے کہا کہ واہ
 واہ اس عیب نے تو اور ہی خوبصورتی بخشی پھر غصہ ہو کر ان کا ختنہ کر دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا
 کہ اے ابراہیم علیہ السلام میں نے تمام زن و مرد پر یہ سنت ہاجرہ کی جاری کر دی کہ ساری امت ان کی
 قیامت تک پیروی کرے۔ حضرت سائرہ خاتون کو اور بھی غیرت پیدا ہوئی اور حضرت ابراہیم سے
 بولیں کہ یہ چیز مجھ کو برداشت نہیں ہے کہ ہاجرہ کے کوئی فرزند پیدا ہوا اور مجھ کو نہ ہوا اور جب نے
 جینے گذر گئے تو حضرت ہاجرہ کے بطن سے حضرت اسماعیل تولد ہوئے بعد وہ سائرہ خاتون نے
 حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ اگر وہ ہاجرہ یہاں رہے گی تو پھر میں یہاں نہ رہوں گی اور میں
 یہاں سے کہیں چلی جاؤں گی۔ نہیں تو ان کو یہاں سے کہیں ایسی جگہ پر لے جا کر رکھو کہ وہاں میوے
 اور آبادی اور پانی بھی نہ ہو تاکہ یہ ابھی طرح سے آرام نہ پاسکے اور میں بھی اس کو نہ دیکھ سکوں۔
 حضرت ابراہیم علیہ السلام اس بات کو سن کر بہت مزد و متفکر ہوئے لے تے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر
 فرمایا اے ابراہیم۔ سائرہ خاتون جو کہتی ہیں سو کرو۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ اور حضرت
 اسماعیل زینج اللہ کو ایک دنٹ پر سوار کیا اور آپ بھی ایک دنٹ پر سوار ہو کر بیت المقدس سے
 نکل کر اب نبیال خانہ کعبہ ہے وہاں پہنچے تب ہاجرہ سے کہا کہ تم یہاں ذرا سہرو، میں آتا ہوں۔ ہاجرہ حضرت اسماعیل
 کو لیکر وہاں بیٹھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام دیکر ہو کر اور اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے ملک شام کا طرف تشریف لے

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہاجرہ کو یہاں سے کہیں ایسی جگہ پر لے جا کر رکھو کہ وہاں میوے اور آبادی اور پانی بھی نہ ہو تاکہ یہ ابھی طرح سے آرام نہ پاسکے اور میں بھی اس کو نہ دیکھ سکوں۔

تشریف ملائے اور آفتاب گرم ہوا تو سر پر گرمی پہنچی تو پیاس کی شدت محسوس ہوئی اور اس پیاس کی شدت کی وجہ سے حضرت ہاجرہ کو وہ صفا و مردہ کی طرف دوڑیں وہاں بھی کہیں پانی نظر نہ آیا۔ اسی طرح پانی کے لئے صفا و مردہ کا سات دفعہ اہل سنت والجماعت کے مذہب میں حاجیوں پر قیامت تک سنت ہاجرہ جاری رہے گی اور ہر حاجی اسی طرح سات مرتبہ دونوں ہاڑوں پر دوڑتے ہیں جب حضرت اسماعیلؑ کو حضرت ہاجرہ اس میدان میں اب جس جگہ چاہ زم زم ہے لٹا کر پانی کے لئے صفا و مردہ کی طرف دوڑیں اور پانی نہ پایا تو آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا جب وہاں سے واپس آئیں اور حضرت اسماعیلؑ کے پیاس آکر دیکھا کہ حضرت اسماعیلؑ شدت پیاس سے جس زمیں پر پیر رگڑتے تھے اسی جگہ بحکم خداوند قدوس پانی کا فوارہ جاری ہوا اور بفضل خدا اب تک وہ چشمہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ انشاء اللہ یہ کیفیت دیکھ کر حضرت ہاجرہ بہت خوش ہوئیں اور کہنے لگیں کہ الحمد للہ یہ مبارک فرزند اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عنایت فرمایا ہے۔ پس وہی پانی حضرت ہاجرہ نے خوب سیر ہو کر بیا اور مٹی و پتھر لاکر چاروں طرف سے اس پانی کو بند کر دیا تاکہ زیادہ نہ بھیلنے پائے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت ہاجرہ وہ پانی بند نہ کر تیں تو وہ تمام مکے مغفلہ کی تمام حدود میں قیامت تک جاری رہتا۔ پس جو کھانے پینے کا کھانا کھالیا۔ اتفاقاً ایک روز سوداگروں کا قافلہ پانی کی تلاش میں محلہ اپنے تمام موشیوں کے بوجہ پیاس کے کوہ صفا پر آیا تو اس قافلہ نے وہاں ایک عورت کو پانی کے کنارے بیٹھے دیکھا اور اس قافلہ کا بیان ہے کہ اس جگہ سے جب ہم لوگ گزرے تھے تو کبھی بھی ان لوگوں نے اس جگہ پانی نہ دیکھا تھا یہ دیکھ کر وہ لوگ بہت حیران ہوئے اور وہ اکی تعجب میں حضرت ہاجرہ کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ تم کون ہو اور یہاں کیوں بیٹھی ہو؟ حضرت ہاجرہ نے اس قافلہ والوں سے جو حال اپنے اوپر اور حضرت اسماعیلؑ پر اور پانی کا جو ماجرا گزرا تھا وہ سب مرکزشت انہیں سنائی۔ یہ سن کر وہ لوگ کہنے لگے۔ اگر اجازت ہو تو ہم لوگ تمہارے پاس اپنی بود و باش اختیار کریں اور پانی کے عوض تم کو ہر سال عشر دیویں تاکہ ہم کو یہ پانی حلال ہو۔ حضرت ہاجرہ نے فرمایا اچھا۔ تب وہ لوگ وہاں آئے اور اپنے اپنے خیمے نصب کئے اور اوراد توں اور بکریوں کو چرا لگا دیں چھوڑ دیا۔ بہت دنوں تک وہ لوگ وہیں رہے اس عرصہ میں حضرت اسماعیلؑ بالغ ہوئے اور حضرت ہاجرہ ابرہیم بنی کر اپنی گزراوقات کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح ایک مدت گزر گئی ایک روز حضرت خلیل اللہ کو حضرت ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کے دیکھنے کی آرزو ہوئی اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ خدا جانے وہ دونوں کس حال میں ہوں گے۔ جب حضرت سائرہ خاتون نے فوراً اجازت دے دی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عہد لیا کہ تم وہاں سواری پر

سے نہ اتنا۔ اور جلدی دیکھ کر وہاں سے چلے آنا یہ عہد کر کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت المقدی سے نکل کر بیابان کی راہ لی۔ جب مکہ میں پہنچے تو وہاں قوم عرب کو دیکھا کہ اونٹ بکری چراتے ہیں اور کسی کو نہ میٹھے اور کوئی چتا پھرتا ہے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کسی نے نہ پہچانا۔ مگر حضرت ہاجرہ دوسرے دیکھ کر بغرض استقبال آگے بڑھیں اور ان کو نہایت تزک و انتقام سے اپنی جلتے رہالیں پر لائیں۔ لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے عہد کا خیال کر کے اونٹ پر سے زمین پر پاؤں نہ رکھا حضرت ہاجرہ نے اسماعیلؑ کو بلا کر کہا کہ دیکھو والد آئے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ نے اپنے باپ کو دیکھا تو وہ بہت زیادہ خوش ہوئے اور اس وقت حضرت اسماعیلؑ کچھ بڑے ہو گئے تھے۔ حضرت ہاجرہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بالاصرار کہا کہ آپ سواری سے اتر لیجئے تاکہ آپ کے ہاتھ پاؤں دھلوادئیے اور اچھی طرح سے ہاتھ پاؤں دھلا دیئے۔ اور جس پتھر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پاؤں رکھا تھا اب وہ مقام خلائق کا مصطفیٰ ہے جیسا کہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: **وَإِنَّمَا جُئُوا مِنْ مَقَامٍ مَبْشُورٍ**۔ اس حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو دیکھ کر نہایت المقدس کو تشریف کے پاس جہان نرانا کر خلق اللہ کی دعوت و ہمانداری کرتے تھے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا قصہ

حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک شب حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہتا ہے کہ اے ابراہیم اٹھ اور قربانی کر تب حضرت نے فجر کو اٹھ کر دو سواونٹ خدا کی راہ میں قربان کر دیئے اسی طرح تین دن تک یہ خواب دیکھا تینوں دن دو سواونٹ قربانی کئے۔ پھر جو بھی شب کو خواب میں دیکھا کہ اپنے فرزند اسماعیل علیہ السلام کو خداوند قدوس کی راہ میں قربان کر سب ان اللہ سبحان اللہ سمجھے کہ خواب بدیغیروں کا بمنزلہ وحی کے ہوتا ہے ایک روز فجر کو نیند سے بیدار ہو کر حضرت سائرہ خاتون سے کہا کہ آج مجھ کو خواب میں حکم ہوا ہے کہ اپنے فرزند کو خدا کی راہ میں قربان کر دو بلذا میں اس حکم خداوندی کو بجالانے کو تیار ہوں۔ حضرت سائرہ خاتون نے کہا بہت اچھا اپنے فرزند تخت جگہ کو خدا کی راہ میں قربان کر دو۔ اس گفتگو کے بعد فوراً ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے شتر پر سوار ہو کر حضرت ہاجرہ کے پاس جا پہنچے اور اس وقت حضرت اسماعیلؑ کی عمر نو برس کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ سے فرمایا کہ اسماعیلؑ کے سر میں کنگھی کر کے اور اس کے بال مشک و عنبر سے خوشبودار کر کے اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر میرے

ساتھ دعوت میں بھیج دو میں اسے اپنے ساتھ دعوت الی اللہ میں نے جاؤں گا۔ اس حکم کو سن کر حضرت ہاجرہ نے ان کو خوب اچھی طرح بھلا دھلا کر اور پاکیزہ کپڑے پہنا کر کہا کہ تم آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک چھری تیز دھار والی اپنی آستین میں چھپائی اور ہاجرہ کے سامنے سے نکل آئے اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ اپنے باپ کے پیچھے چلنے لگے۔ یہ کیفیت دیکھ کر شیطان لعین حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے پاس آیا لیکن اس نے ان سے بھی کہنا مناسب نہ سمجھا اور فوراً ہی وہ شیطان حضرت ہاجرہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ آج اسماعیل تمہارا بیٹا کہاں ہے۔ حضرت ہاجرہ نے اس سے کہا کہ آج وہ اپنے باپ کے ہمراہ ایک ضیافت میں گیا ہے شیطان نے کہا کہ اسوں اس بیچارے کو تو اس کا باپ ذبح کرنے کے لئے گیا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے کہا ما عاذ اللہ تم نے سنا ہے کہ باپ نے اپنے بیٹے کو میگناہ مارا ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خدا نے اسے ایسا ہی حکم دیا ہے۔ حضرت ہاجرہ نے کہا کہ واقعی خدا کا فرمان ہے تو میں بھی اس کی رضا پر راضی ہوں۔ پس ابلیس حضرت اسماعیل کے پاس آیا اور اس لعین نے یہ گمان کیا کہ ابھی تو یہ لڑکا ہے ہم اس کو نہایت آسانی سے خدا کے حکم سے بھٹکا سکیں گے۔ ابلیس نے حضرت اسماعیل سے کہا تو کہاں جاتا ہے۔ حضرت اسماعیل نے جواب میں کہا کہ میں آج اپنے باپ کے ساتھ ضیافت میں جاتا ہوں۔ شیطان بولا۔ نہیں تمہارا باپ تو تم کو آج ذبح کرنے کے لئے جا رہا ہے آپ نے یقین حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے اس شیطان لعین سے کہا کہ کبھی باپ بھی اپنے بیٹے کو بے گناہ مارتا ہے کیا کبھی تم نے ایسا سنا ہے۔ ابلیس نے حضرت اسماعیل سے کہا کہ اس کو تو یہ حکم خدا نے دیا ہے کہ وہ آج اپنے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کر دے یہ سن کر حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے جواب دیا پھر تو ہزار جان بھی میری خدا کی راہ میں سے فدا ہیں اور میں بخوفی اس کی راہ میں قربان ہونا چاہتا ہوں۔ جب وہ دونوں بزرگ دور تک نکل گئے تب اسماعیل نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے میرے ابا جان مجھے کہاں لے جا رہے ہو۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی کی گئی تھی وہ اپنے نعت جگر فرزند ابرہہ کے سامنے انہیں الفاظ کے ساتھ بیان کر دی تو کہ تعالیٰ فَكَيْفًا بَلَدًا مَعَاذَ اللَّهِ قَالَ يَبْنِيَّ اِيَّايَ اَرَىٰ فِي الْبَنَاءِ اَرَأَيْكَ اِذْ مَخَلَ فَاَنْظُرْ مَاذَا بَنِيَّ۔ ترجمہ ! پھر جب وہ اچھی طرح چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو باپ نے اپنے نعت جگر سے فرمایا۔ اے بیٹے میرے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح اللہ کے راستے میں کر رہا ہوں۔ پس اے بیٹے میرے مجھے بتا دو تمہاری اس میں کیا رائے ہے یہ سن کر حضرت اسماعیل نے اپنے باپ سے عرض کی اے میرے ابا جان یہ تو بڑی بھاری میرے واسطے سعادت ہے اور آپ تو خداوند قدوس کے درست میں اور رات کو بہت کم سوتے ہیں۔ جب آپ بحکم خدا سوئے تو رحمت رب سے آپ کو یہ

خواب کی سعادت نصیب ہوئی، میں بخوشی راضی ہوں جب میں میرا خدا راضی ہے۔ اور کہنے لگے قال
يَا بَيْتِ افْعَلْ مَا قَوْمُكَ سَيُجِدُ فِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ توجہ حضرت اسماعیل
نے اپنے ابا جان سے کہا کہ اے میرے باپ کو ڈالے جو کچھ آپ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے اور مجھے آپ
انشاء اللہ ماہرین میں پائیں گے۔ فائدہ۔ فرمایا گیا ہے ذی الحجہ کی آٹھویں شب کو خواب میں دیکھا کہ میں بیٹے
کو ذبح کرتا ہوں جب صبح ہوئی تو بہت ہی غلامند ہوئے کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہوگی۔ پھر نویں شب میں بھی یہی
خواب دیکھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کرتا ہوں۔ پھر دسویں شب میں بھی یہی خواب دیکھا۔ پھر اس کے بعد جب
کچھ تعبیر سمجھ میں نہیں آئی تو پھر اپنے بیٹے سے کہا اور انہوں نے باپ کے فرمان کے مطابق فوراً تسلیم کر لیا ایسے
باپ اور بیٹے پر ہزاروں رحمتیں نازل ہوں۔ حضرت اسماعیل نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے میرے باپ
اللہ تعالیٰ نے حکم آپ کو دیا ہے اس میں جلدی کیجئے انشاء اللہ مجھ کو تم صابروں میں سے پاؤ گے اور میں خدا تعالیٰ
کا مطیع ہوں نافرمان نہیں ہوں اس لئے آپ جلدی کیجئے ہو سکتا ہے کہ تاخیر کے سبب شیطان لعین دوسرے
ڈالے کیونکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ ہم کو صحیح راستے سے بھٹکا دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت فرمایا
کہ اس لعین پر پتھر نازل ہو تب باپ اور بیٹے نے اس لعین پر پتھر پھینکے اور اب یہ حاجیوں پر سنت ہے کہ حج کے
دنوں میں اسی طرف پتھر پھینکتے ہیں۔ بعدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اس جگہ پر جا
پہنچے اب جس کو اس وقت منیٰ بازار کہتے ہیں اور جہاں جا کر تمام حاجی اپنے اپنے جانوروں کی قربانی کرتے
ہیں پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اب تمہاری کیا صلاح ہے۔ وہ بولے کہ ہزار جان
بھی میری خدا کی راہ میں تصدق ہیں خدا کا شکر ہے کہ آپ نے مجھے قربان ہوتے ہوئے اپنے خواب میں
دیکھا۔ پس آپ جس طرح بھی ممکن ہو جلدی کیجئے اور امر الہی بجالائیے کیا خوب شعر ہے۔

وہ مقید ہوئے امرِ سبحان کے۔ ہوئے دونوں راضی وہ قربان کے

قوله تمائے۔ اَسْلَمًا وَ قَدْ لَکَ الْفَضْلُ ۝ ترجمہ! پھر جب دونوں حکم خداوندی پر راضی ہو گئے اور
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے تخت جگر کو زمین پر مل گھسے کے بل بچھا ڈالا کہ بیٹے کا منہ سامنے نظر نہ
آوے اور محبت جو شہ نہ کرے اور حکم خداوندی میں کبھی کوتاہی نہ ہو جائے اور یہ بات درحقیقت بیٹے نے
اپنے باپ کو سکھائی تاکہ میری قربانی کی فرمائش کی تکمیل ہو سکے اور میں خداوند قدوس کے یہاں مقبول ہو
جائوں۔ کہتے ہیں کہ اس امر کے بجالانے میں حضرت ابراہیمؑ نے کوئی کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی مگر دل
پر جو کچھ گزری ہوگی وہ تو خدا ہی کو خوب معلوم ہے اور حضرت اسماعیلؑ نے بوقت ذبح اپنے ابا جان
سے مؤذبانہ التماس کی کہ اے ابا جان میری اس وقت صرف تین گزراشیں ہیں اور میری وصیتیں سمجھ لیجئے

سب سے پہلے میرے ہاتھ پاؤں مضبوطی سے باندھ لیئے۔ کہ جان نازک ہے چھری کے زخم کے مارے جنبش میں نہ آجاؤں خدا خواستہ قطرہ خون کا بھی آپ کے کپڑوں میں لگ جاوے تو میں قیامت کے دن گرفتار ہو جاؤں اور عذاب خدا برداشت نہ کر سکوں۔ اور دوسری وصیت یہ ہے کہ منہ میرا زمین کی طرف نہ کر لیئے تاکہ منہ میرا تم کو نظر نہ آوے اور میں بھی آپ کی طرف نظر نہ کر سکوں تاکہ آپس میں محبت جو شے نہ کرے اور یہ ہمارے اور آپ کے درمیان قصور کا سبب بن جائے۔ اور تیسری وصیت یہ ہے کہ جب آپ گھر کی طرف تشریف لے جائیں تو وہاں جا کر میری محترمہ والدہ صاحبہ کی خدمت میں سلام کہنا اور میرا کپڑا خون بھرا ان کو دینا تاکہ یہ نشانی ان کو تسلی کا کام دے اور یہ صرف اس واسطے کر رہا ہوں کہ ان کا کوئی دوسرا فرزند نہیں ہے۔ یہ باتیں اپنے بیٹے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہیں اور اس کے بعد اپنے کرتے کی آستین سے چھری اور سری نکال کر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں خوب اچھی طرح سے مضبوط باندھے اور ان کا منہ بھی زمین کی طرف کر دیا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کہا اے میرے ابا جان میرے ہاتھ پاؤں کھول دیجیے کیونکہ جو بندہ بھانکنے والا ہوتا ہے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر خدا کی درگاہ میں لاتے ہیں۔ لیکن یہ بات حضرت ابراہیمؑ نے نہ مانی اور گلے پر چھری زور سے جھلائی مگر حکم خدا کچھ بھی نہ کٹا۔ حضرت اسماعیلؑ نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ میرے ابا جان کیا چھری کی پشت سے ذبح کرتے ہو جو کشتی نہیں ہے تب حضرت ابراہیمؑ نے چھر چھری پر زور لگایا لیکن چھر بھی ذبح نہ ہوا۔ پھر حضرت اسماعیلؑ نے اپنے ابا جان سے کہا اب کی مرتبہ چھری کی نوک سے گلے میں ڈال کر زور سے کھ کھ کر شاید یہ کامیاب ہو اور میں خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیٹے کے اپنے سے دیسا ہی کیا لیکن چھر بھی کچھ کٹ نہ سکا۔ چھری دستے کے اندر اور دستہ حلق پر رہ گیا غرض کہ وہ ذبح کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے غصہ میں آکر چھری کو زمین پر ڈال دیا اس وقت چھری نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کلام کیا کہ اے حضرت ابراہیمؑ خدا تمہیں کہتا ہے کہ کاٹو۔ اور مجھے کہتا ہے کہ مت کاٹو۔ اور آپ کو ایک دفعہ فرماتا ہے کہ مجھے دس مرتبہ فرماتا ہے کہ مت کاٹو اور یہ جلن کو کہ حکم الہی سب سے بہتر اور اس کے حکم کے آگے کسی کا حکم نہیں چل سکتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی گفتگو میں تھے کہ اتنے میں پیچھے سے ایک آواز نکلی کہ اے اللہم اکبر اللہ اکبر لا ملہ الا اللہ واللہم اکبر واللہم اکبر۔ اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو دکھا کہ بلند آواز سے کہتے ہو اے قرآن تعالیٰ کا دیننا اُن یَا بَرِ اٰہِیْمَ قَدْ صَدَّقَتْ الرُّوْیَاہُ اِنَّا کَذٰلِکَ نَخْبِرُکَ الْمُحْسِنِیْنَ اِنَّ هٰذَا اَلْکَہُوَالْبَلَاءُ الْمُبِیْنُ وَفَلٰیذٰلِکَ

بِذِیْلِ یَمِّ عَظِیْمٍ ۚ وَ تَرْكُنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ
سَدَّ مَعْطَا اَبْدَهِیْمُ ۚ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۚ اِنَّهَا مِنْ عِبَادِ خَالِدِیْنَ اَلْمُؤْمِنِیْنَ ۝
ترجمہ! اور پکارا ہم نے اس کو یوں کہ اے ابراہیم! بیشک تجھ کی بات نے اپنے خواب کی تحقیق اسی طرح ہم
جزا دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو یعنی ایسے مشکل حکم میں ڈال کر آزماتے ہیں اور پھر ان کو ثبات قدم
رکھتے ہیں۔ پھر اس کے بدلے میں بلند درجات عطا کرتے ہیں۔ بیشک یہی ہے صریح آزمانا۔ اور ہم
نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ایک بڑی قربانی کے بدلے چھڑا لیا یعنی بڑے درجے کا بہشت سے ایک
دنبہ آیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھیں پٹی سے باندھ کر چھری ایسے زور سے چلائی کہ
اللہ تعالیٰ کے حکم سے گلانہ کٹا حضرت جبرائیل نے حضرت اسماعیل کو اس جگہ سے ہٹا دیا اور ایک
دنبہ جبرہشت سے لائے تھے ان کی جگہ پر رکھ دیا۔ جب حضرت ابراہیم نے اپنی آنکھوں سے پٹی کھول
کر دیکھا تو ان کے بیٹے کے بدلے میں ایک دنبہ ذبح ہوا پڑا تھا اور یہ سنت آندہ والے نسلوں کے
واسطے قائم کر دی گئی اور دنیا تک یہ سنت جاری رہے گی اور سلامتی ہو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر
ہم یوں ہی بدلہ دیا کرتے ہیں ہر نیکی کرنے والوں کو اور وہ ہمارے بندوں میں بہت ہی زیادہ ایماندار
ہیں اور ہم اس کو اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازتے رہیں گے اور ان کی نسل پر ہمیں ہمارا لطف و رحم
جاری رہے گا۔ فائدہ کا۔ پس معلوم ہوا کہ وہ پہلی خوشخبری حضرت اسماعیل کی تھی اور سارا
واقعہ اللہ کے راستے میں ذبح کا انہیں سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن یہود کہتے ہیں کہ حضرت اسحاق کو ذبح
کیا گیا اور یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ کیونکہ حضرت اسحاق کی خوشخبری کے ساتھ حضرت یعقوب
علیہ السلام کی بھی خوشخبری ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دونوں بیٹوں
سے اولاد بہت جھیلی اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت اسحاق کی اولاد سے بنی اسرائیل میں بنی کثرت
سے آتے رہے اور آخری بنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت اسماعیل کی اولاد سے تعلق رکھتے
ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے اس قربانی عظیم کے بدلہ میں ایک دنبہ ابلق و ذریہ اور نندریست
جنت سے بھیجا تھا اور بعضوں نے کہ اس دنبے کو بابل نے بھی قربان کیا تھا۔ بعد اس کے دو
ہزار ہر کسی خدا تعالیٰ نے اسے بہشت میں بال کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وقت میں حضرت
اسماعیل کے عوض فدیہ بھیجا تھا کہ وہ بخت پاویں پس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس دنبے کو
موضن اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کیا اور اسی کے چمڑے سے اس کے دسترخوان بنوا کر خنق اللہ

کو اس پر کھانا اکھلا کر تے اور اس کی پشیم سے حضرت سائرہ خاتون نے ایک چادر نہوائی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس چادر کو سلینے کے تابوت میں رکھ دیا۔ ایک دن جبرائیل علیہ السلام اس تابوت کو لئے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور وہ حضور نے حضرت امیر المؤمنین عمر بن الخطاب کو عنایت فرمایا تاکہ اس کا خزانہ بنا کر پہنیں اور وہ خزانہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس زندگانی بھر رہا اور وہ اس کو ہمیشہ پہنتے تھے تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں کی تعمیل ہو سکے چونکہ وہ جانے تھے کہ آخرت میں نجات کا دار و مدار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا جذبہ دوسو عنایت فرمائے۔ آمین۔

تعمیر کعبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب قرآنی سے فراغت پائی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو نبیؐ بنا کر باوجود کچھ لڑکے کے خداوند قدوس کا شکر بجالائے اور پھر اس کے بعد حضرت سائرہ خاتون کے یہاں تشریف لے گئے چند ہی روز گزرے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور حضرت ابراہیم سے کہنے لگے کہ اے ابراہیم! ہم پر خدا تعالیٰ نے سلام بھیجا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ اس سرزمین میں ایک خانہ کعبہ اللہ تعالیٰ کے واسطے بناؤ تاکہ مخلوق خدا کو زیادہ سے زیادہ نامہ پہنچ سکے۔ یہ بات حضرت جبرائیل علیہ السلام کی سن کر عرض کرنے لگے کہ یہ خانہ کعبہ کہاں بناؤں فوراً ہی اللہ تعالیٰ کا حکم دیا کہ اے ابراہیم! اس پر ہمارا ہوجاؤ تو میرے حکم سے ایک ابراہیم آوے گا تم اس کے ساتھ چلے رہنا اور وہ جہاں پر ٹھہر جائے اور سایہ اس کا جہاں تک گرے وہاں تک نشان دیکر وہیں کعبہ کی بنیاد ڈال دینا چنانچہ بحکم خداوندی ایسا ہی ہوا۔ اور ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ ایک سانپ نے آکر چاروں طرف حلقہ کیا۔ اسی ارازے سے جو حلقہ کا نشان تھا بیت اللہ کی بنیاد ڈالی گئی۔ اور ایک دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر جہاں تک بتا دیا وہاں تک بنا لیا۔ قرآن تعالیٰ و لاذِجُوا اَحْیَادِ بُرَآئِهِمْ مَكَاتِ النَّبِیِّ اَنْ لَا تَشْرِیْ بِرِیْ شَیْئًا وَ طَهِّرْ بَنَیَّیْ لِسُلْطَانِیْہِیْنِ وَ اَلْقَا مِیْمِیْنِ وَ اَلْزَکِیَّ اَبْجُوْہِ توجہ! اور جب ٹھیک کر دیا ہم نے ابراہیم کا ٹھکانہ اس گھر کا شریک ذکر میرے ساتھ کسی کو اور پاک رکھ میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور کھڑے ہونے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے واسطے کیونکہ اور دیگر سابقہ امتوں میں رکوع نہ تھا یہ خاص صفت اہمیت کو عنایت کی گئی اور یہ بھی حضرت ابراہیم کو بتایا گیا کہ آئندہ آنے والی لیسوں اس گھر کو آباد کر سکیں گی جب الطینان کامل ہو گیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رسالت میں عرض کی خداوند اس کے واسطے پھر کہاں سے لاؤں تاکہ اس خانہ کعبہ کی تعمیر فرمادے۔

کی جائے اور تیرے حکم کی فرمانبرداری کرکوں۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم ہوا کہ اے ابراہیمؑ جس پتھر کی تم کو نہایت محسوس ہو رہی ہو وہ پتھر تم کو پانچ پہاڑوں سے مل سکیں گے یعنی کوہ لبنان اور حرہ ابونیس اور کوہ صفا و مردہ۔ ان پانچوں پہاڑوں سے حضرت جبرائیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خانہ کعبہ بناتے جاتے تھے اور اس نمیری کاموں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی مدد کرتے تھے خداوند قدوس کا حکم ہوا کہ اے ابراہیمؑ سب سے پہلے پتھر سجد کی محراب میں رکھو۔ چنانچہ آپ نے بموجب فرمان الہی پہلا پتھر اسی جگہ پر رکھا جہاں حکم دیا گیا تھا۔ یعنی محرابِ مسجد میں نصب کیا اور دیکھتے کیا ہیں کہ اس پتھر پر نام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا ہے پھر اس کے بعد ایک پتھر داہنی طرف کعبہ کے رکھا تو اس میں نام ابو بکر صدیق کا لکھا تھا اور ایک پتھر بائیں طرف رکھا تو اس پتھر پر نام حضرت عمر بن الخطاب کا ظاہر ہوا۔ اسی طرح اور دو پتھر لگانے ان دونوں پتھروں پر حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نام ظاہر ہوئے۔ غرضیکہ مطلب یہ ہے کہ جب تک ان پانچوں حضرات سے سچی محبت نہ کرے گا اس کی نہ نماز قبول ہوگی اور نہ حج قبول ہوگا اور نہ کوئی عبادت خدا کے دربار میں قبول ہوگی بیت اللہ تیار ہونے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے مندرجہ ذیل دعا مانگی۔

وَمَا مَنَّا لَكَ يَا قَوْمَ تَعَالَى. وَادِّ ذِي دَفْعٍ إِجْبِرْ أَهْلَهُمُ الْقَوَاعِلَ مِنَ الْبَنَاتِ وَرَأْسَ مَا عَيْنَ لَدُنَّ بَنَاتٍ تَقَبَّلْ مِنَّا يَا قَوْمَ تَعَالَى أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ ترجمہ۔ اور جب اٹھانے لگے ابراہیم اور اسماعیل بنیادیں اس گھر کی تب کہنے لگے۔ اے رب قبول کر تو ہی اصل سننے والا اور جاننے والا ہے اور کہا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔

وَإِذَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مِنْ آمَنٍ مِنْهُمْ يَبْتَغِي اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَرَجَمَ۔

اور جب کہا ابراہیم علیہ السلام نے اے رب کہ اس شہر کو امن و امان والا اور درازی دے اس کے لوگوں کو میوؤں سے جو کوئی ان میں سے یقین لادے اللہ تعالیٰ پر اور پچھلے دن پر جو آنے والا یقیناً ہے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَىٰ عَذَابِ ابْتِلَاءٍ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ۔ ترجمہ۔ فرمایا اور جو کوئی منکر ہے اس کو بھی فائدہ دوں گا تھوڑے دنوں پھر اس کو قید کر کے بلاؤں گا برسے عذاب و دوزخ کے اور نہایت ہی بری جگہ ہے۔ پس ابراہیم علیہ السلام خدا کا شکر بجالائے کہ ہم لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے بیت اللہ بنایا بعدہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا اے ابراہیم خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ تم لوگوں نے بڑی محنت سے یہ گھر خدا کا ہمارے نزدیک اس محنت کی بہت ہی زیادہ قدر و منزلت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا

خدا دس سے عرض کی کہ یا الہی تو نے فرمایا ہے۔ بھوکے پیاسے کو کھانا کھانا پلانا اور ننگے کو کپڑا پہنانا تو دیک میرے ایسا بڑا درجہ رکھتا ہے جیسا کہ اس گھر کا مرتبہ ہے اور ایک ہزار رکعت نماز ہر ہر دکن پر تو نے اس کی ادا کی، پھر ارشاد ہوا اے ابراہیم لوگوں کو اس گھر کی طرف بلائے کی دعوت دو تو کہ تعالیٰ وَاذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَأْتُوكَ رِجَالًا وَعَلَى كُلِّ ضَامِرٍ يَأْتِينَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيقٍ ترجمہ! اور اعلان کرو لوگوں میں حج کے واسطے کہ لوگ غانہ کعبہ کے واسطے پیادے اور اگر سواری میں سے ہو تو سواری پر اگرچہ ان کے اونٹ و بٹے ہی کہیں نہ ہوں۔ کیونکہ یہ حکم درمی مسافت کے واسطے ہے بہر حال ہر ممکن طریقہ پر اس گھر کی طرف چلے آئیں۔ یہ حکم سن کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی یا الہی کہاں تک میری آواز پہنچے گی اور اس آواز کو کون سنے گا۔ حکم ہوا کہ تم بلند آواز سے پکار دو میں تیری آواز کو تمام مخلوقات کے کانوں میں بہاں تک کہ جو وہ ہیں باپ کے صلب میں اور ماؤں کے رحم میں ہیں سب کو سنا دوں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک بلند پہاڑ پر چڑھ کر آواز بلند لوگوں کو اس گھر کی طرف بلائے کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ نے ایک بلند پہاڑ پر چڑھ کر آواز بلند لوگوں کو اس گھر کی طرف بلائے کی دعوت دی اور کہا کہ اے لوگو! تم پر اللہ تعالیٰ نے حج فرض کیا ہے۔ ہذا ہر شخص کو اس حج کے واسطے آنا ضروری ہے۔ چنانچہ جن کی قسمت میں حج تھا۔ ایک باریاد و باریاد زیادہ اپنے شوق سے باپ کی پشت اور ماں کے رحم میں لپیٹ کر لیا۔ حضرت نے کسی کو نہ دیکھا اور چاروں طرف سے آواز آئی۔ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيكَ يَا سَيِّدِي جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مکے کے میدان میں چاروں طرف نظر کر دیکھا کہ نہ پانی ہے نہ گھاس ہے اور نہ زراعت غرض کہ کچھ بھی نہ تھا۔ تو یہ دیکھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں درخواست کی تو کہ تعالیٰ دَبَّانَا لِيْ اَسْكُنْتَ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ ذُرِّعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِيُقِيمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنَ النَّاسِ تَهْوِي إِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ترجمہ! یا رب میں نے بسائی ہے ایک اولاد کو میدان میں جہاں کھیتی نہیں۔ تیرے اوب وائے گھر کے پاس۔ اے رب ہمارے ہم کو قائم رکھ واسطے اپنی نمازوں کے کیونکہ جو تیرا ہو جاتا ہے اس کا دل تیری طرف ہی جھکتا ہے اور جو لوگ اس جگہ آباد ہو جائیں تو تو ان لوگوں کو میوؤں سے روزی دے تاکہ وہ تیرا شکر زیادہ کریں۔

فاصلہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا گھر ملک شام میں تھا۔ بعد تو کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام

کے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو ان کی مال کے ساتھ اس جنگل میں لاکر جہاں پر اب مکہ مکرمہ ہے بٹھا کر چلے گئے پھر رفتہ رفتہ مکہ شہر آباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے زم زم کا چشمہ نکالا اس وجہ سے اور زیادہ جلد اس جگہ پر لوگ آباد ہو گئے، کیونکہ یہ زمین کھیتی اور میوے کے درختوں کے واسطے موزوں نہ تھی اسی کے نزدیک ایک زمین طائف تھی اس زمین کو زریزہ و سرسبز و شاداب کر دیا تاکہ بہتر سے بہتر میوے وہاں پر ہوں اور شہر مکہ میں وہاں سے پہنچیں بعد اس کے خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے چھتیس کو سب تک زمین کے کی جو کہ سنگریزے سے بھری تھی اسے کھود کر ملک شام میں لے جا کر رکھ دی۔ اور اس کے عوض میں دریائے نیل کی زمین کے میں لاکر رکھ دی اور فرشتے سب اس زمین کے گرد کعبے کے سات دفعہ طواف کرتے رہے اور اس جگہ سے کہ جہاں سے حضرت جبرائیل نے مٹی کھود کر ملک شام میں بھینکی تھی لے جا کر اس کا نام طائف رکھا اس واسطے کہ سات دفعہ گرو بیت اللہ کے طواف کیا تھا اب ہر طرح کے میوہ جات طائف میں پیدا ہوتے ہیں۔ اسی کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ملک شام میں جا کر رہائش اختیار کر لی کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ غلہ کعبہ خراب نہ ہو گا آباد رہے گا۔ اسی واسطے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہمان سرانے نائی اور عہد کیا کہ بغیر ہمان کے میں کھانا نہ کھاؤں گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک عرصہ مدینہ تک وہیں عبادت کرتے رہے اور مسافروں کی ہمان برداری کرتے رہے۔ کچھ عرصہ گزر جانے کے بعد ایک دن حضرت عزرائیل آدمی کی صورت بن کر آپ کے پاس آئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں عزرائیل ہوں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ سن کر عزرائیل سے کہا تم میری ملاقات کو آئے ہو تاکہ جان تبص کرے کو؟ انہوں نے کہا میں آپ کی ملاقات کو آیا ہوں اور آپ کو ایک خوشخبری دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو درست کہا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کون ہے اور اس کی علامت کیا ہے حضرت ملک الموت نے کہا اس کی علامت یہ ہے کہ وہ مردے کو زندہ کر سکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کاش میں ویسا ہی جوتا یا اسے دیکھتا تو میں اس کے ساتھ دوستی کرتا۔ اس کے بعد عزرائیل علیہ السلام غائب ہو گئے۔ ایک روایت میں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملاوت کرتے یا عبادت کرتے تو آپ کی آواز ایک کوس تک جاتی اور اس آواز کو جو سنتا وہ کہتا کہ یہ آواز تو حضرت خلیل اللہ کی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے خدا کی عبادت کر رہے ہیں ایک دن آپ نے تمنا کی اے خداوند تو مرے کو کس طرح زندہ کرتا ہے اگر یہ چیز تو مجھے آنکھوں سے دکھا دے تو بہت پس آجھا ہو۔ پس خدا کی درگاہ میں عرض کی تو اللہ تعالیٰ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّیْۤ اِنِّیْۤ اِنِّیْۤ کَیْفَ تَخِیْ الْمَوْتٰی ۝ اور جب کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اے رب دکھا مجھ کو کیونکر جلاتا ہے تو مردے کو

تو بھی ایسا ہی حرص دنیا کو چھوڑ دے اور گدھ کو اس واسطے کہ اس کی عمر پانچ سو برس سے بھی زیادہ ہوتی ہے، لیکن آخر کو موت ہے۔ ہذا تو بھی اپنی موت کو زندگی پر ترجیح دے اور یہ عارضی زندگی پر امید نہ کرے۔ تب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان چاروں جانوروں کو ذبح کر کے گوشت اور پوست اور ہڈی اور رگ کو باروں دستے میں کوٹا اور چار گویاں بنا کر چار طرف ڈال دیں اور چاروں جانوروں کا سراپہ ہاتھ میں لے کر بلایا کہ اے فلاں فلاں جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے آؤ اور اپنی پہلی اصلی حالت پر ہو جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ آواز سن کر وہ گویاں جو جانوروں کو کاٹ کر ریزہ ریزہ کر دی تھیں وہ اس طرح آکر مل گئیں کہ کوئی یہ کہہ بھی نہ سکتا تھا کہ ان کو ریزہ ریزہ کر دیا گیا تھا اور ان کے اعضاء کو کوٹ کر گویاں بنا دی گئی تھیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس اللہ کے حکم سے آگئیں اور چاروں جانوروں کے سر جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہاتھ میں تھے اس میں منسلک ہو گئے یعنی مرغ کے سر میں مرغ کا بدن اور مور کے سر میں مور کا بدن اور کتے کے سر میں کتے کا بدن اور گدھ کے سر میں گدھ کا بدن آ لگا اور سب کے سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو گئے اور پھر وہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہاتھ سے اڑ گئے اور وہ چاروں جانور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے چاروں طرف طواف کرنے لگے اور یہ طواف کا سلسلہ برابر سات دن رات جاری رہا پھر اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم الہی ہوا کہ اے ابراہیم تو نے اسماعیل کو جیسا کہ خدا کی راہ میں دیا ہے ویسا ہی اپنا جمیع مال و متاع بھی دے تو تو میرا بندہ خالص و مخلص زیادہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذْ قَالَ لَئِيْ رَاقِبَةٌ اَسْلِمْتُ قَالَ اَسْلَمْتُ لِيَّوْبَ الْعَلِيَيْنِ ذَرْنِيْمَا جَب کہا اس کو اس کے رب نے حکم برادر ہو بلو لائیں حکم برادر ہو بلو لائیں حکم برادر ہوں اپنے رب العالمین کا۔ پس یہ حکم سننے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا مال و متاع فقیروں کو ٹھادیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اب اولاد کی طرف سے مایوس تھے اور اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف نوے برس کی تھی۔ اور اس وقت تک حضرت سائرہ خاتون سے کوئی فرزند نہیں ہوا تھا اس لئے بدگمان ہو کر کٹھوسالے کو حضرت سائرہ خاتون قلاوہ زریں پہنا کر بجائے فرزند کے اس کی پرورش کرنے لگیں۔ نقل کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم نے سات رات دن تک مسافروں کے لئے کھانا نہیں کھایا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ کے حکم سے بارہ شخص جو ان نیک و دمثال غلاموں کے مزے میں ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے سلام کیا۔ اس کا جواب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وعلیکم السلام سے دیا اور یہ خیال کیا کہ سب آدمی

میں حالانکہ وہ فرشتے تھے ان کے ہاتھ پیر کو حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے گھر لے گئے کہ وہ تعالیٰ دَلَقْنَا
 جَاءَتْ رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ يَا بَشْرُ إِنَّا عَلَّمَكُم مَّا هُوَ قَالَتْ سَلَّامٌ مِّنْ رَبِّكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْغَاثِ
 يَعْبُودُونَ حَنِيفًا ۚ تَرْتَجِمُهُ! اور آپ کے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم علیہ السلام کے پاس خوشخبری لے کر ہوئے
 سلام ہو تم پر اور وہ بولے سلام ہو تم پر پھر دیر نہ کی کہ لے آیا ایک گائے کا بچہ تلا ہوا۔ اور حضرت ابراہیم
 علیہ السلام نے فرمایا اے ساڑھ سات دن بعد آج بہمان عزیز و مکرم آئے ہیں جو چیز تم عزیز رکھتی ہو
 ان کے واسطے بھی وہی چیز آؤ۔ حضرت ساڑھ بولیں کہ اے حضرت میں اس بچہ سے زیادہ
 عزیز کی چیز کو نہیں رکھتی ہوں اور اسے بمنزلہ فرزند کے میں نے پالیا ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو میں اس
 کو قربانی کر کے اور تل کر آپ کے بہمانوں کے سامنے لا کر رکھ دوں۔ چنانچہ حضرت نے اسے اسی وقت
 ذبح کیا اور اس کو بھون کر بہمانوں کے سامنے لا کر رکھا۔ اور آپ خود بھی ان بہمانوں کے ساتھ سر نہ بچا کیے
 با ادب کھانے لگے۔ حضرت ساڑھ خاتون نے پردے سے دیکھا اور کہنے لگیں اے حضرت آپ تو
 کھاتے ہیں لیکن آپ کے بہمان نہیں کھاتے ہیں۔ اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا سر اٹھا کر
 بہمانوں کی طرف دیکھا کہ بہمان کھاتے نہیں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بہمانوں سے پوچھا
 آپ کیوں نہیں کھاتے ان بہمانوں نے حضرت ابراہیم کے پوچھنے پر جواب دیا کہ ہم کو اس کی قیمت
 دینیے بغیر کھانا درست نہیں ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان بہمانوں سے کہا کہ اچھا آپ لوگ اس کی
 قیمت ادا کر دیجئے بہمانوں نے عرض کی کہ آپ اس کی قیمت کیا چاہتے ہیں تب آپ نے ان بہمانوں سے
 فرمایا کہ اس کی قیمت تو یہ ہے کہ آپ سب لوگ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ کہہ کر کھانا شروع
 کر دیں اس کی قیمت ادا ہو جائے گی اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو پھر الحمد للہ کہنا یہی اس
 کی قیمت ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے باؤزر بند کہا اے ابراہیم اس بات سے خدا تعالیٰ تم سے
 بہت خوش ہوا اور تمہیں اپنا دوست بنالیا اتنا کہنے کے بعد بولے کہ آپ قطعاً ترس نہ کیجئے ہم لوگ اللہ
 تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور ہم میں جبرائیل اور اسرافیل، دروائیل اور عقیل اور کئی دیگر فرشتے شامل ہیں
 اور ہم کو اللہ رب العالمین کا حکم ہوا ہے کہ پہلے آپ کے پاس جاویں کیونکہ آپ نے تمہیں کیا ہوا ہے کہ
 کھانا بہمان کے ساتھ کھائیں گے ورنہ نہیں کھائیں گے اور آج تقریباً سات دن ہوئے کچھ نہیں کھایا اور
 بطور رفقہ دار کے ہیں اور ہم لوگ محض اسی مقصد کی وجہ سے بصورت انسان بھیجے گئے آپ بہمان نوازی
 کریں اور ہمارے ساتھ کھانا کھائیں گے تو آپ کا روزہ کھل جائے گا اور جو بوجہ بھوک اور فاقہ کھانے
 سے پریشان لاحق ہوئی جات رہی ہے گی اس کے بعد اللہ رب العزت کا حکم ہے کہ شہرستان میں

حضرت لوط علیہ السلام کے یہاں جاویں اور وہ بھی پیغمبر مرسل ہے ان کو وہاں کی بلا سے نجات دیوں گے اور آپ کو ایک بشارت بھی دیتے ہیں کہ اُنہوے مستقبل قریب میں آپ کے یہاں ایک فرزند مبارک تولد ہوگا اور نام اس کا اسحاق اور اس کے بیٹے یعقوب ہوں گے اس وقت حضرت سائرہ خاتون کھڑی تھیں اس بات کے سنتے ہی منہ پر ہنس پڑیں تو فرمائی کہ اَمْرًا تَهْتَايِمَتَا فَضَحَكْتَ فَبَشِّرْ نَهَابًا مَسْحَقًا وَمِنْ ذُرِّيَّتِكَ يَعْصِيكَ تَرْجَمَهُ اور ان کی عورت کھڑی تھیں اور یہ باتیں سن کر منہ پر ہنس پڑی۔ پھر رم نے خوشخبری دی اس کو اسحق کی اور اسحق کے بیٹے یعقوب کی تب حضرت سائرہ بولیں تو فرمائی کہ تَا لَتُؤَيُّدُكِي لِيَدُ وَ اَنَا عَجُوزٌ وَ هَذَا اَبْعَلِي شَيْخَا هَ اِنَّ هَذَا اَلشَّيْءُ عَجِيبٌ هَ تَا لَوْ اَتَعْجَبْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ دَحْمَتُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلُ الْبَيْتِ هَ اِنَّهُ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ هَ۔ ترجمہ ! بولی اے خرابی کیا میں جنوں کی حالانکہ میں بڑھیا ہوں اور خاوند بھی میرا بڑھا ہے یہ تو عجیب بات ہے وہ فرشتے بولے کیا تم تعجب کرتی ہو اللہ تعالیٰ کے حکم میں یہ خاوند قدوس کی حکمت اور مہر ہے اور اسی کی تمام برکتیں میں تم پر اور تمہارے تمام گھر پر کہنے لگے اے سائرہ خاتون تم اللہ تعالیٰ کے کارخانہ قدرت میں تعجب مت کرو اور ہم مزید خوشخبری یہ دیتے ہیں کہ تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسحق کی پشت سے ستر ہزار پیغمبر اور پیدا ہوں گے یہ سن کر حضرت سائرہ خاتون نے ان فرشتوں سے کہا کہ اس کے کیا آثار ہیں۔ وہ بولے کہ تم کو معلوم نہیں آج تم خدا کی قدرت کا ادنیٰ کرشمہ بھی دیکھ لو کہنے لگے یہ ہڈیاں بچھڑے کی جو کہ بڑے طباق میں رکھی ہیں تم اس کی طرف منہ کر کے کہو کہ تم باذن اللہ اسی وقت یہ بچھڑے کا بچھڑاجی اٹھے گا اور دوڑتا ہوا اپنی ماں کے پاس جا کر دودھ پینے لگے گا۔ اور دوسری علامت یہ ہے کہ ایک شاخ درخت کی سونگھی نیم سوختہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں تھی۔ حضرت جبرائیل نے اپنا پد اس پر ملائی الفاظ وہ سوکھی ہوئی درخت کی شاخ سبز ہو گئی اور اس میں ہری ہری پتیاں بھی لگ گئیں اور میوہ پھلا اور پھر بجھنے ہوا تب حضرت سائرہ کو دیا انہوں نے اس کو کھایا۔ بعد ازاں حضرت سائرہ خاتون سے حضرت جبرائیل علیہ السلام کہنے لگے کہ تم نے خداوند قدوس کی قدرت کا علم دیکھی کہ کتنے دن کی سوکھی کھڑی سبز ہو گئی اور اس کے میوے پھلے اور تم نے اس کو کھا بھی لیا تو کیا یہ رب العزت کی قدرت سے بعید ہے کہ وہ تم کو ایسے وقت میں ایک نیک فرزند اور چند نیک صالح اور پیغمبر عطا فرمائے گا جس کا نام حضرت اسحق ہو گا اور ان کے بیٹے حضرت یعقوب ہوں گے جن کی پشت سے ہزاروں پیامبر پیدا ہوں گے اور رب العزت کی وحدانیت اور الوہیت کا چرچا چار دانگ عالم میں تسلیم کیا جائے تاکہ مخلوق خدا اپنے حقیقی معبود کو پہچان سکے اور دنیا کے مبودان باطل سے منہ موڑے سب میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت لوط علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے امور سے فارغ ہوئے تو ان فرشتوں نے شہرستان لوط کا قصد دار ارادہ کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان فرشتوں سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں وہ فرشتے بولے اے ابراہیم خلیل اللہ ہم لوگ تو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس شہر کے باشندوں کو ہلاک کرنے کے لئے جاتے ہیں آپ ہمارے ساتھ نہ چلیں کیونکہ عذاب الہی کے دیکھنے کی طاقت تمہیں نہ ہوگی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا خدا حافظ ہے میں تو تمہارے ساتھ عذاب الہی کو دیکھنے چلوں گا جو قوم لوط پر بھیجا گیا ہے یہ کہتے ہیں حضرت ابراہیم خلیل اللہ اپنے اونٹ پر سوار ہو کر ان فرشتوں کے ہمراہ چل دیئے جب تقریباً ڈیڑھ کوں کے فاصلہ پر جا پہنچے تو فرشتوں نے باادب عرض کی کہ ابراہیم خلیل اللہ آپ ہمیں ٹھہریں آپ کے واسطے آگے جانے کا حکم قطعاً نہیں ہے پس کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فوراً اپنے اونٹ پر سے نیچے اتر پڑے اور خدا کی عجلت میں مشغول ہو گئے اور فرشتے اس شہرستان میں قوم لوط کی اس جگہ پر جا پہنچے کہ جس جگہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ یہاں کے لوگ بدکردار اور بد فعل ہیں کہ مردوں کے ساتھ مرد اور عورتوں کے ساتھ عورتیں فعل بد کی مرتکب ہوتی ہیں اور مردہائی سے لوگوں کا مال چھین لیتے ہیں اور اسی وقت یہ بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ جو لوگ اس فعل بد میں گرفتار ہیں ان پر غضب الہی آئے گا اور وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اور یہ چیز خداوند قدوس اپنے فیصلے میں طے کر چکا ہے کہ جو قوم سرکش ظلم و تعدی کرے گی اور خدا تعالیٰ کے احکاموں سے روگردانی کرے گی اس پر ضرور غضب الہی نازل ہوگا اور اسی دنیا میں ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبروں میں سے ہیں اور خداوند کریم اپنے پیغمبروں کی بات کبھی رائیگاں اور مترد نہیں کرتا چنانچہ آپ نے جس چیز کی خبر اس قوم کو دی تھی۔ وہ بہت جلد ان پر مسلط کر دی گئی اور وہ لوگ ہمیشہ کے لئے اس صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔ چونکہ وہ فرشتے خدا کا حکم لے کر اس قوم لوط کی طرف پہنچے گئے تھے تو انہوں نے اللہ کے حکم سے ان شہروں کو سوائے ایک شہر جس کو سدوم کہتے ہیں اس کو محفوظ رکھا اور باقی تمام شہرستان کو الٹ دیا۔ چونکہ سدوم کے رہنے والے اس فعل میں گرفتار نہیں تھے اور جب انہوں نے ان چھ شہروں کے لوگوں کو دیکھا کہ یہ لوگ اپنی بدکرداریوں اور بد فعلیوں میں مبتلا ہیں تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ اپنی شادی بیلا وغیرہ بھی موقوف کر دیا۔ اس

قَالُوا يَا لَوُطَ إِنَّا نُرْسِلُكَ لَنَاصِرًا سَرِيحًا بِقَطْعِ مِنَ اللَّيْلِ
 وَلَا يَلْقَافُ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا أَمْرًا نَكْرًا رَأَيْنَا مُصِيبَهُمَا مَا أَصَابَهُمْ هَذَا مِنْ مُوَسِّدٍ
 هَذَا الصَّبْحُ ترجمہ! مہمان بولے اسے لوط تم مجھے ہوئے ہیں تیرے رب کے اور یہ لوگ ہرگز نہ پہنچ
 سکیں گے تجھ تک سونگل اپنے گھر سے کچھ رات رہے اور پھر تم میں سے کوئی شخص منہ موڑ کر بھی نہ دیکھے
 مگر تیری عورت تو ان ہی میں سے ہے اور جو عذاب الہی ساری قوم پر آئے گا وہی تمہاری بیوی پر بھی آئے گا
 اور عذاب الہی کے آنے کا وقت اور وعدہ علی الصبح ہے۔ پھر ہمانوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے اچھی طرح
 ظہر کر دیا کہ ہم لوگ سب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں اور قوم لوط پر عذاب الہی لے کر آئے ہیں اور
 ہم لوگ یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ آپ آج کی شب اس قوم سے بچ کر کسی محفوظ جگہ پر چلے جائیں جہاں اللہ تعالیٰ
 کا حکم ہو کیونکہ آج شب کو صبح کے وقت اس قوم پر عذاب الہی آئے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام نے مزید معلومات کی صورت میں ان فرشتوں سے پوچھا کہ یہ عذاب الہی اول
 شب آئے گا یا آخر شب اتنے میں وہ مردود بھی حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کو کھودنے لگے اور کہنے لگے قَوْلُ
 تَعَالَى الْيَوْمَ الصَّبْحُ تُفْرِيقُ ترجمہ! اے لوط ابھی تک صبح نزدیک نہیں ہوئی یعنی اسے لوط صبح ہو رہی
 ہے۔ مگر تم نے جو ہم سے کہا تھا وہ اب تک کچھ نہ کیا اور یہ کہتے ہی ان لوگوں نے چاہا کہ فرشتوں پر دست
 ہو دیں یہ کیفیت دیکھ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کچھ معمولی سے حرکت کی اور بحکم خدا وہ فی الفور طس ہو گئے
 یعنی آنکھ ناک منہ ان کے یکساں ہو گئے جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَالْقَدْ دَاوُدُ دَاوُدًا عَنِ
 ضَيْفِهِمْ فَطَمَنَّا أَعْيُنَهُمْ فَذُ قُوْ عَدَا اِنِّیْ وَ مِّنْ دُرِّہ ترجمہ! اور تحقیق ارادہ کیا حضرت لوط
 کے ہمانوں پر دست درازی کا تو کھو دیں ہم نے ان کی آنکھیں اب کچھ عذاب میرے کو اور پہنچو اس
 مصیبت کو جو تمہارے واسطے تیار کی گئی ہے، پھر اس کے بعد فوراً ہی ان پر شدید عذاب الہی نازل کیا گیا
 اور وہ وقت بالکل صبح کا تھا تاکہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کر سکے اور مجرموں کے کردار کی سزا دے تو اللہ تعالیٰ
 قَدْ لَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابًا مُّسْتَقَرًّا فَذُ قُوْ عَدَا اِنِّیْ وَ مِّنْ دُرِّہ ترجمہ!
 بیشک نازل ہوا ان پر عذاب صبح کے وقت سو وہ بہت بڑا عذاب تھا تاکہ تم کو معلوم ہو جائے میرا عذاب
 اور مصیبت چنانچہ پہلا عذاب اس قوم پر یہ ہوا کہ نہ ان کی آنکھیں رہیں اور نہ ناک اور نہ منہ لگے واویلا کرنے
 اور اسی غصہ میں بولے کہ لوط نے اپنے گھر میں جادوگر دوں کو بلا رکھا ہے پھر کہنے لگے اے لوط تو اپنے
 آئے ہوئے ہمانوں سے کہہ دے کہ وہ ہماری آنکھیں ابھی کر دیں تو ہم ان برے فعلوں سے توبہ کر لیں
 گے۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پیر لٹکے چہروں پر مل دیا۔ اسی وقت ان کی آنکھیں ناک

اور منہ بالکل درست ہو گئے پھر جب وہ ٹھیک ہو گئے تو انہوں نے پھر ان فرشتوں پر دست درازی کا قصد کیا تو اس مرتبہ ان کا تمام بدن خشک اور شل ہو گیا۔ پھر توبہ کی پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پران کی آنکھوں پر اور بدن پر مل دیا وہ سب اچھے ہو گئے بعد وہ لوگ سب کے سب حضرت لوط کے گھر سے نکل گئے اور تمام شہر کے دروازے بند کر دیئے اور یہ کہہ کر چلے گئے کہ کل لوط کے ہماروں سے اس کا بدلہ لیں گے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام سے عرض کی کہ تم اپنے اہل و عیال و اطفال کو لے کر اس شہر سے نکل جاؤ کیونکہ ان مردوں نے پورے شہر کے دروازے بند کر دیئے ہیں پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کو مع اہل و عیال کے شہر سے نکال کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے گھر تک پہنچا دیا چونکہ حضرت لوط کی بیوی کا فوہ تھی اس لئے آپ نے اسے چھوڑ دیا اور اپنی بیٹیوں کو لے کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے گھر داخل ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط اور ان کے اہل و عیال کو بڑی چاہت سے رکھا بعد اس کے جب آفتاب طلوع ہوا تو خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اپنا پر زمین کے نیچے دے کر شہر تان لوط کو اس طرح سے پلٹ دیا کہ ایک پتہ درخت کا اور ایک حلقہ دروازے کا نہ ہلا اور ہموار سے بھی بچوں کے نفز میں نہ آئے پس اسی طرح ہوا پر اڑا دیا۔ اور آواز ان فرشتوں کی حضرت لوط علیہ السلام تک پہنچی اور پھر اس قوم کفار کی کچھ خبر نہ ملی حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کی بیعت سے بے ہوش ہو گئے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تسلی دی اور اپنی گود میں لے لیا کہ یا قہر تعالیٰ۔ فَلَمَّا جَاءَ أُمَّدُنَا جَعَلْنَا عَائِلَهُمَا مِسَافِلَهُمَا وَأَمَظُرَنَا خَلَفَهَا جَبَادَةً وَمِنْ سِجِّينٍ مَّنْضُودٍ تَرْجَمُ! جب پہنچا حکم ہمارا کہڑوالی وہ بستی نیچے اوپر اور بر سائیں ہم نے ان پر کنکریاں پتھر کی تھپہ۔ حضرت لوط یہ حال دیکھ کر ماسع و زاری کرنے لگے اور شہر کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو بہت غراب ہو چکا ہے اور ہر شخص کے گٹھے میں لعنت کا طوق پڑا ہوا ہے اور اس طوق پر اس کا نام بھی لکھا ہوا ہے کہ یا قہر تعالیٰ مَسْؤَمًا عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظَّالِمِينَ بِبَغِيٍّ تَرْجَمُ! ان کے ہونے نزدیک پر در دگاہ تیرے کے اور نہیں ہے وہ ظالموں سے دودھ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اس قوم کا کوئی بچہ ٹھکانہ ہے۔ وہ بولے کہ ان لوگوں کا سات طبق نیچے دوزخ باد یہ میں ٹھکانہ ہو گا۔ حشر کے دن حساب سے فارر کر کے ان لوگوں کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ پھر اپنے خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے۔ پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار بیٹے تھے۔ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام بی بی ہاجرہ کے بطن سے اور حضرت اسحاق

علیہ السلام اور مدین اور مدائن بنی سائرہ خاتون کے بطن سے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے
 صوف ایک بیٹے تھے لیکن تو ریت میں لکھا ہے کہ بارہ بیٹے تھے۔ ایک بیٹے کی روایت زیادہ صحیح
 معلوم ہوتی ہے ان کا نام قیدار تھا اور ان کے جسم کی قدامت چالیس گز لمبے سات گز موٹے اور
 چوڑے عرب کے سلطان تھے اور تمام عرب ان کا مطیع اور فرمانبردار تھا اور حضرت اسحاق علیہ السلام
 کے دو بیٹے تھے ایک کا نام یحییٰ اور دوسرے کا نام یعقوب اور مدین کے ایک بیٹے کا نام شعیب
 تھا اور وہ مدین کے بیٹے عجم کے بادشاہ تھے پس حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس برس
 کی ہوئی تو آپ کو موت آئی اور چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام موت سے ہر وقت ڈرتے تھے اس لیے
 حق تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی موت ان کی مرضی کے موافق کی جائے ناگہان ایک بوڑھا مہمان حضرت
 ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھیجا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے کھانا کھلا دیا مارے ضعف کے وہ کھانا نہ
 کھا کا تو پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ آپ کی کیا عمر ہوگی اس نے جواب میں حضرت
 ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میری عمر اس وقت تقریباً ایک سو بیس سال کی ہے یہ سن کر حضرت ابراہیم
 علیہ السلام بہت افسوس کرنے لگے کہ مجھ کو کبھی شاید اسی سن و سال میں یہ حال گزرے ابھی تو میری عمر
 اس سے دس سال کم ہے تب آپ نے کہا یا الہی میں اپنی عمر اس سے زیادہ نہیں چاہتا ہوں اس
 کے بعد چاروں بیٹوں کو بلا کر وصیت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَصَّيْنا اِبْرٰهٖمَ
 بَيْنِيْهِ وَبَيْنَ عِيسٰى اِنَّ اللّٰهَ صَاطِفٌ لِّكُمْ السَّامِعُ الَّذِيْ خَلَقَ سَمَوٰتٍ وَّالْاَرْضَ
 وَآخَرْتُمْ مُسْتَعِيْنٌ اور یہی وصیت کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو اور یعقوب
 نے بھی کہ اے بیٹو! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق میں سے تم کو چن کر اپنا دین دیا اور تم کو بھی عجمی غیر مسلم
 ہو کر مرنے والا اللہ تعالیٰ نے اس دین کو دین اسلام فرمایا اور یہ چیز میں نے تم کو سنا دی اور بتا دی ہے
 حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے باپ حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے عرض کی کہ آپ کو خدا تعالیٰ
 نے کسی کام کے سبب سے نبوت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تین
 سبب سے مجھے نبوت سے اللہ تعالیٰ نے نوازا۔ اول میں نے کبھی بھی روزی کا غم نہیں کیا کہ میں
 کل کیا کھاؤں گا۔ اور دوسرا بغیر مہمان کے کھانے کو نہیں کھایا۔ اور تیسرا یہ کہ جب کوئی کام دنیا و
 آخرت کا اُپر تاؤ پہلے آخرت کا کام کرتا تو پیچھے دنیا کا۔ یہ تین کام کے سبب اللہ تعالیٰ نے مجھ کو
 خلافت و نبوت و کرامت بخشی بمصداق اس میت کہ میرے قولہ تعالیٰ وَآخَرْتُمْ مُسْتَعِيْنٌ
 حَقِيْقَةٌ ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا دوست بنا لیا۔ یہ وصیت کر کے

اپنے بیٹوں کو حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے بعد انتقال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سب بیٹے اپنے اپنے مقام پر چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے حضرت اسحاق علیہ السلام سے کہا کہ مجھے کچھ باپ کی شے سے حصہ دو تاکہ باپ کا نشان و تبرک ہمارے پاس بھی رہے اسی کے جواب میں حضرت اسحق علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کہا کہ تم ہمارے برابر نہیں ہو اس لئے محروم المیراث ہو اور تمہیں باپ کا حصہ نہیں ملے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت اسحاق علیہ السلام کچھ رنجیدہ ہوئے اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر حضرت اسحق علیہ السلام کو کہا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام پر فریفت بہت کر کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی پشت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گے جو رب النبیاہ میں اور پھر تمام مومن انکی پشت سے ہوں گے اور تمہاری پشت سے تمام جہود اور گمراہ پیدا ہوں گے اور تمہاری اولاد کو ان کی اولاد ہمیشہ خوار رکھیں گے اور بے نکلح لونڈیاں ان پر حلال ہوں گی اور ان کی امت بہت کثیر تعداد میں ہوگی۔ اس بات کو سن کر حضرت اسحاق علیہ السلام اتنے روئے کہ ان کی آنکھوں میں چھالے پڑ گئے اور وہ اس روئے کی وجہ سے نابینا ہو گئے اس بات کو دو برس گزرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ اے اسحاق علیہ السلام میں تم کو خدا کی طرف سے بشارت دیتا ہوں کہ تیری پشت سے چار ہزار پیغمبر ہوں گے اور ایک پیغمبر ان میں حضرت موسیٰ ہوگا جو خداوند کریم سے باتیں کریگا اور ان کا لقب بھی کلیم اللہ ہوگا اور خدا چاہے تو تمہیں بینا کرے یا ویسا ہی رکھے اگر تم کو خداوند کریم نے نابینا رکھا تو قیامت میں آنکھیں کھلیں گی اور خدا تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ یہ سن لینے کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ بس میں اپنی آنکھیں نہیں مانگتا اور میں یہ خواہش رکھتا ہوں کہ اسی کے عوض خداوند قدس مجھ کو اپنا دیدار دکھائے اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے ان کا نام یعقوب اور یعقوب تھا۔ جب یہ دونوں بڑے ہوئے تو حضرت اسحاق نے انتقال فرمایا اور اپنے والد کی قبر کے پاس دفن ہوئے۔

بیان حضرت اسماعیل علیہ السلام

تواریخ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہر سال کے شریف سے اپنے والد بزرگوار کی زیارت کو ملک شام جاتے تھے اور وہاں حضرت اسحاق اور دوسرے بھائیوں

کو دیکھ کر پھر مکہ شریف تشریف لے آتے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی کتے کے شریلوں میں سے تھیں اور ان سے بارہ بیٹے تولد ہوئے ایک روز اچانک حق تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے اسماعیل تم مغرب کی زمین میں جاؤ اور وہاں کے بت پرستوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاؤ اور دعوت الی الحق دو۔ چنانچہ یہ حکم خداوندی پاتے ہی فوراً وہاں گئے اور تقریباً پچاس برس تک خلق اللہ کو ہدایت کی یہاں تک کہ تمام بت پرست مومن ہو گئے (ارشاد ربانی ہے)۔

وَ اذْكَرْنِي اَلْكِتَابِ اِسْمَاعِيْلَ يَا نُّهْ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَ كَادَ كَسُوْلًا نَبِيًّا وَ كَانَ يَأْمُرُ اَهْلَهُ بِالصَّلَاةِ وَ الزَّكَاةِ وَ كَانَ وَدَّعًا مَرْضِيًّا

ترجمہ! اور یاد کر کتاب میں اسماعیل علیہ السلام کو کہ وہ اپنے وعدے میں سچا تھا اور اپنے رب کے پاس پسندیدہ۔ یعنی حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ جب تو واپس نہ آوے گا میں اسی جگہ ٹھہرا رہوں گا اور وہ شخص تقریباً ایک سال تک نہ آیا حضرت اسماعیل علیہ السلام ایک برس تک اسی جگہ پر اس کے منتظر رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو صادق الوعد فرمایا اور عمر شریف حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایک سو تیس برس کی ہوئی تھی آخر عمر تک کے ہی میں رہے اور بعض راویوں نے کہہ ہے کہ آخر عمر کے سے ملک فام میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر دیکھا کہ حضرت اسحاق نابینا ہو گئے اور ان سے دو بیٹے تولد ہوئے ہیں جن کے نام عیصٰی اور یعقوب ہیں اور آپ کی ایک بیٹی بھی تھی اس کا نام تہ تھا۔ حضرت عیصٰی کے ساتھ اس کا بیاہ کر دیا تھا اور اور حضرت اسحق کو وصیت کر کے پھر مکہ میں تشریف لے گئے اور اس واقعہ کے ایک برس بعد انتقال فرمایا اور حضرت کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ بعد اس کے ان کے بیٹے ہر ایک ملک میں متفرق ہو گئے۔ مگر دو بیٹے ایک ثابت و دوسرے قیدار دونوں مکہ ہی میں رہ گئے اور بیشتر اہل عرب اور حجاز انہیں کی نسل سے ہیں۔

حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہما السلام

روایت کی گئی ہے کہ حضرت اسحاق نے حضرت اسماعیل السلام کے بعد وفات پائی اور حضرت اسحاق کی عمر ایک سو ساٹھ برس کی ہوئی اور حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو اہل کنعان میں پیغمبر بنا کر بھیجا گیا۔ اور حضرت اسحاق کی بیوی ہاجرہ اہل کنعان کے سردار کی بیٹی تھیں اور ان سے دو بیٹے ہوئے عیصٰی اور یعقوب و جبرئیل یعقوب کی یہ ہے کہ عیصٰی کے عقب یعنی پیچھے تولد ہوئے جب

دونوں حضرات بڑے ہوئے تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیص کو حضرت اسماعیل کی بیٹی سے
 بیاہ دیا اور حضرت یعقوب کو کہا کہ تم کو کفنان کے سردار کی بیٹی سے بیاہ دوں گا اور ان کی ماں نے
 کہا کہ تمہارے ماموں کی بیٹی سے تمہاری شادی کر دوں گی کہ وہ بڑا مالدار ہے ملک شام میں اس
 کے برابر کوئی نہیں حضرت یعقوب اس بات کو سن کر تعلق کرتے تھے کہ میں شادی نہیں کروں گا۔ اور حضرت
 عیص کو حضرت اسحاق علیہ السلام بہت چاہتے تھے اور وہ اکثر اوقات شکار کیا کرتے تھے لیکن حضرت
 یعقوب نہیں کرتے تھے۔ ایک روز حالت صنیعی میں حضرت اسحاق نے عیص سے کہا کہ آج ایک بکری
 جنگلی یا ہرن شکار کر کے لاؤ اور اس کے کباب بنا کر مجھے کھلاؤ تو میں اللہ رب العزت سے دعا کروں گا کہ
 خدا تعالیٰ تجھ کو پیغمبری عنایت فرمائے۔ یہ سن کر عیص اپنا تیر و کمان لے کر باپ کے واسطے شکار کے لئے
 باہر نکلے اور ان کی ماں حضرت یعقوب کو زیادہ پیار کرتی تھیں انہوں نے حضرت یعقوب سے کہا کہ اپنی بکری
 جو موٹی تازی اور فربہ ہے اس کو لا کر ذبح کر کے کباب بنا کر جلدی سے اپنے باپ کو کھلاؤ وہ تم کو دعا
 دیں گے۔ حضرت یعقوب نے اپنی والدہ کا فرمان سن کر فوراً ایک بکری ذبح کر کے جلدی جلدی کباب بنا
 کر لائے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام تو آنکھوں سے معذور تھے بونے کباب پا کر کہنے لگے کہ یہ کباب کون لایا ہے
 حضرت یعقوب کی والدہ نے کہا کہ عیص لایا ہے فرمانے لگے کہ ان کبابوں کو سامنے لاؤ حضرت یعقوب نے
 سامنے لا کر رکھ دیئے جب حضرت اسحاق ان کبابوں کو کھا کر خوش ہوئے تو حضرت یعقوب کی والدہ نے کہا
 کہ یا حضرت آپ گوشت کھلانے والے کے واسطے دعا کیجئے ان کے کہنے سے حضرت اسحاق علیہ السلام نے
 اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اور کہا کہ یارب مجھے جس بیٹے نے یہ گوشت کھلایا ہے اس کو اور اس کی اولاد کو پیغمبر
 کیجئے اس کے بعد حضرت عیص شکار سے واپس آئے کباب بنا کر حضرت اسحاق کے سامنے رکھ دیا پھر اس
 وقت حضرت اسحاق علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ میری بیوی نے جلد بنا کر یعقوب کے ہاتھ سے کباب کھلائے
 تھے اور اس کے حق سے دعا کر دانی تھی کیونکہ وہ حضرت یعقوب کو بہت چاہتی تھیں۔ پھر حضرت اسحاق
 علیہ السلام نے اپنے بیٹے عیص سے کہا کہ اسے عیص تیری دعا تیرے بھائی یعقوب نے لے لی عیص نے اس
 بات کو سن کر طیش میں آکر کہا کہ میں یعقوب کو مار ڈالوں گا تب حضرت اسحاق علیہ السلام نے کہا کہ یعقوب کو مت
 مار اور میں تیرے لئے بھی دعا کروں گا۔ کہ تیری نسل سے بہت مخلوق پیدا ہو۔ جب حضرت اسحاق علیہ
 السلام نے حضرت عیص کو دعا دی تو اس کی برکت سے حضرت عیص کی اولاد بہت بڑھی۔ مغرب
 اور اسکندریہ اور دریائے کنارسے تک ان کی اولاد پھیل گئی۔ ایک بیٹے کا نام روم بھی تھا۔ اب جس
 شہر کا نام روم ہے اور اسی کو استنبول بھی کہتے ہیں چہ نکہ یہ شہر انہوں ہی نے بسایا تھا اس لئے اس

شہر کی نسبت بھی انہیں کی طرف ہے اور ان کی اولاد بہت ہے اور حضرت اسحاق علیہ السلام نے تقریباً ایک سو ساٹھ برس کی عمر میں وفات پائی اور اپنی والدہ حضرت سائرہ خاتون کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے انتقال کے بعد حضرت یعقوب ڈر گئے کہ مبادا عیص مجھے مار نہ ڈالے اسی خوف کی وجہ سے وہ سارا دن چھپے رہتے تھے اور رات میں نکلا کرتے تھے۔ اسی طرح تقریباً ایک سال گزر گیا۔ یہ حال دیکھ کر ان کی والدہ نے حضرت یعقوب سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے ماموں کے پاس ملک شام چلے جاؤ اور وہیں رہا کرو کیونکہ وہ وہاں کا بہت بڑا رئیس اور مالدار ہے اور اسی کی بیٹی سے تمہاری شادی بھی کر دوں گی اور تم اپنے باپ کی وصیت بجا لاؤ اور یہاں مت رہو۔ اور اسی طرح تمہاری جان کی حفاظت ہو جائے گی اور یہ الفاظ اپنے والدہ کے سن کر حضرت یعقوب کنعان سے رات ہی رات نکل کر ملک شام روانہ ہو گئے اور اسی وجہ سے حضرت یعقوب علیہ السلام کا دوسرا نام اسرائیل رکھا گیا کیونکہ انہوں نے رات ہی رات سفر طے کیا۔ اور توجہ تسمیہ اسرائیل کی شب کو نکلنے کے باعث ہوئی اور یعقوب کا نام بسبب عتبہ ہونے اپنے بھائی عیص کے ہوا اور یہ پورا حال توریت میں بھی مرقوم ہے۔ پس دونوں ماموں کی وجہ تسمیہ معلوم ہو گئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام جب اپنے ماموں جان کے پاس پہنچے تو انہوں نے حضرت یعقوب کو بہت تسلی و شفای بھی دی اور کہا کہ تم یہاں رہو، اور ان کے ماموں ان سے بہت پیار و محبت بھی کرنے لگے۔ حضرت یعقوب کے ماموں کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام لیا اور چھوٹی بیٹی کا نام راحیل تھا۔ لیکن راحیل نہایت خوبصورت اور حسین و جمیل تھی حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان سے کہا کہ راحیل کو میرے ساتھ بیاہ دو اور یہی وصیت بھی میرے باپ کی ہے کہ تم اپنے ماموں جان کی بیٹی سے شادی کرنا۔ یہ بات حضرت یعقوب کی سن کر ان کے ماموں نے کہا کہ تمہارے باپ کی کوئی بیٹی بھی شے تمہارے پاس نہیں ہے مگر اپنی بیٹی کی کیونکہ شادی کر دوں۔ دین ہر کہاں سے دو گے۔ جب کہ مجھے دولت چاہیے حضرت یعقوب نے اپنے ماموں جان سے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ ہاں گدا ایسا ہو سکتا ہے کہ میں چند سال تمہاری بکریاں چرا کر اس کی مزدوری سے دین ہر ادا کر دوں گا۔ یہ بات سن کر ماموں نے کہا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ تم کونسی لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تو مناسب راحیل کو سمجھتا ہوں حضرت یعقوب کی فرمائش کو ان کے ماموں جان نے منظور کر لیا اور مابین یہ شرط قائم ہوئی کہ یعقوب سات برس میری بکریاں چرا کر راحیل سے شادی کرے گا۔ جب سات برس پورے ہو گئے تو حضرت یعقوب نے اپنے ماموں سے درخواست کی کہ اب سات برس پورے ہو

چلے ہیں اب آپ میرے ساتھ راحیل کی شادی کر دیجئے یہ بات سن کر ماموں نے اپنی بڑی کوجسی کا نام لیا تھا اس کو خلوت میں حضرت یعقوب کے سپرد کر دیا حالانکہ شرط شادی کی راحیل سے تھی یعقوب کے دوسرے دن اپنے ماموں سے جا کر کہا کہ میں لیا کو نہیں چاہتا آپ سے تو میں نے راحیل کی درخواست کی تھی ان کے ماموں نے حضرت یعقوب سے کہا کہ ہماری قوم کا دستور ہے کہ پہلے بری بیٹی سے شادی کرتے ہیں پھر اس کے بعد چھوٹی بیٹی کی شادی کرتے ہیں اگر ایسا ہم نہ کریں گے تو لوگ ہم پر طعنہ کیوں گے کہ کہ دیکھو فلاں رئیس قوم نے اپنی بڑی کو تو اپنے گھر میں بٹھا رکھا ہے اور چھوٹی بیٹی کو بیاہ دیا ہے یہ بڑے عیب کی بات سمجھی جاتی ہے اگر تم یہ چاہتے ہو کہ راحیل سے شادی ہو جائے تو پھر تم کو سات برس تک بکریاں چرانا ہوں گی اور سات برس تک تم اپنے ساتھ لیا کو نکاح میں رکھو، پھر تم کو اختیار ہو گا چاہے دونوں بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھو یا نہ رکھو اور یہ حکم اُس زمانہ میں جائز تھا کہ ایک شخص دو بہنوں کو بھی ایک وقت میں نکاح میں رکھ سکتا تھا اور اب شریعت محمدیہ میں ایک وقت دو بہنوں کو ایک نکاح میں نہیں رکھ سکتا۔ چونکہ قرآن مجید آخری آسمانی کتاب ہے اور اس کے قوانین قیامت تک کے واسطے کارآمد ہوں گے اور اس میں کسی وقت بھی کوئی ترمیم و تنسیخ نہیں ہو سکتی اور دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حرام ابراہیم سے لے کر تانزدل توریث تک تھا اور قرآن مجید میں دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرنا حرام ہے جیسا کہ حق تعالیٰ سبحانہ ارشاد فرماتا ہے رَاٰ اَنْ لَّا تَذٰ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ وَلَا مَا قَدْ سَلَفَتْ ترجمہ اور نہ جمع کرو دو بہنوں کو مگر جو آگے ہو چکا ہے سو ہو چکا پس یہ باتیں سن کر حضرت یعقوب نے اپنے ماموں جان کی سات برس اور بکریاں چرائیں، پھر اس کے بعد حضرت یعقوب کی شادی راحیل سے ہوئی اور ان کے ماموں نے بہت کثیر تعداد میں مال و اسباب دے کر دونوں بیٹیوں اور داماد کو بھی اپنے پاس ہی رکھا۔ بی بی لیا کے بطن سے چھ بیٹے تولد ہوئے ان کے نام یہ ہیں۔ روئیں، شمنوں، یوی، یہودا، اسخارا، زبولوں اور یہ نام توریث میں مذکور ہیں اور ایک مدت تک بی بی راحیل سے کوئی اولاد نہ ہوئی ان کی ایک لونڈی تھی جس کا نام زلفی تھا اسے حضرت یعقوب کی خدمت میں دیا اس سے دو بیٹے پیدا ہوئے وان اور نفتان پھر بی بی لیا نے بھی اس سے رشک کر کے حضرت یعقوب کو ایک لونڈی دی اور اس سے بھی دو بیٹے پیدا ہوئے اور نام ان کا رکھا کا داد و بشری۔ پھر کچھ روز بعد یوی راحیل سے حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی اور حسن و جمال ایسا تھا کہ جس کا وصف اللہ تعالیٰ نے

قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے پس حضرت یعقوب علیہ السلام کے یوسف علیہ السلام سمیت کل گیارہ بیٹے تولد ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے تمام بیٹوں میں یوسف علیہ السلام سے زیادہ پیار کرتے تھے اور اپنی سے بہت زیادہ محبت و انیت تھی۔ یہاں تک کہ ایک کھڑی بھی اپنی آنکھوں سے جدا نہ کرتے اور یوسف علیہ السلام کی پیدائش اس وقت ہوئی جب حضرت یعقوب علیہ السلام کو کنعان چھوڑ ہوئے تقریباً اکیس یا بائیس سال ہو گئے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مال و اولاد بہت عنایت فرمائی تھی۔ اچانک دل میں خیال آیا کہ کنعان جا کر اپنی محترمہ والدہ صاحبہ کو دیکھیں اور ان کی خدمت سے مشروب ہو دیں۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے ماموں جان سے اجازت مانگی انہوں نے بخوشی اجازت دے دی اور مال اسباب بھی بہت سلوے کر دونوں بیٹوں کو ان کے ہمراہ کر دیا۔ اور حضرت یعقوب علیہ السلام اپنی دونوں بیویوں اور ان کے بچوں اور بہت مال و اسباب اور بہت سے مویشی لے کر کنعان کو چل دیئے اور راستے میں یہ اندیشہ غالب تھا کہ ہنوز عداوت و غصہ عیص کے دل سے نہ گیا ہو۔ شاید مجھ کو مار ڈالے اسی تفکرات میں پورا سفر طے کر کے شہر کنعان پہنچے۔ اتفاقاً حضرت عیص میدان کی طرف نکلا کہ کونکے تھے راستے ہی میں ملاقات ہو گئی، ان کو حضرت یعقوب نے دور سے ہی پہچان لیا اور حضرت یعقوب نے اپنے قافلہ والوں سے کہہ دیا تھا کہ اگر یہ شخص تم لوگوں سے پوچھے کہ یہ مال و اسباب کس کا ہے تو تم یہ کہہ دینا کہ یہ عیص کا ایک غلام تھا اس کا نام یعقوب تھا وہ ملک شام میں چلا گیا تھا یہ سب مال و اسباب اسی کا ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام مارے ڈر کے اپنے قافلے کے اندر چھپے ہوئے آئے تھے۔ جب بکریوں کے ساتھ ان حضرت عیص کے پاس پہنچے تو عیص نے ان سے دریافت کیا کہ یہ بکری غانہ کس کا ہے سب لوگوں نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ عیص کا غلام یعقوب جو ملک شام میں کچھ روز قبل چلا گیا تھا اسی کا ہے جب عیص نے یعقوب کا نام سنا تو آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ عیص کا یعقوب غلام نہیں بلکہ وہ اس کا بھائی ہے اور وہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے اس بات کو سن کر سب لوگ کہنے لگے کہ حضرت یعقوب ملک شام میں بھی رہتے تھے میں عیص کا غلام ہوں جب حضرت یعقوب نے دور سے دیکھا کہ عیص بہت ہی آبدیدہ ہو رہے ہیں اور نہایت افسوس کر رہے ہیں تو حضرت یعقوب اپنے قافلے سے الٹ ہو کر عیص سے بغلیں ہوئے اور گود میں لے لیا اور دونوں بھائی زار زار خوب روئے۔ ان دو بات کے سبب آج یہیں منزل کوئی اور پھر دوسرے دن گھر میں تشریف لائے اور تقریباً ایک سال گزرنے کے بعد بنی راحیل سے ایک اور بیٹا پیدا ہوا اور اس کا نام بنیامین رکھا بعد تولد ہونے ان کی ماں نے انتقال

فرمایا اور نبیؐ نے بنیامین کی پرورش کی۔ کیا اپنے بیٹوں اور یوسف سے زیادہ پیار کرتی تھیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے پیدا ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے پیغمبری عنایت فرمائی تب کنعان میں بہت مخلوق خدا پر ایمان لائی اور ان لوگوں نے ہدایت پائی اور جب انھیں کو ان کی پیغمبری کی دلیل پہنچی تو ان کو بھی یقین ہو گیا۔ پھر ان کو ایک جگہ رہنے کا اتفاق نہیں ہوا، اور عیص نے کہا کہ بھائی میں نے یہاں ایک مدت گزار لی اور بنو زمریہ ہی رہا ہوں۔ اور تم بھی کچھ روز میرے ساتھ اسی جگہ رہے ہو، اور اب تم یہاں بود و باش اختیار کرو اور تم اس سرزمین کے پیغمبر بھی ہو اور میں کسی دوسری جگہ پر جا کر رہوں گا روایت ہے کہ حضرت عیص یہاں سے رخصت ہو کر اس جگہ جا پہنچے جس جگہ کو اب روم کہتے ہیں اور روم ان کے بیٹے کا نام بھی تھا اور بقی بھی اسی کے نام سے آباد ہوئی تھی اسی واسطے اس جگہ کو روم کہتے ہیں اور وہیں جا کر انہوں نے انتقال فرمایا اور جتنی اولادیں ان کی تھیں وہ سب کی سب وہیں رہیں اور ان کی اولاد کی بہت کثرت ہو گئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ عیص کی اولادوں میں سے سولے حضرت ایوب علیہ السلام کے کوئی دوسرا نہیں ہوا اور باقی تمام پیغمبر حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہوئے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام

در حقیقت حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ نہایت اہم اور نصیحت آموز واقعہ ہے جس کے سننے سے نیک کاموں کی محبت اور گناہوں سے بچنے کی ہدایت اور طبیعت کو فرحت حاصل ہوتی ہے اور کیوں نہ ہو جس کو خدا تعالیٰ نے احسن القصص فرمایا ہے اور علمائے متقدمین اور فضلاء متاخرین کے کتابوں میں یہ ذکر آیا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ کو قرآن مجید میں احسن القصص کہہ کر بیان فرمایا ہے اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عظیم الشان واقعہ سے خوب واقف فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ أَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ هَٰذَا الْقُرْآنَ ۚ وَإِن كُنْتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِينَ الْغَافِلِينَ ۝۱۰ ترجمہ ہم آپ سے بہتر قصوں میں ایک قصہ بیان کرتے ہیں اس واسطے کہ بھیجا ہم نے تیری طرف قرآن اور تو تھا چھلے اس سے بے خبروں میں سے بعض علماء کرام نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ حق تعالیٰ سبحانہ نے اس قصہ کو سب قصوں قرآن مجید کا بہتر قصہ کیوں فرمایا، اور بعضوں نے یہ کہا کہ یہ قصہ سب پیغمبروں کے قصے سے احسن ہے، اور بعضوں نے کہا کہ صبر جمیل یعقوب علیہ السلام

کا قرآن مجید میں مذکور ہے۔ اور صبر سب سے بہتر چیز ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس قصہ کو احسن
 کہا اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ پہلی باتیں خواب کی تھیں اور تمام حقیقتیں اس قصہ میں بیان ہوئی ہیں۔
 خیر جو کچھ بھی ہو، ہر حال یہ قصہ عجیب و غریب اور نہایت موثر ہے اس کے بڑھتے سے ہر انسان نیک
 بن سکتا ہے اور دنیا کی تمام برائیوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور سورہ یوسف کے نازل ہونے کا
 سبب یہ تھا کہ ایک روز سات یہودیوں نے آکر حضرت عمر ابن الخطاب سے مباحثہ کیا یعنی یہودیوں
 نے حضرت عمرؓ سے کہا کہ ہماری توریت بہتر ہے تمہارے قرآن مجید سے اور حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہمارا
 قرآن مجید بہتر ہے تمہاری توریت سے اس کے جواب میں یہودیوں نے کہا کہ حضرت یوسف علیہ
 السلام کا قصہ توریت میں مذکور ہے اور آپ کے قرآن مجید میں نہیں درآتا لیکہ وہ بہتر قصوں میں سے
 ہے۔ حضرت عمرؓ اس بات کو کہ کہتے ہی زیادہ رنجیدہ و غمگین ہوئے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ
 وسلم کے پاس آئے مناظرہ کا حال بیان کیا۔ رسول خدا یہ سن کر اور حضرت عمرؓ کو غمگین دیکھ کر بہت
 زیادہ متفکر ہوئے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل امین تشریف لے آئے بحکم رب العالمین اور پورا
 قصہ حضرت یوسف علیہ السلام کا بیان فرمایا۔ اور قصہ کا شروع یہ تھا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام بعد
 مدت کے بھر کنعان میں تشریف لائے اور پھر یہیں مقیم ہوئے۔ اور بی بی راحیل بیٹی والدہ محترمہ
 حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر صرف پانچ برس کی تھی اور اپنے گیارہ بھائیوں میں سب سے زیادہ
 حسین و جمیل تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام ان کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور دنیا میں
 اس وقت شیر خوار بچے تھے اور ان کی خالہ لیا نے ان کی پرورش کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی
 ایک بہن تھی ایک دن انہوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے گھر جا کر سب بیٹوں کو دیکھا
 لیکن ان کو کسی پر پیار نہ آیا۔ مگر حضرت یوسف علیہ السلام پر فریفتہ ہو گئیں یہ دیکھ کر
 حضرت یعقوب علیہ السلام کی بہن نے حضرت یعقوب سے عرض کی کہ آپ کشمیر
 والا وادیں اور آپ کی صرف ایک ہی بیوی ہے سب بیٹوں کی خدمت ایک بیوی سے نہیں ہو سکتی
 لہذا اگر آپ چاہیں تو یوسف کو مجھے دے دیں ہم اس کی بوری خدمت اور پرورش کر لیں گے
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے بہن کی فرمائش پر حضرت کو ان کے سپرد کیا اور وہ حضرت یوسف کو
 اپنے گھر لے گئیں۔ اور ان کی پرورش بہت ہی ناز و نعمت سے کرنے لگیں۔ اور حضرت یعقوب

علیہ السلام کا یوسف علیہ السلام کو دیکھنے کے لئے گر گھڑی دل تڑپتا رہتا تھا اور وہ فرط محبت میں اپنی بہن
 کے گھر جا کر دیکھ آتے تھے اور اسی طرح روز بروز حضرت یعقوب کی محبت یوسف سے زیادہ
 بڑھنے لگی۔ تب بہن سے کہا کہ میں بغیر یوسف کے ایک ساعت بھی نہیں رہ سکتا ہوں میرے پاس
 ہی یوسف کو بھیج دو۔ اس بات کو سن کر ان کی ہمیشہ نے کہا کہ میں بھی بغیر یوسف کے نہیں رہ
 سکتی۔ اس پر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا ایسا کرو کہ یوسف ایک ہفتہ تمہارے
 پاس رہے اور ایک ہفتہ میرے پاس۔ انہوں نے کہا اچھا پہلا ہفتہ میرے پاس ہی رہے گا،
 حضرت یعقوب نے یہ بھی منظور کر لیا اور ایک روایت میں ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ کا ایک قریب
 تھا۔ حضرت یعقوب کی بڑی بہن کو وہ مکر بند اپنے دادا کی میراث سے ان کے حصے میں پہنچا تھا اور
 اسی قریب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بوقت قربانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ
 پاؤں باندھے تھے۔ جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنی بھوپچی کے گھر میں سات دن رہے
 اس کے بعد حضرت یعقوب نے ان کو طلب کیا۔ تب ان کی بہن نے حیلہ سازی کی تاکہ یوسف کو ان
 کے باپ نہ لے جاسکیں۔ وہی مکر بند حضرت یوسف کی کمر میں چھپا کر کپڑے کے تلے باندھ دیا تھا
 کہ یوسف کو کسی پہانے سے چور بنا کر بھرا پٹے گھر لے آؤں۔ اور اس وقت کی شریعت ایسی تھی
 یہ قانون تھا کہ جو کوئی کسی کی چیز چراتا اور وہ پکڑا جاتا تو وہ شخص صاحب مال کا غلام ہو جاتا۔ پس
 بعد سات دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو منگوایا، پھر ان کی
 بہن نے حیلہ کر کے یعقوب علیہ السلام سے آکر کہا کہ میرے باپ کا مکر بند گم ہو گیا ہے اور یہ
 یقین ہے کہ یوسف کے ہمراہ جو لوگ تھے انہوں نے چرایا ہے۔ لہذا آپ سب کو حاکم فرمائیے
 ہر ایک سے جھوٹ موٹ پوچھ کر حضرت یوسف کے پاس جا کر ان کی کمر سے مکر بند جھٹ کھول
 ڈالا اور کہا کہ یوسف میرے پاس مجرم ہوا اور اب وہ دل بریں میرے پاس رہے گا اور ہماری
 خدمت کرے گا۔ یہ حال دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے جنالت کی وجہ سے اپنی بہن کو
 یوسف کے لئے جلتی کی اجازت دے دی بعد دو برس کے ان کی خواہش نے وفات کی پھر بعد
 وفات اپنی بہن سے یوسف کو اپنے گھر واپس لے آئے اور سب فرزندوں سے زیادہ حضرت
 یوسف کو عزیز رکھتے تھے۔ ایک دن حضرت یوسف نے اپنے والد سے بیان کیا کہ میں نے
 شب گذشتہ کو خواب میں دیکھا ہے کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ ستاروں نے آسمان سے
 اتر کر مجھے سجدہ کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذْ قَالَ يُوسُفُ لِأُمِّهِ يَا أَبَتِ

اِنِّیْ رَاٰیْتُ اَحَدًا عَشَرَ کُوْکُبًا وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ رَاٰیْتُهُمْ رَکْعًا فِی سَجْدَةٍ مِنْهَا تَرْجُمُهُ
 جس وقت کہا یوسف نے اپنے باپ سے اے میرے ابا جان میں نے خواب دیکھا ہے شب کے
 گیارہ ستارے اور سورج اور چاند نے مجھے سجدہ کیا یعقوب نے جب معلوم کیا کہ بھائی سب ان
 کو ذیل کریں گے تب کہا ان سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ یٰبَنِیَّ لَا تَقْصُصْ دُؤْیَاکَ
 عَلٰی خِیْکِنٍ ذٰلَکَ کِیْدٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ لِیَلْزِمَ لَکَ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ۝ اور کہا یعقوب
 علیہ السلام نے اے بیٹے میرے مت بیان کر خواب اپنا بھائیوں سے کہو کہ اس خواب کو سن کر
 وہ تیرے واسطے البتہ کچھ فریب بنائیں گے اور شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے یعنی اس خواب کی تعبیر سنتے
 ہی وہ سمجھ لیں گے، بارہ بھائی اور ایک باپ اور چار ماؤں سے اور وہ یہ سمجھ لیں گے کہ سب تیری
 طرف محتاج ہوئے ہیں۔ اور شیطان یعنی ان کے دل میں حسد ڈالے گا اور حضرت یعقوب علیہ السلام
 نے اس خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کو بتائی جیسا کہ فرمایا اللہ رب العزت نے اپنے
 کلام پاک میں وَ کَذٰلَکَ یَجْتَنِبُکَ رَبُّکَ وَ یُعَلِّمُکَ مِمَّنْ تَاوَدَیْلَ الْاَحَادِیْثِ
 وَ یُتِمُّ نِعْمَتَہٗ عَلَیْکَ وَ عَلٰی اٰلِ یَعْقُوْبَ کَمَا اَتَمَّہَا عَلٰی اَبُوْیْکَ
 مِنْ قَبْلُ ۚ بَرَہِیْمٌ ۚ اَسْحَقُ ۙ اِنَّ رَبَّکَ عَلَیْمٌ حٰکِمٌ ۝ ترجمہ اور
 اسی طرح نوازے گا تیرا رب اور بتا دے گا تجھ کو ٹھیک اور درست بات یعنی تعبیر خوابوں کی اور
 پورا کرے گا اپنا انعام تجھ پر اور حضرت یعقوب کے جیسا کہ پورا کیا تیرے دو باپوں پر جو تجھ سے
 پہلے تھے یعنی دودا دے ابراہیم واسحق علیہما السلام پر اور البتہ تیرا رب بہت خبر والا ہے اور
 حکمت والا ہے۔ جب یہ خواب کی تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے سنی تو وہ بہت
 ہی حسد کرنے لگے اور بولے قَوْلِیْ تَالٰی۔ اِذْ قَالُوْا یٰوَسْفُ اٰخُوْہُ اَحْبَبُ اِلٰی اٰیٰتِنَا
 وَ نَحْنُ عُصْبَتٌ اِنَّ اٰبَانَا کَفٰی مُضِلّٰی مُبِیْنًا ۝ ترجمہ اور جب کہنے لگے ان کے بھائی البتہ
 یوسف اور اس کا بھائی زیادہ پیارا ہے باپ کو ہم سے اور کہنے لگے کہ ہم لوگ قوت والے ہیں
 اور ہمارا باپ اپنی اولاد کے معاملے میں صریح غلطی پر ہے اور ہم ہی لوگ ان کے وقت پر کا آنے
 والے ہیں اور میرا بھائی یوسف ابھی چھوٹا ہے اور دوسرا بھائی بھی جوانی کا سگاہے وہ ابھی
 چھوٹا ہے اور ہم سب سوتیلے ہیں۔ اور یہ باتیں یوسف علیہ السلام کی بالنی میں کبھی کبھی تھیں حالانکہ
 یہ باتیں طعنہ زنی پر معمول ہوتی ہیں۔ لہذا یہ باتیں بھائیوں کو کہنا کسی طرح درست نہ تھا حالانکہ حضرت
 یوسف کے سب بھائی بنے ہوئے اور ایک نے اللہ کی طرف سے بڑا مرتبہ پایا۔ لیکن ابتداء

میں سب نے رنج اٹھائے اپنے باپ کے بھی اور اپنے بھائی کے بھی اور وہ سب کہنے لگے
 قَوْلَ تَعَالٰی اِنِ امْتَلَاؤْاْ یُّوسُفُ اِذَا طَرَحْتُمْ اَرْضَیْکُمْ لَکُمْ وَجْہٌ اَبْسَکُمْ ۚ
 تَکُوْنُ لَکُمْ اَمِنْ بَعْدِ ۚ قَوْلِ مَا صَاحِبِیْنِ ۚ ترجمہ: بھائیوں نے آپس میں صلاح کی کہ بس
 اب یوسف کو کسی طرح سے مار ڈالو یا کسی ایسی جگہ پھینک دو جہاں سے وہ نہ آ سکے اور وہ کسی دوسرے
 ملک میں اکیلے رہتا ہے تاکہ والد محترم کی پوری توجہ تم لوگوں پر رہے۔ اور بعض نے یہ بھی کہا کہ اگر مناسب
 خیال کرو تو میری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ کہیں جنگل میں جا کر کسی کوئیں میں پھینک دیں تاکہ وہ اپنے باپ
 کو دکھائی دے، اور پھر تو کہہ لو اور اپنے باپ کے عیش و طمع اور فرمانبردار ہوتا کہ یہ حالت دیکھ کر اللہ
 تعالیٰ بھی ہم کو اس حرکت ناشائستہ سے درگزر فرمائے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں میں سے
 ایک بھائی کا نام یہود تھا اور تمام بھائی اس کے فرمانبردار تھے اس نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ
 مت مارو یہ ہمارے بھائی ہیں جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا قَالَ قَاتِلْ فِیْہُمْ لَا تَقْتُلُوْا
 یُّوسُفَ ۚ وَ اَلْقُوْہُ فِیْ غَیْبَتِ الْجُبِّ یَلْقَیْطُ بَعْضُ السَّیَّارَةِ اِنْ کُنْتُمْ فَاعِلِیْنَ ۚ
 ترجمہ: ایک بولا بولنے والا کہ مت مارو یوسف کو اور پھینک دو اس کو ایک گناہ کنوئیں میں کہ
 اٹھالے جاوے اس کو کوئی مسافر اور یہ باتیں ان کے بڑے بھائی نے کہیں کہ اگر تم کو اپنے بھائی
 یوسف کے ساتھ کرنا ہے تو بس یہی کرو اتنا ہی کافی ہے کیونکہ جان سے مار ڈالنا بہت بڑا
 گناہ ہے اور میری رائے تو صرف یہ ہے کہ راستے کے کنارے پر کسی کنوئیں میں جو میدان میں واقع
 ہو اس میں ڈالنا ایک حد تک درست ہو سکتا ہے تاکہ کوئی راہ چلتا سوداگر پانی کے واسطے کنوئیں پر
 آئے گا اور اسے اٹھا کر اپنے ہمارے ملک میں لے جائے گا اور اس طرح یوسف اپنے باپ کی
 نظروں سے دور ہو جائے گا اور ہم کو اس طرح بدنامی بھی کم ہوگی اور خون ناحق سے بھی ہمارا
 چھٹکا رہا ہو جائے گا۔ یہ رائے تقریباً سب بھائیوں کو پسند آئی اور سب نے ایک جگہ جمع ہو کر
 صلاح و مشورہ کیا کہ یوسف کو ان کے باپ سے کسی طرح اور کیونکر لیا جائے اور کب اور کس وقت
 دور میدان میں لے جایا جائے جو ہمارے دلوں کی غرض و غلیت اور مقصد ہے۔ سب بھائی حضرت
 یوسف کے اپنے والد بزرگوار کو ہر وقت سمجھاتے اور طمینان دلاتے یہاں تک کہ ان کے بھائیوں
 نے کہا کہ تھوڑی دیر کے واسطے عزیز یوسف کو ہمارے ہمراہ کر دیجئے تاکہ کسی بڑے میدان میں
 جا کر ان کو کچھ کھیل دکھائیں لیکن حضرت یعقوب علیہ السلام کسی طرح سے قبول نہ کرتے تھے پھر سب
 بھائیوں نے آپس میں اتفاق کیا کہ یوسف ہی کو فریب دینا چاہیئے تو یہ خود اپنے باپ سے چلنے

کے واسطے اصرار کریں گے۔ مشورہ کو نہ کے بعد ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف سے کہا کہ اے ہمارے بھائی تم ہمارے ساتھ سیر کو اور تماشہ میدان کا دیکھنے چلو ہم لوگ تم کو خوب تماشہ اور کھیل میدان میں دکھا دیں گے اور وہاں بکری کا دودھ بھی خوب پلائیں گے۔ یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ بیشک میں آپ لوگوں کے کہنے سے اس جگہ جانا چاہتا ہوں لیکن والد صاحب کا حکم نہیں ہے اس لئے میں کیونکر جاؤں۔ ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف سے کہا کہ تم خود ہی اپنے والد صاحب کے پاس جا کر بولو تو البتہ وہ تم کو حکم دے دیں گے پھر ان کے بھائیوں نے حضرت یوسف کے سر میں کنگھی وغیرہ کو کے والد صاحب کے پاس بھیج دیا، حضرت یعقوب نے ان کو دیکھ کر اپنی گود میں اٹھالیا۔ اور ان کے سرو چشم پر بوسہ دیا اور حضرت یوسف بھی اپنے باپ کے ہاتھ پاؤں کو چوم کر کہنے لگے کہ اے میرے ابا جان میں اپنے بھائیوں کے ساتھ میدان میں جانا چاہتا ہوں تاکہ میں کچھ سیر میدان کی کر لوں اور وہاں تماشہ بھی دیکھوں اور وہیں بکری کا دودھ بھی پیوں گا اگر حضور کی اجازت ہو تو میں ان کے ہمراہ جاؤں اور اپنا دل خوش کر آؤں۔ حضرت یعقوب نے اپنے تخت جگر کی ٹیٹھی ٹیٹھی باتیں سن کر فرمایا نعم یہ بات ان کے بھائیوں نے سنی کہ حضرت یوسف کے جواب میں والد صاحب نے نعم کہا ہے اور اذن دے دیا ہے یہ سن کر بڑے بھائی یہود اسے کہا کہ اب تم لوگ والد بزرگوار کے پاس جاؤ اور ان سے اجازت طلب کر لو اور تم لوگ ہمارے ساتھ عہد بیان کر لو کہ اپنے چھوٹے بھائی کو کس طرح کوئی گزند نہ پہنچے گی اس کے بعد سب متفق ہو کر اپنے والد بزرگوار کے پاس گئے اور اپنے والد صاحب سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قَالُوا يَا أَبَا نَاهٍ مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَى يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَصِیحُونَ ۝ اذِیْلَهُ مَعَنَا عِنْدَ اٰیْرَتِنَا وَیَلْعَبُ وَاِنَّا لَخَافُونَ ترجمہ بولے اے باپ کہ اعتبار نہیں کرتے ہو ہمارا یوسف پر اور ہم تو اس کے خیر خواہ ہیں بھیج دیجئے ان کو ہمارے ساتھ کل کو کیونکہ ہم لوگ یوسف کی ہر طرح نگہبانی کرنے والے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ اے بیٹو میں ڈرتا ہوں کہ تم جاؤ گے اور یوسف کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤ گے اور میں اکیلا گھر میں رہ جاؤں گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا قوله تعالیٰ قَالَ اِنِّیْ لَیَحْزَنُنِیْ اَنْ تَذْهَبُوْا بِیْ وَاَخَافُ اَنْ یَّاْكُلَهُ السَّیِّئُ وَ اَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُوْنَ ۝ ترجمہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا مجھ کو غم ہوتا ہے اس سے کہ تم لے جاؤ گے اس کو اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کو کھیر لیا

کھا جائے اور تم سب کے سب اس سے بے خبر رہو۔ یعنی ان کو بھی بھڑٹے کا ہی بہانہ کرنا تھا سو وہی حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں اس کا خوف آیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھڑٹے کا تذکرہ ال دجہ سے ان کے سامنے کیا کہ وہ اپنے خواب میں یہ دیکھ چکے تھے کہ بھڑٹے نے حضرت یوسف علیہ السلام پر حملہ کیا ہے اور وہ ہمیشہ اس خواب سے ڈر کرتے تھے۔ کیونکہ انبیاء کے خواب سچے ہوتے ہیں جھوٹے نہیں ہوتے۔ بہر حال یہ گفتگو حضرت یعقوب علیہ السلام کی سن کر حضرت یوسف کے بھائی بولے، جیسا کہ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **اَكَلَهُ الشَّيْطَانُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ اِنَّا اِذَا الْخُسُوفُ ذُكِّرْتُمْ وَهِيَ سَبِّ لَوْك** کہ اگر کھا گیا اس کو بھڑٹا اور ہم تو سب بوری جماعت ہیں ایسا نہ ہو گا اور ہم سب صاحب قوت ہیں، اگر بھڑٹے بھی وہ کھا گیا تو ہم نے سب کچھ گنوا دیا۔ یعنی اگر بھڑٹا اس کو کھائے گا تو کیا ہم لوگوں سے اتنا بھی نہ ہو گا کہ ہم دس بھائی ہیں اس کو اپنے بھائی کے کھانے سے روک سکیں اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو ہم سب سخت گنہگار ہوں گے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان باتوں کا فریب کھا کر یوسف کو ایک روز کی اجازت دے دی اور رخصت کے وقت حضرت یوسف علیہ السلام سے فرمایا اے میری جان میرے دیدے سے اپنا دیدہ ملا کر جاؤ اور ذرا میرے پاس آؤ تو میں تمہیں گود میں لے لوں کیا پتہ پھر تمہیں دیکھوں یا نہ دیکھوں۔ بعد اس کے اپنے دیگر بیٹوں سے کہا کہ یوسف کو تمہیں سوچنا اب جاؤ پھر اسی پاؤں سے سلامت آؤ میرے پاس یہ کہہ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کو رخصت کیا اور وہ سب کے سب ان سے اجازت لے کر چل دیئے قولہ تعالیٰ **فَلَمَّا ذَهَبُوا اِيْهِ وَاجْتَمَعُوا اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِىْ غِيْمَتٍ الْجُبِّ** پھر جب لے کر چلے اور آپس میں مشفق ہوئے کہ ڈالیں اس کو گنہ گاروں میں پس جاتے جاتے کنسان سے چھ کوں کے فاصلہ پر اپنی بکریوں کی چراگاہ میں جا پہنچے حضرت یوسف کھیل کود کے ساتھ خوشحال کرتے ہوئے چلے۔ بھائیوں نے ان پر ظلم اور دست درازی اور طلبہ لگانا شروع کر دیئے حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے فریاد و زاری کی اور کہنے لگے کہ میں نے ایسا کون سا گناہ کیا ہے جو تم مجھ پر اتنا ظلم کر رہے ہو کیا میرے باپ نے مجھے تم کو نہیں سوچا ہے، یا تم میرے بھائی نہیں ہو۔ تم لوگ اپنے باپ کی وصیتیں اور نعمتیں مت بھولو اور میری بے مادی اور پیری پر رحم کرو۔ ہر چند کہ یوسف نے کہا۔ لیکن انہوں نے کچھ بھی نہ سنا اور برابر مارتے ہی رہے پھر وہ سب کہنے لگے کہ تو نے یہ بات جھوٹ بنا کر اپنے باپ سے کہی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا

ہے کہ آفتاب اور جناب اور گیارہ ستاروں نے مگر مجھ بچہ کیا ہے شاید تیری ہی آرزو ہے کہ ہم سب تیرے زیرِ حکم رہیں۔ اور اب تو تیری موت آچکی ہے اور اس جگہ پر کوئی بھی ایسا نہیں ہے کہ تیری پشت پناہی کر سکے اور تجھ کو ہم لوگوں سے چھڑا سکے۔ تب حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے یہ باتیں سنیں تو وہ اپنے بڑے بھائی۔ یہود کے پاس چلے گئے ان سے یہ ماجرا بیان کیا انہوں نے یہ سن کر اپنے بھائیوں کو سختی سے منع کیا اور کہا کہ تم لوگ اپنے عہد پر قائم رہو اور انہیں مت مارو۔ اس پر وہ سب کہنے لگے کہ اس کو کسی گناہ میں ڈالنا چاہیے۔ پھر اس کے بعد حضرت یوسف کو سب بھائی مل کر ایک گناہ کنویں کے کنارے پرے لگے اور ان کے تمام کپڑے اتار لئے اور ننگا کر کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک ڈول میں بٹھا کر کنویں میں ڈال دیا۔ حضرت یوسف بہت فریاد و زاری کرنے لگے اور کہا کہ آج کوئی ایسا نہیں ہے کہ وہ میرے ضعیف باپ کو خبر پہنچا دے اور وہ آکر دیکھیں کہ ان ظالموں نے ایک گناہ کنویں میں مجھے بے گناہ گرا دیا ہے اور ذرا بھی ان کو ترس نہ گیا۔ حضرت یوسف اس اندھیرے کنویں میں جب آدھی راہ میں جا پہنچے اور سی ڈول کی اس وقت بڑے بھائی یہود کے ہاتھ میں تھی۔ تو دوسرے بڑے بھائی شمعون نے آکر سی کاٹ دی اور اس کا دلی ارادہ یہ تھا کہ جلدی سے کنویں میں جا کرے اور پھر وہیں مر جائے۔ قضاء الہی سے ایک نیزہ پانی کنویں میں خالی تھا۔ خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آگہ ان کو کنویں کے اندر پانی کے اوپر ایک پتھر پر بٹھا دیا۔ حضرت یوسف کو پانی کے اندر جانے نہ دیا کہ ان کو کسی قسم کا ضرر نہ ہو۔ محققین نے اختلاف کیا ہے کہ حضرت یوسف کنویں میں کئی دن رہے۔ بعضوں نے کہا کہ صرف ایک دن رات جب بھائیوں نے آکر ان کو کنویں میں ڈالا تھا تو ان کو یقین ہو گیا تھا کہ یوسف کنویں کے اندر مر گئے اور ہم لوگوں نے بخت پائی، آپس میں کہنے لگے کہ اب بہتر یہ ہے کہ ہم سب توبہ کریں۔ اور ہماری توبہ خدا قبول کرے اور اس چیز کا عزم ہمیں کریں کہ شب و روز اپنے باپ کی خدمت کیا کریں تاکہ وہ ہم سب سے راضی و خوش رہیں۔ ادھر حضرت یوسف کنویں کے اندر روتے روتے اذ حد ٹھہال ہو گئے تو روتے روتے اذ حد تک اکیبہ لٹنے لپٹنے سے بے ہوش ہو گیا۔ اذ حد لایسعدون ۵۔ اور ہم نے وحی کی اس کو کہ جنادے کا ان کو ان کا یہ کام اور وہ نہ جانیں گے فائدہ پھر جب بے کمر چلے اور آگے نہ فرمایا کہ کیا ہوا اس واسطے کہ لائق بیان کے نہیں جو کچھ ان کے بھائیوں نے سلوک کیا اور راستے میں بری طرح مارتے اور ہرا بھلا کہتے ہوئے بے گئے تھے نہ انہوں نے حضرت یوسف کے رونے پر رحم کھایا نہ فریاد پر پھر کنویں میں ڈالا تو وہ کنویں کے کنارے کو پکڑ کر رہ گئے اور بہت روئے مگر

بجائے رحم کھانے کے رسی میں باندھ کر اس کنوئیں میں ٹکا دیا۔ اور جب آدمی در پہنچے تھے تو رسی کو کاٹ دیا اور سب بھائیوں نے مل کر ان کے کپڑے اتار لئے تھے بالکل ننگا کر دیا تھا جس آنہ انہوں نے رسی کاٹی تھی اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ میرے پیارے بندے کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام یہ حکم ملتے ہی فوراً حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور حضرت یوسف سے کہنے لگے کہ اے یوسف خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اب تم کچھ اندیشہ مت کرو بلکہ تم کو اپنے بھائیوں کے ظلم سے نجات مل گئی اور خداوند قدوس نے تم کو نہایت ہی برگزیدہ کیا ہے اور ان کے بھائیوں کو ایذا و تخریب آئے گا کہ وہ تیرے سب کے سب مطیع اور فرمانبردار ہوں گے ادھر حضرت یوسف کے سب بھائی آپس میں کہنے لگے کہ اب یہ بتاؤ کہ اپنے باپ کے پاس جا کر کیا جواب دیں گے جو کچھ کرنا تھا وہ تو کر دیا۔ اب کیا کرنا ہے اگر ہمارے باپ نے حضرت یوسف کو طلب کیا تو اسی کی کیا تدبیر ہو گئی۔ آپس میں مشورے ہوتے رہے لیکن اس کا کچھ جواب سمجھ میں نہ آتا تھا۔ آخر ایک بھائی نے مجبوراً کہا کہ بھائی صاحبان ہم سب کو یہی کہنا ہو گا کہ یوسف کو تو بھڑیٹے لے لکھ لیا اور ایک بچہ بکری کا ذبح کر کے اس کے خون سے پیرا بن یوسف کا جو کہ انہوں نے بروت کنوئیں میں ڈالتے ہوئے اتار لیا تھا آلودہ کر لیا اور یہی یوسف کا کرتہ حضرت یعقوب کے پاس یعنی حضرت یوسف کے والد بزرگوار کے سامنے لے جا کر رکھا تاکہ ایک حد تک ان کو یقین و اطمینان ہو جائے اور ان سب بھائیوں نے کچھ مکر بھی کیا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَجَاءُوا أَجَاهَهُمْ عِشَاءَ وَيَكُونُونَ قُلُوبًا بَاطِلًا يُرِيدُونَ أَنَّا نَبَاغِدَنَّاهُمْ فَسَنَتَقِيَ وَنَحْنُ كُنَّا يُؤَسَّفَ يَنْدَرُ مَتَاعِنَا كَلَّكُمُ اللَّيْلُ وَمَا أَنْتُمْ مُؤْمِنُونَ لَكَدَ كُؤُكُنَّا صُلْبًا قَتِينًا۔ ترجمہ۔ اور آئے اپنے باپ کے پاس اندھیرا ہونے پر اور بہت ہی روتے ہوئے سب کے سب اور نہایت عاجزی سے کہنے لگے اے ہمارے باپ ہم سب دوڑنے لگے اور ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش میں لگ گئے اور چھوٹے بھائی یوسف کو اپنے سامان و اسباب کے پاس چھوڑ دیا اور ہم لوگ ان کی طرف سے کچھ دیر غفلت میں پڑ گئے اتنے میں کوئی بھڑیا ان کی طرف آنکا اور یوسف کو اکیلا اور بچہ سمجھ کر اس پر حملہ کر دیا اور پھر اس کو کھالیا اور ہم لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ آپ ہمارے کئے ہوئے کو باور نہیں کریں گے۔ اگرچہ ہم سب بچے کہہ رہے ہیں اسی رات کو وہ کمر تاج بھی جو بکری کے خون سے آلودہ کیا تھا حضرت یعقوب کو پیش کر دیا اور پھر کہنے لگے بعض ان میں سے کہ اے باپ ہم بکریوں کے گلے میں گئے تھے اور یوسف کو اسباب کے

پاس چھوڑ دیا تھا ناگہان بھیڑ یا اس طرف آگیا اور یوسف کو کھانگیا اور ہمارے باپ ہم کو معلوم ہے کہ ہماری بات کو نہیں مانتے گئے بلکہ کذب کریں گے اگرچہ ہم ہزاروں طریقوں پر مع نہیں لیکن پھر بھی آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے پھر ان لوگوں نے یوسف کا کونہ جو خون آلود تھا نکال کر دکھایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بات پر قطعاً یقین نہیں کیا اور متفکر ہو گئے تو اللہ تعالیٰ دُجَا دُاعِیَ قَمِیصِہِ بِدَہِہِمْ کَیْلاً تَوَحَّہُ اور حضرت یوسف کے کرتے پر ہونگا کر جھوٹ مرث لائے۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اس

خون آلود کرتے کو دیکھا اور غور کیا کہ یہ کرتا خون آلود تو بے شک ہے لیکن کہیں سے چھٹا ہوا نہیں ہے آخر یہ کیا بات ہے۔ بیٹوں سے فرمایا کہ اس پیرا میں یوسف کے خون کی بو نہیں آتی ہے اور اس بھیڑیے نے کھاتے وقت کرتے کو پھاڑا بھی نہیں بالکل ثابت انداز دیا جو تم لوگ میرے پاس لائے ہو شاید بھیڑ یا یوسف پر تم سے زیادہ مہربان ہو گا کیونکہ یوسف تو کھالیا اور اس کے پیرا میں کو نہیں پھاڑا۔ اگر تم لوگ اپنے کہنے میں سچے ہو تو اس بھیڑیے کو میرے پاس حاضر کرو اس بات کو سن کر اپنے باپ کے حکم کے واسطے ایک بھیڑیے کو پکڑا اور اس کے منہ میں ہونگا کر باپ کے سامنے پیش کر دیا۔ حضرت یعقوب نے اس بھیڑیے سے پوچھا کہ تو نے میرے فرزند جگر بند یوسف کو کھالیا ہے اور تو نے اس نازک بدن پر کچھ بھی رحم نہیں کیا اور میری ضعیفی پر تجھ کو کچھ افسوس نہ ہوا۔ بھیڑ یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بولا یا رسول اللہ خدا کی قسم میں نے تیرے یوسف کو نہیں کھالیا کیونکہ گوشت پوست انبیاء صلحاء کا ہم پر حرام ہے، اور یا حضرت میں تو ایک بہت بڑی بلا درنج میں مبتلا ہوں۔ قابلِ عزن یہ ہے کہ بعض انبیاء کرام کو اللہ رب العزت معجزات عطا فرمائیں گے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کو بطور معجزات کے اس بھیڑیے سے گفتگو کرنے کا معجزہ عطا فرمایا گیا۔ اس بھیڑیے نے جو کہ یوسف کے بھائیوں نے اپنے باپ کے پاس ہونگا کر حاضر کیا تھا وہ کہنے لگا کہ میرا ایک بھائی تھا چند روز ہوئے مجھ سے جدا ہو کر کہیں نکل گیا۔ میں اس کی تلاش کے واسطے نکلا ہوں اور بوجہ گردش کے جس کو آج تقریباً تین دن ہو رہے ہیں کھانا پینا بھی نہیں کھایا پیابھو کا بیسا دھڑتا ہوا تین فرسنگ کی راہ سے شب گذشتہ کو اس صحرائے آپہنچا ہوں، آج ابصر صحراؤں نے مجھے پکڑ کر میرے منہ میں بکری کا ہونگا کر آپ کے حضور پیش کر دیا۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگرچہ جہنمی درخت نہیں مگر بسبب بے گناہی کے حضور آپ کی پیغمبری کے لحاظ سے جو جو باتیں کہ پرچ تھیں وہ میں نے آپ کے سامنے عرض کر دیں، پس آپ مالک ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب یہ باتیں اس سے سنیں تو فرمانے لگے کہ بھیڑیا کچھ کہتا ہے۔ پھر حضرت یعقوب نے اس بھیڑیے کو اپنے پاس سے کھانا کھلا کر اس کو رخصت کر دیا اور اپنے بیٹوں کو فرما دیا کہ میں نے یوسف کو خدا پر سوپنا اور اپنے رب العالمین سے صبر مانگتا ہوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **إِنَّا خَلَقْنَا بَنِي سَوْدَةَ لَكَمُ الْفُكْرَ أَنْفُسُكُمْ أَمْوَاهُ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ الْمُسْتَعَانُ عَلَىٰ مَا تَصِفُونَ** اور کہا حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہ کوئی بھی ٹھیک بات تم نے ہم کو نہیں بتائی۔ جس پر تمہارے دل خود گواہ ہیں لہذا میں صبر جمیل اور اللہ تعالیٰ کی مدد مانگتا ہوں، اس بات پر جو تم مجھ سے اگر بتاتے ہو یعنی کہ تہ پر ہو کا لگانا ان کا بالکل جھوٹ ہے اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک بیت الاحزان بنایا اور اسی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے لئے جا بیٹھے اور شب و روز فراق یوسف میں روتے روتے ان کی آنکھیں بھی جاتی رہیں یعنی وہ اس قدر یوسف کے واسطے روتے کہ نابینا ہو گئے اسی جگہ حضرت یعقوب کے پاس ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے ان سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے دریافت کیا یا انجی ہمارا یوسف کہاں ملے گا میں کہہ کر جاؤں، میرے یوسف کو اللہ رکھے تو بہتر ہے، اتنے میں جناب بدی تعالیٰ سے اہمام ہوا ہے یعقوب تیرا بیٹا محفوظ ہے اور اس کی حفاظت وہی کر رہا ہے جس کو تو نے سوپنا اور تم ان سے معلوم کر دو۔ کہا الہی میں تصور وار ہوں میں نے خطا کی ہے مجھ پر رحم فرما۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ملک الموت کو جانتے ہو وہ ہر شخص کی جان کو قبض کرتے ہیں تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ملک الموت سے جا کر پوچھا کہ یوسف سلامت ہیں یا نہیں۔ ملک الموت نے کہا کہ یوسف سلامت ہیں اور ان کی روح قبض کرنے کا ابھی تک کوئی حکم نہیں ہے یہ بات سن کر حضرت یعقوب کو تسلی اور بھرپور ہو لیکن بوجہ فراق کے آہ و زاری کرتے رہے۔ روایت یوں کی جاتی ہے کہ یوسف کے گم ہونے کا سبب یوں تھا کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے کسی کی ضیافت کی تھی۔ اسی آشنا میں ایک فقیر محتاج ان کے در پر حاضر ہوا اور اس محتاج نے کھانے کا سوال کیا حضرت نے فرمایا کہ شاہ جی بیٹھو کھانا حاضر ہے اتنا بول کر حضرت یعقوب علیہ السلام کسی کام میں مشغول ہو گئے اور اس آنے والے محتاج کو کھانا نہ کھلا سکے، وہ فقیر محروم بھوکا یہ دعا کر کے چلا گیا۔ الہی تو اس کی ہرزوں کو اس سے دور رکھیو یہ دعا خدا کے دربار میں قبول ہو گئی۔ پس اگر فقیر کو کھانا کھلاتے تو اس کی قوت چالیس دین تک رہتی اب اس کے عوض تو چالیس برس تک یوسف کے غم میں رہے گا، یہ ہذر یہ اہمام سفلے کیا گیا۔ یہ اہمام سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں التجا کی تو رحیم و

مکرم عالم الغیب ہے جو خطا مجھ سے ہوئی وہ قصداً نہیں ہوئی غفلت سے ہوئی ہے۔ یہ التجا دربارِ الہی میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو رہی رہے تھے کہ فوراً جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور فرمایا کہ اے یعقوب تم پر جو رنج گزرا ہے اس سے اس بات کو سوچنا چاہیے تاکہ بندوں کو علم ہو کہ خدا جو چاہتا ہے وہ کر تا ہے اس کے کام میں کسی کو دخل نہیں مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کے بدن سے کپڑے اتار کر بنکا کر کے انہیں کنویں میں ڈالا۔ اسی وقت امراہی سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے پیراہن حریر کا ہشت سے لاکر انہیں پہنا دیا اور وہ پیراہن خلیل اللہ کا تھا جس کی برکت سے آتش فروزان پر گلزار ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے نجات پائی تھی مؤرخین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا سن مبارک اس وقت بارہ برس کا تھا اور بعضوں نے لکھا تھا کہ تیرہویں برس کا تھا اور بعضوں نے لکھا ہے کہ سترہ برس کا تھا اور یہ بھی لکھا ہے کہ اسی اندھیرے کنویں میں یوسف تین دن رات رہے۔ اتفاقاً مرضی الہی سے ایک قافلہ سوداگروں کا مدین سے اسباب تجارت کا مصر کو لے جا رہا تھا۔ ماندگی کے سبب سے راہ بھول کر اس کنویں کے پاس آ پہنچا۔ اس جگہ کی آب و ہوا خوشگوار پاکر منزل کی۔ لیکن وہ کنواں سانپ، پھوڑوں سے پر اور شہر کی آبادی سے دور تھا اور پانی بھی اس کا بیخ اور شور تھا مگر حضرت کے گرنے سے اس کا پانی شیریں ہو گیا اور سوداگروں کے سردار کا نام مالک زعفر تھا اور بشیر نام کا ایک غلام تھا وہ بغرض پانی اس کنویں پر آیا اور پانی کے واسطے اس کنویں میں ڈول ڈالا۔ تب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے خدا کے حکم سے آکر کہا کہ اے یوسف تم اس ڈول میں بیٹھ جاؤ جب اس غلام نے ڈول کھینچ کر اٹھایا دیکھا کہ ایک لڑکا نہایت حسین خوبصورت اس میں بیٹھا ہے اس نے دیکھ کر کہا کہ ہم نے تو ایسا اور اتنا خوبصورت لڑکا کبھی نہیں دیکھا اور نہ اس وقت اس کا کوئی ثانی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ نے جملہ حسن کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بخشا اور دوسرا حصہ سارے جہان کو دیا۔ سوداگروں نے جب اس کی صاحبِ جمال کمال صورت دیکھی تو وہ ہلچھنے لگے کہ تم کون ہو بنی آدم ہو یا فرشتے، وہ بولے میں نسلِ آدم سے ہوں اور ان کے بھائی بھی اس وقت سب کے سب کنویں کے کنارے پر تھے یہ شوخی غلط سن کر ان کے پاس آئے یوسف کو انہوں نے دیکھا تب وہ بولے کہ یہ غلام ہمارے گھر کا ہے مارے ڈر کے گھر سے بھاگ کر اس کنویں میں آگرا ہے۔ حضرت یوسف نے جب جھوٹی بکواس سنی تو چاہا کہ کچھ بولیں۔ ان کے بھائی شمعون نے عربی زبان میں کہا تم ان سے کچھ کہو گے تو جان سے مار ڈالیں

کہا۔ پھر حضرت یوسف نے خوف کی وجہ سے ان سے کچھ نہ کہا، مالک بن زغر نے ان کو سوداگروں کے قافلے میں نے جا کر چھپا دیا۔ لوگوں نے اپنے سردار سے پوچھا کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔ پھر لوگوں نے حضرت یوسف سے پوچھا کہ تم ہی بتاؤ کہ تم کون شخص ہو اور کہاں سے آئے ہو سردار نے سوداگروں کو جواب دیا کہ بہت قیمتی متاع ہے دوسرے دن ان کے بھائیوں نے ان سوداگروں سے جا کر کہا کہ اس غلام کو ہم بیچیں گے مالک بن زغر نے کہا اس کو خرید لوں گا لیکن اس وقت صرف میرے پاس اٹھارہ درہم مصر کے ہیں اور وہ درہم خرید و فروخت میں چلتے بھی نہیں ہیں تم اگر چاہو تو لے لو۔ پس اس قافلے کے سردار نے وہ درہم ان کے حوالے کئے اور ایک لطف یہ ہے کہ مصر کے دو درہم کنعان کے ایک درہم کے برابر ہیں اور اس حساب سے کنعان کے صرف نو درہم ہوتے ہیں۔ حضرت یوسف کو اسی قیمت پر بیچا اور ان کے بھائیوں کی غرض یہ تھی کہ کس طرح سے باپ کی نظروں سے دور کر ڈالیں ورنہ وہ محتاج نہ تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا وَشَدَّوْهُ يَسْمَنَ بَخِيسَ دَرَاهِمَ مَعْلُودَةً وَكَانُوا فِيهَا مِنَ
الْمُتَّحِلِينَ ۝ ترجمہ اور بیچ آئے اس کو ناقص مول میں یعنی گنتی کے چوبیسوں میں اور وہ یوسف سے بیزار ہو رہے تھے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگلے دن حضرت یوسف علیہ السلام کے سب بھائی اس کنویں پر گئے اور حضرت یوسف کو قافلے میں پایا تو یہ سب بھائی کہنے لگے یہ ہمارا غلام ہے اور ہم اس کو بیچنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ ہم سے بھاگتا رہتا ہے اگر تم اسے خریدنا چاہو تو خرید سکتے ہو۔ قافلے والوں نے کہا کہ ہم تو اس کو اٹھارہ درہم میں خرید سکتے ہیں اگر تم کو منظور ہو تو ہمارے ہاتھ بیچ دو اور یہ اٹھارہ درہم لے لو۔ چنانچہ سب بھائیوں نے مشورہ کر کے یوسف کو قافلے والوں کو اٹھارہ درہم میں دے دیا، پھر وہ درہم انہوں نے آپس میں بانٹ لئے اور ایک بھائی نے اپنا حصہ نہ لیا۔ پھر یوسف کو آگے جا کر مصر میں قافلے والوں نے بیچا، لیکن اللہ تعالیٰ نے صرف ایک مرتبہ بیچنا نہ چاہا بلکہ فرمایا اور پھر پردہ پوشی کے لئے دوسری مرتبہ نہیں فرمایا لیکن اشارے سے معلوم ہوتا ہے کہ سستے مول تو پہلی مرتبہ ہی بیچا گیا اور روایت کی گئی ہے کہ مملوک ہونے کا یوسف کے یہ سبب تھا کہ ایک دن حضرت یوسف نے آئینے میں اپنے جمال کو دیکھ کر کہا تھا کہ اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص میری قیمت نہیں دے سکتا تھا۔ حضرت یوسف کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ بوجہ لطافت و نزاکت جو چیز بھی وہ کھاتے گلے سے اترتی ہوئی نظر آتی تھی جب یہ حسن و جمال اپنا دیکھا تو فخر سے کہا اگر میں غلام ہوتا تو کوئی شخص میری قیمت نہیں دے سکتا۔ جب اپنے دل میں

یہ تصور کیا تو باری تعالیٰ کو نالند ہوا اسی کی پاداش میں ان پر عتاب آیا۔ اور ان کو بتایا گیا کہ اسے یوسف تم نے بڑی شیخی کی بات کی ایسی بات کہنا بنی کی شان سے بعید ہے۔ بنی میں غرور و فخر نہیں ہوتا وہ تو اپنے فرض منصبی کے بجالانے میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے تاکہ مخلوق خدا کو ہدایت ہو اور اسے یوسف تم نے تو فخر یہاں تک کیا کہ اپنی صورت آئینے میں دیکھ کر خود ہی اپنی قیمت ٹھہرائی اور تم نے اپنے حقیقی مصور کی طرف کچھ بھی خیال نہ کیا یہ اسی کا نتیجہ ہے جو تو نے فخر کیا کہ دیکھ اب تجھ کو کیا غلام بناتا ہوں اور کتنی معمولی قیمت پر فروخت کراتا ہوں تاکہ لوگ دیکھیں کہ ایسی صورت اور اتنی تھوڑی قیمت پر فروخت ہو رہی ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ سلطنت مصر کی ان کی تندرستی میں لکھی جا چکی تھی اور یہ دنیا کا دستور ہی اصول ہے کہ جب تک کسی کی خدمت نہ کرے اس وقت تک خادموں کی قدر وہ کیا جانے اور بھروسہ ہی خادم کی وقت مخدوم کہلاتا ہے۔ الغرض مالک بن زغر نے یوسف کو بشرط خدمت مول لیا تھا اور ایک قبائلیہ اس مضمون کا ان بھائیوں سے لکھوایا تھا اور وہ یہ ہے کہ مالک ابن زغر نے یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم کے بیٹوں سے ایک غلام نے اٹھارہ درہم سے لیا ہے یہ گواہی گواہان معتبرین کے مالک بن زغر کے ہاتھوں میں اسے سپرد کیا اس کے بعد مالک بن زغر نے حضرت یوسف کے پاؤں میں بیری ڈال کر اونٹ پر سوار کیا اور ایک موٹا پشمینہ اڑھا کر چل دیا۔ کچھ دور جانے کے بعد جب راستے میں حضرت یوسف کی والدہ ماجدہ کی قبر آئی تو وہ اونٹ کو روک کر اتر پڑے اور اپنی مال کی قبر کی زیارت کی اور قبر سے چپٹ کر روئے لگے اور کہتے رہے کہ یا امی بھائیوں نے مجھ پر بوجہ حسد کے بہت ظلم کیا ہے اور اس قافلے والوں کے ہاتھ نہ بچ دیا ہے اور مجھے ان قافلے والوں نے زنجیروں بیٹیوں سے جکڑ دیا ہے اور باپ کی خدمت، وطن اور تمہاری زیارت سے مجھے محروم کر دیا ہے اتنے عرصہ میں قافلہ برداروں کا تھوڑی دور وہاں سے نکل چکا تھا۔ ایک شخص اسی قافلے سے پیچھے دوڑا ہوا آیا اور وہ آکر بولا ارے تو اب تک یہاں ہے سچ ہے تو واقعی جھگڑا معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ کہ اس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو ایک ایسا طمانچہ مارا کہ اس وقت حضرت یوسف کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا ہو گیا۔ یہ حالات دیکھ کر حضرت یوسف نے اس وقت آسمان کی طرف نگاہ کی اور رورور کہنے لگے کہ خدایا ان ظالموں کے شر سے مجھے بچا یہ تکالیف میں برداشت نہیں کر سکتا جو مجھ پر گزر رہی ہیں اور اسے میرے خدا یہ تجھ کو خوب معلوم ہے کہ میں بے قصور ہوں۔ پھر اس کے بعد حضرت یوسف اسی قافلے میں جا ملے۔ یہ الفاظ اللہ رب العزت نے حضرت

یوسف علیہ السلام کے قبول فرمائے اور فوراً ایک ابرہیب جس میں ہوا بھی سخت تیز تھی، وہ ان پر برسے گا اور اس ابرہ میں بجلی کی کلک و دمک بہت تیز تھی اور ابرہ ان پر اتنا شدید برسا کہ وہ سارا کالساں ہلاک ہو گیا اور جو کچھ ان میں سے بچے وہ آپس میں کہنے لگے کہ دیکھو تو کس کے گناہ سے ہم اس آفت ناکہانی میں مبتلا ہوئے، وہ جس نے حضرت کو طمانچہ مارا تھا ابھی مرنا تھا وہ بولا کہ میں نے گناہ کیا ہے جس گھڑی میں نے اس غلام کو طمانچہ مارا تھا تو یہ غلام آسان کی طرف منہ کر کے کچھ بول رہا تھا اور بعد اس کے فوراً ہی یہ بجائے ہلکے و ناکہانی آ پہنچی۔ یہ سننے ہی سب نے جو باقی بچے تھے حضرت یوسف کے پاس جا کر اپنی تقصیر کے معافی مانگی، حضرت یوسف نے ترس کھا کہ ان کو معاف کر دیا اور اسی وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کی جب وہ فوراً ہی ابرہ کھلا اور ہوا بھی کم ہو گئی اور حالات معمول پر آ گئے باقی ماندہ جب وہ وہاں سے چلے تو قبل اس کے کہ وہ قافلہ مصر پہنچے وہاں یہ خبر ہو گئی کہ آج جو قافلہ مالک ابن زغر کا آ رہا ہے اس میں مالک ابن زغر ایک ایسا غلام عبرانی لا رہا ہے کہ اس کی خوبصورتی اور حسن و جمال لاثانی ہے اور پر وہ زمین پر نہ ایسا آج تک ہوا ہے اور نہ ہوگا یہ سن کر تمام اہل مصر سوداگر کے استقبال کو آئے تو تمام اہل مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھا اور جوصفتیں کہ سنی تھیں اس سے بھی کہیں زیادہ ان میں پائیں۔ مالک ابن زغر نے اپنے گھر کو اچھی طرح سنوارا اور باقاعدہ اپنے گھر میں فرش و فرش دیہائے روی کے بچھائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو لباس فاخرہ پہنا کر تاج زرین سر پہرہ کھا۔ اس کے بعد مالک ابن زغر نے پورے شہر میں منادی کرادی کہ میں غلام ہنایت خوبصورت خوش خلق، عقلمند، دانا، چالاک، فرمانبردار، حیا دار، بیچتا ہوں جس کی خواہش اس کے خریدنے کی ہو وہ وقت مقررہ پر حاضر ہو جسے یہ منادی سن کر اہل مصر ادنیٰ و اعلیٰ مالک ابن زغر کے گھر آ کر سب جمع ہو گئے۔ اتفاقاً حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی ان لوگوں کی طرف دیکھا کہ میری قیمت میں یہ لوگ بہت ہی پس و پیش کر رہے ہیں اور حضرت یوسف نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ مالک میرے بچنے میں عجب خطا میں پڑا ہے کہ اس دن میرے بھائیوں کے ہاتھ سے جو اصل قیمت میری ان سب کو معلوم تھی فوراً ہم کو مول خریدا تھا اور آج مجھ کو کوئی نہیں پہچانتا ہے کیوں نہیں یہ مجھ کو بچا کر درہم میں بیچتا اور یہ قیمت حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی انکساری سے ٹھہرائی۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہام ہوا کہ اے یوسف تو نے ایک روز آئینہ میں اپنی شکل و صورت دیکھ کر فخر سے اپنی قیمت کا آپ ہی مول زیادہ خیال کیا تھا اور آج ہنایت عجز و انکساری سے اپنی قیمت کم بھی اور اسی وجہ سے اب تجھ پر فضل خدا ہوتا ہے اور اب تو دیکھ کہ تیری قیمت کس قدر زیادہ ہوئی ہے اور تجھ پر کتنا افضل خدا ہوتا ہے۔ مالک ابن زغر نے حضرت یوسف کو لباس فاخرہ پہنا

کہ کوئی پر بٹھادیا اور لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر بولا مَنْ يَشْتَرِي غُلَامًا حَسِينًا لَطِيفًا ظَرِيفًا
لَيْسَ مِثْلُهُ فِي الدُّنْيَا۔ یہ سن کر حضرت یوسف نے کہا کہ اے مالک ابن زغریلوں مت کہو اور
یوں کہو مَنْ يَشْتَرِي غُلَامًا ضَعِيفًا غَرِيبًا مَظْلُومًا لَيْسَ مِثْلُهُ فِي الدُّنْيَا۔
یہ سن کر دلال بولے کہ ایسا دستور نہیں ہے کہنے کا۔ پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اگر یہاں کہنے کا
رستور نہیں ہے کہنے کا۔ پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اگر یہاں کہنے دستور نہیں ہے تو پھر یوں کہو
مَنْ يَشْتَرِي يُوسُفَ صَدِّيقَ اللَّهِ ابْنِ يَعْقُوبَ! مَرَادُ قِيلَ اللَّهُ ابْنِ اسْحَقَ
صَفِيَّ اللَّهِ أَخِي! سَلِحَيْلَ ذِي بَيْحٍ اللَّهُ ابْنِ! بَدَّهْنِمَ حَلِيلِ اللَّهِ!۔ یہ سن کر تمام
دلالوں نے کہا چپ رہئے ایسا مت کہو اگر لوگ سنیں گے تو خریدنے سے انکار کر دیں گے پھر اس
کے بعد بیکار لگائی گئی کہ ایک ہزار بدر سے اشرفی اس غلام کی قیمت ہے کیا کوئی ہے اس کو خریدنے کے
واسطے تیار اور لغت میں بدرہ کہتے ہیں ایک فیصلی کو جس میں ایک ہزار درہم بھی ہوتے ہیں اور اس
ہزار درہم بھی ہوتے ہیں اور سات ہزار دینار کو بھی کہتے ہیں اور اب آپ حضرات خود ہی کہیں لیجئے کہ کتنی
قیمت ہوئی اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا کہ سات ہزار عقد مردارید اور ہزار ہامہ اطلی رومی اور ہزار قصب
یعنی مصری جامعہ اور ایک ہزار اوٹ بغدادی اور ایک ہزار گھوڑے عربی معہ زین و لکام زریں کے
اور ایک ہزار لونڈیاں رومی اور ایک ہزار غلام خطامی اور ایک ہزار شمشیر چاہیئے، جب یہ قیمت
ٹھہری تو جتنے خریدار تھے سب کے سب چپ رہے۔ عزیز مہر نے جو بادشاہ مصر کا مختار کل تھا اس
نے دو فی قیمت ادا کر کے حضرت یوسف کو لے لیا اور اپنے محل میں لے جا کر زیخا کے حوالے کر دیا۔
اور اسی نے زیخا سے کہا کہ میں نے یوسف کو بڑی قیمت دے کر خرید لیا ہے تم اس کو اچھی طرح رکھنا
اور بطور فرزند کے پیار و خدمت کیجو، غلام کے طور پر نہ رکھنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَالَ
الَّتِي اشْتَرَيْتُ مِنْ قِصْرِ لَا مَرَاتِي أَكْرِهِي مَتَوَاهُ حَتَّى أَنْ يَنْفَعَنِي أَوْ
تَتَّخِذَ ذَكَاءً تَزَوَّجَهُ۔ اور کہا جس نے خرید لیا اس کو مصر سے اپنی عورت کو آبرو سے رکھ
اس کو شادی یہ ہمارے کام آوے یا ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔ جب یوسف کو زیخا نے دیکھا تو ایسی
فریفتہ ہو گئیں کہ ایک دم آنکھوں سے جلد نہ کتریں اور دن رات ان کی خدمت میں رہا کرتیں اور
ہر چیز ان پر تصدق و نثار کرتی تھیں اور دنیا کی ہر قسم کی نعمتیں ان کو لاکھ کھلایا کرتی تھیں اور
نئے نئے لباس فاخرہ ہر روز ان کو پہناتی تھیں اور ایک تاج مرصع بھی ان کے سر پر کھواتی تھیں
اور ان کو اعلیٰ مسند پر بٹھا کر اپنی آرزو مٹاتیں اور ان کی ہر طرح سے دلکاری کرتی تھیں۔ اسی طرح

سے تقریباً سات سال گزرے، اور حضرت یوسف کا شغل اکثر یہ تھا کہ اپنے بھائیوں میں ایک سے ایک مرصع لے کر، ہمیشہ برفالہ کے ساتھ کھیل کرتے تھے۔ اتنے عرصہ میں زلیخا کے ہوش و صبر کی طاقت جاتی رہی اور نوبت یہاں تک پہنچی اور اپنا بھید بھی کسی پر ظاہر نہ کرتی تھیں اور حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ حال تھا کہ جتنی دلداری زلیخا حضرت یوسف کی کرتی تھیں وہ زلیخا کی طرف کچھ بھی التفانہ کرتے تھے۔ جب کبھی زلیخا اپنی غرض کی باتیں حضرت یوسف سے کرتی تھیں تو وہ اس کا کوئی جواب نہ دیتے تھے اسی حالت میں حضرت یوسف علیہ السلام زلیخا کے پاس تقریباً سات برس رہے لیکن باوجود اتنی قربت کے انہوں نے کسی وقت بھی فعل خلیع کا خیال نہ کیا اور ہمیشہ اس سے باز رہے۔ زلیخا اپنی پوری کوشش براہ کورتی رہی لیکن اپنے ناپاک ارادے میں کبھی کامیاب نہ ہو سکی، زلیخا ہر تدبیر سے تنگ آگئی اور کوئی تدبیر کارگر ثابت نہ ہوئی اور اسی فکر میں رات دن ٹنڈھا رہنے لگی۔ اتفاقاً ایک بوڑھی عورت ہمسائی نے زلیخا سے کہا کہ اے زلیخا خیر تو ہے پہلے تو میں تجھ کو بہت نرخی و خرم دیکھتی تھی لیکن اب چند روز سے تم کو بہت فکر مند دیکھتی ہوں ایسی کون سی خطرناک بات سامنے آگئی ہے جس کی فکر تم کو غمزہ کئے ہوئے اور تم کو بہت ہی بے قرار دیکھ رہی ہوں۔ اسی غم و فکر میں تیری صورت بھی تبدیل ہو گئی ہے۔ آخر اس میں کیا ماجرا ہے۔ ہنایت دہی ہوئی آواز میں زلیخا اس بوڑھی عورت سے بولی کہ ایک غلام عبرانی کے عشق نے مجھ کو رنج و غم میں ڈال دیا ہے اور اس نے اپنے عشق میں ایسا پھنسا رہا ہے کہ میں ہر وقت اس کے چہرے کو دیکھتی رہتی ہوں لیکن فی الحقیقت وہ ایسا سنگدل ہے کہ میری طرف ایک نظر بھی دیکھتا اور نہ کچھ بولتا ہے۔ میں تم سے پوچھتی ہوں اے میری خالہ اس کا کیا علاج کرنا چاہیے۔ زلیخا کے اصرار پر وہ بوڑھیا بولی کہ اے زلیخا میں تجھ کو ایک صورت بتاتی ہوں۔ اگر اس کو عمل میں لاؤ گی تو تہا را مقصد پورا ہوگا اور تمہاری جو دلی تمنا ہے وہ بھی پوری ہوگی مگر اس میں خرچ ہوگا۔ اس بات کو سن کر زلیخا نے کبھی خزانے کی قفل خزانے کا اس کے حوالے کر دیا پس اس خزانے سے رقم خرچ کرے کہ ایک ہفت خانہ منقش طلا قاری کا خوشنما اور دلچسپ بنایا گیا اور اس کے در و دیوار بھت پردے فرش فردش تک طلا قاری کے اور صورت یوسف زلیخا کی ایک جگہ ہم تصویر کھینچی اور وہ ہفت خانہ ایسا بنایا گیا کہ اس میں کوئی جگہ ان دونوں کی تصویر سے خالی نہ تھی اور زر ہفت مشجر کپڑے سے تمام گھر آراستہ کیا گیا اور اس میں تخت زریں بھاری مٹل جو امبر کا اس مکان میں رکھ دیا گیا اور فرش بھی گونا گوں پچھوئے اور غنہ کی خوشبوؤں سے بسایا گیا الغرض بسبب بادشاہی ہفت خانہ میں سب موجود تھے بالآخر زلیخا مباشرت کے ارادے

سے حضرت یوسف کو اس کے اندر لے گئی اور ان کی منہیت پر کمر باندھی تمام مکان کے دروازے مقفل کر دیئے گئے اور پھر حضرت یوسف کو ساتھ لے کر بیٹھی، حضرت یوسف نے نظر کر کے دیکھا کہ ہفت خانے کے در و دیوار دھچت و پردے و فرش و فرش پر تمام تصویریں دونوں کی آویزاں ہیں اور تمام مکان بھی خوشبو سے معطر ہو رہا ہے جس طرف نظر کرتے تو دیکھتے کہ صورت اپنی اور زینخا کی آویزاں ہے یہ دیکھ کر حضرت یوسف نے سوچا کہ شاید یہ کچھ راز ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ کیا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت یوسف نے معلوم کیا کہ میرے لئے کچھ فریب کیا گیا ہے اور اپنے دل میں بختہ خیال کیا کہ اگر مجھ کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا جائے تب بھی میں اس کے قبضہ میں نہ آؤں گا اور میں اپنی پاک دامن پر ہی رہوں گا کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت یوسف کے خدا کو یاد نہ کیا اس لئے شیطان لعین نے ان کے دل میں زینخا کے واسطے کچھ وسوساں ڈالا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ان کو معصیت سے باز رکھا اور زینخا اپنے ناپاک ارادے میں کامیاب نہ ہو سکی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَادَّخَلْنَا السِّتْرَ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَنْ نَفْسِهِ وَخَلَقْنَا لَهُ بُؤَابَ هَيْئَتِ لَكَ قَالِ مَعَاذَ اللَّهِ اِنَّمَا دَخَلْتُ اَحْسَنَ مَثْوَايَ اِنَّمَا لَكَ يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ وَلَقَدْ هَمَمْتُ بِهَا وَهَمَّ بِهَا هَا - ترجمہ:- اور پھسل دیا اس کو عورت نے اور وہ اس کے گھر میں تھا اپنے جی تھا منے سے اور بند کے دروازے اور بولی زینخا حضرت یوسف سے شتاب کر حضرت یوسف نے فوراً کہا کہ خدا کی پناہ وہ عزیز ملک ہے میرا اور میں اس میں البتہ بھلائی نہیں پاتا اور جو لوگ بے انصاف ہیں وہ ایسا کرتے ہیں اور البتہ عورت نے خواہش کی اور پھر اس نے بھی خواہش کی تھ جب یوسف علیہ السلام ہفت خانے میں گئے زینخا کی طرف نظر نہ کی اور آسمان کی طرف دیکھا کہ بھت پر اپنی صورت زینخا کے ساتھ مصور ہے پھر دائیں بائیں نظر کی پھر وہی تصویر دونوں کی بہم دیکھی الغرض تمام گھر میں نقطہ تصویریں نظر آئیں۔ پھر ناپاچار ہو کر حضرت یوسف نے زینخا کی طرف نظر کی اور زینخا کو بنور دیکھا اور اپنے دل میں یقین کرنے لگے کہ انفس کو گری نے میرے کام کیا ہے۔ پھر یہ دیکھ کر زینخا بولی کہ اسے

لے انبیا، کا لکھنا غلط ہے اس لئے کہ انبیا علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اور انبیاء کے قلب میں ایسے غلط کبھی موجزن نہیں ہوتے اور وہ کتابوں سے پاک ہوتے ہیں۔ مگر یہ بھی توجہ غلط ہے اہل آیت یوں ہے وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا اَنْ رَّاى بُرْهَانَ دَیْہَا یعنی یوسف ہی اس کے قصد کرتا کہ نہ دیکھتا دلیل اپنے رب کی، ہذا یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قصد نہیں کیا اور نہایت پوری کے معنی نہیں ہوئے اور پھر ان کو تو غی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ ہمارے غصہ بنوں میں سے ہے اور جو غصہ بند ہوتے ہیں ان پر شیطان کا بس نہیں چل سکتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ ۱۵ عبدہ

یوسف مجھ پر ایک نظر کر کہ میں مستغنی ہوں اور غموں سے خلاصی پاؤں حضرت یوسف نے کہا کہ میں دیتا ہوں کہ قیامت کے دن میرا خدا مجھے زنا کاروں میں کھڑا کرے گا۔ حالانکہ میں پیغمبر زادہ ہوں اور یہ فعل بد مجھ سے نہ ہو سکے گا خدا نہ کرے جو میں ایسے فعل میں گرفتار ہوں کیونکہ میں نے خداوند قدوس کو منہ دکھانا ہے، پھر زلیخا بولی اسے یوسف ذرا مجھ پر نظر کر۔ ذرا آتجھے گو دہیں لوں اور اپنی چھاتی سے لگاؤں، ماہر و کا کل کو میرے ساتھ بلا۔ حضرت یوسف نے کہا کہ مصور کی طرف دیکھ یہ بال خاک میں سے پڑیں گے۔ پھر زلیخا بولی کیوں مجھے شاتابہ آرام جان دے۔ آپ نے کہا کہ مجھے دو باتوں کا غم ہے ایک تو مجھے خدا کا ڈر ہے اور یہ سب سے بڑا ڈر ہے اور دوسرے یہ حق عزیز کا ہے میں کیسے استعمال کروں اور اس نے مجھے ہر طرح سے آرام میں رکھا ہے میری غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ میں ایسی حرکت کروں اس بات کو سن کر زلیخا بولی کہ عزیز مہر سے مت ڈر میں اس کو نہ ہر قاتل کھلا کہ مار ڈالوں گی اور پھر اسے گھر کی سلطنت بھی تم کو دے دوں گی۔ اور تم تو مجھ کو یہ کہتے ہو کہ میرا خدا بڑا رحیم و کریم ہے اور گنہگاروں پر، بعینہ رحم کرتا ہے اور میں یہ بھی وعدہ کرتی ہوں کہ اگر تو نے میری خواہش پوری کر دی تو جو کچھ کہ گنج و خزانہ میرا ہے سب تیرے خدا کے نام پر صدقہ و کفارہ دوں گی تب تو تیرا خدا خوش ہو جائے گا اور اور سارے گناہ بھی معاف کر دے گا۔ یہ باتیں سن کر حضرت یوسف نے فرمایا اسے زلیخا میرا خدا شرف نہیں لیتا جو تو ارادہ رکھتی ہے، اسے زلیخا یہ تمام خرافات کہلاتے ہیں مجھ سے ہرگز نہیں ہو سکتے یہ سن کر زلیخا بالکل مایوس ہو گئی اور ہمت ہی بے تابی کے ساتھ روئے لگی اور حضرت یوسف برابر اس فعل بد سے انکار ہی کرتے رہے اور کسی لمحہ بھی آپ نے اس فعل بد کا ارادہ یا قصد نہ فرمایا اور یہی شان نبی کی ہوتی ہے۔ پس بار بار اصرار پر حضرت یوسف کچھ مائل ہوئے لیکن پھر دل میں سخت اندیشہ کرنے لگے (یہاں پر کچھ اعتراض ہے) حضرت یوسف پیغمبر تھے اور پھر اسی فعل بد پر قصد کیا۔ جواب اس کا بعض علماء محققین نے یہ دیا ہے کہ حضرت یوسف اس طرف مائل ہونے کے وقت پیغمبر نہ تھے اور حالت شباب میں قصد قبیح کرنا مقتضائے بشریت سے بعید نہیں اور دوسرے یہ کہ جو فعل نہیں کیا ہو اس میں اندیشہ کرنا مواخذہ نہیں ہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ شاید یوسف اس لئے اندیشہ کرتے تھے کہ اگر شوہر اس کا نہ ہوتا تو میں اس سے نکاح کر لیتا اور مفسرین نے تفسیر میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف نے جب زلیخا کو حد درجہ مضطرب دیکھا اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب آپ نے ارادہ کیا کہ میں زلیخا سے رہائی پاؤں اور بعضوں نے کہا کہ دلیل سے یوں ثابت ہوتا ہے کہ یوسف علیہ السلام نے جب دیکھا کہ زلیخا نے ہفت خانے کے دروازے بند کر دیئے

اور اپنی جان دینے پر مستعد ہوئی تب ناچار اس کے سوا کوئی رہائی نہ دیکھی اور پھر اس کی طرف ^طٹپ ہوئے اور رضادہ کی اور ازار بندیں اپنے سات سات گروہ دے رکھی تھیں تاکہ اس کے کھولنے میں تاخیر ہووے اور یوسف اللہ کی طرف نظر کئے تھے کہ اتنے میں زلیخا نے خوش و محفوظ ہو کر جلدی سے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور وہ متقاضی مباشرت کی ہوئی۔ پس یوسف کے ازار بند کی ایک گروہ کھولنے میں لگتی اور دوسری گروہ ازار بند کی لگ جاتی اور حضرت یوسف کا دھیان بھی اسی وقت خدا ہی پر تھا۔ پھر ایک آواز غیب سے آئی کہ اے یوسف مت اس کے فریب میں آ اور نہ اس کی طرف کوئی توجہ کر۔ اترتے اس کی طرف توجہ کی تو تو فعل بد کا مرتکب ہو جائے گا اور تیرا نام بھی خدا کے ہاں اسی جرم کی پاداش میں انبیاءوں کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا اور نہ معلوم خدا تیرے ساتھ کیا معاملہ کرے چنانچہ حدیث قدسی میں آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **يَا يُوسُفُ كَوِّدَا فَنَقْتُ الْخَطِيئَةَ يَبْنَحُوا** اللہ! سَمَكٌ مِّنْ دِيْنِ اِيْنِ الْاَنْبِيَاءِ ترجمہ۔ اے یوسف اگر موافقت کی تم نے گناہ کی تو مثلاً اے گا اللہ تعالیٰ تیرا نام انبیاءوں کے دفتر سے تب سنتے ہی یہ الفاظ غیبی حضرت یوسف دروازے کی طرف دوڑے باہر نکل جانے کے واسطے اور پیچھے زلیخا دوڑی ان کے پکڑنے کو، خدا کے حکم سے دروازے خود بخود کھلتے چلے گئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ حضرت جبرائیل نے آکر یوسف کی پشت پر ایک خط کھینچا خدا کے حکم سے صاف اس فعل سے بچ گئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ لڑکا دودھ پیتا عزیز مر کا تھا اور وہ تقریباً چھ ماہ کا تھا وہ اپنے گوارے پر ہی سے بولا **يَا أَيُّهَا الْيَقِيْنُ ائْتُرْنِي** ترجمہ۔ اے یوسف صدیق تم زنا کرنا چاہتے تھے۔ اور بعض کا قول ہے کہ زلیخا نے ایک سونے کا بت بنا رکھا تھا جس کو وہ پوجتی تھی اور وہ بھی اسی جگہ رکھا تھا اس کو زری کے کپڑے سے ڈھانکنے لگی۔ اتنے میں حضرت یوسف کی نظر اس پر جا پڑی، پوچھا کہ یہ کیا چیز ہے جو تو نے پردے کے اندر رکھی ہے وہ فوراً بولی کہ یہ میرا خدا ہے جسے میں سجدہ کرتی ہوں اور اسی واسطے میں نے اس کو پردے میں رکھا ہے کہ وہ مجھ کو دیکھنے نہ پائے اور میں اس کے نزدیک شرمندہ و گنہگار نہ بنوں یہ سن کر حضرت یوسف نے کہا اے زلیخا **أَنْتَ تَسْتَحْيِي مِنَ الصِّمِّ وَأَنَا لَا أَسْتَحْيِي مِنَ الصِّمِّ** ترجمہ۔ اے زلیخا تو شرم کرتی ہے اپنے بت سے کہ جس میں کوئی حس و حرکت نہیں ہے اور میں کیونکر شرم نہ کر دوں اپنے اللہ تعالیٰ سے جو بے نیاز خیر و بصیر و رب العالمین ہے پھر حضرت یوسف گھر آکر وہاں سے اٹھ بھاگے اور فوراً دروازے پر آگئے اور ادھر زلیخا نے

اپنے بال و منہ کو پریشان حال بنا کر ان کے پیچھے سے جا کر کپڑے کا دامن پکڑ کر چیر بھاڑ ڈالا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ساتوں دروازوں کے قفل کھل گئے اور حضرت یوسف کی ٹوپی سر سے گر پڑی تھی اور سر کے بال پراگندہ ہو گئے تھے اور زلیخا کے سر کے بال بھی الجھ کر رہ گئے تھے اور خود زلیخا تنگی تھی اور عزیز مصر نے دروازے پر دونوں کو اسی حالت میں نبھا گئے ہوئے پایا۔ عزیز مصر کو دیکھ کر زلیخا نے جھوٹی باتیں بنا کر عزیز مصر سے کہا کہ تم نے ایسا غلام اپنے گھر میں رکھا ہے کہ وہ مجھ سے بد فعلی کرنا چاہتا ہے۔ یہ دیکھو میرا حال کیسا ہو رہا ہے۔ قوله تعالیٰ۔ وَاسْتَبَقْنَا الْبَابَ وَقَدْ ثَبَتْنَا فَمِنْهُمْ مَن ذُبِرَ وَالْفَيَاسِيَةُ هَالِكَةُ الْبَابِ تَاكُلُ مَا جَزَاءُ مَنْ أَرَادَ بِأَهْلِكَ سُوءًا إِلَّا أَنْ يَسْجَنَ أَوْ عَذَابٌ أَلِيمٌ اور دونوں دروازے کی طرف بڑھے اور عورت نے چیر ڈالا اس کا کرتہ پیچھے سے اور دونوں کے دونوں مل گئے عورت کے غاوند سے دروازے میں، زلیخا بولی اور کچھ سنا نہیں ایسے شخص کی جو چاہے تیرے گھر میں برائی مگر یہی کہ قید میں پڑے یا دیکھ کی ماریہ سن کر عزیز مصر نے حضرت یوسف سے کہا کہ تجھ کو میں نے اپنا بیٹا بنایا تھا اور اپنے گھر کا امین بنایا تھا اب مکافات اس کی یہی ٹھہری کہ تم میری عورت پر نظر بد رکھتے ہو، حضرت یوسف نے عزیز مصر سے کہا کہ زلیخا مجھ پر ناحق افترا و تهمت رکھتی ہے اور میری صداقت و دیانت پر جھوٹ بہتان بناتی ہے اور مجھ کو گنہگار بتاتی ہے اور میں اس سے مبرا ہوں، کیفیت حال یہ ہے کہ جب زلیخا نے مجھ کو پکڑا تو میں دروازے کی طرف بھاگا پھر پیچھے سے میرے کونے کا دامن پکڑ کر چھاڑ ڈالا۔ عزیز مصر نے جب یہ باتیں سنیں تو اپنے جی میں سوچا کہ یہ غلام جب سے میرے گھر میں ہے کبھی اس سے میں نے خیانت نہیں پائی اور نہ جھوٹ بات کبھی اس نے کہی ہے۔ پھر عزیز مصر نے حضرت یوسف سے کہا کہ میں تیرے قول کو جب پس سج جانوں گا کہ تو بہت سچا ہے اور ہر سیرت کے اور زلیخا جھوٹی برسرِ باطل ہے کہ اس بات پر تو گواہ لا تو اس وقت حضرت نے ایک بچے کو کھوارے پر اشارہ کیا کہ تم اس لڑکے سے پوچھ لو عزیز مصر نے مسکرا کر کہا کہ تو نے جو کیا اب مجھ کو معلوم ہوا گناہ تیری طرف سے ہے تو مجھ کو منالط ہے کیونکہ چھ مہینے کے لڑکے سے پوچھوں چھ مہینے کے لڑکے نے بھی کبھی سوال جواب کیا ہے، جو مجھ کو بتا لے۔ اتنے میں خدا کے حکم سے وہ لڑکا اپنے پالنے میں سے بول اٹھا کہ اے عزیز مصر یوسف علیہ السلام صدیق اس بات پر بچے میں اور تم میری بات کو جھوٹ نہ جانو۔ جب عزیز مصر نے لڑکے کی زبانی یہ بات سنی تو بڑا ہی متعجب ہوا اور اس نے اس کے پالنے کے قریب جا کر اس سے دریافت کیا کہ اسے لڑکے تو نے کیا دیکھا ہے تب وہ بولا قوله تعالیٰ وَشَهِدْ مَشَاهِدٌ

مِنْ أَهْلِهَا إِنْ كَانَ قَيْصُهَا قَدْ مَلَكَ مِنْ قَبْلِ نَصْلَانِ وَهُوَ مِنَ الْكَلْبِ بَيْنَ دَانٍ
 كَانَ قَيْصُهَا قَدْ مَلَكَ مِنْ دُبُرِ نَكْرٍ بَشَّ وَهُوَ مِنَ الصُّبْحِ قَيْنٍ ۝ اور گواہی دی کہ
 گواہ نے عورت کے لوگوں میں سے اگر ہے کہ تہ اس کا پھٹا آگے سے تو عورت سچی ہے اور وہ جھوٹا ہے
 اور اگر کرتہ پھٹا ہے اس کے پیچھے سے تو یہ جھوٹی ہے اور وہ سچا ہے تب عزیز مصر نے دیکھا کہ کرتہ یوسف
 کا پیچھے سے پھٹا ہے تو کہنے لگا اَقْبَيْصَهُ قَدْ مَلَكَ مِنْ دُبُرِ نَكْرٍ اِنَّمَا مِنْ كَيْسٍ
 كُنْتُ ۝ اِنْ كُنْتُ كُنْتُ عَظِيمٍ ترجمہ۔ پھر جب دیکھا عزیز مصر نے دیکھا کہ کرتہ پھٹا پیچھے سے کہا
 بیشک یہ ایک فریب ہے تم عورتوں کا اور البتہ عورتوں کا بڑا فریب ہوتا ہے۔ بعد اس کے عزیز مصر نے
 زینما کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا اور یوسف کو قید کرنا چاہا۔ اس کے لڑکے نے کہا اے عزیز مصر تم نے
 جو کچھ خیال کیا ہے وہ عقلمند لوگوں کے خیال سے بعید ہے اگر تم ایسا کرو گے تو تمام خلائق کے نزدیک
 آپ ہی رسوا ہو جاؤ گے یہ بات سن کر عزیز مصر نے یوسف کو کہا کہ اس بات کو جانے دو، اور زینما سے
 کہا کہ میں نے تجھے معاف کیا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا اللہ تعالیٰ نے يُوَسِّفُ أَخِيضَ عَنْ
 هَذَا (سکتہ) اور زینما کو کہا اِسْتَغْفِرِي لِيْ ذَنْبِكَ ۝ اِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ ۝
 اے یوسف جانے دو اس بات کو اور اپنی عورت سے کہا یعنی زینما کو کہا کہ تو بخشو اپنے گناہ یقین
 ہے تو ہی گنہگار تھی، کہتے ہیں اس وقت یہ باتیں ہونی تھیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام وہاں حاضر
 تھے جو کہتے تھے یوسف علیہ السلام عزیز مصر کو کہہ دے کہ اِنَّكَ كُنْتَ مِنَ الْخَاطِئِينَ
 ترجمہ: حضرت یوسف بولے کہ اس نے خواہش کی مجھ سے اور میں اپنے دل کو قابو میں کئے ہوئے
 تھا اس وقت حضرت جبرائیل بولے کہ اے حضرت یوسف کیوں اس کا پردہ فاش کرتے ہو، حالانکہ اس
 نے تمہاری محبت کا سچا دعویٰ کیا ہے عقلمند اور ہمدردوں کا یہ مشورہ نہیں ہوا کہ تاکہ وہ اپنے محب کا
 عقد کھولے پھر حضرت بولے یا الہی تو نے ناحق مجھے عزیز مصر کے سپرد کیا کہ یہ مجھ کو بے گناہ عذاب
 میں مبتلا کرتا ہے، حضرت جبرائیل نے کہا، اے حضرت یوسف تم نہیں جانتے کہ دوست کی دوستی
 میں مصیبت اٹھانا ہوتی ہے اور محققوں نے یوں بھی لکھا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت جبرائیل کو
 منع فرمایا تھا کہ حضرت یوسف زینما کا عیب ظاہر نہ کرو۔ اگرچہ زینما اس وقت کافر ہی تھی لیکن خدا
 کو یہ منظور نہ تھا کہ یوسف زینما کی پردہ دری کریں کیونکہ خداوند قدوس کی صفتوں میں سے ایک صفت
 تبار العیوب بھی ہے اور دوسری صفت غافر الذنوب ہے اس لئے عیب کی پردہ پوشی زیادہ بہتر
 ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھ کو پسند نہیں ہے تم کو رنج و غم دینا۔ اگر کوئی شخص جفا کرے

تو میں اس کے غصے میں بھی وفا کرتا ہوں۔ بعض محققوں نے کہا ہے کہ حضرت یوسف نے عزیز مصر کے ساتھ بات چیت کرتے وقت اپنے جی میں کہا کہ میری بات عزیز مصر کو یاد نہیں ہوتی اور مجھ کو سچا نہیں جانتا حالانکہ اس نے مجھ سے کبھی جھوٹ بات نہیں سنی اور نہ مجھ سے کبھی خیانت پائی ہے حضرت جبرائیل نے فرمایا کہ جو انردی اس چھ مہینے کے ٹھکے سے سیکھ لو اس نے جو گواہی دی ساتھ دلیل کے کہ وہ تمہارے جیسا نہیں کہ بے قائل کہہ بیٹے کہ گناہ زلیخا نے کیا ہے۔ لیکن ٹھکے نے یہ ظاہر نہ کیا اور گواہی دے دی۔ اور خدا کو بھی یہ کب منظور ہے کہ بندہ مؤمن کا عیب ظاہر ہو اور تمام مخلوق کے سامنے رسوا ہو دے اگرچہ اس سے گناہ ہی صادر کیوں نہ ہوا ہو۔ تب بھی اپنے حکم سے پردہ پوشی کیا چاہیے۔ اس بات میں بعضوں نے اختلاف بھی کیا ہے کہ کسی نے تین مہینے اور کسی نے سات مہینے بعد اس کے یہ ظاہر ہوا کہ یہ بات خلق اللہ کے کان پہنچی کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت یوسف کی زبان سے پانچ عورتوں نے سُنی تھی جو کہ زلیخا کی ہمراز تھیں وہ سب کی سب زلیخا کو ملامت کرنے لگیں۔ ایک تو ان میں ساتی ملکہ تھیں اور دوسری باورچہن اودہ میری عورت خوان برادر تھی اور جو تھی بلانے والی اور پانچویں حجامنی تھی یہ سب ملکہ زلیخا کو ملامت کرنے لگیں ایک روز زلیخا نے دعوت طعام دے کر ان سب کو بیک وقت بلایا ایک جگہ مجلس کی مقرر کی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَحَلَمْنَا سَمِيعَةً مِّنْهُنَّ لِيَكْتُمَنَّ لَهُنَّ مَتَكًا ۚ اِنَّهُنَّ يَسْكِنْنَ ۚ قَالَتِ اَخْرُجْ عَلَيْنَهُنَّ ترجمہ۔ جب سنا تو قریب بلوایا ان کو اور تیار کی ان کے واسطے ایک مجلس اور دی ان کو ہر ایک کے ہاتھ میں چھری اور ایک لیوں اور ادھر حضرت یوسف سے بولی کہ اب نکلوان کے سامنے سے اور چھری کاٹنے کو دے دی گئی اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو زربفت کے پٹری سے قریب مکمل زرد یا قوت سے سجا کر اس مجلس میں لا کر بٹھایا گیا جب عورتوں نے ایک بارگی ان کی طرف نظر کی سب کی سب بے ہوش ہو کر گر پڑیں اور بجائے لیوں تراشنے کی اپنی انگلیاں کاٹ لیں اور حضرت یوسف کی شکل و صورت پر سب کی سب عاشق ہو گئیں ۲ اور جب مجلس برخواست ہوئی تو بعد اس کے وہ عورتیں اپنے اپنے پوش میں آئیں اور ہر عورت نے اپنے اپنے ہاتھوں کی انگلی کٹی ہوئی دیکھیں اور اپنے پٹری سے بھی خون سے آلودہ دیکھے تو یہ کیفیت دیکھ کر بعض ان میں سے کہنے لگیں کہ حضرت یوسف تو بشر نہیں ہیں کوئی فرشتہ معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ فَلَمَّا دَايَبُوا كَبْرًا مَا دَقَّ طَعْنُ اَيُّسٍ يَهْنُ ۚ وَكُلُّنَّ هَاشِلٌ يَلْثَمُ

مَا هَذَا بَشَرًا اِنْ هَذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝ ترجمہ ۱۔ پھر جب دیکھا حضرت
 یوسف کو دیکھا تو دہشت میں آگئیں اور کاٹ ڈالے اپنے ہاتھ اور کہنے لگیں حاشا للہ یہ شخص تو
 آدمی معلوم نہیں ہوتا شاید یہ کوئی بزرگ فرشتہ ہے یہ دیکھ کر زلیخا بولی کہ یہ وہی شخص ہے جس کے
 لئے تم مجھے طعن اور ملامت کرتی ہو۔ وہ عورتیں کہنے لگیں کہ اسے زلیخا ہم پر ملامت ہے تجھ پر نہیں
 بلکہ تجھ پر رحمت ہو کہ تو نے ایسا معشوق پایا۔ اور پھر وہی عورتیں کہنے لگیں کہ تو نے ہمیشہ اپنے گھر
 میں رکھا اور تو اس کو فریب نہ دے سکی۔ اس کے جواب میں زلیخا نے کہا میں نے بہت کوشش کی
 اور ابھی تک کوہری ہوں لیکن وہ شخص میرے ہاتھ نہ آتا۔ اور اس معاملہ میں وہ میرا کہنا قطعاً نہیں
 سنتا بمصدق ال آیت مذکورہ کے قوله تعالى وَلَقَدْ زَاوَتْهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاَسْتَعْصَمَ
 وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَا امُورُهُ لَيَسْجُنَنَّ وَ لَيَكُونَنَّ مِنَ الصَّٰغِرِيْنَ ۝ ترجمہ۔
 اور میں نے اس سے چاہا کہ جی بھریں گم وہ اپنی جگہ اپنے ارادہ پر برابر قائم رہا اور اگر اب
 بھی نہ کرے گا جو میں کہتی ہوں تو البتہ قید خانے میں پڑے گا اور ہوگا وہ بڑا بے عزت عورتوں
 نے زلیخا کو صلاح دی کہ دوسری مرتبہ پھر یوسف کو بلا کہ ہم اس کو ملامت کریں اور نصیحت کریں
 ممکن ہے کہ تیرے کام میں آسانی ہو حالانکہ ان عورتوں کی غرض یہ تھی کہ اس جیلے پھر یوسف کو دیکھیں
 چنانچہ زلیخا نے پھر یوسف کو بلایا اور سب کے سامنے بٹھا کہ ان عورتوں نے حضرت یوسف سے
 کہا کہ اے صاحب آپ کس واسطے اس بیچاری سیدہ پر بے رحم ہیں اس کے ساتھ کیوں نہیں شوق
 فرماتے اور ہم لوگ یہ ڈرتے ہیں کہ آپ بلا وجہ اس کے عتاب میں آکر قید خانہ میں پڑیں۔ اس بات
 کو سن کر حضرت یوسف نے کہا میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ قید خانہ میں پڑوں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
 فرمایا۔ قَالَ مَرِّتَ السَّجُنُ أَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَسْتَعُوْذُنِيْ اِكْبٰی ۝ وَالْاَنْصُرُ
 حَقِّيْ كَيْدَ هٰٓؤُلَآءِ ۝ اَكْبٰی ۝ اَكْبٰی ۝ اَكْبٰی ۝ ترجمہ۔ حضرت
 یوسف بولے کہ اے رب مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے جس طرف یہ مجھ کو بلاتی ہے اور
 اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ سے ان کا فریب تو شاید میں کبھی مائل نہ ہو جاؤں ان کی طرف اور میں
 ہو جاؤں بے عقل، یہاں پر ایک اعتراض ہے کہ مصر کی عورتوں نے جہاں یوسف کا دیکھ کر
 بے ہوش ہو کر لیموں تراشنے کے عوض انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے لیکن باوجود زلیخا کے
 عاشق ہونے کے اس کا کوئی ہاتھ نہ کٹایا کیا مگر اسے جواب اس کا یہ ہے کہ جس شخص کا کسی چیز
 میں دل لگا ہو اور ہمیشہ اسے دیکھتا ہو تو اسے کچھ خوف و خطر نہیں رہتا اور جس شخص نے کہ وہ

چیز نہ دیکھی ہو تو اس پر دہشت ہوتی ہے۔ چونکہ یوسف پر زلیخا عاشق تھی اور ان کے واسطے بہت محنت اٹھاتی تھی اور ان کے ساتھ مدتوں رہی تھی اس لئے زلیخا اپنے حال بہرہ قرار تھی اور ان عورتوں نے اس سے قبل حضرت یوسف کو نہ دیکھا تھا۔ اس لئے صورت ان کی اچانک دیکھ کر بے ہوش ہو کر لمبوں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے کیونکہ ان عورتوں نے ایسا خوبصورت صاحبِ جمال شخص کبھی نہ دیکھا تھا اور بعضوں کے اشارے سے یہ مراد ہے کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو عند الموت فرشتوں کے ہاتھ سے تکلیف دلوا دے گا اور پھر ملک الموت سے بھی ڈراوے گا اور قبر کے اندر منکر نکیر سوال و جواب کریں گے اور قیامت کے دن دوزخ کو بھی دکھاوے گا لیکن مومن اس سے نہیں ڈرے گا جب مومن ایک بار دیکھے گا تو جان لے گا کیونکہ اسی لئے ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں تمام احوال عالم ارواح اور بہشت اور دوزخ کو دکھایا تاکہ وہ احوال قیامت کا دیکھ کر حشر کے دن قلب ان کا دوسری طرف مائل و مشغول نہ ہو اور اپنی امت کی شفاعت کرنے سے باز نہ رہیں۔ اور یہ بھی ایک روایت ہے کہ مصر کی عورتوں نے یوسف کو دیکھتے ہی عاشق ہو کر لمبوں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے یہ دیکھ کر آتش غیرت نے گریبان عاشق سے زلیخا کے سر مارا وہ مانند مسرغ نیم نعل کے تڑپنے لگیں اور رو رو کر کہنے لگیں کہ میں نے ہے کیا برا کام کیا خدا فسوس ہے کہ یوسف کو فی س میں معشوق کے لئے بیچ دیا ہے رنج و بلا کے غوطے کھاتی ہوں کہ ہنوز کشتی مراد کنارے میں مقصود کے نہ پہنچی اور غیروں کو یہ متاع دکھانا محض بے جبری ہے اور اس سے کوئی فائدہ بھی نہ ہو گا اور اب میری صلاح یہ ہے کہ یوسف کو ان سے چھپایا جائے اور بہتر یہی ہے کہ ان کو جیل خانے میں بھیج دیا جائے یہ سب حقیقتیں جب مصر کو معلوم ہوئیں کہ مصر کے لوگ اس وقوع ماجم سے آگاہ ہوئے۔ تب نادم ہو کر باتفاق زلیخا کے حضرت یوسف کو قید خانے میں بھیجا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **ثُمَّ بَدَأَ مِنْهُ الْمِثْمَ مِنْ بَعْدِ مَا سَأَلَ الْأَيَّاتِ كَيْسَ جُنَّتْ حَتَّى حِينٍ** ۵ پھر یہ سوچا لوگوں کو ان نشانیوں کے دیکھنے پر قید رکھیں اس کو ایک مدت تک فائدہ اگرچہ نشان سب دیکھ چکے کہ گناہ سب عذبت کا ہے تو بھی ان کو یہی قید کیا تاکہ خلق میں بذنامی عورت کی نہ ہو اور یوسف بھی زلیخا کی نظر سے دور رہے پھر حضرت یوسف کو تاج مکمل سر پر رکھ کر اور لباس فاخرہ پہنا کر کمر بند زری کا کمر میں باندھ کر بہت اچھا سجا کر قید خانے میں بھیجا۔ قید خانے کے نگہبان و نگران لوگوں نے حضرت یوسف کو دیکھا تو بڑا تعجب کیا اور پھر زلیخا کے پاس آدمی بھیجا کہ قید کو اس قدر نشان و ثبوت سے قید خانے میں نہ بھیجا جائے حکم ہوا کہ سب پوشاک اس کے بدن سے اتروا ڈالیں اور ساتھ ہی

یہ حکم بھی دیا کہ یوسف قیدی نہیں ہیں بلکہ حصار میں ہیں۔ اور میں نے اس لئے وہاں بھیجا ہے کہ کوئی اس کو نہ دیکھے اور لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہے اس اشارے سے ایک اور فائدہ محققوں نے لکھا ہے کہ ہرمون کے وقت عمامہ شہادت کا سر پر اور لباس معرفت کا بدن پر اور کمر بند خدمت کا کمر میں اور موزہ اسلام کا پاؤں میں پہنایا جائے گا پھر فرشتے کہیں گے کہ یا حق تعالیٰ اس کی اس لباس عمدہ اور فضائل حمیدہ کے ساتھ کیونکر جان قبض کی جائے گی۔ اگر حکم ہو تو سب آمار یسوی تب حکم ہو گا یہ حصار میں زندانی نہیں ہیں اور لباس اس کا ویسا ہی رہنے دو اور تم جان لو کہ وہ میرے بندے ہیں بد نہیں ہیں اور اس قصے میں آیا ہے کہ زلیخا نے حکم کیا تھا کہ اس بندی خانے کو اچھی طرح سے پاک و صاف اور درست کمر کے ایک عمارت عالی شان پر تکلف بنا کر اور اس میں ایک تخت جڑاؤ مرصع کار وہاں رکھو اور دیباے نفیس اس پر بچھو اور غنیمت و عود کو ناگوں خوشبو کے لئے جلا دو پھر اس کے بعد حضرت یوسف کو اس تخت پر بٹھا دو اس زمانے میں بادشاہ مصر کا ملک ایران تھا۔ اس کے دو غلام عقلمند صاحب ہوش تھے اور کسی خطا میں بادشاہ نے ان کو قید خانے میں بھیجا تھا۔ دونوں کے نام یہ تھے ایک کا نام ساقی اور دوسرے کا نام طبّاخ تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَذَخَلَ مَعَهُ السَّجُنُ قَتِيلًا ترجمہ اور داخل ہوئے اس کے ساتھ بندی خانے میں دو نوجوان تو وہ دونوں یوسف کا حال دیکھ کر ان کے جمال پر متحیر ہو گئے اور سیرت اور عبادت ان کی دیکھ کر ان کے پاس جا بیٹھے اور باتیں کرنے لگے اور ہر ایک ان میں سے اپنے اپنے قصے بیان کرنے لگے اور جب تین دن گزرے تو ساقی نے خواب میں دیکھا کہ خوشہ انگور کا پھوٹتے ہیں اور طبّاخ نے دیکھا تھا کہ ربوئی نر پر اس کے رکھی ہے اور ہر بند سب ہو اپنے آپ کے لچا کے کھاتے ہیں دوسرے دن اس خواب کو آپس میں قیل و قال کرنے لگے۔ تعبیر اس خواب کی یوسف سے پوچھنا چاہیئے دیکھیں وہ اس خواب کی کیا تعبیر بتاتے ہیں۔ یہ خیال کر کے وہ دونوں حضرت یوسف کے پاس گئے اور حضرت یوسف سے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے رات کو خواب دیکھے ہیں اور ہم لوگ اس وجہ سے آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ ہم کو اس خواب کی تعبیر بتائیں کہ کیا ہے۔ حضرت یوسف نے ان کے خواب سنے اور سننے کے بعد ان سے فرمایا کہ تم دونوں صاحب ذرا ٹھہرو تب میں اس کی تعبیر بتاؤں گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قَالَ أَحْلِهِمَا أَنِي أَنَا فِي أَعْيُنِكُمْ رَاجٍ وَقَالَ الْآخَرُ إِنِّي أَنَا فِي أَعْيُنِكَ رَاجٍ قَالَ أَحْلِهِمَا فَوَقَىٰ رَاسِي خُبْرًا تَأْكُلُ السُّبُورُ مِنْهُ نَبْتُهَا وَمِنْهُ يَأْكُلُونَ لَكَ مِنَ الْخُبْرِ

قَالَ لَا يَأْتِيَكُمَا طَعَامٌ تُزْذِقْنِهِ إِلَّا نَبَاتًا كُفِّرَا بِهِ قَبْلَ أَنْ
يَأْتِيَكُمَا ۚ ذَلِكُمَا مِمَّا عَلَّمْنِي رَبِّي ۚ إِنْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ ۝ ترجمہ۔ کہنے لگا ایک ان میں سے کہ میں
دیکھتا ہوں کہ میں بخور تا ہوں شراب اور دوسرے نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اٹھارہ ہوں
اپنے سر پر روٹی کہ جانور کھاتے ہیں اس میں سے، لہذا آپ ہم دونوں کی تعبیر بتائیں کیونکہ ہم
آپ کو نیکی والا دیکھتے ہیں حضرت یوسف نے کہا کہ نہ آنے پاوے گا تم کو کھانا جو ہر روز کو ملتا
ہے مگر بتا چکوں گا تم کو تعبیر اس کے آنے سے پہلے یہ علم ہے کہ مجھ کو سکھایا میرے رب نے
اور میں نے چھوڑا دین اس قوم کا کہ یقین نہیں رکھتے اللہ تعالیٰ پر اور آخرت سے بھی وہ منکر ہیں
جس نے شراب دیکھی تھی وہ بادشاہ کا شراب ساز تھا اور دوسرا نابالغ تھا لیکن خلاف عادت دیکھا
کہ سر پر سے جانور نوچتے ہیں۔ زہر کی تہمت میں دونوں قیدی تھے آخر نابالغی پر جرم ثابت ہوا۔

فائدہ دوسری قید میں حق تعالیٰ نے یہ حکمت رکھی تھی کہ ان کا دل کافروں کی محبت سے
توٹا تو دل پر اللہ کا علم روشن ہوا اور چاہا کہ اول ان کو دین کی بات سنا دوں اور اس کے بعد خواب
کی تعبیر بتاؤں گا۔ دراصل قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسف نے جب ان دونوں جوانوں کو دیکھا کہ بہت
دانا اور عقلمند ہیں تو انہوں نے چاہا کہ اول ان کو اسلام کی دعوت دی اور اسی لئے ان کے خواب
کی تعبیر میں تامل کیا اور ان سے آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہ چیز جو تم مجھ سے پوچھ رہے ہو۔ وہ خدا نے
میں مجھے سکھائی ہے اس بات پر وہ دونوں بولے کہ ہمیں بتاؤ کہ تمہارا خدا کون ہے حضرت یوسف
علیہ السلام بولے کہ خدا میرا دی ہے جو سارے جہان کا پیدا کرنے والا ہے۔ وہی ہر شخص کو روزی
دیتا ہے اور مہی مارتا اور جلاتا ہے پھر وہ دونوں بولے کہ آپ ہم کو بتائیں کہ آپ کا کون سا دین ہے۔
جو تم ہمارے توں سے بیزار ہو حضرت یوسف نے فرمایا کہ میں موافق ہوں اپنے باپ دادا کے
راہ کے پھر وہ بولے تمہارے باپ دادا کون ہیں۔ تو حضرت یوسف نے فرمایا کہ میرا باپ حضرت
یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وَابْتَدَعْتُ مِلَّةَ
آبَائِي ۚ اَبْرَاهِيمَ وَ اِسْحَاقَ وَ يَعْقُوبَ ۚ مَا كَانَ لَنَا اَنْ نُّشْرِكَ بِاِلٰهِ مِنْ
شَيْءٍ ۚ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اِلٰهِ عَلَيْنَا وَ عَنَّا النَّاسُ وَ لٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ
لَا يَشْكُرُوْنَ ۝ اور پھر ان میں نے دین اپنے باپ دادا ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب علیہم
السلام کا اور ہمارا کام نہیں کہ شریک کریں اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو یہ فضل ہے اللہ کا ہم پر

اور سب لوگوں پر لیکن بہت لوگ شک نہیں کرتے ہمارا اس دین پر رہنا سب خلق پر فضل ہے اور ہم سے راہ سیکھیں۔ وہ بولے کہ ہم کس چیز کو پوجتے ہیں۔ حضرت یوسف نے کہا کہ تم ایسی چیز کو پوجتے ہو جو خدائی کے لائق نہیں۔ انہوں نے اس بات کو سن کر کہا کہ تم پیغمبر زادے کہلاتے ہو اور تم غلام کس طرح ہوئے۔ تو پھر حضرت یوسف نے ان دونوں سے کہا کہ میرے بھائیوں نے مجھ سے حسد کر کے مجھے بیچ ڈالا ہے اور بالتفصیل ان کو اپنا پورا واقعہ بیان کر دیا یہ سن کر ان لوگوں نے کہا کہ آپ ہم کو کیا فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اپنے دین پر ثابت قدم رہیں یا اپنے دین سے پھر جاویں۔ حضرت یوسف نے ان لوگوں سے کہا کہ پہلے تم لوگ اپنے دل میں تصور کر کے دیکھو کہ کس کا دین بہتر ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ **يُصَاحِبِي السَّجْنَاءُ أَذْهَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّاتُ** ترجمہ۔ اے رفیقو بندی خانے کے بھلا سوچو تو کہ کئی مہود جدا جدا بہتر ہیں یا ایک اللہ بہتر ہے پس حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے دوستو! بندی خانے کے تمہارے ساتھ رہنے کا اتفاق ہوا بھلا دیکھو تو تمہارے کتنے خدائیں اور تم اپنے ہاتھوں سے بتوں کو بنا کر پوجتے ہو اور انہیں خدا بھی کہتے ہو ان سے نہ کچھ نفع ہو سکتا ہے اور نہ ضرر، ان بتوں کو جو تم اپنے ہاتھوں سے بنا لیتے ہو پوجنا تمہارا اور تمہارے باپ دادوں کا بالکل ہی عبث ہے اور پوجنا سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو روا نہیں ہے اور وہ واحد مطلق ہے بمصدق اس آیت کریمہ کے **إِلَٰهَ آسَآءُ سَمِيتُوهَا أَنْتُمْ وَأَبَآءُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنَّ الْحُكْمَ لِلّٰهِ أَمَرَ ۚ لَا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ وَ لَكِنَّا أَكْثَرُ النَّآسِ لَا يَعْلَمُونَ** ترجمہ۔ تم نہیں پوجتے ہو سوائے اس کے مگر نام ہی رکھ لئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے اور ہمیں اتاری اللہ نے ان کی کوئی سند حکومت نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی اس نے فرمادیا کہ نہ پوجو مگر اس کو یہی ہے راہ سیدھی لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔ تب وہ دونوں قیدی حضرت یوسف کے دین پر ایمان لائے اور پھر بولے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہ ہم اپنے دین کو چھوڑ کر تمہارے اباؤ اجداد کے دین پر ایمان لائے اور مسلمان ہوئے ہیں اب تو تمہارے خواب کی تفسیر بیان کر دیجئے تب حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے رفیقو! بندی خانے کے تم دونوں میں سے ایک نے جو دیکھا ہے شراب بھرتے خواب میں اس کی تفسیر یہ ہے کہ کل بادشاہ اس کو قید خانے سے خلاص کرے گا اور خوشی بھی کرے گا خلعت دے کر اور وہ اپنے خداوند کو بھی پلائے گا۔ شراب اور دوسرے نے جو دیکھا ہے کہ سر جدا اپنے روٹی رکھی ہے اور

اڑتے جانور اس کو کھا جاتے ہیں تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ کل وہ سولی پر چڑھے گا اور اڑتے جانور اس کے منز کو کھا جاویں گے بمصادق اس آیت شریفہ کے یَصَاحِبِي الْمَسْجِدِ اَمَّا اَحَدُكُمْ سَا فَيَسْقِي رَبَّنَا خُمْرًا وَاَمَّا الْاُخَرُ فَيُضَلُّبُ فَمَا كُلُّ الظَّالِمِيْنَ دَا سِيْمُ فَيَفِي الْاَمْرَ الَّذِي فِيهِ تَسْتَفْتِي ۝ اے رفیقو بندگی خانے کے ایک جو ہے تم دونوں میں سے سو پلاؤ گے گا اپنے خداوند کو شراب اور دوسرا جو ہے سودہ سولی پر چڑھے گا، پھر کھا دیں گے جانور اس کے سر سے مغز کو اب فیصل ہو گیا وہ کام جس کی تم تحقیق چاہتے تھے اور حضرت یوسف نے کہہ دیا تھا جس کو خواب کی تعبیر کہی تھی کہ کل قید سے خلاصی پاؤ گے اور اپنے خداوند کو شراب پلاؤ گے اور ہماری بات بھی تم اپنے بادشاہ سے کہنا کہ ایک نوجوان بے گناہ قید میں پڑا ہے پس اس بات کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا اور بیزار ہوا کہ ہم کو بھول کر یوسف نے غیر سے نجات مانگی۔ تب ساتی کے ذہن سے اس بات کو بھلا دیا کہ یوسف کی بات اپنے بادشاہ سے کہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَالَ يٰلَئِنْ نَحْنُ ظَنَرْنَا فَاِذَا هُمَا اذْكُرْنِي عِنْدَ ذِيكَ فَاَنَّهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرٌ دِيْتِهٖمَا قَلِيْلٌ فَيَا الْمَسْجِدِ بِضَعْ سِيْنِي ۝ اور کہہ دیا حضرت یوسف نے اس کو جو کہ بچے کا ان دونوں میں سے میرا ذکر کرنا اپنے خداوند کے پاس سو بھلا دیا شیطان نے ذکر کرنا اپنے خداوند سے پھر رہ گیا یوسف قید میں کئی برس اکثر مورخ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف اس قید میں تقریباً سات برس رہے مروی ہے کہ جبرائیل نے کئی دفعہ قید خانے میں آکر دیکھا حضرت یوسف کو عبادت کرتے اور دعا مانگتے تب ان سے کہا کہ حضرت یوسف تم نے کیوں نہیں نجات مانگی تھی اللہ تعالیٰ سے اس سے پہلے اور تم نے مخلوق سے اپنی نجات چاہی کہ میرا ذکر کرنا اپنے بادشاہ سے اور بلا پر گزر چکا ہے اب اس کے بدلے سات برس تک قید خانے میں رہو گے۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ میرا خدا جس پر راضی ہے اسی پر میں بھی شاکر ہوں اور بولے اے حضرت آپ تو سب مخلوق سے برتر ہیں۔ اور آپ کیونکر قید خانے کی طرف میں تشریف لائے۔ حضرت جبرائیل نے فرمایا۔ پھر حضرت یوسف نے فرمایا۔ اے حضرت جبرائیل کس گناہ سے مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس قید خانے میں ڈالا اور اپنی شفقت اور رحمت سے اس ذلت و ذرا بی میں رکھا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے شوق سے ذلت کو اختیار کیا ہے اور اپنے کام کو خدا کے توکل پر نہ چھوڑا حالانکہ وہی قاضی الحاجات ہے جو اس سے مانگو گے سو پاؤ گے اور درحقیقت تم نے قید ہی مانگی تھی وہی تم کو مل گئی۔ قوله تعالیٰ۔ قَالَ رَبِّ الْمَسْجِدِ اَحَبُّ اِلَيَّ وَمَا يَدْعُوْنِي اِلَيْهِ وَاِلَّا تَقُوْنِ

عَتِي كَيْدَ هُنَّ أَصَبَ ! كَيْفَ دَاكُنَ مِنَ الْجَاهِلِيَّةِ ۚ فَاسْتَجَابَ لَهُ رَبُّهُ
فَصَوَّرَ عَنْهُ كَيْدَ هُنَّ ۚ إِنَّهُ هُوَ الشَّيْخُ الْعَلِيمُ ۝ ترجمہ۔ بولے یوسف اے رب
ہمارے مجھ کو قید پسند ہے اس بات سے کہ مجھ کو باقی ہیں طرف اس کے اور اگر تو نہ دفع کرے گا مجھ
سے ان کا فریب تو خاندان میں مائل ہو جاؤں ان کی طرف اور ہو جاؤں میں بے عقل، یہ دعا اس کے
رب نے قبول کر لی۔ پھر دفع کیا ان سے ان کا فریب وہی ہے سننے والا خبردار پس ظاہر ہوتا ہے
کہ اپنے مانگنے سے قید میں پڑے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کا فریب جو وہ حضرت یوسف پر چلانا
چاہتی تھی چل نہ سکا اور حضرت یوسف کی دعا کو رب العزت نے قبول فرمایا اور ان کا فریب حضرت
یوسف سے دفع کر دیا اور قید ہونا ان کی قیمت میں تھا وہی ہوا یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے
کہ آدمی کو گھر اگر اپنے حق میں برائی نہ مانگنی چاہیے بلکہ اس کو لازم ہے کہ ہر وقت بھلائی طلب کرتا رہے
پھر جبرائیل نے حضرت یوسف نے پوچھا اے جبرائیل علیہ السلام هُنَّ عَيْنُكَ خَبْرٌ وَ
الَّتِي فِي اَسْرِ جِبْرَائِيلَ مِيرَے والد بزرگوار کی خبر تم کو کچھ معلوم ہے حضرت جبرائیل نے کہا
ذَٰ خَلْ بَيْنَ الْأَحْزَانِ وَ هُوَ كَيْطِيمٌ وَ عَمِيْ كَمَا جِبْرَائِيلَ نے وہ اپنے گھر بیٹھے
غم کرتے ہیں اور روتے روتے ان کی آنکھیں بھی جاتی رہی ہیں۔ اور شغلہ ان کا رات دن عبادت
کرنا ہے اس کے علاوہ دوسرا کوئی کام نہیں کرتے۔ پھر پوچھا کہ میرے باپ کو حق تعالیٰ نے اس
میں کیوں مبتلا کیا ہے، کہا کہ تمہاری محبت نے ایسا کیا ہے اور یہ چیز خدا کو پسند نہیں کہ خالص کو چھوڑ
کر مخلوق سے یاری و مدد طلب کرے۔ حضرت یوسف نے کہا کہ اس قدر رنج اٹھاتے ہیں آخر ان
کو کچھ فلاح ہوگی یا نہیں تو حضرت جبرائیل نے کہا کہ ان کو ہر روز ایک شہید کا درجہ ملے گا یہ سن کر
حضرت یوسف نے کہا کہ پھر کوئی مضائقہ نہیں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت یوسف نے جب تعبیر
خواب کی ان دونوں نوجوانوں کو بتادی اس کے ایک دن بعد ملک ریان نے ان دونوں نوجوانوں
کو قید سے خلاص کیا تو ساقی کو قید سے نوازش فرمائی اور خلعت بخشا اور بادچی کو سولی پر چڑھا دیا۔ تمام
جانوروں نے اگر اس کا مغز اور گوشت اور آنکھیں اس کی کھالیں اور ساقی کے دل سے وہ بات جو
حضرت یوسف نے کہی تھی شیطان نے بھلا دی اور وہ بات حضرت یوسف کی اپنے بادشاہ سے
نہ کہہ سکا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام قید خانے میں تقریباً سات برس تک رہے اور بعضوں
نے کہا ہے کہ حضرت یوسف قید خانے میں نو برس تک رہے اسی قید بند کی حالت میں بھی
شب و روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے اور ہر وقت درس

دیتے رہتے تھے اور ادھر زلیخا ان کے لئے غم و اندوہ میں رات دن تپتے و تاب کھاتی رہتی اور وہ پانچ عورتیں جو حضرت یوسف پر عاشق تھیں وہ حضرت یوسف کے لئے کھانا دونوں وقت قید خانے میں پہنچا کر دیتی تھیں حضرت یوسف علیہ السلام اس کھانے میں سے کچھ تو کھا لیتے اور جو باقی بچتا وہ قید خانے کے قیدیوں کو دے دیتے۔ قرآن مجید میں آیا ہے کہ ایک شب ملک ریحان نے خواب میں دیکھا کہ سات کائیں فر بہ موٹی ان کو سات کائیں دہلی کھا گئیں پھر اس کے ساتھ ہی سات بالیاں ملنے کی ہری تازی دیکھیں کہ ان کو سات بالیاں سوکھی اگر کھا گئیں۔ صبح کو بادشاہ بہت ہی متحیر ہوا اور اپنے ملک کے تمام بنجومیوں کو طلب کیا جب تمام بنجومی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو گئے تو بادشاہ نے بہت زیادہ متحیر ہو کر اپنے خواب کا پورا ماجرا ان بنجومیوں کے سامنے پیش کر دیا اور تمام بنجومی اس خواب کی تعبیر بتانے سے حیران ہو گئے۔ آخر کار کہنے لگے کہ بادشاہ سلامت یہ تو اترتے اچھٹے کا خواب ہے اور ہم لوگ اس خواب کی تعبیر نہیں بتا سکتے اس بدلت کو سن کر بادشاہ اور بھی حیران ہو گیا کہ آخر کار اس خواب کی تعبیر کون بتائے گا۔ ہم کسی سے پوچھیں وہی ساقی جو دونوںوں میں ایک بچا تھا وہ بادشاہ کے پاس اس وقت حاضر تھا۔ اس وقت اس کو وہ بات جو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کی خواب کی تعبیر بتانے کے وقت کہی تھی وہ اتنی مدت کے بعد اس کو یاد آگئی پھر اس نے اس وقت اپنے بادشاہ سے کہا کہ اس خواب کی تعبیر ایک شخص بتا سکتا ہے اس نے بادشاہ سے کہا کہ ایک دن ہم دونوں نے خواب دیکھا کہ میں تو جام شراب کا بھرتا ہوں تم سے پیالے میں اور باورچی نے دیکھا تھا۔ مہر پر اپنے روٹی کا خون اور اڑتے جانور اگر اسے کھاتے ہیں، چنانچہ بیان اس کا اوپر گزر چکا ہے بادشاہ سلامت یوسف نامی ایک شخص ہے اس کے پاس ہم نے یہ بیان کیا۔ چنانچہ اس نے خواب کی جو تعبیر کہی تھی وہ تو ہاتھوں ہاتھ بالکل سچ پائی، اگر حکم عالی ہو تو اسے بلا دیں، وہ خواب کی تعبیر بتا سکتے ہیں پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا اس خواب کی تعبیر معلوم کی جائے ساقی نے حضرت یوسف کے پاس جا کر بہت عذر خواہی کی کہ میں آپ کی بات بادشاہ کو کہنا بھول گیا تھا یہ سن کر حضرت یوسف نے اس ساقی سے کہا کہ یہ بھول چوک ہو نا تمہارا ہمارے لئے باعث گروہی تھی اور میرے لئے ابھی قید خانے میں رہنا تھا اس نے کہا کہ بعد مدت کے تمہاری مجھ کو یاد آئی۔ حضرت جی بزرگیاں آپ کی میں نے اپنے بادشاہ سے بیان کیں تو بادشاہ نے خوش ہو کر مجھے تمہارے پاس بھیجا اور کہا ہے کہ اس خواب کی تعبیر معلوم کر لیجئے۔ قَوْلَ تَالَيْهِ۔ وَتَالِ الْمَلِكِ اِنِّي اُرِي مَسْبَعٍ بِقَدَرِ سِمَانٍ يَّامُكْلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَ سَبْعٌ سُنْبُلَاتٍ خُضِرٌ وَ اُخْرُ يَّامُكْلُهُنَّ اَلَمْ لَا اُتَمُوْنِي

فِي رُءُوسِهِمْ اَنْ كُنْتُمْ بِسُرْعَا تَعْبُرُونَ ؕ قَالُوا اَضَعَاثُ اَخْلَامٍ هَـ وَ مَا
 نَحْنُ بِبَا وِئِيلٍ اِلَّا اَخْلَامٌ يَعْلَمُونَ ؕ ترجمہ اور کہا بادشاہ نے میں نے خواب دیکھا ست
 گائیں موٹی کو سات گائیں دہلی کھاتی ہیں۔ اور اسی طرح دیکھا کہ سات بالی ہری تازی کو سات بالیں بوکھی
 کھاتی ہیں۔ اسے میرے دربار پر اس خواب کی تعبیر بتاؤ اگر ہو تم تعبیر بتانے والے وہ کہنے لگے کہ یہ تو
 اڑتے ہوئے خواب ہیں ہم لوگوں کو ان خوابوں کی تعبیر نہیں معلوم ہے۔ پھر یہ سن کر حضرت یوسف نے
 اس آنے والے ساتی سے کہا کہ میں تم کو اس خواب کی تعبیر بتا دوں گا وہ تم اپنے بادشاہ سے جا کر کہہ دیتا
 اور اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ اس ملک میں سات برس تک ارزانی رہے گی اور کھیتی خوب ہوگی پھر
 اس کے بعد بڑا زبردست قحط ہوگا اور زراعت بہت ہی کم ہوگی اور لوگ شدید تکالیف میں مبتلا ہوں
 گے اور وہ کہ اذیت اٹھائیں گے۔ سارے لوگ جو بادشاہ کے دربار میں حاضر تھے یہ سن کر حیرت
 میں آ گئے۔ پس ملکریان نے کہا کہ پھر اس کی کیا تدبیر کرنی چاہیئے اسے ساتی تم بتاؤ بلکہ میری رائے
 تو یہ ہے کہ اس شخص کے پاس پھر جاؤ اور اس سے پھر اچھی طرح سے پوچھ آؤ۔ بادشاہ کے کہنے
 سے ساتی پھر حضرت یوسف کے پاس گیا اور جا کر پوچھا تو لے لے۔ یُوسُفُ اَتَمَّهَا الصِّدِّيقُ
 اَفْتِنَا فِي سَبْعِ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعُ عَجَافٍ ذَ سَبْعِ سَنَاتٍ خُضْرٍ
 ذَا اُخْرٍ يَلْبَسُ لَعَلِّي اُذْجَعُ فِي الدُّنْيَا مِّنْ لَّعَلَّهُمْ يَعْلَمُونَ ؕ ترجمہ۔ ساتی نے
 جا کر کہا کہ اسے یوسف سچی بات مجھ کو بتا دو اس خواب کی سات گائیں موٹی کو سات گائیں دہلی کھاتی
 ہیں اور سات بالی ہری تازہ کو سات بالی بوکھی کھاتی ہیں۔ پھر ساتی نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم
 تم کو لوگوں کے پاس لے جائیں تاکہ تمہاری ان کو قدر معلوم ہو، لیکن حضرت یوسف نے اس بات کی
 کوئی پرواہ نہ کی اور اس ساتی سے فرمادیا کہ جا کر کہہ دو کہ سات برس کھیتی کر دو گے خوب غلہ ہوگا۔
 پھر اس کے بعد سات برس تک اس ملک میں قحط رہے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔
 قَالَ تَزِدُّهُمْ رَعُونَ سَبْعَ سَنَاتٍ ذَا اِبَاهُ فَمَا حَصَدُ ثُمَّ ذَا فُتِحَتْ دُورَةٌ فِي سُبُلِهِ
 اِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَكْتُمُونَ ؕ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَا اِلَيْكَ سَبْعُ شِدَّةٍ اَنْ يَأْتِيَكُنْ
 مِّنْ قَلِيلٍ لَّهُمْ اِلَّا قَلِيلًا مِّمَّا تَخْتُمُونَ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَا اِلَيْكَ عَامٌ
 فِيهِ يَغَاثُ النَّاسُ وَ فِيهِ يَعْصِرُونَ ؕ کہا یوسف نے تم کھیتی کر دو گے سات برس غنت
 سے پس چھوڑ دو اس کو بیج بالیوں اس کی کہ مگر تھوڑا سا اس میں سے جو کھا تم آویں گے اس کے پیچھے
 سات برس سختی کے پھر کھاؤ گے جو کھا تم نے ان کے واسطے مگر تھوڑا جو روک رکھو گے پھر آئے

گا اس کے پیچھے ایک برس اس میں بارش پاویں گے لوگ اور اس خوشی میں وہ شرابیں بنائیں گے
 اور یہ بھی حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ سات برس کا غلہ رکھنا ذخیرہ جمع کر کے اور بہتر یہ ہے
 کہ ذخیرہ بایلوں میں ہی لگا رہنے دینا تاکہ زمین ہی گل نہ جائے اور کھڑا نہ لگے سات برس تک کیونکہ
 وہ قحط پورے سات برس تک رہے گا۔ پس ساتی نے جو جو تعبیر سنی حضرت یوسف علیہ السلام سے
 وہ سب اپنے بادشاہ ملک ریان کو جا کر سنا دی اور باقی جو لوگ وہاں مصری باشندے موجود تھے
 سب کے سب یہ تعبیر خواب سن کر حیرت میں آ گئے اور اس بات کی بادشاہ نے بھی تصدیق کر دی
 اور بادشاہ نے کہا کہ یہ شخص تو بڑا عقلمند اور دانائے اور قابل وزارت ہے اس کے بعد اسی ساتی
 سے پوچھا کہ وہ شخص کیسا ہے اور اطوار اس کے کیسے ہیں ساتی بولا وہ عقلمند صالح ہے اور بہت سی
 صفیات اس کے بیان سے باہر ہیں عزیز مصر نے اس کو مالک بن زغر سوداگر سے مولے کو بطور غلام
 کے اپنے گھر رکھا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ اس کو قید میں کیوں رکھا ہے۔ ساتی بولا کہ وہ شخص یہ کہتا
 ہے کہ میں کسی کا غلام نہیں ہوں میرے بھائیوں نے مجھے حد اور دشمنی سے بیگناہ مالک ابن زغر سوداگر
 کے پاس لاکر بیچ ڈالا ہے یہ حال ساتی نے جب بادشاہ سے بیان کیا تو بادشاہ نے یہ حال سن کر
 بہت افسوس کیا اور قید خانے کے امین اور داروغہ کو بلا کر پوچھا کہ یوسف جہر تہہارے قید خانے
 میں ہے وہ کیسا آدمی ہے اور عادت و خصالت اس کی کیسی ہیں کیا تم لوگ اس کی عادات وغیرہ سے
 واقفیت رکھتے ہو اور رکھتے ہو تو صفات صاف بتاؤ۔ تب انہوں نے کہا کہ وہ ایسا نوجوان آدمی
 ہے کہ اس جیسا خوبصورت آج تک پیدا نہیں ہوا بلکہ ہمارے باپ دادا نے بھی کبھی دیکھا نہیں
 وہ تو مثل چہرہ آدم کے شب و روز دعا و تسبیح و تہلیل و عبادت میں مشغول رہتا ہے اور تمام قید خانے
 والوں کو درس و تدریس دیتا ہے اور ہر شخص کی غمخواری کرتا ہے اور جتنی چیزیں اس کے کھانے کے
 لئے آتی ہیں وہ سب کی سب محتاج اور فقروں کو دے ڈالتا ہے اور وہ بہت تھوڑا کھاتا ہے
 اور وہ شخص کسی کو ایذا و تکلیف بھی نہیں پہنچاتا۔ اور وہ پیغمبر زادہ کہلاتا ہے۔ پھر بادشاہ نے پوچھا
 کہ بتاؤ اس کو کھانا پینا کون دیتا ہے اور وہ کھانا کہاں سے آتا ہے وہ بولے کبھی کبھی تو زلیخا اور
 کبھی مصری نائی پانچ عورتیں محبت مخفی رکھتے ہوئے بھیج دیتی ہیں لیکن وہ جوان کسی چیز کو قبول
 نہیں کرتا۔ نہ اس کو میچ طر پر رکھا تا ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو دے دیتا ہے اور بعض دفعہ تو
 دیکھا گیا ہے کہ وہ کچھ بھی نہیں کھاتا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ عزیز مصر نے اس بے گناہ کو عورت کی
 تہمت کی یا رشتہ میں اس جوان کو قید میں ڈال رکھا ہے۔ پھر یہ سن کر بادشاہ نے کہا اچھا اب

عزیز مصر کو بلاؤ جب عزیز مصر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا تو اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ تم اس صالح نیک
مرد کو کس واسطے قید خانے میں ڈالا ہے۔ تم ناحق مرد خدا کو اذیت دیتے ہو، اور تم مجھے بتاؤ کہ اس کو تم کہاں
سے لائے ہو۔ عزیز مصر نے باادب عرض کیا کہ حضور کو معلوم ہوگا کہ میں نے اس مرد خدا کو مالک ابن
زغر سوداگر سے خریدا ہے اور اس کو تو میں نے اپنا بیٹا بنا رکھا تھا اور اپنے سارے گھر کا مالک و مختار
بنارکھا تھا اور میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہ میری خیانت کرے گا اور میرے گھر میں بد نظر رکھے گا اس لئے
میں نے اس بارے میں پکڑ کر اسے قید کر رکھا ہے یہ سارے کی کیفیت بادشاہ سن چکا تو بادشاہ نے
اسی ساقی سے کہا کہ تم عزت و اکرام کے ساتھ یوسف کو گھوڑے پر سوار کر کے میرے پاس لاؤ۔ تب یوسف
کے کہنے سے ساقی نے حضرت یوسف کے پاس جا کر وہ تمام باتیں بیان کر دیں جو بادشاہ اور عزیز
مصر کے درمیان ہوئی تھیں۔ یہ باتیں حضرت یوسف نے سن کر ساقی سے کہا کہ تم بادشاہ کے پاس جا
کر بولو کہ بے رضا عزیز مصر کے میں نہیں آسکتا ہوں مجھے اس کی رضا ضروری چاہیئے اور ان عورتوں سے
پوچھنا چاہیئے کہ جنہوں نے مجھے دیکھ کر بے پوش ہو کر لیہوں تراشنے میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے کہ
میں گنہگار ہوں یا اور کوئی گنہگار ہے اس بات کی تحقیق کرنی چاہیئے ہو جب فرمان بادشاہ کے ساقی
نے حضرت یوسف سے کہا اور حضرت یوسف نے جو کہا وہ بادشاہ سے آکر بیان کر دیا جیسا کہ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قَالَ الْمَلِكُ اَنْتَ يُسُفُ ۖ فَلَمَّا جَاءَكَ الرَّسُولُ قَالَ
اَرْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاَسْئَلْهُ مَا بَالُ الْيَتُوۡمَۃِ الَّتِیۡ قَطَّعْنَ اَيْدِیَہُنَّ ۚ**
اِنَّ ذٰلَکَ فِیۡ سِغْرِہٖۤ اَرۡسَہُنَّ ۚ اور کہا بادشاہ نے لے آؤ اس کو میرے پاس پھر جب
بہنچا اس کے پاس قاصد کہا اس نے پھر جاتو اپنے بادشاہ کے پاس اور پوچھ اس سے کیا حقیقت ہے
ان عورتوں کی جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تحقیق میرا رب تو فریب ان کا اچھی طرح سے جانتا ہے
اور وہ سب عورتیں اس حقیقت پر شاہد ہیں اگر بادشاہ پوچھے تو پورا قصہ کھول کر بیان کر دو تاکہ حقیقت
 واضح اور تقصیر کا بھی صحیح پتہ چل جائے کہ اصل تقصیر کس کی ہے۔ پھر ساقی نے حضرت یوسف سے یہ
اجرا سن کر بادشاہ سے جا کر کہا بادشاہ نے زلیخا اور سب عورتوں کو بلا کر پوچھا، **قَالَ مَا
خَطْبُکُنَّ ۚ اِذۡنَاۤ اَوۡرُشَیۡمَ یُوسُفَ عَنْ نَفْسِہٖۤ فَمَلْنَا حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیۡہِہٖ
مِنْ سُوۡءٍ ۚ قَالَتۡ اَمْرَاۃُ الْعِزِیۡزِ الْمُرُوۡۃِ حَضَحَصَ الْحَقُّ اَنَّا رَاۡدُۡہُ ذَاتِ
عَنْ نَفْسِہٖۤ ۚ اِنۡنَا لَمِنَ الْمُضِلِّیۡنَ ۚ** (ترجمہ)۔ پوچھا بادشاہ نے ان عورتوں سے
کیا حقیقت ہے تمہاری جب تم نے مہسلا یا یوسف کو اس کے جی سے۔ بولیں **حَاشَ لِلّٰہِ** ہم کو

نہیں معلوم اس پر کچھ برائی ہوئی عورت عزیز مصر کی کہ اب کھل گئی ہے سچی بات میں نے یوسف کو پھیلایا
 اس کے جی سے، اور حقیقت یہ ہے کہ وہ بالکل سچا ہے۔ دیکھا حضرت یوسف نے بادشاہ کو سب کا
 فریب دکھلایا اس واسطے کہ ایک ہی مجرم تھی مگر اس کی سب بدگارتھیں اور فریب دینے والی کا نام لیا
 کیونکہ انہوں نے ہر طرح سے خدمت کی فکر رکھی تھی۔ پھر بادشاہ نے ان تمام غورتوں کو بلوایا اور
 پوچھا کہ تم نے یوسف کی خواہش کی تھی یا اس نے تمہاری خواہش کی تھی تم سب سچ کہہ دو۔ وہ بولیں
 کہ ہم نے کبھی ایسا حق و جمال نہ دیکھا تھا جب ہم نے اس نوجوان کو دیکھا تو ایک بارگی بیہوش ہو کر
 اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے، اور یہ بالکل سچ ہے کہ ہم نے اس کو طلب کیا تھا اور وہ بے گناہ قید میں پڑا تھا
 ادھر زلیخا نے جب دیکھا کہ اپنا حال سب منکشف ہوتا ہے تب بادشاہ سے کہنے لگی اے بادشاہ
 تم ان سے کیا پوچھتے ہو جو کچھ خطا ہوئی ہے مجھ سے ہوئی ہے اور جو شخص فکر مند ہوتا ہے۔ تو حاکم
 اس کو گواہ سے ثابت کرتا ہے لیکن میں تو آپ ہی اقرار کر رہی ہوں کہ یہ گناہ مجھ سے سرزد ہوا ہے
 اور حضرت یوسف کو بے گناہ قید میں ڈالا اور میں اس کے عشق میں بے قرار ہو رہی ہوں اب آپ مجھے
 جو چاہیں سزا دیں میں سزاوار ہوں زلیخا کی آہ و زاری سن کر لوگ بڑے متعجب ہو رہے تھے اور سب
 کی آنکھوں میں آنسو جاری تھے اور عزیز مصر نے یہ حال زلیخا کا دیکھ کر اس کو چھوڑ دیا اور نہایت شرمندہ
 اور پشیمان ہو رہا تھا اور وہ چند روز اسی غم میں مبتلا رہا پھر اس کے بعد اس نے انتقال کیا۔ بادشاہ حضرت
 یوسف کے لئے مضطرب ہوا اور پھر فرمایا کہ یوسف کو میرے پاس لاؤ جب حضرت یوسف بادشاہ
 کے پاس آئے تو اس نے حضرت یوسف کو بہت عزت سے بٹھایا اور وہ سارا حال عزیز مصر کا سنا دیا۔
 حضرت یوسف نے کہا میں نے جو کہا تھا وہ عزیز مصر کو شرمندہ کرنے کے لئے نہیں کہا تھا بلکہ اس سے
 میرا مطلب یہ تھا کہ اس کو اچھی طرح معلوم ہو جائے کہ مجھ سے کوئی کھلی قسم کی خیانت نہیں ہوئی۔ قول تعالیٰ
 ذَٰلِكَ يَدْعُلَمَ اَنِّي لَمْ اَخْنَسْ يَا اَعْزِيبُ ۚ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝
 ترجمہ کہا یوسف نے یہ حقیقت اس واسطے کی ہے تاکہ جانے خاوند اس کا عزیز یہ کہ میں نے کوئی
 خیانت نہیں کی اور تحقیق اللہ نہیں ہدایت دیتا خیانت کرنے والوں کو، خبر ہے کہ جس وقت یوسف
 نے کہا کہ میں بے گناہ ہوں اور میں نے خیانت نہیں کی اس وقت حضرت خیرائیل علیہ السلام موجود
 تھے اور کہا کہ يَا يُوسُفُ اَدْ لَا هَمَمْتَ۔ ترجمہ۔ اے یوسف کیا تو نے قصد نہیں کیا تھا۔ حضرت
 یوسف اس بات سے بہت نادام ہوئے اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگے قولہ تاملے وَ مَا اُبْرِيئُ
 نَفْسِي ۚ اِنَّ النَّفْسَ لَافْتَلَاةٌ بِالسُّوْرِ ۚ لَا مَادَّ جِهَدَ رَبِّي ۚ اِنَّ رَبِّي غَفُورٌ

سَاحِیْمٌ ۝۵۔ اور میں نہیں پاک کہتا اپنی جان کو تحقیق البتہ جی حکم کرنے والا ہے ساتھ برائی کے مگر جو رحم کو سے پروردگار میرا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ راویوں نے روایت کی ہے کہ ملک ریمان نے حضرت یوسف کے ساتھ چالیس زبائوں میں بائیں کی تھیں اور سب زبائوں کا جواب حضرت یوسف نے فوری طور پر بادشاہ کو دیا تھا اور بادشاہ نے عزیز مصر کے سامنے ہی یہ کہا تھا کہ میں نے اس قوم کو تم سے زیادہ امین اور صاحب قوت گویا یا یا تو کہ تیلے فَلَمَّا كَلَّمَهُ قَالَ اِنَّكَ اَنْتَ اَيُّوْمَ لَدٰی نَا هٰکِیْنٌ ۝۵۔ ترجمہ۔ پھر بائیں کیں اس نے تحقیق تو آج نزدیک ہمارے مرتبہ والا ہے پس عزیز مصر کا علاقہ سرکاری موقوف ہوا اور حضرت یوسف کو اپنے پاس رکھا۔ بادشاہ نے حضرت یوسف سے کہا کہ میں تم کو خدمت وزارت دول کا آپ نے بادشاہ سے کہا کہ میں وزارت نہیں مانگتا ہوں کیونکہ لوگوں کی خبر گیری مجھ سے نہ ہو سکے گی، پھر بادشاہ برا اچھا میں تم کو عزیز مصر کا کام دول گا۔ پھر حضرت یوسف بولے نہیں کیونکہ حق عزیز کا مجھ سے بہت ہے وہ اپنے مقام پر قائم رہے اس کا کام لینا مجھ سے بہت بدنامی ہے پھر بادشاہ بولا کہ تم کیا چاہتے ہو۔ حضرت یوسف بولے کہ مجھے سارے ملک کے اناج اور غلہ کا مختار کر دو تو میں اس کام کو انجام دول گا۔ اور پھر آپ کا کام بھی آسان ہو جائے گا اور تمام رعایا کا کام بھی آسانی سے ہوتا رہے گا۔ اور تمام رعایا آپ سے خوش رہے گی کیونکہ میں رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لوں گا اور اس کام سے حضرت یوسف کی یہ عرض تھی کہ اس زمانے میں جو بادشاہ رعیت پر ظلم کرتا تو آدھا حصہ غلے کا رعیت سے لے لیتا اس لئے حضرت یوسف نے بادشاہ سے سارے غلے کی مختاری مانگی تاکہ رعیت پر نظر عدل کی کی جائے پھر بادشاہ نے آپ کے فرمان کو تسلیم کرتے ہوئے حضرت یوسف کو اس کام پر مقرر فرما دیا اس سے تمام خلق خوش و راضی ہوئی اور پھر غلہ بھی بہت جمع کیا جب سال تمام ہوا بادشاہ ان کے نیک اطوار دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اور اپنی رعیت سے بھی معلومات کی تو آپ کو رعیت پر درہی پایا۔ یہ کیفیت معلوم ہوتے ہی بادشاہ نے اپنا تاج شاہی ان کے سر پر رکھ دیا اور اپنی تلوار بھی اپنی کمر سے کھول کر ان کی کمر میں باندھی اور تخت مرصع زرد یا قوت سے جڑا ہوا کہ طول اس کا تیس گز اور عرض اس کا دس گز تھا۔ لباس زرہ برق بیش قیمت ان کو پہنا کر اسی تخت پر بٹھا دیا اس وقت چہرہ مبارک حضرت یوسف علیہ السلام کا ایسا تھا جیسا چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے جو شخص بھی ان کی طرف نظر کرے تو مانند آئینے کے اپنا چہرہ اس میں اس کو نظر آتا تھا اور حضرت یوسف کے چہرے کی لطافت و صفائی اس قدر تھی کہ اسے دیکھ کر آفتاب بھی شرمندہ ہوتا تھا۔ اور جملہ ارکان دولت اور

ایمان سلطنت بادشاہ کے ان کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اور پھر تمام کاروبار بھی مصر کا ان کے سپرد ہوا اور سارے مصر میں ان کا سکہ جاری ہوا اور بعد فوت ہو جانے عزیز مصر کے تمام خزانہ اس کے حضرت یوسف کی ملک میں آگئے اور بادشاہ بھی اپنی تمام سلطنت سے ہاتھ اٹھا کر خانہ نشین ہو گیا اور بادشاہ نے انکو اپنا ولی مقرر کر دیا۔ تب حضرت یوسف نے تمام غلہ و اناج مصر میں لاکھ جمع کیا الغرض اسی طرح سات برس گزر گئے اسی کے بعد حضرت یوسف کو حضرت جبرائیل نے آکر خوشخبری دی کہ فلائی شب فلاں گھڑی میں قحط نازل ہوگا، حضرت یوسف یہ خبر سن کر اسی کی انتظار میں اسی شب سے رہے۔ اب وقت آ پہنچا تب سب کو فرما دیا کہ اناج غلہ سب میرے پاس لاکھ جمع کرو کیونکہ غلہ قحط نازل ہوا ہے۔ جب قحط کی مصیبت نازل ہوئی تب خلائی شہروں کی بادشاہ مصر کے پاس آکر حاضر ہوئی اور اپنی زبانوں میں فریاد کرنے لگی اَلْجُوعُ اَلْجُوعُ یہ خبر حضرت یوسف کو پہنچی کہ خلائی بھوک سے سخت تکلیف میں مبتلا ہے اور بھوک سے عاجز آگئے ہیں تب وہ غلہ جو جمع کیا تھا وہ سب کو بانٹنے لگے یہ دیکھ کر لوگوں کو کچھ تسلی خاطر ہوئی اور پھر جان میں جان آئی۔ اور ادھر زلیخا بھی وہ قحط کے آہ و زاری کو سنے لگیں۔ جو شخص بھی یوسف کا نام زلیخا کے پاس لیتا وہ انعام و اکرام دے کر درخصت کرتی اور بہت کچھ اس کو رقم بھی دیتی تھی جتنی دولت تھی سب اس نے لٹا دی یہاں تک کہ خود نتاج اور فقیر بنی ہو گئی اور شب روز حضرت یوسف کے لئے روتے بڑھیا اور ضعیف ہو گئی اور دونوں آنکھوں کی روشنی بھی جاتی رہی آخر میں یہاں تک لو بت پہنچی کہ چلتے پھرنے سے معذور ہو گئی، چند روز اسی آتش فراق میں گزرے حضرت یوسف کی حشمت و دیدہ بادشاہی کا اس قدر تھا کہ جس وقت حضرت یوسف گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تھے تو چالیس ہزار جوان مسلح پوش اور چار ہزار جوان کمر بند زریں اور ایک ہزار صاحب ہوشمند ان کے ہمراہ چلتے تھے۔ خبر ہے کہ ایک دن حضرت یوسف سوار ہو کر مرضی الہی سے اسی راستے سے گزرے جس راستے پر زلیخا تھیں لونڈیوں نے ان کو دیکھ کر زلیخا کو جاکر خبر دی کہ اسے زلیخا آج یوسف یہاں آئے ہوئے ہیں یہ سنتے ہی زلیخا بے تحاشا دوڑی ہوئی آئیں اور حضرت یوسف کو پکارنے لگیں اے کریم ابن کریم ذرا تو ٹھہر جا اور اس ضعیفہ کا کچھ حال زار تو سن لے۔ حضرت یوسف نے یہ سن کر فوراً اپنا گھوڑا روکیں روک دیا اور بولے کہ اسے زلیخا یہ کیا حال ہے تیرا کہاں ہے وہ جن و جمال اور خوبی تیری۔ بولی کہ تیرے عشق نے برباد کر دیا، اس کے جواب میں حضرت یوسف نے فرمایا کہ ابھی تک وہی تیرا عشق موجود ہے۔ وہ بولی کہ ہاتھ کا چابک میرے منہ کے پاس لاکھ ذرا دیکھ حضرت یوسف نے اپنا ہاتھ دراز کیا اور زلیخا نے یکایک ایک ایسی آہ آنکھیں دل سوزاں سے

چھوڑی کہ اس سے حضرت کا چابک جو ہاتھ میں تھا ایک دم گرم ہو گیا۔ مارتے پش کے حضرت یوسف نے اس چابک کو اپنے ہاتھ سے زمین پر چھوڑ دیا۔ زلیخا بولی اے یوسف آج تقریباً چالیس برس ہوئی یہ شعلہ آتشیں میرے دل پر جلتا ہے اور میں تیرے عشق میں جل گئی ہوں۔ دیکھا ذرا شعلہ آتش میرے دل کا تجھے برداشت نہ ہوا اور فوراً ہی اپنا چابک زمین پر ڈال دیا۔ اے یوسف میں کیونکر تیرے شب و روز پہنچ و تاب کھاتی رہوں حضرت یوسف رحم کھا کر اور یہ حال تباہ زلیخا کا دیکھ کر اپنے گھوڑے سے اتر پڑے اور وہیں زمین پر بیٹھ کر بولے اے زلیخا تو میرے خدا پر ایمان لے آ۔ یہ کہتے ہی زلیخا فوراً مشرف بہ اسلام ہوئی پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اے زلیخا اب بتا کہ تو کیا مانگتی ہے۔ وہ بولی اے یوسف خدا کے دربار میں میرے واسطے دعا کیجئے کہ وہی جمال و جوانی اور بینائی چشم کی پھر مجھ کو عنایت ہو تو باقی عمر اپنی تیری خدمت میں صرف کر دوں اور اپنے خدا کی عبادت میں مصروف رہوں یہ سن کر حضرت یوسف نے اپنے سر کو نیچا کر لیا اور کچھ دیر تامل میں رہے اسی وقت وحی نازل ہوئی کہ اے یوسف تو کیا مانگتا ہے مانگ تیری ہر دعا قبول ہوگی تب حضرت یوسف نے دو رکعت نماز شکوہ ادا کی اور پھر سجدے میں چلے گئے اور کافی دیر خداوند قدوس سے دعا مانگی ابھی آپ نے اپنا سر سجدے سے نہ اٹھایا تھا کہ زلیخا نے آواز دی کہ اے یوسف اپنا سر اٹھا و سجدے سے جو تم نے چاہا تھا وہ حاصل ہو گیا ہے۔ ان کے کہنے سے حضرت یوسف نے اپنا سر سجدے سے اٹھا کر زلیخا کی طرف دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ صورت جوانی اور بینائی چشم اُسے خدا نے عنایت فرمائی ہے۔ زلیخا نے جب اپنی صورت کو آئینے میں دیکھا تو خدا کا شکر بجالائی اور پھر ایمان میں ترقی بھی ہو گئی اور پھر حضرت یوسف کی طرف خیال نہ کیا اور چلی گئی ان کے جانے کے بعد حضرت یوسف فرمانے لگے اے زلیخا تم کہاں جاتی ہو مجھے چھوڑ کر۔ وہ بولیں کہ جس نے یہ شکل و صورت و بینائی چشم کی مجھ کو بخشی ہے اس کو چھوڑ کر ناحق یوسف سے کیوں اپنے کو برباد کروں اور مجھے چاہیے کہ میں اسی پر خیال کروں۔ کہتے ہیں کہ حضرت یوسف نے زلیخا پر بہت خواہش کی مگر وہ بھاگتی رہی غیب سے آواز آئی کہ اے یوسف صبر کر جلدی مت کر اس کے بعد زلیخا غم خانے میں جا بیٹھی اور حضرت یوسف نے خواستگاری میں اس کی لوگوں کو بھیجا لیکن وہ قبول نہیں کرتی تھیں۔ تقریباً چالیس روز اسی طرح بہرگز نہ رہے کہ اس چالیس دن کے اندر حضرت یوسف نے اتنا درد زلیخا کے لئے کھینچا کہ کہ زلیخا نے چالیس برس میں بھی ایسا درد نہ اٹھایا تھا۔ ادھر ملک ریان نے زلیخا کے پاس پیغام بھیجا تھا اور بہت سے لوگ اس کو وعظ و نصیحت کرتے تھے، بعد اُس نے چند روز کے

نکاح قبول کر لیا۔ جیسا کہ شب زفاف کو مسلمانین اور ملوک کا رسم شرعی ہوتا ہے ویسا ہی زفات کچھائی ہوا اور زینا کر دوشیزہ یعنی باکرہ پایا۔ اور کچھ عرصہ بعد حضرت یوسف حضرت زینا سے گزشتہ حال معلوم کیا وہ بولیں کہ عزیز مصر ضعیف مرد تھا اور میں اس وقت جوان تھی جو کام زن و شوہر کا تخلیہ میں ہوتا ہے وہ میرے اور عزیز مصر کے بیچ نہ ہوتا تھا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے حضرت یوسف کے لئے زینا کو بچا کر رکھا تھا اس لئے ایک شیطان اگر اللہ کے حکم سے عزیز مصر اور زینا کے درمیان میں سو رہا تھا اور عزیز مصر کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ زینا ہے اور وہ کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا۔ پس حضرت یوسف اور زینا نے مل کر اپنے گھر کو بنایا اور رہن سہن شروع کر دیا کچھ عرصہ کے بعد ان سے دولٹر کے پیدا ہوئے۔ ملک ریان جب بالکل بوڑھا ہو گیا تو تمام کاروبار بھی بادشاہی کا حضرت یوسف کو دے دیا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی حضرت یوسف کو جب اپنی سلطنت کے کل اختیارات مل گئے تو وہ خلق اللہ کی پرورش کرنے لگے بقدر حاجت کے غلہ کو رعیت کے ہاتھ بیچتے اور صدقہ بکثرت فقیروں اور محتاجوں کو دیتے کچھ مدت کے بعد قحط سالی آئی یہاں تک کہ ایک من غلہ کا نرخ دو دینار ہو گیا اور تمام گرد و نواح اطراف سے مصر کی رعیت آکر جمع ہوئی پھر تمام اہل مصر مجتمع ہو کر کہنے لگے کہ سارا غلہ غیروں کے ہاتھ نہ بیجا جائے۔ اگر ایسا کیا جاتا رہا تو وہ وقت قریب ہے کہ ہم لوگ بھوکے مریں گے، یہ سن کر حضرت یوسف نے فرمایا کہ تمام خلق اللہ کا اس میں حق ہے اگر ہم نہ دیں گے تو لوگ محتاج رہیں گے لہذا ان کو دینا لازمی ہے اور غلہ سے محروم رکھنا سخت گناہ کا کام ہے اگر ان لوگوں کے ہاتھ نہ بیچوں گا تو یہ لوگ بھوکے مر جائیں گے تب بقدر حاجت کے بیچتے رہے یہاں تک کہ سارے ملک میں کمی کے ہاتھ میں پیسہ و درہم و دینار نہ رہا اور سب کا سب حضرت یوسف کے خزانے میں داخل ہو گیا۔ پھر جب دوسرا سال آیا تو تمام مویشی لوگوں کے بعض لوگوں کے حضرت یوسف کے پاس بیک گئے اور جو تھے سال میں تمام بکڑے وغیرہ اور جو کچھ تھا حضرت یوسف کے ہاتھ بیچ کھایا اور پانچویں سال میں جو کچھ زمینیں بچیں بیچ ڈالیں اور چھٹے سال میں لوگوں نے اپنے بیٹے بیٹی کو بعض بٹے کے ہمہ کر دیا اور ساتویں سال میں لوگوں نے اپنی ذات کو حضرت یوسف کے پاس رحمت میں دے دیا اور کوئی آدمی بھی سارے ملک میں ایسا نہ رہا کہ تمام نوکر چاکر خدمتکار لونڈا باندی حضرت یوسف کے نہ ہو گئے ہوں۔ یہ حال دیکھ کر تمام خلائق تعجب میں تھی اور کہتی تھی کہ ہم نے کبھی اتنا بڑا بادشاہ نہیں دیکھا اور نہ کبھی نا۔ حضرت یوسف نے جب خلق اللہ کو

غریب و ناچار دیکھا تو پھر بادشاہ ریان بن ولید سے کہا کہ شکر اس خدا کا ہے کہ اس نے مجھ کو کیا کیا نعمتیں بخشیں ہیں اگر ہر مال کے مندریں سو سوزنا میں بھی ہوں تو شکر نعمت کا اس کا ادا نہ ہو سکے گا۔ یہ سن کر ریان بن ولید نے کہا کہ حق ہے جو آپ فرماتے ہیں بکلیتہً دستبردار ہوں اور میں حضرت یوسف کو اختیار دیتا ہوں کہ جو ان کی مرضی مبارک میں آئے وہی کام خلق اللہ میں کرے پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ میں نے اہل مصر کو خدا کی راہ پر آزاد کر دیا اور تمام مال و اسباب حرام کا تحفہ اسی کو واپس دے دیا۔ روایت ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ہرگز کھانا سیر ہو کر نہیں کھاتے تھے اور تمام خلق اللہ کی موافقت کرتے تھے لوگوں نے کہا کہ آپ کیوں نہیں آسودہ ہو کر کھاتے اور بھوکے رہتے ہیں اور آپ کے ملک مصر میں خزانہ و انبار اس قدر ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسف نے فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں اگر میں سیر ہو کر کھاؤں تو باقی جو لوگ بھوکے پیاسے ہیں میں ان کو بھول جاؤں گا اور ان کو نظر انداز کر دوں گا اور سیر ہو کر کھانا کھانا یہ کام ملک کے سرداروں کا نہیں ہے اور آئندہ خدا کو کیا جواب دوں گا۔ جب ساتواں سال تمام ہوا اور تقریباً چالیس دن اور باقی تھے اور کچھ اناج و غلہ مصر میں باقی نہ رہا شدید بھوک کی وجہ سے حضرت یوسف کے پاس آگولجی ہوئے حضرت یوسف لوگوں کے حال دیکھ کر متروک ہوئے اور آدھی رات کو اٹھ کر قنزع و زاری کی کہ اے رب العالمین تیرے بندے بھوک کی وجہ سے مرے جاتے ہیں اگر تو رحم نہ کرے گا تو تمام مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔ تب خدا کا رحم ہوا اور ایک آواز غیب سے آئی اے یوسف تو میرا پیارا ہے تو کچھ بھی غم مت کر کہ تیری صورت ہی کو لوگوں کی غذا کر دوں گا یعنی تیری صورت و جمال کو دیکھ کر لوگ آسودہ پیٹ ہو جائیں گے پس اس حکم کو پاتے ہی حضرت یوسف علیہ السلام ایک میدان میں جا بیٹھے اور تمام لوگوں کو وہاں بلایا اور اپنا چہرہ مبارک سب کو دکھاتے رہے حضرت یوسف کے چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی اللہ کے فضل و کرم سے لوگوں کی بھوک پیاس جاتی رہی اور پھر ان کو کھانا کھانے کی حاجت نہ رہی چالیس دن کا قحط اسی طرح سے گزر گیا۔ اور آٹھویں سال میں اللہ کے فضل و کرم سے کھیتی بہت ہوئی اور اناج بے شمار پیدا ہوا اور تمام مخلوقات خدا نے اس قحط سے نجات پائی اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لڑکا اندھا مادر زاد اس کو حضرت یوسف کے پاس لائے تاکہ حضرت یوسف اسی کے واسطے خداوند قدوس سے دعا کرے کہ اس کی آنکھیں اچھی ہو جائیں تو حضرت یوسف نے اپنا چہرہ مبارک اس لڑکے کی طرف کیا اور اپنے روشن چہرہ کی شعاعیں اسی پر ڈالیں تو خدا کے فضل و کرم سے اس لڑکے کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔ اکثر راویوں نے اس روایت کو یوں بیان کیا ہے کہ ملک مصر و شام میں جب قحط پھیل گیا اور کسی ملک میں اناج و غلہ نہ رہا، سو اُسے حضرت یوسف کے

اور تمام مخلوق خدا اطراف میں غلہ حاصل کرنے کے لئے جاتی تھی اور مختلف جگہ سے معمولی غلہ لے کر آجاتی تھی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اسی قحط سالی میں مبتلا تھے اور انہوں نے اپنے بیٹوں کو بلا کر کہا کہ تم بھی مصر جاؤ اور وہاں کے عزیز مصر کے غلہ لے آؤ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے حکم کو سن کر انکے دس بیٹوں نے مصر جانے کا قصد کیا اور ایک چھوٹا بھائی بنیامین جس کا نام تھا۔ اس کو حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس خاطر جمع کے لئے چھوڑ دیا اور حضرت یعقوب کے بیٹوں کے پاس جو کچھ مال و متاعِ پشینہ تھا وہ اپنے اونٹ پر لاد کر مصر کو چل دیئے جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا ہے۔

جَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَذَٰلَکَ عَلَیْہِمْ فَعْرَظٌ فَمَنَّ وَجْہُہُ لَہُمْ فَمِنْکَ وَدُونَ ۝ ترجمہ اور اے بھائی حضرت یوسف کے پھر داخل ہوئے اس کے پاس تو انہوں نے ان کو پہچانا اور ان کے بھائیوں نے ان کو نہیں پہچانا۔ حضرت یوسف جب ملک مصر کے مختار ہوئے موافق سات برس تک خود آبادی کی اور تمام ملکوں کا اناج بھرتے اور جمع کرتے گئے پھر سات برس قحط سالی میں رہے۔ اس قحط سالی میں ایک ہی بھاؤ مینانہ باندھ کر غلہ بکویا۔ اپنے ملک والوں اور غیر ملک والوں کو برابر ایک ہی بھاؤ سے فروخت کر دیا مگر پردیہوں کو ایک اونٹ کے بوجھ سے زیادہ نہ دیتے تھے اس اصول سے تمام غلامی کو بہولت رہی اور قحط کی مصیبت سے بچتی رہی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا سارا خزانہ مال و دولت سے بھر گیا اور ہر ملک میں یہ خبر تھی کہ مصر میں اناج و غلہ سستا ہے یہ خبر سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی غلہ خریدنے کے واسطے مصر میں آئے حضرت یوسف نے جب اپنے بھائیوں کو دور سے پہچان لیا تو فرمایا ان سب کو میرے پاس لاؤ، چنانچہ سب بھائی حضرت یوسف کے پاس آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اچھی طرح یقین واثق سے ان کو پہچان لیا۔ اور انکے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو نہ پہچانا اور بعض روایتوں میں آیا ہے کہ حضرت یوسف اس وقت بادشاہی ٹوپی اپنے سر پر رکھ کر اور لباسِ شہانہ پہن کر طوق زریں پہن کر تخت شاہی پر متمکن تھے اسی لئے اس لئے ان کو بھائیوں نے نہیں پہچانا۔ اور بعض محققوں نے کہا ہے کہ انہوں نے یوسف پر ظلم کیا تھا اور ظالموں کے دل سیاہ ہوتے ہیں اس لئے حضرت یوسف کو وہ نہ پہچان سکے۔ پھر جب حضرت یوسف نے ان کی طرف دیکھا تو زبانِ عبرانی میں اپنے بھائیوں سے بات چیت کرنے لگے پھر اسی گفتگو میں حضرت یوسف نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو اور کہاں سے آئے ہو اور کیا کام کرتے ہو مجھے تمہاری شکل و صورت سے پیار معلوم ہوتا ہے۔ وہ بولے کہ ہم کنعان سے آئے ہیں ہمہ ہمارا شہابی ہے، چونکہ ہماری دلایت میں قحط ہوا ہے اس لئے اناج و غلہ خریدنے

کو ہم لوگ یہاں آئے ہیں۔ حضرت یوسف نے ان لوگوں سے کہا کہ ہم کو معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ جاسوس ہو اور اس شہر میں جاسوسی کو آٹے ہو یہاں کا حال معلوم کر کے دشمنوں کو خبر دو گے یہ سن کر وہ یونے کہ ہم دس بھائی ہیں ایک ہی باپ سے ہیں اور ہمارا یہ کام نہیں ہے، اور ہمارے باپ بھی پیغمبر ہیں جن کا نام حضرت یعقوبؑ ہے۔ پھر حضرت یوسف نے پوچھا کہ تم کتنے بھائی ہو وہ فوراً بولے کہ حضرت جی ہم اپنے باپ کے کل بارہ بھائی تھے اور ہم میں سب سے چھوٹا بھائی جو تھارہ ایک دن ہمارے ساتھ بکریاں چرانے گیا ہم سب اس سے غافل ہو گئے اتنے میں اسے بھیڑیا کھا گیا اور اس کا ایک ماں کے بطن سے ایک بھائی اور ہے۔ اکی کو باپ نے اپنے پاس رکھا ہے واسطے تشفی خاطر کے کیونکہ وہ اس وقت اکیلے میں، حضرت یوسف نے ان سے کہا کہ اگر تمہارے گواہ نہیں ہیں تو جو بھائی تمہارے باپ کے پاس ہے اسے لے آؤ تو ہم جانیں گے کہ تم سچے ہو۔ انہوں نے جواب دیا کہ اسے باپ نہیں چھوڑیں گے اور وہ اپنی نظر سے اس کو ایک ساعت بھی علیحدہ نہیں کریں گے۔ بہت اچھا ہم لوگ اپنے باپ سے کہیں گے اور اس کو آئندہ لانے کی کوشش کریں گے اگر ہو سکا تو اس کو ضرور آپ کے پاس لائیں گے، حضرت یوسف نے ان سے کہا کہ اس وقت تم سب جھاڑو صرف ایک بھائی تمہارا یہاں بطور قید کے رہے کیونکہ تم اس کو یہاں لاؤ گے تب سب نے آپس میں مل کر تمہارے خیال کیا کہ یہاں کون رہے گا۔ پھر سب کے نام سے قرعہ اندازی کی گئی اور وہ قرعہ شمعون کے نام پر نکلا وہی حضرت یوسف کے پاس بطور قید کے رہا۔ پھر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اناج ایک ایک شتر کا بوجھ دیکر رخصت کرو اور قیمت اناج کی ان کو پھیر دو، تب ملازمان بادشاہ نے ویسا ہی کیا۔ پھر انکو حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگر تم اپنے چھوٹے بھائی کو اب کی دفعہ لاؤ گے تو اور بھی اناج تم کو ایک ایک شتر کا بوجھ زیادہ دوں گا خبر ہے جو مال حضرت یوسف کے بھائی اپنے ہمراہ لاٹے تھے اناج وغلہ خریدنے کو وہ مال بھی حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو واپس کر دیا وہ اس واسطے کہ معلوم تھا ان کو کہ باپ کے پاس سوائے اتنے مال کے اور کچھ نہیں ہے۔ اور یہ بھی مصلحت تھی تاکہ ان کو دوبارہ بھیجیں اور ایک روایت میں ہے کہ مال بھائیوں کو اس لئے پھیر دیا کہ باپ معلوم کریں کہ میرا مال پھیر دینا یہ کام کسی کا نہیں ہے سوائے یوسف کے پس شمعون کا مقید رہنا کچھ مضائقہ نہیں ہے یہ سمجھ بوجھ کر پھر اپنے بیٹے کو بھیجیں، خبر ہے کہ جب حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو دیکھا دل میں چاہا کہ ان کو کچھ سزا دیں۔ اسی وقت جناب باری تعالیٰ سے آواز آئی کہ اے یوسف اگر اپنے بھائیوں سے تم نے مکافات لیں تو ان میں اور تمہیں کیا فرق رہے گا، بلکہ غور کرنا موجب حسنت کا ہے

اور اپنے لوگوں سے چھپا اور ان کو مت اپنی پہچان دے تاکہ وہ تجھ سے شرمندہ ہو کر اپنی حاجات سے محروم نہ ہوں اور صاحب استعانت کو یہ لائق نہیں ہے کہ وہ اپنے ذمہ سے ان کی ضروریات سے محروم رکھے، اسے یوسف ان واقعات کو جانے دو کیونکہ وہ تیرے در پر محتاج بن کر آئے ہیں خوشگوار ہو کر ان کو اپنے سے رخصت کر دو۔ حضرت یوسف نے بموجب خطاب الہی کے اپنے بھائیوں سے کچھ مواخذہ نہ کیا اور ان کو اپنے پاس بلا کر پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو اور کس جگہ کے رہنے والے ہو۔ وہ بولے کہ ہم کنعان سے آئے ہیں اور حضرت یعقوب علیہ السلام جو پیغمبر ہیں ان کے بیٹے ہیں پھر حضرت یوسف نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے باپ ابھی حیات میں ہیں، بولے ہاں ابھی حیات میں ہیں۔ پھر پوچھا کہ کس شغل میں ہیں وہ بولے کہ سوائے عبادت کے اور کچھ کام نہیں کرتے ان کو تو اللہ تعالیٰ نے پیغمبری دی ہے شہر کنعان میں وہ بہت ضعیف اور اپنی آنکھوں سے مسندور ہیں۔ پھر حضرت یوسف نے ان سے پوچھا کہ ان کی آنکھیں کیوں جاتی رہیں وہ بولے کہ ایک بیٹا ان کا تھا اور وہ اس کو خوب چاہتے تھے اور نام اس کا یوسف تھا وہ نہایت حسین و جمیل تھا ایک لحظہ نظروں سے جدا نہ کرتے تھے اللہ کی مرضی ہوئی اس کو بھیڑ یا کھا گیا اس لئے اتنا روئے کہ آنکھیں ان کے جاتی رہیں۔ پھر حضرت یوسف نے ان سے کہا کہ اتنے بیٹے رکھتے ہو کیوں ایک کے لئے ایسا حال ہوا۔ وہ بولے ایک اور بھی اس کا سکا بھائی ہے اس کا نام بنیامین ہے اور اس کی چھ بہنیں موجود ہیں۔ لیکن یوسف ان میں بہت ہی خوبصورت تھے انہیں کے غم میں شب و روز روتے روتے اپنی آنکھیں کھودیں اور ایک مکان شہر کے باہر بنا کر نام اس کا بیت الاحزان رکھا اسی مکان میں عبادت کرتے ہیں اور وہیں یوسف کی جدائی میں ہر وقت روتے رہتے ہیں پھر حضرت یوسف نے پوچھا کہ شاید وہ ہنر میں تم سے زیادہ تھا۔ وہ بولے نہیں ہاں البتہ وہ اپنے حسن اور خوبصورتی میں زیادہ تھا۔ دائی اور عقلمندی میں بھی ہم سب سے تیز تھا الغرض اس کی صفیتیں بیان سے باہر ہیں۔ یہ سن کر حضرت یوسف نے اپنے دل میں سوچا کہ ان کو اس وقت معاف کیا جائے اگرچہ ان لوگوں نے مجھ کو بہت تاراج کیا اور مجھ پر ظلم بھی کیا ہے۔ مگر جو بچتے ہیں سچ کہتے ہیں۔ حضرت یوسف نے اپنے خدمتگاروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ دیکھو یہ بیچارے مافر بعید از وطن غریب اس ملک میں کبھی نہیں آئے ان کو کوئی جگہ دو اور ان کو کھانا بھی اچھی طرح لطیف و پاکیزہ کھلایا کرو اور جب تک یہ لوگ اس شہر میں رہیں اس وقت تک ان کو لباس بھی اچھا اور اعلیٰ قسم کا پہنے دو اور جب ضرورت پڑے تو حضرت یوسف نے ان کو بلا کر پوچھا کہ تم اس شہر میں کیوں آئے ہو انہوں

نے کہا کہ ہمارے شہر میں قحط پڑا ہے اور ہم نے سنا ہے کہ آپ کی سرکار میں اناج سستا بکتا ہے اس کو خریدنے آئے ہیں۔ حضرت یوسف نے کہا کہ تم لوگ کیا مال لائے ہو اناج لینے کے واسطے اس مال کو حاضر کرو، تب وہ اپنا لایا ہوا مال پیش کرنے لگے وہ مال تم پھینک دینا وغیرہ کا تھا اور اس کی قیمت دو سو دینار تھی لیکن وہ مال قابل خرید نہ تھا کہ اس کو خرید کیا جائے۔ حضرت یوسف نے ان سے کہا اگر یہ مال تمہارا ہمارے لینے کے لائق نہیں ہے پھر بھی ہم نے تم کو اس کے عوض مال دے دیا ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے **كَلَّمَا وَخَلَّوْا عَلَيْهِ قَالُوا يَا أَيُّهَا الْعَزِيزُ مَسْنَدًا أَهْلَنَّا الضَّرَّ وَجِئْنَا بِمِصَاعَةٍ مُّزْجَاةٍ فَأَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَ تَصَدَّقْ عَلَيْنَا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِينَ**۔ ترجمہ۔ پھر جب داخل ہوئے اس کے پاس بولے اے عزیز! پڑی ہم پر اور ہمارے گھر پر سختی اور لائے ہیں ہم بوجہ نانی ناقص سو پوری دے ہم کو پورا پورا دنیا یعنی تم خیرات کرو ہم پر کیونکہ اللہ تعالیٰ خیرات کرنے والوں کو بدلہ دیتا ہے پس حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو کئی دن کھلا پلا کر ایک ایک شتر کا بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ تمہارا مال اگرچہ دو سو دینار کے قابل نہ تھا تو بھی میں نے تم کو گندم دے دیا۔ اگر اب کی دفعہ آؤ تو اپنے چھوٹے بھائی کو ضرور لے آنا اور بھی ہم ایک ایک شتر کا بوجھ دے کر تم کو خوش کر دیں گے۔ اور مصر والوں کو کئی کبھی ہم نے اس قدر گندم نہیں دیا سوائے تمہارے بمصدق اس آیت شریفہ کے **قوله تَعَالَى وَكَلَّمَا جَعَلْهُمْ رِجَالًا بِهَمٍّ قَالُوا لَنْ نُرَىٰ يَا رَحْمَتُكَ مِنْ أَيْمَنُكَ إِلَّا تَرَوُنَّ آتِي أُوْدُنِ الْكَيْلِ وَآنَا خَيْرُ الْمُتَزِلِينَ ۚ فَإِنْ لَمْ تَأْتُرُنِي بِهَا فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا تَقْرَبُونَّ**۔ ترجمہ۔ اور جب تیار کیا ان کو اس کا اسباب اور کہا اے آئیو میرے پاس ایک بھائی جو تمہارا ہے باپ کی طرف سے کیا نہیں دیکھتے ہو تم کہ پورا پورا مانپ دے رہا ہوں اور میں سب سے زیادہ مانپ کر دینے والوں میں سے ہوں جس بھائی کی طرف حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کی توجہ دلائی تھی وہ حضرت یوسف کا چھوٹا سا بھائی تھا اس کو اپنے پاس ان بھائیوں کے ذریعہ بلوایا اور تیریہ بھی حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ اگر تم اس کو نہ لاؤ گے تو پھر آئندہ میرے پاس نہ آنا کیونکہ میں آئندہ گندم تم کو نہ دوں گا۔ یہی ان کو ہدایت دے کر حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو رخصت کیا اور وہ بولے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فرمایا ہے۔ **قَالُوا سَتَرْنَا وَدُعَيْنَاهُ أَبَا ۖ وَآنَا لَفَاعِلُونَ ۚ**۔ ترجمہ۔ کہا انہوں

نے کہ تم سب خواہش ظاہر کرو گے اپنے باپ سے اس کے لانے کی اپنے ہمراہ اور یہ کاکو کو کہہ رہے
ضروری پس حضرت یوسف نے اپنے ملازموں کو کہہ دیا کہ جو پونجی ان کی دوسو دنار کی ہے اس کو بھی
ان کے بوجھوں میں جا کر رکھ دو۔ چنانچہ ان کے بھائی یہودا کے اونٹ کے بوجھ میں چھپا کر رکھ
دی گئی اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں ارشاد فرمایا۔ قَالَ يٰقَتِيٰ ذٰلِكَ اَجْعَلُوْا بَيْنَ
هٰٓهٖمُ رِزْقِيْ وَهٰٓهٖمُ يَخْبِرُ فُرْنَهَا لَعَلَّهٖمْ اِذَا اُنْقَبَضُوْا اِلٰى اٰهْلِيْهِمْ لَعَلَّهٖمْ
يَمْرُجِعُوْنَ ۚ اور کہہ دیا اپنے خدمتگاروں کو کہ ان کی پونجی کو ان کے اونٹ کے بوجھوں میں
رکھ دو شاید وہ اپنے گھروں میں پہنچنے پر اس کو پہچانیں اور شاید اسی وجہ سے وہ پھر واپس ہمارے
پاک آویں یعنی حاصل مطلب یہ ہے کہ جو قیمت وہ لے کر آئے تھے سو اس کو چھپا کر ان کے اونٹوں
کے بوجھوں میں رکھ دی گئی بطور احسان کے تاکہ وہ اسی احسان کے بدلے پھر دوسری مرتبہ
آویں اور اپنے ہمراہ اس چھوٹے بھائی کو بھی لادیں جس کی ہدایت چلتے وقت حضرت یوسف
نے کی تھی۔ مروی ہے کہ حضرت یوسف نے جب اپنے بھائیوں پر بہت ہربانی کی لینے دینے
میں تب یہودا کو کمال یقین ہوا کہ یہ میرا بھائی یوسف ہے کیونکہ ہم کو کھانا پکانا اور تنی خاطر
مذارت کرنا اور باپ کا حال احوال پوچھنا سولے یوسف کے اور کون کر سکتا ہے اور ان کی
بول چال اور آواز بھی اسی طرح پر ہے اور اگر فی الحقیقت یہ یوسف نہ ہو تو اغلب ہے کوئی
ہمارے خاندان میں سے یا اہل بیت سے ہوگا یہ سن کر ان کے بھائیوں نے آپس میں کہا کہ
اگر واقعی یہ ہمارا یوسف ہے تو اس کو اتنی بڑی مملکت کس طرح سے ملی ہے اور اس نے یہ دولت
و لشکر اور اتنا اعلیٰ مرتبہ کیسے پایا پھر وہ آپس میں تعجب سے کہنے لگے کہ کیا یوسف بھی ہم زندہ
ہے، اجی وہ تو کبھی کامرچکا ہو گا اور اب تو اس کا نام و نشان بھی نہ ہو گا۔ اور جن ان بھائیوں
میں سے کہنے لگے ارے بھائی اگر واقعی یوسف ہوتا تو یہ سلوک ہمارے ساتھ کیونکر کرتا بلکہ
وہ تو ہم سے ضرور انتقام لیتا۔ پھر یہودا بولا کہ اگر یوسف نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین
کو کیوں طلب کرتا، البتہ جو میں کہتا ہوں بس ہی سچ ہے یہ شخص ہی یوسف ہے۔ اور یہودا کے
بھائیوں نے یہ غور نہ کیا اور جلدی میں وہ یوسف سے رخصت ہو کر ملک مصر سے چلے گئے اور
اپنے ملک کنعان میں جا پہنچے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور کنعان کے باشندے بہت
حیران ہوئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا کہ اسے بیڑا مہر کا احوال
بیان کرو ورنہ ماں تم پر کیا گزری وہ مجھ سے بیان کرو۔ تب انہوں نے احوال راہزنہ کو اور مصر کے غلام

کی ضیافت و مہربانی کی پوری کیفیت بیان کی۔ یعقوب نے کہا اے بیٹو! ذرا یہ تو بتاؤ تمہیں کہیں میرے
یوسف کی بھی خبر ملی ہے وہ سب کہنے لگے اے ابا جان تعجب ہے یوسف کو جھوٹا یا کب کا کھا گیا اور
اس کو بہت دن گزر گئے اور یہ خبر ہم کس سے پوچھیں اور اگر ہم لوگوں سے معلوم بھی کر لیں تو لوگ کہیں
گئے کہ یہ کہاں کی بات ہے اور کب کی بات ہے۔ ہاں ایک بات ضروری عرض کرنا ہے کہ عزیز مصر
بنیامین کو دیکھنا چاہتا ہے اور وہاں اس کے لے جانے سے ایک ایک شتر کا بوجھ کم ملے گا اور
اگر ہم اسکو وہاں لے جاویں گے تو ہم کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس بات کو سن کر حضرت یعقوب نے اپنے دل میں
سوچا کہ وہاں میرا یوسف ہے وہاں نہ ہوتا تو بنیامین کو کیوں دیکھنا چاہتا۔ یہ سمجھنے کی بات ہے
کہ عزیز مصر کو بنیامین سے کیا مطلب وہ سب بھائی اپنے جان سے عرض کرنے لگے کہ عزیز مصر
نے ہماری شکلیں دیکھیں اور پھر خوش ہو کر کہنے لگے کہ تم لوگ اپنے چھوٹے بھائی کو آئندہ ضرور
اپنے ہمراہ لانا ورنہ گندم نہ ملے گا۔ مجھے اس کے دیکھنے کا بہت شوق ہے کیونکہ وہ آپ لوگوں
سے سب سے چھوٹے ہیں، بمصادق اس آیت شریفہ کے قولہ تعالیٰ: ﴿لَقَدْ جَاءُوا آلَ
إِبْرٰہِیْمَ قَالُوا یٰٰ أَبَا نٰصِیْعَ إِنَّا الْکَیْلُ نَآرِیْمُ مَعَنَا أَخَانَا نَحْنَلُکَ وَ إِبْرٰہِیْمُ
لَحَافِظُونَ ۝ قَالَ هَلْ أَمْنُکُمْ عَلَیْہِ ۝ اَلَا کَمَا أَمْنُتُکُمْ عَلٰی اٰخِیْنِہِ مِنْ
قَبْلُ ۝ فَاَللّٰہُ خَیْرٌ حَافِظًا ۝ وَ هُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۝﴾ ترجمہ
پس جب پھر آئے طرف باپ اپنے کے کہا انہوں نے اے ہمارے باپ منع کیا کیا ہے ہم
سے پس بھیج ساتھ ہمارے بھائی کو ہمارے درمیان تاکہ ہم اس کی نگہبانی کریں حضرت یعقوب
نے کہا کیا اعتبار کروں تمہارا اس پر مگر وہی جیسا کہ اعتبار کیا تھا اس کے بھائی پر پہلے۔ کہنے
لگے اللہ تعالیٰ بہتر نگہبان ہے اور سب مہربانوں سے بڑا مہربان ہے جب وہ لوگ سب
کے سب اپنے باپ کے پاس آئے اور اپنا لایا ہوا سب کھولا تو اس اسباب میں اپنا مال
بھی پایا جو لے گئے تھے قولہ تعالیٰ: ﴿وَلَسَآ نَتَّحِیْمُ اَمَّا عَہْمُ وَ حَبْلٌ وَّ اِصْبَاعُہُمْ
رُذَّتْ اَیْمُہُمْ قَالُوْا یٰٰ أَبَا نٰصِیْعِیْ حَیْہِہِ یَصْأَعْتُنَا رُدَّتْ اَکِیْنَا ۝ وَ
نَمِیْرُ اَهْلِنَا وَ نَحْفَظُ اَخَانَا وَ نَزِدُّ اَدْرِیْمُ بَعِیْرُہُ ۝ ذٰلِکَ کَیْلُ نَمِیْرُ
قَالَ اَرْسِلْہُ مَعَکُمْ حَتّٰی تَوَلُّوْنَ مَوْتِقَامِیْنَ اللّٰہِ لَسَآ تُفِیْعِیْہِ ۝ اَلَا
یَحَاطَ بِکُمْ ۝﴾ ترجمہ اور جب کھولا انہوں نے اسباب اپنا اپنی پونجی جو تھی وہ اس میں پائی
اور انہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ جو ہم لوگ لے کر گئے وہ سب واپس آگئی ہے، اگر آپ

نے چھوٹے بھائی ہمارے کو ہمراہ روانہ کیا تو آئندہ بھی ہم سب کو غلہ ایک ایک بوجھ اونٹ کاٹے گا ورنہ ہم سب کو محروم کر دیا جائے گا پھر یہ بات سن کر حضرت یعقوب نے کہا کہ ہرگز نہ بھیجوں گا اپنے چھوٹے بیٹے کو تمہارے ساتھ یہاں تک کہ قسم دے اللہ تعالیٰ کی میرے روبرو کہ اس کو لے آؤ گے واپس میرے پاس۔ پس جب دیا انہوں نے ان کو عہد اپنا کہا اللہ تعالیٰ اس بات پر شاہد ہے اور جو کچھ ہم لوگ آپ سے کہتے ہیں وہی ہمارا اور آپ کا کار ساز ہے۔ پھر سب بھائیوں نے اپنے باپ کے ساتھ عہد کیا اور پھر قسم کھائی۔ تب حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا حافظ ہے اور شاہد ہے تمہارے قول و قرار پر اور یہ بھی خبر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنی پونجی پائی اونٹوں کے بوجھوں میں جو مال بھیجا تھا اناج کے لئے مصر میں پس حضرت یعقوب علیہ السلام کو کامل یقین ہوا کہ مصر میں میرا یوسف ہے اگر یوسف نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو مصر میں کیوں بلاتا اور میں نے بھی یقین کیا اگر مجھے یقین نہ ہوتا تو اپنے چھوٹے بیٹے بنیامین کو اپنے بیٹوں کے ساتھ مصر کیوں بھیجتا اور جو اناج مصر سے آیا تھا اس میں آدھا اپنے خلیفہ و اقارب کو دیا اور آدھا ملک شام میں بھیج دیا۔ اور بنیامین کو اپنے بیٹوں کے ہمراہ مصر روانہ کر دیا اور چلتے وقت یہ وصیت کی کہ تمام یکبارگی ایک ہی دروازے سے غمر مصر میں داخل مت ہوں بلکہ سب مختلف دروازوں سے داخل ہوں ممکن ہے کسی کی بد نظر تم پر پڑے۔ اور جو میری پونجی وہاں سے بذریعہ شتر کے بوجھ میں واپس آگئی ہے یہ تم لیتے جاؤ اور یہ وہاں سے دینا ہو سکتا ہے شاید بھول میں چلے آئی ہو اور یہ چیز اناج کی قیمت میں دی گئی ہے تمہیں واپس رکھنا حلال نہیں یہ وصیت فرمائی اور پھر کہا جاؤ میں نے تمہیں خدا پر سوچنا حَتَّى تَخْلُصَ عَلَى اللَّهِ کہہ کر رونے لگے اور اہل کنعان نے آپ کو روتے دیکھا تو وہ لوگ بھی آپ کے ساتھ رونے لگے۔ ادھر حضرت یوسف اپنے چھوٹے بھائی کے بہت منتظر تھے کہ دیکھیں کب آویں گے غرض یہ کہ وہ سب لوگ چند ہی روز میں مصر جا پہنچے اور حضرت یوسف کو خبر دی گئی کہ آپ کے پاس کنعان سے گیارہ آدمی آئے ہیں یہ خبر سن کر حضرت یوسف بہت خوش ہوئے معلوم کیا تو بہتہ چلا کہ گیارہ آدمی بنیامین کو لے کر آئے ہیں اور سب بھائیوں کو جب وصیت اپنے اپنے باپ کی علیحدہ علیحدہ دروازے سے متفرق صورت میں داخل ہوئے جہاں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تو قتلے ذَاقَ يَبْنِيَّ لَا تَمْنَحُوا مِنْ بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُتَفَرِّقَةٍ ۝ وَمَا عَنِي عَنْكُمْ مِنْ

اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۚ إِنَّ الْحَكْمَ لِلّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۚ وَعَلَيْهِ قَلْبِي ۚ
 الْمُسَوِّجُونَ ۚ ترجمہ۔ اور حضرت یعقوب نے کہا کہ اے میرے بیٹو! داخل ہونا ایک
 دروازے سے اور تم داخل ہونا مختلف علیحدہ علیحدہ دروازوں سے اور میں کچھ بھی طاقت نہیں رکھتا
 کہ میں کسی چیز سے بچا سکوں بجز حکم خداوندی کے اور حکم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کا نہیں اور
 اسی پر مجھ کو بھروسہ ہے۔ اور یہ بھی مجھے کامل یقین ہے کہ اسی پر بھروسہ کرنا چاہیئے بھروسہ کرنے والوں
 کو۔ یہ درحقیقت لوگوں کی ٹول کا بچاؤ بتایا اور پھر بھروسہ کیا اللہ تعالیٰ پر اور ٹولک لگنی غلط
 نہیں ہے، اور اس کا بچاؤ کرنا بھی جائز ہے۔ وَ لَمَّا دَخَلُوا عَلَىٰ يُوسُفَ اَدَّىٰ اِلَيْهِ
 اَخَاهُ قَالَ رَافِيًا اَنَا اَخُوكَ فَلَا تَكُنْ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۚ ترجمہ۔

اور جب داخل ہوئے یوسف کے پاس اپنے پاس رکھا اور اپنے بھائی کو کہا میں ہوں بھائی تیرا
 اور تم کسی طرح پر غمگین مت ہو۔ ان کاموں سے جو کرتے رہیں سب بھائی مل کر اور وہ سب شہزادیں
 جاکر ایک جگہ اترے۔ بعد اترنے کے ایک ملازم شہر کا ان کو سیدھے راستے سے حضرت یوسف
 کے پاس لے گیا سب بھائیوں نے بروقت ملاقات کے حضرت یوسف کے پاس لے گیا سب
 بھائیوں نے بروقت ملاقات کے حضرت یوسف کو باادب سلام علیک عرض کیا اور ایک ستار
 جو حضرت یعقوب کو اپنے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام سے میراث میں ملی تھی وہ انہوں نے
 اپنے باپ کے کہنے کے مطابق حضرت یوسف کو پیش کر دی اور حضرت یوسف سے کہا کہ یہ
 ہمارے باپ کا دیا ہوا ہدیہ ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے باپ کی بھیجی ہوئی دثار دیکھ
 دیکھ کر از حد خوش ہوئے کیونکہ یہ دثار جس کسی کو پہنچی وہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوا اور معلوم کیا کہ
 جو پونجی اپنے بھائیوں کو پھیر دی تھی کہ تم لوگ اس کو لے جا کر اسے اپنے خرچ وغیرہ میں لانا پھر
 اس کو دیا ہی باپ نے واپس کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف کو کچھ افسوس ہوا۔ لیکن مہمانوں کی
 مہمان نوازی کرنا ضروری تھا۔ فوراً اپنے خادموں اور خاناں کو حکم دیا کہ کھانے جلد از جلد
 تیار کرو اور باقاعدہ دسترخوان لگاؤ۔ چنانچہ آپ کے کہنے کے مطابق کھانے نہایت نفیس اور
 مختلف قسم کے دسترخوانوں پر چن دیئے گئے۔ پھر حضرت یوسف نے اپنے مہمانوں کو طلب
 کیا اور ان سے فرمایا کہ اس وقت کھانا تیار ہے آپ حضرات دسترخوان پر بیٹھ کر کھا لیجئے لیکن
 ایک بات ضرور کہنی ہے کہ جو جو بھائی ایک ہی ماں کے بطن سے ہوں تو وہ ایک ہی جگہ پر بیٹھ
 کر کھانا کھائیں۔ یہ بات حضرت یوسف کی سن کر سب بھائی ایک ہی جگہ پر بیٹھ گئے صرف بنیامین

ہی اکیلے رہ گئے۔ وہ یہ حال دیکھ کر رونے لگے حضرت یوسف نے بنیامین سے کہا کہ بھائی تم بھول
 روتے ہو اور تمہارے رونے کا سبب کیا ہے، بنیامین نے روتے ہوئے کہا کہ میرا ایک سگ
 بھائی تھا اور اس کا نام یوسف تھا میرے بھائیوں کی غفلت سے اس کو چھوڑنے لگا تھا اور
 میں اپنی ماں سے اکیلا بھائی ہوں اس وقت مجھے خیال آیا کہ اگر وہ ہوتا تو وہ میرے ساتھ بیٹھ کر
 کھانا کھاتا۔ اس بات کو سن کر حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنے چھوٹے بھائی
 یعنی بنیامین کو اجازت دو کہ میرے ساتھ اس وقت بیٹھ کر کھانا کھائے۔ انہوں نے کہا کہ اگر آپ
 یوں نوازش و کرم فرماتے ہیں تو یہ ہماری سرفرازی ہے اس بات کو طے کر کے حضرت یوسف نے ان
 کے ساتھ کھانا کھایا اور بنیامین کو اپنے ساتھ لے کر خلوت سر میں چلے گئے اور اپنے شاہانہ چہرہ کا
 نقاب اٹھا کر بنیامین کو دکھایا، بنیامین حضرت یوسف کی شکل و صورت دیکھ کر بے ہوش ہو گئے۔ پھر
 حضرت یوسف نے ان کے چہرے پر عرق کلاب چھڑکا جس کی وجہ سے وہ ہوش میں آ گئے۔ حضرت یوسف
 نے بنیامین سے کہا کہ تم کو کیا ہوا، شاید تم کو مرگی کی بیماری ہے پھر بہت ہی غم خواری اور دلاسا دینے
 لگے۔ بنیامین نے کہا کہ میں بنیمیر زادہ ہوں ہم کو مرگی کی بیماری نہیں ہوتی ہے میں تو آپ کو دیکھ کر
 بے ہوش ہو گیا تھا آپ تو میرے بھائی جو گم ہو گئے ہیں جن کا نام یوسف ہے انہیں کے مثل ہیں۔
 بنیامین کی یہ بات سن کر حضرت یوسف نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو میں وہی تمہارا بھائی گم ہوا یوسف
 ہوں اب تم کچھ اندیشہ نہ کرو اور خاطر جمع رکھو یہ بات سن کر بنیامین پھر بے ہوش ہو گئے تقریباً ایک
 گھنٹہ کے بعد اٹھ کر بیٹھے اور ہوش میں آ گئے۔ پھر حضرت یوسف بنیامین سے والد بزرگوار کا حال پوچھنے
 لگے کہ ہمارے والد اب کیا کرتے ہیں اور وہ کس حال میں رہتے ہیں۔ وہ بولے تمہارے فراق میں
 بیت الاحزان میں بیٹھے عبادت کرتے رہتے ہیں اور تمہارے لئے شب و روز روتے روتے
 دونوں آنکھیں جاتی رہی ہیں اور تمہارے غم میں ان کی زندگی تلخ ہو گئی ہے، حضرت یوسف بنیامین
 کی یہ باتیں سن کر بہت رونے لگے اور کہا تم کھانا کھاؤ اسے میرے پیارے چھوٹے بھائی! میں اپنی
 مصیبت کا قصہ جو جو ظلم بھائیوں نے مجھ پر کیا وہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔ سب سے پہلی بات
 ظلم کی یہ کہ میرے باپ سے بہانہ بنا کر جنگل میں لے گئے۔ اور وہاں جا کر مجھے اندھیرے کنویں
 میں ڈال دیا۔ اور پھر کچھ دن بعد گزندے والے قافلہ نے ہم کو اس اندھیرے کنویں سے نکالا تو پھر
 ہمارے انہی بھائیوں نے اسی قافلہ کے سردار کے ہاتھ ہم کو بیچ دیا ہم نے کنویں میں بہت تکلیف
 اٹھائی اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس تکلیف و مصیبت کے صلہ میں اللہ تعالیٰ نے اس سلطنت

کی دولت سے نواز ہے اور تم اس بات کو میری بطور امانت رکھنا اور یہ بات کسی سے نہ کہنا اور اپنے بھائی یہ بات سننے نہ پائیں میں کسی جیلے سے تم کو اپنے پاس رکھوں گا اور بہت اچھی طرح سے میرے پاس رہو گے، پھر یہ باتیں کر کے بنیامین اس خلوت سرا سے باہر نکل آئے۔ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو براہِ مہین دن تک کھانا نہ دینا کھلایا پھر چلتے وقت ہر ایک کو ایک ایک شتر کا بوجھ اناج دے کر رخصت کیا اور ایک حیلہ سازی کر کے چپکے سے ایک پیالہ چاندی کا جو جوہر سے جڑا ہوا تھا ایک کنعانی غلام کو کہہ دیا کہ اس پیالے بے بہا کو بنیامین کے شتر کے بوجھ میں چھپا کر رکھ دینا۔ چنانچہ اس غلام نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس کو حکم دیا گیا تھا اور وہ سب تقریباً ایک منزل کی راہ نکل چکے تھے اس کے بعد حضرت یوسف نے اپنے چند سواروں کو ان کے پیچھے بھیجا کہ پیالہ پانی پینے کا مع بنیامین کے ہمارے پاس لائیں یہ خبر سنتے ہی چند سوار فوراً ان کے پیچھے روانہ ہو گئے اور انہوں نے اس قافلے کو دور جا کر پایا اور اس قافلہ کو پکارا اسے قافلہ والو! ذرا ٹھہرو تم کہاں جا رہے ہو ہماری ایک قیمتی چیز کم ہو گئی بہت ممکن ہے وہ تم لوگوں کے پاس ہو پہلے تو تم لوگ اپنی تلاشی سے دو شاید وہ چیز تمہارے پاس سے نکل آئے اور ممکن ہے کہ تم ہی چور ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ فَمَا جَعَلَ هُمُ عِبَادِي هُمْ جَعَلَ السَّاقِيَةَ فِي رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذِنَ مَوْذِنٌ أَيْتَهُمَا الْعِيُّوَانِ تَكُمُ لَسَارِقُونَ قَالُوا قَبِلُوا عَلَيْهِمْ مَاذَا تَفْقِدُونَ قَالُوا انْفَقَدُ صَوَاعِمُ الْمَلِكِ وَلَيْسَ جَاءَ بِهِمْ حِمْلٌ بَعِيرٌ وَأَنَا بِهِمْ رَعِيمٌ قَالُوا نَاثِلُ اللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُمْ مَا جِئْنَا لِنُفْسِدَ فِي الْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَارِقِينَ قَالُوا فَمَا جَزَاؤُهُ إِنْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ قَالُوا جَزَاؤُهُ مَنْ دُخِنَ فِي سَحَابِهِ فَهُوَ جَزَاؤُهُ كُلُّ إِلَهٍ لِنَجْزِي الظَّالِمِينَ اور پھر جب تیار کر دیا ان کو اسباب ان کا اور رکھ دیا پانی پینے کا پیالہ جان بوجھ کر اپنے بھائی (بنیامین) کے بوجھ میں پھر پکارا پکارنے والوں نے اسے قافلے والو یقیناً تم چور ہو، کہنے لگے اپنا منہ کر کے ان کی طرف کیا تم نہیں پاتے وہ بولے کہ ہم نہیں پاتے بادشاہ کا ناپ یعنی پیالہ اور جو کوئی وہ پیالہ لادے گا تو اس کو ایک اونٹ کا بوجھ انعام میں ملے گا اور میں اس کا ضامن ہوں۔ وہ بولے قسم ہے اللہ کی تم کو معلوم ہے کہ ہم شرارت کرنے نہیں آئے تھے اس ملک میں اور نہ ہم کبھی چور تھے اور نہ ہم لوگوں نے کبھی چوری کی ہے ان لوگوں نے ان سے کہا کہ پھر کیا منزا ہے اس کی اگر تم جھوٹے ہوئے تو وہ سب کہنے لگے اس کی منزا بس یہی ہے کہ جس کے بوجھ میں پاؤ وہی

جاوے اس کے بدلے میں اور ہم تو بھی سزا دیتے ہیں گنہگاروں کو، خلاصہ یہ ہے کہ ایک پیالہ بادشاہ کے پانی پینے کا تھا اور وہ بادشاہ کی پیاس کا ناپا ہو اٹھا یا پیالہ تھا اناج ناپنے کا حضرت یوسف نے ان کو چور کہلوا یا یہ جھوٹ نہیں ہے اس لئے کہ انہوں نے حضرت یوسف کو اپنے باپ کے سامنے سے لے جا کر چوری سے نہ سچ ڈالا تھا اور حضرت یعقوب کے دین میں یہ حکم تھا کہ جو کوئی چوری کر تا وہ مال والے کا غلام ہو رہتا صرف ایک برس تک اور ان کے بھائیوں نے کہا بھی تھا کہ تم جسے چوری میں پاؤ اسے غلام بنالینا۔ یہ کہہ کر وہ لوگ قافلہ والوں کا مال و اسباب تلاش کرنے لگے سب بوجھوں کی اچھی طرح سے دیکھ بھال کی اور سب سے آخر میں چھوٹے بھائی بنیامین کے شتر کے بوجھ کی تلاشی لی بالآخر بنیامین کے شتر کے بوجھ میں شیلے میں وہ پیالہ نکلا جیسا کہ قول تملے مَبْدَأُ يَأْذُ عِيَّتَهُمْ قَبْلَ دَعَاءِ آخِيَهَا ثَنَدًا اسْتَحْدَّ جَهَا مِينَ دَعَاءِ آخِيَهَا تَرْجَمَهُ پھر شروع کیں اس نے دیکھنا خر جیاں ان کی پہلے اپنے بھائی کی خزنی سے آخر کو وہ برتن نکلا ایک خزنی سے اپنے بھائی کی پھر سب کو حضرت یوسف کے پاس حاضر کیا۔ ان کے بھائی بہت طاقتور تھے اگر وہ اپنی طاقت سے کام لیتے تو وہ نہ پکڑے جاتے، لیکن چھوٹے بھائی بنیامین کی وجہ سے سب پکڑے اور حضرت یوسف کے پاس حاضر کئے گئے اور جب حضرت یوسف کے پاس واپس پہنچے گئے تو وہ آپس میں مشورے کرنے لگے کہ عزیز مصر سے یہ بات کہنا چاہیے کہ ہمارے چھوٹے بھائی کے عوض میں کسی دوسرے بھائی کو ایک سال کے واسطے غلام رکھ لیجئے تاکہ ہم لوگ اپنے کئے ہوئے وعدے کے مطابق اپنے باپ کے پاس اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو لے جائیں اور ان کے سپرد کر دیں ورنہ ہم اپنے آپ کو کیا جواب دیں گے اور باپ ہم سے سخت ناراض ہوں گے اور کہیں گے کہ بنیامین کو بھی یوسف کی طرح گم کر دیا ہم لوگ اگرچہ ہر چند یقین دلا نہیں گئے لیکن وہ کبھی ہماری بات کو باور نہ کرے گئے اپنے جی میں یہ مشورے طے کر کے دربان کو ہمراہ لے کر حضرت یوسف کے حضور میں حاضر ہوئے اور حضرت یوسف سے بولے اے عزیز مصر آپ نے ہم پر بہت مہربانی کی اور شفقت فرمائی اور اسی سے بھی زیادہ آپ سے نوازشات کی امیدیں ہیں لیکن ایک مودبانہ التماس ہے کہ آپ اپنے لطف و کرم سے ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو چھوڑ دیں تاکہ ہم لوگ اپنے کئے ہوئے وعدوں کے مطابق اپنے باپ کے پاس لے جائیں اور ہم لوگوں کو یقین کامل ہے کہ آپ ضرور ہماری گزارشات پر توجہ فرمائیں گے اور ہم لوگوں کو تشکر و امتنان کا موقعہ دیں گے۔ یہ سن کر حضرت

یوسف نے کہا کہ حکم شرعی تمہارے دین میں یہی ہے اور تم نے بھی یہ چیز پہلے قبول کر لی تھی کہ چور پکڑا جاوے جو جب شرع کے وہ ہماری قید میں ایک سال تک رہے گا اور تم لوگوں نے بھی یہ کہا تھا کہ ہم سب پیغمبر زادے ہیں اور میک مرد ہیں بھلا بتاؤ کیا یہ درست ہے کہ تمہارا بھائی میری چوری کرے وہ بولے کہ آپ صحیح فرماتے ہیں، چوری کرنا اس کے حق میں عجب نہیں اس کا بھائی بھی چور تھا، چنانچہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں وضاحت بیان فرمائی تو کہ تعالیٰ۔ قَالَ لَوْ اِنْ يَسْتَوِي ذَنۡبُهُۥ سَرَقَ اَخَاهُ مِنْ قَبْلُ ثُمَّ رَدَّهٖ۔ انہوں نے کہا اگر اس نے چور یا تو چوری کی اس کے بھائی نے بھی پہلے۔ تب حضرت یوسف نے یہ سن کر دل میں کہا تو کہ تعالیٰ۔ فَاسْتَرٰهَا يُوۡسُفُ فِيۡ نَفْسِهٖۤ اَلَمْ يَبۡتۡهِمَاۤ اَللّٰهُمَّ قَالَ اَنْتُمۡ هَرَمْتُمَا هٗ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَصۡنَعُوۡنَ ترجمہ۔ تب آہستہ کہا یوسف نے اپنے جی میں اور ان کو نہ بتایا اور بولا کہ تم بدتر ہو درجے میں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم بتاتے ہو۔ مردی ہے کہ اگرچہ وہ چوری کا ذکر نہ کرتے تو بنیامین کو لے جا سکتے تھے چونکہ انہوں نے چوری کا ذکر کیا اس بات کو سن کر حضرت یوسف نے غصہ میں ہو کر اپنے دل میں کہا کہ تم نے ایسی چوری کی کہ اس کے بھائی کو باپ سے جبراً کر بیچ ڈالا اور میری چوری کا حال اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے ان پر چوری کے طعن کا قصہ یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کو بھوپھی نے پیچیں میں پانا جب بڑے ہوئے تو باپ نے چاہا کہ اپنے پاس رکھوں اور بھوپھی کو محبت تھی اس لئے انہوں نے چھپا کر ایک پٹکان کی کمرے باندھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد وہ اس کو دھونڈنے لگیں آخر لوگوں میں چرچا ہوا آخر وہ پٹکا یوسف کی کمرے نکالا گیا۔ بایں سبب موافق ان کے دین کے ایک برس تک ان کی بھوپھی نے اس جیل سے حضرت یوسف کو اپنے پاس رکھا اور حضرت یوسف نے کہا کہ بھائیوں نے کہ بھائیوں نے مجھ پر اتنا ظلم کیا اور ستایا یہاں تک کہ مجھ کو بید الوطن کیا۔ پھر بھی یہ لوگ چوری کی تہمت دیتے ہیں یہ سب لوگ عجیب آدمی ہیں۔ بالا آخر بھائیوں نے حضرت یوسف سے عرض کیا کہ اسے عزیز مصر ان کے والد بزرگوار بہت ضعیف اور نابینا ہیں اور ان کی مفالقت میں اور بھی زیادہ بریشان ہوں گے۔ آپ ہمارے اور بھائیوں میں سے ایک بھائی کو رکھ لیجئے اس کا بدلہ ہو جائے گا اور ہم میں سے آپ کی خدمت بھی بخوبی کر سکے گا تو کہ تعالیٰ۔ قَالَ يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيزُ اِنَّ لَّكَ اٰمًا شَهِنًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدًا مِّنْكَ هٗ اِنَّا نَرَاكَ مِنَ الْمُحْسِنِيۡنَ۔ ترجمہ کہنے لگے اے عزیز مصر اس کا باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا سو آپ ہم میں سے اس کے بدلے دوسرے کو رکھ لیں اور ہم آپ کو بہت احسان والا دیکھتے ہیں حضرت

یوسف نے اس کے جواب میں کہا تو رہے قَالَ مَعَاذَ اللَّهِ إِنَّ فَاخِذًا لِّأَمْنٍ وَ
جَذًّا نَامِتًا غَنَائِمًا ۚ هَٰذَا إِذَا الظَّالِمُونَ ۖ ترجمہ۔ بولے یوسف اللہ تعالیٰ اپنا
دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر اس کو کہ جس کے پاس پائی اپنی چیز اگر ہم اس کے خلاف کریں گے تو بہت
بے انصاف ہوں گے یعنی حضرت یوسف نے فرمایا کہ معاذ اللہ ہم بے گناہ کو پکڑیں گے لیکن ہم
اس کو گرفتار کریں گے کہ جس کے پاس پائی گئی ہماری چیز اور اگر ہم تمہارے کہنے سے کسی بے گناہ
کو پکڑیں گے تو پھر ہم تو بہت ظالم ہوں گے اور اس جملہ میں حضرت یوسف نے ایک اشارہ فرمایا
ہے جو آخرت پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ حضرت یوسف نے فرمایا کہ ہم بے گناہ کو نہیں پکڑیں گے مگر
ہم پکڑیں گے اس کو جس نے چوری کی ہے ایسا ہی قیامت کے دن جو شخص چاہے کہ کسی کو بخشنا
دے اللہ تعالیٰ سے حق سبحانہ تعالیٰ اس وقت فرمائے گا کہ جس بندے نے میرے حکم کو مانا اور
مجھ کو واحد جاننا اسی کو بخشوں گا۔ حاصل کلام، ہر چند بھائیوں نے چاہا کہ حضرت یوسف سے اپنے
چھوٹے بھائی بنیامین کو چھڑائیں لیکن وہ کسی طرح سے چھڑانہ سکے اور بہت ہی مایوس ہو گئے اور سب
کے سب شہر کے دروازے پر جا بیٹھے اور آپس میں صلاح مفورہ کرنے لگے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ اور
بعض ان میں سے کہنے لگے کہ نہ ہم ادھر جا سکتے ہیں اور نہ ادھر۔ اور بنیامین کو یہاں چھوڑ کر کہاں جاویں
کہنے لگے جب شامت ہم پر آئی آخر باپ کو کیا جواب دیں قولہ تعالیٰ، خَلَعْنَا سَنَاطِشُ ۖ
مِنْهُ خَلَعْنَا نَجِيَّتَهُ قَالَ كَيْفَ يُرْهِمُ آلَهُ تَعْلَمُونَ ۖ اِنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ
عَلَيْكُمْ مَسْرَقًا مِّنَ اللَّهِ وَ مِثْلُ مَافَرَطَ طَعْمُ فِي يَوْسُفَ ۖ فَكُنْ اَبْرَحَ
الْاَرْضِ حَتَّى يَأْذَنَ لِيْ اَبِيْ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِيْنَ ۖ ترجمہ۔
جب ناامید ہوئے اس سے تو اکیلے بیٹھے مصلحت سمجھنے کو پھر بولا ان کا بڑا بھائی جس کا نام شمعون
تھا۔ اسی نے کہا کہ تم نہیں جانتے ہو کہ تمہارے باپ نے تم سے لیا ہے عہد اللہ تعالیٰ کا اور اس
سے پہلے جو قصور یوسف کے بارے میں کر چکے ہو اس کا حال تم کو اچھی طرح معلوم ہے لہذا میں
اس ملک سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک کہ میرا باپ اس ملک پر روانگی کی اجازت
نہ دے اور ممکن ہے اللہ تعالیٰ کوئی حکم کرے میرے واسطے اور وہ البتہ بہتر حکمت کو نبوالا ہے۔
اس کے بعد تمام بھائیوں کو بڑے بھائی نے رخصت کر دیا اور خود وہیں رہ گیا اس امید پر کہ شاید
مہربان ہو کر بنیامین کی خلاصی کر دیں۔ اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ سب بھائیوں
نے کہا کہ اے عزیز مصر ہمارے چھوٹے بھائی بنیامین کو نہ چھوڑو گے تو ہم اپنے زور و طاقت سے

نے یوں ہی گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی طاقت دی ہے، اور ہر ایک ان میں سے بولا اگر ہم
 چاہیں تو ایک ایک بھائی ایک ایک کو لے سکتا ہے۔ پس کیوں ہم اس معاملہ میں نامردی کریں، اور
 ایک بھائی نے فخر سے جس کا نام یہود تھا کہا کہ میں اکیلا ہی ملک مصر کو لے سکتا ہوں، یہ کہہ کر وہ
 سب بھائی لڑنے کو مستعد ہو گئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ ہر ایک بھائی ہر ایک دروازے پر جا کر
 جنگ کا نعرہ مارو اور حضرت یوسف ان کی قوت سے خوب اچھی طرح آگاہ تھے۔ ایک جاسوس
 پوشیدہ طور پر ان کی خبر کو بھیجا اور وہ جاسوس ان لوگوں کی خبر لایا کہ کنعان کے باشندے حضرت
 یوسف عزیز مصر سے مقابلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس خبر کو سن کر حضرت نے چالیس ہزار مرد جنگی
 سلاح پوش تیار کئے اور تمام اہل مصر کو خبر دی کہ لڑائی کا سامان تیار کرو اور ہر وقت بہت زیادہ
 ہوشیار رہو۔ یہ خبر ملک ریان تک پہنچی اس نے کہا کہ یہ خبر کیا ہے تو مصریوں نے اس کے جواب
 میں ملک ریان سے کہا کہ کنعانیوں نے ایک پیالہ سرکاری چوری کیا تھا اور عند التحقیق وہ پیالہ ان
 کے ثلیمتوں میں سے نکلا اس جرم میں ان کا ایک بھائی بموجب آئین و قانون مقید ہے اور وہ کنعانی
 اس لئے ہم سے لڑنا چاہتے ہیں ملک ریان نے کہا کہ میں بھی حاضر ہوتا ہوں تمہاری مدد کے لئے
 مع تمام لشکر کے۔ حضرت یوسف نے ملک ریان سے کہا کہ ابھی میں کافی ہوں اور ابھی آپ کو
 تکلیف دینا مناسب نہیں۔ جب ضرورت ہوگی آپ کو یاد کو لیا جائے گا آپ اپنی جگہ آرام کریں
 چنانچہ دوسرے دن قافلے اور لشکر نے شہر کے اندر آکر حملے شروع کر دیئے اور ان کے بھائیوں
 میں سے ایک بھائی یہود نے دروازے پر جا کر ایک ایسا نعرہ مارا کہ چالیس ہزار مرد کار نڈاز مصر
 کے یکبارگی بے ہوش ہو گئے اور دشمنوں نے بھی دوسری راہ سے آکر اپنی شہادت دکھائی۔ مصر
 کے لشکریوں نے جب یہ حال دیکھا سب شکست کھا کر پسپا ہوئے اور حضرت یوسف چالیس ہزار
 مرد پیادہ کے پیچ میں تھے دیکھا کہ ان کے بڑے بھائی نے ایک پتھر اٹھا کر قلعہ کے گوشک پر
 پھینکا اس سے مکان کی تمام کھڑکیاں ٹوٹ گئیں اور یہ بھی دیکھا کہ تمام لشکر مصر کا بیہوش سے پسپا
 ہو گیا ہے تب انہوں نے وہ دستار جو بھائیوں نے باپ سے لا کر دی تھی اور وہ حضرت ابراہیم خلیل
 کی دستار تھی جو بطور معجزے کے ان کو لا کر دی تھی وہ ان کو دکھائی۔ پھر سب بھائیوں نے اس دستار
 کو دیکھا تو دیکھتے ہی سب بھائی سست اور کمزور ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت یوسف نے ایک ہی
 حملے میں ان سب کو پکڑ لیا۔ یہ دیکھ کر اہل مصر کو بہت تسلی ہوئی اور بادشاہ ریان نے حضرت یوسف
 کی جواہر دی دیکھی تو بہت تعریف کی حضرت یوسف نے ان لوگوں سے کہا کہ شاید تم نے اپنے اپنے

دل میں یہی بات ٹھہرائی ہوگی کہ ملک مصر میں تمہارے مقابل کا نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ خدا کی یہی مرضی تھی کہ آخر میں ہم تمہارے ہاتھ سے گرفتار ہو جائیں، لیکن ہم کو اس جنگ سے یہ بخوبی اندازہ ہو گیا کہ مصر میں ہمارے مقابل نہیں ہے۔ پھر اس کے بعد حضرت یوسف نے ان لوگوں کو اونٹوں کے بوجھ سمیت اپنے پاس بلوایا تاکہ لوگ یہ جانیں کہ ان پر ضرور نرا مقرر کی جائے گی۔ اور وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ یہ کوئی ہمارے خاندان سے تعلق رکھتا ہے یا ہمارے آباؤ اجداد سے کچھ بزرگی پائی ہوگی کہ ہم سے مقابل ہو کے لڑے اور ہم اس کے ساتھ نہ لڑ سکے۔ اس پر یہود ا نے کہا کہ میری بات سچ ہے جو کچھ عرصہ پہلے میں نے کہا تھا کہ یہ میرا بھائی یوسف ہے۔ پھر اس کے بھائیوں نے کہا اگر ہمارا بھائی یوسف ہوتا تو ہم پر اس طرح احسان نہ کرتا ہم لوگوں کو تو اسی وقت مار ڈالتا۔ الغرض حضرت یوسف نے ان سب لوگوں کو تین دن تک قید میں رکھا تاکہ شہر کے لوگوں کو خاطر جمع رہے، جب تین دن قید کے گزر گئے تو انہوں نے ان لوگوں کو بلوا کر کہا کہ تم پر بادشاہ کی طرف سے حکم تھا کہ فوراً جان سے مار دیا جائے لیکن میں نے تمہارے ساتھ ہمدردی کی اور تمہاری رپائی دلائی۔ کیونکہ تم لوگ نیک آدمی ہو اور ہم ایسے لوگوں کو پسند کرتے ہیں اور پیار کرتے ہیں۔ پس میں نے تم کو معاف کیا اور اس قید سے تم کو خلاصی دی اب تم لوگ جہاں طبیعت چاہے وہاں جاؤ، شمعون نے کہا کہ اسے بھائیو! میں یہاں رہوں گا اور تم سب لوگ جاؤ اپنے باپ کے پاس اور یہ حقیقت و ماجرا جا کر بیان کر دو۔ پھر دیکھو کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔ **قوله تعالى: اذْجَعُوا إِلَىٰ آبَائِكُمْ فَنَقُولُوا يَا أَبَانَا إِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۖ** ترجمہ: شمعون نے کہا کہ تم سب بھائی اپنے باپ کے پاس جاؤ۔ اور ان سے کہو کہ ہمارے ابا جان آپ کے ایک بیٹے نے چوری کی ہے۔ پس بموجب کہنے شمعون کے نو بھائی کنعان میں گئے۔ اور یہاں شمعون بنیامین رہے اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے واسطے اندیشے میں تھے اور بوجہ فکر کے لوگوں کو راستے میں بٹھا رکھا تھا کہ بیٹوں کے آمد کی خبر ہم تک۔ جلد پہنچائیں۔ پس حضرت یعقوب علیہ السلام کو لوگوں نے ان کے بیٹوں کی آمد کی خبر دی اور کہا مصر سے صرف نو بیٹے آئے ہیں اور ان کے ہمراہ نہ اونٹ ہیں اور نہ ان کے بوجھ ہیں یعنی ان کے ساتھ کچھ نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام بہت غمزدہ ہوئے اور رونے لگے۔ اور جب بیٹے ان کے پاس آئے تو انہوں نے ساری حقیقت اپنی جو جو حال ان پر گزرا تھا وہ کہہ سنایا اور کہا گندم ناچنے کا ایک صاحب چوری ہو گیا تھا اس کے عوض بنیامین کو قید میں رکھا اور وہاں کے عزیز مصر یوسف سے ٹرائی ہوئی اور ہم سب بھائیوں

کی عزیز مہر یوسف نے بہت اچھی ضیافت کی اور بہت ہی اچھی طرح سے ہم لوگوں کو رکھا۔ اور اے ہمارے ابا جان اگر آپ کو ان باتوں میں ذرا بھی شک معلوم ہو تو ہمارے قافلے کے دوسرے لوگوں سے معلوم کر لیجئے اور ہم نے جو کچھ آپ سے عرض کیا ہے بالکل سچ ہے ذرا بھی اس میں فرق نہیں ہے اور اس معاملہ میں ہم لوگ بے گناہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **اَسْئَلُ الْقَنِيَةَ** **الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيَازَ الَّتِي اَنْبَلْنَا فِيهَا** **رَاٰ مَا كَسَلْتُمْ قَدْحًا** ترجمہ۔ اور پوچھ اے میرے باپ ان بستی والوں سے جس میں ہم تھے اور اس قافلے والوں سے بھی جس قافلے کے ہم لوگ واپس آئے ہیں اور بیشک ہم لوگ سچ کہتے ہیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہے جو تم کہتے ہو اور تم لوگوں نے اپنے دل سے یہ بات بنالی ہے اور اب مجھے سولے صبر کے کچھ بھی نہ بن آئے گا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے قولہ تعالیٰ **قَالَ بَلْ سَوَّيْتُمْ لَكُمْ اَنْفُسَكُمْ** **اَمْ رَاٰ فَاَصْبَرُ** **بِمُحْمِلٍ** **عَسَى** **اللّٰهُ اَنْ يَّاتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا** **اِنَّهَا هُوَ الْعَلِيمُ** **الْحَكِيمُ** ترجمہ۔ بولا کوئی نہیں بنائی ہے تمہارے جمنے یہ بات، اب صبر کرنا ہی بہتر ہے۔

شاید اے آوے اللہ تعالیٰ میرے پاس ان سب کو وہی ہے خبردار حکمت والا۔ الفرض حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں سے یہ دردغ آمیز باتیں سنیں تو ان سے مزید معلوم ہوا اور قیاس ان کی باتوں کا کیا کہ بہت ممکن ہے میرا یوسف مصر میں ہے پھر ان سے توجہ ہٹالی اور پھر کہا تولہ تعالیٰ **دَعَاۤیَ عَنْهُمْ** **وَقَالَ يٰۤاَسْفٰی عَلٰی یٰۤوْسُفَ وَابْیَضَتْ عَیْنُهَا مِنَ الْحُزْنِ فَهَلُوْا** **کَیْظُمٌ** ترجمہ اور منہ پھیرا ان سے اور کہا اے افسوس اوپر یوسف کے اور سفید ہو گئیں ان کی آنکھیں یوسف کے غم سے کیونکہ وہ یوسف کے غم میں بھرے ہوئے تھے بیٹوں نے جب اپنے باپ کو دکھا کہ یوسف کے غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں اور ضعیف و ناتوانی سے پشت بھی خم ہو گئی تب وہ کہنے لگے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **قَالُوْا قَالِیْہِا تَفْتَنُوْاۤ اِنَّ کُرْیُوْسُفَ** **حَتّٰی تَمُوتَۡ** **حَدِّثْنَا اَوْ تَمُوتَۡ** **مِنْ اٰلِہَا یٰۤکِیْمٌ** ترجمہ۔ کہا انہوں نے قسم ہے خدا کی کہ ہمیشہ رہے گا تو یاد کرتا یوسف کو یہاں تک کہ ہو جاوے تو مضمحل یا ہو جاوے ہلاک ہونے والوں سے یعنی بنیامین کے جانے سے پھر یوسف کا غم تازہ ہوا حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ **قَالَ اِنَّہُمْ اَشْکُوْبَیْنِیْ وَحَزْنِیْ اِلٰی اللّٰہِ وَاعْلَمُ مِنَ اللّٰہِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ** کہا سو اس کے نہیں کہ شکایت کرتا ہوں اپنی بے قراری کی اور اپنے غم کی اللہ کی طرف اور میں جانتا ہوں خدا کی طرف سے جو کچھ تم نہیں جانتے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے

اپنے بیٹوں سے کہا کہ کیا تم مجھ کو صبر سکھاؤ گے لیکن یہ یاد رکھو کہ بے صبر وہ ہے جو خلق کے آگے شکایت کرے مخلوق کی اور میں اسی خدا سے کہتا ہوں جس نے مجھے یہ درود دکھ دیا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہو رہا ہے مجھ پر آزمائش ہے۔ دیکھو یہ آزمائش کہاں تک بس ہوتی ہے جس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے بنیامین کے قید ہو جانے کی خبر سنی اس زور کی آہ ماری کہ آنکھیں اٹ گئیں۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آکر فرمایا۔ اے یعقوب! اگر تم خدا کو یاد کرو گے اور اور نہ روؤ گے تو تم کو راحت ملے گی ورنہ اور زیادہ پریشانی ہوگی اور یہ آہ و بکا عبتہ ہوگی یہ ارشاد حضرت جبرائیل علیہ السلام کا سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کو تسلی ہوئی اور کچھ دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا یوسف اب مصر میں ملے گا پھر اپنے بیٹوں سے کہا کہ میں خدا کی طرف سے جس چیز کو جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے اور فرمایا قولہ تعالیٰ جِبْنَتِیْ اِذْ حَبَّوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ اَخِیْنِهٖ وَ لَا تَاٰیِسُّوْا مِنْ رَّحْمٰتِ اللّٰهِ وَ اِنَّہٗ لَا یَاٰیِسُّ مِنْ رُّوْحِ اللّٰهِ اِنَّ الْقُوْمَ الْکٰفِرِیْنَ ۵۔ ترجمہ۔ اے بیٹو! جاؤ اور تلاش کرو یوسف کی اور اس کے بھائی کی اور مت ناامید ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بیشک ناامید نہیں اللہ کے فضل سے مگر وہی لوگ جو کافر ہیں۔ خبر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام پانچ برس تک حضرت یوسف کے لئے روتے رہے اور ان فراق یوسف کے دنوں میں سوائے عبادت الہی اور ذکر یوسف کے اور کچھ نہ کرتے تھے یہاں تک کہ بھوک و پیاس کی حالت میں یہی ذکر رہا کرتا تھا ایک طرح سے یہ ذکر ان کی زندگی کی غذا بن گیا۔ اس لئے شب و روز یہی کام تھا اور کوئی دوسرا کام کرنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا یہ بھی فرط محنت اپنے بیٹے سے، ایک روز حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے آکر کہا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر تم اس سے زیادہ یوسف کے لئے گریہ و زاری کرو گے تو بھی مرضی الہی کے سوا تم کو کچھ نہ مل سکے گا اور نام بھی تمہارا پیغمبروں کے دفتر سے مٹا دیا جائے گا یہ باتیں سن کر حضرت یعقوب نے حکم الہی پر دھیان کیا پھر ان گورب العزت نے اپنے حکم سے ملوادیہ آکر مقروض یہ کہے کہ حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو ناحق چور بنا کر کیوں پکڑا تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ انہوں نے بھی حضرت یوسف کو ناحق چور کہلوایا تھا۔ اس کی مکافات دنیا میں یوں ہوئی بمصداق اس آیت کے قَوْلُ تَعَالٰی فَاُولٰٓئِیْكَ یَسْتَرْقِیْ فَقَدْ مَسَّرَ قٰیْ خٰنَہٗ مِنْ قَبْلِہٗ ۵ اگر اس نے چورایا تو چوری کی اس کے ایک بھائی نے بھی پہلے یعنی حضرت یوسف کی شان پر بہت لگائی ان کے

بھائیوں نے پھر اگر کوئی کہے کہ بنیامین تو یوسف کا سکا بھائی تھا ایک بطن سے اس پر کیوں چوری
 کی بدنامی لگائی تھی اس سے تو ان کو کچھ بھی برائی نہ پہنچی تھی یہ سچ ہے۔ مگر یہ یاد رہے کہ بلکامی اس
 کی اس کے بھائیوں کے سبب سے تھی ظاہراً لیکن حقیقتاً وہ بالکل صاف تھے اس کے پیچھے معلوم ہوا
 وہ سب کے سب بے گناہ تھے پھر تو کسی کو بھی ایذا نہیں پہنچی الغرض پھر حضرت یعقوب علیہ السلام
 نے اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا اور بولے کہ اپنے بھائی بنیامین کو لے آؤ اور خدا کی رحمت سے
 مایوس مت ہو۔ کیونکہ اسی کی درگاہ سے کوئی محروم نہیں رہتا وہ سب کو منہ فانی مرادیں عطا فرماتا
 ہے۔ اور جو اس چیز سے انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔ یہ باتیں اپنے والد بزرگوار کی بیٹوں نے
 سنیں تو اپنے والد محترم سے عرض کی کہ ایک خط آپ ہم کو عزیز مصر یوسف کے نام پر لکھ دیجئے۔
 اور ہم یہ اچھی طرح سے معلوم کر چکے ہیں کہ عزیز مصر مرد معزز ہیں ممکن ہے آپ کے خط کو پڑھ کر بنیامین
 کو چھوڑ دیں تب ان لوگوں کے کہنے سے حضرت یعقوب نے ایک خط مندرجہ ذیل مضمون پر لکھا جو
 نہایت ہی جامع کلمات سے پر تھا تاکہ عزیز مصر یوسف اس خط کو دیکھتے ہی بنیامین کو اپنے
 قید خانے سے چھوڑ دے۔ خط یہ ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ
 اَنَّا یَعْقُوْبُ ۝ اِسْرَآئِیْلُ نَبِیُّ اللّٰهِ اَبْنُ اِسْحَاقَ صَفِیُّ اللّٰهِ اَخِ اِسْمٰعِیْلَ ۝ ذَرِیْبَةُ
 اللّٰهِ اَبْنُ اِسْرَآءِیْمَ خَلِیْلُ اللّٰهِ اُکْتُبُ اِلٰی عَزِیْزِیْنَ اِیْنَ السَّرِیّٰیْنَ۔
 اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُمْ اَهْلُ الْبَیْتِ فِی الدَّرَجِیْنَ مُتَبَدِّلُوْا بِاَلْبَدَیِّ اَمَّا جَدِّیْ
 اِبْرَآءِیْمَ اَبْتَلٰی اللّٰهُ تَعَالٰی بِاَلْاَسَارِ فَاَنْجَاہُ ۝ اَمَّا عِیْنِیْ اِسْمٰعِیْلُ فَاَبْتَلٰی
 بِاَلْذَّبِیْحِ ۝ اَمَّا اَخَا فَاَنَّ قَدْ رُفِعَتْ عِیْنِیْ فِیْ جَمِیْعِ الدُّوَلِ ۝ اِبْتَلَا فِیْ نَفْسِیْ مُفَارَقَةً
 حَتّٰی عَمِیْتُ وَكَانَ لَهَا اَخٌ وَهُوَ الْمُخْبَرُ لِیْشَاطِمَ عِبْدَكَ لَعَلَّہُ السَّرْوَةِ
 فَاَعْلَمَ اَمَّا لَا اَكُوْنُ لَهَا اَخٌ وَلَا اِبْنِیْ اَنْ فَضَلْتُ بَدْرَہَ فَلَكَ الْاَجْوَدَا
 التَّوْبُ عِنْدَ یَوْہِ الْاِحْسَابِ ۝ اتنا ہی لکھ کر اپنے بیٹوں کے لئے لکھا اور بیٹے اپنے
 باپ سے رخصت ہو کر ملک مصر جا پہنچے اور والد بزرگوار کے دست مبارک سے لکھا ہوا نامہ مبارک
 عزیز مصر یوسف کو دیا حضرت یوسف نے اپنے والد بزرگوار کا نامہ مبارک بڑی تعظیم و تکریم سے
 پڑھا اور اس نامہ مبارک کو پڑھتے ہی زار و زار رونے لگے اور پھر فوراً ہی اس خط کا جواب لکھ کر
 اپنے محترم والد صاحب کو بھیجا جس کا مضمون یہ تھا۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝
 کِتَابُكَ وَصَلٰتِیْ اِلٰی وَ شَرَفْنَا مِیْمًا وَ صِفَتْ مِنْ مَّحْذُوْنٍ اَبَا ثَلَاثٍ وَ تَبْلِغُ

يَفْعَلُ أَذً لَّكَ دَفَعْنَا عَنْكَ دَاوُدَ عَلَيْهِ دَعَاكَ بِالصَّبْرِ الْحَمِيلِ فَإِنَّ مَنْ صَبَرَ
صَفَرَ كَمَا صَبَرَ أَبَاؤُكَ فَظَفَرُوا فَهَظَ يَهْطُ بِهْ خَطْبُ جِبِ حَضْرَتِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْهَ بِاسِ بِنِيَا
تَوَاسِي كُوْدِي كُحْ حَضْرَتِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِي لُوْغُوْلُ كُوْ بَلَا كُ كَمَا كُ اِسْ خَطِّ مِيْنُ تُوْجُحِيْ يُوْسُفَ كَا اَثَرِ
مَعْلُوْمُ هُوَ تَا هِيْ يِيْ سَنُ كُوْدَه لُوْگُ كِيْنِيْ لُكِيْ كُ حَضْرَتِ جِيْ يِيْ اُپْ كُو كُ سِ طَرَحِ مَعْلُوْمُ هُوَ اِسْ كِيْ جَوَابِ
مِيْنُ حَضْرَتِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِي لُوْغُوْلُ سِيْ كَمَا كُ مِيْرِيْ خَطِّ كَا جَوَابِ لُكُ مَتَا سَوَا سِيْ پَنِيْمِيْرُوْلُ
كِيْ اُوْر كُ سِيْ كُو اُوْر اَكُ وَفِهْمُ مُمْكِنُ نِيْهِ پُحَرِ اِسْ كِيْ بَعْدُ حَضْرَتِ يَعْقُوبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نِيْ اِسْ خَطِّ كَا
جَوَابِ لُكُ كُ قَا صَدِّ كِيْ حَوَالِيْ كِيَا اُوْر سَا تَهِيْ سَا تَهِيْ اِيْكَ خَطِّ مِيْثُوْلُ كِيْ پَاسِ مِيْهِ لُكُ كَا اِيْ
مِيْرِيْ مِيْثُوْلُ اَمْ عَزِيْزُ مَصْرُ يُوْسُفَ كِيْ پَاسِ جَا كُ عَجْزُ وَا كُ سَا رِيْ سِيْ اُپْنِيْ بَهَا ئِيْ بَنِيَا مِيْنُ كُو طَلِبِ
كُوْدُ شَا يِدُ وَه مِهْرِيَا نِ هُو كُ مِيْرِيْ مِيْثُوْلُ بَنِيَا مِيْنُ كُو چُھُوْرُ دِيْ اُوْر سَا تَهِيْ اِسْ كِيْ كِيْهُوْلُ سِيْ
اِيْكَ اُوْنُٹُ كَا بُو جُھِيْ دِيْ دِيْ كِيُوْنُ كُ يِيَا لُ پَر قُطْ زُوْرُوْلُ پَر سِيْ اُوْر لُوْگُ بُو جُھِيْ جَا لُ بَلْبِ
مِيْنُ يِيْ خَطِّ جِبِ يَهُودَا كُو مَلَا تُوْدَه فُوْرُ اِسْ خَطِّ كُو لِيْ كُو حَضْرَتِ يُوْسُفَ كِيْ پَاسِ كِيَا اُوْر اِنُ كِيْ پَاسِ
جَا كُ كُ مِيْهِ وَزَا رِيْ كُوْرُنِيْ لُكِيْ اِيْ عَزِيْزُ مَصْرُ يُوْسُفَ اَمْ يِيْ چَا رِيْ غَرِيْبُ پَر دِيْ اِسْ مَلِكِ مِيْنُ اُسِيْ
مِيْنُ تِهَارِيْ پَاسِ اُوْر بَا پِ بَا رِيْ بُوْرُ مِيْ كُھَرِ مِيْنُ مِيْنُ اُوْر سَا رِيْ لُكِيْ تُوْ پِيْ تِيْ مِيْنُ اُوْر جُو كُچُ
مَالِ اَمْ لُوْگُ اُپْ كِيْ پَاسِ لَاسِيْ وَه اُپْ اَمْ سِيْ لِيْجِيْ اُوْر بِمَقْدَارِ اِسْ كِيْ اَمْ كُو اِسْ كِيْ عَرَضِ مِيْنُ
كُچُ كُنْدُ مِيْنُ دِيْ جِيْجِيْ اُوْر بَا رِيْ چُھُوْٹِيْ بَهَا ئِيْ بَنِيَا مِيْنُ كُو اِيْنا تَصْدِيقُ كُ كِيْ چُھُوْرُ دِيْ اُوْر اَمْ لُوْگُ
يِيْ اُچُھِيْ طَرَحِ مِيْجُھِيْ مِيْنُ كُو تَا اَمْلُ مَلِكِ اُپْ كِيْ قَبْضِ مِيْنُ بُوْرُ مِيْنُ اُوْر اُپْ كِيْ وَاسِطِيْ اِيْكَ قِيْدِيْ
كُو چُھُوْرُ نَا كُو اِيْ سِيْ بُرِيْ بَاتِ نِيْهِ مِيْ اَمْ كُو اَمِيْدُ مِيْ اُپْ فُرُوْرُ مِهَارِيْ طَرَفِ تُوْھ فُرَا مِيْلُ كِيْ
اُوْر مِيْھَرُ كِيْنِيْ لُكِيْ - قَالُوْا يَا يٰهَ الْعَزِيْزُ اِنَّ لَنَا اَجَابًا شَيْخًا كَبِيْرًا اَفْخَذَ اَفْخَذًا
مَكَاحَةً جِ رَا تَا سَرْمَكُ مِيْنُ الْمُحْسِنِيْنَ هُ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ تَاْخُذَ اِلَّا مَنْ
وَجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهُ اِلَّا مَا لَدِ النَّظَّارِيْمُوْنَ هُ فَلَمَّا سَتَا يَسْتُوْا اَمْنُهُ خَلَصُوْا
نَحِيْثًا قَالُ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَوْتًا
مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا سَرَّ طَعْمُ فِيْ بُرْسَفَ هُ فَلَمَّا اَبْرَحَ الْاَذْفُ حَقِيْ
يَا ذَنْ بِيْ اَبِيْ اَذِيْجُكُمُ اللّٰهُ لِيْ وَهُوَ خَيْرُ الْخَالِسِيْنَ هُ - اُوْر كِيْنِيْ لُكِيْ اِيْ عَزِيْزُ
مَصْرُ يُوْسُفَ اَكُ كَا اِيْكَ بَا پِ مِيْ بِيْهُتُ بُوْرُ هَا بُرُ كَا مَرُوْا لَاسُوْ اِسْ كِيْ بَدَلِيْ مِيْنُ اِيْكَ اَمْ مِيْنُ
سِيْ رُكُھِيْ اُوْر اِسْ كُو چُھُوْرُ دِيْجِيْ اُوْر اَمْ كُو يِيْ مَعْلُوْمُ مِيْ كُ اُپْ بِيْهُتُ اِحْسَانُ كُو بُوْلُ مِيْنُ

یہ سن کر حضرت یوسف نے فرمایا کہ اللہ پناہ دے کہ ہم کسی کو پکڑیں مگر جس کے پاس پائی اپنی چیز اگر ہم اس اصول کے خلاف کریں گے تو پھر ہم بے انصاف ہوئے یہ باتیں عزیز مصر یوسف کی سن کر جب وہ ناامید ہوئے پھر اکیلے بیٹھ کر مصلحت کو سوچنے لگے۔ لیکن کوئی تدبیر ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی اور وہ سب ہر چند غور و فکر کرتے تھے ان میں سے جو سب سے بڑا تھا وہ بولا کیا تم نہیں جانتے کہ چلتے وقت باپ نے تم سے کیا عہد لیا تھا اور وہ عہد بھی معمولی عہد نہیں ہے، کیونکہ اس عہد میں اللہ کو گواہ کیا گیا ہے اور پھر اس سے پہلے حضرت یوسف کے بارے میں زبردست تصور کر چکے ہو اس حال کو بھی غور کرو آخر اس کا کیا جواب ہو گا اور میں یہ تو فیصلہ کر چکا ہوں کہ میں اسی جگہ سے ہرگز نہ جاؤں گا جب تک حکم نہ دے میرا باپ یا پھر آسمان سے اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ چکانے والا حضرت یوسف نے اپنے بھائی یعنی بنیامین کو عمدہ لباس پہنا رکھا تھا اور ان کی خدمت میں نوکر لگا رکھے تھے اور ایک مکان نہایت عالیشان بھی ان کی رہائش کے واسطے دیا تھا اور ہر روز اپنے ساتھ سیر کو لے جاتے تھے اور ہر وقت اور ہر لحظہ اپنے باپ کا ذکر ان سے کیا کرتے تھے اور بنیامین اپنے دل میں کہتے تھے کہ اس حال کی خبر جلد از جلد باپ کو کر دینا چاہیے تاکہ وہ جلد از جلد یہاں آجائیں کیونکہ یہ جگہ بہت آرام و سکون کی ہے ادھر بھائیوں نے بنیامین کو دیکھا لباس شاہانہ پہن کر تخت پر برابر یوسف کے بیٹھا کرتے ہیں یہ دیکھ کر وہ آپس میں کہنے لگے کہ شاید یہ عزیز مصر نہیں ہے بلکہ یہ یوسف ہیں ورنہ اسی شفقت سے اپنے برابر تخت پر بٹھانا سوائے حقیقی بھائی کے کون کسی کو ٹھکانا ہے۔ خدا نخواستہ اگر ہم لوگوں کو مصیبت پڑے تو اپنے چھوٹے بھائی بنیامین کو شیعہ کریں گے حضرت یوسف نے جب ان لوگوں کا چہرہ متغیر دیکھا تو فرمایا کہ کم از کم تم یاد کرو ان کے بھائی یوسف پر تم لوگوں نے کیا کیا ظلم کیا تھا۔ خود تعالیٰ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ بِيَوْمِئِذٍ وَآخِثِي إِذْ أَنْتُمْ جَاهِلُونَ ترجمہ کیا حضرت یوسف نے تم پر کیا کیا تھا یوسف سے اور اس کے بھائی سے جب تم کو سمجھ نہ تھی وہ بولے قولہ تعالیٰ خَالِدِينَ فِيكَ لَا نَتَّيُوسُفُهُ قَالَ آخِثِيْكَ وَهَذَا أَخِي قَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا إِنَّهُ مَنَّ يَسَّرَ وَيُسِّرُ يَا نَ اللَّهُ لَا يُضَيِّعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ترجمہ کیا انہوں نے کیا سچ تو ہی یوسف ہے؟ تو اس کے جواب میں حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا میں ہی یوسف ابن یعقوب ہوں۔ اور یہ میرا حقیقی بھائی ہے بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا۔ اور وہ ہر پرہیزگاروں پر احسان کرتا ہے البتہ جو کوئی پرہیزگاری کرے اور پھر بھی صبر کرے پس تحقیق اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا اور احسان کرنے والوں کو احسان کا بدلہ ضرور دیتا ہے۔ یعنی حاصل مطلب یہ ہے کہ جس پر

کچھ تکلیف پڑے اور وہ حدود و حدود سے باہر نہ ہو اور نہ وہ ان مصائب کو دیکھ کر گھبرائے اور اس کو صبر شکر کے ساتھ برداشت کرے تو بالآخر اس کو اللہ رب العزت ضرور اس کا نعم البدل عطا فرمائے گا۔ حضرت یوسف سے جب ان کے بھائیوں نے یہ بات سنی تو یکبارگی ناچار ہو کر گریہ پڑے اور زار زار رونے لگے اور اپنی زبانوں سے کہنے لگے۔ قَوْلَهُ تَعَالَى قَالُوا تَاللّٰهِ لَعَنَّا شَرَّكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَعَنَّا طٰغِيْنَ ہ ترجمہ کہا انہوں نے تم ہے خدا کی کہ تحقیق پسند کیا تجھ کو اللہ تعالیٰ نے اپر ہمارے اور تحقیق تجھے ہم البتہ خطا دار۔ یعنی تمہارا خواب سچ اور ہمارا حسد غلط اور اللہ تعالیٰ نے تم پر اپنا فضل کیا۔ اور اب ہم سب گنہگار ہیں اور اب ہم نے توبہ کی اپنے گناہوں سے اور اس کے بدلے میں جو کچھ بھی تم سزا مقرر کرو وہ سب جائز ہے اور اگر تم بنظر عفو معاف کرو تو یہ آپ کی بزرگی کے لائق ہے۔ اور اگر سزا دو تو وہ ہمارے تقصیروں کے لائق ہے حضرت نے یہ عاجز کلام جب اپنے بھائیوں نے سنا تو فرمانے لگے قَوْلَهُ تَعَالَى قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ مَرَّةً يَعْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۵۔ ترجمہ! کہا یوسف نے کہ کچھ بھی لازم نہیں تم پر آج اور اللہ تعالیٰ تمہاری تقصیرات کو بخشے اور وہ ہے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان قرآن مجید میں آیا ہے کہ جو کوئی آدمی گناہ اور تقصیر سے توبہ کرے اور معافی چاہے تو اس کو اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے معاف فرمادیتے ہیں۔ اسی اشارات پر حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے بسبب توبہ و انکساری کے معاف کیا اور اگر ایسا یہاں نہ ہوتا تو حشر میں انصاف کے دن خدا کے پاس یہ معاملہ پیش ہوتا اور اللہ تعالیٰ انصاف کرتا تو اس کی پاداش میں نہ معلوم کیا خداوند قدوس سزا مقرر فرماتا اس لئے حضرت یوسف علیہ السلام نے تمام تقصیرات کو اپنے بھائیوں سے دب کر فرمایا الغرض حضرت یوسف نے اس وقت اپنے بھائیوں سے کہا کہ تم سب کو میں نے خطا و ماضی سے معاف کیا اور اب تم لوگ کچھ غم نہ کرو۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تم پر رحم کرے اور میں نے تمہاری ساری تقصیریں معاف کیں۔ اور اللہ تعالیٰ بھی تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اب تم کو لازم ہے کہ ہماری ملاقات جلد ہمارے باپ سے کرو اور تب تو تمہارا چھٹا راس بھلا یہ تو مجھے بتاؤ کہ میرے باپ کی آنکھیں کس طرح جاتی رہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کا پیراہن آنکھوں پر رکھ کر شب و روز روتے روتے اندھے ہو گئے۔ تب حضرت یوسف نے کہا کہ اچھا اب یہ میرا دوسرا پیراہن لے جاؤ اور میرے باپ کے منہ پر ڈال دو۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ بینا ہو جائیں گے، ان کا علاج بھی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اِذْ هَبُوا۟ بَيِّضُیْنَ هٰذَا فَالْقُوْهُ عَطٰۤیَ وَّجِیۡۤیَ یٰۤاٰتِ

بَعِثْنَاهُ دَاوُودَ بْنَ إِسْمٰعِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ۝ تَرْجُمہ۔ حضرت یوسف بولے لے جاؤ یہ گرتہ
میرا اور میرے باپ کے منہ پر ڈالو انشاء اللہ وہ اپنی نظر کے ساتھ دیکھتے ہوئے چلے آویں گے
اور یہ بھی کرو کہ سارا گھر میرے پاس لے آؤ یہ بات کہہ کر منہ اپنے بھائیوں کے کھانا کھایا اور پھر
ان سب کو اچھی اچھی پوشائیں پہنائیں جو نہایت قیمتی تھیں اور پھر ان سے کہنے لگے کہ تم میں کوئی
ایسا بھی ہے کہ جو میرے باپ کو جلد اس امر کی خبر پہنچا دے تاکہ جلد ان کو میری طرف سے تسلی خاطر
ہو۔ ان میں سے ایک شخص جس کا نام ناز تھا۔ ہر روز اس کو تقریباً ڈیڑھ سو کو س چلنے کی عادت تھی
اس کو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم جاؤ اور میرے باپ کو یہاں آنے کا خرہ دو۔ اور ایک
پیرا بن کو جس کی برکت سے حضرت خلیل اللہ نے آگ سے نجات پائی تھی اور آگ گلزار ہو گئی
تھی وہ پیرا بن حضرت یوسف کے بازو میں تھا۔ جب ان کے بھائیوں نے ان کو کنوئیں میں
ڈالا تھا تو ای پیرا بن کو کھول کر آپ نے یہود کے ہاتھ میں دیا۔ اور پھر بولے کہ یہ باپ کے منہ پر
لے کر ڈال دو۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے باپ کی آنکھیں ٹھیک ہو جائیں گی اور
وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے چلے آویں گے میرے پاس اور یہ بھی تاکید کی کہ جب تم مصر کے دروازے
سے باہر ہو جاؤ تو اس پیرا بن کو کنعان کی طرف، ہوا کے رخ پر رکھنا تاکہ جو میرے پیرا بن کی
جلد میرے باپ کو پہنچے، اسی تاکید کے مطابق یہود نے مصر کے دروازے کے باہر جا کر اس
پیرا بن کو ہوا کے رخ پر رکھا اور باد صبا نے بولے پیرا بن یوسف کی فوراً حضرت یعقوب علیہ
السلام کو پہنچائی اس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ اپنی اولاد کو جو ان کے پاس
اس وقت حاضر تھی یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں کے پاس بیٹھے تھے تو ان سے کہنے لگے
اے بیٹو! اب تو یوسف کے پیرا بن کی بو پاتا ہوں تم مجھ کو دیوانہ مت کہنا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا ۝ لَمَّا فَصَلَ الْيُوسُفَ قَالَ اَبُوهُمُ اِنِّي لَا يَجِدُ رَسْمَ يُوْسُفَ
فَاَنْتُمْ قَتَلْتُمْ ذَا ۝ تَرْجُمہ۔ اور جب جدا ہوا قافلہ مصر سے کہا ان کے باپ سے میں
باتا ہوں یوسف کی کبھی ایسا نہ ہو کہ تم کہنے لگو کہ اللہ تعالیٰ خالی ۝ اِنْ تَقِيْلُوْا كَيْفِيْ ضَلٰلٰتِكُمُ الْيَقِيْنُ
ترجمہ۔ لوگ کہنے لگے قسم خدا کی تحقیق تو البتہ بیچ و ہم دگمان اپنے قدیم کے ہے اس بات کو کہے
ہوئے کچھ ہی ساعت گزری کہ زائر پیک نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو جا کر حضرت یوسف
کی طرف سے بشارت دی یہ سنتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام نے جلدی سے اٹھ کر اسی کو گود میں
لے لیا اور پھر بہت ہی مشاق ہو کر اس سے پوچھنے لگے یہ تو مجھے بتاؤ کہ میرا یوسف اس وقت

کہاں ہے وہ بولا کہ یوسف کو ہم نے مصر میں پایا ہے اور وہ ملک مصر کے بادشاہ ہیں۔ بنیامین اور جودو سرے بھائی وہاں موجود ہیں وہ سب اچھی طرح آرام سے ہیں اور میرے پیچھے یہود بھی آ رہے ہیں اور وہ اپنے بہنہ حضرت یوسف علیہ السلام کا دیا ہوا ایک کرتا لے کر آ رہے ہیں اور حضرت یوسف علیہ السلام نے چلتے وقت یہ تاکید فرمائی تھی کہ یہ کرتہ میرے باپ کے منہ پر ڈال دیجئے گا۔ اللہ کے حکم سے وہ مینا ہو جائیں گے، لہذا وہ کرتہ لاکر آپ کے منہ پر ڈالیں گے تاکہ آپ کی مینائی ٹھیک ہو جائے اور ایک بات کی اور بھی تاکید کی تھی کہ سب اہل بیت کو یہاں لے آؤ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا بہت اچھا اس میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن مجھے یہ تو بتاؤ کہ میرا یوسف اس وقت کس کے دین پر ہے اپنے باپ دادوں کے دین پر ہے یا نہیں اس میں مجھ کو اندیشہ ہے اس نے کہا کہ ابھی تک وہ اپنے باپ دادوں کے دین پر قائم ہے یہ بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام سجدے میں چلے گئے اور شکر خدا بجالائے اور تمام کنان کے لوگ خوش ہوئے اتنی دیر میں یہود بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس آ پہنچے اور آتے ہی یہود نے وہ پیرا بن جو حضرت یوسف علیہ السلام نے دیا تھا وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈال دیا اس پیرا بن کے ڈالتے ہی حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں اور وہ ہر چیز کو دیکھنے لگے پھر اس پر یہ کہنے لگے اپنے بیٹوں سے کہ کیا ہم نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ مجھے یوسف کے پیرا بن کی بو آتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْيَشْيُزَ أَنْفَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَأَذْهَبَ عَنْهُ قَالَ أَكُنْتُ أَقُولُ لَكُمْ يَتَى أَغْلَبُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ترجمہ پس آیا خوشخبری لانے والا تو اس نے ڈال دیا اسی کرتے کو اوپر منہ اسی کے پس ہو گئے وہ مینا پھر بولے کہ میں نے یہ نہ کہا تھا تم کو کہ میں جانتا ہوں اللہ کی طرف سے جو تم نہیں جانتے اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرے کہ حضرت یوسف کے پیرا بن کی بو، مصر سے حضرت یعقوب کو پہنچی تھی اور کی دوسرے کو نہیں پہنچ رہی تھی اکیس کہا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ جو عاشق اپنے معشوق کا ہو تو ضروری ہے کہ بوجوب کی اسی کو آئے گی اور کسی دوسرے کو کیوں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے مومنو! تمام عالم مخلوقات میں میں نے کوئی ایسا نہیں پیدا کیا کہ اس کی رنگ و بو میری نہ ہو اسی طرح سے چونکہ حضرت یوسف حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد تھے اس لئے ان کو اپنے بیٹے کی بولہبی مسافت سے بھی آ رہی تھی اسی طرح سے بندہ مومن خدا کا دوست ہوتا ہے اس کو بھی موت کے وقت راحت اور اپنی خدا دوستی کی بو آتی ہے ایک روایت میں ہے کہ موت کے وقت جو مومن حالت نزاع میں ہو گا خدا تعالیٰ فرمائے گا کہ وہ میرا دوست ہے چنانچہ اس وقت اس کو اس دوستی کی بو آتی ہے۔ جب جان اس کی نکلنے کی ہوگی تو خدا کی طرف سے شدت دی جائے گی کہ اسے روح خوشی سے

نکل جاتے فرشتے بھی اس سے کہیں گے اے مومنو! تم کو بسبب عیصیاں کے اور غفلت کے راہ امر و نہی خدا کی نہیں سوچی تھی۔ اب جاتے وقت تکلیف کھینچتے ہو اور روتے ہو۔ اس لئے پیرا بنی مغفرت کا اللہ تعالیٰ نے تم کو بھیجا تاکہ آنکھوں میں تمہارے روشنی آجائے اور اپنی جگہ بہشت میں پاؤ۔ الغرض حضرت یوسف نے بعد رخصت کرنے ژاڑ پیک کے اور بھی تین بھائیوں کی تدبیر میں رہے ان کو اچھے اچھے عمدہ کپڑے پہن کر اور ہر بھائی کو علیحدہ علیحدہ دے کر اور اہل کنعان کے لئے ایک ہزار اونٹ معہ بوجھ گندم کے اور اقسام اقسام کے کھانے کی چیزیں اور اچھے اچھے گھوڑے بطور ہدیہ باپ کے پاس بھیجا تاکہ تمام اہل کنعان کو حصہ پہنچے اور تمام اہل کنعان میرے باپ کے حق میں دعا کریں۔ یہ چیزیں کئی دن کے بعد شہر کنعان پہنچ گئیں پھر اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام تمام اپنے اہل بیت کو لے کر مصر کے قریب پہنچے۔ اس خبر کو سن کر بادشاہ ریان بہت خوش ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ ادائے شکرت کو واجب ہے اپنے ماں باپ سے اور تمام اہل بیت سے تمہاری ملاقات ہوئی اور جتنا مال پہلے سب کے واسطے تم نے اپنے والد بزرگوار کے پاس بھیجا تھا ہم اس سے بہت ہی خوش ہوئے۔ اور بھی اتنا ہی مال خزانے سے لے کر ادائے شکریہ میں فقروں و محتاجوں کو خیرات کرو اور پھر ملک یان نے بھی ہدیہ خاص حضرت یعقوب علیہ السلام کے واسطے بھیجا اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ تمام مصر کو دہائے رومی سے آتے کریں اور مکانات نئے نئے جداگانہ تیار ہو دیں۔ پس حضرت یوسف مع اپنے لشکر بادشاہت کے مصر سے نکل کر دو منزل آگے باپ کے استقبال کو آئے اور ادھر حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال یہ تھا کہ جب کسی سے راستے میں ملاقات ہوتی تو اس سے پہلے ہی بات دریافت کرتے کہ بتاؤ میرا یوسف کہاں ہے کیا تم لوگوں میں ہے یا نہیں؟ لوگ اس کے جواب میں کہتے کہ وہ ہم لوگوں میں کیسے ہو سکتے ہیں لوگ تو ان کے غلام ہیں، چنانچہ اسی راستے میں تقریباً اسی سو اراونٹ پر گزرے ان سب سے حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال دریافت کیا اس کے بعد حضرت یوسف بذات خود نہایت باحشمت و دبدبہ لشکر لے ساتھ آ پہنچا اور حضرت یعقوب علیہ السلام اس فخر کی عماری پر تشریف لائے جو حضرت یوسف علیہ السلام نے خاص اپنے والد مہترم کے واسطے بھیجا تھا۔ چنانچہ راستے ہی میں باپ بیٹے ملاقات ہو گئی اور بعض تغیروں میں لکھا ہے کہ ملک ریان نے حضرت یوسف سے کہہ دیا تھا کہ جب اپنے والد بزرگوار سے ملاقات ہوئی تو تم اپنے گھوڑے سے نیچے نہ اترنا اگرچہ اپنے باپ کی تعظیم واجب ہے لیکن بادشاہوں کا پایادہ ہونا مناسب نہیں تب حضرت یوسف یہ بات سنی کہ یہ تجویز عمل میں لائے کہ بادشاہ ریان کے

حکم کی بھی تعمیل ہو جائے اور اپنے والد محترم بزرگوار کی تعظیم بھی بجالاؤں تو وہ ایک مہم میں نماز پڑھنے کے لیے
 جا اترے اور اس کے بعد وہ فوراً شاہدے میں گئے غیب سے ایک ندا آئی کہ اے یوسف جو جس کا محبوب
 جانی ہو تا ہے تو اس کی ماں جیسی محبت ہوتی ہے یہ آواز سنئے ہی حضرت یوسف نے جانا کہ یہ ہدایت
 منجانب اللہ ہے اور حضرت یعقوب حضرت یوسف کو دیکھتے ہی اپنی سواری سے اتر پڑے اور محبت
 و تعظیم سے یوسف کو اپنی عماری پر اٹھالیا اور پھر دونوں لکڑ بہت روئے اور یہ حال دیکھ کر تمام اہل شکر
 بھی رو دیا ان کے رونے سے سب بھائی اور تمام لشکر یا پیادہ مصر میں آئے بعد اس کے زرد کوہر
 نثار کئے خبر ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام جب لشکر یوسف کیساتھ آئے اور ان میں نشان جتنے تھے وہ
 سب ہست ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کا سر سب سے بلند ہوا یہ دیکھ کر سب بہت حیران و
 متعجب ہوئے اور اسی اثنا میں دیکھا گیا کہ کبھی حضرت یعقوب علیہ السلام ہنستے تھے اور حضرت یوسف
 یوسف علیہ السلام روتے تھے اور کبھی حضرت یوسف علیہ السلام ہنستے تھے تو حضرت یعقوب علیہ السلام
 روتے تھے۔ اس میں ایک اشارہ ہے جو درحقیقت عاشقانہ کہلاتا ہے یعنی کبھی عاشق روتے ہیں۔
 تو معشوق ہنسنے نظر آتے ہیں اور کبھی معشوق روتے ہیں تو عاشق ہنسنے نظر آتے ہیں۔ پھر اس کے بعد
 حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے تمام اہل بیت کو لے کر اس قصر معلیٰ میں جا اترے۔ جو کہ خاص
 حضرت یعقوب علیہ السلام کے لئے بنایا گیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے ماں باپ کو لے
 کر شاہی تخت پر بٹھا دیا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **وَدَخَلَ ابْنُ مَرْيَمَ حَتَّى الْخُزُنِ**
وَحَزَنَ لَهُ مُبْتَدِئًا ۝ اور بلندی پر تخت شاہی کے اپنے ماں باپ کو بٹھایا اور پھر سب کے
 سب بھائی اس کے آگے سجدہ تعظیمی میں گر گئے۔ یہ سجدہ تعظیمی اس وقت شریعت میں جائز تھا اب منع کر
 دیا گیا۔ پھر سجدے سے اٹھ کر حضرت یوسف نے اپنے باپ سے کہا تو کہ تعالیٰ **دَقَالَ يَا بَتِ لَهَذَا**
فَاَوْفِيْهِ زُكُوْفًا مِّنْ قَبْلُ ۚ قَدْ جَعَلْنَا فِيْكَ حَقًّا ۚ وَكَانَ اَحْسَنَ بِيْ ۚ اِذَا خَرَجْتَ
مِّنَ السَّجْعِ وَجَاءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدُوِّ مِنْ بَعْدِ ۚ اِنَّ مَرْغَمَ الشَّيْطَانُ بَيْنِيْ
وَبَيْنَ اَخُوْتِيْ ۚ اِنَّ دِيْنِيْ لَطِيْفٌ لِّمَا يَشَاءُو ۚ اِنَّهُ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝
 ترجمہ ! اور کہا یوسف نے اے میرے باپ یہ بیان ہے میرے اس پہلے خواب کا الگ کو میرے
 رب نے سچ کیا اور اس نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا کہ مجھ کو قید خانے سے نکالا۔ اور پھر تم سب کو
 میرے پاس لے آیا۔ بعد اس چیز کے کہ جھگڑا اٹھایا مجھ میں اور میرے بھائیوں میں شیطان مردود
 نے اور میرا رب ہر کام کو بذریعہ تدبیر کرتا ہے جس طرح چاہتا ہے بیشک وہی ہے خبردار حکمت

والا۔ اگلے زمانے میں سجدہ کرنا بڑوں کی تعظیم سمجھی جاتی تھی اور فرشتوں نے بھی حضرت آدم کو سجدہ کیا تھا اور اسی شریعت محمدیہ میں وہ رواج بالکل موقوف کر دیا بلکہ سجدہ کرنا کی مخلوق کو حرام کر دیا اور حکم دے دیا کہ **وَ اَنْ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ** ترجمہ تحقیق مساجد اللہ تعالیٰ ہی کی ہیں جن میں سجدہ کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور سوائے اس کے کسی کو روا نہیں ہے۔ چونکہ کچھ احکام خداوندی پہلے کی شریعتوں میں جاری کئے گئے تھے جیسے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں بہنوں سے نکاح جائز تھا پھر وہ موقوف کر دیا گیا اسی طرح سے یہ سجدہ تعظیم کا حکم پہلے تھا مگر شریعت محمدیہ میں ہمیشہ کے لئے موقوف کر دیا پس حضرت یوسف نے کہا کہ اسے میرے ابا جان! یہ وہی خواب ہے جو میں نے دیکھا تھا کہ آفتاب اور مہتاب اور گیارہ تارے مجھ کو سجدہ کرتے ہیں اب اللہ تعالیٰ نے وہی خواب میرے سامنے کر دیا۔ بعد اس کے دوسرے دن تمام اہل مصر نے اپنے اپنے ہدیے و نذرانے حضرت یعقوب علیہ السلام کو پیش کئے جو درحقیقت حساب و گنتی سے باہر ہیں اور وہ سب مال حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کو دے ڈالا اور پھر ملک ریان بھی حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھنے آیا۔ خدا کے فضل و کرم سے ان کی صحبت کی برکت سے وہ دین اسلام سے مشرف ہوا پھر اس کے کئی لوگ آئے اور مشرف باسلام ہوئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو دیکھنے جاتا اچنبھے کا ایک نور ان کی پیشانی پر چمکتا ہوا دیکھتا اور وہ نہایت ہی متحیر ہوتا اور پھر وہ دین اسلام قبول کر لیتا۔ اس کے بعد ملک ریان نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے پوچھا اے حضرت کیا یوسف آپ ہی کے صاحبزادے ہیں بولے جی ہاں وہ میرے بیٹے ہیں۔ تب بادشاہ ریان نے کہا کہ میں ان سے بہت خوش ہوں اور میں نے ہی اس خوشی میں اپنی سلطنت کا کل اختیار ان کو دے دیا ہے۔ یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ اسے ملک ریان یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ اسی کو کل جہان کو غیب ربی وہ جو چاہتا ہے کر لے۔ راویوں نے روایت کی ہے کہ اس وقت بادشاہ نے تختہ میں سات چکیاں رنگین طلائی تھیں اور ہر ایک چکی بزرگ میں پانچ ہزار من کی تھی۔ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاؤں میں ایک چکی کی ٹھوک لگی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت یوسف علیہ السلام نے نہ راسی چکی کو اٹھا کر پھینک دیا۔ اور یہ طاقت حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت کے سبب حاصل تھی اب میں چاہتا ہوں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعہ کو مختصر کر دوں تاکہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو اور میرے واسطے دماغ خیر کرتے رہیں۔ الغرض حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے دریائے نیل کے کنارے پر اپنے رہنے کے واسطے عمارت بنوائی۔ اور پھر وہیں سکونت اختیار کر لی۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت یعقوب علیہ السلام نے

حضرت یوسفؑ سے کہا کہ تم کو معلوم تھا کہ میں کنعان میں ہوں تو کیوں تم نے مجھ کو اپنے حال سے خبر نہ دی
 حضرت یوسفؑ نے اپنے باپ سے مؤذبانہ عرض کی کہ ابا جان میں نے خطوط آپ کی خدمت میں لکھے اور
 وہ سب کے سب اب تک ایک صندوق میں رکھے ہوئے ہیں اور کہا کہ جب میں آپ کو خط لکھ کر بھیجنے
 کا ارادہ کرتا تو اسی وقت جبرائیلؑ آتے اور مجھ کو بھیجنے سے منع فرما دیتے اور مجھ سے یہ فرماتے کہ
 اے یوسف خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابھی تمہاری ملاقات کا وقت نہیں آیا اور ابھی کچھ عرصہ باقی ہے
 اب تم اس وقت یہ خط اپنے والد بزرگوار کو مست بھیجو یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کہنے لگے کہ اللہ مہم چیز
 پر قادر ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت
 یوسفؑ سے پوچھا مجھے بتاؤ کہ تمہارے بھائیوں نے تمہارے ساتھ کیا بدسلوکی کی ہے یہ سن کر حضرت
 یوسفؑ خاموش رہے اور کچھ نہ کہا۔ لیکن تمام بھائیوں نے خود ہی اہم کر کہا کہ اے ابا جان ہم سب ان کے
 بدخواہ تھے اور ہم ہی گنہگار ہیں اور اب ہم سب معافی چاہتے ہیں آپ سے اور امید قوی کرتے ہیں کہ آپ
 ضرور ہماری غلطیوں کو درگزر فرمائیں گے تو نہ قلے۔ قَالَ اَيُّهَا بَنَا اسْتَغْفِرُكُمْ لَنَا ذُنُوبَنَا
 اِنَّا كُنَّا خَاطِئِينَ ۝ قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي ۝ ۱۰۱ اِنَّا هُوَ الْعَفُوُّ الرَّحِيمُ ترجمہ
 کہا انہوں نے اے میرے باپ بخشو! ہمارے گناہوں کو بیشک ہم تھے خطا کرنے والے،
 حضرت یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں کو تسلی دیتے ہوئے ان سے کہا کہ اے بیٹو! غنقریب بخشو! ان میں کیا بات تھی
 کہ تمہارے گناہ اپنے رب سے کیوں کہ وہ بڑا ہی بخشنے والا مہربان ہے (سوال) اس میں کیا بات تھی
 جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے ان کے بیٹوں نے اپنی خطا کی معافی مانگی جو انہوں نے حضرت
 یوسفؑ کے بارے میں خفا کی تھی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو وعدہ میں دکھا اور
 کہا میں غنقریب بخشو! گا۔ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ وہ وعدہ جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے
 بیٹوں سے کیا تھا وہ علی الصبح کیا تھا کیونکہ صبح کی دعا اللہ تعالیٰ کے یہاں مستجاب ہوتی ہے اور بعض
 مؤرخین حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کے حق میں دعا کرنے
 میں اس واسطے تاخیر کی تھی کہ حق تعالیٰ کسی کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک کہ اسی شخص
 کو راضی نہ کر لے جس کے حق میں غلطی اور گناہ کیا گیا چونکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا گناہ اور
 ظلم حضرت یوسفؑ کے حق میں تھا اس لئے حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وقت تک تاخیر کی جب
 تک آپ نے حضرت یوسفؑ سے ان کے بھائیوں کی معافی کا تذکرہ نہ کیا جب حضرت یوسفؑ نے اپنے
 حضرت یوسفؑ سے پوچھا کہ تم اپنے بھائیوں سے راضی و خوش ہو یا نہیں حضرت یوسفؑ نے اپنے

والد بزرگوار سے عرض کیا کہ میں اپنے تمام بھائیوں سے راضی ہوں اور ان کی پچھلی تمام غلطیوں کو معاف کرتا ہوں یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کی فرمائشی دعا خداوند قدوس سے مانگی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور ان کے وہ قصور جو انہوں نے اپنے بھائی حضرت یوسف کے حق میں کئے تھے معاف کر دیئے اسی دعا کے چند ہی روز بعد حضرت یعقوب علیہ السلام انتقال فرما گئے۔ اس کے بعد شمعوں بنی ہوئے اور بعض معتبر روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا گیا۔ اور حضرت یوسف علیہ السلام تقریباً چوبیس برس تک نبوت کے فرائض انجام دیتے رہے جب آپ کی عمر ستر برس کی ہوئی تو موت بالکل قریب آگئی تو اس وقت آپ نے دربار خداوندی میں دعا مانگی اور کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذٰلِكَ فَتَنَّا آتِيَتِيْهِ مِنَ الْمُلْكِ وَهَاسْتَكْنٰى مِنْ تَاوِيلِ الْاَحْيَاۤءِ ۚ فَخَلٰى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَفَ اَنْتَ وَ اِيَّىْ فِي الْمَرْثٰى ۚ وَالْاٰخِرَةُ خَوَاتِمُنِّىْ مُسْلِمًا ۚ وَ الْحَقُّنِىْ بِالصَّٰلِحِيْنَ ۔ اے پروردگار میرے دی تو نے میرے تئیں کچھ بادشاہی اور سکھائی تو نے میرے تئیں تعبیر خوابوں کی اے پیدا کرنے والے آسمان زمین کے تو ہی ہے دوست یعنی کار ساز میرا دنیا و آخرت میں اور میں امید کرتا ہوں کہ میری موت بھی نیک نخواستہ میں کرو اور بعد مرنے کے میرے مجھے صالحین میں ملا دے ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے کہا کہ ہمارا بھائی یوسف بادشاہ ہے اور وہ قیامت کے دن بادشاہ کے زمرے میں اٹھے گا اور وہ پسندیدگی کی نگاہ سے بیوں میں نہیں دیکھا جائے گا۔ اس بات کو حضرت یوسف علیہ السلام نے بھی سن لیا تھا تب ہی تو موت کے وقت خدا کی درگاہ میں دعا مانگی کہ اے میرے پروردگار تو نے میرے تئیں بادشاہی دی دنیا میں اور موت دے مجھ کو ایمان کے ساتھ اور آخرت میں انبیاء صالحین کے ساتھ ملا دے۔ اور ستر برس کی عمر میں رحلت فرمائی اور روایت میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد یکے بعد دیگرے تمام بھائی بنی ہوئے اور اسی طرح سے انتقال ہوتا رہا۔ اور یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک بارہ قوموں پر مشتمل تھے قرآن شریف میں مذکور ہے اللہ نے ان قوموں کو اسباط فرمایا ہے اور اسباط کہتے ہیں بنی اسرائیل کو یعنی اولاد یعقوب کو اور دوسرے بنی اسرائیل کو قبائل کہتے ہیں تاکہ تمیز ہو سکے ان دونوں فریقوں میں یہاں تک میں حضرت یوسف علیہ السلام کے بیان پر اکتفا کرتا ہوں ۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ

اصحاب کہف کا قصہ

ایک روایت میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ ملک روم میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام دقتیانوس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت بڑی سلطنت دے رکھی تھی اور فوج و لشکر بہت کثیر تعداد میں تھا۔ اتفاقاً ایک روز کی قاصد نے آکر اس بادشاہ سے کہا کہ فلاں بادشاہ تیرے ساتھ لڑنے کو تیاری کر رہا ہے اور اپنی کثیر تعداد میں تیرے مقابلے کے لئے میدان جنگ میں کود پڑا اور وہ بادشاہ جو اس پر چڑھاؤ کر کے آیا تھا آخر کار دقتیانوس بادشاہ کے ہاتھ مارا گیا اور اس کے جھنڈے بیٹھے تھے وہ سب کے سب گرفتار ہو گئے بعض مورخین نے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کے چھ بیٹے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ بیٹے تھے بادشاہ روم دقتیاں نے سب کو اپنی خدمت خاص میں رکھا صرف ان میں سے ایک کو عہدہ جائے ضرور کا دیا تھا جب بادشاہ دقتیانوس جائے ضرور کو جاتا تو اس سے آبدست کروا لیتا اور اس کا سبب یہ تھا کہ وہ ایسا جوان فریبہ نہ تھا کہ اس کا ہاتھ جائے مقدمہ پر نہیں پہنچتا تھا۔ بڑا عظیم البدن تھا۔ اور یہ بھی بعض مورخین لکھتے ہیں کہ وہ ملعون خدائی کا دعویٰ بھی کرتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان تہر ادوں کو خطاب اصحاب کہف کا دیا۔ جیسا کہ اللہ رب العزت نے فرمایا اَمْ حَسِبْتَ اَنْ اَخْتَابَ الْكُفَّينَ وَ السَّوْغِیْمِ كَاَنُومِینَ اٰیْتِنَا عَجَبًا اِذَا وِی الْبَیْتِیْہِ اِلٰی الْكُفَّیْنِ فَقَالُوْا بَنَآ اٰیْتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً فَهَیْنُ لَنَا مِنْ اَمْرِ تَارَشْدٍ اھ ترجمہ کیا تو خیال رکھتا ہے کہ غلام والے اور کوہ والے ہماری قدرتوں میں اچھٹھا تھے جب جا بیٹھے وہ جوان اس کوہ میں پھر لوے اے رب دے ہم کو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے کام کو درست یہی تہرادے مذکور سب کچھ تمہارا جید کرنے لگے کہ کیوں کر اس ظالم بد بخت کے ہاتھ سے ہم خلاصی پائیں اور خدا کی عبادت کو یہ ایک روز دقتیاں اپنی جائے ضرور کو گیا تھا اور اس غلام کو جسے اس نے اس کام کے واسطے خادم مقرر کیا تھا نہ پایا کہ اس کی مقدمہ کو دھلائے تب اس ظالم ملعون نے خفا ہو کر حکم کیا کہ اس کو اس کے سب بھائیوں کو ایک ایک سو دسے مارے جائیں اور ان کو تائید کر دو کہ آئندہ کبھی ایسا نہ ہونے پائے اور آئندہ سے اپنے کام پر برابر حاضر رہیں اور اپنے کام سے غفلت نہ ہونے پائے۔ اس حکم کو سننے کے بعد وہ شاہزادہ کو جس کا عہدہ جائے ضرور کا تھا جب رات ہوئی تو سب بھائیوں کو لے کر بیٹھا، وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہو کر صلح و مشورہ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ ملعون ہم کو ہر روز تاتا ہے اور خدا ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور سب سے اپنے کو عہدہ کرواتا ہے۔ اب ہم کو داجب ہے کہ اس کی خدمت کرنے سے

بنز رہیں اور یہاں سے کسی طرف نکل جاویں اور اپنے خالق ارض و سما کی عبادت کریں جو آخرت میں ہمارے
 مرنے کے بعد کام آوے۔ یہ بات ایک بھائی نے اپنے مشورے سے بتائی تھی سب بھائیوں نے اس
 بات کو بہتر و خیر قبول کیا اور کہا کہ بھائی بات تو بری اچھی ہے جو تم کہتے ہو۔ اب کسی صورت و تدبیر سے
 یہاں سے نکل جانا چاہیے۔ تب باقی بھائی بولے کہ ایک تدبیر ہے کہ وہ ملعون میدان میں چوگان کھیلنے
 کو بلنے کا بہتر و خیر کو بھی لے جائے گا جب ہم لوگوں کو کھیلنے کو کہے گا تب ہم لوگوں کو ایسی جیتی و چالاکی
 سے چوگان کھیلنا چاہیے کہ وہ خوش ہو جائے اور تم بٹ کھیلنے لگے جب شام قریب ہوگی تب میں چوگان
 میدان سے باہر بھیج دوں گا اس وقت تم لوگ بھی ہمارے پیچھے میدان سے باہر نکل آنا اور سب ایک جگہ
 جاکر میلے اور پرانے پٹے پہن لینا اور پاؤں پاؤں چلے جانا اسی طرح سے کوئی ہم کو دیکھے گا بھی نہیں
 اور ہم لوگ اپنے قاصد میں کامیاب ہو جائیں گے چنانچہ سب بھائیوں نے اپنا ارادہ مضبوط کر لیا اور عزم
 بالجمہ اپنے مقصد میں لگ گئے۔ دوسرے دن دقیانوس بادشاہ کے پاس سب حاضر ہوئے اور
 اپنے اپنے ہند پر جا کھڑے ہوئے اور وہ ملعون تخت شاہی پر بیٹھ خدا کی دعا پڑھتا تھا انشاء اللہ علیہ
 اتفاقاً ہی وقت ایک بلی بالا خانے پر سے اس کے پاس اپنا تک آ کر ایسی گھونٹ سے وہ ملعون
 چونک پڑا اور بہت ڈرا۔ تب وہ لوگ آپس میں کہنے لگے کہ اگر یہ ملعون خدا کی دعا پڑھتا تو بلی سے کیوں ڈرتا۔
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ مردود جھوٹا ہے اور دعوئے اس کا باطل ہے اکی گھڑی ایک شیطان بصورت انسان
 اس کے آگے آکر کہنے لگا اے ملعون اگر تجھ کو دعوئے خدا کی کا ہے تو ادنیٰ ترین ایک ذی روح
 جانور مکھی ہے اس کو تو پیدا کر تب ہم جانیں گے تیرا دعوئے حق ہے اس مردود نے ایک بہانہ کر کے
 کہا کہ ایسے بد جانور کو ہم پیدا نہیں کرتے شیطان بولا خدا نے تو اس کو پیدا کیا ہے البتہ کچھ حکمت ہوگی
 وہ ملعون بولا اس میں کیا حکمت ہوگی۔ اس کے جواب میں شیطان بولا خدا نے اس کو پیدا کیا ہے۔
 البتہ کچھ حکمت ہوگی۔ وہ ملعون بولا اس میں کیا حکمت ہوگی۔ اس کے جواب میں شیطان بولا جب تو
 جائے ضرور میں جا بیٹھتا ہے وہ مکھی تیری گندگی میں بیٹھ کر اپنے ہاتھ پاؤں میں نجاست آلودہ کر کے
 تیری داڑھی پر جا بیٹھتی ہے۔ یہ بھی ایک کار حکمت ہے یہ کہہ کر وہ شیطان غائب ہو گیا اور وہ
 ملعون یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ پس دوسرے دن دقیانوس چوگان کھیلنے کو میدان میں گیا اور
 ان شہزادوں کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ پس جب وہ میدان میں پہنچ گئے تو چوگان کا کھیل کھیلنے لگے۔
 دقیانوس ان شہزادوں کے کھیل سے بہت زیادہ محفوظ ہوا اور بلا صبح کو تم سب کو خلعت دے کر خوش
 کر دیں گا۔ جب شام ہوئی اور دن بھی آخر ختم ہو ہی گیا۔ شہزادے اپنے مشورہ کے مطابق چوگان میدان

سے پھینکے گئے اور اسی طرح آہستہ آہستہ کھیلے ہوئے دور تک نکل گئے۔ دتیانوس ان لوگوں کو کھیل میں مشغول چھوڑ کر اپنے محل کی طرف چل دیا اور وہ شہزادے سب فرصت کی لپاکہ خداوند ذکر کے وہاں سے نکل پڑے میدان کی طرف گھوڑا اٹھا کر رات ہی رات چلے گئے۔ جب صبح ہوئی اپنے گھوڑوں کو چھوڑ کر کسی شہر کے کنارے جا پہنچے۔ وہاں دیکھا کہ چند آئینہ زبان بکری وغیرہ کے تھے ان سے ملاقات ہوئی وہ سب کہنے لگے کہ اے عزیز دو تم کہاں جانے ہو، انہوں نے ان کو جواب دیا کہ ہم لوگ خالق ارض و سما کی طلب کو جلاتے ہیں اور دوسرے آئینے کہ وہ کہاں سے تم لوگ چاہتے ہو وہ بولے کہ وہ خدا زمین و آسمان اور جو کچھ اس کے زمینان ہے وہ سب کا پروردگار ہے تمام کائنات کو ملک عدم سے ملک وجود میں لانے والا وہی خدا ہے پس ان سب باتوں سے وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور وہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ سب لوگ سچ کہتے ہیں۔ تب وہ بھی اپنی بابائی چھوڑ کر شہزادوں کے ساتھ مل گئے اور ان کی صحبت اختیار کر لی اور ایک کتاب بھی ان کے ساتھ تھا وہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔ شہزادے ان لوگوں سے بولے کہ تم لوگ اس کتے کو واپس کر دو تو بہت اچھا ہے ورنہ ہمارے ساتھ رہے گا تو کبھی بھونٹے گا اور اس کی آواز سن کر لوگ ہم کو آکر پکڑ لیں گے۔ ان شہزادوں کے کہنے سے ان پاسبانوں نے اپنے کتے کو مارا پٹا اور یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پاؤں بھی توڑ ڈالے اور سارا بدن اس کا نہ خفی کر دیا تو بھی اس کتے نے ان لوگوں کا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر وہ کتاب بھی ان لوگوں کے ساتھ رہ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو قوت گویائی سکھائی تو کتے نے کہا کہ اے یارو مجھے مت مارو۔ تم جس کے بندے ہو میں بھی اس کا فرمانبردار ہوں۔ اور تم جس کی یاد کو جاتے ہو۔ میں بھی اس کو جانتا ہوں لہذا مجھ کو بھی تم اپنے ہمراہ لے چلو۔ پس کتے سے یہ باتیں سن کر اصحاب کہف کو ترس آ گیا اور اسے بیار کر کے اپنے ہمراہ لے چلے۔ تمام رات چلتے چلتے جب صبح نمودار ہوئی تو ایک پہاڑ کے اندر کھوہ میں جا گھسے اور بولے یہاں فرام لینا چاہیے کہ رات کی ماندگی دور ہو جائے آخر وہاں ٹھہر گئے اور آرام کرنے لگے اور وہ اکی آرام کی رات میں تھے کہ نیند کا غلبہ ہوا اور وہ سو گئے تو اللہ تعالیٰ نے

إِذَا دَرَى الْيَقِينُ إِلَى الْكُهْنِ فَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا مِنْ شِدَّةٍ نَدْرُ خَمَةً وَهَيْئَةً
لَنَا مِنْ أَمْرٍ بَشَرٍ أَهْ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ إِذَا إِنِّيهِمْ فِي الْكُهْنِ سَنِينَ عَذَابَهُ
شَقَّ بَعَثَهُمْ لِنَعْلَمَ أَمَّا الْحِزْبَيْنِ أَحْصَيْنَا لِمَا لِيَتَّبِعُوا مَعَهُ تَرْجَمَهُ
جب جا بٹھے وہ جوان اس کھوہ میں پھر وہ بولے اے رب دے ہم کو اپنے پاس مہر اور بنارے
ہمارے کام۔ پس پروردگار نے ان کو پکارا ان کے یعنی سلا دیا ہم نے ان کو پیچ نذر کے

برس گنتی کے پھر اٹھایا ہم نے ان کو کہ وہ معلوم کریں ہم دو فرقوں میں سے کسی نے یاد رکھی ہے جتنی مدت
 وہ سوئے رہے تھے۔ "الغرض وقیانوس نے اس کھیل کے میدان میں ان شاہزادوں کو نہ پا کے بہت
 تاسف کیا اور فوراً ہی اپنے ہوشیار چند سواروں کو ان کے پیچھے دوڑا یا تلخی و تجسس کرتے ہوئے
 اسی کھوہ کے چا پہنچے اور خدا کے فضل و کرم سے اسی غار کا منہ بھی چیز نیوں کے سوراخ جیسا بن گیا اور
 وہ سوار اس پر بڑبڑلاش کرتے رہے لیکن وہ ان کا ناؤ نشان تک نہ پاسکے آخر مجبوراً واپس چلے آئے
 اور بعض روایت میں یوں آیا ہے کہ اس کھوہ کے کنارہ پر ان سب کو مردہ پایا تھا تو وہ لوگ اسی کھوہ
 میں ڈال کر چلے آئے تھے اور اسی دن سے ان سب کا ناؤ لقب اصحاب کہف ہوا اور بعضوں نے
 اس روایت کو یوں بھی بیان کیا ہے کہ وہ بادشاہ کے باد چرچے کے بیٹے تھے اور بعض ان میں نابنائی کے
 بیٹے۔ اور بادشاہ وقیانوس نے ان میں سے ایک کو جادو سیکھنے کو جادوگر کے پاس بھیجا تھا۔ ایک
 دن اس لڑکے کی اٹھارہ راہ میں ایک راہب سے ملاقات ہوئی راہب نے اس لڑکے سے پوچھا تم کہاں
 جاتے ہو وہ بولا میں جادو سیکھنے جاتا ہوں راہب بولا کیا جادو کھنا تو کفر ہے تو مسلمان کیوں نہیں ہو جاتا
 تب وہ راہب کے کہنے سے اور خدا کے فضل و کرم سے اسی وقت ایمان لے آیا اور مسلمان ہو گیا بادشاہ
 وقیانوس اس بات کو سن کر بہت خفا ہوا اور اس لڑکے کو پچھانی کا حکم دے دیا۔ روایت میں ہے کہ اس
 لڑکے پانچ مرتبہ سولی پر چڑھایا تو بھی نہ مرا اور اللہ کے فضل و کرم سلامت رہا اور کہا۔ "اِنَّهُ مُتَّعِیْتُ
 الْعَالَمِیْنَ" آخر اس کو بادشاہ وقیانوس نے قید شدید میں رکھے۔ اس کے ہم جنس اور پانچ چھ لڑکے
 وقیانوس کے ملازم تھے انہوں نے باہم صلاح و مشورہ کر کے کسی حیلہ سے اس کو قید سے چھڑا لیا
 اور اس کے بعد وہ متفق ہو کر اس ظالم بادشاہ کے قبضہ سے اس شہر سے باہر خدا کی عبادت کو نکلے
 اور ایک پہاڑ کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر ایک کھوہ میں بیٹھ گئے اور وہیں سو گئے اور ان پر خدا
 کی طرف سے ایسی نیند ڈالی گئی کہ وہ تقریباً تین سو برس تک سوتے رہے تین سو نو برس۔ اور اصحاب
 کہف کے نام میں اور ان کے اعداد میں بہت اختلاف ہے۔ یہ سب کے سب اہل روم تھے اور ان
 کا غار بھی ارض روم میں ہے۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے دین میں تھے۔ اور قاموس میں لکھتے
 اور ابن قتیبہ نے روایت کی ہے کہ اصحاب کہف کا دین و مذہب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔ فقط وہ
 لوگ صرف توحید پر قائم تھے اور وہ کسی بنی کی شریعت کے ساتھ منسلک نہیں ہوئے مگر جس نے
 اس کی خبر پائی مستفہ ہوئے اور ان کے پاس مکان زیارت بنا دیا۔ وہ نصاریٰ تھے۔ اور نا ان
 کے یہ ہیں۔ مکسینا۔ وایلیا۔ ویکر۔ مرکوش۔ نواس۔ سانیوش۔ سلططوس۔ اور بعضوں نے کہا

ہے۔ مکینا۔ ملیخا۔ ویکس۔ مرطوس۔ بنوس۔ ساپوس۔ کسٹطوس۔ ذونواس اور بعضوں نے کہا ہے مکینا۔ ملیخا۔ مرطوس۔ بنوس۔ دواس۔ تسفیط۔ اور بعضوں کے نزدیک یہ نام ہیں مکینا۔ ایٹنا۔ مرطوس۔ ساربنوس۔ بطنوس۔ کشفوط۔ ذواس اور آٹھواں ان کا کتاب ہے کہ کئے کا نام قلم تھا قاموس میں بھی لکھا ہے لیکن شمار ان کا سوائے خداوند تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں کہ وہ کتنے آدمی تھے۔ اسی واسطے ان کے اعداد و شمار میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ بمصدق آیت مذکورہ کے قول تعالیٰ۔ سَيَقُولُونَ ثَلَاثًا رَّآيَهُمْ كَذِبُهُمْ وَدَيُّقُولُونَ خَمْسَةً سَلَسَةً كَلْبُهُمْ رَجَا بِالْغَيْبِ وَدَيُّقُولُونَ سَبْعَةً وَثَلَاثًا وَمِنْهُمْ كَذِبُهُمْ قُلْ رَدِّيْ اَعْلَمُ بِعَدَّتِهِمْ مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيلٌ ۝۔ ترجمہ البتہ کہیں گے وہ میں ہیں چوتھا ان کا کتاب ہے اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چٹا ان کا کتاب۔ بغیر دیکھے نشانی کے پھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ پانچ ہیں چٹا ان کا کتاب۔ بغیر دیکھے نشانی کے پھر چلانا اور یہ بھی کہیں گے کہ وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتاب ہے تو کہہ کر پروردگار میرا خواب جانتا ہے کہ کتنے آدمی ان کے پاس ہیں کچھ صمیم خبر ان کی نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ۔ جب وہ لوگ تین سو نو برس کے بعد نیند سے بیدار ہوئے اصحاب کہف آپس میں پوچھنے لگے ایک دوسرے سے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَكَذَلِكَ بَعَثْنَا لَهُمْ لَيِّسَاءً لُّوْ بَلَيْسُهُمْ ۝۔ قَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ كُمْ بَلَيْسُهُمْ فَبَعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِكَيْكُمْ هَذِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ أَيْهَا أَذْ كُنْ طَعَامًا فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِنْهَا وَفَلْيَكْطِفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بَكُمْ أَحَدًا ثُمَّ رُدُّوهُ ۝۔ اور اسی طرح ان کو جگادیا ہم نے پھر وہ آپس میں پوچھنے لگے۔ ایک بولا ان میں سے کہ کتنی دیر سوتے رہے تم وہ بولے کہ ہم سوتے رہے ایک دن یا اس سے بھی کم۔ پھر کہنے لگے کہ تمہارا رب بہتر جاننے والا ہے کہ جتنی دیر تم لوگ اس غار میں رہے۔ اب تم بھیجو اپنے میں سے ایک کو کہ یہ اپنا روپیہ لے کر شہر کو جادے اور وہاں سے کوئی کھانا پاکیزہ لے کر آوے اور نہایت ہوشیاری سے جائے اور اپنا بھید بچی کسی کو نہ بتائے اور نہ اپنی رہائش کی خبر کی کو بتائے۔ چونکہ وہ آٹھ رہا تین سو برس بعد نیند سے بیدار ہوئے تھے تو تمام اصحاب کہف پر بھوک کا غلبہ تھا ان میں سے ملیخا کو شہر میں روٹی لانے کو نہایت کی دوکان پر بھیجا اور اس کے پاس دینار و قیانس بادشاہ کی حکومت کا تھا وہی لے کر وہ روٹی لینے کو گیا۔ روٹی والے نے ملیخا سے پوچھا کہ یہاں یہ رہتا کہاں سے لائے ہو کیا تم نے کوئی کڑا ہوا دینہ پایا ہے کیونکہ میں اسی دینار پر دینا قیانس بادشاہ کا نام دیکھتا ہوں اور اس بادشاہ

کو ترسوں ہوئے گزرے ہوئے اور وہ تو کبھی کبھی چکا ہے اور اس کا تو کوئی نام و نشان بھی نہیں اب
 تم ایسا کرو کہ مجھے بھی اس کا کچھ حصہ دو۔ ورنہ میں تجھے موجودہ بادشاہ کے حضور لے جاؤں گا اور وہ
 دیکھتے ہی تم سب سے رو پیہارا پھین لے گا۔ آخر مجبور ہو کر میلینا نے اس سے اپنا سارا قصہ بیان
 کیا یہ سنتے ہی بہت سے آدمی ایک جگہ پر مجتمع ہو گئے اور میلینا کا قصہ سننے لگے یہاں تک کہ یہ خبر
 موجودہ بادشاہ تک پہنچی۔ بادشاہ بہت عادل مزاج تھا اس نے میلینا کو اپنے حضور میں طلب کر لیا۔
 اب میلینا سے اس سے گزری ہوئی ساری حقیقت پوچھی، بادشاہ کے پورے چہرے پر میلینا نے کہا کہ ہم لوگ
 کئی آدمی ہیں۔ اور بادشاہ و قیانوس کے ظلم سے بھاگ کر نکلائے پہاڑ کی کھوہ میں جا رہے ہیں اور
 بعد ایک مدت کے جب ہم لوگ اپنی نیند سے بیدار ہوئے تو بھوک سے میناب ہوئے اور
 برداشت نہ کر سکے اور باقی لوگوں کو وہیں بٹھا کر میں اکیلا روٹی لینے کے واسطے شہر آیا ہوں۔ بادشاہ
 یہ سن کر بہت متعجب ہوا اور علماء تو اسے سمجھ جانے والوں کو بلوایا اور پھر ان سے پوچھا کہ کیا تم لوگ یہ بتا
 سکتے ہو کہ بادشاہ و قیانوس کون سے زمانے میں گزرا ہے۔ ان علماء تو اسے سمجھنے سے قاصر رہے اور
 سے کہا کہ جہاں پناہ جو باتیں میلینا نے آپ سے عرض کی ہیں وہ سب سچ ہیں۔ ہم لوگوں نے آدھے
 عالم میں پڑھا ہے کہ بادشاہ و قیانوس بڑا ظالم تھا اور زمانہ سابقہ میں گزرا ہے۔ اسی یہ بادشاہ
 عادل اور منصف مزاج تھا یہ حقیقت سن کر میلینا کے ساتھ اس غار میں جانے کا عزم کیا اور نہایت
 شان و شوکت سے سوار ہو کر اس غار پر جا پہنچا۔ میلینا نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ اس شان و
 شوکت اور دب دے کے ساتھ ان کے پاس جائیں گے تو وہ لوگ آپ کو دیکھ کر ڈریں گے اور
 اکی دوسری جگہ جاکر چھپ جائیں گے اور پھر آپ سے کچھ بھی بات چیت نہ کریں گے مناسب ہے
 کہ آپ یہاں ذرا ٹھہریں اور میں جا کر ان لوگوں کو آپ کے آنے کی خبر دوں اور یہ بھی ان سے جا
 کر کہہ دوں کہ بادشاہ و قیانوس دنیا سے رخصت ہو چکا ہے تاکہ ان کو خاطر جمع ہو جائے۔ اور ان
 سے کہہ دوں کہ سلطان بادشاہ ہے آدھریں چلیں یہ بات کہہ کر میلینا اس غار میں چلا گیا اور تمام
 احوال جو اس پر گزرا تھا وہ ان لوگوں سے جا کر بیان کیا وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم کو اب کھانے پینے کی
 کچھ حاجت نہیں اور ہم کو دنیا سے بھی کچھ غرض نہیں ہم کو تو اپنے خدا ہی سے کام ہے۔ یہ کہہ کر پھر وہ
 لوگ سو گئے۔ بعض راتوں نے کہا ہے کہ وہ لوگ اب تک سو رہے ہیں اور وہ اسی طرح قیامت
 تک سو رہیں گے۔ میلینا پھر بادشاہ کے پاس نہیں آیا اور بادشاہ کے ساتھیوں نے کافی دیر تک
 انتظار کیا۔ اور پھر بادشاہ نے اس کھوہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ کہ وہ اس غار میں جانے سے قاصر

بھی انسان سے کام نہ لیتے تھے اور مسافروں کا راستہ بھی منقطع کیا کرتے تھے اسی قوم کی طرف حضرت
 شعیب علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ آپ کو خداوند قدوس نے قادر الکلامی سے سرفراز کیا تھا اس لئے آپ
 اپنی قوم کو اعلیٰ پیمانے پر دعوت الی الحق دیتے تھے۔ اور شہر مدین آپ کا وطن تھا جیسا کہ اللہ
 رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ **وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَبْنَؤُا الْعِبَادُ
 اللَّهُ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ ۚ وَلَا تَنْقُضُوا أَلْعِمِيَّاتِ ۚ وَالْيَمِينَاتِ ۚ لَقَدْ
 آذَكُم بِهِ خَيْرٌ ۚ وَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّجِيطٍ ۝۵** ترجمہ -
 اور شہر مدین کی طرف بھیجا ہم نے ان کے بھائی شعیب کو وہ جا کر بولے اے قوم بندگی کرو
 اللہ تعالیٰ کی۔ کوئی نہیں تمہارا خدا کے سوا اور نہ گھٹاؤ ناپ اور تول میں اور تم کو اس سبب سے آزمو
 دیکھتا ہوں۔ لیکن ڈرتا ہوں ایسے عذاب سے کہ وہ جب آدے گا تو تمام کو اپنے گھرے میں
 لے لیکار کوئی بھی اس گھرے سے نکل بھی نہیں سکتا، اور اے قوم پورا کرو تم اپنے ناپ و تول
 کو انصاف کے ساتھ اور مت کم دیا کرو لوگوں کو ان کی چیزیں اور نہ مجاؤں اس کے سبب سے فساد
 زمین پر۔ یہ شکر حضرت شعیب علیہ السلام کو کافروں نے جواب دیا اے شعیب تم کو معلوم ہونا چاہیے
 کہ مال ہمارا ہے خواہ ہم اس کو زیادہ میں بیچیں خواہ اسی کو گھٹا کر فروخت کر دیں اور تم کو ہمارے وزن
 اور ناپ تول سے کیا کال ہے اور ہم جو کچھ کرتے ہیں ابھی سمجھ سے کرتے ہیں آپ کو ہماری
 تجارت کے کاموں میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے آپ تو اسی کام کو کر کے جادو جس کا کی لوگوں
 کو دعوت دیتے ہو اور ہم لوگوں کی تجارت کی طرف تو خیال بھی نہ کرو اس سے ہمارے کام میں کاؤ
 پڑے گی۔ پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم خدا کی بندگی کرو اور تم بندگی نہ کرو گے
 اور اپنے وزن ناپ تول اور میزان کے درست نہ رکھو گے تو یقیناً تم کو عذاب خداوندی پہنچے گا جیسا
 کہ عذاب پہنچا قوم نوحؑ پر اور قوم ہود اور قوم صالحؑ پر اور قوم لوطؑ پر۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے۔ **وَيَقُولُ لَا يُجِيرُكُمْ شِقَاقِي ۚ إِنَّ يَصِيبُكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَ قَوْمَ
 نُوحٍ أَوْ قَوْمَ هُودٍ أَوْ قَوْمَ صَالِحٍ ۚ وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ ۚ وَ
 اسْتَغْفِرُوا ۚ ذَنْبَكُمْ شَعْرَةً تُوْبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي رَحِيمٌ وَدُودٌ ۝۶**

ترجمہ - اے میری قوم نہ برا ٹیکھو کرے تم کو میری مخالفت کی ضد میں خدا کی نافرمانی کرتے رہو
 جیسا کہ ضد میں سے نافرمانی کرتی رہی قوم نوحؑ اور قوم ہودؑ اور قوم صالحؑ

اور قوم لوط قوم سے کچھ زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ میری غرض یہ ہے کہ تم لوگ پروردگار کی طرف رجوع ہو اور اسی سے اپنے گناہوں کا معافی طلب کرو۔ بیشک میرا رب بہت مہربان سے محبت والا۔ یہ فرمان حضرت شعیب علیہ السلام کا سن کر ان کی قوم نے جواب میں کہا قولہ تعالیٰ قَالُوا يُشْعِبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا أَمْ مَّا تَقُولُ وَإِنَّا لَنَرَاكَ فِينَا ضَعِيفًا وَلَا رَحْمَةً لَّكَ فَتَرْجَمُوكَ وَمَا أَنتَ عَلَيْنَا بِعَزِيزٍ ۝ اے شعیب ہم نہیں سمجھتے بہت باتیں جو تو کہتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں تو ہم لوگوں میں کمزور ہے اور نہ ہوتے تیرے بھائی بند تو مجھ کو ہم لوگ سنگسار کر دیتے۔ اور یہ بھی نہیں ہے تو ہم پر کوئی نہ وار ہے۔ اس کے بعد پھر حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا اے قوم! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اسی کی عبادت کرو اور مجھے اللہ کی جانب سے آیا ہوا نبی تسلیم کرو اور میں جس چیز کو حکم دوں اس کو بجا مانو اور ہر امر میں میرا کہنا مانو۔ ہر چند اور ہر وقت حضرت شعیب اپنی قوم کو نصیحت اور ہدایت کرتے رہے لیکن قوم برابر انکار ہی کرتی رہی۔ جب قوم نے کسی طرح سے حضرت شعیب علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور برابر سرکشی اور اپنی ضد پر مصر رہی تو بہت ہی مجبور دایوس ہو کر حضرت شعیب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اس قوم کے واسطے بددعا کی اس بددعا کے کرتے ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام فوراً حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے اے شعیب قریب ہے کہ تمہاری قوم پر خدا تعالیٰ عذاب نازل کرے گا۔ لہذا تم ہوشیار رہو۔ اور جو لوگ تم پر ایمان لائے ہیں ان سب کو لے کر شہر سے باہر نکل جاؤ اور اب اس قوم سے دور رہو اس فرمان الہی کو سن کر حضرت شعیب علیہ السلام اپنے اہل و عیال اور وہ لوگ جو ان پر ایمان لائے تھے وہ سب ملا کر ایک ہزار سات سو آدمی تھے ان سب کو لے کر شہر سے باہر چلے گئے۔ یہ دیکھ کر تمام کافر لوگ ہنسنے لگے اور بولے اے شعیب تم پر کیا مصیبت آپری ہے کہاں جاتے ہو یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے شہر والو! میں تم سے جدا ہوتا ہوں اور یہ حکم مجھ کو میرے خدا نے دیا ہے اب بعد ا کے حق تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کرے گا۔ یہ فرمان حضرت شعیب نے اپنی قوم کو سنایا اور پھر وہاں سے چل دیئے۔ تقریباً تین کوس کے فاصلے پر نکل گئے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے آکر خبر دی کہ کل صبح تمہاری قوم پر عذاب خداوندی نازل ہو گا۔ جب صبح ہوئی تو حضرت شعیب علیہ السلام عبادت الہی میں مشغول ہوئے اور جتنی قوم کفار کی تھی وہ سب اپنے اپنے گھروں میں مومتے تھے اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے

اور خدا کے حکم سے ایک ایسی جمعہ ساری کہ تمام کافر شہر میں ہلاک ہو گئے یہاں تک کہ کوئی مویشی بھی نہ رہا اور ایک ایسی آگ نمودار ہوئی کہ تمام لاشوں کو جلا گئی۔ اس عذاب الہی کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے دوبارہ الہی میں التجا کی کہ میرے پروردگار میں کہاں جاؤں اور کس جگہ رہوں غیب سے ندا آئی کہ میرے پیغمبر تم اپنے گھروں میں جا کر رہو۔ یہ حکم الہی سن کر حضرت شعیب علیہ السلام اپنی ساری قوم جو آپ پر ایمان لا چکی تھی اور آپ کے ہمراہ تھی ان سب کو لے کر شہر میں آئے اور دیکھا کہ سارے مرد و جلہن کر خاک ہو گئے ہیں۔ پھر شعیب علیہ السلام کے دوبارہ آجانے سے شہر مدین آباد ہوا اور وہاں کے اشجار و درخت از سر نو پھر تر و تازہ ہوئے اور خوب پھول و پھل پھلنے لگے۔ اور کثرت سے پیدا ہونے لگے۔ روایت ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو بارہ برس تک شریعت سکھائی اور اپنی قوم کے ہلاک ہونے میں اپنی بددعا سے بہت افسوس کرنے لگے اور اسی غم میں روتے روتے آنکھیں جاتی رہیں۔ مروی ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر حضرت شعیب سے کہا اے شعیب تم اپنی قوم کا کیوں غم کھاتے ہو۔ اور اگر تم اپنی آنکھوں کے لئے روتے ہو تو تم کو آنکھیں دے دی جائیں گی اور اگر تم کسی اور کام کے واسطے روتے ہو تو وہ بھی حاصل ہو جائے گا اور اگر تم کو دوزخ کا ڈر ہے تو کچھ اندیشہ مت کرو اور اگر تم دنیا کے لئے روتے ہو تو تم کو دنیا بھی دی جائے گی کیونکہ خداوند قدوس اپنے نیک بندوں پر بہت مہربان ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا اے جبرائیل علیہ السلام میں کچھ نہیں چاہتا ہوں۔ بس ایک آرزو میری ہے کہ خدا کا دیدار ہو جائے۔ حضرت جبرائیل نے یہ سن کر باری تعالیٰ سے عرض کی کہ الہی تو دانا و بینا ہے شعیب جو کہتا ہے تجھ کو خوب معلوم ہے ندا آئی اے جبرائیل تم اس سے جا کر میری طرف سے کہو کہ ہمارا دیدار تو یتا مت کوئے گا الغرض حضرت شعیب علیہ السلام بارہ برس تک دنیا میں نابینا رہے اور اسی حالت میں پیغمبری کے فرائض انجام دیتے رہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آپہنچا اور اس کی شرع بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بیان میں عرض کر دی گئی اور یہ بھی ایک روایت ہے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ کے آنے کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام صرف چار برس اور چار مہینے زندہ رہے اور بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آٹھ برس تک جئے پھرا اس کے بعد انتقال فرمایا۔ میں حضرت شعیب علیہ السلام کے بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام بہت مشہور پیغمبروں سے تعلق رکھتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے انہیں شہر ینزوا میں جس کو آج کل دمشق کہتے ہیں بیغمبر بنا کر بھیجا۔ انہوں نے اپنے فرائض منصبی کو اتم درجہ تک پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کی اور دعوت الی اللہ میں ہمہ تن مصروف رہے اور خداوند قدوس کی ہر بانیوں و انعام اکرام سے لوگوں کو امیدیں دلائیں اور غضب الہی سے بھی ہر طرح ڈرایا لیکن کسی نے بھی فرمانبرداری نہیں کی اور ہمیشہ آپ کی رسالت کی تکذیب کرتے رہے بلکہ دست و زبان سے بھی رنج و اذیت دینا شروع کر دیا۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام حضرت ہود علیہ السلام کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے انہیں دمشق میں بنی بنا کر بھیجا۔ اس جگہ قوم نمود آباد تھی اور وہ سب کے سب بت پرست تھے۔ ایک روز ابو جرحہ یقیناً رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کتنی تھی آپ نے فرمایا ایک لاکھ سے زیادہ تھے اور وہ سب کے سب نافرمان تھے چنانچہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا **ذَآ اَنَّا مَنَّٰنَہُ بِالْمَآءِ عَآثَہُ اَلْفِ اَذِیْنِ مِیْدُؤُنَ**۔ یعنی اور بھیجا اس کو ایک لاکھ تھے اور سب چھوٹے بڑوں کو شمار کیا جائے تو ایک لاکھ سے زائد تھے ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو چالیس برس تک خدا کی دعوت دی۔ اور ہمیشہ کہتے رہے اے قوم کہو لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ یَوْمَ نُسَفِّئُ السَّیِّئِیْنَ اللّٰہُ وہ مردود قوم بھی اس کلمہ کو اپنی زبان پر نہ لائی اور حضرت یونس علیہ السلام یہ کہتی رہی کہ اے یونس اگر ہم کو بارہ بارہ بھی کر دیا جائے تو بھی تم کو نفع اللہ نہ کہیں گے۔ حضرت یونس علیہ السلام اس بات سے بہت متعجب و مایوس ہوئے اور ساری قوم بت پرستی میں مدہوش تھی حضرت یونس علیہ السلام نے ایک دن اپنی قوم کے بڑے مجمع میں جا کر قوم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے قوم اپنے خالق ارحم و مہاکو چھوڑ کر کیوں بت پرستی کرتے ہو اور اس میں تمہارے واسطہ کوئی بھی نفع کی بات نہیں ہے کیونکہ وہ نہ ضرر کے اختیار رکھتے ہیں۔ اور نہ فائدہ کے وہ تمہارے خود کشیدہ بت ہیں۔ لیکن پھر بھی قوم نے قطعاً اس بات پر توجہ نہ دی اور ساری قوم حضرت یونس علیہ السلام سے کہنے لگی کہ ہم تیرے خدا کو نہیں مانتے۔ اور پھر ضد میں آکر حضرت یونس علیہ السلام کو اذیت دینے لگے لیکن باوجود اس قدر اذیت و تکلیف کے حضرت یونس علیہ

علیہ السلام اپنی قوم کو براہِ ہدایت کرتے رہے اور ہر وقت ان سے کہتے کہ اے میری قوم خدائے واحد
 کی عبادت کرو اور تم لوگوں نے جو راہ ضلالت اختیار کر رکھی ہے اس کو فوراً چھوڑ دو اگر تم نے راہ ضلالت
 نہ چھوڑی تو میں خدائے تعالیٰ اپنا عذاب تم پر نازل کر دے اور مجھے اس بات سے خوف معلوم
 ہوتا ہے۔ ان لوگوں نے جب یونس علیہ السلام سے یہ تہدید امینہ الفاظ سنے تو کہنے لگے۔ اے
 یونس یہ بناؤ کہ عذاب کیا چیز ہے اور وہ کیسا ہوتا ہے یہ تم سنو حضرت یونس علیہ السلام کی قوم ہر
 دنت کیا کرتی تھی اور حضرت یونس نے ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ عذاب آتش
 دوزخ ہے یہ جواب سن کر مسخر کے ہلچے میں ان مردودوں نے کہا بھلا اس میں کچھ مضائقہ نہیں
 آخر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کی بہت دھرمی اور فدا سے عاجز آگئے۔ پھر جب کوئی
 ایسی امید نہ رہی کہ قوم کسی وقت بھی دعوت الی الحق کو قبول کر لے گی اور اللہ کے بتائے ہوئے۔
 طریقہ پر کامزن ہو جائے گی تو پھر حضرت یونس علیہ السلام نے اپنے خداوند قدوس سے اس
 ظالم قوم کے واسطے بد دعا کی، تو نہ آئی اے یونس آپ عذاب طلب کرنے میں جلدی مت کرو
 جب وقت آئے گا تو اس قوم پر عذاب نازل کر دیا جائے گا۔ یہ سنتے ہی حضرت یونس کچھ خفا ہو کر
 اس خمر سے اپنی قوم کو چھوڑ کر بے رضائے الٰہی چل دیئے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا میں
 مبتلا کیا چنانچہ ارشادِ ربانی ہے۔ وَذَٰلِکَ النُّوْنُ اِذْ ذُہِبَ مُغَاضِبًا قَطِنَ اَنْ لَّکُنْ نَفِیْدًا
 عَلَیْہِ فَاذٰی فِی الْمَظْلَمٰتِ اَنْ لَّیْلَہُ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ
 فَاسْتَجِبْنَا لَہٗ وَنَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنَجِّی الْمَوْمِنِیْنَ
 مچھلی والے کو دیکھو جب چلا گیا غصہ سے لڑ کر اور پس وہ سمجھا کہ ہم نہ پکڑ سکیں گے پس پکارا
 بیچے اندھیروں کے کہ وہاں کوئی حاکم نہیں تیرے سوائے تو بے عیب ہے بیشک میں تھا
 گنہگاروں میں، پس قبول کی اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو غم سے اور اندھیرے سے اور
 اسی طرح ہم نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو حضرت یونس علیہ السلام عبادت کے بہت بڑے
 شوقین تھے اور وہ دنیا سے بالکل الگ تھے۔ حکم ہوا ان کو وہ فوراً پینچیں شہر دمشق میں تاکہ وہاں
 کے مشرک باشندوں کو بت پرستی سے منع کر دیں اور یہ خفا ہو کر چلے راہ میں ایک ندی آئی ایک
 بیٹے کو کنارے پر چھوڑ کر ایک بیٹے کو کندھے پر لے لیا اور عورت کو ہاتھ بکڑا اور جب وہ
 پانی میں پہنچے تو ندی کے پانی نے زور کیا تو اتفاقاً اس زور کی وجہ سے عورت کا چھوٹ گیا اور
 پانی کے دیکھتے رہ گئے اور جو لڑکا کا ندھے پر لے لیا تھا اور کسی طرح سے ہاتھ بکڑا گیا اسی

گھبل سٹ میں ندی کے کنارے پر آئے تو وہاں کے سرداروں سے ملے اور ان کو اللہ تعالیٰ باری
 پہنچا دہ ٹھٹھا کرنے لگے اور پھر وہ ایک مدت تک وہاں رہے آخر پھر خفا ہو کر اس قوم کے
 واسطے اللہ تعالیٰ سے بددعا کی اور خود وہاں سے تین دن کا وعدہ کر کے اس شہر سے دور نکل
 گئے تیسرے دن جب اس قوم پر عذاب الہی آیا تو اس شہر کے سب لوگ جنگل میں لکڑے اور سب
 نے اللہ سے توبہ کی اور بہت ہی گریہ و زاری کی اور تمام اپنے بنائے ہوئے بت توڑ ڈالے اس
 وجہ سے آیا ہوا عذاب مٹ گیا شیطان نے حضرت یونس علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ قوم تو ابھی بھلی
 ہے اور اس پر کوئی عذاب نہیں آیا۔ یہ خبر سن کر حضرت یونس علیہ السلام اپنے دل میں بہت خفا ہوئے
 کہ یہ اللہ تعالیٰ نے کیا کیا۔ اور میں اپنی قوم سے جھوٹا ہو گیا۔ یہ کہہ کر وہ کسی طرف پل دیسے اور اللہ تعالیٰ
 کے حکم کا انتظار نہ کیا چلتے چلتے وہ دریا کے کنارے پہنچے اور وہ ایک کشتی پر سوار ہو گئے۔ جب وہ کشتی
 دریا کے پنج میں پہنچی تو بھنور کے چکر کھانے لگی۔ یہ کیفیت دیکھ کر لوگوں نے کہا کہ بھائی اس کشتی
 میں کی کا غلام ہے جو اپنے مالک سے خفا ہو کر بھاگا ہوا ہے کشتی والے نے بہت معلومات کی کچھ بھی
 پتہ نہ چلا آخر قرعہ اندازی کی گئی تو اس قرعہ میں یونس علیہ السلام کا ہی نام نکل۔ چنانچہ کشتی والوں
 نے حضرت یونس علیہ السلام کو دریا میں ڈال دیا تاکہ کشتی بھنور سے بچ سکے۔ جب حضرت یونس کو دریا
 میں ڈال دیا گیا تو اسی وقت ایک بڑی مچھلی کو حکم ہوا کہ میرے پیارے بندہ یونس علیہ السلام کو ثابت
 نکل جا اور کسی طرح سے کوئی گزند نہ پہنچے یہ سنتے ہی ایک بڑی مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کے قریب
 آئی اور وہ ثابت نکل گئی۔ حضرت یونس علیہ السلام جب مچھلی کے پیٹ میں پہنچے تو وہاں شدید اندھیرا
 تھا اسی اندھیرے میں اپنے رب کو پکارا تو یہ قبول ہوئی اور وہی مچھلی اس دریا کے کنارے آئی
 اور حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔ جس جگہ اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا تھا تو
 اس جگہ پر کوئی رہیہ وغیرہ نہ تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے کوہ کی بیل کو دکھایا اور اس بیل کے حضرت یونس
 علیہ السلام کو سارے کر دیا۔ اور اللہ کی طرف سے ایک ہرنی کو حکم دیا گیا کہ وہ روزانہ حضرت یونس علیہ
 علیہ السلام کو اپنا دودھ پلایا کرے۔ جب حضرت یونس علیہ السلام کے بدن میں قوت و طاقت آ گئی
 تو پھر اسی قوم میں جانے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا۔ اور وہ قوم حضرت یونس علیہ السلام کی آمد
 کی آرزو مند تھی۔ اور ان کی عورت کو اور لڑکے کو لوگوں نے دریا سے نکال لیا تھا اور ایک لڑکے
 کو بھڑیے سے بھی چھڑا لیا تھا۔ اب اسی دمشق میں حضرت یونس علیہ السلام کی قبر موجود ہے۔

سوال: اگر کوئی پوچھے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قبر کہاں ہے۔ وہ کیسا ماجرا تھا۔ تو اس کا

جواب یہ ہے کہ خدا کو منظور بھی تھا کہ اپنے بندوں کو دکھلا دے کہ میں ناطق و درشتہ کسی سے نہیں رکھتا۔ مگر جو میری اطاعت و فرمانبرداری کرے گا وہ میرا بندہ ہے اور میرا بھیجا ہوا بنی تھا اس نے اس نے میرا کہنا نہ مانا اور خفا ہو کر بے حکم میرے چلا گیا اس لئے میں نے اسے مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا تاکہ میرے بندوں کو معلوم ہو جائے کہ بندہ بے حکم کو اسی طرح سزا ملتی ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام خدا کی مرضی نہ دریافت کر کے جلدی غصہ ہوئے اس لئے خدا نے تعالے نے ان کی عبرت کے لئے مچھلی کے پیٹ میں ان کو چند روز رکھا اور اس میں حکمت بھی تھی کہ مومن بندوں کو دکھلا دے کہ عبرت دکھلانے کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندے اور پیغمبر کو بھی نہ چھوڑا۔ آخر ان کو بھی سزا کا مستحق ٹھہرایا اور مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں میں رکھا پھر یہ سزا دینے کے بعد ان کو نجات دی پس مومن بندوں کو لازم ہے کہ مرضی الہی سے کسی امر میں سرکشی نہ کریں اور ہر آن اس کا شکر یہ ادا کریں۔

الفرض حضرت یونس علیہ السلام کچھ عرصہ وہیں رہے اور پھر چلتے چلتے کسی ندی کے کنارے پر جا پہنچے دیکھا کہ لوگ کشتی پر سوار ہو کر بار اترتے ہیں آپ بھی جا کر سوار ہوئے تین تباہ روز کشتی پر رہے۔ چوتھے روز تمام دریا میں ایک بارگی اندھیرا ہو گیا اور بڑی بڑی مچھلیاں آکر کشتی کو حرکت دینے لگیں۔ لوگوں نے کہا کہ کوئی گنہگار بندہ کشتی پر سوار ہے۔ اس کو کشتی سے نکال کر دریا میں ڈال دو اور اس کو مچھلی نگل جائے گی۔ شاید ہم لوگ اس ناکہانی آفت سے بچ سکیں کبھی ایسا نہ ہو کہ اس گنہگار کی وجہ سے پوری کشتی ہی دریا میں غرق ہو جائے اور ہم سب دریا میں ڈوب جائیں حضرت یونس علیہ السلام اس بات کو سننے ہی کشتی پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور کشتی والوں سے کہنے لگے کہ بس میں ہی ایک بندہ ہوں مجھ کو ہی دریا میں ڈال دو اور مجھے مچھلی نگل جائے گی۔ سب اہل کشتی نے آپ کی طرف نظر کی اور پھر کہا کہ ہم تو آپ کو درویش صفت دیکھتے ہیں اور عقلمند لوگ کبھی آپ پر بدگمانی نہیں کر سکتے بلکہ بہ نسبت آپ کے ہم لوگ آپ سے ہمیں دیا وہ گنہگار بندہ ہے میں۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان کشتی والوں سے کہا کہ میں اپنے مالک خداوند قدوس سے خفا ہو کر اس شہر سے چلا آیا ہوں جس شہر کی طرف مجھے بنی بنا کر بھیجا گیا تھا یہ سن کر اہل کشتی نے ناچار ہو کر اس دریا میں حضرت یونس علیہ السلام کو ڈال دیا اور فوراً ایک بڑی مچھلی نے حضرت یونس کو نگل لیا جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا **فَاتَّخَذَهَا الْيَحْيُوتُ وَهِيَ مَلِيْمَةٌ** پس نگل لیا اس کو مچھلی نے اور وہ ملامت میں پڑا ہوا تھا۔ اور تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ مچھلی نے حضرت یونس

علیہ السلام سے یہ بات کہی کہ اے پیغمبر خدا مجھ کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تجھ کو اچھی طرح پیٹ میں رکھوں اور کسی طرح سے اذیت نہ دوں۔ اور میرا پیٹ اب آپ کے واسطے زنداں ہوا جب خدا چاہے گا۔ تو یہاں سے نکال لے گا اور میرا پیٹ بھی حفاظت سے پاک ہے کیونکہ میں ہر وقت خدا کی یاد میں لگی رہتی ہوں اور میرا کام تسبیح و تقدیس میں مصروف رہنا ہے اور تمہارے واسطے یہی میرا پیٹ عبادت گاہ بنا لے مومنو ذرا غور تو کرو کہ مچھلی کس طرح خدا کی عبادت کرتی ہے اور حضرت یونس پر غور کرو کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں بھی خدا کی عبادت کرتے رہے اور تم لوگ دنیا کے پیچھے اپنے اوقات برباد کرتے ہو کیوں خدا کی عبادت نہیں کرتے اور ہر آن آلائش دنیا میں اپنے کو ڈالتے ہو اور خدا سے دور ہوتے ہو اور اپنی عاقبت خراب کرتے ہو۔ یاد رکھو جو مومن خدا کا پیارا ہوگا وہ البتہ اس کی عبادت میں کثرت سے مصروف رہے گا اور اپنے کو معصیت سے باز رکھے گا۔ الغرض بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو نگلی گئی تھی اس مچھلی نے چالیس دن تک اپنا منہ کھلا رکھا تھا کہ کہیں منہ بند کرنے سے حضرت یونس علیہ السلام کو کوئی اذیت نہ پہنچے کیونکہ وہ بندہ خاص خداوند کریم کے ہیں اور مسلسل چالیس روز تک حضرت یونس علیہ السلام نے کچھ کھانا پینا نہیں کھایا پیا۔ اس وجہ سے بدن کی تاب و طاقت جاتی رہی اور نہایت نحیف و کمزور ہو گئے لیکن اس کمزوری کے باوجود بھی وہ عبادت اپنی اور ذکر اللہ میں مشغول رہتے تھے اور اسی ذکر و اذکار کی وجہ سے اللہ رب العزت نے ان کو اس مچھلی کے پیٹ کے اندھیروں سے نجات دی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ اَخْرَجْنَاهُ مِنْ بَطْنِهَا اَلْمَسْبُوحِ لِلَّيْلِ بِحَبْنِهِمْ اِلٰى يَوْمٍ مَّرِيْنٍ عَشْرُونَ ترجمہ۔ پس اگر نہ ہوتی یہ بات کہ تھا وہ تسبیح کرنے والوں سے البتہ رہتا مچھلی کے پیٹ میں اس دن تک کہ جب اٹھائے جاویں مرنے یعنی حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر اگر مچھلی کے پیٹ میں خدا کو یاد نہ کرتے تو قیامت تک مچھلی۔ بسے پیٹ میں ہی رہتے۔ پھر انہوں نے کثرت سے اپنے معبود برحق کو یاد کیا اور اس کی عبادت کی اور ہر وقت تسبیح و تقدیس میں لگے رہے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں نجات بخش تو کیا عجب ہے کہ اگر تم بھی خدا کی عبادت و بندگی کرو گے تو آتش و دوزخ سے نجات پاؤ گے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دریا کی تمام مچھلیاں بیمار ہو گئی تھیں۔ تسبیح و تحلیل سے وہ اچھی اور ٹھیک ہو گئیں اور پھر جناب بارہ تعالیٰ سے مچھلیوں نے عرض کی یا رب العالمین تیرے بندے جب بیمار ہو دیں تو تیری رحمت کے علاج سے آرام پائیں اور ہم کو بھی اپنے لطف و کرم کے شفا خاتے سے دارو شفا کی

تلاشے تاکہ ہم بھی اس سے بچل اور ٹھیک ہو جائیں۔ تب باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا کہ اسے
 پھیلو! یونس جس مچھلی کے پیٹ میں تھا تم اسے جاکر سونگھا کیجو! ہر مرض سے شفا پاؤ گی، اور
 پھر کبھی بیمار نہ ہو گی۔ چونکہ اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کی صحبت پائی ہے اور چالیس
 سال تک حضرت یونس کو اپنے پیٹ میں رکھا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کے پیٹ میں
 جمیع امراض پھیلنے کی دوا کر دانی یعنی جو مچھلی بیمار ہو جائے وہ اس مچھلی کے پاس جاکر اس کو
 سونگھے بفضل خدا اس کو آرام ہو جائے گا لہذا یہاں پر یہ ضروری گزارش ہے کہ اسے مومن بھائیو!
 جو شخص خدا اور رسول کی محبت اور رضا پر رہے گا اور اس کا حکم بجالائے گا تو امید قوی ہے کہ عذاب
 دوزخ سے وہ نجات پائے گا اور حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں جانے کی دوسری برادر
 تھی کہ دریا کی مچھلیاں اپنی تسبیح و تحمیل سے فخر کرتی تھیں کہ ہم تسبیح پڑھتے ہیں اور عبادت کرنے
 میں تیری فاضل ترین مخلوق ہیں یہاں تک وہ اپنے آپ کو بنی آدم سے بہتر سمجھتی تھیں۔ اس چیز
 کو دکھانے کے لئے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید فرمایا اور
 پھر کہا اے مچھلیو! دیکھو تو یونس کی جگہ تنگ و تاریک میں ہمارا نام لیتا ہے اور تم تو جاتے آرام
 میں رہ کر ہمارا ذکر کرتی ہو۔ پس اس کی عبادت فضیلت رکھتی ہے تمہاری عبادت پر۔ جب حضرت
 یونس علیہ السلام کے حال عبادت سے دریا کی مچھلیاں آگاہ ہو جائیں گیں تو پھر خدا کی درگاہ میں شرمندہ
 ہو گئیں۔ خبر ہے کہ چھ پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے سخت آزمائشوں میں مبتلا کیا تھا تو بھی انہوں
 نے اپنی حالت مصیبت میں اپنے خالق کی بندگی نہ چھوڑی اور تمام ارض و سما کے فرشتے اور بنی آدم کو
 اللہ رب العزت نے دکھلایا اور تنبیہ کی کہ دیکھو کیسی مصیبت میں ہمارا بندہ مبتلا رہا پر ہم کو نہ ہوا
 یاد کہ تار پاتا تو اس کے صلے میں ہم نے اس کو نجات دی۔ چنانچہ پہلے حضرت نوحؑ پیغمبر کو ان کی قوم کے
 سبب سے رنج و بلا میں گرفتار کیا تھا اور پھر ان کو اس سے نجات دی۔ اور دوسرے ابراہیم خلیلؑ
 کو آگ غرو دیں ڈالا۔ دوستی اور صدق اعتقاد ان تمام فرشتوں اور خلائق کو دکھلایا پھر ان کو بھی
 ہم نے نجات دی۔ تیسرے حضرت یونس علیہ السلام پیغمبر کو مچھلی کے پیٹ میں رکھا تھا۔ پھر ان کو نجات
 بخشی۔ چوتھے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں اور زنداں میں اور غلامی میں ان سب بلاؤں اور
 مصیبتوں میں مبتلا کیا تھا تو بھی انہوں نے ان مقامات میں برابر خدا کی عبادت کی اور خدا کی عبادت
 سے کبھی غفلت نہ برتی۔ پھر ہم نے ان تمام مصائب سے نجات دی اور پانچویں حضرت ایوب علیہ السلام
 کو بیماری میں مبتلا کیا تھا۔ ایسا کہ ان بدن میں آجے پڑ کر ان میں کثیر سے پڑ گئے تھے باوجود اس

نحت تکلیف کے حضرت ایوب علیہ السلام نے خدا کی عبادت نہ چھوڑی۔ پھر خداوند قدوس نے اپنی کرم نوازی سے ان تکالیف سے نجات بخشی اور چھپے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور غار میں رہے اور شب معراج میں ساتویں آسمان میں سے لامکاں پر تشریف لے گئے یہ صدق محبت ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہفت آسمان کے فرشتوں کو دکھائی۔ اس حالت میں بھی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خداوند قدوس کی اطاعت نہ چھوڑی تب اللہ تعالیٰ نے ان کو مقرب تر مقرر کیا اور مکرم تر مکرمین سے کیا تاکہ عالم بالا کو معلوم ہو کہ سب سے زیادہ بزرگی اور شرافت اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو دی ہے اور کسی کو نہیں دیں۔ الغرض اس مچھلی نے حضرت یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے کر سات سمندر پھیر آیا اور تمام قدرت الہی کو دربار میں دیکھی اور تقریباً چالیس دن کے بعد حضرت یونس علیہ السلام نے خصوصیت سے اللہ تعالیٰ کو پکارا اور بہت ہی گریہ وزاری کی، ان الفاظوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نقل فرمایا ہے ارشاد باری تعالیٰ یوں ہے۔ فَتَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ ترجمہ! پس پکارا یونس نے ان اندھیروں میں کہ کوئی حاکم نہیں ہے سوائے تیرے تو بے عیب ہے اور بیشک میں گنہگاروں میں سے ہوں اس سے معلوم ہوا کہ حضرت یونس علیہ السلام اس وقت چار تاریکی میں تھے ایک تاریکی ذلت و خواری کی اور دوسری رنج و عذاب اور تیسری فقر دریا۔ اور چوتھی تاریکی مچھلی کے پیٹ میں تھے۔ بمصادق اس آیت شریفہ کے۔ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَخَبَرْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذَٰلِكَ نُخَيِّرُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ ترجمہ! پھر سن لی ہم نے اس کی پکار اور نجات دی ہم نے اس کو اس غم سے اور ہم اسی طرح نجات دیتے ہیں ایمان والوں کو حضرت یونس پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس مچھلی کے پیٹ سے باہر خشکی پر آ گئے اور اس نصیحتانہ آزمائش سے نجات ہو گئی تو حضرت یونس نے اس کے شکرانہ میں چار رکعت نماز ادا کی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ وہ چار رکعت جو حضرت یونس نے بطور شکرانہ ادا کی تھیں وہ عصر کی نماز تھی اور اس نفل نماز کو اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے واسطے فرض کر دیا۔ اور جس قوم سے حضرت یونس علیہ السلام غما ہو کر شہر سے نکل گئے تھے پیچھے ان کے خدا نے ان پر عذاب نازل کیا اچانک ایک آگ غضبناک آسمان سے مثل آب سرخ کے نازل ہوئی اور وہ آٹا خانان کے سردوں پر آموڑ ہوئی۔ اور وہ مارے خوف کے سب کے سب ایک میدان میں جا کر وہ فرقوں میں تقیم ہو گئے یعنی ایک فرقہ بوڑھے اور جوانوں کا اور دوسرا فرقہ عورتوں اور لڑکوں کا اور ایک جگہ پر تمام مویشیوں کو جمع

کر دیا۔ اس کے بعد سب نے اپنے اپنے سروں کو ٹکا کیا اور پھر سب گئے سب مسجد میں گر گئے
 اور بہت ہی زیادہ خدا کے دربار میں تضرع و گریہ و زاری کی اور خدا سے دعا مانگی اور ساتھ ہی ساتھ
 یہ بھی اتار کھینچتے جاتے تھے کہ یا اے اب ہم تیرے پیغمبر کی باتیں ضرور مانیں گے اور ہم نے اب
 توبہ کی تو اب ہم کو اس پھلانے نہ پانی سے نجات دے اگرچہ ہم سب عذاب کے مستحق ہیں تو ہی
 ہماری توبہ قبول کرنے والا ہے اور ہم کو عذاب سے نجات دینے والا ہے۔ جب اس طرح انہوں
 نے تضرع و گریہ زاری کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی اور اس بلا و عذاب سے نجات
 دی۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے خَلَّوْا لَہٗ کَامَتْ قَرْیَۃٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِلٰہُہَا ۙ
 فَوَدَّ یُؤْتِیْہُمْ لَمَّا اٰمَنُوْا کَسَفْنَا عَنْہُمْ ۙ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوۃِ
 الْاٰثِنِیَّۃِ وَ مَتَّعْنٰہُمْ ۙ اِلٰی حَیْثُہٗ۔ سورہ ہود ص ۵۰۔ سو نہ ہوئی بستی کہ یقین لاتی پس کام آتا ان
 کو یقین لانا مگر یونس علیہ السلام کی قوم جب وہ یقین لائی کھول دیا ہم نے ان سے ذلت کا عذاب
 دنیا کی زندگی میں اور کام چلایا ان کا ایک وقت تک دنیا میں حالانکہ عذاب دیکھ کر یقین لانا کسی
 کو کام نہیں آیا مگر قوم یونس علیہ السلام کو اس واسطے کہ ان پر عذاب کا حکم نہ پہنچا تھا۔ حضرت
 یونس علیہ السلام کی ثنابی سے صورت عذاب نمودار ہوئی تھی، پھر وہ لوگ حضرت یونس علیہ السلام
 پر ایمان لے آئے اس وجہ سے وہ عذاب سے بچ گئے اور اس کے بعد پوری قوم نے حضرت یونس
 علیہ السلام کو بہت تلاش کیا انہوں نے کہیں نہیں پایا اور ساری قوم نے مل کر اللہ رب العزت سے
 دعا مانگی۔ کہ پھر اس پیغمبر کو ہماری قوم میں بھیج، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی دعا کو قبول فرمایا
 اور پھیلی کو حکم دیا کہ میرے محبوب بندے کو دریا کے کنارے خشک زمین پر جا کر اٹکل دے۔ یہ
 حکم سن کر پھلی فوراً دریا کے کنارے پر گئی اور خشک و سوکھی ہوئی زمین پر حضرت یونس علیہ السلام کو
 اس پھلی نے اٹکل دیا اس وقت حضرت یونس علیہ السلام کے تمام اعضاء نازک و ضعیف ہو رہے تھے
 کچھ کھانا بھیج نہ کھا سکتے تھے اور آپ کو سایہ کی سخت ضرورت تھی اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اپنے
 فضل و کرم سے ایک درخت کدو کا پیدا کر دیا حضرت یونس علیہ السلام اسی کو کھاتے اور اسی کے
 سایہ تلے دھوپ سے بچاؤ پا کر آرام کرتے۔ چنانچہ اسی طرح پر حضرت یونس علیہ السلام مسلسل
 چالیس دن بلب دریا کدو کی بیل کے نیچے آرام کرتے رہے پھر کچھ جسم میں قوت آئی۔ بعد اس کے اللہ
 تعالیٰ کے فرمان کے مطابق پھر اسی قوم کی طرف تشریف لے گئے۔ ارشاد ربانی ہے۔ فَنَبِّئْہُمْ
 بِالْعَمَلِ الَّذِیْ فَعَلُوْا ۚ وَ اَنْبِئْہُمْ مَّا کَانَ مِنْہُمْ مَّشْجُوْرًا ۚ مِّنْ قَبْلِ طٰغُوْتِیْہِ ۙ اِنَّہٗمْ کَانَ

اِلٰی مَاشَۃً اَلْفَۃٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۗ فَامْتَوُۗا فَمِمَّا تَعْتَمِدُوْنَ اِلٰی حِيْنِہٖ تُرْجَعُوْنَ اِلَیْہِمْ
 ذَال دیا ہم نے اس کو بن گھاس زمین اور وہ بیمار تھا اور گایا ہم نے اوپر اس کے ایک درخت
 میل والا یعنی کدو کا درخت اور بھیجا ہم نے اس کو ایک لاکھ آدمیوں کی طرف بلکہ اس سے بھی زیادہ
 کی طرف پس وہ لوگ ایمان لائے اور ہم نے ان لوگوں کو ایک مدت تک فائدہ دیا اور وہ یہی وہ
 قوم تھی جو حضرت یونس علیہ السلام کی ہدایت سے روکتی تھی اور پھر جب ایمان لے آئے وہ لوگ
 تو یہی قوم حضرت یونس علیہ السلام ————— تو یہی قوم حضرت یونس علیہ السلام
 کو تلاش کرتی تھی۔ پھر کچھ عرصہ میں حضرت یونس علیہ السلام ان کے پاس جا پہنچے تو ان کو بڑی خوشی ہوئی
 اور حضرت یونس علیہ السلام کو اس شہر کے داخلے کے وقت ساری قوم بڑے تزک و احتفام سے لے
 گئی اور پھر حضرت یونس علیہ السلام سے ان لوگوں نے شریعت سیکھی تقریباً حضرت یونس علیہ
 السلام اس قوم میں اکتیس برس تک رہے پھر حضرت یونس علیہ السلام نے انتقال فرمایا اور وہ پیغمبر
 مرسل تھے جیسا کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّ یُّوْسُفَ لَمِّنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝
 تحقیق یونس البتہ پیغمبر مرسلوں میں سے تھے۔ جناب باری تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم کو بایں الفاظ ارشاد فرمایا۔ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۚ لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتُ
 اِذَا نَادٰی وَهُوَ مَكْظُوْمٌ ۚ تَرْجَمُہُ۔ اور راہ دیکھیے اپنے رب کے حکم کی اور مت
 ہونا اس جیسا کہ مچھلی والے نے جب پکالا تو وہ غم میں بھرا ہوا تھا۔ پس اے مومنو! جبکہ
 یونس علیہ السلام چالیس روز مچھلی کے پیٹ میں رہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو صاحبِ حوت
 فرمایا یعنی مچھلی کے بار۔ پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ : رسولِ خدا صلی
 اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں رہے اور وہ یارِ غار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے یعنی کے
 کے کافروں نے جب حضرت کا بیچھا کیا تو پھر آپ مجبوراً حضرت ابو بکر صدیق کو لے کر لکے کے
 نزدیک ایک پہاڑ پر جا کر ایک غار میں پھر گئے اور ایک رات اور ایک دن گزارنے کے بعد
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع ابو بکر صدیق کے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 نے ارشاد فرمایا۔ اِذَا خَرَجَہُ السَّیِّدُۢنَ کَفَرُوْۤا فَاِیُّۤیْ اِتَّخَذُوْۤا رَاۤذِلًا ۚ اِذَا خَرَجَہُ
 رَاۤذِلًا ۚ اِذَا خَرَجَہُ لَآ فَحْشُوْنَ ۚ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۗ ۝ ترجمہ۔ جس وقت ان کو نکالا
 کافروں نے دونوں تھے غار میں تو ان میں سے ایک کہنے لگے اپنے رفیق کو تو غم نہ کھائیوں کہ

اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، پس رفیق غار حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے جس دن ہجرت کی مکہ سے مدینہ منورہ میں اور بعض اصحاب حضرت کے آگے نکل گئے اور بعض حضرت کے پیچھے تھے۔ اے ایمان والو! اپنا پیشوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جانو تاکہ ہم سب نجات پالیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام بھی بہت پیغمبروں کے ہیں اور ان کے سلسلے نسب سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام بہت قریب ہی رشتہ میں حضرت عیسیٰ کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی طبیعت نہایت حلیم الطبع اور نیک صالح اور اعلیٰ درجے کے صابر تھے آپ کا وطن ملک شام تھا، افرام بن یوسف کی بیٹی سے شادی ہوئی تھی اور یہ ان کا معمول تھا کہ وہ روزانہ دس مسکینوں کو کھانا کھلائے بغیر وہ خود بھی کھانا نہ کھاتے تھے اور اسی طرح سے وہ جب کوئی نیا کپڑا استعمال کرنا چاہتے تھے تو پہلے دس مسکینوں کو کپڑا پہناتے پھر خود پہنتے تھے۔ کپڑوں کی بلا میں مبتلا ہونے سے قبل وہ صرف بنی بنائے گئے تھے لیکن اس ابتلا کے بعد وہ مرسل بنائے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مال و فرزند عنایت کئے تھے غرض کہ وہ دنیاوی زندگی میں ہر طرح سے خوش تھے اور وہ کثرت سے خداوند قدس کی شب درود عبادت و بندگی میں لگے رہتے تھے چنانچہ ایک دن شیطان مردود نے یہ دیکھ کر خدا کی درگاہ میں عرض کی اے رب تیرا بندہ ایوب جو اتنی عبادت کرتا ہے اور لوگوں سے جو سلوک کرتا ہے صرف یہ دولت اور فرزندوں کے باعث ہے کیونکہ تو نے اس کو بہت دولت اور فرزند دیئے ہیں اگر ایسا نہ کرتا تو وہ قیری عبادت اتنی زیادہ کبھی نہ کرتا۔ میں ہم کو اس کے پاس جانے کی اجازت دے دی جائیں پھر دیکھیں کہ قیری عبادت و بندگی کیونکہ کرتا ہے اور پھر کس طرح ثابت قدم رہتا ہے ہم اس کو کسی راستے سے گمراہ کر دیں گے۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے شیطان کو ان کے پاس جانے کی اجازت دیدی تاکہ حضرت ایوب کو آزمایا جائے۔ شیطان لعین خوش ہو کر حضرت ایوب علیہ السلام کے پاس آیا تو دیکھا حضرت ایوب عبادت الہی میں مشغول ہیں۔ بہر صورت شیطان لعین نے چاہا کہ میں حضرت ایوب کو کسی طرح سے مغالطہ دوں مگر وہ کسی طرح بے حضرت ایوب کو مغالطہ نہ دے سکا آخر منہ موڑ کر مرد و لعین چلا گیا۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ فرشتوں نے ان کی عبادت و بندگی دیکھ کر تعجب کیا اور جناب باری تعالیٰ نے اس عرض کی کہ حضرت ایوب علیہ السلام مال و دولت

زن و فرزند پانے کے سبب تیری بندگی کرتے ہیں اور تو نے ان کو دنیا میں ہر طرح سے آرام دے رکھا ہے اسی لئے وہ ادائے شکر کرتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے فرشتے! تو طاعت و بندگی اس کی عوض و دولت کے نہیں، بلکہ وہ تو خاص میرے لئے ہے اور جو نعمتیں میں نے اس کو دی ہیں اس کے شکر یہ ہیں وہ ضرور میری بندگی کرے گا اور وہ ہر حال میں ہماری رضا پر شاکر و صابر ہے اور یہ بھی تم یاد رکھو کہ جس طرح وہ اس وقت میرا مطیع و فرمانبردار ہے حالت فقری میں اس سے زیادہ وہ میرا مطیع و فرمانبردار ہوگا روایت کہ حضرت ابوب علیہ السلام نے بذات خود برائے آزمائش کے بلا و مصیبت اپنے اوپر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر لی تھی تاکہ ہریشانی کی حالت میں اور زیادہ اپنے رب کا شکر ادا کروں اور مجھے میرا پروردگار صابر و صمدی بنا مل کرے اور میں بہت زیادہ ثواب عظیم کا مستحق ہو جاؤں بذریعہ وحی کچھ حضرت ابوب علیہ السلام کو بتایا گیا اے ابوب تو مجھ سے صحت و تندرستی مانگتا۔ بجائے اس کے تو نے رنج و بلا طلب کیا۔ حضرت ابوب علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے مؤذبانہ عرض کی کہ اے میرے رب میرے لئے مصیبت تیری بہتر ہے صحت و عافیت سے پس تجو ایش اپنی مرضی مرض میں گرفتار ہوئے مرضی الہی سے ان کے تمام بدن میں پھیلنے لگے اور پھر ان میں کیڑے بھی پڑ گئے اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک روز حضرت ابوب علیہ السلام کو کسی نے کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و فرزند اور دنیاوی نعمتیں عطا فرمائی ہیں تو اس کے جواب

میں حضرت ابوب علیہ السلام نے اس سے کہا کہ بھائی ہم تو اس کے عوض میں بہت زیادہ اس کی عبادت و بندگی کرتے ہیں یہ کلام حضرت ابوب کا اللہ تعالیٰ کو ناگوار اور برا معلوم ہوا۔ چنانچہ اسی کلام کی پاداش میں حضرت ابوب کو زخموں کے کیڑوں کے مرض میں مبتلا کیا۔ اور یہ بھی بعض روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ اول نقصان مال و ارباب کا ہوا اور اس کے بعد فرزندوں کی جدائی ہوئی اور پھر یکایک یہ تمام آرام و آسائش کی چیزیں جاتی رہیں کیونکہ ان کی اولاد تو چھت کے تلے دب کے مر گئی ہے اور پھر اس کے بعد چالیس ہزار بھیڑ بکری ہاتھی گھوڑے اونٹ گائے بیل مویشی تھے وہ سب مر گئے پھر اس کے بعد پابانوں نے آکر حضرت ابوب علیہ السلام کو چھری تو آپ اس وقت عبادت الہی میں مشغول تھے، بعد فراغت عبادت الہی سے ان لوگوں نے آپ سے عرض کی کہ آپ کی بھیڑ بکریاں میدان میں جتنی تھیں غیب سے الگ آئی وہ سب کو جلا گئی۔ حضرت ابوب نے اس کے جواب میں کہا

کہ میں کیا کروں جس کی چیز تھی اس نے اس کو جلا دیا یہ کہہ کر وہ پھر عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔ پھر اس کے بعد ایک آگ آئی اس نے جتنے گائے بیل تھے سب کو جلا دیا۔ چرواہے نے آکر حضرت ایوب کو خبر دی کہ اے اللہ کے بھائی آپ کے گائے بیل جتنے میدان میں تھے وہ سب نظر آتش غیب ہو گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام پھر عبادت الہی میں مشغول ہو گئے اس کے بعد تیراؤں نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام کو خبر دی کہ اے حضرت جتنے ہزار اونٹ آپ کے تھے وہ سب کے سب جل گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا مرضی الہی ہی ہے میں کیا کروں۔ پھر کچھ دیر کے بعد ہی سائیموں نے آکر کہا اے حضرت جتنے آپ کے گھوڑے تھے وہ سب مر گئے کوئی بھی نہ بچا۔ پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم تو ای میں راضی ہیں جس میں ہمارا خدا راضی ہے۔ سوائے مشیت الہی کے کوئی چارہ نہیں بعد اس کے تمام اسباب و اثاث گھر دروازے فرش و فرش چت پر دے سب آگ سے جل گئے۔ غرضیکہ کوئی چیز باقی نہ رہی۔ اور اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام خدا کی عبادت میں مشغول تھے، شعلے آگ کے ان کے سامنے آکر گرے لوگوں نے گھبرا کر حضرت ایوب سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا دیکھتے ہیں اب تو کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ یہ سن کر آپ مکرانے اور آپ نے فرمایا لوگو! خدا کا شکر ہے کہ ہنوز جان باقی ہے بہر حال جو ہے وہ بہت بہتر ہے۔ پھر دوسرے دن چار بیٹے تین بیٹیاں معلم صاحب کے پاس پڑھتی تھیں اتفاقاً معلم صاحب کسی کام کو مکتب سے باہر گئے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد جب واپس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لڑکے و لڑکیاں چھت کے گرنے سے دب کر مر گئے۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام سے عرض کی کہ اے حضرت آپ کی اولاد سب کی سب چھت گرنے سے دب کر مر گئی۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ سب شہید ہوئے، عرض زن و فرزند مال و متاع گھر بار سب جانا رہا کوئی چیز باقی نہ رہی۔ غم فرزندوں سے صبر کرتے اور اپنی بیوی کو سمجھاتے اور یہ کہتے تھے کہ اَلْقَبْرُ مَقْتًا حُ الْفَرَجُ۔ یعنی صبر کنش دگی کی کنجی ہے پھر ایک ہفتہ کے بعد حالت نماز میں ہی ان کے جسم میں ایک چھچھو لپٹا اور پھر اس سے زخم پیدا ہو گیا اور یہاں تک کہ تمام بدن تلخوشت ٹرہی کٹرے پڑ گئے اور باوجود اتنی سخت تکلیف اور پریشانی کے پھر بھی خدا کی عبادت و بندگی میں سستی نہ کرتے تھے بلکہ اور زیادہ عبادت میں مصروف رہتے اور حالت اس درجہ خراب ہو گئی کہ ایک ہی جگہ پڑے رہتے اٹھنے۔ بیٹھنے ہلنے چلنے کی طاقت نہ تھی۔ اسی طرح سے چار برس تک ذی فرش رہے یہاں تک کہ آنکھوں میں بھی کٹرے پڑ گئے تھے۔ غرض وافر با اپنے بیگانے ملے والے

ان سے نفرت کرنے لگے سب سے رشتہ چھوٹ گیا، چار بیویاں تھیں وہ بھی مطلقہ ہو گئیں صرف ایک بیوی جس کا نام رحیمہ تھا وہ بہت نیک بخت تھیں وہ ہر وقت حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت کیا کرتی تھیں اور انہوں نے حضرت ایوب سے کہا کہ جس طرح میں آپ کی صحت و تندرستی میں اور دولت و نعمت کھانے پینے میں شریک حیات تھی اب اس مصیبت میں بھی انشاء اللہ ہر وقت آپ کی شریک حیات رہوں گی۔ اور مجھے امید ہے کہ آخرت میں میری بھارت کا سبب ہو گا اللہ تعالیٰ نے جابا۔ پس اسی پریشانی و مصیبت میں سات برس گزرے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو اسی مرض میں تقریباً اٹھارہ سال گزرے یعنی ان کے تمام بدن کے زخموں میں کیڑے پڑ گئے تھے اور ان لوگوں نے کہا ان زخموں کی بدبو کی وجہ سے محلہ میں نہیں رہ سکتے اور ہم یہ بھی ڈرتے ہیں کہ خدا خواستہ اگر ان کی بیماری ہم میں سرایت کر گئی تو ہم سب بھی اسی مرض میں گرفتار ہو جائیں گے۔ ان وجوہات کے سبب حضرت ایوب کو اس قریہ میں رہنے نہ دیا اور خویش واقربا کسی نے بھی نہ پوچھا صرف حضرت ایوب علیہ السلام کی ایک بیوی جن کا نام رحیمہ تھا۔ اور دو شاگرد ان کے پاس رہے ان لوگوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ایک ٹاٹ میں لپیٹ کر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں میں لے جا کر رکھا۔ پس یہ حالت دیکھ کر بہت روتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ ہماری سرداری کہاں گئی اور زن و فرزند اور میرے عزیز و اقارب کہاں گئے آج کوئی کام نہیں آتا مگر صرف تو ہی میرا مالک اور رحم کرنے والا ہے۔ یہ خرابی میرے اندر ہے کہ لوگ اپنے گاؤں سے مجھے دور کرتے ہیں۔ پھر وہاں سے اٹھا کر تیسرے گاؤں میں رکھا تو وہاں کے لوگوں نے جب حضرت ایوب علیہ السلام کو دیکھا تو نفرت کرنے لگے اور پھر اپنے گاؤں سے بھی نکال دیا۔ آخر دونوں شاگردوں نے ان کو ناچار ہو کر ایک میدان میں لے جا کر ایک درخت کے سایہ تلے رکھا اور وہ دونوں شاگرد چند دن کے بعد واپس اپنے اپنے گھروں پر چلے گئے صرف ان کی بیوی رحیمہ ان کی خدمت میں رہیں۔ کہتے ہیں کہ بی بی رحیمہ ہر روز حضرت کو اس میدان میں اکیلا جھوڑ کر محلے میں جا کر محنت و مشقت کر کے اور جو کچھ ملتا وہ لاکر کھلاتیں اور پھر دست بستہ خدمت میں رہتی تھیں۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ اپنی عادت کے موافق گاؤں میں نکل گئیں کہ کچھ محنت و مشقت کر کے اپنے معذوق شوہر کو کھلائیں اس دن کسی نے بھی مزدوری میں نہ بلایا۔ آخر شام کے وقت نہایت حیران پریشان مایوس ہو کر اپنے دل میں کہنے لگیں کہ آج خالی ہاتھ کس طرح شوہر کے پاس جاؤں گی اور ان کو کیا کھلاؤں گی خدا یا آج مجھ کو کہیں سے کچھ دے

یہ کہہ کر ایک عورت کافر کے پاس گئیں۔ سوال کیا کہ اسے بی بی مجھ کو آج کھانے پکانے کو کچھ نہیں ہے تم مجھ کو کچھ دے دو تاکہ میں اپنے شوہر کی جاکر خبر لوں کیونکہ وہ شدید مرض میں مبتلا ہے اسی کو کھلاؤں گی اور کل جو مزدوری ہوگی اس سے میں اراکھ دوں گی وہ کافر عورت بولی کہ کل میرا کچھ کام نہیں ہے مگر تیرے سر کے بال مجھ کو بہت خوش نظر آتے ہیں۔ تھوڑے سے کاٹ کر مجھ کو دے جا تب تجھ کو کھانے کو دوں گی۔ بی بی رحیمہ یہ سُن کر رو پڑیں اور نہایت عاجزی و انکساری سے کہنے لگیں اے بی بی اس بات سے مجھ کو معاف رکھ شوہر میرا بیمار ہے طاقت بالکل نہیں ہے بجائے غصا کے میرے ان بالوں کو پکڑ کر نماز کے لئے اٹھتا بیٹھتا ہے آخر بہتیرا سمجھایا لیکن اس کافر عورت نے یہ بات نہ مانی اور بی بی رحیمہ نے ناچار ہو کر اپنے سر کے بال کاٹ کر اس کافر عورت کو دے دیئے اور اس کافر عورت سے اپنے شوہر کے واسطے کھانے کو لائیں اس وقت شیطان مردود نے بصورت پیر مرد کے حضرت ایوب علیہ السلام سے جاکر کہا کہ تیری بیوی کو فحاشی عورت نے بدکاری کی چوری میں پکڑ کر سر کے بال کاٹ ڈالے ہیں۔ حضرت ایوبؑ یہ سن کر بہت غمگین ہوئے اور اس بدیشائی کی حالت میں بہت روئے۔ کہتے ہیں کہ اس بات کو سن کر جی تدر روئے تھے وہ اٹھارہ سال کی بیماری میں ایسا کبھی نہیں رمئے مگر شیطان علیہ اللعنة کی تہمت دینے سے اپنی بیوی بد روئے اور قسم کھا کر عہد کیا کہ میں اگر اس بیماری سے آرام پاؤں گا تو اپنی رحیمہ کو تودرے ماروں گا اور بعض علماء مورخین لکھتے ہیں کہ بال کاٹنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ بعض روایتوں میں یوں ہے کہ بی بی رحیمہ کاؤں سے محنت و مشقت کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے کچھ نہ کچھ لے آتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ راستے میں شیطان مردود سے ملاقات ہو گئی شیطان بولا تم کون ہو کہاں سے آتی ہو اور کہاں جاؤ گی ایسی پریشان خاطر کیوں ہو۔ بی بی رحیمہ نے کہا میرا شوہر سخت بیمار ہے اور اس قدر نحیف ہے کہ اس میں جس دھرت کی بھی طاقت نہیں بلکہ صاحب فرش ہے اس لئے میں سخت پریشان ہوں کیا کروں۔ پس شیطان لعین نے ان سے کہا کہ میں ایک دوام کو بتاتا ہوں اگر تم اس کو اپنے عمل میں لاؤ گی تو تمہارا شوہر بہت جلد اچھا ہو جائے گا اور وہ یہ ہے کہ اگر سور اور شراب استعمال میں لاؤ گی تو البتہ بہت جلد آرام ہو جائے گا اور مرض بالکل جاتا رہے گا اور یہ بہت اچھی دوا ہے۔ پس بی بی رحیمہ حضرت ایوبؑ کو جاکر بولیں کہ اے حضرت ایک شخص پیر مرد سے میری ملاقات راستہ میں ہوئی تو میں نے تمہارا حال آپ کا ان سے ظاہر کیا اور انہوں نے مجھ کو ایک دوا بتلائی ہے حضرت ایوب علیہ السلام

نے یہ بات سن کر کہا کہ وہ دوائی کیا بتائی ہے۔ وہ بولیں اگر آپ شرب اور سو رک گزشت کو استعمال میں لاویں گے تو فوراً آرام ہو جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام بے حد پرہیزگار ہو گئے اور کہا اے رحیمہ تو مجھ کو کہہ گا کہ کتنا چاہا جی ہے۔ اس وقت حضرت ایوب علیہ السلام انہیں کھا کر بولے کہ اگر میں آرام پاؤں گا اور بالکل ٹھیک ہو جاؤں گا تو تجھ کو سو گزری ماروں گا۔ کیوں تو نے ایسی بات کہی۔ اس کے بعد دربارِ خداوندی میں بہت ہی تضرع و زاری کی اور کہا یا اللہ میں نے اتنے دن بیماری میں برداشت کئے اور صبر کیا اب مجھ میں صبر کی طاقت نہیں رہی اور اے میرے مولا تو مجھے اس مصیبت و بلا سے نجات دے اور میں بہت زیادہ غم اٹھا چکا ہوں اب مجھ پر رحم کر کہ اور اپنا رحم فرما۔

سوال۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اتنے برس صبر کیا آخری درجہ میں کیوں رہ گئے؟
جواب۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس میں کئی روایات ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ حضرت ایوب علیہ السلام غمے رونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے دو شاگرد تھے قراتیوں میں سے جو ہمیشہ حضرت ایوب علیہ السلام کی عبادت و تیماردہی میں آیا کرتے تھے ایک روز کہنے لگے کہ حضرت ایوب اگر کوئی گناہ نہ کرتے تو خدا ان کو مرض میں کیوں گرفتار کرتا اور اللہ تعالیٰ عادل ہے بے گناہ کو نہیں پکڑتا ہے۔ تب حضرت ایوب اس بات کو سن کر بہت متنگین ہوئے اور رو کر کہنے لگے یا الہی تجھ کو خوب معلوم ہے میرے گناہوں کا حال اور دوسری ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک دن دو کیرے ان کے زخم سے باہر نکل گئے تو حضرت ایوب علیہ السلام نے ان دونوں کیروں کو پکڑ کر اسی گھاؤ میں رکھ دیا اور کہا کہ اپنی جگہ میں رہو تب وہ ایسا کاٹنے لگے کہ ابتدائے بیماری سے اٹھارہ برس تک، ان کو کبھی ایسا درد نہ پہنچا تھا جناب باری تعالیٰ میں فریاد کی قولہ تعالیٰ دَايُوتُ اِذْ خَاذِيْ ذَبْتِهٖ اَرْنِيْ مَسْبِيْہِ الضُّوْرِ اَنْتَ اَذْهَمُ الرَّاٰحِمِيْنَ ترجمہ۔ اے ایوب نے پکارا جس وقت اپنے رب کو الہی بیشک پہنچا ہے مجھ کو درد اور تو ہے مہربان رحم والوں سے رحم والا۔ تب حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام سے عین کی کہ اے ایوب تم کیوں روتے ہو تو انہوں نے کہا کہ میں اس کیر سے کھانسنے سے بیتاب ہوا ہوں اور اس کا کٹنا برداشت نہیں کر سکتا اور میں نے اٹھارہ برس سے ایسا تکلیف نہیں اٹھائی اس کے جواب میں حضرت جبرائیل نے ان سے کہا کہ اے ایوب تم نے اگر آپ سے اس عرق کو خرا سے مانگا ہے اور جو کیر اب کے زخم سے باہر ہو گیا تھا اس کو

بھی تو نے اپنے آپ اٹھا کر اس گھاؤ میں رکھا ہے یہ تکلیف اسی کی وجہ سے ہو رہی ہے اور خدا نے
 اسی کو تکلیف نہیں دیتا اور نہ اس نے کسی امر میں کسی کو اختیار دیا ہے مگر جو جیسا خدا سے مانگتا ہے وہی
 ہی پاتا ہے۔ اور بعض روایات میں یوں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک روز سوراگردل کے قافلے حضرت
 ایوب کے دروازے پر آئے انہوں نے پوچھا کہ یہ مکان کس کا ہے اور اس میں کون رہتا ہے
 لوگوں نے کہا کہ اس مکان میں حضرت ایوب پینمبر خدا رہتے ہیں وہ بولے اگر نیک بندہ خدا کا ہے
 تو وہ اس بلا میں کیوں گرفتار ہے شاید وہ خدا کے نزدیک گناہگاروں میں ہو گا۔ حضرت ایوب
 علیہ السلام اس بات کو سن کر زار و قطار رونے لگے اور کہنے لگے کہ وہ سچ کہتے ہوں گے اور مجھ کو تو
 معلوم نہیں کہ میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ چنانچہ ایک آواز آسمان سے آئی اے ایوب اب تم اندیشہ
 مت کرو اور جس مصیبت و بلا میں گرفتار ہو اس میں گھبراؤ مت اس میں تو اللہ رب العزت کی رحمت
 مضمر ہے۔ پس یہ سن کر حضرت ایوب نے جانا کہ ضرور مجھ پر کوئی نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا عتاب آیا
 ہے پھر حضرت ایوب علیہ السلام نے روح الامیں کو پکارا تم کہاں ہو آواز آئی میں روح الامیں
 نہیں ہوں میں ایک فرشتہ ہوں فرشتوں میں سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر عتاب
 کر آیا تھا تب ایوب علیہ السلام نے درو سے اپنے معبود برحق کو پکارا قولہ تعالیٰ: **وَ اِذْ يٰۤاٰدَمُ
 اِذْ نَادٰى رَبُّہٗ اِنِّیْ مَسْتَعِیْذُ الْظُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۝۵** مَا
 سَتَجِدُنَا ۚ فَاَنْتَ مَسْتَعِیْذُ الْظُّرِّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ۝۵۔ ترجمہ: اور پکارا ایوب
 علیہ السلام نے اپنے پروردگار کو تحقیق مجھ کو پہنچی ہے ایذا اور تو بہت مہربان ہے سب مہربانی
 کرنے والوں سے پھر ہم نے سن لیا اس کی پکار کو، اٹھا دی ہم نے جو اس پر تھی تکلیف اور اس
 کو دیا ہم نے اور اس کی گھردالی کو اور ان کے برابر ساتھ ان کے اپنے، پس کی مہر سے اور
 نصیحت دی، ہم نے بندگی والوں کو، مروی ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام کی بلا و تکلیف
 اللہ تعالیٰ نے دور کی اور اس مرض مہلک سے شفا دے دی اور خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل
 علیہ السلام نے آکر فرمایا اے حضرت ایوب علیہ السلام **خَسِرَ بِمَا ذُنُوبُہٗ ۚ اَللّٰہُ تَعَالٰی دَحٰکَ
 وَ مَرَحَکَ مِنَ الْغَمِّ ۝۱**۔ ترجمہ: اٹھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے خدا نے رحم کیا تجھ پر اور
 راحت دی تجھ کو غم سے۔ بولے اے جبرائیل! میں کیونکر اٹھوں اس حال میں کہ مجھ میں کچھ بھی
 طاقت نہیں ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے کہ آپ اپنے پاؤں کو زمین پر مارو۔ چنانچہ جبرائیل

کہ اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے۔ اُرْكَضْ بِرِجْلِكَ هَذَا مُغْتَسِلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ترجمہ، فرمایا لات مار اپنے پاؤں سے یہ بے چشمہ نہالنے کا اور پانی پینے کا تین حضرت ایوب علیہ السلام نے لات ماری اس سے چشمہ نکلا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام بولے اس میں نہاد اور پانی بیو، خدا کے فضل و کرم سے آرام پاؤ گے۔ بات سن کر حضرت ایوب علیہ السلام نے اس ہی کیا یعنی اس چشمہ جاریہ سے نہائے اور اسی سے پانی پیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بالکل چٹکے ہو گئے اور اتنے خوبصورت ہو گئے کہ مانند چاند چودھویں رات کے روشن ہو گئے۔ اور ایک چادر بھی بہشت سے اڑادی گئی۔ اور اس کے بعد حضرت ایوب علیہ السلام ایک پہل پر جو قریب ہی تھا۔ اس پر جا بیٹھے چند ہی ساعت کے بعد بی بی رحیمہ گناؤں سے محنت و مشقت کر کے حضرت ایوب کے لئے کچھ کھانے کو لائیں آکر دیکھتی ہیں کہ جس جگہ پر حضرت ایوب علیہ السلام کو چھوڑ گئی تھیں وہاں پر نہیں۔ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئیں اور پکار پکار کر روتی ہوئی کہنے لگیں وائے افسوس صد افسوس اس ضعیف بیمار پر کاش کہ میں اگر جانتی تو یہاں سے نہ جاتی تم کہاں ہو کیا تم کو خبر کھا گیا ہے یا پھر یا لے گیا ہے، اگر میں ہوتی تو میں بھی تمہارے ساتھ ہی جان دے دیتی اور اس بلا اور مصیبت کے جدائی سے تمہاری خلاصی پاتی اگر تمہاری ہڈی بھی ملتی تو اس کو تعویذ بنا کر اپنے گلے میں رکھتی تو اس سے تمہاری یادگار رہتی۔ اب میں کہاں جاؤں اور کب سے پوچھوں کچھ بھی بن نہیں آتی عرض اسی طرح میدان میں چاروں طرف اور زار زار روتی رہیں۔ جب وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے قریب پہنچیں اور حضرت ایوب علیہ السلام نے ان کو اس طرح روتا ہوا دیکھا تو ان سے اجنبی ہو کر پوچھا اے بی بی تم کیوں روتی ہو اور تمہاری کیا چیز کم ہو گئی ہے۔ وہ بولیں یہاں ایک بیمار تھا میں ان کو تلاش کرتی ہوں، اگر تمہیں معلوم ہو تو مجھے بتا دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ اس بیمار کا کیا نام تھا۔ اور اس کی شکل و صورت کیسی تھی۔ وہ بولیں بس شکل و صورت تو آپ کی سی تھی جب ذہند دست تھے اور ان کا نام ایوب تھا اور وہ پیغمبر خدا بھی تھے اور ان کے گوشت پوست رنگوں میں کیڑے بڑ گئے تھے اور وہ بہت ناتوان و ضعیف تھے اور ان میں کر دھ بند کرنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ یہ سن کر حضرت ایوب علیہ السلام مسکرائے اور پھر کہا کہ میرا نام ایوب ہے تم پہچانتی ہو۔ پس رحیمہ بی بی نے ادنیٰ تا مل میں ہی پہچان لیا اور صورت و شکل ان کی بدل گئی تھی پس رحیمہ بی بی نے جلدی سے ان کو گود میں بٹھالیا۔ اور خوش و محفوظ ہو کر پوچھنے لگیں کہ اے حضرت یہ تو بتاؤ مجھے کہ آپ کس طرح سے صحت یاب ہوئے۔ ان کے پوچھنے پر حضرت ایوب

علیہ السلام نے اپنا حال بیان کیا اور وہ چشمہ آب شفا کا دکھایا۔ بی بی رحمہ وہ چہنہ دیکھ کر خدا کا شکر بجالائیں۔ پھر اس کے بعد دونوں اپنے مکان کی طرف تشریف لے گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے جو بیٹے بیٹیاں چھت سے دب کر مر گئے تھے سب کو جلا دیا۔ یہ انبیاء کرام کو معجزے دیئے گئے ہیں اس میں شک کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور جو جو چیزیں کم ہو گئی تھیں وہ بھی واپس سب مل گئیں اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ایوب علیہ السلام کو دنیا میں سب طرح سے آسودہ رکھا تھا کھیت اور مویشی اور لونڈی غلام اور اولاد صالح اور غورت موانق مرضی کے اور بڑی شکر گزاری تھی پھر آزمائش کے لئے ان پر شیطان کو مسلط کیا کھیت جل گئے، مویشی مر گئے، اولاد اکٹھی چھت کے نیچے دب کر مری اور جو در دست داشتے وہ بھی الٹ ہو گئے اور سارے بدن میں آبلے پڑ کر کیڑے پڑ گئے۔ اس موقع پر صرف ایک عورت رقیق رہی۔ جیسے نعمت میں شاکر تھے ویسے ہی بلا میں صابر رہے ایک زمانہ گزرنے کے بعد تو یہ کی اور دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ان کی دبی ہوئی اولاد کو پھر زندہ کر دیا اور اس کے علاوہ اور بھی نیک اولاد عطا فرمائی اور زمین سے چشمہ نکالا اسی چشمے سے پانی پیتے اور نہاتے رہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے صحت مند اور تندرست کر دیا اور ان پر سونے کی ٹڈیاں برسائیں اور ہر طرح سے درست کر دیا۔ الغرض جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے طور پر لے لیں تھیں وہ پھر بلکہ اس سے بھی زیادہ نعمتیں عطا فرمادیں اور جو بیماریاں چلی گئی تھیں وہ بھی واپس آگئیں۔ اللہ تعالیٰ کے جو نیک اور صابر بندے ہوتے ہیں ان کو خداوند قدوس اپنی بیشمار نعمتیں بخشتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَدَحْنٰکَہٗ وَیَمْلَکُہُمْ مَّعَہُمْ رَحْمَۃً مِّمَّنَّا** وَذَکَیْ لَا دُوَّیْ اِلَآہَ لِنَبِّیِّہٖ تَزَہُہُ۔ اور دیا ہم نے اس کو اس کی گھر وایاں اور ان کے برابر ان کے ساتھ اپنی طرف سے برے اور یادگاری واسطے عقلمندوں کے جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو چنگا کرے ایک چشمہ نکالا ان کے لات مارنے سے وہ اسی چشمہ سے نہایا کرتے اور پیتے ہی ان کی شفا ہوئی اور جو ان کے بیٹے بیٹیاں چھت کے نیچے دب کر مرے تھے ان کو زندہ کیا اور اتنی ہی اولاد اور عنایت فرمائی اور رسول بنایا ان کو پھر وہ اپنی قوم کو ہدایت کرتے اور شریعت سکھاتے اور حالت براری میں جو نعم کھائی تھی کہ جب میں تندرست ہو جاؤں گا تو اپنی زوجہ رحمہ کو سو مکٹی ماروں گا۔ چاہا کہ اس کی ادائیگی کو وہ حضرت جبرائیل نے آکر خدا کے حکم کے تحت ان کو منع فرمایا اور کہا کہ اے ایوب زوجہ رحمہ مستوجب سزا نہیں ہیں تم

اس کو رنج و غم نہ دو۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں نے حالت بیماری میں قسم کھائی تھی کہ اس کو سوکڑی ماروں گا یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ایک مٹھا سیکوں کا لو جس میں سو خوشے گندم کے ہوں وہ مارو صرف ایک دفعہ تاکہ تمہاری قسم بھی پوری ہو جائے اور وہ چونکہ سو خوشے کا ہو گا اس لئے تمہاری قسم کی تصدیق ہو جائے گی اور پھر اپنی قسم کی وجہ سے گنہگار بھی نہ ہو گے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے وَحُذْ بِمَسِيئِكَ لَئِنْ كُنْتُمْ تَصْطَبُونَ لَا تَخْشَٰ اَنْ يَّكُونَ لَكُمْ اُخْرٰى اَنْ تَكُوْنُوْا مِنْ خٰسِرِيْنَ۔ اور پھر اپنے ہاتھوں میں سیکوں کا مٹھا پس مار اسے اور اپنی قسم میں جھوٹا نہ ہو۔

سوال۔ حضرت ایوب علیہ السلام بڑے صابر تھے آخر صبر کی جزا میں صحت پائی کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا۔ اِنَّكَ وَجَدْنَا مُّصَابِرًا وَّهٰذَا نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوْدَعَٰ اَنْفُسَہٗٓ اِنْ كُنَّ اِلٰیٰہِمْ اِلٰهًا وَّجَدْنَا لَكَ صٰبِرًا وَّهٰذَا نِعْمَ الْعَبْدُ۔ اس لئے ایوب علیہ السلام کو بلا میں مبتلا کر کے خدا نے عبرت دلوائی تاکہ گناہ سے باز رہے اور وہ چشمہ پیدا کرنے کا یہ ماجرا تھا کہ جو شخص گناہ کے مرض میں مبتلا ہو تو اپنا بدن آبِ ندامت سے دھو کر توبہ استغفار کرے تاکہ اس کا گناہ جاتا رہے اور وہ خدا کے نزدیک پاک صاف ہو جائے جس طرح حضرت ایوب علیہ السلام کے بدن سے کیڑے جاتے رہے اس چشمہ میں نہا کر اور پانی پی کر اور خدا کے فضل و کرم سے صحت و شفا پائی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اے حضرت ایوب تم اس سے ہٹو اسی پانی کو جو تیرے خدا کی مخلوق کو معلوم ہو کہ عبادت بھی کرے اور شکر بھی کرے اپنے پروردگار کا۔ پس اے ایمان والو! ہم سب کو بھی ہر وقت خداوند قدوس سے ڈرنے رہنا چاہیے کیونکہ وہ سمیع و بصیرت ہے یعنی وہ ہماری ہر حرکات و سکنات سے بخوبی واقف ہے اور اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں اس لئے ہم سب کو لازم ہے کہ ہر وقت اس کا شکر ادا کریں اور اس کی دی ہوئی نعمتوں کی قدر دانی کریں اور اس کے حکم بجالانے کی ہر ممکن کوشش کریں اور یہ دینائے آخرینش سے خداوند تعالیٰ کا دستور ہے کہ وہ اپنے

نیک و صالح بندوں پر آزمائش کے مواقع پیش کرتا ہے چنانچہ ابتداءً دینا سے آج تک بحوالہ
تواریخ پتہ چلتا ہے کہ ہر زمانے میں اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کی آزمائش کی اور
پھر اس کے صلہ میں اپنی نعمتوں سے بھی نوازا جیسا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو آزمائش میں مبتلا کیا
اور پھر اپنی بھرپور نعمتوں سے بھی نوازا چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام اپنی رسالت اور نبوت
میں اڑتالیس برس اور زندہ رہے پھر انتقال فرمایا۔

سکندر ذوالقرنین

معتبر راویوں سے یہ چیز واضح ہو گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے اس سکندر ذوالقرنین کہتے کہ وہ
قان سے قاف تک گئے یعنی وہ مشرق سے مغرب تک اللہ تعالیٰ نے ان کو بادشاہت دی
تھی اور انہوں نے اپنی بادشاہت کے طول و عرض میں سیر کی اور قرن کہتے ہیں تیس برس یا اسی
برس یا ایک سو بیس کو کہتے ہیں یہی صحیح ہے حدیث میں آیا ہے کہ حضرت نے فرمایا ایک مرد
عشقِ قرنا۔ اور اس مرد کی عمر اس وقت سو برس کی تھی اور ایک میں قرن گوشہ جہان کو بھی کہتے
ہیں۔ یعنی ایک گوشہ جہاں کا وہ ہے کہ جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے اور دوسرا گوشہ وہ
ہے جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے پس اسکندر ذوالقرنین دونوں گوشوں تک پہنچے تھے اور
ذوالقرنین اسی لئے کہتے ہیں کہ ان کے دو شاخ تھیں اور اسکندر اس لئے کہتے ہیں کہ ان کا تولد
شہر اسکندر میں ہوا تھا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب
ابو جہل اور مکے کے کفار رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان نہ لائے اور بطور
شرارت بد ذاتی کبر کے حضرت کی پیغمبر آزمائش کے لئے ایک شخص کو ملکِ یثرب میں علماءِ یہود
کے پاس بھیجا کہ ہمارے درمیان ایک شخص ہے اور وہ دعویٰ نبوت کا کرتا ہے۔ ہم نہیں سمجھتے
یہ شخص کچھ کہتا ہے یا جھوٹ۔ تم کو تو علمِ توریت خوب معلوم لہذا ہمارے لئے چند مسئلے قدیم زمانہ
گزشتہ کے میں کا وہ جواب نہ دے سکے اپنی کتابوں سے جن جن کو ہمارے پاس بھیج دو یہاں آکر
ہم کو سوالات اس کے سکھا دو کہ ہم اس سے پوچھیں اور سوال کریں پھر دیکھیں وہ اس کا جواب
دے سکتے ہیں یا نہیں۔ تب یہودیوں نے کئی سوالات مشکل ترین اپنی کتابِ توریت و زبور سے
دیکھ دیکھ کر نکالے۔ مثلاً ان سے پوچھو کہ روح کیا چیز ہے اور اصحاب کہف کون لوگ ہیں اور
ان کا حال کیا تھا اور اسکندر ذوالقرنین کون ہے اور ان کا کیا حال تھا یہ مشکل سوالات یہودیوں کا

کے بہت نامور عالموں نے اپنی کتاب سے نکالے تھے اور یہ سب سوالات و مسائل ابو جہل کے پاس لکھ کر بھیجے تب اس ملعون نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر سوالات مذکورہ شروع کئے۔ سب سے پہلے اس نے یہ کہا کہ۔ اِنْ اَتَيْتَ الْكِتٰبَ بِمِثْلِ مَا اَوْفٰىتِیْ مُؤْمِنٰی مِیْنَ الْكِتٰبِ لَا مُتَاصِلٌ هٗ۔ ترجمہ۔ یعنی اگر آئے تم کتاب کے ساتھ مثل اس کتاب کے کہ دی گئی ہوئے کو یعنی توریت تو البتہ ہم تم پر ایمان لا دیں گے۔ جیسا کہ توریت پر ایمان لائے۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا جواب میں کل دول گا۔ اور یہ جملہ اس وجہ سے آپ نے فرمایا کہ کل جبرائیل علیہ السلام آویں گے تو ان سے پوچھیں گے اور ان کا مکمل جواب دے دیں گے۔ لیکن یہ جملہ کہتے وقت آپ نے انشاء اللہ نہ کہا اس لئے یکبارہ دن تک حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل علیہ السلام نہیں آئے۔ اور آپ ان سوالوں کا جواب بھی یکبارہ دن تک نہ دے سکے۔ یہ دیکھ کر کافروں نے آکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اے محمد! تیرے خدا نے تجھ کو چھوڑ دیا ہے یہ بات کافروں کی سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہت بہت ہی غمگین ہوئے اور پھر جبرائیل باری تعالیٰ میں عرض کی کہ کافر لوگ ہم پر طعنے دے رہے ہیں میں ان کا کیا جواب دوں یہ آپ کی معروضات سن کر اللہ رب العالمین نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو جوہ کے دن ظہر کے وقت نازل فرمایا اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے درود سلام پہنچایا اور یہ فرمان خداوندی بھی اپنے ساتھ لائے تو لے کر اللہ تعالیٰ وَ لَا تَقُوْلُوْا لَیْسَ بَیْیٖ اِنِّیْ قَاسِمٌ ذَٰلِکَ عِنْدَ اللّٰہِ اِنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ۔ ترجمہ اور نہ کہو تم کسی کا کہ میں یہ کہوں گا کل کو مگر یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ اور اگر کہ بھول جاؤ تو یاد آوے۔ اگرچہ وقت گزر چکا ہو تو بھی پھر انشاء اللہ کہنا چاہیے۔ اور کافروں نے جو کہا تھا کہ خدا نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ تو یہ دشمنی سے کہتے تھے بلکہ وہ خود منفعل ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قسم کھا کر۔ وَ الصُّحُفِیْ ذَٰلِکَ لَیْسَ اِذَا سَبَّحْتَ ہَا مَا دَعَاکَ رَبُّکَ ذَٰلِکَ مَا تَحٰی ہَا ترجمہ۔ قسم ہے دھوپ چڑھتے وقت کی اور رات کی جب چھا جاوے نہ رخصت کیا تیرے رب نے تجھ کو اور نہ بیزار ہوا تجھ سے یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی دن تک وحی نہ آئی دل میں بڑا تشکر پیدا ہوا اور دل کے مقدر ہونے کی وجہ سے تجھ کو نہ لکھے۔ یہ دیکھ کر کافروں نے شور کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے رب نے انہیں چھوڑ دیا ہے اور وہ چند سوالوں کے جوابات نہ بتا سکے پس یہ سورۃ نازل ہوئی پہلے تم کھائی دھوپ کی اور رات اندھیری کی یعنی ظاہر میں بھی اللہ تعالیٰ کی دو قدریں ہیں اور باطن میں بھی چاندنی

ہے اور کبھی اندھیرا اور وہ دونوں چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور بندہ سے اللہ تعالیٰ کی وقت
 بھی دور نہیں اور یہ فوائد کتب لغات میں سے لکھے ہیں اور اگر اسے نبی سوال کو جس سے جیسا کہ
 ارشاد باری تعالیٰ ہے قَوْلًا تَعَالَى دَلِيلًا لِّكَ عَنِ الرَّوحِ قُلِ السُّرُوحُ مِنْ
 أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝ ترجمہ! اور اسے نبی
 اگر تجھ سے پوچھیں روح کے بارے میں تو تم کہہ دو کہ وہ تو میرے رب کے حکم سے ہے اور
 میں نے تھوڑی سی خبر دی ہے یعنی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمان کو پہنچنے
 آپ سے پوچھا۔ سوال اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ ان کو اتنی سمجھ کا حوصلہ اور صلاحیت نہیں ہے اور
 اس سے قبل کسی پیغمبر کی اُمت نے ایسی باتیں نہ پوچھی تھیں۔ خیر بس اتنا ہی لوگوں کا جاننا کافی ہے
 کہ اللہ تعالیٰ کے ایک چیز بدن میں آپری وہ بدن زندہ ہو گیا اور جب وہ چیز اللہ تعالیٰ کے حکم
 سے اس بدن سے نکل گئی تو وہی بدن پھر مردہ ہو گیا اور یہ بھی ایک تفسیر کا مضمون ہے۔ اور اسے نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم اگر یہ کافر لوگ تجھ سے سوال کو جس اسکندرز و القریٰ سے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ
 ہے۔ دَلِيلًا لِّكَ عَنِ الْقُرْآنِ قُلِ السُّرُوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا ۝
 إِنَّا مَكْنَانٌ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّا لَهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَابٌ نَا تُبْدِ سَبَابَهُ
 حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِي عَيْنٍ حَمِئَةٍ
 وَوَجَدَهَا قَوْمًا هُنَا يَبْذُرُونَ الْقُرْآنَ وَمَا أَنتَ بِتَعْدِلُ فِيهِ
 أَن تَتَّخِذَ مِنْهُمْ حُسْنًا قَالَ أَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهُ ثُمَّ
 يُرَدُّ إِلَىٰ رَبِّهِ فَيُعَذِّبُهُ عَذَابًا مُّكْرَرًا ۖ وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا
 فَلَهُ جَزَاءٌ الْحُسْنَىٰ ۖ وَسَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ۝ ترجمہ۔ اور سوال
 کرتے ہیں تجھ سے ذوالقرنین کے بارے میں تو آپ کہہ دیجئے کہ عنقریب پڑھوں گا میں ادب
 تمہارے اس میں سے کچھ مذکور ہے شک اللہ تعالیٰ نے اسے قوت عطا کی تھی زمین میں اور اس میں
 دنیا کے ہر راستے پر چلنے کی صلاحیت دی تھی۔ یعنی سراج نام سفر کا کرنے لگا یہاں تک کہ جب
 پہنچا سورج ڈوبنے کی جگہ پر تو اس نے سورج کو ڈوبتا ہوا پایا ایک دلدل کی ندی میں اور اس نے
 اس جگہ پر ایک قوم کو بھی پایا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے کہا ہے ذوالقرنین! یا یہ کہ عذاب کرے تو ان کو
 یا یہ کہ کپڑے تو ان میں بھلائی۔ یہ کہ ذوالقرنین بولا جو شخص ظالم ہے پس البتہ عذاب کو جس گئے ہم ان
 کو پھر پھر اجادے گا اپنے پروردگار کی طرف پس عذاب کرنے گا اس کو عذاب بڑا اور جڑواں کہ

ایمان لائے اور عمل کیے اچھے پس ان لوگوں کے واسطے بطریق جزا کے نیکی ہے اور البتہ ہم کہیں گے اس کو اپنے سے کام آسان فائدہ۔ پس جو حکم عادل ہو اس کی بھی راہ ہے کہ ہر دو کو سزا دے ان کی برائی کی اور بچلے لوگوں سے نرمی اختیار کرے پس اسکندر ذوالقرنین نے یہ بات کہی۔ یعنی اس نے یہ طریقہ اختیار کیا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ اسکندر ذوالقرنین نے یہ بات کی زمین میں اپنے لشکر کے ساتھ کئی برس رہے اور لوگوں کو خدا کی طرف دعوت دیتے رہے اس دعوت الی الحق کا یہ اثر ہوا کہ وہاں کے سب لوگ ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور ان لوگوں کو نوازشیں بھی کیں اور جو لوگ ان کے باغی رہے تو ان لوگوں کو جہنم دکھائی اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اسکندر ذوالقرنین کی موت اور بادشاہت میں بعض حضرات کو اختلاف ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ اول بادشاہ تھے پھر اس کے بعد وہ بنی ہوئے اور بعضوں نے کہا کہ اول وہ بنی تھے پھر بادشاہ ہوئے اور بعضوں نے اسی پر دلیل قائم کی ہے کہ اگر اسکندر ذوالقرنین بنی نہ ہوتے تو خدا تعالیٰ قلنابا ذالقدر منین۔ مگر کے خطاب کیوں فرماتا۔ لیکن جواب اس کا یہ ہے کہ وحی الہامی تھی۔ جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی ماں کو حق تعالیٰ نے فرمایا۔ ذَا وَحْيِنَا اِلٰی اُمَّمٍ مُّوْسٰی اَنْ اَرْضِیْہِہٖ۔ الہام نے فرمایا تھا بواسطہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے اور ان کی بادشاہی تھی مشرق سے مغرب تک اور تمامی راہ ملک کی سمجھائی تھی مشرق اور مغرب اور مختلف جزائر اور دیگر شہروں میں جا کر خلق خدا کو خدا کی دعوت پہنچاتا یہاں تک کہ زمین مغرب میں جہاں آفتاب غروب ہوتا ہے جا پہنچے تو وہاں جا کر ایک شہر ایسا بھی پایا کہ اس کی چار دیواری روئیں کی تھی اور اس کے اندر کسی طرف سے جانے کے واسطے کوئی راہ نہ تھی آپ کا تمام لشکر اس کے ارد گرد پڑا رہا اور آپس میں کہتے تھے کہ آخرا اس کے اندر کس طرح جائیں۔ پھر تقدیر کی حکمت عملی سے رسی اور کندہ دیوار پر ڈال کر ایک آدمی کو اس پار کر دیا اور وہ پھر نہ آیا، کچھ دیر کے بعد اسی حکمت عملی سے دوسرے آدمی کو بھی دیوار پر چڑھایا اور اس سے کہا کہ شاید اس طرف بہشت یا اور کچھ ہو گا لہذا تم آگے مت جانا اور پھر کہ ہم کو خبر دو تاکہ ہم کو معلوم ہو کہ اس کے پیچھے کیا ہے لیکن باوجود اس تاکید کے وہ بھی پھر واپس نہ آیا۔ یہ کیفیت حال دیکھ کر اسکندر ذوالقرنین نے سمجھا کہ میں جس کو بھی بھیجوں گا وہ واپس نہیں آوے گا۔ پس ملک کی حد بنا کر واپس مشرق کی طرف چل دیئے، چلتے چلتے ایک جزیرے میں جا پہنچے وہاں بھی ایک شہر آباد دیکھا لیکن بغیر کشتی کے وہاں جانا بالکل محال تھا اور اس جگہ پر دانا غلہ اور حکیم تھے۔ جب ان لوگوں کو جو اس شہر میں آباد تھے اسکندر ذوالقرنین کے آنے کی خبر پہنچی تو انہوں

نے تمام کشتیاں جزیرے سے بچھا دیں۔ غرض سکندر ذوالقرنین مع اپنے لشکر کے بلب دریا چند روز تک ٹھہرے اور یہ سوچتے رہے کہ کسی حکمت عملی سے دریا عبور کر کے اس جزیرے میں جاتریں وہاں کے جو لوگ ان کو ملتے وہ اپنے جمعی اعتبار سے بہت ہی ڈبلے تھے ان سے پوچھتے کہ تمہارے دُعا بتلا ہونے کا کیا سبب ہے اس کے جواب میں ان لوگوں نے سکندر سے کہا کہ یہ ہمارے شہر کی غذا اور آب و ہوا کا اثر ہے ہم لوگ بڑی حکمت سے غذا کھاتے ہیں۔ چنانچہ اس کی خاصیت بھی یہی ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ پس ان لوگوں نے سکندر ذوالقرنین کی دعوت طعام کی اور اس ضیافت میں اپنی حکمت عملی سے غذا تیار کر کے ایک خوان، جو اسرات سجا کر سکندر ذوالقرنین کے سامنے لا رکھا اور پھر وہ سب کے سب الگ ہو گئے اور سکندر ذوالقرنین سے کہنے لگے کہ آپ تناول کیجئے سکندر ذوالقرنین نے لوگوں سے کہا کہ آپ لوگ بھی آویں اور ہمارے ساتھ شامل ہو کر کھانا تناول کریں اور سکندر ذوالقرنین نے ان سے یہ بھی کہا کہ بھئی یہ تو ہماری غذا نہیں ہے اور ہم یہ غذا کس طرح سے کھاویں اس کے جواب میں ان لوگوں نے سکندر ذوالقرنین سے کہا کہ تم اسی لئے یہاں تک آئے ہو اور تمہاری یہاں تک آنے کی کیا غرض و مقصود ہے آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو چیزیں آپ کے سامنے ہم لوگوں نے پیش کی ہیں وہ بھوک کو نفع دیتی ہیں۔ پھر آپ ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ جب یہ باتیں ذوالقرنین نے ان لوگوں سے سنیں تو پھر وہاں سے ہندوستان کی طرف روانہ ہو گئے اور اپنا ایک قاصد بھی شاہ ہند کے پاس روانہ کر دیا کہ وہاں جا کر کہو کہ ہمارے ساتھ بہت لشکر بھی ہے اور ہم یہ بھی چاہتے کہ تمہارا ملک برادہ ہو دے اور نہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ تم سے ڈرائی کریں پس تمہیں لازم ہے کہ اس نمر کو پاتے ہی سب کے سب ہماری اطاعت میں آجاؤ اور جو خراج ہم مقرر کریں اس کو قبول کرو۔ چنانچہ سکندر ذوالقرنین کے قاصد نے یہ باتیں شاہ ہند سے جا کر کہیں کہ آپ ہمارے شہنشاہ کا شاہانہ استقبال کے ساتھ بجالائے یہ سن کر شاہ ہند نے نہایت تعظیم و تکریم سے ایک ایلیچی معہ تحفہ دہرایا دے کر سکندر ذوالقرنین کے پاس بھیجا جب شاہ ہند کا ایلیچی سکندر ذوالقرنین کے پاس پہنچا تو اس نے بادشاہ ہند کا بھیجا ہوا تحفہ دہرایا اور نذرانے ان کے سامنے پیش کئے تو سکندر ذوالقرنین نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ اس ایلیچی کو لے جاؤ اور اچھی طرح رہنے کو جگہ دو اور تین دن کے بعد اس ایلیچی کو میرے پاس حاضر کرنا۔ چنانچہ حسب الحکم ملازموں نے اس کو لے جا کر اچھی طرح سے ایک جگہ پر رکھا اور تین دن کے بعد حضرت سکندر ذوالقرنین کی خدمت میں حاضر کیا سکندر ذوالقرنین نے اس کو دیکھ کر اپنا سر

نیچا کیا اور اس اپنی نے اسکندر ذوالقرنین کو دیکھ کر اپنی ایک انگلی ناک کے تھنہ میں ڈال کر پھر
 نکال لی اور بغیر کیے کسی سے اپنی جگہ پر چلا گیا۔ خاص لوگوں نے یہ حال دیکھ کر اسکندر ذوالقرنین
 سے عرض کی اسے بادشاہ آپ نے شاہ ہند کے اپنی کو دیکھ کر اپنا سر نیچا کیا اور یہ بات سب کو
 اچھی طرح معلوم ہے کہ بے قد کا آدمی اسحق اور یوقوف ہوتا ہے اور یہ مثل مشہور ہے کہ کُلُّ طَوِيلٍ
 اَحْمَقُ اِلَّا ذَا عَمْرٍو وَكُلُّ قَصِيْدٍ فِتْنَةٌ اِلَّا عَلِيٌّ رَضِيَ اللہ عنہ یعنی دیکھا گیا ہے کہ آدمی دراز قدوں
 زیادہ تر اسحق ہوتے ہیں لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہیں ہیں۔ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ہر پتہ قد
 آدمی فتنہ ہوتا ہے مگر حضرت علیؑ نہیں ہیں۔ اور اس نے جوابی ناک کے سوراخ پر انگلی رکھی تھی کہ یہ
 میرا طالع اسکندر کی دیکھنے پھر جاؤ اور اس کو میرے پاس لے آؤ اور اس کو کھانا کھاؤ وہ بزرگ
 آدمی ہے۔ پھر اس کو واپس لے آئے اور اس کے کھانے کے واسطے صرف روٹی اور گھی بھیج دیا تاکہ
 اس کی عقل کی آزمائش ہو جائے چنانچہ وہ روٹی اور گھی کھا گیا اور اس نے ایک سوٹی میں رکھ کر اسکندر
 ذوالقرنین نے اسی سوٹی کو بیاہ رنگ کر کے اسی روٹی اور گھی پر رکھ کر پھر اس کے پاس بھیج دی اور
 اس نے پھر ایک کڑا آئینہ کا اس پر رکھ کر اسکندر ذوالقرنین سے عرض کی کہ اسے جہاں پناہ
 اس میں کیا حکمت ہے بادشاہ بولے کہ روٹی اور گھی دینے کا مجھ کو یہ مطلب تھا کہ مرد علم و حکمت میں
 خوب ہوتے ہیں جیسے روٹی ساتھ گھی کے اور جو اس نے روٹی اور گھی پر سوٹی رکھ کر بھیجی تھی یہ
 سمجھ کر کہ وہ علم و حکمت میں خوب ہے۔ پھر میں نے اس کی سوٹی کو بیاہ رنگ کر کے جو بھیجا تھا اس کا
 یہ مطلب تھا کہ اس کا علم اور حکمت مانند آئینہ کے صاف روشن ہے اور ہم نے اس سے معلوم کر
 لیا کہ بے آدمی حقیقتاً یوقوف ہوتے ہیں۔ پس ہم دونوں میں یہی اشارات میں گفتگو جاری تھی۔
 پھر ہند سے ذوالقرنین مشرق کو جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے وہاں پہنچے حق تعالیٰ فرماتا
 ہے۔ ثُمَّ اَبْنَعَ سَبَّاحًا حَتَّىٰ اِذَا اَبْلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ وَحَدَّهَا قَطْلُهَا عَلٰی
 قَوْمٍ مِّنْهُمْ عَلٰی سَبْعَةِ مِائَاتٍ مِّنْ دُوْنِهَا مِائَةً۔ پھر لگا ایک اسباب کے پیچھے یعنی سفر کا
 سرانجام کیا یہاں تک پہنچا ذوالقرنین سورج نکلنے کی جگہ پر تو اس نے پایا کہ سورج نکلتا ہے اور
 اسی جگہ پر ایک قوم کو بھی پایا کہ نہ ان کے لئے کوئی گھر ہے اور نہ سایہ اور نہ کپڑا اور وہ لوگ
 بیابان ریگستان میں رہتے تھے۔ کیونکہ ریگستان میں گھر وغیرہ نہیں بن سکتے اور نہ روٹی کی کھیتی ہو
 سکتی ہے کہ اس سے کپڑا بنادیں اور وہاں جاڑا بہت ہوتا ہے اور وہ لوگ اپنے کھانے کو دوسرے
 شہروں سے لاکر کھاتے ہیں اور زن و مرد سب ننگے رہتے ہیں اور مثال جانوروں کے جماع وغیرہ

کی کوئے رہتے ہیں اور جب دھوپ نکلتی ہے تو ان کے بدن میں قوت آتی ہے اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے تو سخت سردی پڑتی ہے یہ دیکھنے کے بعد پھر اسکندر ذوالقرنین دوسری جگہ پر جا پہنچے۔ چنانچہ اشدر ب العزت بایل الفاظ ارشاد فرماتا ہے قَوْلُهُ لَعَالَيْ شَعْرًا تَبَحَّ سَيَابَا حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَحَبَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَّا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا۔ ترجمہ: پھر تیجھے چلا اسکندر ذوالقرنین اور راہ کے یہاں تک کہ جب پہنچا تو ان دو دیواروں کے تو پایا اس نے ان دیواروں کے پاس ایک قوم کو جو ان دیواروں کے نزدیک تھی اور وہ یہ بات نہ سمجھتے تھے۔ خا حلالہ حد مشرق میں دو پہاڑ بلند ہیں اور درمیان ان دونوں پہاڑوں کے زاہد و حکیم بہت تھے اور ایک دوسرے کی بولی کو نہیں سمجھتے تھے کیونکہ ان کے درمیان دو پہاڑ حائل تھے اور وہی دو پہاڑ یا جوج ماجوج کے ملک کے درمیان اٹکاڑ ہیں لیکن درمیان میں کچھ کھلا تھا۔ چنانچہ اس راہ سے یا جوج ماجوج آتے اور ان لوگوں کو لوٹ مار کر کے چلے جاتے پس ذوالقرنین نے وہاں کے زاہدوں اور حکیموں کو حفظ نصیحت کی اور خداوند قدیر کی راہ بتائی اسی کے بعد وہ ان دونوں پہاڑوں کی طرف گئے وہ دونوں

ہنایت، ہی عظیم الشان پہاڑ تھے جانے کی راہ اس میں کسی طرف نہ تھی اور اس میں آدمی دو گروہ ان کی تعداد بحد و بیشمار سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اور ان کو قوم یا جوج ماجوج کہتے ہیں اور ایک اولاد یا جوج کی ایک پہاڑ میں رہتی ہے اور دوسرے پہاڑ میں اولاد ماجوج کہی رہتی ہے اور یہ دونوں بھائی یافت بن نوح کی اولاد میں سے ہیں، اور یہ لوگ طوفان نوح کے بعد وہاں رہ گئے اور نسل ان کی بحد ہے اور بصورت آدمی ہیں لیکن قد و قامت کم و بیش ہیں۔ یعنی بعض تو دراز قد اور بعض ایک گز اور بعض ایک باشت کے ہیں اور کان انکے اتنے بڑے ہیں کہ وہ زمین پر ٹپکتے ہیں اور جب وہ لوگ سوتے ہیں تو اپنا ایک کان زمین پر بکھا لیتے ہیں اور دوسرا کان بطور چادر کے اوڑھتے ہیں اور مثل حیوانات کے ایک سے ایک جماع کرتا ہے۔ ان میں کچھ نر کو جیا نہیں ہے اور مثل بہائم کے بول و براز کرتے ہیں اور ان کے کھیتوں میں سوائے تل کے اور دوسری کوئی چیز بھی پیدا نہیں ہوتی۔ لہذا اسی کو وہ روزانہ کھاتے ہیں اور کسی دین و مذہب سے کوئی تعلق نہیں رکھتے یہاں تک کہ وہ خدا کو بھی نہیں جانتے اور نہ مانتے ہیں اور وہ مرتے بھی نہیں ہیں کافی عرصہ سے زندہ ہیں اور اپنی اسی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔ پس وہ پہاڑ سے نکل کر ان زاہدوں اور حکیموں پر آکر ظلم کیا کرتے اور جس کو

علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی کیفیت بیان کرو۔ اس نے کہا کہ وہ دیوار ایسی ہے کہ جیسا چار خانہ لنگی
 آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ تو بیچ کہتا ہے کیونکہ اس دیوار میں لوبے کے تختے لگے ہیں اور ان کے
 دیواروں میں تابنا پچھلا کر بھر دیا گیا ہے اس لئے وہ چار خانے کی شکل بن گیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ہے۔ حَتَّىٰ إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَاجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ
 يَنْسِلُونَ ۝۔ یہاں تک کہ کھولے جاویں گے یا جوج اور ماجوج اور وہ ہر ادبجان سے دوڑتے
 ہوں گے یعنی جب روز قیامت نزدیک آوے گا یا جوج ماجوج سد سکندری سے نکلیں گے
 اور تمام ارضے زمین پر منتشر ہوں گے جہاں جہاں جو چیزیں پائی گئی تھیں وہیں گے اور پھر خدا
 کے حکم سے صور بھونکا جائے گا اس کی آواز سے ساری مخلوق مڑ جاوے گی۔ اور ایک روایت حضرت
 علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ ہر روز یا جوج اور ماجوج کو کشش کرتے ہیں کہ سد سکندری کو توڑ کر
 باہر آویں لیکن حکم خدا وہ توڑ نہیں سکتے صبح سے شام تک اس دیوار کو سب چلٹتے ہیں مثل پوست
 بیضہ کے کھدالتے ہیں۔ بس تھوڑی سی باقی رہ جاتی ہے۔ پھر وہ لوگ آپس میں کہتے ہیں کہ کل سب
 توڑ دیں گے اور پھر آسانی سے باہر نکل جائیں گے۔ مگر وہ انشاء اللہ اپنی زبان سے نہیں بولتے
 اس لئے وہ توڑ نہیں سکتے۔ بس صبح سے شام تک ان کا یہی معمول ہے۔ اور جب ان کا غروج ہوگا
 قیامت کے نزدیک تو اس قوم میں ایک ٹکڑا مسلمان پیدا ہوگا اور جب وہ ٹکڑا ہوگا تو انہیں لوگوں کے
 ساتھ مل کر بسم اللہ کر کے دیوار چٹا کر شروع کرے گا اور پھر شام کو انشاء اللہ پڑھے گا۔ کہ کل
 انشاء اللہ اس کو توڑ ڈالوں گا۔ جب وہ خدا کے حکم سے سد سکندری ٹوٹے گی۔ اور پھر اس کے بعد
 سب قوم اس دیوار سے باہر نکل آوے گی۔ روایت ہے کہ طول اس دیوار کا چھتیس کوس کی راہ ہے
 اور عرض اس کا تین کوس کی راہ ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس دیوار کا طول تین کوس کی راہ ہے اور
 عرض اس دیوار کا تین کوس کی راہ ہے اور ادبجانی ستر گز اور یہ بھی خبر ہے کہ جب وہ دیوار توڑ کر
 باہر نکلیں گے تو سب سے پہلے ملک شام میں آئیں گے اس کے بعد ملخ میں ہیں اسکندر ذوالقرنین
 نے یہاں سے مشرق کی طرف جانے کا قصد کیا موجودہ ملحد و حکماء سے پوچھا کہ تم نے کسی کتاب
 میں دیکھا ہے کہ درازی عمر کس چیز کے سبب ہوتی ہے ان میں سے ایک حکیم صاحب نے اسکندر
 ذوالقرنین سے عرض کی کہ اے جہاں پناہ میں نے حضرت آدم کے وصیت نامہ میں دیکھا ہے کہ حق
 تعالیٰ نے ایک چشمہ آپ جہات ظلمات میں کوہ قاف کے اندر پیدا کیا ہے کہ بانی اس کا دودھ
 سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا اور مکھن سے نرم اور

شک سے زیادہ خوشنودار ہے جو اسے پیسے گا تو اس کو موت نہ آوے گا اور وہ قیامت تک زندہ رہے گا اور اس کا نام بھی آپ حیات ہے۔ یہ سن کر حضرت اسکندر ذوالقرنین کو اس کا شوق پیدا ہوا کہ اس چشمہ آب حیات کا پانی پینا چاہیے اور علماؤں سے بھی اسکندر ذوالقرنین نے کہا کہ تم بھی ہمارے ساتھ اس کوہ قاف کے ظلمات میں چلو۔ انہوں نے کہا کہ آپ جائیے اور ہم تو یہاں کے قطب ہیں۔ دنیا کی آفت سے ہم لوگ کس طرح جائیں۔ اس لئے ہم نہیں جاسکتے۔ اسکندر ذوالقرنین نے کہا کہ تم لوگوں کا ہمارے ساتھ ہونا بہت ضروری ہے۔ اور تم لوگ یہ بھی بتاؤ کہ سواری میں سب سے زیادہ کون جانور چست و چالاک ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ گھوڑی کہ جس نے ابھی تک بچہ نہ جنا ہو تو وہ نہایت چست و چالاک ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے چند اعلیٰ قسم کی گھوڑیاں چن چن کر مخصوص کر لیں اور ادھر حضرت خضر علیہ السلام کو بھی اس لشکر کا پیشوا مقرر کیا اور ان سے کہا کہ جب ہم اس کوہ قاف کے ظلمات میں جا پہنچیں گے تو یقین ہے کہ کوئی کمی کو نہ پاوے گا تو اس وقت کیا ہوگا اس وقت حکما نے کہا کہ لعل و گوہر شاہسوار حضور کی سرکاریں ہو تو بے یحیٰ جب الہی کوئی نوبت آوے گی تو اس کی روشنی سے راہ چلیں گے پھر ایک گویا ہر شب چراغ خزانہ عامر سے نکال کر حضرت حنظل کے حوالے کیا اور تخت و تاج اور سلطنت ملازموں سے اپنے ایک دانا عقلمند کے سپرد کیا اور بارہ برس کے وعدہ پر رخصت ہو کر اور کھانے پینے کا گوشہ مرا ختم ہونے کے ظلمات کوہ قاف کی طرف آپ حیات کی تلاش میں روانہ ہو گئے راہ بھول کر ایک برس مسلسل گھومتے رہے اور حضرت خضر بھی شکر نشے طمغہ ہو کر ایک اندھیرے میں جا پڑے اس وقت اس کو ہر شب چراغ کو حبیب سے نکال کر زمیں پر رکھ دیا تو اس کی روشنی سے تاریکی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے چشمہ آب حیات کا ان کو ملاحظہ حضرت خضر نے اس میں منہ ہاتھ دھو کر آب حیات پی لیا اور خدا کا شکر بجالائے۔ پس اس وجہ سے حضرت خضر کی عمر دراز ہوئی پھر وہاں سے مراجعت کر کے دوسری تاریکی میں آ پڑے۔ پھر اس کو ہر شب چراغ کو نکال کر زمین پر رکھ دیا اس کی وجہ سے سب میں اُجالا ہو گیا۔ اور جتنے لشکر اندھیرے میں پڑے ہوئے تھے سب حضرت کے پاس آکر جمع ہو گئے۔ اور اسکندر ذوالقرنین اپنے لشکر سے کہہ رہے تھے کہ تم لوگ یہاں ٹھہرو میں آگے چل کر کچھ تماشہ عجیب و غریب دیکھ آؤں یہ کہہ کر جب وہ آگے بڑھے ایک بالا خانہ نظر آیا چار دیواری اس کی ہوا پر معلق ہے اور اس میں مریخ پرندے بہت دیکھے مرغوں نے جنت سے کھائے اسی ظلمت میں بستی چھوڑ کر کیوں آئے ہو اس کے جواب میں حضرت اسکندر

ذوالقرنین نے کہا کہ میں آپ حیات پینے کو آیا ہوں پھر ایک مرغ جوں میں شاہ تھا وہ حضرت اسکندر ذوالقرنین سے کہنے لگا کہ اے ذوالقرنین اب وہ وقت آپہنچا ہے کہ مرد سب لباس حریر کا پہنیں گے اور اچھے اچھے مکان بنا کر دنیا کے پیچھے ہو بسب عیش نشاط میں مصروف رہیں گے یہ کہہ کر پھر وہ اسی بالا خانہ کو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ بالا خانہ تمام کا تمام جواہرات کا بن گیا۔ پھر کہا اے ذوالقرنین اب وقت آگیا ہے کہ جنگ و رہا باب اور برہط اور طہورہ بنے گا۔ پھر تھوڑی دیر میں کیا دیکھتے ہیں کہ تمام بالا خانہ نعل و ماتحت کا بن گیا ہے پھر تو یہ دیکھ کر بہت حیران رہ گئے اس مرغ نے پھر حضرت اسکندر ذوالقرنین سے کہا کہ اے مرد مجاہد تو مت خوف کر یہ تمام کارخانہ ابلیس لعین کا ہے۔ اس مرغ نے پھر کہا کہ اب فساد ظاہر ہو گا مجھے یہ بتاؤ کہ اس وقت لاکھ لاکھ اللہ باقی ہے یا نہیں اس کے جواب میں حضرت اسکندر نے کہا بجا ہے پھر وہ مرغ اس جگہ سے دوسری جگہ پر چلا گیا ایک ایٹ میں یوں بھی آیا ہے کہ اس مرغ نے کہا کہ تم اس بالا خانہ پر جا کر دیکھو وہاں کیا چیز ہے۔ تب ذوالقرنین وہاں جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ ایک شخص پاؤں پر کھڑا اپنے منہ میں صورت ہوئے آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے کہتے ہیں کہ وہ اسرافیل تھے۔ ذوالقرنین نے اپنی سلطنت اور روشنی ملک کی چھوڑ کر اس ظلمات میں کیوں آپڑے کیا وہ تجھ کو بس نہ تھا آپ نے اسی کے جواب میں کہا کہ میں آپ حیات کو پینے آیا ہوں تاکہ آپ حیات پینے سے زندگی زیادہ ہو اور خدا کی عبادت زیادہ کروں اس بات کو سن کر حضرت اسرافیل علیہ السلام نے اسکندر ذوالقرنین کے ہاتھ میں ایک پتھر متل غی کے سر کے برابر دیا اور کہا کہ میں نے تجھ کو غفلت سے ہوشیار کیا تھا اور اب تم یہاں سے چلے جاؤ اتنے زیادہ عربی مت بنو۔ یہ سن کر اسکندر ذوالقرنین وہاں آپ حیات نہ پا کر اپنے لشکر میں آگئے پھر سب اکٹھے ہو کر چلے آتے تھے اندھیری رات میں ٹکڑے ٹکڑے سنگ ریزوں کے گھوڑوں کے پیر کے تلے مثال لعل شب چراغ کے چمکتے دیکھ کر بوجھا کہ یہ سب کیا چیز ہے جو حکم داسی وقت ان کے ہمراہ تھے وہ بوسے پتھر میں جو شخص بھی اس کو اٹھائے گا وہ بچھائے گا اور جو شخص اس کو نہ اٹھائے گا تو وہ بھی پچھتائے گا آخر کسی نے ان کو جن لیا اور کسی نے ان کو نہ بچنا جب ظلمات سے نکل آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پتھر جن لوگوں کے چن لئے تھے سب وہ تمام جواہرات

کی۔ پس اے میرے معترم بھائیو مومنو! ہم سب کو لازم ہے کہ خدا اور رسول کی رضامندی پر راضی ہوئیں اور ان کے جملہ احکام و شریعات کو بجالائیں اور کسی وقت بھی اس سے غافل نہ ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل صالحہ کی توفیق عطا فرمائے اور بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے آمین۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فرعون علیہ اللعنة

بعض تواریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فرعون کے باپ کا نام مصعب اور دادا کا نام ملک ریان تھا اور بعض مورخ نے لکھا ہے کہ فرعون کا نام مصعب بن ولید بن ریان تھا اور عمر بھی تقریباً چار سو برس کی ہوئی اسی عرصہ میں وہ کبھی بیمار نہ ہوا تھا۔ اور نہ اس کے سر میں درد ہوا تھا اور نہ کوئی غنیمت و دشمن اس پر غالب ہوا۔ اور فرعون بھی اس کو اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فَقَالَ أَذَاتُ بَنِي إِسْرٰءِیْلَ عَلٰیَّ ذٰلَکَ فَخٰخَذَہُ اللّٰہُ مَکَالَ الْاٰخِیْرَةِ وَ الْاَوَّلٰی ذٰلَکَ** ترجمہ: کہا فرعون نے لوگوں سے میں ہوں تمہارا رب سب سے بڑا اور ادبہذا۔ پس پکڑا اس کو اللہ تعالیٰ نے سزائیں: پھیلی اور پھیلی کی اور آخرت میں بھی عذاب ہوگا اور اس نے دنیا میں بھی عذاب پایا اول اچھا تھا اس ملعون نے جب دعویٰ خدائی کا کیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو بہت سی بلاؤں سے گزرتا رہا اور تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پیدائش بلخ میں ہوئی تھی۔ جب وہ بڑا ہوا وہ سیر و سیاحت کو نکلا۔ یوسفؑ ایک شہر کا نام ہے میر کہتا ہوا وہاں پہنچا۔ اس جگہ ہاتھی بے ایمان سے ملاقات ہوئی۔ چونکہ ہاتھی اسی جگہ کا باشندہ تھا جب آپس میں ربط و ضبط قائم ہوا تو ہاتھی نے فرعون سے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ میر کو چلوں گا اور دنیا کے حالات معلوم کر دوں گا چنانچہ دونوں ملعون مصر شہر میں آئے اور وہاں غریب سے بچل کے تھے ان دونوں نے حکمت والے کے پاس جا کر کھانے کا سوال کیا آخر پڑے والے نے ان دونوں سے کہا کہ بھائی ایسا کرو کہ تم دونوں ہمارے یہاں خریدے بازارے جاؤ اور وہاں جاکر فروخت کرو جب یہ مال میرا تم لوگ فروخت کر دو گے تو پھر ہم تم دونوں کو دے دیں گے یہ سن کر فرعون نے ہاتھی سے کہا کہ تم ہمیں رہو اور میں یہ مال خریدے لے کر بازار جاتا ہوں مہنا پنہا ایا ہی کیا گیا یعنی فرعون خریدے لے کر نیچے کو شہر گیا اور دوکانداروں سے اس نے کہا ہم تو سودا ادا کر خریدتے ہیں اور نقد میں بچل و ترکاری نہیں خریدتے اور جس کو جو غنیمت

ہوتی ہے اس کو مال اپنا فروخت کر کے بعد میں دے ڈالتے ہیں ہمارے شہر کا تو یہی دستور
 ہے۔ فرعون کچھ عرصہ تک سوچتا رہا اور پھر وہ خد پتر سے اسی وعدہ پر پہنچ کر واپس اسی جگہ آ گیا اور
 مالک خد پتر سے سے جا کر کہا کہ یہ کام اچھا نہیں اتنا بول کر وہ وہاں سے سہل دیا
 اور پھر شاہ مصر کو جا کر ایک درخواست پیش کر دی کہ میں بعید الوطن غریب ہوں۔ اور کھانے پینے سے
 بھی عاجز ہوں۔ اندری کو کوئی کام اس شہر مصر میں جہاں پناہ کی سرکار عالی میں موافق گزارے گئے ہو تو
 غلام کو اس جگہ پر مامور فرما کر سرفراز فرمائیں۔ اس بد بخت کا نصیب بیدار تھا۔ یہ دیکھتے ہی بادشاہ مصر
 کا حکم ہوا کہ تو کون سا کام کرنا چاہتا ہے۔ وہ بولا داروغہ مقبرہ اسی شہر کی چاہتا ہوں کہ بے اجازت
 میری کوئی وہاں مردہ نہ گاڑنے پائے یہ سن کر بادشاہ مصر نے اس کو کورستان کی داروغہ دے دی
 تب دروازے پر کورستان کے جا بیٹھا۔ قضا الہی سے ایسا ہوا کہ اسی سال میں مصر میں وبا پھیل گئی۔ اور
 بہت آدمی مرنے لگے۔ فرعون نے جب یہ دیکھا تو اس نے ہر ایک لاش کے داروں سے ایک
 ایک درم سونے کا لینا شروع کر دیا۔ اس طریقہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس کے پاس بہت سا
 روپیہ جمع ہو گیا۔ پھر اس روپے سے مقربان بادشاہ کو دے کر تمام شہر کی داروغہ دے دی اور شاہ
 مصر اپنے جہل سے اس کو پیار کرتا اور خلعت بھی دیتا اتفاقاً قضا الہی سے وزیر مصر مر گیا اس کے
 بعد فرعون ہی کو بادشاہ مصر نے وزیر مقرر کر دیا۔ اس وقت فرعون نے ہامان سے کہا کہ میں چاہتا ہوں
 کہ میں خدائی کا دعویٰ کروں، تاکہ ساری مخلوق مجھ کو اپنا مہبود جانے اور میری پوجا کرے یہ سن
 کر ہامان نے اس سے کہا کہ اگر تو خدائی چاہتا ہے تو یہ کام آہستہ آہستہ کر کے سب سے پہلے تو مخلوق
 اپنے ہاتھ میں لے لو۔ فرعون نے کہا ایسا کرنے کی کیا تدبیر ہے کیونکہ تمام لوگ تو اس وقت یوسف
 یعقوب کے دین پر متحکم ہیں کس طرح ان کو اپنا بناؤں آخر اس کی کیا تدبیر ہو سکتی ہے۔ ہامان اس
 بات کو سن کر کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر یہ تدبیر ٹھہرائی کہ بادشاہ مصر سے درخواست کر کہ میں چاہتا ہوں
 کہ ایک برس تک مصر کی رعیت کے واسطے خزانہ سے مفت فرمائیں پوری کی جائیں اور خد دی اپنے
 طرف سے سرکاری خزانہ میں ایک سال کا جو کچھ خرچ ہو گا دے گا بادشاہ نے کہا کہ میں یہ نہیں
 چاہتا ہوں کہ تمہارا نقصان ہو اور میرا نفع۔ اچھا میں اجازت دیتا ہوں کہ اس سال کا جزیہ رعیتوں
 پر تیری خاطر معاف کیا فرعون نے جواب دیا کہ میں نہیں چاہتا کہ سرکار عالی کا خزانہ کسی طرح کم ہو
 پس بادشاہ نادان اور کم فہم تھا۔ فرعون کی خاطر رعیتوں سے ایک سال کا جزیہ نہ لیا اور کہا کہ اپنے
 دل کی مراد پوری کر دو۔ تب فرعون نے اپنے دیوان اور خزانچوں کو ملا کر کو بجھا کر مصر کا جزیہ

رعیتوں سے کتنا وصول ہوتا ہے وہ سب بولے کہ اتنا ہوتا ہے پس فرعون نے اسی قدر روپیہ اپنی
 طرف سے ہامان کے ہاتھ بادشاہ کی سرکاریں داخل کر دیا اور اس کے بعد پورے شہر میں منادی
 کرادی کہ اس سال جزیہ رعیتوں پر معاف کیا اور ہم نے اپنی طرف سے جزیہ بادشاہ سرکاریں داخل
 کر دیا اور مزید دو برس کی معافی کے واسطے بھی ہم نے سرکاریں میں عرض کی سو وہ بھی قبول ہوئی
 پھر تو تمام رعایا مصر کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوئی غریب و مساکین بچنے تھے سب نے فرعون کی
 ترقی کے واسطے دعا لیں کیں اور سب کے سب خدا کا شکر بجالائے پس تین سال کا جزیہ موقوف ہوئے
 سے مصر کی رعایا کو فراغت ہو گئی اور پھر چند ہی روز بعد بادشاہ مصر خود اپنی موت مر گیا اور کوئی بھی
 اس کا ولی وارث نہ تھا جو اس کے تخت شاہی پر بیٹھے۔ چنانچہ بادشاہ مصر کی تجہیز و تکفین کے بعد تین دن
 ملک تعزیت کی گئی۔ اور جو تھے روزنامہ شہر کے لوگ قاضی مفتی عالم فاضل امراء غریبا چھوٹے بڑے
 سب بادشاہی دربار میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ بادشاہ کے تخت پر کسی کو بٹھانا چاہیے کیونکہ ملک
 پہلے سربراہ شدہ جو کہ مصر کے لوگوں نے فرعون سے نیکی دیکھی تھی کہ تین برس کا جزیہ مصر کا معاف کیا تھا
 اور اپنے پاس سے تین برس کا روپیہ بادشاہ کو دیا تھا اس لئے سب اس سے خوش تھے۔ یہ خبر خواہی
 دیکھ کر سبھوں نے اس فرعون مردود کو تخت پر لے جا کر بٹھا دیا جب یہ ملعون مصر کا بادشاہ ہوا اور
 پھر اس ہامان بے ایمان کو اپنا وزیر بنایا اس کے بعد کہنے لگے کہ اب ملک مصر پورا ہمارے ہاتھ
 میں آیا ہے یعنی ہم اس ملک کے بادشاہ مقرر ہو گئے ہیں ہامان سے اس نے کہا کہ اب کوئی ایسی تدبیر
 کرنی چاہیے کہ تمام ملک مصر کے باشندے اور تمام خلائی مچھ کو خدا کے اور مجھ ہی کو معبود جانے۔ اور
 میری پرستش کو کرے۔ اس کے مقرر کردہ وزیر ہامان نے فرعون ملعون کو یہ صلاح دی کہ پہلے مصر میں
 یہ حکم دیا جائے کہ اس وقت تمام علماء و فضلا بچنے ہیں ہمارے قلمرو میں درس تدریس نہ دینے پائیں
 اور اپنے تمام تدریسی سلسلے کو بالکل ختم کر دیں۔ اس تدبیر سے آہستہ آہستہ لوگ اپنے دین سے
 بے خبر ہوتے رہیں گے اور جو آئندہ پیدا ہوں گے وہ سب کے سب بغیر علم کے جاہل ہوں گے۔
 اسی طرح آہستہ آہستہ اپنے اپنے دین سے برگشتہ ہو جائیں گے۔ یہ ہامان کی سن کر فرعون ملعون نے
 اپنے ملک مصر میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ بند کر دیں ورنہ ہم ان سب کو قتل کر ادیں گے فرعون بادشاہ کا
 یہ حکم سن کر اور اس کے قتل کرانے کے خوف سے سب نے دس و تدریس کا سلسلہ موقوف کر دیا اور
 بالکل کھنکھنا چھوڑ دیا۔ چنانچہ چند ہی روز گزرے تھے کہ سارا ملک جاہل بن گیا اور اپنے
 حقیقی خدا کو بالکل ہی بھول گئے اور وہ مثل چوپائے و خوش کے ہو گئے اس کے بعد فرعون نے

حکم کیا کہ تمام لوگ اپنے اپنے بتوں کو سجدہ کیا کریں پس ایک قوم قبطی جو کثیر تعداد میں تھی اس نے بت پرستی شروع کر دی اور یہ سلسلہ تقریباً بیس برس تک رہا پھر اس کے بعد فرعون ملعون نے اعلان کر دیا اور اس اعلان میں یہ الفاظ لوگوں کے کانوں تک پہنچائے جس کو قرآن مجید نے نقل فرمایا۔

فَعَسَىٰ أَنْ تَمْلِكُوا فِي الْآخِرَاتِ لَكُمْ الْعَذَابُ عَذَابًا مُّزِيدًا۔ پس لوگوں کو جمع کیا پھر ان لوگوں سے کہا کہ میں ہوں رب تمہارا سب سے بڑا اور بلند اور اس حالت پر چالیس برس گزرے۔ اگ کے بعد تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ پھر اسی قوم قبطی نے فرعون کو بوجھنا شروع کر دیا۔ اس قوم پر فرعون ملعون بہت نوازش کرتا اور دوسری قوم جو بنی اسرائیل تھی اس کو خدا نہیں مانتی تھی اس کو طرح طرح سے تکلیفیں دیتا کیوں کہ بنی اسرائیل قوم تو دین یوسف پر قائم تھی۔ اور بعض جزیہ کے فرعون ملعون ان سے قبیلوں کی خدمت کروانا اور ان کو ہر وقت تحقیر کرتا اور جن کاموں کو وہ ناجائز سمجھتا تھا مثل محنت اور بوجھ اٹھانا لکڑی چیرنا اور چنار دانا درگھاس کاٹنا۔ بھاڑ و کشتی کرنا۔ اور گوہر پھینکنا علیٰ ہذا القیاس ان سب کاموں پر مقرر کیا تھا۔ اور کچھ لوگوں کو بنی اسرائیل قوم میں سے مختلف شہروں اور دیہات میں اپنے تابعین کی خدمت میں بھیج دیتا۔ اور ان کی عورتوں سے اپنی عورتوں کی خدمت لیتا۔ غرض کہ بنی اسرائیل قوم کی عزت و قدر نہیں کرتا تھا۔ مگر صرف ایک عورت کہ جن کا نام آسیہ تھا وہ بنی اسرائیل قوم سے تھیں اور بڑی ہی حسین و جمیل تھیں لیکن وہ اپنے اباؤ اجداد کے دین پر ہی تھیں اور ان کے خصال بھی شہرہ آفاق تھے اس وجہ سے فرعون ملعون ان کو اپنے نکاح میں لایا تھا۔ اور بعض مورخین نے لکھا ہے کہ فرعون نے ان کو پرستندہ اپنا جان کر بڑی عزت سے اپنے گھر میں رکھا تھا۔ مگر وہ اپنے دین میں بہت مضبوط تھیں اور وہ خلاف شرع نہیں جلتی تھیں اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ عورتوں کی پاک اور بزرگی بیان فرمائی ہے۔ ایک حضرت موسیٰ کی ماں۔ دوسری مریم بنت عمران۔ اور تیسری خدیجہ الکبریٰ بنت خویلد جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ہیں اور چوتھی حضرت فاطمہ الزہرا بنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور پانچویں بی بی آسیہ رضی اللہ عنہم کیوں کہ یہ سب صالحہ تھیں۔ الغرض قوم بنی اسرائیل تیرہ برس تک فرعون کے عذاب میں اور اس کی قوم کی خدمت میں گرفتار رہی زن و مرد اس قوم کی خدمت کرتے اور ان کی بار برداری میں لگے رہتے اور صبر کرتے تھے۔ لیکن باوجود اتنی سخت تکلیف کے وہ اپنے آبائی دین اسلام سے نہیں پھرے اسی حالت میں وہ شب و روز استغفار اور خدا کی عبادت کرتے تھے۔ ایک دن فرعون ملعون نے دریا نئے نیل کے کنارے مجلس جشن کی تھی تمام لوگ ہنا کو ہنا گئے اور اپنے ساتھ کھانے پینے

کا سامان بھی لے گئے اور وہاں جا کر خوشیاں منائیں اور پھر فرعون نے اپنی قوم سے کہا قَوْلُهُ تَعَالٰی
 وَكَذٰی فَرَعُوْنَ فِيْ تَوْبِهِمْ قَالَ يٰٓقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مَلٰٓئِكَةٌ مُّصَوِّرُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ اِلٰهٰهُكُمْ
 فَجَبْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَمْ اَنَا تَبصُّرُوْنَ هٰ اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِنْ هٰٓؤُلَآءِ اَلَّذِيْنَ
 هُوَ مُّهَيِّئٌ وَّلَا يَكَاذُ يُسَيِّئُ ۙ ترجمہ ! اور پھر پکارا فرعون نے اپنی قوم میں بولا
 اے قوم میری بھلا مجھ کو کیا نہیں ہے حکومت مصر کی اور یہ نہر میں چلتی ہیں نیچے میرے کیا تم نہیں
 دیکھتے کچھ میں بہتر ہوں اس شخص سے کہ جس کو عزت نہیں ہے اور وہ صاف نہیں بول سکتا ہے اتنی
 بات فرعون نے حضرت موسیٰ کی شان میں تکبری سے کہی تھی کہ وہ کیا چاہتا ہے اس بات کو لوگوں
 نے مانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَوْلُهُ تَعَالٰی فَاَسْتَحَفَّ فَوْمُهُ نَآ طَاعُوْهُ ۙ اَتَهْتَدُ
 كَاخُوْكُمْ اَمْ اُتِىْقِيْنِ ۙ ترجمہ ! پھر عقل کھودی اپنی قوم کی پھر اسی کا کہا مانا تحقیق وہ لوگ
 تھے فاسق۔ پس چاہا اللہ تعالیٰ نے کہ اس کو دوزخ میں ڈالے اور اس کی قوم کو بھی جہنم میں ملا دے
 اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو چار سو برس کی عمر دی تاکہ وہ ہر روز باغی ہوتا رہے اور اپنے
 حقیقی معبود کی نافرمانی کرتا رہے۔ پھر ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے تو
 دریائے نیل کو سکھادیا اور اس میں کچھ بھی پانی باقی نہ رہا یہ دیکھ کر فرعون ملعون کی قوم نے اکٹھے ہو کر کہا
 اگر تو ہمارا خدا ہے تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دے تب جانیں گے کہ تو ہمارا رب ہے۔ پس فرعون
 نے یہ بات سنی اور سنتے ہی سات لاکھ سوار اپنے ہمراہ لے کر میدان سعید الاغلی کی طرف نکل گیا اور
 ایک ایک منزل پر ایک ایک لاکھ سواروں کو چھوڑا گیا اسی طرح سب کو رخصت کر کے تنہا ایک میدان
 میں جا کر ایک غار میں اندر گھسا اور گھوڑے کی بائو کو گلے میں لپیٹ کر قبلہ رخ ہو کر سجدے میں جا کر
 اور پھر یہ مناجات کی۔ الٰہی تو حتیٰ پر ہے اور میں باطل پر ہوں اور میرا رب بے نیاز و بے پردہ ہے
 اور میں نے دنیا کو بعض آخرت کے اختیار کیا اسے میرے رب جو کچھ مجھ کو دینا ہے تو وہ مجھے دنیا
 کی زندگی میں ہی دیدے اور میں آخر میں نہیں چاہتا ہوں اور یہ مجھ کو خوب معلوم ہے کہ آخرت میں
 میرے لئے سوائے دوزخ کے اور کچھ نہ ہوگا۔ جب فرعون نے خدا کی درگاہ میں یہ دعا و مناجات
 کی تو اسی وقت ایک شخص غیب سے آیا اور اس غار کے منہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور فرعون سے کہنے لگا کہ
 میں ایک شخص کی شکایت تمہارے پاس لایا ہوں تم اس کا انصاف کرو یہ سن کر فرعون بولا تو یہاں کیوں
 آیا یہ جگہ تو انصاف کی نہیں ہے کل دربار میں آنا وہاں میں اس کا انصاف کروں گا اور اس وقت
 تو یہاں سے چلا جا۔ پھر وہ بولا کہ تم ہمارا انصاف نہیں کرو اور بغیر انصاف کر اٹھے ہوئے ہم یہاں سے

نہیں جائیں گے چنانچہ یہ مکالمہ ہو ہی رہا تھا کہ ادھر دریا ئے نیل کا پانی جاری ہو گیا نیل پھر بھر گیا۔ یہ دیکھ کر فرعون نے بہت خوشی محسوس کی اور اسی خوشی کے عالم میں وہ اس شخص سے کہنے لگا کہ اسے نوجوان تم کیا چاہتے ہو۔ اس کے پوچھنے پر اس نوجوان نے فرعون سے کہا کہ جو بندہ خداوند عالم کی نافرمانی کرے اور اس کے حکم کو بھی تسلیم نہ کرے اور خداوند قدوس اس پر اپنی مہربانی کرے تو تم مجھ کو یہ بتاؤ کہ اس بندہ کی کیا سزا ہے؟ فرعون نے جواب دیا کہ اس بندہ کی سزا تو یہ ہے کہ اس کو دریائے نیل میں ڈبو کر مارنا چاہیے اس نوجوان نے یہ جواب سنا کہ بہت اچھا۔ آپ اس کو مجھے کر دے دیں تاکہ یادداشت رہے اور کل بندہ آپ کے دربار میں حاضر ہوگا آپ کے حضور میں انجہاد کرے گا۔ فرعون بولا کہ بھائی یہاں تو دوات قلم و کاغذ نہیں میں کس طرح لکھوں۔ اس نوجوان نے کہا کہ میں دیتا ہوں تم لکھو۔ پھر فرعون نے اس غار کے اندر بیٹھ کر خوشی سے لکھا کہ جو بندہ اپنے خداوند کی نافرمانی کرے گا اور اس کا حکم نہ مانے اور خداوند اس کو سب طرح سے آرام دے کھانے کو دے تو اس بندہ کی سزا یہ ہے کہ اس کو دریائے نیل میں ڈبو کر مارا جائے۔ اس طرح یہ دستاویز لکھ کر اس نوجوان کے حوالے کی اور اس نے یہ نہ مانا کہ وہ نوجوان کون تھا اور وہ نوجوان یہ بتاؤ لکھو اگر نظروں سے غائب ہو گیا۔ وہ درحقیقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے اور پھر اس کے بعد ایک آواز آئی کہ اے فرعون! دریائے نیل کو میں نے تیرے حکم کے تابع کیا تو جب حکم کرے گا کہ پانی تو کھڑا رہے تو وہ پانی تیرے حکم سے کھڑا رہے گا اگر تو کہے گا کہ اے پانی تو جاری ہو جا تو وہ پانی جاری ہو جائے گا۔

الغرض۔ وہ تیرے فرمان کے باہر نہ ہو گا تب فرعون یہ سن کر اور خوش ہو کر اس میدان سعید الاطی سے اپنے گھر پر چلا آیا اور دریائے نیل کو جس طرف کہتا وہ اس طرف ہوتا جاتا۔ اگر وہ یہ کہتا کہ اے پانی تو اونچا ہو کر چل تو پہاڑ سے زیادہ اونچا ہو کر چلتا اگر وہ کہتا کہ اے پانی تو نیچے ہو کر چل تو وہ پانی نیچے ہو کر چلتا۔ چند روز کے واسطے اللہ تعالیٰ نے فرعون ملعون کو ایسی کرامت دی تھی۔ باوجود اسی کے وہ ملعون دعویٰ خدائی کا کرتا ہے کہ کہتا تھا اے لوگو! میں مصر کا مالک ہوں اور دریائے نیل بھی میرے تابع ہے دیکھو تو پانی دریائے نیل کا بالکل خشک ہو گیا تھا وہ میں نے ہی جاری کیا تمہارے پینے کے لئے اہل مصر نے جب یہ کرامت دیکھی فرعون سے تو تعریف کرتے ہوئے سجدے میں گرے اور اس کی ربوبیت اقرار کیا۔ بولے بیشک تو ہمارا پروردگار ہے۔ لعنتہ اللہ علیہم اجمعین اور ایک مکان بھی عالیشان لب لگا دیا بنایا تھا اور اس کا

نام عین الشمس رکھا تھا ایک حوض بنا کر دریا کے پانی کی نہر اس پر جاری کی تھی اور اس پر چار ستون سونے کے بنائے تھے اور وہ اس طرح بنائے تھے کہ حوض کے کنارے پر سے کوشک پر جا کر دوسری راہ نکل پڑتی تھی اور اللہ تعالیٰ نے دو درخت بھی اس حوض کے کنارے پر پیدا کئے تھے ایک درخت سے تور و عن زرد نکلتا تھا اور دوسرے درخت سے روغن سرخ وہ روغن جس پر بیمار کو دیا جاتا تھا کے فضل و کرم سے شفا پاتا اسی وجہ سے فرعون ملعون فخر کر کے لوگوں کو جتاتا اور خدا کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنی ربوبیت کی دلیل ان دونوں درختوں سے دیتا کہ دیکھو میری ربوبیت کی یہ دلیل ہے چنانچہ مخلوق نے جب ان درختوں پر غور کیا اور اس میں فرعون کی کرامت ظاہر پائی جو وہ کہتا اسی وجہ سے خلق اور بھی فرعون کی ربوبیت کی قائل ہو کر گمراہ ہوتی چلی گئی اور تمام ملک میں گمراہی پھیل گئی۔

سورج بن عنق

تور - بخ سے پتہ چلتا ہے کہ بعض راویوں نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم موئی علیہ السلام سے یہ وعدہ کیا تھا کہ زمین شام مقدس کی تم کو دوں گا تم وہاں سے ظلم و تعدی کرنے والوں کو نکال دو اور درحقیقت مقام اجداد بنی اسرائیل کا کنعان میں ہی تھا اب مصر میں ہوا۔ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے حکم کیا کہ تمام ملک شام میں خدا کے دشمنوں سے جہاد کرو اور حضرت موسیٰ نے ان کے ساتھ فتح کا وعدہ کیا تھا اور وحی بھی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ بارہ آدمی سردار بارہ قوم سے بنی اسرائیل کے نقیب کرنا کہ ہر ایک مضبوط اپنے اپنے سرداروں کے تابع رہے اور ہماری رضا پر رہیں تو ان سے اس بات کو کہہ دے کہ ان کا سردار نقیب جو حکم ان پر کرے تو وہ اس پر عمل کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا۔ اور اٹھائے ہم نے ان پر بارہ سردار۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام ان سب کو ہمراہ لے کر جب کنعان میں گئے تو اپنے نقیبوں کو شام کے اطراف میں بھیجا تاکہ ان پر ظلم و جابر لوگوں کا حال معلوم کریں جب وہ لوگ وہاں گئے اور وہاں سے کچھ حالات معلوم کئے تو وہاں ایک بہت بڑے قد و قامت والا انسان بھی دیکھا جو سمند کی تہہ میں مچھلی پکڑ لاتا تھا اور اپنی لمبائی کے سبب سے وہ سورج کی پیش سے بھون کر کھاتا تھا۔ اور معارج النبوت میں لکھا ہے کہ حضرت نوح کے طوفان سے یہی شخص بچا تھا۔ اور ایسا دراز قد تھا کہ سمند کے بانی میں بھی وہ ڈوب نہ سکتا تھا اتنا بڑا لمبا جوان تھا اور اس کی نر تین ہزار پانچ سو برس کی ہوتی

یعنی وہ شخص حضرت آدم کے ایام زمانہ سے حضرت موسیٰ کے زمانے تک زندہ رہا اور اس کی ماں کا نام صفورہ تھا وہ بیٹی حضرت آدم علیہ السلام کی تھیں اور اس کے باپ کا نام عنق تھا اور مغارج البنت میں لکھا ہے کہ اس کے باپ کا نام سجان تھا اور ماں کا نام عنق تھا وہ بنت آدم تھیں۔ پس عوج بن عنق نے حضرت موسیٰ کے بارہ سرداروں کو دیکھ کر پوچھا تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں جاؤ گے۔ پھر انہوں نے اپنا حال بیان کیا اس کے بعد عوج بن عنق نے ان سب کو پکڑ کر اور اپنی ازار میں لے کر اپنی بیوی کو دکھانے لے گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ دیکھو یہ سب میرے ساتھ لڑنے کو آئے ہیں یہ کہہ کر زمین پر رکھ کر اس نے چاہا کہ مثال چوٹی کے پیر سے لے دے اسی وقت اس کی بیوی نے کہا کہ ان کو چھوڑ دو وہ ضعیف ناتوان ہیں خود ہی چلے جائیں گے تجھ کو ان کے مارنے سے کیا فائدہ ہوگا۔ اور پھر تیرا حال بھی لوگوں سے جا کر بیان کر دیں گے پس ان کو چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ نقیب حضرات جباروں کی کثرت اور حقیقت دریافت کر کے بہت ڈر گئے اور اپنی جگہ پر واپس چلے گئے اور آپس میں کہنے لگے کہ ان جباروں اور ظالموں کا حال جو ہم دیکھ آئے ہیں اپنی قوم سے نہ کہنا چاہیے کیونکہ وہ لوگ تو پہلے ہی بزدل ہیں لڑائی اور جبار کے نام سے بھاگ جائیں گے۔ لیکن ان لوگوں کا احوال حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون سے کہنا چاہیے۔ تب حضرت موسیٰ سے وہاں کا حال بیان کیا اور تیر یہ بھی کہا کہ وہاں کے پھل فروٹ بھی بہت بڑے بڑے ہیں اگر ایک دانہ انار کا نکالیں تو آدمی سیر ہو جائے اسی طرح انگور بھی بہت بڑا دیکھا اگر ایک دانہ نکالیں تو جی بھر جائے اور دوسرا نہ کھایا جائے اور پھل فروٹ جو وہاں سے لائے وہ حضرت موسیٰ کو دکھائے حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوئے پس دس آدمی سردار نقیب نے عہد شکنی کر کے احوال وہاں کا جو دیکھا تھا اور عوج بن عنق کے ہاتھ گرفتار ہونے کا اپنی قوم سے کہہ دیا لیکن وہ شخص یعنی یوشع اور کالوت نے عہد شکنی نہ کی۔ یہ خبر سن کر بنی اسرائیل نے چاہا کہ جہاد میں نہ جائیں تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے لوگو تم مت گھبراؤ اور نہ یہاں سے بھاگنے کی کوشش کرو میرے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وعدہ نصرت فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان کافروں پر فتح دوں گا ادھر قوم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ قولہ تعالیٰ۔ قَالُوا يٰمُوسٰی! ذٰلٰکَ فِیْہَا قَوْمٌ مَّا جَبَّیْ رِیْبُہُمْ تَرْجَمَہُ یولی قوم اے موسیٰ وہاں پر ایک شخص ہے بڑی قد و قامت والا اور وہ بڑا ہی زہد و ست ہے ہم وہاں ہرگز نہ جائیں گے۔ جب تک وہ وہاں سے نکل جاوے۔ اللہ تعالیٰ کی نوازش تھی ان دونوں پر وہ یوشع بن نون اور کالوت بن قنودہ تھے اور وہ دونوں بزرگ نیک طینت تھے ان بارہ

سرداروں میں بنی اسرائیل کے اور وہ دونوں حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون کے بعد پیغمبر ہوئے
 وہ دونوں بزرگ بولے کہ اے قوم بیٹھ جاؤ اور ان پر حملہ کرو دروازے سے کیونکہ قوم جبار نہایت
 قوی ہے اور خدائے تم کو فتح دے گا اور موسیٰ علیہ السلام نے وعدہ کیا ہے کہ خدا ان کو ضرور ہلاک کرے گا
 جیسا کہ فرعون کو ہلاک کیا۔ اور تم لوگ تو اللہ پر یقین رکھتے ہو پھر کیوں نہیں اس پر بھروسہ کرتے اس
 پر بھی وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم ہرگز نہ جاویں گے ساری عمر حبس تک وہ وہاں رہیں گے اے موسیٰ
 تو اور تیرا رب دونوں جا کر ان سے لڑو ہم تو ہمیں بیٹھ رہیں گے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
 ان سے غصہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ خالصتاً اِنِّیْ لَا اَمْلِیْتُ
 الَیْہِ توجہ! بولے موسیٰ علیہ السلام اے رب میرے اختیار میں نہیں مگر میری جان اور میرا بھائی سو
 توجہ ائی کر دے ہم میں اور بے حکم لوگوں میں۔ قصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا
 کہ جہاد کرو وعلما لہ جبار سے ملک شام چھین لو پھر ہمیشہ کے لئے وہ ملک تمہارا ہوگا۔ حضرت موسیٰ
 نے بارہ شخص کو بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے پر سردار کیا تھا اور ان کو ملک شام میں بھیجا تاکہ اس ملک
 کی خبر لائیں۔ چنانچہ وہ خبر لائے تو ملک شام کی خوبیاں بیان کیں اور وہاں مسلط تھے علما لہ ان
 کی قوت زور بھی بیان کیا۔ پس حضرت موسیٰ نے ان سے کہا کہ تم قوم کے پاس خوبی ملک کی بیانت
 کیجو اور قوت دشمن مت بیان کرنا۔ اس حکم پر صرف دو شخص قائم رہے اور دس شخص نہ رہے۔
 جب قوم نے ان سے علما لہ کا زور و قوت کو سنا تو وہ اپنی ناموسی ظاہر کرنے لگے اور انہوں نے
 یہ چاہا کہ ہم پھر لوٹ کر اپنے مہر جائیں۔ اس تفصیر کی وجہ سے چالیس برس شام کے فتح میں دیر لگی
 اور اس قدر مدت بنی اسرائیل جنگوں میں پھرتے رہے اور اس قرن کے لوگ سب مر گئے تھے
 مگر دو شخص جو حضرت موسیٰ کے بعد خلیفہ ہوئے یوشع اور کالوت ان کے ہاتھ سے ملک
 شام فتح ہوا۔ القہہ موسیٰ و ہارون اپنا عصا ہاتھ میں لے کر ملک شام کو برائے جہاد روانہ ہوئے
 اور جب رات ہوئی تو بنی اسرائیل نے مصر جانے کا قصد کیا تمام رات چلتے رہے اور صبح فجر کے
 وقت دیکھا کہ جس جگہ سے کوچ کیا تھا اسی پر آ رہے ہیں پھر دوسری شب کو تمام رات چلتے رہے
 اور صبح فجر کے وقت دیکھا کہ جس جگہ سے کوچ کیا تھا اسی پر آ رہے ہیں پھر دوسری شب کو تمام رات
 چلتے فجر کو دیکھتے ہیں کہ جہاں سے کوچ کیا تھا اب تک وہیں ہیں۔ وہ سمجھے کہ موسیٰ کی بددعا سے
 یہ حال ہوا تب یوشع بن نون نے ان سے کہا کہ اس میدان میں ٹھہر جاؤ اور صبر کرو استغفار پڑھو
 جب تک حضرت موسیٰ ملک شام فتح کر کے واپس نہ آویں تب تک یہیں ٹھہرے رہو۔ یہ بات

سن کہ بنی اسرائیل خدا پر توکل کر کے اسی جگہ رہے اور اس جگہ کا نام تیبہ ہے جس جگہ پر یہ لوگ ٹھہرے رہے اس میں بارہ اسباط بنی اسرائیل اور چھ لاکھ آدمی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہڈیوں سے چالیں برس محسوس رہے اور وہاں سے نکل نہ سکے اور وہ تیبہ درمیان فلسطین اور اردن اور مصر کے ہے اور اس میدان تیبہ کا طول چھتیس کوس ہے اور عرض اٹھارہ کوس کا ہے عرض حضرت موسیٰ علیہ السلام جب نزدیک شہر عوج کے گئے۔ لوگوں کی حبیب شکل دیکھ کر ڈرے اور حافظہ حقیقی کو یاد کر کے آگے بڑھے۔ جب عوج بن عنقی نے انکو دیکھا تو چاہا کہ پکڑ کر چوٹی کی طرح پیروں سے مل دیں اور کہا کہ تو ہے سردار قوم بنی اسرائیل کا اور تو نے قبطیوں کو دریائے نیل میں فرعون کے ساتھ ڈبا مارا ہے یہ کہہ کر اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حملہ کیا۔ حضرت موسیٰ نے جوابی حملہ کیا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قد بھی تقریباً دس گز لمبا تھا اور دس گز اوپر اچھل کر اس کے ٹخنوں پر بٹھا مارا وہیں مردود گر کر مر گیا چالیس برس سے بنی اسرائیل تیبہ مذکور میں تھے اور ادھر لاش عوج بن عنقی کی میدان میں بڑی تھی اور گوشت پوست گل گیا تھا اور پتہ کی ہڈی مثل بہار کے اونچی ہو رہی تھی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

پیدائش | بعض تواریخ کے حوالے سے یہ جلتا ہے کہ ایک دن فرعون ملعون نے اپنے خواب میں دیکھا کہ دو درخت عالم بالا پر گئے اور پھر سارا عالم ان کے زیر سایہ ہو گیا۔ صبح ہوتے ہی اس نے اپنے تمام حکیموں اور منجموں اور جادوگروں کو بلایا اور پھر ان سے پوچھا کہ تم کو خوب غور و خوض کر کے ہم کو اس خواب کی تعبیر بتانا چاہیئے۔ یہ سن کر فرعون نے ان لوگوں نے کہا کہ ہم اپنی اپنی کتابوں میں اس خواب کی تعبیر کو معلوم کرتے ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنے خیالات کے مطابق اپنی اپنی کتابوں میں خوب اچھی طرح غور کیا۔ پھر ان لوگوں نے آکر فرعون سے کہا کہ قوم بنی اسرائیل سے ایک شخص ایسا پیدا ہوگا کہ تمہاری مملکت کو وہی خراب کرے گا اور تمام لوگ اس کے زیر حکم ہوں گے۔ یعنی ملک و میراث و نعمت کل اس کے ہاتھ میں ہوگی یہ گفتگو اپنے منجموں کی سن کر فرعون بہت ہی ہراساں ہوا اور پھر بولا۔ وہ لڑکا کب پیدا ہوگا۔ وہ ہم کو کہنے لگے کہ تین دن رات میں وہ لڑکا اپنے باپ کی پشت سے مادر رحم میں آوے گا۔ یہ سن کر فرعون نے گھبراہٹ محسوس کرتے ہوئے حکم دیا کہ جتنے بنی اسرائیل ہیں آج سے کوئی

بھی اپنی بیوی کے ساتھ بہتر نہ ہونے پائے اور جو کوئی اس حکم کی خلاف ورزی کرے گا تو اس کو
 مار ڈالوں گا۔ چنانچہ اس نے ایک ایک آدمی بنی اسرائیل کے گھروں میں متعین کر دیا اور فرعون کے
 در کی وجہ سے بنی اسرائیل میں کوئی بھی اپنی بیوی کے مباشرت نہ کرتا مگر تقدیر الہی سے چارہ نہ تھا
 اور باوجود اس تنبیہ اور تہدید کے اس تین دن رات کے اندر جو بنویوں نے کہا تھا روز موعود
 میں وہ لڑکا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کے شکم میں آگئے اور اس کی شرح یوں ہے کہ خاتون
 نام عمران کی بی بی تھی اور وہ بھی بنی اسرائیل کی قوم سے تھیں اور اس سے پہلے ایک دیکھا بھی تھا بی بی
 کو شوق مباشرت کا ہوا اور ان کو ایسا غلبہ ہوا کہ صبر و قرار بھی جاتا رہا آخر وہ نہ ٹھہر سکیں رات ہی کو
 اٹھ کر اور اپنے گھر سے نکل کر فرعون کے دروازے پر جا پہنچیں۔ اتفاقاً تمام دروازے کھلے ہوئے
 تھے۔ اور دروازوں پر نگہبان اور دربانوں کو سوتے ہوئے دیکھا اس دن اللہ تعالیٰ نے ان
 پر نیند کا غلبہ بھی زیادہ کیا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ خاتون بے کھٹکے فرعون کی خوابگاہ میں جا پہنچیں وہاں
 اپنے شوہر کو دیکھا کہ فرعون کی نگہبانی کو رہا ہے اور فرعون سوتا ہے اور پھر عمران اپنی بیوی کو دیکھ
 کر جب کہ تمام لوگ آرام کی نیند سو رہے تھے شوق مباشرت زیادہ ہوا پس وہاں سے سرک کر زن
 و شوہر نے جماعت سے فراغت کر لی اور اس گھڑی حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے باپ کے صلب
 سے ماں کے رحم میں آئے بعد اس کے بی بی خاتون وہاں سے اٹھ کر اپنے گھر چلی آئیں اور یہ
 بھید کی کو معلوم نہ تھا سوائے رب العالمین کے وہ تو ہر بھید کو اچھی طرح جانتا ہے بلکہ وہ تو ظاہر
 و باطن چیزوں کو خبر رکھتا ہے پھر صبح ہوئی تو فرعون نے اپنے نجومیوں کو طلب کیا اور ان
 سے پوچھا کہ وہ لڑکا پیدا ہوا یا نہیں تو انہوں نے اپنے نجوم سے حساب لگا کر بتایا کہ وہ
 شب گزشتہ میں باپ کے صلب سے ماں کے رحم میں آچکا ہے یہ سنتے ہی فرعون ملعون نے
 اپنے تمام رکنوں کو حکم دیا کہ اگر کوئی بھی لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوا تو اس کو فوراً مار دو، لیکن
 لڑکی کو مت مارنا اور غوث کے عوض میں اس کی ماں کو ستر دم لے کر اپنی اولاد کو مار ڈالتے تھے
 اور فرعون ملعون نے ہر ایک گھر میں بنی اسرائیل کے ایک ایک قبیلے کو تعینات کیا اور وہ قبیلے
 اگر بیٹا ہوا تو اس کو مار ڈالتا اور اگر بیٹی ہوئی تو اس کو نہ مارتا۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے
 ارشاد فرمایا۔ **وَإِذْ نَجَّيْنٰكَ مِنَ آلِ يٰسَرَ عَوْنَ يَسُوْ مُؤْنٰكُم مَّوَدَّ الْعَذَابِ**
يٰذِيْ يَحُوْنَ اَبْنَاءُ كُمْ وَ يَسْتَخِيْوْنَ يَسَآءُ كُمْ وَ فِىْ ذٰلِكُمْ بَلَاٌۢءٌ مِّنْ
دٰمِيْكُمْ عَظِيْمٌ ترجمہ اور جب پھر ادا یا ہم نے تم کو فرعون کے لوگوں سے کر دیتے تھے

تم کو بڑی تکلیف سے ذبح کرتے تھارے بیٹے اور زندہ رکھتے تھے تمہاری بیٹیوں کو اور اس میں
 آزمائش ہوئی تمہارے رب کی بڑی پس بنی اسرائیل کو فرعون ملعون نے بڑے دکھ میں رکھا تھا
 اور ان کے بیٹوں کو قتل کرتا تھا اور یہاں تک اس نے کر رکھا تھا کہ انکی عورتوں کے حمل آکر دیکھتے
 اور ان کے پیٹ پر غیر محرم ہاتھ پھیرتے تھے کہ حمل میں ہے یا نہیں۔ اور ادھر حضرت موسیٰ علیہ
 السلام کی ماں حمل سے تھیں ایک دن اتفاق ایسا ہوا کہ وہ روٹی پکا رہی تھیں یکا یک ان کو دروازہ
 ہوا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام تولد ہوئے اور وہ نہایت خوبصورت تھے ان کے تولد سے سارا
 گھر روشن ہو گیا اور جو بھی کوئی ان کی طرف دیکھتا تو اس کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں اور کچھ ہی
 عرصہ میں فرعون کے بچے کو بھی آپہنچے اور حضرت موسیٰ کی والدہ اندیشہ کر رہی تھیں اور کہہ رہی
 تھیں کہ یا اللہ میں اس بچے کو کہاں لے جا کر جھپاؤں کیونکہ فرعون کے لوگ اس بچے کو دیکھتے ہی
 مار ڈالیں گے۔ یا اللہ اس معصوم بچے کو تو کی جگہ پر پہنچا دے؟ فرج مجبور ہو کر تنور کی آگ میں
 بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر ڈال دیا اور ایک دیگ خالی اس کے اوپر چڑھا دی۔ بعد اس
 کے فرعون کے لوگوں نے آکر خاتون کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا تو کچھ حمل کا اثر نہ پایا اور پھر وہ
 چلے گئے اور ادھر خاتون اپنے فرزند کی محبت میں رونے لگیں اور کہتی تھیں کہ ناحق میں نے اپنے
 بچے کو تنور میں ڈال دیا۔ نہایت ہی افسوس کو کے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا کہ اب تو بچہ بالکل
 جل گیا۔ اور کہنے لگیں کہ اگر جلے ہوئے بچے کی ہڈی بھی ہوئی تو اس سے اپنے دل مجروح کی دوا
 کرتی۔ بعد اس کے جب انہوں نے اس جو لھے کے اندر دیکھا تو وہ بچہ اسی آگ میں اپنے ہاتھ
 میں ایک سیب لئے کھیل رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر بڑی ہی متعجب ہوئی اور خدا کا شکر بجالائیں
 یہ دیکھتے ہی ان کو اس تنور سے فوراً اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ پھر متفکر ہو گئیں کہ اس لڑکے کو کہاں
 بچھا کر رکھوں ایسا نہ ہو کہ فرعون کے لوگ اس کو مار ڈالیں۔ یہ کہتی جاتی تھیں۔ اور ان کی آنکھوں
 سے آنسو بھی جاری تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **وَاذْ حَيْنَا اِلٰی اُمِّ مُوسٰی اَنْ
 اَرْضَعِيْهِ مَبَاذَا خِفَتْ عَلَيْهِ فَاَنۡقِيۡهِ فِی الْمِیۡمِ وَ لَا تَحْزَنِيْ
 اِنَّآ اَدۡرُوۡہُ اِلَیۡکَ وَ جَاعِلُوۡہُ مِیۡنَ الْمُرۡسَلِیۡنَ** ترجمہ اور ہم نے حکم بھیجا مجھے
 کی ماں کو کہ اس کا دودھ پلا پھر جب تم کو ڈر ہو اس کا تو ڈال دے اس کو دریائے نیل میں اور
 اس میں نہ کچھ خطرہ کر اور نہ کچھ غم ستم ہم بچہ پہنچا دیں گے تیری طرف اور کریم گے اس کو اپنے
 رسولوں میں سے تب حضرت موسیٰ کی والدہ یہ بشارت پا کر بہت خوش ہوئیں اور ایک منہ

بنانے کے لئے ایک برہمنی کی تلاش میں نکلیں فوراً حضرت جبرائیل علیہ السلام بصورت بڑھی کے ان کے سامنے آکھڑے ہوئے حضرت موسیٰ کی والدہ ان سے کہنے لگیں کہ کیا تم صند و قچہ بنانا جانتے ہو۔ بولے ہاں میں صند و قچہ بنانا جانتا ہوں۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ان کے گھر جا کر ایک صند و قچہ بنا کر چلے گئے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں نے ان کو خوب دودھ پلایا اور بہترین حریر کے کپڑے میں لپیٹ کر اس صند و قچہ میں رکھ کر مقل کر کے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ اور دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کی والدہ اس سے بہت خوف کرتی تھیں، اور بڑھی کو سترنگ دینا راجرت اس کی دے کر رخصت کیا۔ چنانچہ اس ہمسائے نے یہ چاہا کہ اس کی خبر فرعون کو کر دوں جب وہ ارادے سے فرعون کے پاس گیا اور چاہتا تھا کہ میں اس لڑکے کی خبر دوں تو خدا کے حکم سے اس کی زبان گونج ہو گئی اور وہ اپنا مقصد جو لے کر گیا تھا فرعون سے کہہ نہ سکا، جب فرعون کے پاس سے باہر نکل آیا پھر اس کی زبان کھل گئی، یہ دیکھ کر پھر اس نے قصد کیا کہ میں فرعون سے جا کر کہوں تو پھر وہ گونگا ہو گیا جب وہ وہاں سے باہر آیا تو اس کی زبان کھل گئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایسا قصد اس نے تقریباً سات مرتبہ کیا۔ لیکن جب وہ فرعون کے قریب پہنچتا اور ارادہ کرتا کہ میں اس خبر کو فرعون سے کہوں تو اس کی زبان فوراً گونج ہو جاتی تھی۔ چنانچہ وہ مجبور ہو کر وہاں سے باہر نکل آیا اور اس قصد سے وہ باز آگیا اور پھر اس نے توبہ کی اور خداوند کریم پر ایمان لے آیا اور پھر اس نے یہ بات کسی سے بھی نہ کہی۔ الغرض اور آخر حضرت موسیٰ کی والدہ نے حضرت موسیٰ کو اس صند و قچہ میں رکھ کر دریائے نیل میں ڈال دیا۔ اور حضرت موسیٰ کی بہن مریم سے کہہ دیا کہ اے بیٹی تو اس صند و قچے کو دیکھتی ہو تو قی دریا کے کنارے کنارے چلی جا، کبھی ایسا نہ ہو کہ کوئی شخص دیکھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وَقَالَتْ لِذَٰلِکَ خُذِیْ حُضْنِیْ فَبَصُرَتْ بِہِ مِنْ جُنُبٍ وَہُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۖ۔ ترجمہ: اور کہہ دیا اس کی بہن کو کہ اس کے پیچھے چل جا پھر وہ دیکھتی رہی اور اس کو اجنبی ہو کر اور ان کو خبر نہ ہوئی۔ پس خدا کے حکم سے وہ صند و قچہ پانی میں بہتا ہوا دریائے نیل سے اس نہر کے اندر سے جو فرعون نے اپنے محل کے اندر ایک بڑا حوض بنایا تھا وہاں پر جا ٹھہرا اور اس وقت فرعون اپنی آسیہ خاتون کو ساتھ لے کر تخت پر بیٹھا تھا اچانک ان دونوں کی نظر اس صند و قچہ پر جا پہنچی۔ فرعون نے اپنی بیوی آسیہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ یہ کیا چیز ہے جو پانی پر بہتی ہے یہ کہہ کر دونوں اپنے تخت شاہی سے اٹھے اور اس کے قریب جا کر دیکھا کہ ایک صند و قچہ ہے فرعون نے چاہا

کہ اس صند وچہ کو اپنے ہاتھ سے اٹھالے لیکن وہ صند وچہ اس کے ہاتھ میں نہ آیا۔ کیونکہ فرعون مردود
 کا فرد مشرک تھا پلید کے ہاتھ سے نہ اٹھا۔ اس کے بعد آسیہ خاتون نے اپنے ہاتھ دراز کئے اور انہوں
 نے وہ صند وچہ اپنے ہاتھ سے اٹھالیا اور پھر فرعون کے سامنے لا کر رکھا پھر فرعون نے اس کے
 کھولنے کی ہر چند کوشش کی لیکن وہ اس صند وچہ کو نہ کھول نہ سکا مجبوراً تھک کر بیٹھ گیا پھر آسیہ
 خاتون جو کہ مومنہ تھیں انہوں نے اس صند وچہ کو کھولا اور ہم اللہ بڑی ہی اس میں دیکھا کہ ایک لڑکا متنب
 صمدت ہے اس کے نور سے سارا گھر فرعون کا روشن ہو گیا یہ دیکھ کر فرعون کے دل میں اس کی محبت
 آگئی خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایسی نیک صورت دی تھی کہ جو کوئی ان کی طرف دیکھتا
 فریفتہ ہو جاتا تھا۔ پھر آسیہ خاتون نے فرعون سے کہا کہ مجھے فرزند نہیں ہے میں اس کو پالوں گی اور
 یہ واضح ہو کہ آسیہ خاتون بنی اسرائیل قوم سے تعلق رکھتی تھیں اور بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ حضرت
 موسیٰ کی چچی ہی ہیں تھیں اور وہ اچھی طرح اپنے خویش برادر کو پہچانتی تھیں پھر فرعون سے کہنے لگیں
 کہ دیکھو یہ لڑکا تمہارا اور میرا نورشیم ہے اس کو نہ مارنا کیونکہ ہم اس کو پالیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا۔ **وَقَالَتِ إِمْرَأَتُكَ أَفَرُغُونَ قُرَّةَ عَيْنٍ بِإِيَّائِي وَكَذَلِكَ دَلَّاهُ قَتْلُوهُ قُ**
عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَهُمْ لَا شُعُورُونَ ترجمہ: اور بولی
 فرعون کی عورت آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ لڑکا مجھ کو اور تم کو اور اس کو نہ مارو شاید یہ ہمارے
 کا آدسے یا بنا لیوے اس کو بیٹا اپنا اور وہ اس بات کو نہ سمجھتے تھے یعنی ان کو کچھ بھی نہ خبر تھی کہ وہی
 لڑکا بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن وہ خوب جانتا تھا کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل میں سے کسی نے خون سے
 دریاے نیل میں ڈال دیا کہنے لگا کہ اگر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا۔ یہ سمجھ کر ان کو نہ مارا۔ اور فرعون
 کے یہاں ایک بیٹی تھی جو برص کی بیماری میں مبتلا تھی اس نے آکر دیکھا کہ لڑکا رو رہا ہے اور اس
 کے منہ سے رال گرتی ہے اس نے جلدی سے آکر اس لڑکے کو اٹھالیا اور اپنی گود میں بٹھالیا۔
 خدا کے فضل و کرم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ سے جو لعاب نکل رہا تھا وہ لعاب اس
 لڑکی کے برص کے دھبوں پر لگا تو اس کی برص کی بیماری جاتی رہی اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔
 یہ دیکھ کر آسیہ خاتون نے فرعون سے کہا کہ دیکھو یہ کیسا مبارک لڑکا ہے کہ اس کے منہ سے جو رال
 نکل رہی تھی وہ تمہاری بیٹی کے بدی پر لگی تو اس کے بدن سے برص کی بیماری جاتی رہی۔ یہ سن کر
 اس نے اپنی بیٹی کو بلایا اور پھر دیکھا کہ واقعی یہ برص کی بیماری تھی وہ ٹھیک ہو گئی ہے تب فرعون
 نے حضرت موسیٰ کو پیار کرتے ہوئے اپنی گود میں لے لیا اور ایک دائی دودھ پلانے کے واسطے

بھی مقرر کر دی اور کہتے ہیں کہ فرعون نے جب اپنے شہر کی تمام دائیوں کو بلایا اور بہت سی دائیاں آئیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی دائی کا دودھ نہ پیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 وَحَرَّ مَنَا عَلَیْہِ الْمَرَاۤءِضَ مِنْ قَبْلِ فَنَاقَتْ حَیْلًا اَدْبَسَ کُمْ عَلٰی اَہْلِ بَلَدٍ
 یَتَکَفَّلُوْنَہٗ لَکُمْ وَہُمْ لَہٗ مَنَاصِحُونَ ۝ ترجمہ: اور حرام کر دیا ہم نے اوپر اس
 کے دودھ دائیوں کا پہلے سے۔ پس خواہر موسیٰ و ہارون موجود تھیں۔ وہ بولیں کہ میں بتاؤں تمہیں
 ایک گھر والی کو کہ پالے اس کو واسطے تمہارے اور واسطے اس کے بہت خیر خواہ ہے یہ سن کر فرعون
 نے کہا کہ لے آؤ ان کو۔ پھر وہ دوڑی ہوئی گئیں اپنی ماں کے پاس جا کر بولیں اسے ماں میری
 خدانے مہربانی کی ہے ہم پر، چلو تم میرے بھائی کو دودھ پلانے اور فرعون بلاتا ہے اور اس
 کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ تمہارا بیٹا ہے اور اس نے بہت سی دائیوں کو بلایا تھا مگر وہ
 کسی کا دودھ نہیں پیتا ہے تم چلو کیونکہ میں نے اجنبی طور پر تمہاری بات فرعون سے کہی ہے
 کہ میں دودھ پلانے والی ایک دائی لاؤں گی۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ کی ماں خوش ہو کر فرعون
 کے گھر پر آئیں و بال آکر دیکھا بہت سی دائیوں کو بلایا ہے لیکن کسی دائی کا دودھ بھی
 حضرت موسیٰ نہیں پیتے جب حضرت موسیٰ کی والدہ نے ان کو اپنی گردنیں لیا اور اپنا دودھ
 بلانا چاہا تو انہوں نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا۔ اور حضرت موسیٰ کی ماں خوش ہو کر فرعون
 اور اس کے گھر والوں سے یہ کہنا چاہتی تھیں کہ یہ بیٹا بھی مہرا ہے۔ تب فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف
 سے ان کے دل میں الفا ہوا کہ اے خاتون یہ راز کسی پر مست ظاہر کر دو اور اپنا بیٹا کہہ کر کسی
 کو مت کہو یا مان پلید نے جو فرعون کا دزیر تھا اس نے تب حضرت موسیٰ کی ماں سے پوچھا کہ
 اے دائی یہ لڑکا شاید تمہارے ہی

بطن سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ بولیں کہ ایسا نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ یہ لڑکا میرے دودھ سے
 بہت خوش ہے۔ پس فرعون نے اس سے کہا کہ تم اپنے دودھ پلانے کی اجرت ہر روز ایک دینار
 ہم سے لے لیا کرو۔ تب حضرت موسیٰ کی والدہ فرعون سے اجرت دودھ پلانے کی مہینہ میں تیس
 دینار لیا کرتی تھیں اور اس طرح وہ اپنے بیٹے کو دودھ پلاتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
 اِنَّا اٰمَنَّا بِہِ کَ تَقَرَّرَ عَنْہَا ذَا تَحَرَّرْنَ وَ لَیْسَ عَلَیْہِ اَنْ وَعَدَ اللّٰہُ حَقًّا وَ لَیْسَ
 اَکْثَرُھُمْ لَہٗ یَعْلَمُوْنَ ۝ ترجمہ: پھر پہنچا دیا ہم نے موسیٰ کو اس کی ماں کی طرف
 کہ ٹھنڈی رہے اس کی آنکھ اور غم نہ کھاوے اور جانے کہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا ٹھیک ہے لیکن

اکثر ان کے نہیں جانتے۔ اسی طرح پندرہ روز گزرے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون دیکھ کر خوش ہوا اپنی گود میں لے کر حضرت موسیٰ کو بوسے دیتے لگا حضرت موسیٰ نے ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے منہ پر ایک طباخہ مارا یہ کیفیت دیکھ کر فرعون بہت ہی غصہ میں آ گیا اور اسی وقت مار ڈالنے کا حکم کیا اور پھر بولا کہ شاید یہ وہی لڑکا معلوم ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے میرا ملک تباہ و برباد ہوگا۔ اس وقت آسیہ خاتون نے کہا کہ اے فرعون کیا تم نہیں جانتے شیر خوار بچوں کا تو یہی فعل ہے ان کو سمجھ بوجھ نہیں ہوتی اور یہ لڑکا بنی اسرائیل میں سے نہیں ہے جو تم خیال کرتے ہو اور تم نے تو تمام قوم بنی اسرائیل کے لڑکوں کو مار ڈالا ہے۔ پس اس کے آزمانے کیلئے دو طشت نکالو۔ ایک طشت میں یاقوت شریف بھر کر حضرت موسیٰ کے سامنے لا کر رکھو اور دوسرے میں تانگ بھریں۔ بولا اگر یہ لڑکا آگ کی طشت میں اپنا ہاتھ ڈالے گا تو یہ سمجھنا کہ یہ لڑکا بنی اسرائیل کی قوم سے نہیں ہے اور اگر یہ لڑکا یاقوت کے طشت میں ہاتھ رکھے گا تو سمجھنا کہ یہ وہی لڑکا ہے جو ہمارا دشمن ہے۔ پس حضرت موسیٰ نے چاہا کہ اپنا ہاتھ اس یاقوت والی طشت میں ڈالیں۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرائیل نے آکر ان کا ہاتھ پکڑ کر آگ کے طشت میں ڈال دیا۔ پس اسی طشت سے ذرا سی آگ لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے منہ میں رکھ لی اس سے کچھ زبان مبارک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جل گئی تب خاتون نے فرعون سے کہا کہ تم نے دیکھا کہ بچے نے آگ پکڑ کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ یہی خصال بچوں کے ہوتے ہیں۔ پھر یہ بات سن کر فرعون ان کو گود میں لے کر بیمار کرنے لگا اور پھر ان کی ماں کے حوالے کر دیا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ کی زبان طفولیت میں فرعون کے گھر میں جل گئی تھی جس کی وجہ سے صاف گفتگو نہیں کر سکتے تھے۔ جب حضرت موسیٰ بڑے ہوئے تو کہہ چاکر فرعون کے اپنے ساتھ لے کر شہر میں پھرا کرتے اور لقب آپ کا پسر فرعون تھا اور کبھی کبھی فرعون ملعون ان کا ہاتھ پکڑ کر سامنے بٹھا کر اکثر باتیں علم اور حکم کی لب شیریں سے انکے سنتا اور پھر بہت پیار بھی کرتا جب حضرت موسیٰ کی عمر میں برس کی ہوئی تو فرعون نے ان کی شادی بڑی شان و شوکت سے کر دی اور شادی کے بعد دو لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں ایک کا نام حرتون تھا اور دوسرے کا نام بلقا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون ملعون کے پاس تقریباً تیس برس رہے۔ پھر اسی کے بعد شہر مدین کی طرف ہجرت کی اور حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس گئے۔

ہجرت مصر

حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے معمول کے مطابق ایک دن شہر کے اندر قیلوے کے وقت گشت کر رہے تھے اسی اثنا میں دیکھا کہ دو شخص آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ ایک ان سے قوم قبلی تھا اور یہ فرعون کے باورچی خانے کے سرداروں میں سے تھا اور دوسرا ان میں قوم بنی اسرائیل سے تھا اور نام اس کا سامری تھا دونوں میں اچھا خاصا جھگڑا ہو رہا تھا۔ سامری نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر فریاد کی کہ دیکھو قبلی مجھ پر ظلم کرتا ہے۔ اور میری لکڑیاں ظلم سے چھین لیتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تو اس کی لکڑیاں چھوڑ دے۔ قبلی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ یہ لکڑیاں تمہارے باپ فرعون کے باورچی خانے کے لیے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ میرے کہنے سے اسے چھوڑ دے اور دوسری لکڑیاں لے لو۔ لیکن اس قبلی نے نہ مانا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قبلی کے سینہ میں ایک گھونسا ایسا مارا کہ وہ زمین پر گر پڑا اور فوراً اس کی روح نفس غمیری سے پرواز کر گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى وَدَخَلَ الْمُقْبِلُ يَنَةَ مُوْسَىٰ فَكَذَّبَ فَذَكَرْنَاهُ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَذَكَرْنَاكَ مُؤَسَّىٰ لِقَبْضِ مَلِكِهِ ۖ**

ترجمہ اور موسیٰ آٹے شہر کے اندر جس وقت بے خبر ہو رہے تھے وہاں کے لوگ آپس پائے اس میں دو آدمی لڑتے ایک ان میں ان کے رفیقوں میں سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں میں سے تھا پس فریاد کی موسیٰ علیہ السلام کے پاس اس نے جو تھا ان کے رفیقوں میں اس شخص کی جو اس کے دشمنوں میں سے تھا پس مکارا اس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پس تمام کیا اسکو اور کوئی قبلی برادر اس کا نہ تھا پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو وہاں سے بھگا دیا کہ تو یہاں سے چلا جا نہیں تو تیرا دشمن قبلی تجھ کو پکڑے جائیگا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں تضرع و زاری کی اپنے گناہ سے جو کہ انہوں نے ایک قبلی کو ان کے حکم کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرنے کے سبب سے مار ڈالا تھا۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى قَالَ قَوْمِ اِنِّي ظَلَمْتُ لِنَفْسِي فَاعْفُوْا لِيْ فَغَفَرُوْا لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۖ**

ترجمہ! کہا موسیٰ نے اے رب برا کیا میں نے اپنی جان کا سونچنا مجھ کو پس بخش دیا اس کو

اس کو بیشک وہی ہے نخسے والا مہربان۔ اس کے بعد سب قبلی آئے اور اس مردِ قبطی کو مردِ یکھا پھر اس کی خبر فرعون ملعون کو مینچائی۔ فرعون بولا جاؤ اور اس کے قاتل کو پکڑ کر میرے پاس لاؤ تمام قبیلوں نے بہت تلاش کیا لیکن اس کا قاتل نہ ملا۔ پھر اس مرے ہوئے قبطی کو بے جا دفن کیا۔ اگرچہ فرعون کافر بیشک تھا مگر عدل و انصاف ظالم و مظلوم کا کیا کرتا تھا۔ لیکن اس کا قاتل نہ پا کر خاموش ہو رہا۔ پھر دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبح اٹھ کر شہر میں جا کر دیکھا کہ ایک قبطی اسی سامری کو مار رہا ہے بمصلحتِ حق اس آیت مذکور کے۔

فَبَصَّعَ فِي الْمَدِينَةِ حَاثِفًا يَتَرَقَّبُ يَا ذَا الَّذِي اُسْتَنْصَرْتُ يَا اَلْمُنْسِي يَسْتَصْرِفُهُ
 قَالَ لَهُ مُوسٰى اِنَّكَ لَعَوِيٌّ مُّسِيٍّ فَلَمَّا اَنَّ اَن اَدَا اَنْ يَّبْطِشَ بِاَلَّذِي هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا
 قَالَ يَمُومِي اَتَدْرِيْدُ اَنْ تَقْتُلُوْا كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا يَا اَلْمُنْسِيْ اِنْ تَرَدِدْ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ
 جَبَّارًا اِنِّي الْاَرْضُ وَمَا تَدْرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُضْلِحِيْنَ ۝ تَرَجَّصَ مَعْرَجٌ كَرَاهًا
 مَرَسِي شَهْرِيْسٍ دُرَّتَا هُوَ اَلْيَا تَا كَرَجَرَسِيْ جِيْسِيْ نِيْ كَل مَدَا مَنِيْ تَحِيْ هِيْ مَرَسِيْ سِيْ فَرَا دُرَّتَا
 پے۔ اس کو کہا حضرت موسیٰ نے مقرر تو گمراہ بے صریح یعنی تو ہر روز ظالموں سے الجھتا ہے
 اور پھر فوج کو لڑواتا ہے پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالے اس پر جو دشمن تھا ان دونوں کا بل لے اٹھا
 اے موسیٰ علیہ السلام کیا چاہتا ہے تو کہ خون کرے میرا جیسا کہ خون کر چکا ہے تو کل ایک آدمی
 کا کیا تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھر سے ملک میں اور تو نہیں چاہتا کہ ہر دے تو صلاح
 پسند ملاپ کرنے والا پس موسیٰ علیہ السلام نے ظالم قبطی کو مارنا چاہا سامری مظلوم تھا تو اس
 نے جانا کہ صرف زبان سے مجھ پر غصہ نہیں کیا ہاتھ بھی چلا دیں گے، وہ کل کا خون چھپا ہوا
 تھا کہ کس نے کیا آج کی زبان سے مشہور ہو گیا اس نے کہا اے موسیٰ آج مجھ بھی مارنا چاہتے
 ہو جیسا کہ کل ایک قبطی کو مار ڈالا تھا لہذا تم جتنا ہو اس ملک میں پس دوسرا قبطی سامری سے
 یہ بات سن کر دوڑا فرعون کے پاس کہ کل کی بھی بات اس سے جا کر کہہ دے کہ کل موسیٰ
 ہی نے خون کیا ہے اس قبطی کا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام ڈرتے ہوئے اپنی رہائش گاہ
 کو گئے کہ نہ جانے فرعون مجھ کو کیا کہے گا اور وہ ظالم بھی ہے اور عادل بھی ہے کہ اپنے بیٹے کی
 بھی رعایت نہیں کرتا اس سے بھی قصاص لیتا ہے اپنی والدہ محترمہ صاحبہ سے یہ باتیں پرشیدہ
 کہہ رہے تھے اسی وقت ایک شخص نے آکر خبر دی کہ اے موسیٰ تم کو فرعون مار ڈالنے کی فکر
 میں ہے اسی قبطی کا قصاص تم سے لے گا تم اس شہر سے کسی دوسرے شہر چلے جاؤ تب تم بچ

گئے اور نہ پھر مشکل ہے اور میں تمہارا خیر خواہ ہوں میں نے تم کو یہ خبر سنا دی ہے اور جبر وینے والا بھی قرون
 کا چیر لہجائی مومن مسلمان ایمان والا تھا تو کہ تعالیٰ و بقاء و جن مبن اقصیٰ الیٰ یُنْتَظِرُ ۝ قَالَ يَا مُوسٰی
 اِنِّ الْمَلٰٓئِکَہٗ یَاْتُبِرُوْنَ بِکَ فِیْقُتُوْکَ فَاَخْذُکَ اِنِّیْ لَکَ مِنَ النَّاصِحِیْنَ ۝ فَخَرَجَ مِنْهَا
 خَافِیًا یَتَرَقَّبُ ۚ قَالَ رَبِّ تَبِیْخِ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ ۝ ترجمہ ایک شخص شہر کے دوسرے
 سرے سے دڑتا ہوا آیا کہ اسے موسیٰ دربار والے شورہ کرتے ہیں پتھر پر کہ کچھ کو مار ڈالیں لہذا تو یہاں
 سے نکل جا اور میں نیز لہجہ لپٹا ہوں پھر چلے گئے موسیٰ وہاں سے اپنی والدہ کو چھوڑ کر ڈرتے ہوئے
 اور بھرتیہ ہوئے کہا اسے پروردگار نجات دے مجھ کو ظالموں سے

حضرت شعیب سے ملاقات

حضرت موسیٰ مصر سے نکل کر مدین کی طرف چلے گئے اور کہتے ہیں کہ مدین شہر مصر تقریباً
 دس کوس پر واقع ہے اور بعض روایوں نے کہا کہ وہ سات دن کی راہ ہے غرضیکہ حضرت موسیٰ
 علیہ السلام شہر مدین کو چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَ لَمَّا رَآہُ تَلَقَّاهُ مَدِّیْنَ قَالَ عَسٰی
 اَنْ یَّهْدٰی بِنِیَّ سُبُوْا السَّبِیْلَ ۝ وَ لَمَّا وَسَّ دَمَآءَ مَدِّیْنَ وَ جَدَّ عَلَیْہِ اَصَہٌ مِّنْ
 النَّاسِ یَسْقُوْنَہٗ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْحِہُمَا مَوَاتِیْنِ تَدْوٰیۡنَہٗ قَالَ مَا خَطْبُکُمَا۔
 قَالَتَا لَا نَسْقِیْ حَتّٰی یُصْدِرَ اللّٰہُ عَلَیْہٗ وَ اَبُوْنَا شَیْخَ کَبِیْرَہٗ ۝ ترجمہ اور جب متوجہ ہوا
 موسیٰ طرف مدین کے کہا تو دیکھ رہا ہے پروردگار میرا یہ کہ دکھا دے مجھ کو راہ سیدھی یعنی حضرت موسیٰ
 مدین کی راہ سے کما حقہ آگاہ نہ تھے اللہ تعالیٰ ان کو سیدھی راہ پر لے گیا۔ جب سپین مدین کے پانی
 پر تو دیکھا کہ ہے ایک جماعت لوگوں کی کہ پانی پلاتے ہیں اپنے مولشی کو اور اس کے سوا اس پانی کے
 قریب پانی دو عورتیں جوڑ کی کھڑی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم کو کیا کام
 ہے وہ بولیں کہ ہم اپنے مولشی کو پانی اس وقت تک نہیں پلا سکتے۔ جب تک تمام چرواہے اپنے
 اپنے مولشی کو پانی نہ پلائیں، اور پھر وہ چلے جائیں۔ اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے۔ بڑی عمر کا یعنی وہ
 شرم دھیا سے کنارے پر کھڑی تھیں، اپنی کمریاں لے کر ان میں اتنی قوت نہ تھی کہ وہ بھاری ڈھول
 سے پانی اٹھا کر کمریوں کو پلا دیں۔ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس
 میدان میں جا پہنچے تو وہاں دیکھا کہ دو عورتیں چند کمریاں دہلی لے کر کنویں کے کنارے کھڑی ہیں۔
 حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ تم کون ہو۔ ہمیں کیوں کھڑی ہو۔ بولی ہم کمریوں کو پانی پلا دیں گی لیکن یہ

پتھر جو کنویں پر رکھا ہے بہت وزنی ہے یعنی ہماری طاقت سے باہر ہے کہ ہم اس کو ہٹا سکیں اور ہمارا باپ بھی نہایت ضعیف ہے ان میں بھی قوت نہیں رہی کہ وہ یہاں آکر پانی پلا دیں اس لیے ہم لوگ یہاں کھڑے ہیں کہ چرواہے آئیں گے تو وہ اپنے مویشیوں کو پانی پلانے کے واسطے پتھر کو ہٹائیں گے پھر ہم بھی اپنے مویشی کو یعنی بکریوں کو پانی پلائیں گے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ بات سنی تو از روئے ہمدردی انہوں نے اس پتھر کو کنویں سے ہٹا دیا اور پھر اس کنویں سے پانی بھر کر ان بکریوں کو پلا دیا اس کے بعد وہ چونکہ بہت تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے ایک درخت سایہ دار کے نیچے جا بیٹھے اور خدا تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا الہی مجھ کو کچھ کھانے کو دے اور میں اس وقت شدید بھوک میں مبتلا ہوں۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے فَاٰتَتْهُ اَحَدًا مِّنْ ثَمَرِهَا عَلٰی اِسْتِخَارَةٍ اَنْ اَبٰی يَّدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرًا مَّا سَفَيْتَ لَنَا فَاَقْبِرْ جَدَّكَ۔ پس آئی ان کے پاس ایک ان دونوں میں چلتی ہوئی شرم سے کہا تحقیق میرا باپ تم کو بلاتا ہے تاکہ دیر سے تجھ کو مزدوری کر کے پانی پلایا واسطے ہمارے۔ یہ سنا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ تقریباً سات دن کے بھوکے پیاسے تھے وہاں سے اٹھ کر اس لڑکی صفورا کے ساتھ چلے صفورا آگے چلتی رہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے چلتے رہے۔ صفوری دور جا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صفورا سے کہا کہ اے صاحبزادی میں آگے آگے چلوں کہنے لگی تم میرے گھر کی راہ نہیں جانتے اس لیے میں تم سے آگے چلتی ہوں حضرت موسیٰ نے کہا کہ اگر میں راہ بھولوں گا تو تمہارا کام یہ ہو گا کہ تم پیچھے سے اشارہ کر کے راستہ بتا دینا۔ یہ بات سنا کر صفورا نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ شخص بڑا ہی نیک مرد پارسلہ ہے چنانچہ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام آگے آگے چلے اور صفورا ان کے پیچھے پیچھے چلیں اور راہ بتاتی جاتی تھیں کچھ دیر کے بعد دونوں حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس جا پہنچے۔ دونوں نے جا کر حضرت شعیب علیہ السلام کو اسلام علیکم کہا حضرت شعیب علیہ السلام نے سلام کا جواب نہایت خندہ پیشانی سے دیا اور پھر ان کو اپنے پاس بٹھایا اور ان سے حال و احوال پوچھا حضرت شعیب علیہ السلام کے دریافت کرنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا حال مصر کا بیان کیا اور فرعون اور قبطی وغیرہ کا بھی درمیان گفتگو کے بیان کر دیا۔ یہ سنا کر حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اب تم کچھ بھی اندیشہ مت کر رہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ فَلَمَّا جَاءَهُمَا وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَبَوْتُ مِنَ الْقَدَمِ الطَّيِّبَةِ

ترجمہ۔ پس آئے حضرت شعیب علیہ السلام کے پاس اور بیان کیا پاس اس کے قصہ کہا
 مت دُرتو نے نجات پائی ظالموں سے اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی
 جو حضرت موسیٰ کو اپنے ہمراہ لے کر آئی تھی وہ اپنے باپ سے بولی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے: قَالَتْ اَدْخُلَا الْكَهْمَا يَأْتِيَا مَتَّاجِدَةً اِنَّ حَیْثُ مِیْنِ السَّاجِدَاتِ الْقُبُورُ لِلْاٰمِیْنِ۔
 ترجمہ۔ بولی ان دونوں میں سے اسے میرے باپ اس کو لو کر رکھ لو اور البتہ یہ بہتر نہ کہ ہے اگر تم کو رکھنا
 ہی ہے کیونکہ یہ مردنوں اور بھی ہے اور امانت دار بھی ہے۔ یہ سن کر حضرت شعیب علیہ السلام نے
 فرمایا اسے بیٹی بھلا تم نے ان کا نور تو دیکھا کون میں سے اپنی بھرنے میں اور امانت دار تم نے اس کو
 کیونکر جانا۔ وہ بولیں کہ ہم نے ان کی امانت داری راستے میں چال اور گھٹو سے معلوم کی ہے پھر حضرت شعیب
 اس چیز کو تسلیم کر لیا اور حضرت شعیب علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا قولہ تعالیٰ: اِنِّیْ
 اٰوَدْتُ اَنْ اُكَلِّحَ رَاحِدُ بَنَتِیْ هٰتِیْنِ عَلٰی اَنْ تَاجِدَا فِیْ ثَمَانِیْ جِجِیْ فَاِنْ اَكْمَلْتَ عَشْرًا فَاَنْتِ
 عَزِیْزَةٌ وَمَا اُذِیْبُ اَنْ اَسْتَقْبَلَ عَلَیْكَ سَجْنٌ فِیْ اِنْشَاءِ اللّٰهِ مِنَ الصَّالِحِیْنَ ؕ فَجَمَعَ
 کیا حضرت شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم کو بیاہ دوں ایک بیٹی سے
 ان دونوں سے اس شرط پر کہ تم میری نوکری کرے آٹھ برس تک پھر اگر ترپرا کرے۔ دس برس
 تو وہ تیری طرف سے ہو گا اور میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ بلا وجہ تجھ پر تکلیف ڈالوں اور تو انشاء اللہ
 آگے بڑھ کر پادشہ کا ایک تختوں سے۔ اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ
 قَالَ اَلَا لَیْسَ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُ اٰیَةٌ اَلَا جَلِیْنِ قَضِیَّتْ فَلَا عُدْوَانَ عَلَیْ وَ اللّٰهُ عَلٰی مَا لَقَدُوْلٌ رَّكِیْنٌ
 ترجمہ کیا موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب علیہ السلام سے یہ ہو چکا ہے عہد میرے اور تمہارے
 درمیان جو نبی صحت میں ان دونوں میں سے پوری کر دوں سو وہ نیا دیتی نہ ہو گی مجھ پر اور ہمارا اللہ
 تبارک و تعالیٰ یہ بھر دے ہے اس کا جواب جو آپ کہتے ہیں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت شعیب
 علیہ السلام سے کہا کہ آٹھ برس مجھے اختیار ہے چاہوں آٹھ برس نوکری کروں یا پھر دس برس، لیکن
 ایسا نہ ہو کہ آپ اپنے قول سے پھر ہاویں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کام مومن آدمی
 کا نہیں کہ وہ اپنے قول سے پھر جا دے۔ غرضیکہ حضرت شعیب علیہ السلام نے آٹھ برس کے اقرار سے
 اپنی بیٹی کے ہر کے عوض ان کی بکریاں چرانے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لکھوا کر اپنی بیٹی کو ان
 سے بیاہ دیا تاکہ دونوں پر نکاح درست ہو بعد ازاں اس حدیث شریف کے کہ اُذِیْبُ لَوْ جِیْبُ اَ
 اُجْدَةٌ قَبْلَ اَنْ یَّجْعَلَ عَوْفُہُ۔ یعنی مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے

پہلے سے ادا کر دو۔ اب اس حدیث سے لازم آتا ہے کہ اجرت نوکر کی جلدی ادا کرنا واجب ہے
اب اگر ہزار قطرے مزدور کی پیشانی سے نکل آویں اور خشک ہوں تو بھی اس کو کوئی غور نہیں کرتا۔ انظر
حضرت شعیب علیہ السلام نے جب اپنی بیٹی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سپرد کر دیا اور ایک عصابو
حضرت جبرائیل علیہ السلام نے بہشت سے لا کر آدم کو دیا تھا وہ عصاب حضرت شعیب علیہ السلام کو ورثے
نبوت میں پہنچا تھا اپنی بیٹی سے کہا کہ یہ عصاب لائق پیغمبر مرسل ہے لہذا یہ عصاب حضرت موسیٰ کو دینا چاہیے
تب یہ سنتے ہی وہ عصابے جا کر حضرت موسیٰ کے سامنے رکھ دیا اور پھر کہا کہ اے موسیٰ اگر تم اس عصاب
کو زمین سے اٹھا سکو گے تو پھر تم کو دوں گا یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ نے جلدی سے اس عصاب کو اپنے
ہاتھ میں لیا اور زمین سے اٹھالیا یہ کرامت دیکھ کر حضرت شعیب علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ شاید
تم کو اللہ تعالیٰ پیغمبر مرسل کرے گا۔ اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں کہ دیکھو اس فلاں میدان
میں ہرگز بکریاں چرانے مت جانا کیوں کہ اس میدان میں اژدھے بہت ہیں۔ یعنی حضرت شعیب
علیہ السلام نے سنتی سے منع فرمایا تھا کہ اس اژدھے والے میدان میں بکری مت چرانے جانا
اس نصیحت کو حضرت موسیٰ نے ہر وقت ملحوظ رکھا اور ہر چھپچاہا کہ بکریوں کو ساپوں کی جگہ سے
روکیں وہ بکریوں کو نہ روک سکے۔ بکریاں اس میدان میں جا کر چرنے لگیں ناچار ہو کر وہاں سے
ایک سرشتہ پر جا بیٹھے اور اس عصاب کو اپنے پہلو میں رکھ کر بولے اے عصاب اگر اژدھا آوے
تو اس کو مار ڈالنا تاکہ وہ بکریوں کو کھانے نہ پاوے۔ یعنی بکریوں پر نگہبان رہنا یہ کہہ کر سو گئے
اور خوب اچھی طرح نیند آگئی کچھ دیر کے بعد ایک اژدھا اپنی جگہ سے نکل کر بکریوں کو کھانے آیا۔ پس
اس عصاب نے مثال ایک بڑے اژدھے کی بن کر اس آئے دے اژدھے کو مار ڈالا۔ حضرت موسیٰ
علیہ السلام جب نیند سے بیدار ہوئے کہ وہ کیا دیکھتے ہیں کہ اژدھا اس میدان میں مردہ پڑا ہوا ہے
اور بکریاں چر رہی تھیں خوش ہو کر اپنی بکریوں کو لے کر گھر چلے آئے۔ یہ بات گھر آکر حضرت شعیب
علیہ السلام سے کہی کہ اجی حضرت وہ جو آپ نے فرمایا تھا کہ اس میدان میں مت جانا کیونکہ وہاں پر اژدھا
ہے وہ بکریوں کو کھا جائے گا۔ وہ اژدھا ہندو کے فضل و کرم سے مار گیا۔ پس اس چیز سے حضرت
شعیب علیہ السلام کو اور بھی یقین ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام مرسل پیغمبر ہوں گے کہتے ہیں کہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے چار برس حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرائیں اور حبیب پانچواں سال شروع
ہوا تو حضرت شعیب نے فرمایا کہ اے موسیٰ تمہارے اقبال سے اگر اس سال مہاسی بکریاں نہ جنیں
گا تو وہ سب تم کو دے دالیں گے۔ پس خدا کی مرضی وہی ہوا کہ تمام بکریوں نے نہ ہی جنے تو سب

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دیئے پھر جب چھٹا سال ہوا تو پھر فرمایا کہ اگر اس سال ہماری بکریاں مادہ جنیں گی تو وہ بھی تم کو دے دوں گا۔ فضل الہی سے سب بکریاں نے مادہ ہی جنا اور وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دے دی گئیں۔ پھر ساتواں سال شروع ہوا تو پھر کہا گیا اس سال ہماری بکریاں سیاہ بچے جنیں گی تو وہ بھی تم کو بہہ کر دیں گے آخر وہی ہوا۔ تمام بکریوں نے سیاہ بچہ جنا وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہہ کر دیا گیا پھر آٹھواں سال شروع ہوا تو پھر فرمایا کہ اگر اس سال ہماری بکریاں ابلق بچے جنیں گی تو وہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہہ کر دوں گا۔ مرضی الہی سے تمام بکریوں نے وہی ابلق بچہ جنا وہ بھی سب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بہہ کر دیا گیا۔ پھر تو ایسا ہوا کہ حضرت موسیٰ کی بکریاں حضرت شعیب کی بکریوں سے دو گنی ہو گئیں۔ پس دس برس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بالعوض بہر کے حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریوں کو چرایا اس کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ یہ سب بکریاں اور لونڈی باندی مال و متاع اور میری بیٹی صفورا کو میں نے نہایت ہی ملک میں دے دیا تم جہاں چاہو وہاں لے جاؤ اور ان سب کو بھی اپنے ہمراہ لے جاؤ میں اس میں کچھ بھی رکاوٹ نہ کروں گا خدا سب کو جبریت سے رکھے آمین۔

مصر میں دوبارہ واپسی

مصر چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آبائی وطن تھا اس لیے اس سے مانوسیت بھی بہت زیادہ تھی لہذا ایک ایک روز حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتا ہوا کہ اپنے ملک مصر جائیں اور وہاں جا کر اپنی والدہ کی خدمت میں شرف یوں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے بھائی ہارون سے بھی ملاقات کریں چنانچہ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے مصر جانے کی اجازت چاہی اور ساتھ ہی گزارش کی کہ ہماری ہمراہ آپ کی بیٹی صفورا اور لونڈی باندی بھی بکریاں مال و اسباب بھی سب لے کر مصر جائیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو اجازت مرحمت فرمادی۔ اس کے بعد وہ مدین سے روانہ ہو گئے جب وہ مدین سے ایک منزل نکل آئے تھے کہ رات ہو گئی اور اسی جگہ رات گزارنے کے لیے قیام کیا اور بکریوں پھیلوں کو ایک جگہ پر باندھ دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی صفورا حمل سے تھیں اور وہ حمل بھی قریب الولادة تھا چنانچہ اسی رات بچہ جننے کا بھی اتفاق مرضی الہی ہو گیا۔ اور اسی وقت ایک ایسی ہوا اور آندھی کا طوفان آیا کہ تمام عالم پر اندھیرا ہو گیا۔ اور

پھر آسمان بھی گرجنے لگا کسی نے بھی اس رات آرام نہ کیا پانی بھی برسنے لگا اور سخت سردی پڑنے لگی یہ دیکھ کر پھر موسیٰؑ گھبرا کر آگ نکالنے کو حقایق جھاڑنے لگے لیکن اس سے آگ نہ نکلی ناچار ہو کر غصے سے حقایق زمین پر پھینک دیا۔ پس خدا کے حکم سے اس حقایق نے موسیٰؑ سے کہا کہ اے موسیٰؑ مجھ کو خدا کا حکم نہیں ہے کہ تم کو آگ دوں۔ یہ سن کر حضرت موسیٰؑ علیہ السلام اس حقایق سے باز آئے اور پھر آگ کے واسطے بہت متفکر ہوئے اور چاروں طرف دیکھنے لگے خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ کوہ طور کی طرف ایک آگ کا شعلہ نظر آیا اور حقیقت میں وہ آگ نہ تھی بلکہ وہ خداوند قدوس کا نور مبارک تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَذَکَا فَضَلَّی مَوْسٰی الْکَاۤجِلَ وَ سَاۤرَیَا هٰٓیَلِمَ اَنۡسَ مِنْ جَانِبِ الطُّوۡرِ نَارًا قَالَ لِاَهْلِهٖ اٰمُکُوۡۤا اِنِّیۡ اَنتُ نَارٌ اَلْعَلٰی اَتٰیۡکُمْ مِنْہَا مَخۡیۡرٌ اَوْ جَذَۢوۃٌ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّکُمْ تَصۡطَلُوۡنَ ۝ ترجمہ۔ پس جب پورا کہ چکا موسیٰؑ وہ مدت اور سے کر چلا اپنے گھر والوں کو دیکھا کہ وہ طور کی طرف ایک آگ پھر یہ دیکھ کر کہنے لگے اپنے گھر والوں کو کہ تم سب یہاں ٹھہرے رہو میں نے ابھی دیکھی ہے ایک آگ شاید میں اس آگ کو لے آؤں تمہارے پاس وہاں سے یا تو وہ کچھ مرہ ہے یا پھر وہ آگ کا انکار ہے تاکہ تم لوگ اس سے تالو۔ پھر جب پہنچا اس کے پاس قولہ تعالیٰ۔ فَلَمَّا اَنۡشَاۡهُ اَنۡذَرۡتِہٖ مِنْ شَاطِئِہِ الْوَادِیۡمَ اِنِّیۡ الْبُقْعَۃُ الْمُبَارَکَۃُ مِنَ الشَّجَرٰتِ اَنۡ یَّمُوسٰی اِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیۡنَ ۝ پھر جب پہنچا موسیٰؑ اس آگ کے پاس آواز آئی میدان کے واسطے کہ اسے برکت والی زمین میں اس درخت سے کہ اے موسیٰؑ میں ہوں اللہ تمام جہان کا رب ہے پھر قولہ تعالیٰ اِنِّیۡ اَنَا وَ بَدَعْتُ قَاۡلَعًا نَّعْلٰیۡکَ اِنَّکَ یَاۡلُوۡا اِلَیَّ اِلَیَّ اِنۡ تَوَلَّیۡتَ فَاَسْمِعُ بِمَا یُذَکِّرُ اِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدْنِیۡ ۝ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ۝ دینِ حیدری ۝ ترجمہ۔ پھر کہا تحقیق میں ہوں پروردگار تیرا پس اتار ڈال دوں جو تیاں اپنی تحقیق تو بیچ میدان پاک کے ہے کہ نام اس کا طوی ہے اور میں نے پسند کیا تجھے پس سن جو کچھ کہ وحی کی جاتی ہے تحقیق میں ہوں اللہ نہیں ہے کوئی معبود مگر میں ہوں پس تو عبادت کر میری اور قائم رکھنا زکوہ واسطے میرے روایت کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰؑ علیہ السلام مدین سے مہر کو آنے لگے تو اپنی بیوی اور اپنی کبریاں ساتھ لے کر جنگل میں رات کی سردی میں راہ بھول گئے اور دوسرے ان کی بیوی کو دروازہ شروع ہو گیا۔ نہت دود سے آگ نظر آئی کہ وہ طور پر حقیقت میں وہ آگ نہ تھی وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا۔ اپنی بیوی سے کہا کہ تم کچھ دیر ٹھہرو میں تمہارا واسطہ

آگ لاتا ہوں یہ کہہ کر حضرت موسیٰ اپنے خیال کو یہاں چھوڑ کر صرف اپنا عصا ہاتھ میں لے کر
کوہ طور پر گئے۔ جب اس کے نزدیک پہنچے ایک درخت سبز دیکھا کہتے ہیں کہ وہ درخت
یعنی میری کے درخت کے مثل اور اوپر سے نیچے تک اس پر نور ہی نور تھا حضرت موسیٰ علیہ
السلام نے یہ جانا کہ یہ آگ ہے پس اس کو جھاڑ کر کاٹ کر سرے پر باندھ کر عصا سے اس
درخت کے سر پر رکھا تاکہ آگ سلگے اور اس کو کپڑے سے پس وہ نور درخت کا ایک شاخ سے
دوسری شاخ پر اور دوسری شاخ سے تیسری شاخ پر چلا جاتا تھا غرضیکہ جہاں پر حضرت موسیٰ
اپنا عصا رکھ دیتے اس پر آگ نہیں سلگتی تھی یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ بہت مایوس ہو گئے اور
اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب نعلین اپنے پاؤں سے نکالے اس وقت دونوں نعلین دو کچھو ہو گئے
اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ سے کوہ طور کی طرف جاتے ہوئے صفورا نے
ان سے کہا تھا کہ خبردار اس میدان میں جہاں جا ہے ہوسا پ و کچھو بہت ہیں اچھی طرح سمجھ
لو پھر کر جانا حضرت موسیٰ بوئے میرے پاؤں میں نعلین میں اور میرے ہاتھ میں عصا ہے پھر
پھر کو کیا ڈر ہے۔ جب حضرت موسیٰ نے ان مادی طاقتوں پر اعتماد کیا تو وہ خدا کے حکم سے
دونوں نعلین دو کچھو ہو گئے۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ ڈر گئے اور پھر وہیں آواز غیب سے آئی
حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا تِلْكَ يَمِينُكَ يُمُوسَىٰ قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ أَتَدْرِكُونَا
عَيْنُهَا وَاهْشُ بِهَا عَيْنِي غَنِي ۚ وَلِي فِيهَا مَأْوٍ أَحَدِي ۚ هـ قَالَ أَلْقِهَا
يُومُوسَىٰ ۚ فَأَلْقَاهَا فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَى ۚ هـ قَالَ هَذَا هَاوِلَا خُفِّ وَفَقَا سَعِيدُ ۚ هـ
سَبَّوْتَهَا ۚ اَكْمُو لِي ۚ هـ ترجمہ: اور کہا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ یہ کیا چیز ہے
تیرے دائیں ہاتھ میں حضرت موسیٰ بوئے کر یہ میری لاٹھی ہے اس پر نہایت کاموں اور اس سے
پتے بھی جھاڑتا ہوں اپنے مویشی یعنی بکریوں کے واسطے اور بھی اس میں میرے کتنے ہی کام
ہیں اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تو اس کو ڈال دے اے موسیٰ پس ڈالا اس کو ناگیاں پھر
تو وہ سانپ تھا دوڑتا پھرتا پھر کہا اے موسیٰ اس کو تو کپڑے اور دمٹ ڈر رہی پھر میں
اس کو اسی حالت پر کروں گا جو اس کی پہلی حالت تھی یعنی یہ پھر لاٹھی بن جائے گا پھر جب
حضرت موسیٰ نے اس کو کپڑا پس وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے عصا ہو کر ہاتھ میں آگیا اور اللہ تعالیٰ
نے قرآن مجید میں اس عصا کو ایک جگہ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ اور ایک جگہ ثُعْبَانٌ ثُبِينٌ اور ایک جگہ كَاثِبًا
جَانٌ فرمایا کہ پہلے دیکھتے ہی سانپ تھا معلوم ہو تا دوڑتا پھر تا اور بزرگی میں ثعبان کے مانند بنا۔

کے یعنی سانپ کی یہ تینوں صفیں ہیں اور اس میں موجود تھیں کہتے ہیں کہ وہ عصا جب ثعبان کی مانند
 ہوتا تو بڑا سانپ بنتا اور پشم اس کی مانند نیزے کے ہوتی اگر وہ پتھر پر بھی مارے تو وہ ٹکڑے
 ٹکڑے ہو جاتے پھر کہا اللہ تعالیٰ نے اے موسیٰ اَسْلَمْتَ يٰٓاَيُّهَا نَبِيُّ اللَّهِ تَخْرُجُ مِنْكُمْ
 مِنْ غَيْرِ سَوْءٍ وَ اَصْحَمًا اَيْدِيَكُمْ جَبَاحُكَ مِنَ الذَّهَبِ فَاِنَّكَ بُدْعَانَا مِنْ مَتْنٍ سَ يَدُ
 اِلٰى مِثْعَوْنَ دَسْلَمًا ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فَسِقِيْنَ ۝ ترجمہ اے موسیٰ بے جا اپنے ہاتھ
 کو اپنے گریبان میں کر نکل آؤ اے سفیدی بغیر برائی کے اور بلا اپنی طرف باند ڈر سنا کہ
 سانپ کا ڈر جاتا رہے پس وہ دو دلیلیں ہیں تیرے رب کی طرف سے۔ فرعون اور اس کے
 سرداروں پر تحقیق وہ ہیں قوم فاسق۔ پس حضرت موسیٰ نے خدا کے فضل سے اپنے گریبان
 میں ہاتھ ڈالا اور اس میں ایک سفیدی تھیلی پر نظر آئی مثل آفتاب روشن کے ظاہر ہوا اور اس
 کا نام یہ بیضا ہے اس کی روشنی سے تمام جہان روشن ہو جاتا ہے اور اسی کا نور آفتاب پر
 غالب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دو معجزے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیئے تھے ایک
 عصا کا جس سے ہزاروں قسم کے معجزے ظاہر ہوئے اور دوسرا معجزہ یہ بیضا دیا تھا اس معجزے
 سے عالم روشن ہو جاتا اور ان دو معجزے کو دیکھ کر مخلوق خدا ان پر ایمان لاتی تھی۔ حکم ہوا اے
 موسیٰ تم مصر میں جاؤ اور وہاں جا کر فرعون ملعون کو خدا کی دعوت دو۔ قولہ تعالیٰ ۝ اِذْ نَادٰى رَبُّهُ
 يٰٓاٰدَمُ اِيْمَنْتَ بِمَا نَادٰىكَ فَاٰتِىْ الْمَقَدِّمِ ۝ اِذْ هَبْنَا اِلٰى مِثْعَوْنَ اِلٰى مِثْعَوْنَ ۝ فَعَلَّ هَلْ لَكَ اِلٰى اَنْ تَكُنْ
 وَ اِهْدِ يَدَكَ اِلٰى سَبْكٍ فَتَحْشَى ۝ ترجمہ جب پکارا اس کو رب نے پاک میدان
 میں جس کا نام طوی ہے اے موسیٰ تو با فرعون کے پاس اس نے بہت مراٹھا یا ہے۔ پس
 اس کو کہہ تیرا جی چاہتا ہے کہ تو سنو رہا ہے اور میں تجھے نیک راہ بتاؤں جو حقیقی رب کی راہ
 ہے پس تجھ کو ڈر ہو۔ کہا موسیٰ نے اے رب میرے عیال اور میری یہ بکریاں بیاباں جنگل
 میں پڑی ہیں اور ان کی دیکھ بھال کو بھی کوئی نہیں ہے۔ یہ سب چھوڑ کر مصر میں کیونکر جاؤں
 نہ آئی اے موسیٰ میں نے بہشت سے تو رین بھیجیں تیری بیوی کے پاس کہ وہ ان کی خدمت
 کریں اور بچے کو دودھ بھی پلائیں اور بھڑوں کو کہا گیا ہے کہ وہ تیری بکری کے ریوڑ کی گھاس
 کریں اور تو ہر طرح سے خاطر جمع رکھ اور کوئی اندیشہ مت کر قولہ تعالیٰ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ
 قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْا ۝ دَاخِیْ هٰذَا رَدُّنْ هُوَا ۝ فَسَمِعَ رَبِّیْ نِسَاغًا
 فَاَدْسَلَهُ مَعِیْ ۝ دَعَا یُصَدِّقِیْ اِنِّیْ اَخَافُ اَنْ یَّکِلَ لِیْہِمْ ۝ قَالَ سَتَشَدُّ عَصَدُیْ

بَايِكَ وَنَجْعَلُ لَكَ مُلْكًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكَ مَا هِيَ إِلَّا أُنْثَاءٌ مِّنْ أَتْبَعُكُمَا
الْعَالَمِينَ ترجمہ موسیٰ نے کہا اے رب میں نے خون کیا ہے ان میں سے ایک جی کا سودوتا
ہوں کہ کبھی وہ مجھ کو مار ڈالیں اور میرا بھائی ہارون ہے کہ اس کی زبان اچھی صاف چلتی ہے
مجھ سے زیادہ سوتو اس کو میرے ساتھ بھیج تاکہ وہ میرا مددگار ہو اور میں ان کی نظر میں سچا ثابت
ہوں اور میں یہ بھی ڈرتا ہوں کہ کبھی وہ لوگ مجھ کو جھوٹا کریں فرمایا اے موسیٰ یقیناً ہم نذر
دیں گے تجھ کو تیرے بھائی ہارون سے اور پھر مدد دیں گے ان لوگوں پر تجھ کو تاکہ تو غالب
آوے ان پر اور وہ میری مدد کی وجہ سے تم پر غالب نہ آسکیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے اپنے رب سے پانچ حالتیں طلب کیں قوله تعالیٰ: قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي
أَمْرِي ۖ وَاجْعَلْ لِّي ذِكْرًا مِّنْ أَمْرِي ۖ وَأَجْعَلْ لِّي زَيْدًا مِّنْ أَمْرِي ۖ
هَٰذَا ذِكْرُكَ كَثِيرًا ۖ إِنَّكَ كُنْتَ بَصِيرًا ۖ وَاشْرَحْ لِي أَمْرِي ۖ كُنْتُ تَسْبِيحًا كَثِيرًا ۖ
میرا سینہ کہ میں جلدی خفا نہ ہوں اور آسان کر کام میرا سخت گرہ کھول میری زبان سے تاکہ لوگ
سمجھیں میری بات۔ زبان حضرت موسیٰ کی بچپن میں جل گئی تھی اور وہ صاف بول نہ سکتے تھے اس لیے
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی کہ یا الہی زبان میری کھول دے اور
میرے واسطے ایک وزیر کو میرے بھائی کو ہارون کو جو کہ اہل سے ہے اور میری قوت اس
کے ساتھ مضبوط کر دے اور میرے کام میں اس کو شریک بنا دے یہاں تک کہ وہ شریک ہو سکے
میری پیغمبری میں کہ میں صحیح طور پر تیری ذات پاک کا بیان کر سکوں اور پھر مل کر تیری یاد کرتے ہیں
بے شک تو ہی ہم کو دیکھنے والا ہے یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ أَذَيْتَ مَسْئَلَتَكَ
يَهُوسُفَ ترجمہ کہا اللہ تعالیٰ نے ملا تھو کہ تیرا سوال اے موسیٰ دل تیرا روشن کیا اور کام تیرا
آسان ہوا اور زبان بھی تیری بڑی فصیح کی اور تیرے بھائی ہارون کو تیرا وزیر کیا اب تو جعفر بن
کے پاس کیونکہ اس نے بہت سراٹھا رکھا ہے۔ پس حضرت موسیٰ نے جب سوال کیا تو اس نے اللہ
سے پایا اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شبے مانگے ہوئے اللہ تعالیٰ نے سب
کچھ دیا۔ علم لدنی ان کو پورا حاصل تھا اور پھر ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک
میں: اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ ذَاكَ ۚ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۚ الَّذِي اَقْبَضَ ظَهْرَكَ
وَفَعَّلْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۚ ترجمہ کیا ہم نے نہیں کھولا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا سینہ اگرچہ

تم نے مجھ سے نہیں چاہا تھا کہ علم و حکمت سے پر رہے اور اتنا رکھا ہم نے تم سے تمہارا بوجھ جس نے توڑی تھی پیچھے تمہاری اور بلند کیا ہم نے تمہارے واسطے ذکر تمہارا پیغمبروں میں اور فرشتوں میں نام تمہارا بلند کیا اور ابراہیم خلیل اللہ نے بھی اللہ تعالیٰ سے حاجت مانگی تھی جب کہ مکرہ کی بنیاد ڈالی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **قَوْلُهُ تَعَالَى وَادْخُلْ قَعِ اٰدِیْمِ الْقَدْرَ مِنَ الْبَيْتِ وَاسْمِعِلْهُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ** ترجمہ اور جب اٹھانے لگے حضرت ابراہیم اور حضرت اسمعیل بنیادیں اس گھر کی تب کہا اے رب قبول کرہم سے تحقیق تو ہے سننے والا اور جاننے والا اور کہا رَبَّنَا اَعِزَّنَا وَآلِیَآلِہِ الدِّیْنِ ترجمہ یا رب مجھ کو اور میرے مال باپ کو معاف کر گناہ سے تب حضرت ابراہیم نے اللہ تعالیٰ سے مانگا جب اسے کچھ ملا اور ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے اللہ تعالیٰ نے سب کچھ عنایت کیا تھا اور ان کی شان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لِيُعْزِّزَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّرَ مِنْ دَیْنِكَ وَمَا تَقَدَّرَ مِنْ نَفْسِكَ** میں نے سب کچھ بخشا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ تم سے پہلے ہوا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کو بخشا انکی ذلت سے تجھ کو شیعہ لانے سے اور امت کو بخشا تیری شفاعت سے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چاہنے سے ان کے بھائی ہارون کو ان کا وزیر مقرر کیا اور ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چاہت کے چار خلفاء کو وزیر مقرر کیا اور اسی طرح سے ہر ایک پیغمبر نے اپنے اپنے مقصد کو خدا تعالیٰ سے مانگا لیا تھا۔ اور ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بے مانگے سب کچھ عنایت کیا۔ غرض موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون کو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى وَادْخُلْ اَنْتَ وَآخُوكَ پَابِلَیْنِ وَلَا تَبِیْنَا فِیْ ذِکْرِیْ وَادْخُلَا اِلَیْ فِرْعَوْنَ اَنْتَ طَغٰی ج فَقُوْا لَآلَہُ قَوْلًا لَّیْسَ لَہُمْ یَنْدَکُزْ اَوْ یَخْشٰی قَالَ رَبَّنَا اِنَّا فَخَاۡفُ اَوْ یَخْشٰی عَلَیْنَا اَوْ اَنْ یَغْلِبَ عَلَیْنَا قَالَ لَا تَخَافَا اِنِّیْ مَعَكُمْ اَسْمِعْ وَاَسْرِ فَاَتٰیہُ ترجمہ اے موسیٰ جاتو اور تیرا بھائی میری نشانیاں لے کر اور اس کام میں سستی نہ کرو میری یاد میں جاؤ فرعون کی طرف کیونکہ اس نے بہت سر اٹھایا ہے اور کہو اس سے بات نرم شاید کہ وہ نصیحت پکڑے یا پھر وہ مجھ سے ڈرے کہہ امدنوں نے اے پروردگار ہمارے بیشک ہم ڈرتے ہیں اس بات سے کہ کبھی وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا پھر وہ غصہ کے جوش میں آوے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تم بالکل مت ڈرو تحقیق میں تمہارے ساتھ ہوں اور سب سنتا اور دیکھتا ہوں۔ پس**

تم جاؤ اس کے پاس اور اس سے جا کر کہو کہ ہم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے
 رسول ہیں اور تو بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے اور ان کو کسی طرح کے عذاب میں نہ ڈال
 اور ہم لوگ یہ پیغام لے کر آئیں ہیں تیرے پاس اور ہم دونوں کے پاس اللہ تعالیٰ کے رسول
 ہونے کی نشانیاں موجود ہیں اور سلامتی بھی اس شخص کی ہوگی جو ہدایت کی پیروی کرے گا اور
 بیشک ہماری طرف وحی کی گئی ہے کہ اس شخص کے واسطے عذاب ہوگا جو کہ اٹھے ہوئے رسول
 کی پیروی نہ کرے بلکہ اس کو جھٹلائے اور ہدایت سے منہ پھیرے اور اس وقت تیرے واسطے
 بہتر یہ ہی ہے کہ تو ایمان لے آ اور دعویٰ باطل کو چھوڑ دے پھر تجھ کو تین چیزیں ملیں گے ایک
 جوانی، دوسری بادشاہی مشرق سے مغرب تک تیسری چیز یہ ہوگی کہ تیری عمر بھی دراز کر دی جائے
 گی تاکہ تو بہت عرصہ تک دنیا میں بادشاہی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اپنا رسول بنا کر
 تمام علم و حکمت کی باتیں اس میدان مقدس میں جو کوہ طور پر تھا سکھائیں۔ پھر ان کو حکم دیا کہ اب تم
 مصر میں جاؤ اور فرعون کو ہدایت کرو۔ یہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی پاکر حضرت موسیٰ فوراً ہی واپس
 اسی جگہ پر آ گئے جہاں پر اپنی بیوی صفورا کو چھوڑ گئے تھے اگر دیکھتے ہیں کہ ایک لڑکا ان سے
 تولد ہوا اور ان کی خدمت میں اللہ تعالیٰ نے حوران بہشت مقرر فرمادی تھیں اور بھیڑیے اور
 شیران کی بکریوں کی پاسبانی کر رہے تھے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمام احوال نبوت
 جو منجانب اللہ عنایت ہوا تھا اور جو گفتگو اللہ تعالیٰ سے کوہ طور پر ہوئی تھی اور جو حکام فرعون
 علیہ اللعنتہ کی طرف جانے کا اور اس کو ہدایت کا اللہ تعالیٰ نے دیا تھا سب کچھ اپنی بیوی صفورا
 سے بیان کیا۔ صفورا نے جب یہ گفتگو حضرت موسیٰ سے سنی تو وہ بولیں کہ تم فوراً واپس چلے
 جاؤ اور خدا کے امر میں تاجرت کر و بہت جلد جا کر اس کو خداوند قدوس کا پیغام پہنچاؤ۔ یہ
 سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا تمام اسباب و لوازم اپنی بیوی صفورا کے پاس چھوڑ
 اور اپنا عصا ہاتھ میں لے کر خدا کو یاد کرتے ہوئے مصر روانہ ہو گئے اور جب وہ مصر میں داخل
 ہوئے تو اس وقت عشا کا وقت تھا اور حضرت موسیٰ نے اپنے گھر جا کر دستک دی تو ان کی
 بہن مریم نے گھر سے نکل کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ حضرت موسیٰ نے اس
 کے جواب میں کہا کہ میں مسافر ہوں۔ یہ سن کر مریم اپنی ماں سے بولی اے اماں جان ایک مہمان
 مسافر دروازے پر کھڑا ہے مریم کی والدہ نے کہا جلدی جا کر دروازہ کھول دو اور اس مسافر
 کو اندر لاکر کھانا کھلاؤ۔ حضرت موسیٰ نے یہ سن کر اپنی صورت ایک اجنبی کی سی بنا کر بہتر

کنا سے پر جا بیٹھے اس کے بعد بارون اور ان کے والد عمران ان دونوں نے اکر حضرت موسیٰ کو دیکھا۔ لیکن بعض حوا سے کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ان کے والد اور ان کی بہن دونوں انتقال کر گئے تھے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔ الغرض والدہ نے اکر دروازہ کھول دیا کچھ نا اور چراغ اور کھانے کو نمک اور روٹی لاکر رکھ دی۔ جب حضرت موسیٰ کھانا کھا ہے تھے تو ان کے بھائی ہارون نے اکر اپنی ماں سے پوچھا کہ یہ کون ہے۔ وہ بولیں کہ یہ مسافر یہاں ہے۔ پھر بارون نے غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ تو میرے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ تب پھر وہ اپنی ماں سے کہنے لگے کہ واہ یہ تو میرے بھائی حضرت موسیٰ ہیں یہ کہتے ہی گلے مل کر رونے لگے اور یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ کی ماں بھی رونے لگیں۔ پھر کچھ دیر بعد حضرت موسیٰ اپنی والدہ کو تسلی دینے لگے اور ان کے بھائی ہارون نے حضرت موسیٰ سے پوچھا اے میرے بھائی میں نے سنا ہے کہ تم نے ہمدین میں حضرت شعیب کی بیٹی سے بیاہ کیا ہے اور وہاں بہت دن رہے ہو حضرت موسیٰ نے کہا ہاں میں نے شادی کی ہے اور مزید ایک خوشخبری میں تم کو دیتا ہوں کہ خدا نے مجھے بغیر بنا کر فرعون کی طرف بھیجا ہے اور بلا واسطہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر مجھ سے کلام کیا۔ ہارون اس بات کو سن کر بہت خوش ہوئے اور جلدی سے اٹھ کر تعظیم کی اور دست بوس بھی ہوئے اور پھر خدمت میں حاضر رہے پھر حضرت موسیٰ نے ان سے کہا بھائی ہارون تم کو بھی اللہ تعالیٰ نے میری پیغمبری میں شریک کیا ہے چلو مل کر فرعون کے پاس چلیں اور اس مردود ملعون کو خدا کا پیغام پہنچائیں اور اس کو سیدھی راہ کی ہدایت کریں اور خداوند قدوس نے مجھ کو دو معجزے بھی عنایت فرمائے ہیں۔ ایک تو یہ عصا اگر اس کے میں زمین پر ڈال دوں تو یہ اتر دباؤں کو سارے مہر کے کفاروں کو کھا جائے اور پھر اس کے علاوہ جو میں کہوں گا سودہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہزار طرح کے معجزے اس عصا سے ظاہر ہوں گے اور دوسرا معجزہ یہ بیضا کا ہے یعنی میں جب جیب میں ہاتھ ڈالوں گا تو یہ بیضا یعنی سفیدی نکل آوے گی اور پھر ہر ایک انگلی سے نور نکلے گا اور تاریکی جاتی رہے گی۔ تمام جہاں روشن ہو جائے گا۔ ان وجوہات سے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کفاروں پر غالب ہوں گے ہارون بھی یہ سن بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے اب معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل فرعون کے ظلم و ستم سے خلاصی پائیں گے۔ پھر دوسری صبح کو فجر کی نماز پڑھ کر حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون

دو دنوں فرعون لعین کے مکان پر گئے اور اس مردود نے اپنے گھر کے دونوں طرف حرابے ہوئے تھے اور ان کے نیچے بڑے بڑے جنگلی شیر باندھ رکھے تاکہ کوئی دشمن اس کے مکان پر نہ جاسکے اور اس کے حکم بغیر اس کے گرد بھی نہ پھرے۔ فی الواقع وہاں کوئی بھی اس کے ڈر سے نہ جاسکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جب حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے تو تمام شیروں نے حضرت موسیٰ کو دیکھ کر سلام کیا اور پھر باادب کھڑے ہو گئے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جا کر فرعون کے بالافانہ کا حلقہ، دریکڑ کر ہلا دیا اور اس کے ہلتے ہی اس مکان کے پر لڑھ پڑ گیا۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے ساتھ ہی یہ آواز دی کہ۔ اَنَا رَسُولُ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ یہ آواز بھی فرعون کے مکان میں جبا پہنچی۔ پردہ زربفت اٹھا کر دیکھا کہ موسیٰ ہیں یہ دیکھ کر چپ ہو رہا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دو برس فرعون کے در پر حضرت موسیٰ رہے اس کے دربان وغیرہ سے کہتے رہے کہ ہم خدا کے رسول ہیں تم لوگ فرعون کے پاس خبر دو۔ وہ مردود کہنے لگے کہ تم لوگ دیوانے ہو۔ اور فرعون تو تمہارا خدا ہے اور تم کیا کہتے ہو۔ دوسرے دن پھر انہوں نے کہا کہ ہم کو فرعون کے پاس جانے دو یا ہماری خبر اس کو پہنچا دو، اور ہم دونوں خدا کی طرف سے آئے ہیں اس کو سیدھے راستے کی ہدایت کرنی ہے۔ لیکن اس کے دربان کافروں نے نہ مانا اور ایک دن ایک منخرہ کہ وہ فرعون ملعون کے دربار میں ہمیشہ ہزلیات کہا کرتا تھا جا کر بولا کہ کیا عجبات سے کہ آپ کے دروازے پر دو شخص دو سال سے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خدا وہ ہے کہ جو اگلے اور پچھلوں کا خدا ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے اور وہی سب کو روزی دیتا ہے اور وہی سب کو پیدا کرتا ہے اور وہ پھر وہ موت دیتا ہے لیکن لوگ ان کو دیوانے کہتے ہیں اور آپ کے پاس نہیں آنے دیتے یہ بانیں جو اس منخرے نے فرعون سے کہیں اس کو سن کر فرعون بہت ہی خفا ہوا۔ پھر حضرت موسیٰ کو پیش میں آکر بلایا۔ قَوْلُهُ تَعَالَى: اَلَمْ نَزِّلْ لَكَ آيَاتِنَا ذُرِّيَّتًا وَرَبِّكَ الَّذِي ثَبَّتْ يَدِنَا مِنْ عَمْدِنَا لَعْنَتَيْنِ ۚ وَفَعَلْتَ فَعَلْتَكِ الْاِتٰی فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكَافِرِيْنَ ۙ ترجمہ کہا فرعون ملعون نے کیا میں نے تجھ کو نہیں پالا تھا بطور اپنے فرزند کے اور برسوں تو بہا رہے پاس رہا۔ اور کر گیا تو وہ کام اپنا جو کر گیا اور تو نا شکروں سے ہے پس تھوڑے دن ہوئے تو بہا رہے پاس سے نکلا ہے اور ایک قبلی کا خون کر کے اب آئے ہو۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا سچ میں وہی ہوں قَوْلُهُ تَعَالَى: قَالَ فَعَلْتَهَا اِذَا وَاَنَا مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ فَقَدْ ذُكِّرْتُ بِكُمْ

لَمَّا خَفَّيْتُمْ فَوْهَ بَنِي إِسْرَٰءِيلَ حُكْمًا وَجَعَلْنِي مِّنَ الْمُزْسِلِينَ ۝ تَذَكَّرُوا ۝
 موسیٰ نے کیا تھا میں نے وہ کام اس وقت اور میں تھا چوکنے والا پس میں مجھا گئے سے جب
 ڈر دیکھا پھر سختی میرے رب نے حکومت اور کیا مجھ کو پیغمبروں میں سے کیا فرعون نے
 قولہ تعالیٰ . قَالَ فِرْعَوْنُ وَرَأَيْتُ الْعِلْمِينَ ۝ ترجمہ فرعون نے کہا کہ کون ہے پروردگار
 تیرا جس نے تجھ کو بھیجا ہے میرے پاس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالیٰ .
 قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۝ اِنْ كُنْتُمْ مُّذَقِّبِيْنَ ۝ ترجمہ کہا موسیٰ نے
 پروردگار ہے آسمان اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اگر ہو تم یقین لانے
 والے یہ سن کر فرعون نے اپنے قوم سے کہا قولہ تعالیٰ . قَالَ لَیْمَنُ حَذٰلَہٗ اَلَا تَشْتَعُوْنَ
 قَالَ رَبُّکُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِکُمْ الْاَوَّلٰیْنَ ۝ ترجمہ کہا فرعون نے واسطے ان لوگوں کے جو
 اس وقت گرد تھے کیا تم سنتے ہو کہ کیا کہتا ہے موسیٰ کہ پروردگار تمہارا اور پروردگار تمہارے
 اگلوں باپ داداؤں کا ہے۔ پھر حضرت موسیٰ نے فرعون سے کہا قولہ تعالیٰ . قَالَ اِنِّ
 رَسُوْلُکُمُ الْاِیُّوْاۤیُّمِ ۝ لَیْکُمْ لَعْنَتُوْنَ ۝ ترجمہ کہا فرعون نے لوگوں کو تمہارا پیغام
 لانے والا جو تمہاری طرف بھیجا ہے سو وہ جنتوں ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولہ تعالیٰ
 قَالَ رَبِّ الْعِزِّ وَالْمُعْذِیْبِ وَمَا یَسْتَعِیْمُ اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ کہا موسیٰ علیہ السلام
 نے یہ پیغام ہے پروردگار مشرق و مغرب کا اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے اگر تم
 سمجھ رکھتے ہو تو سمجھ لو پس حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت ایک ایک بات کہے جاتے
 تھے . اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بتاتے جاتے تھے اور فرعون بیچ میں اپنے سرداروں کے
 ساتھ کچھ غلط فہمیاں کرتا جاتا تھا اور ان کو حضرت موسیٰ کے خلاف ابھارتا جاتا تھا کہ کبھی ان
 کو یقین نہ ہو جائے . پھر فرعون بولا قولہ تعالیٰ . قَالَ لَیْسَ اِنْتَحٰثٌ اِلٰہًا حٰیثُوْی
 لَا جَعَلْتَنّٰی مِنَ الْمُسْجُوْدِیْنَ ۝ ترجمہ کہا فرعون نے اگر کپڑے کا تو معبود میرے ہوا
 تو البتہ کندوں گامیں تجھ کو قیدیوں میں سے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدا
 تعالیٰ نے مجھے تم پر پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو کہہ لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُّسْمٰی سَمٰی سَمٰی اللّٰہُ
 یہ سن کر فرعون نے کہا حضرت موسیٰ سے کہا اے موسیٰ اگر میں یہ کلمہ پڑھوں گا تیرا خدا مجھ کو
 کیا دے گا اسی وقت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا اگر تو ایمان لا دے گا تو میرا خدا
 تجھ کو تین چیزیں دے گا اول جو الٰہی دوسری بادشاہی مشرق سے مغرب تک تیسری عورت

یعنی ایک سو برس کی عمر اور بڑھادی جائے گی تاکہ تیری زندگی دنیا کے عیش و نشاط میں گزرے اور پھر قیامت میں اس کا حساب نہ ہو گا۔ حضرت موسیٰ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا تھا کہ فرعون کے ساتھ نرم نرم بات کریں اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون سے نرم نرم بات کہتے تھے۔ فرعون بولا اے موسیٰ علیہ السلام آج مجھ کو مہلت دے تاکہ میں اپنے ذریعوں سے صلاح و مشورہ کر کے جو کچھ مصلحت ہوگی اس کا جواب کل کو دوں گا۔ پھر حضرت اوران کے بھائی ہارون دونوں اپنی والدہ کے گھر چلے آئے۔ اس کے بعد فرعون نے اپنے وزیر ہامان کو بلایا اور جو باتیں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوئیں تھیں وہ سب اس کو بیان کر دیں اور بولا کہ مجھ کو اب کسی بات کی آرزو نہیں ہے مگر میں اپنی جوانی چاہتا ہوں کہ میں پھر ازمر نوجوان ہو جاؤں۔ تب وزیر ہامان بے ایمان نے اس سے کہا کہ ابھی چند روز ہوئے تھے کہ تو نے دعویٰ معبودیت کا کیا ہے۔ اور اب تو اقرار عبودیت کا کرتا ہے۔ اس بات سے تمام مخلوق ہنسے گی۔ اور اگر تجھ کو جوان ہونے کی آرزو ہے تو آج ہی شب میں تجھ کو جوان کر دوں گا جب رات ہوئی جو اہر فرعون کی داڑھی میں رہتے تھے اس نے ان کو لیکر کسی ترکیب سے کالا حنصا بنیاد کیا اور فرعون کی داڑھی میں سوتے میں لگا دیا۔ فرعون نے صبح اٹھ کر دیکھا تو اپنی داڑھی کو سیاہ پایا پھر اس کو یقین ہو گیا کہ میں جوان ہو گیا ہوں۔ پھر دوسرے روز حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے۔ تو فرعون سے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اے موسیٰ علیہ السلام تیرے پاس تیرے رب کی کیا دلیل ہے اور تیری پیغمبری کی کیا معجزہ ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے کہا تو کہے تھے قَالَ اَدْکُوْجُشْنٰکَ بِشَیْءٍ مُّبٰیْنٍ ۝ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اگرچہ لاؤں میں تیرے پاس ایک چیز تب تو یقین لائے گا میری پیغمبری پر۔ کہا فرعون نے قولہ تھے۔ فَاْتِ بِہٖ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ترجمہ کہا فرعون نے پس سے آ اگر ہے تو بچوں میں سے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو کہے تھے فَاَنْفَخْنَا عَلَیْہِمْ اَحْمٰقًا ۝ کہا موسیٰ علیہ السلام نے ڈال دیا اپنا عصا پس ناگاہ اڑ دیا اسی گز کا ظاہر ہوا اور منہ اس کا کھلار یا اور سینہ پاؤں مثل بڑے باقھی کے تھے اور میٹھا رذانت اس کے ظاہر ہوئے اور دم اس کی مانند تیرے کی تھی اور اس کے منہ کا کف جس جگہ گرتا اس زمین کو بالکل جلادیتا پھر اس جگہ پر گھاس بھی پیدا نہ ہوتی اور اگر وہ کف کسی آدمی پر گرتا تو وہ فوراً مر جاتا یا پھر اس کو مریض کی بیماری ہو جاتی اس ہی بہب

جادوگروں سے کہا کہ ہم تم کو یمن سویس سے پرورش کر رہے ہیں اور کپڑا بھی دینے ہیں اب بوقت
ہم پر کچھ مصیبت آپڑی ہے تم لوگوں کو یہ کہنا چاہیے کہ اپنے اپنے علم اور جادو سے موسیٰ کو
روک دو بلکہ اس کو شرمندہ کر کے ہمارے ملک سے نکال دو تب تم سے ہم خوش ہوں گے
اور دولت بھی بہت دیں گے جادوگروں نے کہا کہ ہم سب آپ کے منک خوار ہیں ذرا بھی حضور
کے کام قصور نہ کریں گے، مگر عرض یہ ہے کہ آلات جادو گری بہت چاہئیں۔ برائے کرم
آپ ہم کو منکر ادیکھیں ہم سب طلسم تیار کریں گے یہ سنتے ہی فرعون نے حکم دیا اور سب خزانہ
اس کے خرچ کے واسطے کھول دیا رہاں اور سیلاب و غیرہ جو ضروریات سے تھے سب تیار
کر دیا گیا۔ پھر مہینوں تک جادوگروں نے طلسم تیار کیا اور اب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے معبود
برحق کی عبادت میں مصروف تھے اور فرعون ملعون اپنے جادوگروں میں مشغول تھا، اور یہاں
نہر انکر تیار کیا اور ان کو اس مکان کے واسطے بائیں گھر سے کر دیئے اور اطراف میں اس
مکان کے بارہ بارہ کوس تک میدان وسیع تھا۔ اسی مکان میں ہر پہر کے وقت حب آفتاب گرم
ہوا جادوگروں کے آلات طلسم دے چار ہزار ایک بار جیش میں آنے اور وہ شترات العمرین
سب اتر دھا اور بچھو بن گئے اور اس میدان کے تمام پتھر و کلورخ موم ہو گئے پھر جادوگروں
نے کہا قولا تعالیٰ: **قَالُوا أَيُّمُوسَىٰ أَمَّا أَنْ تُلْقَىٰ وَآتَا أَنْ تَكُونَ أَدَلَّ مِنْ أَلْقَىٰ طَقَالٍ**
مَنْ أَلْقُوا جِ نَازًا حَبَالَهُمْ وَعَصِيَّ جِدَّ تَحِيلٍ أَلَيْهِ مِنْ سَفَرِهِمْ أَتَمَّ شَعْلٍ
فَاوْحَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُوسَىٰ هُ مَلْنَا لَا تَخَفُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَالِبُ وَالْقِي
مَانِي بِيَمِينِكَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ إِنَّمَا تَصْعَقُونَ سِحْرَهُ تَرْجَمُ كَمَا أَنَّ جَادُوكُورُونَ
اے موسیٰ یا تو ڈال یا ہم یوں ڈالنے دے حضرت موسیٰ نے کہا نہیں تم ڈالو۔ تب انہوں
نے ڈال سب رسیاں ان کی اور لٹھیاں ان کی کی خیال میں آئیں ان کے جادو سے کہ وہ زمین
پر دوڑنے لگیں، پھر ڈرنے لگے اپنے جی میں موسیٰ علیہ السلام ہم نے کہا اے موسیٰ تو ترے ڈر
اور البتہ تو ہی غالب رہے گا اور اب آخر میں ڈال اے موسیٰ جو تیرے واسطے میں ہے نکل
جاوے گا وہ سب جو انہوں نے بنایا ہے وہ تو ایک فریب ہے جادوگروں کا پس ڈالا
اپنا عصا حضرت موسیٰ نے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ **قَالَ تَقَالِي**
فَاذْأَهِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ هُ تَرْجَمُ پھر ڈالا حضرت موسیٰ نے عصا پس وہ نکلنے لگا جو
کچھ انہوں نے سانگ بنایا تھا پھر وہ عصا اتر دھا بن کر میدان کے کنارے چل کر آیا اور جو

اس میدان میں چار ہزار ظلم جادو کے فرعون کے جادو گروں نے تیار کیے تھے ان سب کو ایک ۴۰
ایک لقمہ میں نکل نکل گیزا اور جوالاٹ اور آوازان کے بنائے تھے وہ بھی نکل گیا۔ اس میدان میں
پھر کوئی چیز بھی باقی نہ رہی اور پھر ابھی اس کو پورا پیٹ نہ بھرا۔ تب وہ انڈیا فرعون کے مکان کی
طرف چلا۔ فرعون اس کو دیکھ کر اپنا تخت چھوڑ کر بھاگا جب لوگوں نے بھاگتے دیکھا تو معلوم کیا کہ وہ
جھوٹا برسرِ باطل تھا۔ اس انڈیہ نے ایک لب اپنا فرعون کے بالا خانے پر رکھا اور دوسرا لب
اس کے نیچے رکھ کر زمین سمیت کر اس مکان کو کھود کر پو میں اڑا دیا۔ پھر مکان کا کوئی نام و نشان بھی
نہ رہا اور اس طرح سے حق اور باطل ظاہر ہو گیا۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى: فَوَقَعَ الْحَقُّ بِبَاطِلٍ مَا كَانُوا**
لَعْمَدَتَهُ فَنَعَبُوا هَٰذَا بُدْ وَانْقَلَبُوا صَفِيرًا ترجمہ ثابت ہوا حق اور باطل ہوا
جو کچھ وہ کرتے تھے۔ تب بارے اس جگہ پر اور پھر سے بہت ذلیل ہو کر اور پھر نہ آئی اسے
موسیٰ علیہ السلام عصا اپنا پکڑ نہیں تو ملک مصر تباہ کر دے گا اور اگر تو ذرا بھی بٹھہرے گا تو اسے
مصر کو کھا جائے گا۔ تب خدا کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پکڑا اسی وقت وہ لاکھ
بن کر باتھویں آگیا یہ دیکھ کر جادو گر بوے کہ عصا موسیٰ علیہ السلام انڈیا بن کر ہمارے قوم سانگ
جادو کو کھا گیا۔ پھر ان سردار جادو گروں نے آپس میں کہا کہ موسیٰ حق پر ہیں اور اب تو صلاح ہماری یہ
ہے کہ ہم سب مل کر ان پر اور ان کے خدا پر ایمان لاویں گے کیونکہ ان کا خدا برحق ہے پس اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے: **وَالْقُلُوبُ السَّخِرَاتِ لَٰ يَصِدْنَ ۚ قَالُوا اٰمَنَّا بِذٰلِكَ الْعِلْمِيْنَ ۚ يٰٰمُوسٰى**
وَهٰؤُلَآءِ ۙ اور پڑھ گئے جادو گر سیدے میں اور کہا انہوں نے ایمان لائے ہم ساتھ۔
پروردگار عالموں کے اور پروردگار موسیٰ و یارون کے اس کے بعد خداوند قدوس نے ان کی
آنکھوں کا پردہ اٹھا کر تخت الترائی دکھایا۔ جب انہوں نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا پھر ان کو
عرش اور کون و مکان دکھایا پھر انہوں نے کہا **اٰمَنَّا بِذٰلِكَ الْعِلْمِيْنَ ۚ** یعنی ہم ایمان لائے
پروردگار بے شمار عالموں کے تب فرعون ملعون نے ان سے کہا کہ تمہارا رب تو میں ہوں جادو گروں
نے بوجہ تہ جواب دیا کہ تمہارا پروردگار وہ نہیں ہے۔ بلکہ ہمارا پروردگار تو وہ ہے جو پروردگار ہے موسیٰ
اور یارون کا۔ پھر فرعون نے ان سے کہا کہ ان کا خدا تم کو کیا دے گا۔ انہوں نے کہا **قَوْلُهُ تَعَالَى:**
اِنَّا اٰمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطِيْئَاتِنَا اَوْ لَنَاكَرُ هٰتُنَا عَلَيْنَا مِنَ السِّحْرِ ۚ ترجمہ وہ
بوے تحقیق ہم ایمان لائے ساتھ پروردگار اپنے کے تاکہ نکلے ہمارے واسطے خطائیں اور
ہماری وہ چیز کہ زبردستی کی ہے تو نے ہم کو اوپر اس کے جادو سے یہ تو کفر ہے اور خدا برحق ہے

تو باطل ہے فرعون لعین نے کہا تو اے فلا تَقْعُونَ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْءُكُمْ مِنْ
 حَذَرٍ لَا صَلَٰتِيْكُمْ فِيْ حَذَرٍ النَّحْرُ وَتَعْلَمُوْنَ اَيُّهَا اَشَدُّ عَنْ اَبَا وَابْنِي
 قَالُوا اِنْ لَّا نَشْرَاكَ عَلَىٰ مِلْكِنَا مِنَ الْبَيْتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا فَاقْضِ مَا تُنْتِ
 قَاضِيَةً اِنَّمَا تَقْضِيْ هَٰذِهِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا طَرْجِمہ پس کہا فرعون نے جا دو گروں
 کو البتہ کاٹوں گا میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں تمہارے والا سے اور البتہ سولی پر کھینچوں
 گا تم کو اور پرنڈ کھجور کے بھر البتہ جانوں گے تم کون سا ہم میں سے اسد ہے سب میں اور کون
 ہے باقی رہنے والا کہا انہوں نے ہرگز نہ اختیار کریں گے ہم تجھ کو اور اس چیز کے کہ آئی ہے
 ہمارے پاس دلیلوں سے اور اوپر اس کے کہ پیدا کیا انہوں نے ہم کو پس حکم کر جو کچھ کہ تو کرنے
 والا ہے۔ سو اس کے نہیں کہ حکم کرے گا ترجیح زندگانی دنیا کے یہ سن کر فرعون لعین نے
 اپنے جا دو گروں کو بلایا اور ان سے کہا کہ ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالو چنانچہ ان جلاوطن
 نے حکم پاتے ہی ان جا دو گروں کے ہاتھ پاؤں مخالف طریقہ پر کاٹ ڈالے اور سولی پر بھی
 ان لوگوں کو کھینچا پھر ان کے سروں سے آواز آئی تو اے فلا تَقْعُونَ اَيْدِيَكُمْ اِنَّمَا اِنْتُمْ
 مُنْقَلِبُونَ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ نَّيَقْبِذَ لَنَّا نَبْنٰ خَلِيْمًا اِنْ كُنَّا اَزْا اَلْمُؤْمِنِيْنَ
 ترجمہ: ہوسے کچھ ڈر نہیں ہم کو اپنے پروردگار کی طرف سے پھر جانا ہے اور ہم لوگ اس چیز
 کی امید رکھتے ہیں کہ ہم کو ہمارا رب بخشے اور تمام تقصیروں کو درگزر فرمائے اور ہم پہلے قبول
 کرنے والے ہیں اور موسیٰ کے خدا پر ایمان لانے والے ہیں پس موسیٰ علیہ السلام اور ان کے
 بھائی ہارون اپنے مکان پر آئے اور خدا کا شکر بجالائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :
 وَقَالَ مُوسٰی رَبَّنَا اِنَّكَ اَتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلٰٓئِکَ رَیْنَهٗ وَاَمَّا اِلٰہِی الْیٰحُوْثِ
 الَّذِیْنَ اَبْنٰی بَنٰی یٰحُوْثِ سَبِیْطِہٖ رَبَّنَا اَطْمِئْ عَلٰی اَمْرِ الْیٰحُوْثِ وَاَشْدُدْ
 عَلٰی قُلُوْبِہِمۡ فَلَا یُذْخِرُوْا حَتّٰی یَرَوْا الْعَذَابَ اَلَا لَیْلِہٖہٗ قَالَ قَدْ اُحْیِیْتُ
 دَعْوَتُکُمْ اَمَّا سَتَقِیْمُوْا وَلَا تَتَّبِعُوْنَ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یُعْلَمُوْنَ
 ترجمہ: اور کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے ہمارے پروردگار تحقیق تو نے دیا ہے فرعون کو
 اس کے سرداروں کو آرائش اور مال بیچ زندگانی دنیا کی کے اے پروردگار ہمارے تاکہ وہ
 گمراہ کہیں تیری راہ سے اے پروردگار مٹا دے ان کا مال اور سخت کر ان کے دلوں کو ایمان
 نہ لادیں جب تک دکھیں وہ دکھ کی مار کو فرما اللہ تعالیٰ نے کہ قبول ہو چکی تمہاری دعا سو

تم ثابت تھا اور مدت چلو راہ ان کی جو انجان ہیں یعنی جلدی مت کرو اور میرے حکم کا انتظار کرو اور چند روز وعدہ ابھی باقی ہے یعنی چالیس برس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون برابر فرعون کو دعوت الی اللہ کی دیتے رہے کہ اے فرعون تو خود اسیت کا اقوام کو اور خدا پر ایمان لا جو مالک ہے آسمانوں اور زمین کا مگر یاد جو دبار بار تملیق و بدایت کے اس ملعون نے نہیں مانا اور اپنا جھوٹا دعویٰ خدائی کرتا رہا اور لوگوں کو مہیکاتا رہا۔ پھر کچھ روز بعد فرعون نے اپنے وزیر یامان سے کہا تو کہہ تلے۔ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓهٰٓمَسِّ ابْنِیْ ضَرُوْهُمَا فَعَلٰی اَبْلَغَ الْاَسْبَابِ السَّمٰوٰتِ فَاَطْلَعِ اِلٰی اِلٰهِ مُوسٰی وَاِنِّیْ لَآظُنُّهُ كَاِذْ جَا تَرَجَمَ کہنا فرعون نے اے یامان بنا واسطے میرے ایک محل بلند مینار سے والا تاکہ جا پہنچوں میں آسمانوں کے راستوں پر پس جھانکوں میں موسیٰ کے معبود کی طرف اور تحقیق میں البتہ گمان کرتا ہوں اس کو جھوٹا۔ پس یہ حکم سن کر وزیر یامان نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ جلد از جلد اینٹیں پختہ بنائی جائیں۔ اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اینٹ کی ایجاد سب سے پہلے فرعون کے وزیر یامان نے کی ہے۔ غرضیکہ اینٹیں پختہ تیار ہونا شروع ہو گئیں اور چند روز میں ایک محل بڑے اونچے مینار والا تیار ہونے لگا اور اس مینارہ اتنا بلند کیا گیا کہ راج اس پر اینٹیں رکھنے سے قاصر ہو گئے یعنی بلندی کی وجہ سے اینٹیں جمانہ سکتے تھے غرض بہت کچھ مال و زر خرچ کر کے سات برس میں وہ مینار تیار ہوا۔ جب وہ بن کر تیار ہوا ہی تھا کہ خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل نے آکر اس مینار سے پر اپنا پرارا تمام مینار سے کا سینا ناس ہو گیا اور اس مینار سے کے بنانے والوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ اور جو لوگ اینٹوں کو پختہ کر رہے تھے وہ بھی اس میں جل کر راکھ ہو گئے اور جو مزدور گار تیار رہے تھے ان کو بھی ریزہ ریزہ کر دیا اور پھر اندھا ک کے بنا دیا کسی بانی کار کو اس سر زندہ نہ رکھا جب میں برس گزرے تو ایک دن آسیہ خاتون اپنے سر میں گٹھی کر رہی تھیں۔ اتفاق سے گٹھی باغ سے نیچے گر گئی تب بد دعا کی یا الہی تو فرعون کو غارت کر فرعون نے اس بات کو سن کر آسیہ خاتون سے کہا۔ اے آسیہ شاید تو موسیٰ و ہارون پر ایمان لائی ہے مجھے گفتگو کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ بولیں بیشک آج چالیس برس ہوئے ہیں۔ میں خدا پر ایمان لائی ہوں۔ اتنے دن میں نے چھپا رکھا تھا۔ اب ظاہر کیا ہے۔ یہ سن کر فرعون ملعون نے آسیہ خاتون سے کہا کہ دیکھ تو موسیٰ کا دین چھوڑ دے میں تجھے سونے کا گھر بنا دوں گا۔ وہ بولیں خدا نے میرے واسطے بہشت میں لعل و یاقوت اور جواہر کے مکان بنا رکھے ہیں۔ میں دنیا میں نہ رہا۔

سونے کا گھر نہیں چاہتی ہوں۔ یہ سن کر اس کا غصہ بڑھ گیا اور وہ ملعون کہنے لگا کہ آسیہ میں تجھے سخت عذاب میں ڈالوں گا۔ آسیہ خاتون نے یہ سن کر اس کو جواب دیا کہ جو تیرے جی میں آدے سو کھڑا دل میں تو ہرگز حضرت موسیٰ کے دین کو نہ چھوڑوں گی پھر اس کے بعد فیور سو کر اس ملعون نے حکم کیا کہ اس کے بدن سے کپڑے اتار کر زمین پر لٹکا کر چاروں ہاتھ پاؤں میں اس کے لوہے کی میخیں ٹھونک دیں۔ جلادوں نے اس کے کہنے کے مطابق عمل کیا جب ان میخوں سے ان کے جگر میں درد پہنچا تب انہوں نے درد کی پریشانی کے عالم میں رو لبوئے آسمان کر کے کہا۔ اے خدایہ فرعون مجھے سخت ایذا دے رہا ہے تاکہ میں موسیٰ کے دن سے پھر جاؤں اور مجھے یہ بھی لالچ دے رہا ہے کہ تجھے سونے کا گھر بنا دوں گا۔ اور یہ چیزیں میں نہیں چاہتی ہوں بس تو مجھے اس عذاب ایذا سے نجات دے۔ پھر فرعون نے آسیہ خاتون سے کہا کہ تو موسیٰ کے دین کو چھوڑ دے تو میں تجھ کو عذاب و ایذا نہ دوں گا۔ وہ بولیں اے فرعون تجھ کو میرے بدن سے کام ہے میرے دل سے کیا تعلق تو جو چاہے میرے ساتھ کر یہ سن کر اس کے بعد فرعون شقی القلب وہاں سے الگ ہو گیا۔ ایک شخص بصورت موسیٰ آکر کہنے لگا اے آسیہ خاتون اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیرے واسطے ساتوں آسمانوں کے دروازے کھولے ہیں اور تمام فرشتے اس وقت تجھ کو دیکھتے ہیں تو اس وقت کچھ حاجت اللہ تعالیٰ سے مانگ تیری فرمائش ضرور پوری ہو جاوے گی تب وہ بولی قَوْلَ تَعَالَىٰ اِذَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ لَیْ عِنْدَکَ بَیِّنَاتِی الْجُنَّةُ وَ یَحِیِّیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَ یَحِیِّیْ مِنَ الْقُرْمِ اَنْظِیْمِیْنَ ۝ ترجمہ بولی فرعون کی بیوی اے رب بنا واسطے میرے اپنے پاس ایک گھر بہشت میں اور بچا نکال جھ کو ظالم لوگوں سے۔ منقول ہے کہ حضرت آسیہ خاتون رضی اللہ عنہا پہلے فرعون کے گھر میں آتے ہی یہ بولی تھیں کہ یا الہی تو ہی میرا مقصود ہے اور تجھی کو میں معبود سمجھتی ہوں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسیہ خاتون شروع ہی سے خدا پرست اور وحدانیت کی قائل تھیں، اور جب وہ فرعون ملعون کے گھر میں داخل ہوئیں تو بہت بڑے مصائب و ایذا میں مبتلا ہوئیں۔ مگر نیک فرعون ملعون نے آسیہ خاتون سے بار بار کہا کہ تو موسیٰ کے خدا کو بھول اور اس کے دین کو چھوڑ دے اور مجھ کو خدا مان لے جیسا کہ اور لوگ مانتے ہیں، ورنہ میں تجھ کو طرح طرح کی ایذا اور تکالیف دیتا رہوں گا۔ یہ سن کر آسیہ خاتون بولیں اے فرعون تجھ سے میں نہیں ڈرتی خدا میرا حافظ و ناصر ہے۔ پھر ملعون نے طیش میں آکر حکم کیا کہ اس کو شکنجہ آہن میں ڈالا جائے چنانچہ جلادوں نے فرعون کے حکم کی تعمیل کی اس وقت اللہ تعالیٰ نے انکی آنکھوں سے

جواب اٹھایا اور گھر بہشت میں دکھلادیا۔ ان کا خیال بھی بہشت کی طرف رہا اور فرعون ملعون کا مذاق ان کو کچھ بھی معلوم نہیں ہوا مردی ہے کہ فرشتے نے ایک اسباب لاکر ہمیشہ سے ان کے ہاتھ میں دیا اس میں ہی ان کی جان قبض ہو گئی۔ تغیروں میں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ کو آسیہ خاتون نے پالا تھا فرعون کے گھر میں اور ان کی مددگار بھی وہی تھیں۔ ایمان کو ظاہر کرنے کی وجہ سے فرعون ملعون نے انکو مار ڈالا اس وجہ سے وہ شہید ہو گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی ہارون علیہ السلام فرعون کو چالیس برس تک دعوت خدا پہنچاتے رہے۔ لیکن وہ مردود حقیقی خدا پر ایمان نہ لایا۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا بھی خیال کیا اور کہا چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے دُعا فرمائی دُعاؤنی اَقْتُلْ مُوسٰی وَلَیْسَ عَلٰی ذٰلِکَ اِتِّیَ اَخَافُ اَنْ یَّمِیْنَلَ دِیْنُکُمْ اَوْ اَنْ یُّظِلِّہِمْ کُفْرٌ فِی الْاَرْضِ اَلْاَضَآءُ ترجمہ اور بولا فرعون اپنے ارکان و ملت سے کہ مجھ کو چھوڑ دو کہ میں ارڈالوں موسیٰ کو اور میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ اپنے رب کو نہ پکارے اور میں یہ بھی ڈرتا ہوں کہ تمہارے دین کو بگاڑ دے اور ملک میں فساد پرا کر دے اس وجہ سے میں ہر وقت سوچتا رہتا ہوں اور فرعون نے موسیٰ کو یہ جواب دیا کہ میں پناہ سے چکا ہوں اے موسیٰ تمہارے بکلی اور بس وقت فرعون نے اپنے لوگوں سے یہ بات کہی کہ مجھے تم لوگ چھوڑ دو کہ میں موسیٰ کو مار ڈالوں اس وقت کوئی مومن وہاں پر موجود نہ تھا مگر ایک بڑھئی جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کو ایک صندوق بنا کر دے گیا تھا جس صندوق میں رکھ کر حضرت موسیٰ کو دیا۔ اُسے نیل میں ڈالا تھا وہ وہاں حاضر تھا اور نام اس کا حرقیل تھا اس نے کہا اے فرعون! حضرت موسیٰ رسول خدا برحق ہے تم اس کو نہیں مار سکو گے۔ بہتر یہ ہے کہ تم ان پر ایمان لے آؤ اور جو دین اسلام لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام آتے ہیں اس کو قبول کر لو یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔ فرعون اس کا کچھ بھی نہ کر سکا۔ اس کے بعد فرعون ملعون کے لوگوں میں سے ایک شخص ایسا نکلا تھا۔ اس نے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ دُعا اَلَّذِیْ اَمِنْ یَقُوْمُ اِتِّیَ اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِثْلَ یَوْمِ الَّذِیْ اَخَذْتُ اَبْرٰہِیْمَ وَنُوْحَ وَعَادَ وَثَمُوْدَ وَالْاَیْنَ مِنْ بَعْلِہُمْ وَمَا اللّٰہُ بِدِیْنِیْ ظَلَمًا لِلْعِبَادِہِ وَیَقُوْمُ اِتِّیَ اَخَافُ عَلَیْکُمْ یَوْمَ التَّنَادِہِ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مِنْ بَیْدِیْنِ مَا لَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ ترجمہ اے کہہ اس شخص نے کہا کہ ایمان لایا تھا اے قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں کہ اُسے تم پر دن ان قوموں کی مانند جیسی مصیبت آپڑی قوم نوح پر اور قوم عاد پر اور قوم ثمود پر اور ان

کے پیچھے جو ہوس اور نہیں ارادہ کرتا اللہ تعالیٰ ظلم کا واسطے بندوں اپنوں کے اور اسے
قوم میری تحقیق میں ڈرتا ہوں اس پکارنے والے دن سے کہ اس دن پھر جاوے گا اپنی بیٹھ موڑ
کہ اور نہیں ہوگا کوئی بھی بچانے والا اللہ تعالیٰ کے عذابوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ارادہ
کیا کہ نکل جاویں فرعون ملعون کے مکان سے اور ادھر فرعون کی قوم قبطیوں نے قصد کیا کہ حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو مار ڈالیں اسی وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے جو شیر فرعون ملعون کے محل کے دروازے
پر بندھے ہوئے تھے وہ سب چھوٹ گئے اور ان مارنے والے قبطیوں کو بھاڑ کھایا اور جو باقی
رہے تو انہوں نے فرعون ملعون کو خبر پہنچی پھر جو لوگ فرعون کے نزدیک تھے وہ کہنے لگے
تَوَلَّاهُ فَمِنْ قَوْمٍ مُّذِرُونَ آتَنَّا رَسُولَهُمْ وَهُمْ يُصِغُّونَ قَالَ الْمَلَائِكَةُ لَا يَنْصُرُهُمُ اللَّهُ هَؤُلَاءِ سُلُوفٌ مُّقْتَدِلَةٌ قَالُوا بَلْ يَنْصُرُهُمُ اللَّهُ لَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ دُونِنَا أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا يَنصُرُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَفْلِتُ مِنْ آلِهِ عَلَيْهِ السَّلَام

اور اس کی قوم کو کہ فساد پھیلا دیں ملک میں اور موقوف کرے تجھ کو اور تیرے بتوں کو یہ سن
کہ فرعون نے کہا اچھا اب ہم ان قوموں کے بیٹوں کو ماریں گے اور زندہ رکھیں گے انکی عورتوں
کو اور ہم ان پر زور آوریں پس فوراً ملعون نے اپنا حکم جاری کیا کہ بنی اسرائیل کے جتنے بیٹے
ہیں ان سب کو مار ڈالا اور ان کی بیٹیوں کو زندہ رکھوا اور آئندہ سے ہم بہتر می نہ کرے اور
ان کو یہ بھی بتا دو کہ دیکھو ہم قاہر ہیں مقبور نہیں ہیں کہو کہ ہم جبار ہیں مجبور نہیں اور ہم سب دولت
والے ہیں مفلس و خلاش نہیں ہیں ہم لوگوں سے مقابلہ کریں کوئی کیوں کر کرے گا ان باتوں کو بنی
اسرائیل نے سن کر کہا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر آپ آئے تو اتنا عذاب فرعون ہم پر نہ کرنا
اب قوم قبلی اور فرعون سپہ سے زیادہ عذاب کرنے لگے ہیں اور ہم پر تیری سختی آ پڑی ہے بلکہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا تَوَلَّاهُ فَمِنْ قَوْمٍ مُّذِرُونَ آتَنَّا رَسُولَهُمْ وَهُمْ يُصِغُّونَ قَالُوا بَلْ يَنْصُرُهُمُ اللَّهُ لَهُمْ رَسُولٌ مِّنْ دُونِنَا أَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ مَا يَنصُرُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَفْلِتُ مِنْ آلِهِ عَلَيْهِ السَّلَام

یا اندہ واصبروا ایہذا الارض یدلکم فیہا ما یشاء من عبادة لا ولا العاقبة
للمنتقمین قالوا اذینا من قبل ان تلینا ومن بعد ما جئتنا ط قال اعنی
ریکم ان یکذب عن ذکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف
تعملون ترجمہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اپنی قوم کو کہ تم لوگ اپنے اللہ تعالیٰ سے
مو مانگو اور پھر ثابت قدم رہو تحقیق زمین ہے اللہ تعالیٰ کی جس کو وہ چاہتا ہے اس کا
وارث بناتا ہے اپنے بندوں میں سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں

کو کامیابی ہوگی وہ بولے ہم پر سخت تکلیف رہی تیرے آنے سے پہلے اور جب تو آچکا ہے تو بھی تکلیف بدستور رہی کہا موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ وقت بالکل قریب آچکا ہے کہ تمہارا رب اس قوم کو ہلاک کرے گا یعنی تمہارے دشمن کو نیت و نابود کرے گا اور پھر تم کو اس زمین پر وراثت بنا کر خلیفہ بنائے گا پھر دیکھتے ہیں کہ تم لوگ کیا کرتے ہو۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام ہر سال فرعون کو اور اس کی قوم کو ایک ایک نشانی دکھاتے گئے اور خدا کے عذاب سے بھی ڈراتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرمایا۔ **وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ فَتَيْتَبَّهُ** ترجمہ: اور میں نے موسیٰ کو نو نشانیاں ظاہر کیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب عذاب خداوندی سے ان کافروں کو ڈراتے تھے وہ کہتے تھے اے موسیٰ اگر تو اس عذاب سے ہم کو بچالے گا تو ہم تجھ پر ایمان لے آویں گے چنانچہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے خداوند قدوس سے دعا کرتے تو عذاب ٹل جاتا اور جب کافر یہ دیکھتے کہ عذاب آیا ہوا ہم سے ٹل گیا ہے تو وہ پھر ایمان لانے سے منکر ہو جاتے اور ایمان نہ لاتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَلَمَّا دَفَعْنَا عَنْهُمْ الزَّجْرَ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُسْلِمُونَ** اُدْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا لَمْ يَكُنْ كُفْتُ عَنْكَ الزَّجْرَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَوْ سَلِّتَ مَعَهُ بَنِي إِسْرَءِيلَ ۖ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الزَّجْرَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُمْ بَالِغُوهُ إِذْ هُمْ يُنْكِرُونَ ترجمہ: اور جس وقت پڑتا کافروں پر عذاب تو بولتے آہے موسیٰ پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا کہ سکھا رکھا ہے تجھ کو تیرے رب نے اگر تو اٹھاوے ہم سے یہ عذاب بے شک ہم تم کو ضرور مانیں گے اور پھر رخصت بھی کر دیں گے تیرے ساتھ قوم بنی اسرائیل کو پھر جب اٹھا لیا ہم نے ان سے عذاب ایک وعدے تک جو ان کو پہنچا تھا پھر وہ اپنے وعدے سے منکر ہو جاتے تھے اور ایمان نہیں لاتے تھے اور کہتے تھے ہم ہر گز ایمان نہ لائیں گے اور اسی طرح عہد شکنی کرتے رہیں گے اور ہم ان کو نشانیاں بھی بڑی سے بڑی دکھاتے تھے چنانچہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔ **وَمَا تَرْيَهُمْ مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هُمُ يُكْفِرُونَ** اَحْتَمَادُ اَحْلَانَهُمْ بِالْعَنَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۚ قَالُوا يَا أَيُّهَا السَّاحِرُ خُذْ ۖ ترجمہ: اور جو دکھائی ہم نے ان کو نشانی سو وہ دوسری نشانی سے بڑی ہوتی تھی۔

لیکن بدبخت ایمان نہ لائے اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب میں شاید وہ باز آجائیں شرک سے اور کہنے لگے موسیٰ کو اے جادوگر پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو جیسا کہ سکھا رکھا ہے تجھ کو تیرے رب نے ہم ضرور ایمان لاویں گے پھر جب اٹھا ٹی ہم نے ان پر سے تکلیف مت ہی وہ

اپنے دوسرے توڑ ڈالتے تھے اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی نشانیاں دکھائیں اور ان کو ہرج سے ڈراتے رہے لیکن اس قوم نے برابر ایمان سے انکار ہی کیا۔ سب سے پہلی نشانی قحط سالی کی ہوئی جو اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصِ الْمَاءِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ** اور پھر اہم نے فرعون والوں کو قحطوں اور میوؤں کے نقصان میں شاید کہ کچھ نصیحت پکڑیں۔ پس غضب الہی یمن برس میں رہا۔ اور پھر مصر میں کچھ بھی نہ اُغت اور میوے پیدا نہیں ہوئے مگر بھوک اور پیاس کے لوگوں نے فرعون کے آگے گریہ و زاری کی قوم کی گریہ زاری دیکھ کر اس ملعون نے ستر نزار مہانوں کو ہر اسے بنا کر کھانا کھلا۔ آخر پھر وہ تمام غلہ ختم ہو گیا اور قحط بدستور جاری رہا۔ اور قحط سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور بے اختیار ہو کر کہنے لگے اے فرعون جو ہم پر قحط آپڑا ہے یہ سب بھرت موسیٰ کی بددعا سے ہے یہ سن کر فرعون بولا کہ تم سب موسیٰ کے پاس جاؤ اور پھر اس سے کہو کہ اے موسیٰ یہ قحط کا عذاب تمہارا خدا ہم پر اٹھائے تو ہم سب تیرے خدا پر ایمان لے آویں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **قُلْ لَّعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ** اَلْحَسَنَةُ قَالُوا النَّاهِلِينَ **وَإِنْ تَصْبِرْهُمْ سِنِينَ يُفْصِلْ دُونَكَ وَسَيُصْحَفُ** ترجمہ پس جب پہنچی ان کو بھلائی کہنے لگے یہ ہمارے واسطے اور اگر پہنچی ان کو برائی تو مٹوئی بتاتے موسیٰ کو اور ان کے ساتھ والوں کو۔ آخر قوم فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر کہہ فریب سے رو رو کر کہنے لگی۔ اے موسیٰ اپنے خدا سے کہو کہ یہ قہر ہم پر سے دور کرے تب ہم سب ایمان لا دیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے اپنے خدا سے دعا کی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے وہ قحط جاتا رہا لیکن پھر بھی وہ مردود ایمان نہ لائے اور کہنے لگے اے موسیٰ علیہ السلام جو تو لا دے گا ہمارے پاس اپنی کوئی نشانی کہ اس سے تو ہم کو جا دو کرے تو ہم تجھ پر ایمان نہیں لا دیں گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دعائیں جس کی وجہ سے ان پر مذہب ذیل بلائیں نازل ہوئیں **قُلْ لَّعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ**۔ **فَلَمَّا سَلْنَا عَنْهُمْ الصَّلٰوةَ وَالْزَكٰوةَ وَالْقَمَلَ وَالصَّفٰةَ دَعٰوٰهُمُ الْاٰیٰتِ مُفَصَّلٰتٍ قُلْ مَا شِئْتُمْ كَبُرُوْا حٰثِرًا** قَدْ مَاتَ نُجُوْمٌ مِّنْ هٰذَا تَرْتِیْمٌ پھر ہم نے بھی ان پر طوفان مبینہ کا اور ٹنڈی اور چیرمی لیتی جوئیں اور مینڈک اور بھو، دیکھو کتنی نشانیاں جدا جدا پھر بکرتے رہے اور درحقیقت وہ لوگ تھے گمراہ لغیر میں یوں لکھا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو چالیس برس فرعون

سے مقابلہ رہا اس بات پر کہ بنی اسرائیل کو اپنے وطن الموف کو جانے دے لیکن اس نے مانا اور برابر ادھر ادھر کی جیلہ سازیاں کو تار با۔ عجوبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے بددعائیں کیں جس کی وجہ سے یہ بلائیں ان پر آتی رہیں۔ یعنی دریا نے نیل بہت چڑھ گیا۔ کھیت اور باغ اور گھر بہت تلف ہو گئے اور مڑیاں سبزی کھا گئیں اور پھر آدمیوں کے کپڑوں میں جوئیں کثرت سے پڑ گئیں، اسی طرح ہر چیز میں مینڈک پھیل گئے اور تمام پانی ٹون بن گیا، لیکن ان سرکش کافروں نے پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا رسول تسلیم نہ کیا اور برابر انکار ہی کرتے رہے۔ پہلا عذاب ان پر طوفان کا نازل کیا گیا تو اس وقت لوگوں نے کہا اے موسیٰ اس بلا سے اپنے رب سے دعا کر تاکہ ہم کو اس سے نجات ملے اور پھر ہم وعدہ کرتے ہیں کہ تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ نے اپنے رب سے التجا کی، اس سے وہ طوفانی، عذاب جاتا رہا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے سبزی اور زراعت بہت پیدا کی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ تم لوگ ایمان لے آؤ اور اپنا وعدہ پورا کرو۔ انہوں نے کہا ہم تم کو برگزیدہ کارسل نہ مانیں گے کیونکہ یہ زراعت ہر سال ہمارا بہم کو دیتا ہے یہ پیداوار کوئی تمہاری دعا سے نہیں ہے پھر یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے اس ظالم قوم سے واسطے بددعا کی تو پھر اللہ تعالیٰ نے مڑیاں بہت کثیر تعداد میں بھیج دیں جو اعلیٰ تر و تازہ زراعت کو کھا گئیں۔ پھر کافروں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ اے موسیٰ اگر تم ہم سے ان مڑیوں کے عذاب و بلا سے نجات اپنے خدا سے دلاؤ گے تو پھر ہم تجھ پر ایمان لے آئیں گے۔ اس ظالم قوم کی باتیں سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر اپنے خدا سے دعا کی۔ چنانچہ ان پر سے وہ مڑیوں کا عذاب جاتا رہا۔ پھر اس ظالم قوم نے اگر حضرت موسیٰ سے کہا کہ یہ مڑیوں کا عذاب تمہاری شومی سے آیا تھا اور ہم تو تم پر یقین نہیں لاتے اور نہ ہم تمہارے خدا پر ایمان لاتے ہیں۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے اس ظالم قوم کے واسطے بددعا کی۔ اور اس کے نتیجے میں اس قوم پر سببوں کا عذاب آیا اور ہر شخص کے کپڑوں میں بہت کثرت سے جوئیں پڑ گئیں اور سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے پھر حضرت کے پاس گئے اور ان سے درخواست کی کہ ہمارے بدن اور کپڑوں میں بہت کثرت سے جوئیں پڑ گئی ہیں وہ ہمارے جسموں کو کھا رہی ہیں۔ ہم لوگ سخت پریشان ہیں آپ اپنے خدا سے ہمارے لیے اس عذاب سے نجات دلانے کی درخواست کیجیے تو پھر ہم لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے کہنے سے پھر اپنے رب سے دعا

اس دعا کی برکت سے ان پر آئی برائی یہ بلائیں جاتی رہیں۔ پھر ان کافروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ یہ سارا کھیل تیرے جادو کا ہے ہم تجھ کو ہرگز نہ مانیں گے تو بڑا جادو کر ہے۔ قَالُوا اَتَيْنَاكَ مِنْ آيَةٍ لِّنُخَرِّجَكَ اِلٰهَا لَا تَمَّا نَحْنُ لَكَ - جَمُوعٌ مِّنْهُ ۚ ترجمہ اور کہنے لگے کافر اے موسیٰ جو تو لاوے گا ہمارے پاس نشانی کہ اس سے ہم کو جادو کرے سو ہم تجھ کو نہ مانیں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے بددعا کی جس کی وجہ سے مینڈک بھیاں پیدا ہو گئے کہ کوئی جگہ ان کافروں کے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے کی خالی نہ رہی تمام مینڈکوں سے بھر گئی چنانچہ وہ پلید اس عذاب میں گرفتار ہوئے اور سخت عاجز آ گئے اگر وہ ایک مینڈک کو مارتے تو بے شمار اور پیدا ہو جاتے تھے۔ یہ حالت دیکھ کر سخت پریشانی کی وجہ سے لوگوں نے فرعون ملعون سے جا کر کہا۔ ہم لوگ اس شدید عذاب سے تنگ آ گئے ہیں اور کسی طرح برداشت نہیں کر سکتے اور کہنے لگے کہ ہم سب موسیٰ علیہ السلام سے سخت عاجز آ گئے ہیں وہ ہم کو ہر سبقت ایک نہ ایک بلا میں ضرور ڈالنا ہے فرعون بولا تم مت ڈرو یہ تو اس کے جادو کے کھیل ہیں بلکہ تم پھر اسی سے جا کر کہو کہ اے موسیٰ علیہ السلام جب ہم تم کو مانیں گے کہ اب کی دفعہ اس بلا سے ہم کو نجات دلا دو تب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جا کر التجائی۔ پھر یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے دعا کی خدا کے حکم سے جتنے مینڈک تھے سب کے سب ختم ہو گئے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اب تم ایمان لے آؤ خدا پر، آخر کار انہوں نے انکار کیا، اور نہ مانا جب ہم کی راہ لی۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خدا سے مناجات کی۔ تو پھر ان مردودوں منکروں کے پینے کا پانی دریا، ندی سب ہو ہی گئے۔ اور جب قوم بنی اسرائیل اس کو پیتی تو صاف پھرتا اور اگر قوم فرعون اسی پانی کو پیتی تو وہ خون بن جاتا پھر عاجز ہو کر فرعون سے کہنے لگے کہ اب تو ہم سخت عاجز آ گئے ہیں کہ ہر جگہ کا پانی ہو بن گیا ہے۔ اور کسی جگہ پانی پی نہیں سکتے۔ یہ سن کر فرعون ملعون کہنے لگا کہ سب بحر سازی موسیٰ کی ہے۔ لہذا پھر تم اس سے جا کر کہو کہ اے موسیٰ اب کی دفعہ تو اور نجات دلا دو ہم لوگ فرد تیرا دین قبول کریں گے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کی قوم کے کہنے سے خدا تعالیٰ سے دعا کی۔ خدا کے حکم سے وہ ندی نالے دریا جو خون بن گئے تھے وہ سب پانی بن گئے۔ اور پھر اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے ہر بر بلا جب ان کافروں پر نازل ہوتی تھی تب وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جا کر تضرع و زاری اور جید عذر کر کے ایمان لانے کا وعدہ دے کر اپنے سر سے جادو کر دیا۔

وحی نازل ہوئی اسے موسیٰ علیہ السلام اپنی اسرائیل کو لے کر رات کو مصر سے نکل کر لب دریا بارہو
اور اس طرح بارہو کہ اہل مصر کو ہتھارے جانے کی خبر نہ ہو۔ میں تم کو دریا کے پار کروں گا۔ فرعون
ملعون کو اور اس کی ساری قوم کو دریا میں ڈبو دوں گا۔ تب تم اور ہتھاری قوم اس کے شر سے بچات
پاؤ گے۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: **ذَٰلَکَ حَتِّیْنَا اِلٰی مُوسٰی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْ ۙ اِنَّکُمْ مِّنْیَٰنَۃٌ**
نزد جسم۔ اور حکم بھیجا ہم نے موسیٰ کو کہ رات کو لے کر نکل میرے بندوں کو البتہ ہتھارے
پیچھے لگے گا فرعون معاً اپنے تمام لشکر کے اور ہم ان کو غرق کرنے والے ہیں اور تم کو دریا کے
پار تارویں گے تم کس کا خیال مت کرو۔

فرعون کے غرق ہونے کا واقعہ

تواریخ کے مطابق حسب الحکم خداوندی دوسرے دن قوم بنی اسرائیل نے فرعون کے پاس
جا کے جو جو ضروریاتی لوازمات سونے اور چاندی کیڑے اور زیور جو ان کو درکار تھا عاریتاً مانگا۔ اور
فرعون نے خوش ہو کر ان کو حکم کیا کہ جو کچھ تم کو چاہیے ہو وہ بخوشی ہمارے سرکاری خزانے سے
بے تکلف لے لو۔ یہ سن کر قوم بنی اسرائیل نے فرعون کے حکم پانے سے شامی خزانہ سے جا کر سونے
اور چاندی، لعل و جواہر کے زیورات اور جو کچھ ان کو مطلوب و مقصود تھا لے لیا اور وزیر ہامان
اور دیگر قبطیوں کے گھر جا کر بھی کچھ ضروریات کے سامان لے لیتے اور قبطیوں نے بھی ان کو دینے
میں کوئی تردد نہ کیا۔ کیونکہ ہر سال بنی اسرائیل ان سب سے زیورات عاریتہ مانگ کر نماز پڑھنے
کے لیے عید کے دن میدان کی طرف نکل جاتے تھے۔ اس لیے آج بھی سونے اور چاندی کے
اسباب دینے میں ان پر کچھ گمان فرار نہ کیا۔ اور بے تکلف دے دیا۔ بعض تواریخ کے حوالہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شمار میں بنی اسرائیل چھ لاکھ مرد عاقل اور بالغ سوائے عورت
اور لڑکے تھے۔ سب کے سب کمر باندھ کر مصر سے نکل جانے کو تیار ہوئے۔ خدا کی مرضی سے
ایسا ہی ہوا کہ اسی دن شہر میں وبا پڑی کہ ہر ایک قبیلے کے گھر میں ایک ایک بڑا بیٹا مر گیا اور وہ لوگ
اپنے اپنے غم میں رونے لگے۔ جب رات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام معاً اپنے تمام لشکر
کے مصر سے اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو مقدم لشکر کر کے قوم بنی اسرائیل کو جماعت جماعت
بنکر پیچھے روانہ کیا اور پھر آخر میں آپ بھی روانہ ہو گئے اور دریا تے نیل کے کنارے ایک بڑے
میدان میں جا پہنچے اور وہ تاریخ زبیر محرام الحرام کی تھی جب سحر ہوئی تو فرعون کو خبر ہوئی کہ حضرت

موسیٰ اور تمام قوم بنی اسرائیل مل کر تہارال مال و متاع اور سونا چاندی و نیزہ لے کر شب گزشتہ صبح
 سے نکل کر کہیں بھاگ گئے فرعون بولا تم جاؤ اور اوران کا پیچھا کرو پکڑ کر سب کو مار ڈالو۔ اتنا مال و
 اسباب تہارا اور ہمارا دغا سے لے کر بھاگ گئے یہ جبر تمام شہر میں اور اپنے تمام سپہ سالاروں کو
 بھیجی اور نثارہ کو سرحلت کا مارا چونکہ اس کی آواز بہت بلند تھی اس لیے آواز سن کر تمام سپہ و لشکر
 چاروں طرف سے شام کے وقت دو شبہ کے دن فرعون کے دروازے پر حاضر ہو گئے اس وقت
 ایک سوامیر سردار لشکر و فوج کے تھے اور ہر ایک سردار کے ہمراہ سو مرد جنگی رہتے تھے اور فرعون
 نے اپنے ہمراہ سات لاکھ غلام سیاہ پوش لے کر اور خود بھی سیاہ لباس پہن کر گھوڑے پر سوار
 وزیر مان کو مقدم لشکر کر کے حضرت موسیٰ کا پیچھا کیا اور دریا نے تیل کے کنارے بڑے میدان
 میں بنی اسرائیل کو دیکھا چونکہ وہ لوگ تین دن اسی میدان میں ٹھہرے رہے اور بنی اسرائیل کی قوم
 نے جب فرعون کی قوم کا حتمت اور دیدہ دیکھا تو وہ خوف سے کہنے لگے کہ شاید اب کہ فرعون
 اور اس کی قوم پکڑے گی اور اتنے بڑے لشکر سے ہم مقابلہ نہ کر سکیں گے کیونکہ فرعون کی فوج
 بہت ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قولا تعالیٰ۔ فَلَمَّا تَرَأَوْا الْجُمُوعَ قَالُوا
 أَهَٰؤُلَاءِ مَوْسٰی اِنَّا لَنَعْلَمُ دَعْوَتَهُ اِیْسٰی جَبَّ مَقَابِلَ ہُوَئِیْسٍ وَ دُوْنِ فَوٰحِشٍ کہنے لگے موسیٰ کے
 لوگ ہم تو پکڑے گئے، کہا موسیٰ نے کہ کیوں گھبراتے ہو اسے میرے ساتھیو! اب میرا میرے
 ساتھ ہے اور وہی مجھ کو راہ بتائے گا اور مجھ کو اور میری قوم کو چلائے گا انشاء اللہ اور فرعون سے
 ہم کو کچھ ڈر نہیں ہے۔ اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے اے موسیٰ
 اپنا عصا دریا میں نیل پر مار دیکھا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ فَادْخُلْنَا اِلٰی مُوْسٰی اِنَّا صَوَّبْ
 بِعَصَاكَ الْاَحْمَرَ الْيَسْءَدَ الخ۔ پس جب حکم بھیجا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو کہ اپنا عصا دریا پر مار د۔ پس
 پھٹ گیا دریا اور بن گیا اس میں ایک راستہ اور پار کر دیا ہم نے موسیٰ کو اور اس کی قوم کو اور
 دوسروں کو یعنی فرعون کو اور اس کے لشکر کو فرق کر دیا۔ تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ جب حضرت موسیٰ
 نے دریا میں عصا مارا پانی پھٹ گیا اور بارہ راستے بن گئے اور نیچے پانی کے چھاڑ کھڑے ہو گئے
 اور ان ہی بارہ راستوں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے اتر کر پار ہو گئے اور اس کے پیچھے قوم
 فرعون ان ہی راستوں کے ذریعے قوم بنی اسرائیل کو پکڑنے کے واسطے دوڑی جب وہ دریائے
 نیل کے بچوں پہنچ پہنچی تو وہ راستہ جو خدا کے حکم سے حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کے واسطے
 بنائے گئے تھے ختم کر دیئے گئے اور سب راستوں میں دریا کا پانی پھیل گیا۔ اور ایک دوسری

روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دریا پر عصا مارا دریا خشک ہو گیا اور اس میں بارہ راستے بن گئے اور بنی اسرائیل بارہ قبیلوں پر مشتمل تھے وہ ہر ایک اپنے اپنے راستے سے نکل گئے اور کچھ دیر بعد فرعون ملعون نے جا کر دیکھا کہ دریا ٹٹیل میں بارہ راستے بنے ہوئے ہیں اور ان ہی راستوں سے قوم بنی اسرائیل پار ہوئی ہے تب اس نے سوچا کہ یا تو موسیٰ کے جادو کی وجہ سے یہ راستے بنے ہوئے ہیں یا معجزہ پیغمبری سے، اگر یہ کیفیت میرا لشکر دیکھے گا تو شاید وہ ان پر ایمان لے آئے گا۔ پھر تو مجھے بڑی ہی تداخت ہو گئی۔ تب حیلہ سازی سے اپنے لشکر کو کہا کہ اب ہم کو نوب لعین ہو گیا کہ موسیٰ بڑا جادوگر ہے، دیکھو تو جادو سے دریا کا پانی تک خشک کر دیا اور اپنی قوم کے واسطے بارہ راستے بنانا کہ لوگ دیکھ کر اس کے خدا پر ایمان لے آئیں اور اس کی نبوت کے قائل ہو جاویں اور دل میں یوں بھی کہتا تھا کہ میری فوج کو دریا میں ان کے پیچھے جانے سے پانی ڈلو مارے گا۔ کیونکہ پانی دو طرفہ مثل سپار کے معلق تھرا ہے یہی پس پیش دل میں کرتا تھا کہ دریا میں اپنا گھوڑا ڈالوں یا نہیں! اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کے سامنے آکھڑے ہوئے اور وہ مردود بھی گھوڑے پر سوار تھا۔ حضرت جبرائیل نے جلدی سے اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا یہ دیکھ کر فرعون نے بھی اپنا گھوڑا دریا میں ڈال دیا پھر اس نے ہر چند چاہا کہ اپنے گھوڑے کی جھاگ تھامے مگر رک نہ سکا اور فرشتے سواروں نے اگر لشکر کے گھوڑوں کو چابک یا کڑیچے دریا میں ڈال دیا۔ جب فرعون کا لشکر بیچ دریا کے آچکا اسی وقت حضرت موسیٰ نے چاہا کہ دریا میں عصا مار کر ان کی راہ بند کر دیں۔ نہ آتی اسے موسیٰ قول، تَعَالٰی۔ وَانْزِلْ الْبَحْرَ سَ هَوَآءٌ اِذْ هَدَّ حَبْدَ مَعْدَفَرٍ ۝

ترجمہ۔ اے موسیٰ چھوڑ دے دریا خشک تحقیق وہ لشکر ڈوبنے والا ہے۔ تب وہ پانی ساہو گیا تھا اور سہا پر معلق تھا وہی دونوں طرف سے آیا اور پوری قوم کو ڈلو دیا۔ ایک روایت میں ہے کہ فرعون اپنے ڈوبتے وقت کہتا تھا کہ میں ایمان لایا بنی اسرائیل کے خدا پر اور اس کے رسول پر چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَجَاوْزًا بَيْنِيْ اِسْمَاعِيْلَ الْبَحْرَ اَلْجَبِہِ ترجمہ اور پار کیا ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پھرتے پیچھے پڑا ان کے فرعون اور اس کا لشکر شرارت اور زیادتی سے جب تک کہ پہنچا اس پر دبا ڈکھا فرعون نے کہ ایمان لایا میں کوئی معبود نہیں کہ جس پر ایمان لائے بنی اسرائیل اور میں بھی فرمان برداروں سے ہوں۔ خدا کے فرمانے سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اس کو کہا قول، تَعَالٰی۔ اَلَا اَنْتَ وَفَدَّ عَصِيْبَتٍ قَبْلُ وَكَرَّ

مِنَ الْمُفْسِدِينَ تَنْدَجْمَا ترجمہ کیا اب ایمان لانا ہے اور تحقیق تو نافرمانی کر چکا ہے
 پہلے اس سے اور تھا تو مفسدوں سے فائدہ حیرانیں علیہ السلام نے کہا اس کو اسے فرعون تو ماری
 عمر اللہ کا مخالف رہا اور اب عذاب دیکھ کر ایمان لایا اور اب کامل یقین کرتا ہے اب اس وقت کا
 یقین لانا کیا معتبر ہو سکتا ہے۔ تفسیر یہ ایک مشنت خاک لے کر اس کے منہ پر ڈال دیا۔ پس وہ
 بد بخت اپنے لشکر سمیت دریا نے نیل میں ڈوب مرا قوله تعالیٰ۔ فَأَيُّ كُفٍّ لِّمَنِ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ
 الْحَمْدُ ترجمہ سو آج بچاویں گے مجھ کو تیرے بدن سے تاکہ ہووے پھیلوں کو نشانی اور البتہ
 بہت لوگ ہماری قدرتوں پر دھیان کرتے۔ **قرآن** وہ بیوقوف جیسا بیفائدہ ایمان لایا وہ
 ہی اللہ تعالیٰ نے اس کو مرنے کے بعد اس کا بدن دریا سے نکال کر ایک نیلے پر ڈال دیا کہ قوم بنی
 اسرائیل کو دیکھ کر شکر کریں اور پھر عبرت حاصل کریں بدن بچنے سے اس کو کیا فائدہ۔ پس حضرت موسیٰ
 نے اپنی قوم سے کہا کہ فرعون ملعون مع اپنے تمام لشکر کے خدا کے حکم سے دریا نے نیل میں غرق ہو
 گئے یہ بن کر قوم بنی اسرائیل نے کہا کہ حضرت موسیٰ جب تک ہم اس کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے
 تب تک اس کے بڑے بیٹے پر ہم کو یقین نہ ہوگا تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی درگاہ میں دعا مانگی
 اس دعا کی برکت سے موج دریا نے ان سب کی لاشوں کو جہاں بنی اسرائیل تھے پہاڑوں پر پھینک دیا
 پڑیاں اٹکی درہم برہم ہو گئیں تھیں اور اس کے قلب میں کچھ رقی جان باقی تھیں بنی اسرائیل دیکھتے
 تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **وَأَعِزَّنَا لِدَعْوَتِكَ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ** ترجمہ اور
 ڈبو دیا ہم نے فرعون کے لوگوں کو اور یہ کہ تم دیکھتے ہو ایک شخص نے بنی اسرائیل کی قوم سے آرزو کی
 کہ اللہ مجھ کو فرعون سے ملاوے تو میں اس کی وارسی سے اپنے گھوڑے کی باگ بناؤں گا۔ مرضی الہی
 اسی دن اس نے فرعون کو بارش سرخ دینا کے کنارے مردہ پایا۔ پھر اس نے اس کی وارسی سے اپنے
 گھوڑے کی باگ بنائی اور اس کے وزیر باباں کو بھیجتے تھے کیا پردہ نہ ملا۔ تب وحی نازل ہوئی۔ اے
 موسیٰ اب تم جاؤ اور باباں کو مصر ہی میں پاؤ گے اس کو میں دوسرے عذاب میں گرفتار کروں گا۔ یہ حکم بنی
 اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون اور اپنی قوم کو لے کر مصر میں آئے اور فرعون کے
 گھروں میں مال و اسباب بہت کچھ ہاتھ لگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **فَأَخَذْنَاهُمْ بَنِي جَنَّتِ
 ذَعَبُونِ وَكُؤُونِ وَمَعَامِ كَرِيْبَةٍ كَذَلِكَ وَآوَرْنَا عَنْهُمْ وَفِي رَأْسِ ذِي قَرْيَةٍ**
 ترجمہ پس نکال لاہم نے فرعون کو اور اس قوم کو باغوں سے اور چشموں سے اور غزاؤں سے اور
 باغزت مکانوں سے اسی طرح سے وارث کر دیا ہم نے قوم بنی اسرائیل کو۔ مفسرین لکھتے ہیں

آرے عوں کے گھر اللہ تعالیٰ نے مقام کریم فرمایا اس واسطے کہ مہتمم ہا، خاٹے اور سنے پر تعلق بنائے تھے اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ نے انہیں مکانات، مکانات، شاہی اور شاہی، عزیز فرمود، اللہ تعالیٰ اور ہوا کریم اور گوارا سے لے کر آخرت کا جنت، ہوسنی اسے رکھ کر جناب بلکہ اللہ تعالیٰ سے بہر مناجات کی کیا الہی تو نے فرمایا تھا کہ اہل کو فرمودہ کے ساتھ دریا میں فرق کر دو، لکھو اور ان کے دریا سے نہ آئے اسے مرنے والی کو یہ خلق یہ محتاج کیا اور دریا بر ما گئے پھر انہیں بر در زگیاں کی نئی موت ہے بلکہ ہر دریا میں اسے مزاج ہر سے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام خدا کا لشکر بجلائے جب لک مسرتام ان کے ہاتھ میں آیا اور ہر سارے نیت و ابود ہو گئے۔ تب حاضر جمع ہو کر اپنے صفوں کے پاس گئے اور جس میدان میں اس کر رکھ کر گئے تھے ہا کر دیکھتے ہیں کہ دریا کے جو سفر سے تھے وہ نہایت توانا اور خوب صورت، ان کے پاس موجود یہ اور عجیب کر اور اس واسطے سبب سلامت پایا بلکہ کریاں اور بھیڑ، دو گنی ہو گئیں، وہاں سے ان کو لے کر اپنی والدہ کے پاس محرمیں تشریف لائے اور یہاں مقیم اور منتظر ایضاً وعدہ حق تو نے کے تھے کہ اب پھر کوہ طور پر جا کر خداوند قدوس سے مناجات کریں پس وہ انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو کوہ طور بلالیا تاکہ ان سے کچھ مناجات کی جائے اور اللہ تعالیٰ نے ہر وعدہ بھی پر راہوا۔ میں اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

کوہ طور پر اللہ سے کلام ہونے کا قصہ

یہ آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کوہ طور پر جا کر خداوند قدوس سے مناجات کرنے کے لئے خدا کے عالم سے فرشتوں نے بہشت سے کسی لاکر حضرت موسیٰ سے جیتے ہوئی اور کہا اسے موسیٰ اپنی انہیں پاؤں سے اتار کر کسی پر بیٹھ جاؤ اور پھر جو کچھ مناجات کرنی ہے کیجیے کیونکہ یہ جگہ مقدس اور بابرکت ہے قدم ہمارا اس پر گرے گا تب موسیٰ علیہ السلام نے بارشاد جناب باری تعالیٰ نے اپنے خلیں پاؤں سے اتار کر کسی پر بیٹھ کر مناجات کی۔ اس کے بعد حکم الہی ہوا کہ موسیٰ تیس دن رات روزہ رکھ تاکہ میں اپنی کتاب قریت نازل کروں پھر اس سے تمام نقائق راہ پارے اور میری شریعت سیکھیں۔ چنانچہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ وَعَدْنَا مُوسَىٰ ظَلْمَتَيْنِ أَمِينَةً ط۔ ترجمہ اور وعدہ دیا ہم نے موسیٰ کو تیس رات کلابہ حکم پاتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیس رات دن کا روزہ رکھا متواتر پھر اپنی قوم سے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر قریت نازل کر دی ہے

گاتا کہ تم کو شریعت سکھاؤں اور تم اس کے ذریعہ سے ہدایت پاؤ گے وہ بولے اے موسیٰ ہم
 جب تک اپنی آنکھوں سے نہ دیکھیں گے اس وقت تک ہم کو یقین نہ ہوگا۔ تب حضرت موسیٰ نے کہا
 کہ میں تم چند آدمی قوم کے سردار و عالم میرے ساتھ کوہ طور کے کتاب دکھاؤں گا یہ بات حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کو سن کر ان کی قوم کے امیر آدمی عالم و صالح راتھ ہو گئے اور ایک آدمی پر شیعہ بن
 نون و برہہ جبریل ریش سفید تھے ان کو لے کر تتر آدمی پورے کیٹے اور پھر کوہ اتم سب ابطارت
 اس کے نزدیک بن کر میرے ساتھ چلو چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ قَوْمِهِ**
سَمْعُوحِيِّ إِنَّهُ لَأَبِغِيتُ ابْنَكُمْ رَجْمَةً : میں نے اپنی قوم سے مرد واسطے وعدہ سے
 کے کیا ہے اسے پاس بس سب کو لے کر طور پر آئے اور ایک پتہ درخت سے ٹڑکے چھانے
 لگے اور حکم الہی کے منتظر رہے تو رات جناب بارہ آواز سے علم ہوا اے موسیٰ میں نے
 تجھ کو روزہ رکھنے کو کہا فحاصل واسطے تو نے روزہ اقرار کیا حضرت موسیٰ نے کہ اب میرے ندادن
 تجھ کو معلوم ہے کہ میں تے تیس روزے رکھے مگر بڑے دن سے میں ڈرا کہ میں میرے منہ
 سے نکلتے اس واسطے پیچھا یا مسواک کا حکم ہوا اے موسیٰ میری خدائی کی قسم ہے روزہ دار کے
 منہ کی بوجھ کو بہت زیادہ خوشبو آتی ہے اور وہ میرے نزدیک مشک و عنبر سے بھی زیادہ بہتر
 ہے کیوں تو نے بغیر میری اجازت کے روزہ افطار کیا۔ اس لیے اس کے بدلے اور دس رات دس دن
 روزہ رکھ کر اپنی حرم کو دسویں تاریخ تک چھ حضرت موسیٰ نے چالیس روزے پورے کیے
 جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **وَأَتَيْنَاهُ بِالْأَصْبَحِ وَأَتَيْنَاهُ بِالْأَصْبَحِ**
كَذَلِكَ أَدْرِجْنَاهُ لِمَا كَرِهَتْ : حضرت موسیٰ نے اور دس روزے سے تب پوری ہوئی مدت اس کے
 رب کی چالیس رات کیونکہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو ان تتر آدمیوں کے سامنے جو طور پر گئے
 تھے فرمایا اے موسیٰ علیہ السلام اور دس روزے رکھ کر کوہ طور کو اپنی کتاب تو ریت دوں گا۔ اس بات
 کو سن کر وہ سب یقین نہ لائے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا **قَالَ تَقَالُتُمْ**
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ : حتیٰ تری اللہ جہنم کا اور عجب کہا تم نے اے موسیٰ ایسا
 نہ لادیں گے ہم تم پر یہاں تک کہ دیکھیں ہم اللہ تعالیٰ کو ظاہر نہ مانے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 نے ان لوگوں سے کہا کہ تم گفتگو خالق اور مخلوق کی تیز کر سکو گے کیونکہ مخلوق کی بات بغیر کان کے
 دوسرے سے نہیں سنی جاتی اور خالق کل کی بات تو صرف دل پر موقوف ہے وہی خوب سنتا
 ہے۔ بلکہ وہ ایسا ہے کہ معانی و روحانی راز بازار بہر چند موسیٰ علیہ السلام نے کہا لیکن انہوں

نے نہ مانا نگاہاں ایک آتش اللہ کی طرف سے آئی اور ان پر اگر گر گئی وہ نثر آدمی بل کے مر گئے
چنانچہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ فَاحْزَنْ نَفْسُكَ الصَّعِقَةُ وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ترجمہ
پھر کڑ لیا تم کو بجلی نے اور تم دیکھتے تھے اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت افسوس کرنے
لگے اور کہنے لگے یا الہی میں بنی اسرائیل کو کیا جواب دوں گا وہ سب کیا کہیں گے مجھ کو۔ تب حضرت
موسیٰ کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے پھر زندہ کیا۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نَسُفَ نَفْسُكَ لَمْ
مِنْ بَعْنِ مَوْجِكَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ ترجمہ پھر زندہ کیا ہم نے پیچھے مرنے تمہارے
کے تاکہ تم شکر کرو۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ ان سب کو لے کر مصر میں آئے اور پھر انہوں نے
دس روز سے رکھے اور پھر ان کو کوہ طور کی طرف لے کر گئے اور وہاں پہنچ کر کہنے لگے کہ دیکھو
میں پیسے باتا ہوں کوہ طور پر اور تم لوگ میرے پیچھے آنا یہ کہہ کر جب موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر
گئے تو پھر اللہ کی جانب سے خطاب آیا قولہ تعالیٰ: وَمَا أَجْعَلُكَ عَنْ قَوْمِكَ يَحْمِلُ ثِقَانِ
هَذَا أَدْلَاءً عَلَى آخِرِي وَعَجَلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَى ۝ ترجمہ کیوں جلدی کی تو نے اپنی
قوم سے اے موسیٰ بوسے وہ میرے پیچھے ہیں اور میں تیری طرف جلدی آیا اے میرے رب
یہ میں نے اس واسطے کیا کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے مفسرین نے لکھا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام
نے اس وقت طور پر بلا واسطہ شتر کلمے جناب باری تعالیٰ سے سن کر نہایت مشتق کے شوق
و ذوق میں بے اختیار کہا۔ قَالَ رَبِّ ابْنِي أُنْظُرْ إِلَيْكَ ۝ کہا موسیٰ علیہ السلام نے اے
رب تو مجھ کو دکھا کہ میں تجھ کو دیکھوں، یہ آواز سن کر آسمان کے فرشتے کہنے لگے۔ اے یہ
عمران کلام الہی تو نے سنا اور پھر تجھ کو طمع رویت کی ہے پھر آواز آئی اے موسیٰ زمین کی
طرف دیکھو، جب دیکھا، مرثیہ تک نظر آیا۔ پھر عرض کیا خداوند اس کا نشان آسمان تیرے کذبہ میں
مجھ کو اپنا دیدار دکھلا اتنے میں تتر بتر فرشتے بیسیب شکل آسمان سے نازل ہو کر حضرت مرثیہ
کے گرد پھرنے لگے۔ اور کہتے تھے: يَا ابْنَ الْبَنَاءِ الْجَبْرِ أَقْطَعُ رَأْسُكَ ۝ اے پ
جین ۝ ترجمہ اے بیٹے عورت بیض والی کے کیا تو جلیل و جبار کو دیکھنا چاہتا ہے یہ آواز
سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام مارے ڈر کے بیٹھ گئے پھر بعد ایک لمحہ کے امواج مشتق نے
جوش مارا اور پھر ذوق و شوق سے پکارا۔ قَالَ رَبِّ ابْنِي أُنْظُرْ إِلَيْكَ ۝ ترجمہ بوسے موسیٰ
کہ اے رب تو مجھ کو دکھلا اپنا جلوہ اور میری ہی متنا ہے کہ میں تجھ کو دیکھوں پھر تتر بتر فرشتے بصورت
گرگ اور شیر کے نازل ہو کر ایک آواز بیسیب سے حضرت موسیٰ کو پکارا جس طرح کہ اول فرشتے

پکارتے تھے۔ یَا ابْنَ النَّسَاءِ الْحَيُّضُ أَقْطَعُ بِنِیْ سُدِّیَّةَ سَابِیَ الْعِزَّةِ رَوَاہِیْتُ
گئی ہے بہت دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پکارا۔ یَا سَابِیَ اَرَبِیْ . . .
اور آسمان کے فرشتے ان کو ہر تہہ پہنچتے تھے یَا ابْنَ النَّسَاءِ الْحَيُّضُ أَقْطَعُ مَا فَرَّھِیْثُ
شخص ہشیمہ پوش اپنی صورت میں دیکھ لے گا ہاتھ میں اور پکارتے ہوئے یَا سَابِیَ اَرَبِیْ اَنْظُرْ
اَدِیْتُکَ یَا مَنَ کہ حضرت موسیٰ بڑے متوجہ ہوئے کہ ہر شخص خواہندہ حق تعالیٰ کا ہوا۔ تب حضرت
موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ ان کے سوا میری مانند اور بھی کوئی دوسرا ہے خطاب آیا ہے کہ
اے موسیٰ میری قربت کے سبب تو نے بندگی پائی۔ اپنے تئیں جانتا ہے کہ تیرا سا کوئی نہیں بلکہ
یون جان کہ ایک پل میں تجھ سے صدا ہنیدہ کر سکتا ہوں۔ اس بات کو سن کر پھر ذوق و شوق سے جناب
باری تعالیٰ میں عرض کی، قَالَ رَبِّ اَرَبِیْ اَنْظُرْ اَدِیْتُکَ ترجمہ ہوئے اے رب تو مجھے اپنا سیدہ دکھا
اور میں بھی تمنا رکھتا ہوں۔ تب جناب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، قَالَ لَنْ تَرَ بِنِیْ وَلَیْکِنْ
اَنْظُرْ اِنِّیْ الْخَبِیْرُ فَاِنْ اَسْتَفَدْتُ مَكَانَہُ فَسَوْفَ تَرَ بِنِیْ ترجمہ کیا تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھ سکے گا دنیا
میں لیکن تو نظر کر اپنی پہاڑ کی طرف پس اگر قائم رہے وہ اپنی جگہ پر پس البتہ دیکھ سکے گا تو مجھ کو دنیا
میں پس جب اللہ تعالیٰ نے ذرا سی تجلی دکھائی اپنی پہاڑ پر تو موسیٰ گر پڑے اسی وقت بہوش
ہو کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّہُ بِنَجْمٍ خَفِلَہُ دَکَاوُھُ وَخَرَّ مُوسٰی صَعِقًا فَلَمَّا
اَفَاقَ قَالَ مَسْبُحُکَ ثَبَّتُ اِلَیْکَ وَ اَنَا اَدْلُ الْمُؤْمِنِیْنَ توجہ جس۔ پس اپنی تجلی و الٰہی
پروردگار نے پہاڑ کی طرف تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے جب
حضرت موسیٰ ہوش میں آئے تو کہا موسیٰ علیہ السلام نے تیری ذات پاک ہے اور میں نے توبہ
کی تیرے پاس میں سب سے پہلے یقین لایا۔ بعض تفسیروں میں یوں لکھی ہے کہ حضرت موسیٰ کو
اللہ تعالیٰ نے بزرگی دی تھی اور بغیر فرشتے خداوند سے کوہ طور پر کلام کیا اور پھر ان کو شوق ہوا
کہ خدا کا دیدار بھی دیکھیں تب اللہ تعالیٰ نے ذرا سی تجلی پہاڑ کی طرف کی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا
اور اس کی برداشت نہ ہوئی۔ پھر خدا تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا۔ قَالَ یٰمُوسٰی اِنِّیْ
اصْطَفٰیْتُکَ عَلٰی النَّاسِ بِرِسَالَتِیْ وَ بَکَلَامِیْ نَحْنُ مَا اَتٰیْتُکَ وَ کُنْ مِنَ الشَّکْرِیْنَ
ترجمہ کیا اے موسیٰ برگزیدہ کیا میں نے تجھ کو لوگوں پر اپنے پیغام بھیجنے سے اور اپنے کلام کرنے
سے پس پکڑ جو کچھ دیا ہم نے تجھ کو اور تم شکر کرنے والوں میں سے ہو جاؤ اسی وقت جناب
باری تعالیٰ سے حضرت میراثیل کو حکم ہوا کہ وہ بہشت سے لوہیں زمرہ کی لائیں اور قدرت

کے قلم کو حکم ہوا اس پر کتاب توریت لکھے تقریباً چار ہزار فرشتوں نے ان تختیوں کو اے حضرت موسیٰ کے سامنے لا کر رکھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو دیکھا کہ اس میں ایک ہزار سورت اور ہر سورت میں ہر آیت کی درازی مثل سورۃ بقرہ کے اور ہر آیت میں ہزار وعدہ اور ایک ہزار وعید اور ایک ہزار امر اور ایک ہزار نہی لکھی ہوئی تھیں اور توریت کے شروع میں عبادت کا ذکر اس کے علماء و حکماء کی صفت بیان کی گئی تھیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ترجمہ اور لکھا ہم نے واسطے اس کے تختیوں پر ہر چیز سے نصیحت و تفصیل ہر چیز کی پس پکڑ اس کو ساتھ قوت کے اور حکم کر اپنی قوم کو کہ عمل کریں اس کی بہتر اور اچھی باتوں پر جلد اور دکھاؤں گا میں تجھ کو گھر فاسقوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خوش ہو کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کی یا الہی کیا وہ علماء و حکماء میری امت میں سے ہیں۔ فرمایا اے موسیٰ یہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہے اور وہ تمہاری امت سے ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الہی ان کو میری امت میں داخل کر۔ فرمایا اے موسیٰ پیغمبر تمہاری بھی اس وقت متبرہو گی جب تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ گے۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات کو سن کر خاتم النبیین پر ایمان لائے اور اسی وقت وہ کوہ طور سے اتر آئے اور فرشتے الواح توریت لے کر ان ستر آدمیوں کے پیچ میں آئے جو کہ نور تجلی سے جل کر مر چکے تھے حضرت موسیٰ نے تنگ دل ہو کر ان کے واسطہ درگاہ باری میں مناجات کی۔ یا رب میری قوم بہت کمزور و ضعیف ہے وہ میرے ساتھ خصومت کرے گی۔ اور بوسے گی کہ ہمارے سردار بزرگوں کو تم نے بے جا کر ہلاک کیا۔ میں اس کا کیا جواب دوں گا۔ اغلب ہے کہ وہ میرے دین سے پھر جا دیں تب موسیٰ کی دعا سے اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کیا اور وہ اٹھ کر موسیٰ علیہ السلام کے چہرے کی طرف نظر نہیں کر سکتے تھے چشم خیزہ ہو جاتی تب اپنے چہرہ پر نقاب پہن کر رکھا وہ نقاب بھی نور سے جل گیا پھر لوگ ان کے چہرے کی طرف نظر نہیں کر سکتے تھے۔ پھر انہوں نے مکرہی کا نقاب بنا کر اپنے چہرے پر ڈالا لیکن وہ بھی نور سے جل گیا۔ پھر انہوں نے لوہے کا نقاب بنا کر ڈالا تو وہ بھی جل گیا۔ اس کے بعد جناب باری تعالیٰ میں عرض کی کہ ابی میں کس چیز کا نقاب بناؤں۔ نہ آئی اے موسیٰ فقیروں کے خرقے سے نقاب بنا۔ تب حضرت موسیٰ نے اس سے نقاب بنا کر اپنے منہ پر ڈالی تب لوگ اگر حضرت موسیٰ سے بات چیت کرنے لگے اسی کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ ستر آدمی اور کتاب توریت لے کر چالیس دن کے بعد مصر میں تشریف لے آئے اور

اور پھر وہیں سکونت اختیار کر لی۔ اور خدا کے پیغام برابر لوگوں کو پہنچاتے رہے۔

سامری کا قصہ

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک زرگر تھا اور اس کا نام سامری تھا اور اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سامری حضرت موسیٰ کا بھائی تھا جب بنی اسرائیل کو حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کے قبضہ سے نکال کر مصر سے چلے اس وقت یہ سامری بالکل بچہ تھا جب دیا کے کنارے سب اکٹھے ہوئے تو لوگوں نے اس سامری کو بہت دھونڈا لیکن اس کو اس گنتی میں نہ پایا یہ مصر آئے تو وقت راستے میں اکیلے بیٹھے روتے تھے کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیل نے اس کو اپنے بازوؤں پر بہت روز تک رکھا یہاں تک کہ جب ماں باپ اس کے گھر میں آئے تب حضرت جبرائیل اس کو لے جا کر اس کے ماں باپ کے گھر کے دروازے پر بٹھا کر چلے سے چلے گئے کیونکہ سامری کو حضرت جبرائیل سے بہت محبت تھی۔ ان کے پیسے جانے اور جدا ہونے کی وجہ سے بلند آواز سے رونے لگے۔ ان کے باپ ان کے رونے کی آواز سن کر اپنے گھر سے باہر نکل آئے اور کیا دیکھتے ہیں کہ اپنا ہی بیٹا رو رہا ہے تب گود میں اٹھا کر اسے اپنے گھر میں لے گئے اندر گھر میں اس کی ماں بھی دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔ اس کے بعد چند روز تک سامری نے زرگری سیکھی۔ جب موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ہارون کو اپنا نائب بنا کر بنی اسرائیل میں چھوڑ گئے تھے اور ستر آدمی کو لے کر کوہ طور پر گئے تھے۔ اس کے بعد سامری نے فرصت پا کر سب قوم کو جمع کر کے کہا کہ آج بیس دن ہوئے تتر آدمی بزرگ کو لے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر گئے اس کے خدا نے مجھ کو خبر دی ہے کہ وہ سب کوہ طور پر مر گئے اگر تم لوگ اس کی صداقت چاہتے ہو تو اس کے خدا کو میں تمہیں دکھاؤں تاکہ تم اس سے پوچھ لو تب حال معلوم ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا اچھا اس میں کیا مضائقہ ہے۔ تب سامری مردود نے سونا سے ایک قالب صورت گٹو سالہ بٹاکر بطور ساجے کے اس کو اٹک میں رکھ دیا اور پھر اس مردود نے سونا و چاندی کو بہت سالا کر اس آگ میں سانچے پر ڈال دیا وہ دونوں پگھل کر پانی ہو کر اس قالب کے اندر بیٹھ گیا اور پھر وہ پچھڑے کی صورت بن گیا۔ سامری نے اس قالب کو آگ سے نکل کر ایک پچھڑا سو فٹ کا خوبصورت اس کے اندر سے نکال کر پاک و صاف کر کے رکھ دیا اور اس کا نام بھی گٹو سالہ سامری رکھا اور پھر اس کو قوم سامری پوجتی تھی۔ اور بعض محققوں نے یوں لکھا ہے کہ فرعون کے دریا سے غرق ہونے کے وقت سامری اس وقت

طفل نہ تھا بلکہ جوان تھا۔ اس وقت ایک شخص کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ہو کر فرعون کے لشکر میں آیا
 جب اس کا گھوڑا قدم اٹھاتا تو اس کے زیر سم مرتبے اور بزرگی سے تازہ گھاس پیدا ہوتی۔ سامری نے
 معلوم کیا کہ شاید حیر ایل ہوں گے جو حضرت موسیٰ کی مدد کو آئے ہیں۔ اس وقت ایک خاک ان گھوڑے
 کے سم کے نیچے سے اٹھا کر رکھ لی تھی۔ جب گنو سال بنایا تو قوم بنی اسرائیل کو کہا کہ آؤ تم اس کو سجدہ کرو
 معاذ اللہ منہا اور جو گمراہ ہوئے وہ اسی وقت سامری کے کہنے سے چلے آئے۔ جب سامری
 نے اس ممت ناک کو پکڑے کے منہ میں ڈال دیا تو خدا کے حکم اور قدرت سے اس پکڑے کے
 منہ سے بیدھڑک گائے کی آواز نکلی۔ چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا
 آلَهُ خَوَاطِطٌ فَتَقَاوُا هَذَا ۚ إِنَّكُمْ قَدْ آتَيْتُمْ قَوْمَكُمْ قَوْمًا بَاطِلًا ۖ فَنَسِيَ ۚ تَرْجُمَہ۔ پس بنالیا ان کے
 واسطے ایک دھڑ جس میں چلانا وغیرہ گائے کا تھا پس کہا انہوں نے ان سے یہ خدا ہے تمہارا اور خدا
 موسیٰ علیہ السلام کا سودہ بھول گیا۔ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام بھول گئے اور دوسری جگہ میں چلے گئے
 لیکن بنی اسرائیل اس کی آواز سن کر یقین لائے اور سجدہ بھی کیا۔ اور پھر وہ اسی جگہ کو پوچھنے لگے۔ اور بعض
 آدمی بارہ قوم میں سے تھے جو ایمان میں کامل تھے ان لوگوں سے بدابو کہ کوہ کاف کی طرف نکل گئے
 اور وہاں مسجد بنا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے اور پھر ہر ایک کی نعمتوں سے سرفراز کیے گئے
 معراج النبوة میں لکھا ہے کہ شب معراج میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ شعلہ نور
 زمین سے اُڑ کر ساق عرش تک چمکتا ہے۔ آپ نے حضرت حیر ایل سے پوچھا کہ یہ کس کا نور ہے
 وہ بوسے کہ قوم بنی اسرائیل جو گنو سال پوچھتے تھے۔ اور ان میں ایک جماعت نکل کر کوہ کاف میں اللہ
 تعالیٰ کی عبادت کر رہی تھی یہ نور انہیں کا ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر کو ان
 کے پاس سے چلو۔ یہ سن کر حضرت حیر ایل ان کے پاس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو لے گئے
 اور پھر کہا: هَذَا ابْنُكُمْ الْاِمِّي الْقَذِيْبُ الْعَاشِي الْحَكِي الْقَعْدِي ۚ یہ سنتے ہی رسول خدا
 صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعلیم قرآن اور سورتیں
 وغیرہ سب سکھا پڑھا دیں اور پھر اس کے بعد ہدایت کی کہ دین محمدی پر قائم رہیں۔ القصة حضرت
 موسیٰ علیہ السلام اور وہ متر آدمی تو ریت لیکر جب کوہ طور سے آئے اور اپنی قوم کو دیکھا کہ وہ لوگ
 ایک گنو سال بنا کر پوچھتے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بہت غصا ہوئے اور پھر کہا۔ چنانچہ
 حق تعالیٰ فرماتا ہے جَسَدًا خَلَقْتُمُوْا فِيْ مِيْنٍ ۚ بَدَا فِيْ رِجْلِ تَرْجُمَہ کہا موسیٰ علیہ السلام نے
 کیا بری بات کی تم نے میرے پیچھے کیوں جلدی کی اپنے رب کے حکم سے اور ڈال دیا۔

جاؤں گا تو ان کا گناہ بخش اور عفو فرما اور ان کو بہشت دے اور ان کے درجات بلند فرما اور پھر اپنے
 دیدار سے شاد فرماتا تاکہ تیرا فضل و کرم ظاہر ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا الہی میں نے توبہ کی اور
 تومیری توبہ قبول کی پھر حکم ہوا اے موسیٰ تمہاری توبہ قبول ہو گئی مگر تم اپنی قوم کے گنہگار پرست کو ایک دوسرے
 سے قتل کروایا پھر اپنے وطن سے غالی ہاتھ ان کو نکال دو ان دونوں میں سے جس کو اختیار کرو گے نب
 ان کی توبہ اور تمہاری توبہ میری درگاہ میں قبول ہوگی۔ ————— موسیٰ علیہ السلام کو

بنی اسرائیل کو جو بت پرست تھے بلو اکر اللہ کی طرف سے یہ بات کہی کہ مزار نے اعمال بت پرستی
 میں ان دونوں میں سے جس کو اختیار کرو گے نجات پاؤ گے۔ انہوں نے کہا اے موسیٰ ہم کو عزت
 وطن کی برداشت نہیں۔ آپس میں لڑ کر مر جانا بہتر۔ تب حضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدا کی طرف
 سے خطاب آیا کہ اے موسیٰ ان سے کہہ دو کہ وہ اپنے بدن سے کپڑے اتار کر اپنے گھر کے دروازے
 پر تنوار سے ایک دوسرے کو قتل کریں تب ان کی توبہ قبول ہوگی۔ اگر کوئی اس معاملے میں ات بھی
 کرے گا تو پھر توبہ قبول نہ ہوگی۔ پس بنجر جان دینے کے اور کچھ چارہ نہ دیکھا تب صبح کے وقت
 ستر ہزار مرد گنہگار پرست برہنہ تنگی تلوار پکینچ باپ بیٹے کو پٹیا باپ کو بھائی بھائی کو اپنے قتل کرنے
 تیار ہو گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے سر کو برہنہ کیا اور پھر خدا کے دربار میں خوب گریہ و زاری
 کی اور برابر سرگوشی کرتے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **فَاَنْتَ اَعْمَدُ**
وَلَا جِيْءَ اَوْ اَدْخِلْنَا فِيْ سَاجِدِيْكَ صَلٰوَاتٍ اَوْ اَدْخَلْنَا فِيْ سَاجِدِيْكَ ترجمہ: موسیٰ نے کہا اے
 رب معاف کر مجھ کو اور میرے بھائی کو اور ہم کو داخل کر اپنی رحمت میں اور تو ہے سب سے
 زیادہ رحم والا ہے۔ نہ آئی اے موسیٰ دعا تمہاری اور توبہ ان کی قبول ہوئی پھر اس کے بعد
 حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہ تختیاں اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ **قَوْلُهُ تَعَالٰی۔ دَلَمَّا سَكَنَتْ**
عَنْ مُّوْسٰی اَلْغَضَبُ اَخَذَ اَلْاَوْحَیَ ترجمہ: اور جب فرد ہو غصہ موسیٰ کا تو انہوں
 نے وہ تختیاں اٹھالیں اور جو ان میں لکھا ہوا تھا راہ کی سوچ رہے اور مہربانی ان کے لیے جو اپنے
 رب سے دُرتے ہیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان تختیوں کو ہاتھ میں لے کر بنی اسرائیل کو
 کہا اے لوگو! تمہارے واسطے ہم نے کتاب توریت لادی کہ احکام الہی اپنے گھروں میں لکھو
 اور پھر اس کو ہر وقت پڑھتے رہو۔ اور جو کچھ اس میں اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا اس کو بجا لاؤ۔
 وہ کہنے لگے اے موسیٰ اگر ہم پڑھیں گے تو کچھ عمل نہ کریں گے اور اگر عمل کریں گے تو کچھ نہ پڑھیں

گئے ان دو میں سے ایک عمل اختیار کریں گے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں
 سے کہا کہ تم لوگ عمل بھی کرو اور اس کو ہر وقت پڑھو بھی وہ بولے اے موسیٰ یہ ہم سے نہ ہو
 سکے گا کہتے ہیں کہ حضرت جبرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک پہاڑ مثل ابر کے سر پر لا رکھا
 موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا اے میری قوم تمہارے سر پر خدا تعالیٰ نے ایک عذاب
 کا پہاڑ نمودار کیا ہے ذرا اور نگاہ اٹھا کر دیکھو جب ان لوگوں نے اپنی نگاہوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا
 تو وہ اس عذاب کو دیکھ ڈر گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَوْلَهُ تَعَالٰی وَذَرْنَنَا الْجَبَلَ قَوْلَهُ
 كَاَنَّهُ ظُلَّةٌ تَرَجَمَ اور جب اٹھا یا ہم نے پہاڑ اوپر ان لوگوں کے کہ گویا وہ ایک ساٹھان ہے اور جاتا
 انہوں نے یہ کہ وہ گر پڑے گا ان کہا ہم نے جو کچھ دیا تم کو ساتھ قوت اور یاد کرو جو کچھ بیچ اس کتاب کے
 ہے تاکہ تم بچو۔ پس موسیٰ علیہ السلام ان سے کہا کہ تم خدا پر ایمان لاؤ اور کتاب توریت کو پڑھو اور اس
 پر عمل بھی کرو اور گنوسالہ پرستی کو چھوڑ دو یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بعض لوگوں نے کہا
 قَالُوا اَسْمِعْنَا وَعَصَيْنَا۔ یعنی ہم نے سنا اور پھر اس کو نہ مانا۔ جب منکروں نے یہ کہا تو پہاڑ ان کے
 منہ کے قریب آیا تو اس کو دیکھ کر سب کے سب بیٹھ گئے۔ پھر پہاڑ جو درحقیقت عذاب تھا وہ بھی
 نیچے اترا اور جب وہ کھڑے ہوئے تو پہاڑ بھی ان کے سر پر کھڑا رہتا یہ دیکھ کر مارے ڈر کے سب
 کے سب سجدے میں گر گئے اور پھر اپنا اڈھا سر منہ مٹی میں لگاتے اور نگاہ کو بار بار اٹھا کر اس پہاڑ
 کو دیکھتے تھے کہ کہیں یہ پہاڑ ہمارے سروں پر نہ گر پڑے جس میں دہ کر ہم سب مر جائیں گے۔ پس
 بعض ایمان لانے اور بعض کہنے لگے کہ ہم ایمان تو لائے مگر سچے دل سے نہیں۔ بِالْاَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی
 ان کے سر پر سے پہاڑ اٹھایا اور جو لوگ منکر تھے وہ اپنے گنوسالہ پرستی میں رہے حضرت موسیٰ
 علیہ السلام نے قسم دے کر فرمایا کہ میں اس گنوسالہ کو پارہ پارہ کر کے جلا دوں گا اور پھر اس کو دریا میں
 بہا دوں گا۔ غرضیکہ اس کا نام و نشان نہ رکھوں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَانْظُرْ اِلٰی
 الْاُفْكِ الَّذِي ظَلَمْتَ عَلَيْهِ عَاقِبًا۔ ترجمہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے کہا
 دیکھو طرف اپنے معبود کی جو ہو گیا تھا تو اوپر اس کے معنکف ابھی جلا دوں گا اس کو اور پھر اڑا دوں
 گا دریا میں حضرت عبداللہ ابن مسعود نے فرمایا اس وقت حضرت جبرائیلؑ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام
 سے کہا کہ غلافی کھانے سے اس پتھر سے کو جلاؤ الوتب یہ اچھی طرح سے جل بادے گا اور دوسرا
 قول یہ بھی ہے کہ پتھر سے چور چور کر کے ذرہ ذرہ کر کے دریا میں ڈال دو تب حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے اس پھڑے کو پھڑے چورہ کر کے دریا میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ ان گنوسالہ پرتوں نے دریا میں جا کر اس کا پانی پی لیا مارے کفر کے چنانچہ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ: **وَأَشْرَبُوا بِمَنِّ الْفُجُورِ** **الْعَجَلِ يَكْفُرُ هَـٰذَا** ترجمہ اور پلایا گیا دلوں میں ان کے پھڑے کی محبت بسبب کفران کے روایت ہے کہ جو کوئی اس کا شستہ پانی دریا میں جا کر پی آیت تو اس کا تمام بدن سیاہ ہو گیا اور کفر کی حالت میں ہی مر گیا لہذا یہ اس واقعہ کو جو سلمیٰ اور گنوسالہ پرستی کا تھا اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

ہلاکت قارون

روایت میں آیا ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ ان تختیوں کا کتاب کو نقل کر کے پڑھو۔ اور پھر اسی پر عمل کرو۔ تب انہوں نے کتابیں اس کی نقل کیں پھر حکم ہوا کہ اسے موسیٰ ان لوگوں سے کہو کہ اس کتاب کو بہت زیب و زینت سے رکھیں گے۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے گزارش کی کہ یا رب ہم زینت نہیں رکھتے کسی طرح تورات کو زینت سے رکھیں گے پس حضرت جبرائیل نے آکر کہا جو گھانس میں نے تم کو بتلا دی تھی کہ پھڑے کو رکھ کر اس میں جلاؤ الو سو وہ گھانس اور یہ ایک قسم اور اس میں ملاؤ تو جس پر یہ رکھو گے ہماری قدرت سے اگر تباہی پر رکھو گے تو سونا ہو گا اور اگر پتیل پر رکھو گے تو چاندی ہوگی۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک رقعہ یوشع کو کھا اور قارون کو کھا کہ فلانی گھانس مجھے لا دو اور ایک رقعہ کالوت کو بھی لکھا کہ فلانی گھانس مجھے دے گا رہے یوشع دو۔ تب تینوں نے گھاس منگوائی قارون نے یوشع سے کہا کہ میں دیکھوں کہ تمہارے رقعہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا لکھا ہے قارون چونکا چالاک تھا اس نے ان کا رقعہ پڑھ کر پھر کالوت کے رقعہ کا مضمون بھی دریافت کیا اور ان تینوں گھانسوں سے اس نے کیا گری سیکھ لی اور وہ تینوں گھانسیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لے جا کر دیں قارون چونکا فقط تورات تھا وہ سب دریافت کر کے چپکے سے جا کر گھر میں گیا بناتا رہا۔ اس سے اس نے بہت دولت جمع کر لی۔ بجز خدا کے کوئی بھی اس کے حال سے خبردار نہ تھا۔ خبر ہے کہ عمل قارون کا تورات پر تھا جب دولت جمع ہوئی تو مال کی محبت اور غفل کی وجہ سے زکوٰۃ مال اور صدقہ نہیں دیتا تھا اور پھر خدا کا حکم بھی نہیں مانتا تھا۔ اسی وجہ سے کافر۔ مردود ہوا۔ روایت ہے کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچر بھائی تھا وہ بیٹا صامن کا تھا اور صامن بیٹا ناعش کا اور ناعش بیٹا ایک حضرت یعقوب علیہ السلام کا تھا صامن نے جمع کر لی تو وہ اپنے تجر و غرور میں پرورش پاتا رہا اور موسیٰ

علیہ السلام کی نافرمانی کرنا شروع کر دی اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے کے نزدیک وہ کافر ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **إِنَّ قَارُونَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوسَىٰ فَبَغَىٰ عَلَيْهِمْ** الخ ترجمہ قارون جو تھا حضرت موسیٰ کی قوم سے پھر وہ شرارت کرنے لگا اور پھر ہم نے اس کو دولت کے خزانے دیئے اور اتنے دینے کہ کینچوں سے کئی مزدور تھک گئے اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ ساٹھ مزدور زور آور مقرر تھے اس کی کنجیاں اٹھانے اور رکھنے پر اور ہر ایک کبھی کا وزن نیم درہم سنگ تھا اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے اس کی کینچوں کا بوجھ تتر اؤنٹ تھا۔ مترجم نے بھی توریت میں یہی دیکھا ہے یہ دیکھ کر پھر اس قوم نے کہا۔ **قوله تعالیٰ اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ** ترجمہ جب قارون کو اس کی قوم نے کہا مت خوش ہو تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا۔ خوش ہونے والوں کو۔ اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو دیا ہے اس سے تو اپنا پچھلا گھربنا اور ایسا بھی نہ کر کہ اپنا حصہ جو تو دنیا میں لینا چاہتا ہے اس کو چھوڑ دے یعنی اپنے حصہ کے مطابق دنیا میں کھا اور پین اور اپنے زیادہ مال سے آخرت کیا اور وہ کام کربس سے خلق خدا کو فائدہ پہنچے اور ان پر تیرا احسان جیسا کہ احسان کیا اللہ تعالیٰ نے تجھ پر اور اللہ تعالیٰ کی زمین میں فساد مت پھیلا اور تحقیق اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہے فساد کرنے والوں کو اور صدقات اور زکوٰۃ اور خیرات دیا کرو محتاجوں کو تاکہ اس سے آخرت میں تمہارا بھلا ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ذَٰلِكُمْ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ لَكُمْ اِنَّكُمْ لَعَالَمُونَ** یعنی بھلائی کر جیسی اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی تجھ سے قارون بولا۔ **قوله تعالیٰ وَقَالَ الْاِنْفَاذُ قَتِلْنِي عِنْدَ اٰيَةِ تَرْجَمَةُ قَارُونَ بولا اے موسیٰ یہ مجھ کو ملی ہے ایک دولت بہتر سے جو میرے پاس ہے اور تیرا خدا میرے مال پر کیا حق رکھتا ہے رب العزت نے ارشاد فرمایا: **اَوْ لَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ اٰلَ تَرْجَمَةٍ اور کہا نہ جا اس طرف کیا اس نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے سنگین اور قوت والی جماعت کو ہلاک کر چکا ہے اور یہ بھی یاد رکھو کہ گنہگاروں سے ان کے گناہ پوچھ نہ جائیں گے اور بے پوچھے وہ تمام سب کے سب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے قارون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کہنا نہ مانا اور باغی ہو گیا پھر اس نے ایک ایسا عالیشان مکان بنوایا کہ اونچائی اسی کی اتنی گز تھی اور اس پر گنگرے بڑے بڑے بنائے تھے اور طلا کاری سے مزین کیا تھا اور تخت مرصع تھا یہ جو کچھ کھا گیا سب جامع التوازیخ سے کھا ہے اس کے بعد قارون نے بنی اسرائیل کی دعوت کی اور دو گروہ ہو گئے ایک گروہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری میں رہا اور دوسرا گروہ قارون کے ساتھ فسق و فجور شیطانی میں رہا۔ ایک دن قارون نے اپنی عورت کو خرنش****

سے لباس فخر پہنا کر اور ہزار غلام و لونڈی کو بھی مرصع جوہرات سے آراستہ کر کے ہمراہ لے کر پھرنے لگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِم مِّنْ رَبِّهِمْ قَوْمٌ نَّكَلًا قَارُونَ اپنی قوم کے سامنے ساتھ آرائش کے اور بہت بڑی تیاری کے اپنا تاج بھی مرصع جوہرات سے کر کے اپنے سر پر رکھ کر نکلا تاکہ اس کو آفتاب کی کرنی نہ پہنچے اور اس کے غلام سب کے سب دائیں بائیں چلتے تھے اور کچھ غلام اس کے آگے اور کچھ پیچھے بھی چلتے یہ دیکھ کر جو لوگ مال اور زندگانی دنیا کے طالب تھے وہ اس کو دیکھ کر کہنے لگے اور ان کے دل میں حرص پیدا ہو گئی قَوْلَهُ تَقَالُ قَالَ الَّذِي يَبْدِيكَ ذَا الْحَيَوٰةِ ترجمہ کہنے لگے جو طالب تھے دنیا کی زندگانی کے اے افسوس کس طرح ہم کو ملے جیسی کہ ملی ہے دولت قارون کو بیشک اس کی بڑی قیمت ہے اور وہ بولاجس کو ملی تھی سمجھ لو پھر اے خرابی اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ثواب بہتر ہے ان کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور نہیں سکھائی جاتی یہ بات مگر ممبر کرنے والوں کو۔ حضرت موسیٰ کو وحی کی گئی کہ قارون کو کہہ دو کہ وہ مال میں سے زکوٰۃ ادا کرے اور اس حساب سے زکوٰۃ ادا کرے کہ ایک ہزار دینار میں سے ایک دینار نفقہ اور مساکین کو دیوے اگر نہ دیوے گا تو وہ مفضوب ہو گا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے کہا تو قارون نے اپنے مال کو حساب لگا کر دیکھا تو بہت روپیہ اس کے مال میں زکوٰۃ نکلتی تھی۔ یہ معلوم کر کے اس کے دل نے چاہا کہ ہم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں تو پھر قارون بولا اے موسیٰ میں زکوٰۃ دوں یا نہ دوں تم کو اس سے کیا واسطہ حضرت موسیٰ نے کہا کیا گری سے سونے پانے کے ظروف بنانے میں جتنے ریزے گرتے ہیں اتنا فقر محتاجوں کو دے ڈال۔ تب بھی زکوٰۃ تیری ادا ہو جائے گی۔ یہ سن کر قارون بولا اگر میں زکوٰۃ مال کی دوں تو تیرا فائدہ کچھ کیا دے گا۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ اس نیکی کے سبب تجھ کو جنت ملے گی۔ پھر وہ مردود بولا کہ بہشت سے مجھ کو کیا کام ہے آخر ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایک افرا کی تہمت لگائی تاکہ ان کو لوگوں میں شرمندہ کرے اور پھر یہ موسیٰ مجھ سے زکوٰۃ کی بات نہ بولے۔ ایک دن ایک عورت فاجرہ خور بصورت جو قوم بنی اسرائیل میں سے تھی قارون کے پاس گئی اور قارون نے اس سے کہا کہ میں تجھ کو ایک نرلہ اشرفی اور مختلف قسم کے زیورات اور اچھی اچھی پوشاک بیش قیمت دوں گا تو میرے واسطے ایک کام کر۔ جب بنی اسرائیل کی جماعت جمع ہو گئی تو سب کے سامنے مجمع میں جا کر پکار پکار کر یہ کہنا کہ موسیٰ بیمار یا مر ہے اور وہ ہم سے زنا کرتا ہے۔ پس اس فاجرہ عورت نے روپے کے لالچ سے کہا بہت اچھا میں ایسا ہی کہوں گی۔ پس قارون نے اس سے جو کچھ کہا تھا روپے وغیرہ دے کر اس کو رخصت کر دیا۔ اتفاق

سے ایک روز موسیٰ علیہ السلام اپنے منبر پر بیٹھے وعظ کر رہے تھے اور ان کے گرد قوم اپنی اسرائیل بیٹھی ہوئی تھی۔ قارون نے موقع پا کر اس فاجرہ عورت کو وہاں پہنچ دیا اور خود بھی وہاں پہنچ گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام لوگوں کو حرام و حلال باتیں بتا رہے تھے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کے واسطے نہ دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عذاب میں گرفتار کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے مال کا مواخذہ لے گا اور جو زنا کرے گا اس کو سنگسار کر دینا ہو گا۔ یعنی ایسا ہو گا اور آخرت میں بھی ایسا ہی ہو گا۔ اس قسم کی نصیحتانہ باتیں لوگوں کو سناتے تھے۔ پس قارون مردود نے اس مجلس میں جا کر کہا اے موسیٰ اگر تم نے نہ کیا کیا ہو گا تو تمہاری کیا سزا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے جواب میں کہا کہ میرا بھی قتل واجب ہے۔ قارون بولا البتہ تم نے نہ کیا کیا گواہ موجود ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس کے جھوٹ ثابت کیا اور اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت پڑی چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا كَالَّذِينَ أَذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّاهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ مِنْهُنَّ أَفْئِدَةٌ مَّرِيضَةٌ فَأَنزَلَ اللَّهُ سُورَةَ الْآحْقَافِ فِيهَا مِثْلُ طَبَاقٍ مِّنَ النِّعَانِ الَّذِينَ آمَنُوا نَفَقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا** ترجمہ: اے جو ایمان لائے ہو حجت ہو جاؤ مانند ان لوگوں کے جنہوں نے ایذا دی موسیٰ علیہ السلام کو پس پاک کر دیا اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس چیز سے جو وہ کہتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی آبرورہنما ہے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور بات ہمیشہ سیدھی کہنا کرو پس قارون نے اس فاجرہ کو بلا کر حاضرین مجلس کے درمیان کہا کہ جو موسیٰ نے تم سے کیا بد فعلی کی تھی۔ دو چار باتیں تھی کہ موسیٰ میرا یہ ہے قوم قارون عرض ہو گئی اتنے میں دل اس کا اللہ تعالیٰ کی مرضی سے جھوٹ بات سے بھر گیا پس لوگوں نے کہا اے نیک مرد موسیٰ تو پاک ہے اور جو کچھ قارون کہتا ہے جھوٹ و بہتان ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتی ہوں جھوٹ بات کہنے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بات کو سن کر بڑے متعجب ہوئے اور غش کھا کر اپنے منبر سے گر پڑے فوراً حضرت حیرانیل نے آکر اپنی گود میں اٹھا لیا اور اور پھر ان کو ہر طرح تسلی دینے لگے۔ اور پھر کہا اے موسیٰ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ زمین کو تمہارے حکم کے تابع کیا اور اب تم جو چاہو قارون کو سزا دو یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قارون سے کہا اے قارون تم جھوٹ مت بولو۔ اور افراتمت کرو اور نہ تہمت لگاؤ اور خداوند قدوس سے ہر وقت ڈرتے رہو اور اس مردود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب دیا کہ میں ہرگز تمہاری بات نہ اتاروں گا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے حکم سے اپنا عصا زمین پر رار اور پھر کہا اے زمین تو اس مردود سے رکش کر اپنے اندر دبا لے یہ حکم سننے ہی زمین نے اس کے تحت سمیت اس کو اور جو اس کے فرار پر رار

عامیل مقتول بن سلیمان کا واقعہ

روایت کی گئی ہے قوم بنی اسرائیل میں ایک شخص نام اس کا عامیل تھا ملک اور دولت اور
 حشمت اس کی بہت تھی لیکن اس کے گھر میں کوئی فرزند نہ تھا ایک بھتیجہ تھا وہ بھی بہت ہی غریب تھا
 مگر ضابطہ ہی طاقتور اور اپنے چچا کے مال پر طمع رکھتا تھا اور وہ اپنے دل میں یہ سوچتا رہتا تھا کہ کوئی وقت
 آیا مجھے مل جائے کہ میں اپنے چچا کو مار ڈالوں اور اس ملک اور میراث پر اپنا پورا قبضہ کر لوں مگر غرض
 دنیا کی طمع و لالچ نے اس کو مجبور کر دیا۔ اور ایک شب چپکے سے اپنے چچا کو مار کر شیشہ سر کے باہر
 لے جا کر دور کسی گاؤں کی سرحد میں رکھ آیا اور پھر اس کی ملک اور میراث سلطنت کا مالک ہوا
 اور مکر و فریب کر کے اپنے چچا کے قاتل کا پتہ تلاش کرنے لگا بالآخر اسی گاؤں والوں پر تہمت
 لگائی کہ انہوں نے میرے چچا کو مار ڈالا ہے۔ لہذا تم گاؤں والوں کو میرے پاس حاضر کرو تاکہ میں
 ان سے اپنے چچا کے متعلق معلومات کروں ادھر گاؤں کے لوگ ایک دوسرے پر تہمت لگانے
 لگے کہ اس نے ان کے چچا کو مارا ہے اللہ تعالیٰ اس معاملہ کو یوں فرماتا ہے۔ **وَإِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا**
فَآدَرْتُمْ نَفْسَ فِيهَا وَلِلَّهِ خُزْنُ مَا كُنتُمْ تَكْتُمُونَ ترجمہ اور جب تم نے مار ڈالا ایک
 شخص کو اور پھر لگے ایک دوسرے پر بہتان کرنے اور اللہ تعالیٰ کو ظاہر کرنا ہے جو تم تھاتے
 ہو۔ حضرت موسیٰ کے پاس آکر کہنے لگے یا رسول اللہ آپ اپنے رب سے دعا کیجیے کہ اس
 مقتول کے قاتل سے اللہ تعالیٰ خیر دے کہ اس کو کس نے مارا ہے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام
 نے خداوند قدوس سے دعا کی حضرت حیران بنے اگر کہا اللہ تعالیٰ فرماتا کہ عماز کو ہم دشمن جانتے
 ہیں عمازی کیوں کر کریں۔ ان کو کہہ دو کہ وہ ایک گائے ذبح کریں اور پھر اس کی زبان لے کر اس
 مقتول پر ماریں تب وہ زندہ ہو جائے گا اور خود لو لے گا کہ مجھے فلاں آدمی نے مارا ہے۔ حضرت
 عبد اللہ بن عباس نے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمایا کہ انے کو ذبح کرنے کو کیونکہ
 وہ قوم گائے ہی پوجتی تھی اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے معبود کو ذبح ہی اپنے ہاتھ
 سے کریں تاکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ ہم جس کو اپنا معبود سمجھتے ہیں وہ تو ہماری جتنی بھی طاقت و قوت
 کا مالک نہیں ہے۔ غرض حضرت موسیٰ نے خدا کے فرمانے سے اس قوم کو اس چیز کی خبر دی **قُلْنَا نَالِ**
إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَذْبَحُوا بَقَرَةً ترجمہ اور جب
 کہا حضرت موسیٰ نے اپنی قوم کو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کو کہ ذبح کرو ایک گائے تو البتہ تم قاتل

کو معلوم کر لو گے۔ انہوں نے کہا قولہ تعالیٰ: **فَاَلَا تَتَذَكَّرُ اِنَّ هٰذَا نَزَّلْنَاهُ بِقَوْلِ مَوْلٰی وَہ قوم**
کیا ہم کو پکارا مذاق نے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ اَعُوْذُ
بِاِلٰهِهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ وہ ترجمہ۔ کہا حضرت موسیٰ نے پناہ پکڑتا ہوں میں اللہ تعالیٰ سے
 اور نہ ہوں میں جاہلوں سے بوسے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ وہ گائے
 کیسی ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ قولہ تعالیٰ: **قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَا فَادٰیَ**
لَہَا وَکَذٰلٰکَ نَزَّلْنٰہُ ترجمہ۔ کہا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ گائے نہ تو بڑی بھی ہو اور نہ بچہ بلکہ جو اس سال ہو۔ اب تم یہی
 کرو جس کا تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ پھر انہوں نے کہا۔ **فَقُلُوْا اِذْ عَلِمْنَا نَمُرُّکَ یٰمُوسٰی لَنَا مَا نَدُوْہَا** ترجمہ
 کہنے لگے پکار ہمارے واسطے اپنے رب کو کہ وہ بیان کر دے ہمارے لیے کیا ہے رنگ اس گائے
 کا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ **قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا بَقَرَةٌ صَفْرَآءُ** ترجمہ۔ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا
 ہے کہ وہ ایک گائے ہو خوب زرد رنگ کی جو اچھی معلوم ہوتی ہو دیکھنے والوں کو۔ پھر انہوں نے کہا
 قولہ تعالیٰ: **فَقُلُوْا اِذْ عَلِمْنَا نَمُرُّکَ یٰمُوسٰی لَنَا مَا نَدُوْہَا** ترجمہ۔ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ گائے
 اپنے رب کو کہ بیان کر دے ہم کو کہ کس قسم کی ہے وہ گالیوں میں شبہ پڑا ہے ہم کو اللہ تعالیٰ نے
 چاہا تو ہم راہ پاویں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قولہ تعالیٰ: **قَالَ اِنَّهٗ يَقُوْلُ اِنَّهَا**
بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْا لَہَا ترجمہ۔ کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک گائے ہے نہ وہ محنت کرنے والی ہو
 اور نہ بل بوتے والی ہو کہ پھاڑے زمین کو اور نہ پانی دیتی ہو کھیتوں کو اور اپنے بدن سے پوری
 تندرست ہو اور داغ اس میں کچھ نہ ہو۔ تب کہا انہوں نے کہ اب لایا ہے تو ہمارے پاس ٹھیک
 بات۔ اب ہم ضرور ذبح کریں گے۔ پھر وہ مذکورہ بالا صفت کی گائے تلاش کرنے لگے۔ حضرت ہیرا ئیل
 نے بصورت اجنبی ان کو آکر فرمایا کہ بنی اسرائیل میں فلاں آدمی کے پاس اس صفت کی گائے کو میں
 دیکھ آیا ہوں اور قیمت اس کی اس کے چمڑے بھر کے روپے کی ہے چو چا ہے سو خریدے دھل
 قہہ گائے کالیوں ہے کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں مرد صالح نیک بخت تھا اور اس کے ایک ہی بیٹا تھا
 اور وہ بہت ہی چھوٹا تھا اور اس کے ایک گائے تھی جو اس نے اپنے بیٹے کے واسطے جھگل میں
 خدا پرستی پر سوچنی کہ الہی جب میرا بیٹا بڑا ہو تب اس گائے کو ذبح کرو اور وہ گائے جب بڑی ہوئی جھگل
 میں اسے کوئی پکڑ نہیں سکتا تھا جب وہ لڑکا جو ان ہوائیک بخت صالح اپنی ماں کی خدمت کرتا اور
 اپنی ماں کا مطیع و فرمانبردار رہتا اور اس نے اپنا معمول یہ بنا رکھا تھا کہ وہ رات
 کے تین حصے کرتا پہلے حصے میں وہ سوتا اور دوسرے حصے میں عبادت کرتا اور آخر حصے میں اپنے

باپ کی قبر کی زیارت کرتا تھا یہ اس کا روزانہ کا دستور العمل تھا۔ جب فجر ہوتی تو جنگل و میدان
 میں جا کر بکریاں چن لانا اور پھر اس کو بازار پہنچا جب وہ فروخت ہو جاتی تو اس کے بھی تین حصے
 کرتا۔ ایک حصہ ارفقراء مساکین کو صدقہ کرتا اور ایک حصہ اپنی ماں کو دیتا اور تیسرے حصے میں آپ بچہ
 کھا لیتا۔ ایک دن اسی کی ماں نے اس سے کہا اے بیٹے تیرا باپ فلا نے میدان میں تیرے لیے ایک
 گائے خدا پر سو پ کر گزر گیا ہے تو جا اور وہاں جا کر حضرت ابراہیمؑ و اسماعیلؑ اور اسحقؑ کے خدا سے
 مانگ تب وہ گائے تیرے ہاتھ آجائے گی اور اس گائے کی شاحت یہ ہے کہ وہ مثل شعاع
 آفتاب کے نظر آوے گی۔ یہ سن کر اس نے اس میدان میں جا کر دیکھا اور کہا یا الہی وہ گائے جو میرے
 باپ نے میرے واسطے اس میدان میں چھوڑی ہے سو مجھ کو دیدے پس وہ گائے حکم خدا اس
 کے سامنے آ موجود ہوئی اور وہی گائے پھر بولی اے لڑکے اپنے ماں کے فرمانبردار تو میری پیٹھ
 پر بیٹھ میں تیری فرمانبردار ہوں۔ اس لڑکے نے کہا کہ میری ماں نے مجھ سے نہیں کہا تیری پیٹھ پر بیٹھنے
 کو مگر یہ کہا ہے کہ مجھ کو بکڑے جاؤں پس وہ جوان اس گائے کو پکڑ کر اپنے گھر کی طرف بے چلا
 اس وقت شیطان بصورت رکھو اے کے اس کے آگے آکر بولا کہ اے جوان مرد میں اس کا پاسبان
 اس پر اپنا اسباب لاد کر اپنے گھر کو جانا چاہتا تھا جب راستے میں مجھے کچھ حاجت پڑی میں اس میں مشغول
 ہو گیا اور یہ گائے مجھ سے چھوٹ گئی تھی اور مجھ میں اتنی طاقت نہ تھی کہ میں اس کو پکڑ سکوں۔ آخر
 یہ بھاگ گئی اور اب میں نے اسے یہاں پایا ہے اب تم ہم کو اس پر سوار کر کے مجھے اپنے گاؤں
 تک پہنچا دو اور جو اس کی مزدوری ہوگی وہ مجھ سے لے لینا یہ بات سن کر اس جوان نے کہا کہ جانا
 پر پھر ورنہ کو جب تیرا ایمان درست ہوگا تو اللہ تعالیٰ بے توشہ اور بے سواری تجھ کو منزل مقصود
 پر پہنچا دے گا اب میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو مجھے بیچ دو اس لڑکے نے جواب دیا کہ یہ بات میری
 ماں نے کہی نہیں ہے کہ میں گائے کو بیچ دوں یہ کہتے ہی اس نے اپنا ایک قدم بڑھایا اچانک ایک
 پرندہ اناڑ گائے کے پیٹ کے نیچے سے اڑ گیا اور گائے بھی اس کے ساتھ بھاگ گئی۔ تب اس نے
 پکارا اے گائے برائے خدا میرے پاس آ جا گائے نے یہ آواز سنی اور فوراً حاضر ہو گئی اور پھر
 اس نے اس لڑکے سے کہا اے نوجوان جو مجھ کو بے جا گاتھا وہ مرغ نہ تھا بلکہ وہ شیطان تھا اور وہ
 مجھ پر سوار ہو کر بھاگا۔ جب تو نے خدا کا نام لیا تو میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور مجھ کو اس لعین سے
 چھڑا لیا۔ غرض وہ نوجوان اس گائے کو لے کر اپنی ماں کے پاس آیا اس کی ماں نے کہا اے بیٹا ہم
 غریب ہیں اور کچھ روپیہ پیسہ کھانے پینے کو نہیں تو اس گائے کو فروخت کر ڈال۔ وہ بولا اے میری

ماں اس کو کہتے ہیں فروخت کروں اس کی ماں نے جواب دیا کہ تو اس کو تین اشرفی میں فروخت کر ڈال وہ لڑکا اپنی ماں کی بات منکر بازار میں گیا۔ ادھر خداوند قدوس نے فرشتہ بھیجا کہ گائے کی قیمت بتا دے فرشتے نے پوچھا کہ تم اس کو کہتے ہیں فروخت کرو گے وہ بولا کہ سہم اس کو تین دینار میں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ فرشتے نے اس کو بتایا کہ اس گائے کو تم چھ دینار میں فروخت کرو۔ وہ لڑکا بولا کہ میری ماں نے تو اس کو چھ دینار میں فروخت کرنے کو نہیں کہا اگر تم اس گائے کے وزن برابر بھی دینار دو گے تو بھی بے حکم ماں کے نہیں بچوں گا۔ یہ سنتے ہی پھر جوان نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ گائے کی قیمت تو چھ دینار بازار میں ہوتی ہے تب اس کی ماں نے اس کو اجازت دیدی۔ جب وہ بازار میں آیا تو پھر اس فرشتے نے بارہ دینار اس کی قیمت کہی پھر اس نے اپنی ماں سے جا کر کہا کہ بازار میں اس گائے کی قیمت تو بارہ دینار ہوتی ہے۔ یہ سن کر اس کی ماں نے اس لڑکے سے کہا کہ شاید وہ شخص فرشتہ ہو گا جو اس کی قیمت لگاتا ہے اور سہم کو فائدہ پہنچانے آیا ہے پھر جوان جا کر دیکھتا ہے کہ وہ مرد وہی کھڑا تھا تب اس نے اس کو دیکھ کر کہا کہ اب اس گائے کو مت بیچو اور تم اپنی ماں سے جا کر کہو کہ تم اس کو موسیٰ بن عمران کے آنے تک رکھو کیونکہ بنی اسرائیل میں ایک شخص مارا گیا ہے اور قاتل اس کا اب تک نامعلوم ہے اس کو وہ خریدے گا اور چھڑے بھر وزن کر کے روپے تم کو دے گا۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اس سے وہ گائے اسی صفت کی پائی جو اللہ تعالیٰ نے اس کو نشان بتایا تھا اس گائے کو اس پیرزن سے خرید کر فروغ کیا اور اس کے چھڑے بھر روپے وزن کر کے اس کو دیے اور زبان اس گائے کی کاٹ کر عیسیٰ بن ماریام پر جس کا بیان اور گورچکا ہے رکھ دی خدا کے حکم سے وہ شخص زندہ ہو گیا اور اس کی رگوں میں اس کے گلے سے خون جاری ہوا تب اس نے بلند آواز اور صریح زبان سے کہا اے لوگوں! اگر وہ پھر کو گاؤں والوں نے نہیں ارا میرے جیتنے نے مجھے دولت کے ناپے سے ارا ہے انبا بول کہ وہ پھر مر گیا پس حضرت موسیٰ نے اس بامیل مقتول کے بھتیجے قاتل کو مار ڈالا اس کا قصاص لے کر تمام مال و اسباب اس کا محتاجوں اور فقیروں کو بانٹ دیا تب وہاں کے لوگوں نے اس قاتل کے شرے امان پائی اور پھر وہ سب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔

ملاقات حضرت خضر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

بعض تواریخ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک محفل میں بیٹھے ہوئے قوم بنی اسرائیل کو وعظ کر رہے تھے۔ اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ جب اس میدان

تہ میں قوم بنی اسرائیل کو نصیحت کرنے لگے تو اس وقت بلکم خدا ایک ابرہ سفید نے ان کے سر پر سایہ ڈالا
 اس وقت ان لوگوں کے دلوں میں یوں گزرا اور وہ کہہ بیٹھے کہ آج ہمارے برابر کوئی علم و فضیلت
 میں نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس واسطے یہ بات کہی کہ چالیس شتر کا بوجھ تو ریت کی قیمتوں
 میں تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو حفظ کر رکھا تھا اور خداوند قدوس سے بلا واسطہ تکلم
 کیا تھا یہ سن کر اس محفل میں ایک شخص نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ بالکل بجا فرماتے
 ہیں آپ کے برابر کوئی نہیں تمام طرح کے مدارج میں آپ بلند و بالا ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام
 ان لوگوں سے کہا تم لوگ جمع کہتے ہو۔ حقیقت میں میں کسی کو بھی اپنے سے بلند نہیں دیکھتا اس وقت
 حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جناب باری سے حکم ہوا کہ اے موسیٰ ایسا خیال مت کر تجھ سا کوئی نہیں
 جزو امیرے بندوں میں تجھ سے زیادہ علم ہے اور تجھ کو کیا معلوم ہے کہ میں نے کس کو زیادہ علم
 دیا دیکھ خلق میں ایک نیک میرا بندہ ہے جو کہ مجمع البحرین میں ہے اس سے جا کر ملاقات کر پھر دیکھ
 کہ زیادہ علم اس کو ہے یا تجھ کو۔ یہ سنتے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے خداوند اہ کون
 ہے۔ اس کو مجھے دکھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اے موسیٰ مجمع البحرین کے قریب ایک میدان
 ہے اس میں وہ رہتا ہے اور وہ اس کام پر مامور ہے کہ ہر گمراہ کو راہ بتاتا ہے اور میری طرف
 اور میری طرف سے یہ معجزہ بھی اس کو دیا گیا ہے کہ وہ زندہ کو مردہ اور مردہ کو زندہ کرتا ہے اور
 اس کے ذمہ دیگر اور کام بھی ہیں اور اس کا نام ضرر ہے لہذا تو اگہ دیکھنا چاہتا ہے تو اس کو جا کر
 دیکھ پھر تجھ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں کیا کیا کرامات ہے۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام ہرہ
 یوشع کے مجمع البحرین کی طرف گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یوشع سے کہا۔ وَرَدُّ قَالَ
 مُوسَىٰ يَفْتَدِيهِ ط لَآ اَبْسَحُ حَتَّىٰ اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ حَقْبًا اور جب
 کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو یعنی یوشع کو میں نہ بیٹوں گا جب تک کہ پہنچوں گا
 گا دو دریا کے ملاپ پر خواہ میں چلا جاؤں برسوں تک۔ پس دونوں حضرت مجمع البحرین تک
 گئے۔ اور مجمع البحرین دو دریاؤں کا نام ہے جو فارس اور روم کے درمیان جانب مشرق کے
 واقع ہے اور ان کے ساتھ انکی زبیل میں بھٹی ہوئی نلکا اڑھیلی تھی اور یہ واقع معالم التنزیل میں
 لکھا ہے اور کلام اللہ اور حدیث میں ترجمہ ملی ہوئی ٹھیلی ہے ان دونوں نے اپنے کھانے کے
 واسطے لے لی تھی جب یوشع نے دریا کے کنارے ایک پتھر کے قریب زبیل رکھ دی اور
 پھر اسی دریا کے پانی سے وضو کیا تھا تو ایک قطرہ پانی کا ان کی انگلی سے ٹھیلی پر پڑا تو فوراً ٹھیلی

زندہ ہو گئی زنبیل میں سرنگ بنا کر دریا میں جا پڑی۔ چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَئِمَّا جَمَعَ بَيْنَهُمَا الْوَعْدُ تَرَجَمَ: پس جب پہنچے دونوں دریا کے کنارے تو وہ اپنی مچھلی کو بھول گئے تو اس مچھلی نے اپنی راہ نکال لی سرنگ بنا کر دریا میں۔ یوشع چاہتے تھے یہ ماجرا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہیں اور اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سوئے ہوئے تھے۔ بعد ایک لحظہ خواب سے اٹھ کر اس جگہ زنبیل بھول کر اپنی راہ پر چل دیئے اور پھر دوسرے دن فجر کی نماز پڑھ کر جلد روانہ ہوئے۔ راہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھوک لگی اسی وقت اپنے ساتھی یوشع سے وہ مچھلی کھانے کو مانگی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاوَزَا قَالَ يَضَتْهٖ اٰتِنَا غَدًا اِنَّ الْاِلٰهَ اٰتِيْكَم بِرِزْقٍ وَّجَدْتُمُوهُ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ عٰمٰیۙ: پس جب وہ آگے چلے دونوں کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جوان کو دے ہم کو کھانا ہمارے صبح کا ناشتہ تحقیق ہم نے پائی سفر میں تکلیف۔ یوشع نے کہا نہ دیکھا تم نے جب ہم نے وہ جگہ پکڑ لی تھی اس پتھر کے پاس سو میں بھول گیا وہ مچھلی اور یہ مجھ کو بھلایا ہے شیطان نے اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ اس کا ذکر عنقریب آپ سے کر دوں اور وہ مچھلی تھی کہ اپنی سرنگ لگا کر دریا میں چلی گئی یہ بڑے تعجب کی بات ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ وہی جگہ ہے جو ہم چاہتے تھے۔ پھر اٹھے واپس پھرے دونوں اور اپنے پاؤں کے نشان دیکھتے جاتے تھے۔ پس پایا اس جگہ ایک بندہ ہمارے بندہ دیں سے جس کو وہی تھی ہم نے اپنے پاس سے ہر اور اس کو علم بھی اپنے پاس سے سکھایا تھا۔ عرض حضرت موسیٰ اور یوشع دونوں اسی جگہ پر واپس آئے جہاں مچھلی زندہ ہو کر دریا میں چلی گئی تھی اور وہی مچھلی دریا میں کبھی تو پانی کے اوپر دکھائی دیتی تھی اور کبھی وہ پانی میں ڈوبتی نظر آتی تھی۔ اس مچھلی کو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام دریا میں جا کر سے اور پھر پانی میں غوطہ لگایا تاکہ وہ اس مچھلی کو پکڑ لیں۔ پس جب انہوں نے پانی میں غوطہ لگایا تو ایک گنبد نظر آیا جو پانی میں محلق ایستادہ اور اس میں حضرت خضر ناز پڑھ رہے تھے۔ جب حضرت خضر ناز سے فارغ ہوئے حضرت موسیٰ نے سلام علیک کہا اور پھر ان کے سامنے بیٹھے۔ انہوں نے احوال پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پورا پورا حال بیان کیا۔ حضرت موسیٰ اور حضرت خضر میں بات چیت ہو رہی تھی کہ اچانک ایک پرندہ آیا اور ان کے سامنے دریا سے ایک قطرہ پانی چوٹ مار کر رہے چلے۔ پس حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنے تئیں سمجھتے ہو کہ میں علم میں سب سے زیادہ ہوں حالانکہ علم اول و آخر ظاہر و باطن بنی آدم کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے کم تر ہے جیسا کہ یہ مرغ ایک قطرہ پانی سمندر کے نزدیک کیا پھر نہ ہے۔ ایسا

ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک متبار اور برابر عالم کیا چیز ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تم کو تربیت فرمائی۔ یہ بات یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا علم مجھ کو ہے تم کو نہیں اور ایک تم کو ہے مجھ کو نہیں یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قرآن تعالیٰ: **قَالَ لَهُ مُوسٰی هٰذَا تَبِعَكَ عَلٰی اَنْ تَقْلِقَ مِصْرًا مِّنْكَ** اذ ترجمہ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر سے کہا کیا پیروی کروں میں تیری اس پر کہ! سکھا دے تو مجھ کو اس چیز کو کہ سکھی گیا ہے تو کچھ بھلائی سے یعنی خدا نے تجھ کو علم سکھایا ہے سو تو مجھ کو سکھا۔ پھر حضرت خضر نے ان سے کہا تو میرے ساتھ صبر کر سکے گا۔ اور مجھے یقین ہے کہ تو ہرگز نہ صبر کر سکے گا۔ اور کیونکر کرے گا صبر تو اس چیز کو کہ صبر چیز کا تجھ کو علم نہیں ہے کیونکہ میرا کام باطنی ہے اور تو اس کو دریافت نہ کر سکے گا کیونکہ باطن کا حال معلوم کرنا بڑا محال ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ البتہ پاوے گا تو مجھ کو اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا صبر کرنے والا۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ میں نیری امانتی بھی نہ کروں گا کسی حکم میں یہ سن کر حضرت خضر نے کہا کہ اگر پیروی کرے گا تو میری پس سوال مت کیجیو مجھ سے کسی چیز سے یہاں تک کہ میں شروع کروں تجھ کو دکھانے کو کوئی چیز پھر یہ عید کر کے دونوں وہاں سے چلے یہاں تک کہ سوار ہوئے ایک کشتی پر بھاڑ ڈالا اس کو حضرت خضر نے تب یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام بولے کہ تو نے کشتی ہی کو بھاڑ ڈالا ممکن ہے ہم کو ڈبو دے یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے خضر تم نے تو ایک بالکل نئی چیز پیدا کر دی تب حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے تجھ کو نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو نہ پکڑ میری محول پر اور نہ ڈال مجھ پر میرا کام مشکل پھر دونوں چلے وہاں سے یہاں تک کہ ملاقات ہوئی اس لڑکے سے پھر اس کو خضر علیہ السلام نے ارڈالا۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا تو نے تو اس لڑکے کو مار ہی ڈالا اے خضر تو نے یہ فعل نامعقول کیا پھر حضرت خضر نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ میں نے کہا تھا تجھ کو اے موسیٰ کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکے گا۔ حضرت موسیٰ نے کہا اگر میں اس کے بعد کوئی چیز پوچھی تو پھر تو ہم کو اپنے ساتھ نہ رکھنا یہ کہہ کر وہ دونوں پھر چلے ایک گاؤں کی طرف یہاں تک کہ پہنچے ایک گاؤں کے لوگوں کے پاس کھانا مانگا وہاں کے لوگوں سے پس ان لوگوں نے انکار کیا یہ کہ وہ ضیافت کریں۔ پس پائی ان دونوں نے ایک دیوار اس گاؤں میں کہ وہ گرنے کے قریب ہی تھی۔ پس حضرت خضر نے ان کو سیدھا کر دیا۔ پھر یہ دیکھ کر حضرت موسیٰ نے کہا اے خضر اگر تو چاہتا تو البتہ لیتا تو اس دیوار کی مزدوری اور ہم بھوکے ہیں کیوں تو نے بغیر مزدوری کے دیوار کو سیدھا کر دیا ہم تو ان سے مزدوری طلب کرتے وہ مجبوراً اس کو مزدوری

دیتے۔ اس پر حضرت خضرؑ نے کہا کہ تو کام خدا کے حکم سے کرنا ضروری ہے اس پر مزدوری ہم نہیں لیتے پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضرؑ سے پہلی بار بھول کر پوچھا تھا اور دوسری دفعہ اقرار کرنے کو آپس میں اور تیسری دفعہ رخصت ہونے کر جان بوجھ کر پوچھا تھا کیونکہ حضرت موسیٰؑ نے سمجھ لیا کہ یہ علم میرے ڈھب کا نہیں اور میرا علم تو وہ ہے کہ جس میں خلق خدا پروری کرے تو اس کا بھلا ہوا اور حضرت خضرؑ کا علم وہ ہے کہ دوسرے کو اس کی پیروی بن نہ آوے۔ تب حضرت خضرؑ نے کہا اے موسیٰؑ تو نے عہد اپنا توڑ دیا۔ اور میں نے تو تجھ سے پہلے ہی کہا تھا کہ میں جو کام کروں گا تو تجھ سے مت پوچھو۔ اب تم سے ہماری جدائی ہے قولہ تعالیٰ: قَالَ هَذَا اَيْنَ اَنْ يَمِيْنُ وَجِيْنُكَ مَا تَبْتَغِي ۝ الخ ترجمہ کیا کہ حضرت خضرؑ نے اے حضرت موسیٰؑ اب جدائی ہے میرے اور تیرے درمیان اور اب پھر میں بتانا ہوں تجھ کو ان باتوں کو کہ جس پر تو صبر نہ کر سکا پہلا وہ جو کشتی تھی کتنے فقیر اور محتاجوں کے لیے کہ اتنے اور محنت کرتے دریا میں سو میں نے چاہا کہ اس میں نقصان ڈالوں کیونکہ ایک بادشاہ ظالم لوگوں سے کشتی چھین لیتا تھا اس لیے میں نے اسی کشتی کو بچا ڈالا اور اس کے تختے الگ الگ کر دیئے تاکہ ظالم بادشاہ اس کو عیب دار جان کر نہ لے سکے اور غریبوں کے لیے کماٹی باقی رہے۔ اور دوسرے وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ تھے ایمان والے ڈرا کہ وہ اپنے ماں باپ کو گرفتار کرے مگر کشتی اور سفر میں پس اگر بڑا ہوتا تو موذی اور بد راہ ہوتا اور اس وجہ سے اس کے ایمان دار ماں باپ بڑا ہوتے پس میں نے چاہا کہ خدا تعالیٰ اس کو جزا دیوے بہتر جزا اور مہر کرے اس واسطے میں نے اس کو مار ڈالا تاکہ ماں باپ اور مخلوق خدا اس کے ہاتھ سے امن میں رہے اور اس کے ماں باپ کو خدا تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک لڑکی دیوے کہ اس کی نسل سے ستر پیغمبر پیدا ہوں۔ اور تیسرا یہ کہ وہ دیوار تھی سو وہ یتیم لڑکوں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے ماں گڑا ہوا تھا۔ اور ان یتیم بچوں کے ماں باپ صانع یعنی نیک تھے اور لوگوں کو قرضہ سنہ دیتے تھے لیکن کبھی نقاضا نہیں کرتے تھے اس سبب سے خداوند قدوس نے ان کو مال و دولت سے نوازا تھا اور وہ اپنا قرض نہایت نرمی سے لیتے۔ اور سود بالکل نہیں لیتے تھے اور نہ خیانت کسی کی کرتے تھے اور نہ کسی کو آزار پہنچاتے تھے۔ اور میں نے یہ چاہا کہ یہ دونوں لڑکے جب جوانی کو پہنچیں گے تو اپنے ماں باپ کا گڑا ہوا مال نکال لیں گے۔ اس دیوار کے نیچے سے تیرے رب کی مہربانی سے اور یہ میں نے کہا اپنے حکم سے پھر ہے ان چیزوں کا جس پر تو صبر نہ کر سکا اور وہ دیوار گرنے

کے قریب تھی اگر وہ گرتی مال اس کے نیچے سے ظاہر ہو جاتا تو اس کو لوگ لے جاتے اور وہ یتیم
خردم رہ جاتے اس لیے میں نے اس کی مرمت کر دی بغیر کسی مزدوری کے اور پھر حضرت خضر علیہ
اسے موسیٰ تم نے بھی انکا کہتا رہا کہ تمہارے برابر کسی کا علم نہیں اور تم نے یہ نہ سوچا کہ خدا کے بند سے ایک
سے ایک ایسے ہیں کہ تمہارا علم ان کے برابر الٰہی اور سرسوں کے برابر ہے پس اب تم جاؤ اور اب
ہماری تم سے جدائی ہے اور دو تین باتیں نصیحت کی بھی مجھ سے یاد رکھو، اول خوش رہو۔ خوش خلق
لوگوں میں رہو۔ تب تمہاری عزت و وقار ہو گا، اور تراشی روٹی اور غرور کسی بات پر مت کیجیے کیونکہ
اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا اور دوسرے سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کسی سے حاجت مت
مانگیو خواہ اپنے واسطے ہو یا غیر کے واسطے ہر حاجت کا پورا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے،
اگر ایسا خیال رکھو گے تو ہر دعا مقبول ہوگی۔ پس حضرت خضر علیہ السلام یہ کہہ کر ایک دم غائب ہو گئے
فَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْاٰثَارِ

وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام

ایک روایت میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر سے رخصت ہو کر جب اپنی قوم میں آئے
تو لوگوں نے ان سے کہا اے حضرت موسیٰ آپ حضرت خضر سے کون سا علم سیکھ کر آئے ہیں وہ ذرا بیان
تو کرو۔ حضرت موسیٰ نے کہا کہ جو دیکھ کر یاس کر آیا ہوں وہ تم سے بیان کرنے کے قابل نہیں ہے وہ
علم تو نبیوں کو ہی ہوتا ہے جب تین برس موسیٰ اور ہارون کو اس میدان تیرہ میں گزرے تو حضرت موسیٰ
علیہ السلام کو وحی نازل ہوئی اے موسیٰ فلا نے روز فلا نے وقت فلائی جگہ ہارون کو اپنے پاس بلاؤں
گا۔ جب ارشاد ہوا موسیٰ روز موعود کے منتظر رہے۔ جب وعدہ آیا ہارون کو فرمایا اے بھائی چلو
اس میدان سے فلائی جگہ پر پس دونوں حضرات اپنی قوم سے نکل کر ایک باغ میں گئے اس کے نیچے
ایک نہر جاری دیکھی اور اس کے کنارے ایک تخت پر تکلف دھرا پایا۔ حضرت ہارون اس پر جا بیٹھے
اور کہا اے بھائی یہ کیا خوب جگہ ہے یہاں رہنا چاہیے تب خدا کے حکم سے ملک الموت نے آکر
جان ان کی قبض کی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھ بہت ہی افسوس کیا اکثر حضرات لایہ قول ہے
کہ حضرت ہارون کو اس تخت سمیت اللہ تعالیٰ نے آسمان پر لے لیا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کو تخت
سمیت اللہ تعالیٰ نے آسمان پر لے لیا۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کو تخت سمیت زمین کے نیچے
لے لیا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ نے اپنی قوم سے جا کر کہا کہ میرے بھائی ہارون نے انتقال کیا یہ

سن کر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ وہ مرے نہیں شاید تم نے ہی مارا ہو گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے ان کو نہیں مارا اللہ اس کو خوب جانتا ہے۔ وہ برے اگر تم نے نہیں مارا تو ان کی لاش ہم کو دکھاؤ۔ تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت بارون علیہ السلام کی لاش اللہ تعالیٰ نے آسمان سے نیچے اناری یا نیچے سے زمین کے نکالی تب انھوں نے حضرت بارون کی لاش کو سترتا پادیکھا کچھ اس پر نشان نہ پایا پھر بھی ان کے مرنے پر یقین نہ کیا اور پھر کہا اے موسیٰ بارون کو تم نے ہی مارا ہے۔ اس بات کو قوم نے حضرت موسیٰ سے اس واسطے کہا کہ وہ قوم حضرت بارون علیہ السلام کو زیادہ دوست رکھتی تھی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس سے دعا مانگی پھر اللہ تعالیٰ نے بارون علیہ السلام کو زندہ کیا حضرت یارون نے زندہ ہو کر کہا کہ مجھے میرے بھائی نے نہیں مارا میں تو خدا کے حکم سے مرایوں۔ اتنا کہہ کر پھر وہ جان بحق ہو گئے اور اسی وقت وہ غائب ہو گئے۔ تب ان سب کو یقین ہوا حضرت بارون علیہ السلام کے مرنے کا۔ پس اس تہ میں حضرت موسیٰ اپنی قوم کے پاس پھر آئے اور یوشع ان کے بھانجے تھے ان کو اپنا خلیفہ بنالیا جب تین برس گزرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے ملک الموت تو میری زیارت کو آیا ہے یا روح قبض کرنے کو وہ بولے میں تو روح قبض کرنے کو آیا ہوں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو کس راہ سے میری روح قبض کرے گا وہ بولے تمہارے منہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تجھ کو معلوم ہونا چاہیے کہ میں نے منہ سے خدا سے تکلم کیا انہوں نے کہا اچھا میں آنکھ سے نکال لوں گا حضرت موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے کہ آنکھ سے میں نے خدا کا نور دیکھا انہوں نے کہا اچھا ہم پیر کی راہ سے نکالیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں پیر سے پہلے کہ کوہ طور پر گیا تھا۔ پھر انہوں نے کہا اچھا میں خدا کے حکم سے تیری روح قبض کروں گا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت غصہ میں آئے اور کہا اے عزرائیل کتنے ہزار کلام میں نے خدا سے بلا واسطہ کیے کوئی نیچ میں واسطہ نہ تھا۔ پس اس کی عزت کی قسم یہ کہ میں جلدی جان دینا اپنی تسلیم نہ کروں گا۔ خداوند قدوس سے میرا اور بھی سوال ہے ملک الموت یہ سن کر چلے گئے۔ جناب بارون میں عرض کی کہ خدا یا تجھ کو معلوم ہے جو موسیٰ نے مجھ کو کہا کہ اس وقت میں جان دینا تسلیم نہ کروں گا میں عرض کی کہ خدا یا تجھ کو خوب معلوم ہے جو موسیٰ نے مجھ کو کہا کہ اس وقت میں اپنی جان دینا تسلیم

پھر خطاب آیا کہ اے موسیٰ تو میری طرف آنے کو راضی نہیں ہے۔ وہ فوراً بول اٹھے اے میرے پروردگار میں تیرے پاس آنے کو راضی ہوں مگر ایک بار تیرے دیدار کی تمنا رکھتا ہوں کہ میں کوہ طور پر جا کر مناجات اور شکر کروں اور وہیں تیرا کلام سنوں ہزار جان میری خدا ہو تیرے کلام پر پس حضرت موسیٰ نے خدا کے حکم سے کوہ طور پر جا کر عرض کی خدایا میں نے اپنی آل اور امت تجھ کو سونپی اس کو تو اپنی رضا پر رکھو اور ان کو مال حرام سے بھی باز رکھو اور ان کو روزی حلال دیکھئے کیونکہ میری امت ناقراں ہے پس ندا آئی اے موسیٰ زمین پر عصا مارو عصا مارا تو پھٹ کر دریا نکلا پھر حکم ہوا اور یہاں پر عصا مار جب مارا تو اس کے اندر سے ایک تھڑسیا ہوا برآمد ہوا پھر حکم ہوا اس پتھر پر عصا مار جب عصا مارا تو پتھر بھی دو ٹکڑے ہو گیا اس میں سے ایک کیڑا نکلا وہ کیڑا اپنے منہ میں گھاس لے کر اللہ کا ذکر کرتا ہوا بیع پڑھ رہا تھا۔ رَبِّ تَسْمَعُ كَلَامِي وَتَعْدِفْ مَكَانِي وَتَرْزُقُنِي فِي قَلْبِ حَجْدَةٍ تَرْجَمَ۔ اے پروردگار تو کھوکھو دیکھتا ہے اور میرا کلام مستجاب ہے اور جگہ میری جانتا ہے اور روزی پتھر کے اندر پہنچاتا ہے۔ کسی کو محروم بھوکا تو نے نہیں رکھا اپنے فضل و کرم سے۔ پس جناب باری تعالیٰ سے ارشاد ہوا۔ اے موسیٰ قعر دریائے تحت الثریٰ میں پتھر کے اندر کیڑے کو میں روزی پہنچاتا ہوں اس کو بھی نہیں بھولتا تو میں تیری امت کو کیونکر بھولوں گا۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ کوہ طور سے خوش ہو کر نیچے اتر آئے اور راہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ سات آدمی ایک قبر کو کھود رہے ہیں ان سے پوچھا تم کس واسطے یہ قبر کھودتے ہو انہوں نے کیا یہ قبر خدا کے دوست کے لیے کھودتے ہیں تم بھی اور اس میں شریک ہو کر ثواب حاصل کرو۔ جب وہ قبر تیار ہو گئی تو انہوں نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ جو صاحب قبر ہے وہ تمہارے قد کے برابر ہے ایک بار تم اس میں اتر کر دیکھو تمہارے قد کے برابر ہوئی یا نہیں تب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبر میں اتر کر لیٹ کر دیکھا اور پھر کہا کہ یہ کیا خوب جگہ کاش کہ یہ قبر میرے لیے ہوتی تو کیا خوب تھا۔ اسی وقت حضرت حضرت جبرائیل نے ایک سیب بہشت سے لاکر حضرت موسیٰ کے سامنے لاکر رکھ دیا انہوں نے اس کو سونگھا فوراً جان بحق تسلیم ہو گئے اور فرشتوں نے ان کو نبلا دھلا کر بہشت کا گننہ پہنایا اور نماز جنازہ پڑھ کر اسی قبر میں دفن کر کے قبر کو چھپا دیا اس لیے کوئی نہیں جانتا کہ حضرت موسیٰ کی قبر کہاں ہے جب حضرت عزرائیل حضرت موسیٰ کی جان قبض کرنے کو آیا حضرت موسیٰ نے عقد ہو کر ایک ہالچہ ان کے چہرے پر لیا مارا کہ آنکھوں کی نکل پڑی۔ انہوں نے جناب باری تعالیٰ میں جا کر فریاد کی کہ الہی تجھ کو معلوم ہے کہ موسیٰ نے

مجھ کو ایک طمانینہ ایسا مارا کہ ایک آنکھ میری جاتی رہی اور اگر وہ تیرا حکیم نہ ہوتا تو ہم ہر دو آنکھیں اس کی نکال ڈالتے۔ پس نہ آئی اسے عزرائیل تم جا کہ حضرت موسیٰ کو کہو کہ تم کو حیات دینا اور منظور ہے۔ تو پھر کی پشت پر ہاتھ رکھ کر دیکھو کہ کتنی لپٹم اس میں آتی ہے اتنی ہی عمر ہم تم کو اور دیں گے اگر تم یہ چاہتے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ بات سنی تو اپنے دل میں سوچا آخر ایک بار مجھ کو مرنا ہے۔ تب عزرائیل سے کہا کہ خدا کے حکم سے اب میری جان قبض کر دو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی عمر تقریباً ایک سو پچاس برس کی ہوئی تھی۔ پس ان کے حکم سے ان کی جان قبض ہوئی اور بعض روایات میں یوں ہے کہ ملک شام میں جیاروں سے فتح کرنے کے بعد انتقال فرمایا
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْقَوَابِ

عابدِ یحییٰ بن یعقوب اور حضرت یوشع بن نون کا واقعہ

تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد قوم بنی اسرائیل اس تیبہ مذکورہ میں تقریباً سات برس تک رہے جب چالیس برس ہو جب مبعاد اللہ تعالیٰ اس تیبہ میں پورے ہوئے اور نیز یہ بھی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یوشع بن نون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھانجے تھے۔ حضرت مریم سے پہلے تو اللہ تعالیٰ ان کو پیغمبری عنایت فرمائی اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اس قوم بنی اسرائیل کو اس تیبہ سے نکال کر ملک شام جیاروں کے قبضے سے نکال کر تم سب مصر میں جا رہو تب یوشع ابن نون بمطابق ارشاد خداوندی کے تمام قوم بنی اسرائیل کو لے کر ملک شام میں چلے گئے بعض مردودوں کو تہ تیغ کیا اور بعضوں کو رونق اسلام سے مشرف کیا۔ پس وہاں سے فتحیاب ہو کر شہر ایمانیہ جا کر اکثر مردودوں کو قتل کیا اور پھر اس شہر پر قابض ہو کر پھر شہر بلقان میں آئے یہ بڑا شہر پایہ تخت بادشاہ کا تھا۔ اور اس بادشاہ کا نام بالقی تھا۔ افروغ و رعیت اس کی بہت تھی۔ حضرت یوشع نے ان سب کا محاصرہ کیا بالآخر کافروں نے شدید بزمیت پائی۔ بلعم ابن باعور کے پاس جا کر استدعا چاہی اور ان سے کہا آپ مقبول خدا ہیں ہمارے یہ دعا کریں کہ ہم دشمنوں پر فتح پاویں۔ اس نے کہا کہ یوشع ابن نون تو خدا کا پیغمبر ہے اور اس کا لشکر دسپاہ تو خدا کا فرستادہ ہے اور ہم کو کیا طاقت کہ ہم ان پر یہ دعا کریں۔ اور میری قویہ رائے ہے کہ تم سب لوگ دین موسیٰ کو قبول کر لو اور ان پر ایمان لے آؤ اور درحقیقت وہ بنی مرسل تھے یہ سن کر ان مردودوں نے کہا کہ ہم ہرگز دین موسیٰ کا اختیار نہ

کریں گے اور تم کو یہ بتا دیتے ہیں کہ اگر تم ہمارے حال پر بددعا نہ کرو گے تو تم کو ہم لوگ
 دار پر پہنچیں گے حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ بلعم ابن باعور اس بات
 کو سن کر دل میں کچھ خوف کرنے لگا لیکن دعا پھر بھی نہ کی اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بلعم
 ابن باعور کی عورت بہت خوبصورت تھی اور وہ اس پر عاشق و فریفتہ تھا اس بادشاہ نے
 اس کو بہت سارے پیسے دے کر راضی کیا اور وہ تو راہزن ایمان و گمراہ تھی روپیے کے لالچے
 سے اپنے شوہر سے سفارش کی کہ تم دعا کرو ہماری خاطر بادشاہ کے لیے۔ پس بلعم باعور
 نے اپنی عورت کی خاطر اور اس بادشاہ کے خوف سے اور خدا سے ڈر کر آخر کچھ صلہ کیا
 اور وہ یہ تھا کہ ان کو ایک فعل ناشائستہ بتا دیا کہ تم ابھی اچھی عورتیں جو ان انارستان
 چودہ چودہ برس کی لاکر ان کو یوشع ابن نون کے لشکر گاہ میں بھیج دو اغلب ہے کہ وہ سب
 ان کو دیکھ کر فریفتہ ہو کر مرتکب زنا ہوں گے اور وہ اس بد بخت سی ہزیمت پاویں گے
 اور اس میں تمہاری فتح و کامیابی ہو جائے گی۔ یہ سن کر بادشاہ بالحق فاسق گمراہ نے ویسی
 ہی فاجرہ عورتیں منگو کر حضرت یوشع بن نون کے لشکر دہلی میں بھیج دیں۔ پھر وہ خدا کے فضل
 سے نیک ہو کر سب لوگ اس فعل بد سے بچ گئے اور انہوں نے ان فاجرہ عورتوں کا قطعاً
 خیال نہ کیا۔ یہ حال دیکھ کر پھر بلعم ابن باعور کی عورت نے آکر اس سے کہا کہ تم میرے کہنے سے
 بددعا کرو گے تو مجھے طلاق دے دو۔ یہ سن کر بلعم ابن باعور بہت پریشان ہوا اور اس
 مجبوری کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس نے چاہا کہ میں ایک حجرے میں جا کر بددعا کروں ناگہاں
 اس وقت دو شیر اس حجرے میں آگئے اور ان دونوں نے بلعم ابن باعور پر حملہ کیا۔ یہ دیکھ کر
 وہ بہت گھبرایا اور پھر اپنی بیوی سے کہا کہ اے میری بیوی اس کو جانے دو مجھے خدا سے
 شرم آتی ہے۔ اور میں اس کو کیا جواب دوں گا اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ پیغمبر کا بیٹا اس شیر
 میں بہتر ہے۔ یہ سن کر اس کی بیوی نے کہا کہ دیکھو جب تک تم ان کے لیے بددعا کرو گے
 تب تک میں تم سے بولوں گی۔ ناچار بلعم ابن باعور نے چاہا کہ کہیں غلوت میں جا کر دعائیں
 پھر دہی شیر اس کو کاٹنے کے واسطے آگئے پھر اس نے اپنے بیوی سے کہا کہ تو خداوند قدوس
 سے ڈر۔ اور میں بنی پر کیونکر بددعا کروں یہ سن کر پھر اس کی عورت بولی کہ پھر تم ایک مکڑی
 ہو اگر تم میری بات نہیں سنتے ہو تو مجھ کو طلاق دے دو۔ پھر بہت ہی مجبور ہو کر بلعم ابن
 باعور اپنے گھر سے نکل کر ایک گدھے پر سوار ہو کر جنگل کی طرف گیا۔ اور یہ دوسرا جہان

کا محتاج کچھ دور گیا گدھا راہ چلنے سے رک گیا۔ ہر چند گدھے کو مارا تو بھی اس نے آگے قدم نہ بڑھایا۔ اور مفسرین نے بعض تفاسیر میں یوں لکھا ہے کہ خدا کے حکم سے گدھے نے اس سے یہ بات کہی کہ اے بلعم ابن باعور تم یہاں سے اپنے گھر کی طرف پھرو اور اپنے گھر چلو اور بد دعامت کرو اور تم اس کام سے باز آؤ ورنہ تم گنہگار ہو گے آگ میں ڈالے جاؤ گے۔ پس گدھے سے یہ بات سن کر وہ بہت ڈرا اور اسی وقت وہاں سے واپس ہو گیا۔ اتنے میں ایلیس لعین بصورت آدمی بن کر اسی راہ میں اس سے بولا کہ اے بلعم ابن باعور تو کیوں نیک راہ سے منہ موڑتا ہے۔ وہ بولا کہ مجھے گدھا منع کرتا ہے کہ تم اس سر سے باز آ جاؤ۔ اور پھر میں بھی اچھی طرح سے جانتا ہوں کہ یہ کام برا ہے۔ یہ سن کر شیطان نے اس سے کہا کہ تم کو جس نے راہ سے پھر ایدہ شیطان تھا۔ کیونکہ تم یہ جانتے ہو کہ گدھے نے بھی کوئی بات کہی ہے۔ پس جبکہ یہی ہے کہ تم بادشاہ بالاق کے حق میں دعا کرتا کہ وہ سب لوگ دور ہو جائیں اور تم ہی اس شہر میں قوم بالاق پر سر داری کرو گے۔ اگر تم ان کو خدا کی طرف بلاؤ گے تو وہ تم کو مانیں گے اور وہ تمہارے فرمانبردار بھی ہوں گے اور تم ان کے پیغمبر ہو گے اور پھر نیک عورت بھی تمہارے ہاتھ لگے گی۔ بلعم ابن باعور نے ان باتوں کو سن کر ایک پہاڑ کی طرف رخ کیا اور عزم بالجہنم کیا جہاں کہ اس کا چلہ تھا پاپا پادہ دیاں گیا اور پھر وہاں جا کر دعا کی اور گدھا پس رہا۔ اس دن کی بد دعا سے بنی اسرائیل نے شکست پائی۔ یوشع ابن نون نے تیجر ہو کر گھوڑے سے انکر مرز میں پر رکھ کر درگاہ الہی میں مناجات کی یا رب ہم شہر کے در پر آج چھڑ بھینے سے پڑے ہیں اس میدان میں کہ ان جباروں کا ملک فتح کر کے تیرا حکم بجالائیں اور تیرا شکر کریں اور جو کچھ مال و متاع ان کا ہم پاویں گے سب آگ میں جلادیاویں گے اور آج کی لڑائی جو جیتا وہ بغیر تیری مدد کے نہیں اور ہم نے جو ہزیمت پائی ہے بے حکم تیرے ہمیں لڑائی اے یوشع ابن نون اس قوم میں ہمارا ایک بندہ مقبول ہے اور وہ اسم اعظم میرا پڑھتا ہے اس کو میں نے بزرگی دی ہے۔ اس نے وہ پڑھ کر دعا کی میں نے اس کی دعا کو قبول کر لیا۔ اسی وجہ سے تم نے شکست پائی۔ حضرت یوشع بن نون نے اپنا سر زمین پر رکھ کر عرض کی یا الہی تو اس کا رتبہ اور بزرگی چھین لے تب ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ نے اسم اعظم لباس و تقویٰ بلعم ابن باعور سے چھین لیا تب آپ نے اپنا سر سجدہ سے اٹھایا اور قوم بنی اسرائیل کو اس کی ہزیمت کی اور وقت یوشع ابن نون نے ایک دن حمد سے قوم بنی اسرائیل کے ساتھ لڑ کر ان کا نبرد کا

مخبرہ کہ اس کے بعد بلعم ابن باعور نے دعا کی لیکن وہ قبول نہ ہوئی اور دوسرے روز جمعہ تھا۔ یوشع ابن نون اور قوا بنی اسرائیل نے مل کر ان جباروں کے ساتھ لڑائی شروع کی خدا کے حکم سے زمین لرزے میں آئی اور سارٹوٹ پڑا اور پیاروں طرف نمازیوں کی تلوار چلی اڑتے لڑتے جب شام قریب آئی تب یوشع ابن نون دل میں خوف اندیشہ کرنے لگے کہ توریت میں ہفتہ کے دن سوائے عبادت کے لڑائی کرنا اور دنیا کا کام وغیرہ کرنا ممنوع ہے دل میں سوچا اگر آج کے دن فتح نہ ہوگی تو کل قوم جباروں کی آکر ایک ہی جگہ میں رہے گی اور ہم کو یہاں سے نکال دے گی۔ تب رو بسوئے آسمان کر کے دعا مانگی کہ اے پروردگار اس وقت تو آفتاب کو اپنی قدرت سے حرکت دے کر اور دو گھڑی دن زیادہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور دو گھڑی دن بڑھا دیا اور آفتاب ٹھہر گیا۔ اس دو گھڑی کے عرصہ میں شب ہفتہ کی شام ہوتے ہوئے قوا بنی اسرائیل فتح یاب ہو کر سجدہ شکر بجالائے اور وہ مردود زیر شیشہ ہوئے اور توریت میں مال غنیمت حلال نہ تھا۔ ایسا مال جو غنیمت سے حاصل ہوتا تھا وہ سب آگ میں ڈال دیا جاتا تھا۔ لیکن ان کا مال کچھ کم نہ ہلا کیونکہ حکم ایسا تھا جو غنیمت میں پاتے آگ لگا دیتے۔ اگر اس میں سے کچھ مال باقی رہ جاتا تو کوئی ان میں سے کچھ چرا لیتا تو آگ اس مال کو نہ جلاتی اور علامت مقبولیت اور ناقبولیت کی یہی تھی۔ سب کے نام فرعہ وٹالا۔ نام چور کا جب نکلا اس سے مال کو منگو کر آگ میں ڈالا تب سب بل گیا۔ پس بلعم ابن باعور نے آکر یوشع ابن نون کو تعظیم و تکریم سے سلام کیا آپ نے فرمایا اے بلعم ابن باعور تمہارے واسطے بد دعا کی تھی اس وقت اللہ تعالیٰ نے غباری بزرگی اور مرائب چھین دیے اور اب میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ صرف تین حاجتیں تمہاری اللہ تعالیٰ کے پاس بحال ہیں یہ سن کر بلعم ابن باعور پر غم ہوا اور اپنی بیوی سے کہا اے بد ذات بد بخت میں نے کہا تھا کہ پیغمبروں پر بد دعائیں چلتی یہ میں نے سخت گناہ کیا۔ اس کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے میری بزرگی اور کرامت سب چھین لی۔ یہ سن کر اس کی عورت بولی کہ تم نے تین سو برس فیقری کاٹی اور اپنے اندر کمالیت حاصل کی پھر بھی تمہاری کمالیت اور مقبولیت کچھ بھی باقی نہ رہی۔ بلعم ابن باعور بولا تین دفعہ تین حاجت کی دعا باقی رہی۔ وہ بولی رہی اس کی بیوی اس وقت میرے لیے ایک دعا کرو۔ باقی دو دعائیں تمہارے واسطے رہیں۔ بلعم ابن باعور بولا کہ مینوں دعائیں روز جزا کے واسطے رہنے دو۔ خدا سے مجھ کو اپنی جنات مانگنا ہے۔ آتش دوزخ سے

پھر وہ لہری اے صاحب میرے لیے ایک دعا صرف کرو کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو جمال بخشے
 ہر چند بلعم ابن باعور نے کہا کہ جمال صورت تیری سب عورتوں سے زیادہ ہے۔ لیکن
 وہ نہ مانی بالآخر بلعم ابن باعور نے ناچار سو کر اس کے لیے دعا کی اس وقت اس کی صورت
 سے تمام گھر میں اجالا ہو گیا اور خدا کے غضب سے بلعم ابن باعور کی صورت تبدیل ہو گئے
 چہرے پر سیاہی آگئی۔ ادھر اس کی عورت میں جو انہر و منگوا کر ہر روز عیش کرتی تھی۔ ایک دن
 اس نے دیکھا کہ بیگانے مرد سے عیش کرنے میں مشغول ہے اسی وقت طیش میں آ کر اپنی بیوی
 کو بد دعا کی اسی وقت اس کی بیوی کی شکل تبدیل ہو کر کیتی کی مانند ہو گئی اور جو اس سے
 اولاد تھی وہ یہ سال دیکھ کر روئے لگی۔ کیونکہ یہ اولاد کو اپنے ماں باپ سے زیادہ محبت
 ہوتی ہے۔ ان کی اولاد سے قوم بنی اسرائیل اور اس شہر کے لوگوں نے کہا کہ یہ تمہاری ماں
 نہیں ہے یہ تو کیتی ہے اور بلعم ابن باعور سے کہا کہ اے بلعم اپنی بیوی کے لیے دعا کرو کہ
 کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہیئت اصلی پھر دے۔ تب لوگوں کے کہنے سے بلعم ابن باعور نے اپنی بیوی
 کے حق میں دعا کی کہ خدا یا اس کی اصلی صورت بخش دے پھر خداوند قدوس کی قدرت سے
 جو صورت اس کی اول تھی وہی پھر ہو گئی۔ اے مومنو ذرا غور کرو اور دیکھو بلعم ابن باعور
 کتنا بڑا اور دش تھا باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک نافرمانی نفس امارہ کی پیروی سے
 کی تھی اپنی بیوی کی بات سے مردود ہوا پس جو شخص نفس امارہ کا تابع ہوگا بیشک اس کی
 جگہ دوزخ ہے اور جو شخص نفس امارہ کی پیروی نہیں کرے گا تو بیشک اس کی جگہ جنت
 ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قَوْلَهُ تَعَالَى: خَائِمَاتٌ كَفَىٰ هَٰ ذَا نَصْرَ الْجَيْشِ الَّذِي نِثَا
 فَاِنَّ الْجَيْمِ حَىٰ اِنْمَا وى هَٰ ذَا مَامَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ هَمَّى النَّفْسَ
 عَنِ الْمَوٰى هَٰ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ اِنْمَا وى هَٰ ترجمہ: پس جس نے شرارت کی اور بہتر
 سمجھا دنیا کا جینا تو بیشک وہ دوزخ میں ہے اور وہ اسی میں رہے گا اور جو کوئی دُرا اپنے
 پروردگار سے کھڑا ہونے سے واسطے صاب کے اور اپنی خواہش نفس کی برائی سے
 بچا لیا پس بیشک وہ جنت میں ہے اور اسی میں رہے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ یوشع بن نون
 نے مطابق الہام الہی کے قوم بنی اسرائیل کو فرمایا کہ چلو شہر بلقا میں جا کر حیا و کرم اور خدا
 کی درگاہ میں سجدہ کرتے ہوئے دعائیں مانگیں تب قوم بنی اسرائیل نے سرکشی کے طور پر
 حضرت یوشع بن نون کے فرمانے سے اپنی عبرانی زبان میں حطہ طعہ کہا یعنی عنا خطا یا اے

اے رب گناہ ہمارے بخش دے اور بعض مذاق کی صورت میں کہتے حنظلہ تھنظہ یعنی اے
 رب ہم کو گیموں دے۔ ہم تقریباً پالیس برس کے بعد اس میدان میں تیرہ سے واپس آئے اور
 بعض سجدے کی جگہ چوڑے کے بل ہنسنے لگے اور اس طرح ہنسی کرتے تھے۔ پھر شہر میں گئے
 تو وہاں جا کر دیکھا کہ ان پر دبا آئی دوپہر کے وقت اور اس وباؤں میں تقریباً ستر آدمی مر گئے
 اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس بات کو ذرا ذقننا اذھلھن القریۃ۔ ترجمہ اور صیب
 کیا ہم نے داخل ہو اس گاؤں میں پس کھا ڈاس میں جو چاہو تم فراعت سے اور داخل ہو
 دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے اور کہو کو بخشش مانگتے ہیں ہم تب بخشیں گے ہم تمہارے۔
 ہم تمہارے واسطے خطائیں تمہاری اور البتہ ہم زیادہ دیں گے نیکی کرنے والوں کو پس بدل
 ڈالائیں انہوں نے بات کو جنوں نے ظلم کیا تھا سو اس کے کہا گیا واسطے ان کے پس اتارا ہم نے
 اوپر ان کے جو ظلم کرتے تھے عذاب و باکی صورت میں آسمان سے اسباب اس کے کہ تھے
 وہ فتنی کرتے اور بعض کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آگ آسمان سے نازل کی تھی ان لوگوں
 کے جلانے کے واسطے۔ غرض سب نے پھر توبہ و استغفار پڑھا۔ تب خدا نے اپنے فضل و
 کرم سے عفو فرمایا اکثر لوگوں کا قول یہ ہے کہ جب قوم بنی اسرائیل میدان تیرہ میں تھی اس
 وقت لڑائی میں حضرت موسیٰ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جانے کو فرمایا کہ سجدہ کرتے ہوئے
 اور حطہ کہتے ہوئے ملک شام میں داخل ہو۔ پس شاہ کے نافرمانی میں حیات میں حضرت
 موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل سے صادر ہوئی تھی۔ اب یوشع ابن نون نے ان سب
 کو لے کر اس شہر میں جا کر بت پرستوں کو قتل کر دیا اور وہاں کے بادشاہ کو تخت دار پر بکھینچا
 اور پورے شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ پھر کوستان کی طرف اطراف شام میں دو شہر تھے
 ایک کا نام عماد اور دوسرے کا نام صیفون تھا جب وہاں گئے سب نے حضرت یوشع ابن
 نون کے پاس آکر دین موسیٰ قبول کر لیا۔ پھر وہاں سے کوہ اردی اور سلم کی طرف متوجہ ہوئے
 وہاں کے حاکم کا نام بارق تھا یوشع کے وہاں جاتے ہی وہ اور اس کے تابع جیتنے تھے
 دین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اور وہاں سے پھر وہ مغرب کی طرف گئے اور وہاں پانچ
 شہر تھے پانچوں شہروں کے بادشاہ حضرت یوشع ابن نون سے لڑنے کو مستعد ہوئے۔ آخر
 خدا کے فضل سے یوشع ابن نون نے ان پر نصرت پائی اور تمام کافر بنزیمیت پا کر غاروں میں
 جا گئے۔ لشکر یوشع ابن نون نے وہاں جا کر ان کو واصل جہنم کیا اور وہاں کے بادشاہوں کو

فکال کرتخت دار پر کھینچا۔ منقول ہے خدا تعالیٰ نے ان کے واسطے ایک شکر بھیجا اس
 شکر نے سب کو مار ڈالا۔ تب یوشع ابن نون نے ان پر نصرت و فتح پائی۔ پس حضرت یوشع
 ابن نون نے سات برس کے اندر بادشاہوں کو مار ڈالا اور تمام ملک فتح کر کے قوم بنی
 اسرائیل کو تقسیم کر دیا اور تمام لوگوں پر احکاماتِ تورات جاری کر دیئے اس کے بعد کالوت
 اپنا خلیفہ اور ولیعبد کر کے ۳۹۹ سال تک تین ہزار آٹھ سو نوے یا دو سو بیس برس میں انتقال فرمایا
 کتاب المنتظم میں لکھا ہے کہ ان کی عمر ایک سو انتہر برس کی تھی۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْاَصَوَابِ

طالوت علیہ السلام

جامع التواریخ میں کتاب المنتظم سے لکھا ہے کہ طالوت ابن یوسف اولادِ شمعون
 بن یعقوب سے تھے اور شوہر مریم کے تھے وہ مریم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن تھیں
 اور طالوت پیغمبر مرسل تھے بوجہ وصیت حضرت یوشع ابن نون کے آپ نے جمیع مہات
 بنی اسرائیل کے اپنے ذمے لیے تھے فراغِ امورِ دینی وغیرہ کے محرب بادشاہ باریق ملک سلم
 میں گئے تھے اور وہ لوگ دین سے برکت تھے اس کو اس کی مبالغہ کو جس کیا اور دس ہزار کافروں
 کو قتل کیا اور جو باقی بچے رہے تھے۔ وہ سب نے سب پہاڑوں میں بھاگ گئے تھے
 ایک روایت میں ہے کہ بادشاہ باریق کے ساتھ ساتھ آدمی صاحبِ ملک مجوس تھے۔ اور ان
 سب کے ہاتھ کی انگلیاں کاٹ کر پھینک دی تھیں اور روٹی کو ان کے سامنے توڑ توڑ کر
 ڈال دیتے تھے وہ شال کتوں کے اوندھے ہو کر منہ سے اٹھا کر کھالیتے تھے اسی طرح
 ان کو ذلیل و خوار کر کے مصر میں لائے۔ چند روز کے بعد یوسف سادش نام اپنے بیٹے کو قائم کر کے
 انتقال فرمایا۔ قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ تقریباً ساٹھ برس کے بعد بنی اسرائیل مصر میں
 آئے۔ چالیس برس تک اس تیبہ مذکورہ میں رہے اور ان کے بیس بیس جہادیں گزرے
 اس کے بعد مصر اور شام اور ملکوں میں جا کر سکونت اختیار کی اور اب تک ان کی اولاد ان
 مذکورہ ملکوں میں موجود ہے۔

فقیر عمار اللہ طاہر بی نقشبندی

شاہ لطیف کے الوئی ڈانگولاٹن

کوٹری

خرقیل ابن ثوری علیہ السلام

بعض تفاسیر کے ذرائع سے معلوم ہوتا ہے کہ خرقیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہذلیہ معجزے مردوں کو زندہ کیا کرتے تھے نام ان کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذوالکفل رکھا ہے چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: **وَإِذْ كُنَّا نَسُحِبُكَ مِنَ الْقَبْرِ وَذَا الْكَفْلِ هُوَ ذُو الْفَيْنِ** اَلَا خَيْرٌ مِّنْهُ تَرْجُمَةُ: اور یاد کر اسمعیل کو اور یسع اور ذوالکفل کو اور یر ایک میری جڑ پنپا نے والوں میں سے تھے اور دراصل خرقیل کو اللہ تعالیٰ نے بنی بنا کر بھیجا تھا۔ آپ نے ایک دن قوم بنی اسرائیل کو خدا کے فرمانے سے جہاد میں جانے کا حکم کیا۔ ان لوگوں نے مرنے کے خیال میں جہاد میں جانا قبول نہ کیا اس کی پاداش میں وہ لوگ خدا کے غضب میں وبائی امراض میں مبتلا ہو گئے یعنی طاعون کی بیماری ان میں پھیل گئی اور اس وبائی بیماری سے کثیر تعداد میں مر گئے اور بہت سے لوگ مارے ڈر کے اپنے اپنے گھروں سے نکل بھاگے۔ جب وہ ایک سو کوں پر گئے تو وہاں ایک آواز مہلک ایسی آئی کہ اس آواز سے سب کے سب مر گئے اور بوجہ مردوں کی کثرت سے ان کو شہر میں لاکر دفن نہ کر سکے اور پھر اس کی ترکیب یوں کی کہ چاروں طرف سے ایک دیوار کھینچ کر سب مردوں کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ اور ان کو زمین میں دفن نہ کر سکے اور وہ تمام آفتاب کی گرمی سے سڑ گئے۔ جامع التواریخ میں لکھا ہے اور حضرت ابن عباسؓ نے روایت کیا ہے کہ دھیر میں چار ہزار لاشیں تھیں۔ اور حسن بصری نے کہا ہے کہ وہ آٹھ ہزار تھے اور وہیں ابن سبنہ نے کہا کہ وہ اسی ہزار کی تعداد تھی جو اس وبائی بیماری سے مرے تھے۔ حضرت خرقیل علیہ السلام سات روز بعد افتکاف سے نکل کر شہر سے باہر جا کر دیکھتے ہیں کہ صرف ہڈیاں ان سب کی باقی رہ گئی ہیں اور ان کا گوشت پوست سب گل گیا تھا یہ دیکھ کر دل میں رحم آیا جناب کبریاء میں عرض کی تو نے میری قوم کو ہلاک کیا۔ تو پھر ان کو زندہ کر۔ نہ آئی اسے خرقیل یہ سب وبا کے ڈر سے شہر سے نکل بھاگے تھے اور انہوں نے میرے قبضہ قدرت کا خیال نہ کیا اس لیے میں نے ان کو مار ڈالا ہے۔ اور پھر تنہا ہی دعا کرنے سے میں نے ان لوگوں کو زندہ کیا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **أَكْمَدْتُهُنَّ إِلَى الْآلِثَةِ هَذُو جَدُّ مِنْ دِجَارِهِمْ وَهُمْ أَلُوفٌ حَزَنٌ أَلُوفٌ** ترجمہ کیا نہ دیکھا تو نے طرف ان لوگوں کے جو نکلے اپنے

عروں سے موت کے ڈر سے اور وہ تھے ہزاروں پس ان لوگوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کہا مر جاؤ پھر جلادیا ان کو تحقیق اللہ تعالیٰ کا یہ سب کچھ فضل ہے اوپر لوگوں کے دلیکن اکثر لوگ شکر نہیں کرتے پھر وہ لوگ جب ٹہریں آئے کہتے ہیں کہ ان سب کے بدن سے اور ان کی مثل کے بدن سے جب پسینہ نکلتا تو اس میں مروے کی بو آتی تھی اور پھر وہ اپنی اپنی میراث پر جا بیٹھے اور کبھی تو متابعت اور کبھی مخالفت حضرت خزقیل کی کرتے تھے اور انہوں نے رفتہ رفتہ دین موسیٰ چھوڑ کر بت پرستی شروع کر دی اور حضرت خزقیل یہاں سے ہجرت کر کے دیار شام ندین بابل میں جا بسے اور وہیں انتقال فرمایا اور درمیان و جلد اور کوفہ کے مدفون ہوئے۔

الیاس ابن یاسین

قرآن مجید فرقان حمید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قَوْلَ تَعَالَىٰ اِنَّ اِلٰهَاسَ یَمِیْنُ الْاُمْرِ سَلٰتٌ ۝۱۰ ترجمہ بیشک الیاس ہے ہمارے رسولوں سے روایت ہے کہ بعد خزقیل علیہ السلام کے ایک مدت تک قوم بنی اسرائیل میں کوئی نبی مبعوث نہ ہوا کہ ان کو وعظ نصیحت امر و نہی سنائے اور ہدایت کرے۔ چنانچہ یہ قوم متفرق ہو کر ملک شام و مصر اور دیگر ملکوں میں بایس اگرچہ بعض علماء عصر ان کو حضرت موسیٰ کے دین کی تحریص و ترغیب دیتے تھے اور ان کو سیدھے راستے کی تلقین بھی کرتے تھے مگر اس قوم پر کچھ اثر نہ ہوتا تھا۔ رفتہ رفتہ بت پرستی اور زنا کاری اور فعل شنیع اختیار کر لیے اور بہت تھوڑی قوم حضرت موسیٰ کے دین پر رہ گئی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو ان پر مبعوث فرمایا اور ان کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا ملک شام میں اس نے ایک بت تراش کر اس کا نام بعل رکھا تھا اور تمام لوگ اس کو ہر روز پوجتے تھے اور دیگر لوگوں کو بھی پوجنے کو کہتے تھے اور حضرت الیاس علیہ السلام اس کے پوجنے سے مخلوق خدا کو منع کرتے تھے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ قَوْلَ تَعَالَىٰ ۝۱۱ وَاِذْ قَالَ یٰقَوْمِیْ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝۱۲ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَتَنْتَهِیْ عَنْ مَّوَدِّعِ الْحَیٰتِ ۝۱۳ ترجمہ : جب کہا حضرت الیاس نے اپنی قوم کو کہ کیا تم کو ڈر نہیں کیا تم پکارتے ہو بعل اور چھوڑتے ہو ہر

ہانے والے کو جو اللہ ہے رب تمہارا اور تمہارے اگلے باپ دادوں کا اسے
 لوگوں جبار و خالق مالک کو چھوڑ کر بت پرستی کو تاہیہ کام بنی کا نہیں۔ پھر بت پرستوں
 نے حضرت الیاس علیہ السلام کی بات نہ مانی اور برابر تکذیب کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا
 ہے فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضُونَ - قرجمس - پس جھٹلایا اس کو پس الیہ
 حاضر کیے جاتیں گے قیامت کے دن۔ روایت ہے کہ حضرت الیاس حضرت ہارون
 کی اولاد میں سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو شہر بعلبک میں بھیجا کہ وہاں کے لوگوں کو
 بعل کے پوجنے سے منع کریں اور بعضوں نے کہا ہے کہ قوم بنی اسرائیل میں ایک مدت
 تھی اور اس کا نام بعل تھا۔ اس کی ایسی صورت تھی کہ بتان اذر نردیک اس کے !
 رخصارہ ماہ قریب کے محض سنگ تھے۔ اسی کو پوجا کرتے تھے اور یہ دیکھ کر حضرت
 الیاس وہاں کے لوگوں کو اس کے پوجنے سے ہر وقت منع فرماتے تھے اور لوگوں کو
 اللہ تعالیٰ کی طرف ہدایت کرتے تھے۔ پس کچھ روز بعد وہاں کے وہ بادشاہ ایمان
 لے آیا۔ اور اس نے حضرت الیاس کو اپنا وزیر بنالیا۔ اور پھر انکی بہت ہی قدر منزلت
 کرتا تھا۔ پھر چند روز کے بعد اس نے اپنی قوم کے ساتھ راہ ضلالت اختیار کر لی اور
 اپنی قوم کے ساتھ بت پرستی شروع کر دی یہ دیکھ کر حضرت الیاس علیہ السلام نے
 اس سے خفا ہو کر ان پر قحط کی بددعا کی۔ جس کے نتیجہ میں تین برس تک اس جگہ پر پانی
 نہیں برس سارا سارے ملک میں قحط نازل ہو گیا اور کھانا اور جانوروں کو خوراک نہ ملنے کی وجہ
 سے آدمی اور جانور سب کے سب مرنے لگے مگر لوگوں کو خیال آیا کہ یہ قحط سالی جو ہم
 پر نازل ہوئی ہے وہ حضرت الیاس کی بددعا سے ہوئی ہے لہذا اس کو جہاں بھی پاؤ
 قورامارڈالو۔ اور ادھر حضرت الیاس ایک بڑھیا کے مکان میں پہنچے گئے اس لیے کہ وہ
 بڑھیا حضرت الیاس کی مقعدہ تھی اور اس کا عرف ایک بیٹا تھا اور اس کا نام البع
 تھا اس کو حضرت الیاس کی خدمت میں دے دیا اور حضرت الیاس اس لڑکے کو لے کر
 شہر دہ شہر پھرتے رہے۔ بعد میں برس کے اس بادشاہ صیغورہ سے کہا کہ آج تین بے
 سے تم پر قحط اور تکلیف مسلط ہے لہذا تم کو لازم ہے کہ تم جے پوجتے ہو اس سے شکر
 کہ وہ تم کو پانی دے اور اس بلا سے قحط سے تم کو نجات دے اگر اس سے نہ سو تو خالق
 ارض و سما کو پر جو اور اسی پر ایمان لاؤ تضرع تم کو اس بلا سے نجات دیوے گا پس حضرت

ایلیاس کے کہنے سے انہوں نے اسی وقت اپنی بت معبود سے جا کر نجات مانگی اس سے ان کو کچھ جواب نہ ملا۔ پس انہوں نے حضرت ایلیاس سے آکر عرض کی کہ آپ ہمارے واسطے دعا کریں کہ ہم اس بلا سے جلدی خلاصی پاویں۔ تب آپ پر ایمان لے آویں گے۔ یہ سنا کر حضرت ایلیاس نے خدا کی درگاہ میں ان کے لیے دعا مانگی تو ان کی فرمائش کرنے پر اسی شب پانی برسا تو کھاری گھاس غلہ زمین سے اُگنے لگا قحط بتا رہا پھر بھی وہ جھٹلاتے رہے اور ایمان نہ لائے۔ گمراہی میں بقی کو پوجتے تھے۔ حضرت ایلیاس علیہ السلام نے جب ان کے لیے دعا کی تب خدا کی طرف سے ۷۰ نازل ہوئی اسے ایلیاس تیری دعا سے میرے بندے اس قحط میں بہت مارے گئے۔ تو پھر حضرت ایلیاس علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کی الہی تو نے میری دعا سے ان پر قحط نازل کیا۔ اب میری دعا سے پھر سب کے واسطے بھلائی کر۔ عرض جب حضرت ایلیاس نے دیکھا کہ کافروں نے آخرت پرستی نہ چھوڑی تب ایسح کو اپنا قائم مقام اور خلیفہ بنا کر اس قوم سے علیحدہ نکل گئے اور ان کو اللہ تعالیٰ نے زندگی دم صورتیکہ دی اور ان کو بحر و بر میں رہنے کا حکم دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر ایسح کو نبی کیا آپ نے سب سے پہلے خداوند قدوس کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور صحیح راہ کی ہدایت فرمائی لیکن اس قوم نے ان کو بھی نہ مانا اور برابر جھٹلایا آخر وہ ساری قوم مرد و ہی رہی۔ پھر چند روز کے بعد حضرت ایسح نے انتقال فرمایا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ بعد حضرت ایسح علیہ السلام کے سات سو برس تک کوئی نبی ان پر مبعوث نہ ہوا۔ صرف علماء و فضلاء تھے وہی خدا کی راہ بتاتے رہے مگر ان کی بات کوئی نہ سنتا تھا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو اس قوم کی طرف مبعوث فرمایا۔

حضرت حنظلہ علیہ السلام

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت حنظلہ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنے خالق ارض و سما کو پوچھیں اور بت پرستی چھوڑ دیں یہ حکم پاتے ہی حضرت حنظلہ ہر روز شہر کے چاروں طرف دروازوں پر جا کر قوم ابنی اسرائیل کو پکار پکار کر کہتے کہ اے لوگو! خداوند قدوس کو دعا دے جاؤ اور اس کی پوجو اور اسی کو اپنا معبود حقیقی مانو اور بت پرستی چھوڑ دو۔ اے قوم یہ شیطان نے تم کو گمراہ کیا ہے۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے

دہرتے رہو اور حقیقت میں وہی تمہارا رب ہے یہ منکر اس قوم بنی اسرائیل نے کہا جو
 مگر اسی پر بہت ہی بڑھ گئے تھے اسے حضرت خظلہ بہا راہی رب سے جو ہم پر جیتے ہیں
 حضرت خظلہ نے ان سے کہا کہ اے تمہارے باپ دادا سے بتوں کو نہیں پوجتے تھے
 پھر تم کیوں پوجتے ہو کیا تم کو شرم نہیں آتی خدا سے نہیں ڈرتے ہو تم پر ضرور عذاب نازل
 ہو گا جیسا کہ تمہارے آگے نافرمان لوگوں پر بلائیں اور عذاب نازل ہوا تھا اور تم لوگ
 عذاب خدا برداشت نہیں کر سکو گے ہر چند ان کو ہر طرح خوب یاد دلایا لیکن وہ سرگرم
 ایمان نہ لائے اور براہ تکذیب کرتے رہے بلکہ حضرت خظلہ کو مار ڈالنے کے لیے مستعد
 ہو گئے اور اس شہر کا بادشاہ جس کا نام طیفور ابن طیفانوس تھا وہ بارہ ہزار اپنے غلام اور
 اور اپنے ساتھ خزانے بیکر رکھتا تھا اور لشکر بھی اس کا پیشوا تھا۔ اس مردود نے حکم کیا کہ
 کہ تم لوگ حضرت خظلہ علیہ السلام کو کپڑا مار ڈالو اور ادھر حضرت خظلہ علیہ السلام رات
 و دن بام قصر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی دعوت پکار پکار کر لوگوں کو دیتے تھے اور ان لوگوں
 کو راہ حق بتاتے تھے یہاں تک کہ تبلیغ پر اس قدر بڑھ چکے تھے کہ قوم بنی اسرائیل
 رات و دن آرام نہیں کر سکتی تھی اور نہ وہ صحیح طور پر سو سکتے تھے۔ ایک رات آپ نے
 کہا کہ اے قوم بنی اسرائیل تم سب بت پرستی چھوڑ دو ورنہ کل تم پر خدا کا عذاب نازل
 ہو گا اور تم پر مرگ مفاعبات آجاوے گی پس وہ لوگ چونکہ اپنی موت سے بے خبر تھے
 وہ نہیں جانتے تھے کہ موت کیسی ہے کیوں کہ اس قوم میں سات سو برس تک کوئی بھی ان
 میں سے نہ مرا تھا اس لیے وہ حضرت خظلہ کی بات پر یقین نہ کرتے تھے جب ان پر غضب
 الہی نازل ہوا یعنی ان پر عذاب الہی آیا تو پھر کا وقت تھا اور اس وقت ہر آدمی اپنے
 اپنے کاروبار میں مشغول تھا کسی کو کوئی گمان بھی نہ تھا کہ عذاب الہی آج آ ہی جائے گا
 اس عذاب الہی سے ہزاروں آدمی و اصل جہنم ہوئے اور جو لوگ باقی بچے وہ اپنے
 بادشاہ کے پاس جا کر سوختہ دل ہو کر کہنے لگے۔ اے جہاں پناہ آج مرگ مفاعبات
 سے بیشمار لوگ ہماری قوم کے مر گئے۔ طیفور عقل کے مجبور نے ان سے کہا کہ یہ مرگ
 مفاعبات نہیں ہے۔ بلکہ تم خظلہ کے شور و غل سے رات و دن سونے نہیں پاتے ہو
 یعنی کثرت بیداری سے گرمی نے غلبہ کیا یہ موت ہیوشی کا عالم ہے وہ سب مرے نہیں
 ہیں اگر تم آزمانا چاہتے ہو تو ان کو سیخ چھو کے دیکھو وہ اپنے آپ سے اٹھ بیٹھیں گے

پس طیفور مردود کے کہنے سے ان گزہروں نے ویسا ہی کیا لیکن ان میں کچھ حصہ
حرکت نہ ملی پھر بادشاہ طیفور سے جا کر کہا کہ آپ نے جو کہا تھا سو ہم نے کر دیکھا لیکن
ان میں کچھ حصہ حرکت نہ ملی۔ بادشاہ طیفور بے شعور نے ان لوگوں سے کہا کہ پیچھے ہٹو
وہ مردے ہوں گے۔ پھر اس بادشاہ طیفور مردود نے ایک ایسا بلند خانہ بنوایا کہ بارہ
ہزار برج اس میں تھے۔ اور پھر حکم کیا کہ ہر برج میں ایک غلام آئندہ پوش ننگی تلوار ہاتھ
میں لے کر متعین رہے کیوں کہ موت اس قہر پر آنے نہ پاوے اور اگر موت آئے
تو اس کو مار سے تلواروں کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالو اور دروازے گنبد کے بند
کر دو اور درمیان ان گنبدوں کے ایک کوٹھری لوہے کی بنوائی اور پھر اس میں سنگ مر مر لگایا
اور اس میں ایک شاہی تخت اور ہر قسم کی نعمتیں اس میں رکھ دیں اور جمع بھی اس میں روشن کی پھر
اس کے بعد وہ بادشاہ مردود اس تخت پر جا بیٹھا اور کہنے لگا اے موت اب تو میرا کیا کر سکتی ہے
تو اس میں لوہے کی کوٹھری کے اندر کس طرح آ سکتی ہے اب تو اس کے دروازے بھی بند
ہیں وہ اسی گھنٹہ میں تھا کہ اپنا ملک ایک مرد بڑا ہی بیست والا اس گنبد کے درمیان جہاں وہ
بادشاہ مرد و بیٹھا تھا اس نے اس جگہ کھڑا ہوا دیکھا۔ مارے ڈر کے ایک دم چونک پڑا
اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ابھی اس کی جان نفس مغری سے پرواز کر جائے گی۔ اس سے
پوچھا کہ تم کون ہو یہاں کس طرح آئے ہو اس نے کہا میں عزرائیل ہوں۔ طیفور بادشاہ نے
کہا تم یہاں کیوں آئے ہو۔ وہ بوسے کہ میں تیری جان قبض کرنے کو آیا ہوں۔ بادشاہ طیفور
بولا آج تو تجھ کو مہلت دو کل جو پاپا ہو سو کرنا تب ملک الموت پہلے گئے چونکہ زندگی بادشاہ
طیفور کی ایک دن اور باقی تھی۔ پس ملک الموت کے جانے کے بعد وہ مردود وہاں سے
نکل کر ان غلاموں کو جو گردا گرد ان برجوں میں چوکیدار تھے مارنے لگا کہ کیوں تم نے
عزرائیل کو یہاں آنے دیا وہیں کیوں نہیں مار ڈالا۔ انہوں نے کہا اے جہاں پناہ ہم
نے اس کو نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح آیا اس کے بعد بادشاہ طیفور اس گنبد میں جا کر کیا
دیکھتا ہے کہ اس میں ایک سوراخ ہے وہ سمجھا کہ عزرائیل کی آمد اسی سوراخ سے ہوتی
ہے لہذا وہ اس سوراخ کو بند کرنے لگ گیا اور جب وہ بند ہو گیا تو پھر وہ بہت ہی
بے پرواہ ہو گیا۔ پھر اسی تخت پر جا بیٹھا اور وہ اس قسم سے بنوایا تھا کہ دیکھنے والا
یہ خیال نہیں کر سکتا تھا کہ اس کا دروازہ کہاں سے ہے۔ تھوڑی دیر بعد جب اس

نے اپنی نظر اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت عزرائیلؑ اسی جگہ گنبد کے اندر موجود ہیں جہاں کل دیکھا تھا پوچھا کہ تم کس راہ سے آئے ہو۔ یہ بات سن کر انہوں نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ فوراً انگریزوں کے ہاتھ ڈال کر جان اس مردود کی اور اس کے ساتھ بارہ ہزار غلاموں کی جو اس کی حفاظت میں گردا گرد چوکپدار تھے ایک ہی پل میں قبض کر لی پھر نہ وہ قصر رہا اور نہ وہ گنبد نہ مالک رہا اور نہ وہ چشم نہ صیغہ نہ کبیر سب کے سب جہنم رسید ہو گئے اور پانی دریا چشمے کا سکھا دیا۔ باقی جو قوم بچی تھی وہ یہ دیکھ کر بہت ہی متوجہ ہوئی اور بہت سی حیرت نہ وہ ہو گئی نہ تو مالک رہا اور نہ اس کا چشم اور نہ پانی سب کا سب ویران ہو گیا پس جو باقی بچے تھے ان لوگوں سے حضرت حنظلہ نے کہا اگر تم خدا پر ایمان لاؤ گے اور میری رسالت کا اقرار کرو گے تب تو تم اس عذاب سے نجات حاصل کر سکتے ہو ورنہ کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ اس کے جواب میں ان لوگوں نے حضرت حنظلہ سے کہا کہ یہ سب بلائیں اور مصیبتیں تمہاری بدخواہی و شرمی سے ہم پر نازل ہوئیں ہیں اگر تم ہم میں نہ ہو تے تو یہ مصیبتیں ہم پر کبھی نہ آتیں یہ کہہ کر وہ حضرت حنظلہ پر دست درازی کرنا پڑا ہتے تھے کہ اتفاق سے حضرت حنظلہ علیہ السلام ان کے پیچ سے نکل گئے اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک سانپ ایسا ان کے واسطے بھیجا کہ اس شہر کا طول و عرض بھتیس کو س کا تھا اس سانپ نے کیا رنگی چاروں طرف اس کے احاطہ کر لیا اور شہر کو دبانا شروع کیا تاکہ مقامات ان پر تنگ ہو جائیں اور چیموں سے دھواں نکلا اور اس دھوئیں سے اکثر لوگ ہلاک ہو گئے اور پھر اس کے کچھ روز بعد حضرت حنظلہ علیہ السلام نے اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور جو نعمتیں بنی اسرائیل نے شام کے علاقہ سے پائی تھیں وہ سب اپنے صرف میں لائے اور علاقہ کے لوگ یہاں سے ہزیمت پا کر زمین مغرب میں جا رہے پھر ایک مدت مدید کے بعد قصد کیا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ چلو بنی اسرائیل سے جا کر اپنی مملکت اور نعمتیں چھین لیں اور ہم لوگ کب تک اس ملک میں رہیں گے اور اسی طرح دکھ اٹھاتے رہیں گے چلو سب ملک شام میں اپنے باپ دادا کی میراث پر بیٹھیں اور اپنا دخل کریں اور یہ بہتر ہے اس زندگی سے کہ ان سے لڑ بھڑ کر مر جائیں۔ پس علاقہ قوم اس تدبیر میں تھی اور قوم بنی اسرائیل اس سے غافل تھی۔ تمام دن مشق و مجاہد میں مستغرق رہتے اور اپنی بدنمختی کے بارے اللہ تعالیٰ نے بھی ان میں سے پیغمبری اور بادشاہی

کو چھین لیا تب یہ لوگ ذلیل و خوار ہو گئے۔ قوم عمالقہ نے آکر ان سے لڑائی کی اور اس تابوت سکینہ اور مال و دولت کو ان سے چھین کر زمین مغرب میں بے گئے اور وہی تابوت سکینہ ایک سبب تھا ان کے اقبال بلند کیا۔ اب ان میں نہ بادشاہی رہی کہ آرام سے کھاویں اور نہ اب کوئی پیغمبر رہا کہ اس کی دعا سے مقہور ہو ویں سب کے سب غریب و عاجز ہو گئے اور یہاں تک کہ ان کے درمیان میں کوئی عالم و فاضل بھی نہ رہا کہ ان کو ہدایت کریں اور ان کو شریعت سکھائے تب گمراہ ہو گئے اور تابوت سکینہ جو عمالقہ قوم نے چھین لیا تھا وہ درحقیقت آسپنہ تھا اس میں قفل مضبوط لگے تھے ایک روایت میں ہے کہ تابوت کا سر مثل بلی کے سر کے تھا جس کے نینس حاجت ہوتی تو وہ تابوت سکینہ کے چاروں طرف پھر کے دعا مانگتا تو وہ دعا خداوند قدوس فوراً اس کی پوری کر دیتا اور کسی دشمن سے لڑائی کا موقع ہوتا تو اس تابوت کو سامنے رکھتے تھے اور اس سے ایک آواز نکلتی مثل آواز بلی کے اور اسی آواز سے دشمنوں کے دل میں ہدیت طاری ہو جاتی تھی اور وہ سب بھاگ جاتے تھے اور مومن لوگ اس کی برکت سے فیتاب ہوتے تھے اور ہر طرح کا آسائش و آرام ملتا تھا لہذا اس تابوت کے اندر کیا چیز تھی یہ کوئی نہیں بتا سکتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ قَوْلَ تَعَالَى يَوْمَئِذٍ كَذَٰلِكَ نَبْشِطُكُمْ اٰیٰةٌ مِّنْكُمْ اَنْ يَّاتِيَكُمْ التَّاجُوتُ الْخِجَۃُ ترجمہ اور کہا ان کو ان کے نبی نے نشان ان کی سلطنت کا یہ ہے کہ آدے تم کو ایک صندوق جس میں دلچسپی ہے تمہارے رب کی طرف سے اور باقی اس چیز سے کہ چھوڑ گئی ہے موسیٰ و ہارون کی اولاد اٹھا لادیں گے اس کو فرشتے اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر یقین رکھتے ہو۔ خبر ہے کہ اس تابوت کے اندر حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت ہارون کا اعلمہ تھا۔ اور وہ ترنجبین جو آسمان سے ان کی قوم کے لئے میدان تینہ میں اترتی تھی جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اور دو تختیاں توریت کی شکستہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے زمین پر مار کر توڑ دی تھیں وہ بھی اسی تابوت کے اندر تھیں یہ حالات تمام کتاب فقصص الانبیاء میں ہیں اور انہوں نے توریت سے نقل کئے ہیں بعض تفسیر میں مذکور ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک صندوق چلا آتا تھا اس میں تبرکات تھے موسیٰ اور ہارون کو جنگ حسب بیش آتی اس کو سردار کے آگے لے چلتے اور پھر حملہ کر دیتے تھے تو اس وقت اس کو اپنے

۴ گے دھر لیتے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس کی برکت سے فسخ دیتا۔ جب بنی اسرائیل بانیست ہو گئے تو وہ صندوق ان سے پھین لیا گیا اور وہ غنیم کے ہاتھ لگا۔ اب جو طاقت بادشاہ ہوا وہ صندوق خود بخود رات کے وقت اس کے گھر کے سامنے آمو جو دہو۔ سبب اس کا یہ تھا کہ غنیم کے شہر میں جہاں اس کو رہا تھا ان پر بلائیں نازل ہوئیں شہر ویران ہو ہو گیا۔ روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص غریب میکین تھا اس کی دو بیویاں تھیں ایک نے لڑکا جنا اور دوسری نے نہیں جنا۔ لڑکے والی نے اس سے کہا کہ تم نے ایک لڑکا بھی نہ جنا اس نے کہا کہ اسے بی بی اللہ تعالیٰ کسی کو بے مانگے فرزند دیتا ہے اور کسی کو مانگنے سے نہیں دیتا اور میں تو اس کی درگاہ سے امیدوار ہوں کہ تم کو بے مانگے اس نے لڑکا دیا مجھ کو بھی دے گا۔ پس دیگر یہوکر اس نے تمام شب خدا کی عبادت کی اور اپنا سر سجدہ میں رکھ کر دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول کیا اور ایک فرزند اس کو عنایت کر دیا اور پھر اس کی والدہ نے اس فرزند کا نام شموئیل رکھا۔ جب وہ بڑے ہوئے اور تقریباً چالیس برس کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے فضل و کرم سے نبوت سے سرفراز کیا تاکہ وہ حقوق خدا کو راہ حق دکھائیں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اظہار کریں تاکہ دنیا سے گمراہ لوگوں کا خاتمہ ہو۔

حضرت شموئیل علیہ السلام

تاریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت شموئیل علیہ السلام نے نبوت خداوندی سے سرفراز ہونے کے بعد موجودہ لوگوں کو خدا کی دعوت دی تو اکثر لوگ قوم بنی اسرائیل کے ان پر ایمان لے آئے اور انہوں نے کہا کہ جو تابوت سکیہ ہم سے علاقہ چھین لے گئے ہیں سو وہ ان سے لانا ہے اگرچہ ان سے ہم کو لڑنا ہی کیوں نہ پڑے پھر سب لوگوں سے یہ عہد و پیمان کیا اور جو کافر باقی تھے۔ انہوں نے اس تابوت کو آگ پر لے جا کر کھ دیا۔ لیکن خدا کے فضل سے اس کو آگ بھلا نہ سکی۔ پھر انہوں نے اس کو توڑنا چاہا لیکن وہ اس کو توڑ بھی نہ سکے آخر مجبور ہو کر کہنے لگے کہ بھائی یہ تابوت تو بنی اسرائیل کے خدا کا ہے اسی واسطے تو ہمیں لڑنا ہے اور نہ وہ آگ میں جلتا ہے پھر ان لوگوں نے اس تابوت کو ناپاک چھوئے جا کر رکھ دیا تاکہ لوگ اس پر بول و برا

کریں۔ چنانچہ جو مرد و بھی اس پر اپنا بول کرنا تو اس کے ناسور ہو جاتا اور بوا سیر کا مرض پیدا ہو جاتا اور وہ کسی طرح اچھا نہ ہوتا آخر کار وہ مرد و اسی مرض میں مبتلا رہ کر مر جاتا۔ پھر انہوں نے اس تابوت کو بت مانے میں لے جا کر اپنے بتوں کے نیچے دبا رکھا۔ لیکن وہ اس کو بھی دیاں چھپانہ سکے۔ بہر صورت وہ سب مرد و جب اس سے لاچار اور پریشان ہو گئے تب اس تابوت کو دو بیلوں پر لا کر بیلوں کو بانگ دیا اور اسی وقت فرشتوں نے اس تابوت کو اور دونوں بیلوں کو طاوت کے گھر پہنچا دیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ طاوت کی عداوت

ایک روایت میں ہے کہ جب طاوت نے جالوت کی لڑائی پر فتح پائی تو قوم بنی اسرائیل نے ان سے کہا کہ تم نے جو وعدہ کیا تھا کہ جالوت کو جو یا سے گا اس کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی سے شادی کرونگا۔ لہذا اب اپنا وعدہ پورا کر دینی حضرت داؤد کو آدھی سلطنت اور اپنی بیٹی بیاہ دو یہ سن کر طاوت نے کہا کہ میری بیٹی بہت خوبصورت ہے اور اس داؤد کا رنگ زرد ہے اور کبود چشم بھی ہے اس لیے میں اپنی بیٹی کی اس سے شادی نہیں کروں گا۔ اور جب حضرت داؤد کو معلوم ہوا تو انہوں نے بھی انکار کیا اور یہ کہنے لگے کہ اگر وہ ایسا کہتا ہے تو میں بھی اس کے یہاں شادی نہیں کروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ بالآخر طاوت نے اپنی بیٹی کو حضرت داؤد سے بیاہ دیا۔ اور اپنی نصف سلطنت بھی دیدی اس کے بعد جب طاوت نے دیکھا کہ لشکری لوگ حضرت داؤد سے بہت موافقت رکھتے ہیں تو اس نے اپنے دل میں خوف کیا کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ میری سب سلطنت کو چھین لے یہ خیال ہوتے ہی طاوت نے حضرت داؤد کو مار ڈالنے کا قصد کیا۔ اور حضرت داؤد ایک پہاڑ کے کنارے جا کر اور وہاں ایک مسجد بنا کر خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے اور تقریباً ان کے ساتھ ستر آدمی عابد تھے اور وہ سب کے سب اس مسجد میں عبادت کرتے تھے یہ دیکھ کر بنی اسرائیل نے طاوت سے کہا کہ داؤد کے ساتھ بہت ہی عابد جمع ہو گئے ہیں اگر وہ سب کے سب بد دعا کریں گے تو ہم سب برباد ہو جائیں گے اور ہماری سلطنت بھی چھوٹ جائے گی۔ طاوت نے جب یہ سنا تو بہت لشکر اپنے ساتھ لے کر داؤد کے پاس

کو اس پناہ کے نزدیک گیا جہاں اس کی عبادت گاہ تھی۔ رات کے وقت من کو بیاگھرا اور ننگی تلوار ہاتھ میں لے کر چاہا کہ مسجد کے اندر گھس کر جمعہ تمام عابدوں کے حضرت داؤد علیہ السلام کو مار ڈالے۔ خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ ان کو خواب نے غلبہ کیا آخر طاہرہ بنت شکر سب سو گئے اور جب وہ طاہرہ مع اپنے لشکر کے سو گیا تو اسی وقت حضرت داؤد مسجد سے نکل کر دیکھتے ہیں کہ طاہرہ جمعہ اپنے لشکر کے سو گیا۔ تب ننگی تلوار اس کے ہاتھ سے لے کر پتھر پر ماری اور پتھر کو دو ٹکڑے کر کے اس کے پیٹ پر تلوار اور وہ پتھر بھی اور ایک کاغذ کا ٹکڑا لکھ کر رکھ دیا اور جو چراغ جل رہا تھا وہ بھی بجھا دیا اور اس کاغذ کے ٹکڑے پر یہ لکھا تھا۔ اے طاہرہ یہ تیری تلوار میں نے پتھر پر ماری اور پتھر کے دو ٹکڑے کر دیئے اگر تیرے پیٹ پر مارتا تو تیرے پیٹ کے بھی دو ٹکڑے کر ڈالتا اور پتھر تجھ کو خبر نہ ہوتی کوئی بھی تیری فریاد کو نہ پہنچتا۔ پس بہتری تیری اس میں ہے کہ تو اٹھ کر یہاں سے چلا جا اور ان عابدوں کے مارے جانے کا ارادہ بالکل ترک کر دے ورنہ آخرت میں بھی تو گنہگار ہو گا جب روز روشن ہوا اور طاہرہ اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ دیکھتا ہے کہ اپنی تلوار اور ایک کاغذ کا ٹکڑا اور دو پتھر پیٹ پر رکھے ڈر کر اٹھ کھڑا ہوا اور فوراً اپنی ان سو کر بیت المقدس میں چلا گیا۔ اور ادھر حضرت داؤد علیہ السلام جمعہ اپنے تمام عابدوں کے عبادت الہی میں مشغول ہو گئے پھر کچھ روز بعد طاہرہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پیچھے چند سپاہی بھیجے کہ تم جا کر داؤد کو جمعہ اس کی جماعت کے شب خون کر کے مار ڈالو۔ تب وہ مردود حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے ساتھی عابدوں کے مارنے کے واسطے گئے۔ اتفاقاً اس شب کو حضرت داؤد علیہ السلام اپنی عبادت گاہ سے باہر نکلے تھے اور ان کی جماعت کے عابد لوگ مسجد کے اندر ہی تھے ان لوگوں نے مسجد کے اندر جا کر تمام عابدوں کو مار ڈالا جب طاہرہ کو خبر ہوئی کہ تمام عابد لوگ مارے گئے اور حضرت داؤد پک گئے درحقیقت مطلب اس کا حضرت داؤد سے تھا۔ اور ان عابدوں کے مارے جانے سے وہ بہت ہلیمان

ہوئے۔ مترجم کے بیان سے آگے معلوم ہوتا ہے کہ طاہرہ نے اپنی بیٹی سے نکاح کر دیا اور ان کو نصف سلطنت بھی اپنی نے دے دی۔ بعد ازاں عابدوں کے حضرت داؤد نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا اور پھر تمام سلطنت پر قابض ہوئے اور ہمیشہ عدل و انصاف سے بادشاہی کرتے رہے۔

ہوا اور حضرت داؤد کو بلا بھیجا تاکہ وہ اپنی بیٹی کو ان کے ساتھ بیاہ دے اور اپنی تقصیر کی عذر داری بھی کرے۔ جب اس کے قاصدوں نے حضرت داؤد سے جا کر کہا کہ آپ کو طاوت بادشاہ بلاتا ہے آپ ہمارے ہمراہ چلیے وہ آپ سے اپنی تقصیر کی معافی چاہتا ہے حضرت داؤد نے اس بات کو سن کر ان سے کہا کہ طاوت نے گناہ کبیرہ کیا ہے کیوں کہ اس نے بے گناہ مسلمان عابدوں کو مار ڈالا ہے اور اس نے تو میرے بھی مار ڈالنے کا قصد کیا تھا جب تک وہ لڑائی میں نہ مانے گا اور بعوض ہر عابد کے ایک کافر کو جب تک نہ مارے گا اس وقت تک میں وہاں نہ جاؤں گا پس قاصدوں نے یہ باتیں اپنے بادشاہ طاوت سے جا کر کہیں۔ بادشاہ طاوت یہ باتیں سن کر پسنے کہ دار پر بیت پشیمان ہوا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے حسب فرمان وہ لڑائی کے معرکے میں جا کھڑا ہوا اچانک ایک تیر دشمن کی طرف سے آیا اور اس کے سینے پر ایسا لگا کہ پشت سے نکل گیا۔ پس وہیں اس کی جان نکل گئی اور یہ دیکھ کر اس کا پورا لشکر بزمیت پا کر واپس آگیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ خبر پا کر طاوت کے گھر آکر اس کی بیٹی سے بیاہ کیا اور بادشاہ طاوت کی سلطنت کے مالک ہوئے اور ان کو صبر کی پاداش میں بادشاہی اور پیغمبری ملی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَإِذْ قَالَ اللَّهُ أَلَمْ أُكَفِّرْ بِهِ عَنْكَ ذُنُوبَكَ وَأَجْعَلَكَ نَبِيًّا وَمَوْلًى**۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو سلطنت اور حکمت یعنی پیغمبری سے نوازا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کی نبوت

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام یہود ابن یعقوب کی اولاد میں سے ہے۔ جب تخت پر بیٹھے اس کے چالیس برس بعد ان کو پیغمبری ملی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنی قوت دی تھی کہ کوئی بادشاہ ان کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ **وَإِذْ كُنَّا عَيْنًا نَادِئًا ذَا دَاوُدَ إِذْ قَالَ يَا رَبِّ اجْعَلْ لِي آيَةً** اور یاد کر ہمارے بندے داؤد کو جو صاحب قوت تھا اور ہماری طرف رجوع کرنے والا اور ہمارا ذکر کرنے والا تھا۔ اور دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے **فَرَمَاوَهُ وَشَدَّ زِمَامَهُ** ترجمہ اور زور دیا ہم نے اس کی سلطنت کو اور ہم نے اس کو حکمت بھی عطا کی اور فیصلہ کرنے والی بات کا مالک بھی دیا۔ اور اللہ رب العزت

نے ان کو زمین کا خلیفہ بنایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ** ترجمہ اے داؤد تحقیق ہم نے کیا ہے تجھ کو خلیفہ زمین میں پس تو حکم کر۔ درمیان لوگوں کے حق کے ساتھ اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی مت کر اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً تجھ کو گمراہ کر دیوے گی خدا کی راہ سے اور اللہ تعالیٰ ان کو ایسا خوش آواز کیا تھا یعنی حبیب وہ اپنی آسمانی کتاب زبور کو پڑھتے تھے تو ان کی خوش الحانی سے بہتایانی بھی قسم جاتا تھا۔ ایک روایت میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ آسمانی کتاب زبور کو بہتر طرح کے الحان سے پڑھ سکتے تھے۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے وحوش چرند و طیور و پند و جمیع جانور ہوا پر اور زمین پر کھڑے ہو کر سنتے تھے اور پھر سنکر بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور درختوں کی پتیاں بھی زرد ہو جاتی تھیں اور بھتر موم کی مانند ہو جاتے تھے اور بڑے بڑے پہاڑ جہنش میں آجاتے تھے اور سب کے سب حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح پڑھا کرتے تھے جیسا کہ خداوند قدوس نے ارشاد **يَا جِبْرَائِيلُ ادْعِي مَعَهُ دَاوُدَ الطَّيِّبَ** ترجمہ: اے پہاڑ والے جانور و جمیع سے پڑھو اور تسبیح کرو اور اسی کے ساتھ کتاب زبور کی بھی پڑھا کر جو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد پر الہام سے وہ آسمانی کتاب نازل فرمائی تھی۔ بعض کتب تازیخ سے معلوم ہوتا ہے بلکہ مترجم نے اپنے مطالعہ ناہی میں بھی یہ چیز دیکھی ہے کہ توریت اور زبور میں زیادہ تر مسائل امر و نہی وعدہ و وعید کے ہیں اور طریقہ عبارت کے کم مذکور ہیں، اور زبور پڑھتے وقت حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز تقریباً چالیس فرسنگ تک پہنچتی تھی اس آواز سے کافر لوگ بیہوش اور مردہ ہو جاتے تھے یہ درحقیقت ان کی نبوت کا ایک معجزہ تھا اور دوسرا معجزہ یہ تھا کہ خدا نے ان کی انگلیوں میں ایسی تاب اور گرمی دی تھی کہ ان کے چھوتے ہی لوہا پگھل کر نرم ہو جاتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَلَمَّا لَبَّىٰ الْحَدِيدَ** ترجمہ اور نرم کیا ہم نے داؤد کے واسطے لوہا یعنی ان کے ہاتھ میں آتے ہی مثل موم کے نرم ہو جاتا تھا اور بغیر کسی آلہ و وسیعہ اور بے آتش کے ہاتھ سے کڑیاں موڑ کر زرہ بناتے اور لوگوں کو فروخت کرتے اور دیگر لوگ آگ میں پتا کر کڑیاں بناتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ لوہے کی زرہ پہلے انہوں نے ہی ایجاد کی جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: **وَعَلَّمْنَاهُ صَنْعَةَ لَبُوسٍ لَّكُمْ** ترجمہ اور سکھائی ہم نے کاریگری اور بنایا۔

ایک قسم کا پبناؤ تہا رانا کچا دے تم کو لڑائی سے اور ایک زندہ اس وقت چار سو درہم میں فروخت ہوتی تھی اور ان کا یہ معمول تھا کہ وہ دو سو درہم درویشوں محتاجوں کو دیتے تھے اور ایک سو درہم اپنے خویش و اقارب کو دیتے اور ایک سو درہم اپنی عبادت کے لیے اپنی غذا میں صرف کرتے اور اپنے جملہ اوقات کو بھی تین طرح پر تقسیم کیا تھا اور وہ طریقہ مل یہ تھا کہ چند روز عبادت الہی میں مصروف رہتے تھے اور چند روز لوگوں کا انصاف کرتے تھے اور چند روز اپنے کام میں مصروف رہتے تھے یہ ان کی زندگی کا معمول بن چکا تھا

حضرت داؤد علیہ السلام کا بلا میں مبتلا ہونے کا واقعہ

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے بلا میں مبتلا ہونے کا یہ سبب تھا کہ ایک روز کتاب صحیفہ پیشین پڑھتے تھے۔ اس میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہم السلام کی بزرگی، ایمان کھایا یا۔ انہوں نے اپنے دل میں کہا کہ ان حضرات نے خداوند قدوس کے کیا کام کیے تھے جو یہ مرتبے اور بزرگیاں پائیں۔ اسی وقت دربار الہی سے خطاب آیا۔ اے داؤد ان پر میں نے مختلف قسم کی بلائیں نازل کیں اور وہ اس میں ثابت قدم رہے اسی وجہ سے ان کو مرتبہ و بزرگی میری طرف سے عنایت کی گئی۔ پس حضرت داؤد نے خدا تعالیٰ کی حضوری میں درخواست کی کہ الہی توہم کو بھی کسی بلا میں مبتلا کر انشاء اللہ میں بھی صبر کروں گا اور ثابت قدم رہوں گا تاکہ اس کے صلہ میں مجھ کو بزرگی ملے اور میں خدا کے پیار سے مرتبہ پاؤں۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو جب جب بادشاہ طاہرت کی سلطنت ملی اور قوم بنی اسرائیل پر بادشاہ مقرر ہوئے تو مارے خوشی کے انہوں نے یہ اعلان کیا میں اللہ کی قسم اچھی طرح سے عدالت کروں گا۔ اور ہر ایک کے ساتھ انصاف کروں گا۔ لیکن یہ کہتے وقت انشاء اللہ بھول گئے اور اس لفظ کو اپنی زبان سے نہ کہا اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اتمام پر دعا کی کہ اے پروردگار تو گنہگاروں پر رحم فرما اور اپنے کو گناہ سے پاک تصور کیا اور اس بات پر اکتفا کر آویں نے اختلاف کیا ہے حاصل کلام صرف یہ ہے کہ ایک روز حضرت حیران بنی اسرائیل علیہ السلام نے آکر کہا اے داؤد خدا نے تم کو صحت اور عافیت سے

رکھا ہے اور تم اپنی خواہش سے طلب کرتے ہو۔ اچھا اگر تمہاری تمنا یہی ہے تو وہ بالکل دن قریب ہے کہ ایک روز تم پر کوئی بلا نازل ہو گئی۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام ایک روز اپنے گھر میں بیٹھے تھے۔ روز سوم کو دو شنبے کے دن ستر دین تاریخ ماہ رجب کی آچانک ایک خوبصورت پرندہ کبوتر کے مانند اور بدن اس کا سونے کے رنگ کے مانند اور ہر پر اس کا رنگ برنگ مثل جواہر کا تھا اور ناصن اور چوہنچ مثل یاقوت سرخ کے اور اس کی آنکھیں مانند زمرہ کے اور پاؤں اس کے مانند فیروزے کے تھے حضرت داؤد علیہ السلام کی جو عبادت گاہ اپنے گھر میں تھی اس میں ایک طاق بھی تھا۔ یہ پرندہ اسی طاق میں حضرت کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کا حسن و لطافت دیکھ کر خواہش کی کہ اس کو اپنے لڑکوں کے واسطے پکڑیں۔ جب حضرت داؤد نے اس کے پکڑنے کی کوشش کی تو وہ پرندہ وہاں سے اڑ کر ایک باغ میں جا بیٹھا حضرت داؤد اس کے پکڑنے کے واسطے وہاں بھی آگئے اور وہاں جا کر لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ باغ کس کا ہے وہاں گئے لوگوں نے حضرت داؤد سے عرض کی کہ یہ باغ ایک عورت کا ہے اور اس کا نام بطش ہے یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام ایک بالاناغے پر چڑھ کر چاروں طرف بہت دیر تک دیکھتے رہے اور اسی باغ میں بطش عقیقہ تنگی حوض میں اپنے نہاتی تھی حضرت داؤد علیہ السلام کی آچانک نظر اس پر جا پڑی ایک روایت سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت داؤد نے اس کو دیکھ کر بہت خواہش کی (واللہ اعلم) اور اوپر بطش کو معلوم ہوا کہ یہ شخص مجھ پر بہت خواہش رکھتا ہے پس اس نے اپنے بالوں سے اپنا تمام بدن ڈھانپ لیا اور اپنے دل میں ان کے نہال محبت کو بویا اور راہبر حضرت داؤد علیہ السلام نے بالاناغے سے اتر کر اس باغ کے پاس جا کر پوچھا کہ یہ پرندہ کس کا ہے وہاں کے رہنے والوں نے جواب دیا کہ یہ پرندہ بطش عورت کا ہے جو اس باغ کی مالک ہے پھر حضرت داؤد نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس کا شوہر ہے یا وہاں کے لوگوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بتلایا کہ ہاں ایک شخص سے چند روز پہلے اس کا بیاہ ہوا تھا اور اس کا نام اوریہ ہے لیکن اب تک اس سے اس عورت کی بے متری نہیں ہوئی ہے۔ یہ سن کر حضرت داؤد علیہ السلام نے اور یوں بلایا اور بہت ہی پیار و محبت سے کہا کہ تم جہاد میں جاؤ اور بہت روپیہ پیسہ دے کر اس کو جہاد میں جانے کو تیار کیا اور اسی

کو اچھی طرح سے خوش کر دیا اور اس کو مہیا پر روانہ کر دیا جہاں کی جائے دشوار تھی یعنی وہاں جو جاتا پھر وہاں لوٹ کر نہیں آتا پس اوتارپا نے وہاں جا کر بہت لڑائی کی اور پھر فتح بھی پائی۔ پھر وہاں سے دوسری جگہ کو اس کا نام ناطقہ تھا وہاں جا کر بہت لڑائی کی اور ! درجہ شہادت پائی۔ اس کے بعد اس لشکر نے جو حضرت داؤد نے روانہ کیا تھا اس ملک کو فتح کر کے اور بہت سال غنیمت لے کر حضرت داؤد کو دیا اور حضرت داؤد نے اوتارپا کی شہادت سن کر ایک برس تک تعزیت کی۔ اس کے بعد اس بطشاعورت کو اپنے نکاح میں لائے اور اس کے علاوہ تنانو سے بیویاں ان کے اور تھیں جب حضرت داؤد نے بطشاع سے نکاح کر لیا تو اب پوری ایک سو بیبیاں ہو گئیں۔ ایک روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان بطشاع کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت داؤد محراب میں بیٹھے تھے اور خداوند قدوس سے مناجات کر رہے تھے اتفاقاً وہ شخص امینی اس محراب کی دیوار توڑ کر اندر آئے۔ یہ دیکھ کر حضرت داؤد چونک پڑے۔ انہوں نے کہا کہ اے داؤد مت ڈرو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ **ذَهَبَ اَنْتَكَ نَذْرُ الْخَصِمِ اِذْ تَسُوْرُ وَالْمُحْصَرَّابُ اِذْ رَخِلُوْا عَلٰی** **اِذْ اَذَّالَ الْاِیْمَةُ** ترجمہ ! کیا پسینی ہے خبر تجھ کو دلوئی کرنے والوں کی جب وہ دیوار کو توڑ کر اندر آئے تیرے عبادت خانے میں داخل ہو گئے یہ دیکھ کر داؤد گھبرایا اور وہ ان سے بوسہ کہ تم مت گھبراؤ ہم تو دو جھگڑنے والے ہیں۔ اور زیادتی کی ہے ایک نے دوسرے پر سو تو فیصلہ کر دے ہمارے درمیان اضاف کا اور زیادہ دیر مت کر اور ہم کو سیدھی راہ بھی بتا دے یہ سنتے یہ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا اپنا احوال بیان کرو۔ پس کہا اس فریادی نے حضرت داؤد علیہ السلام سے قولہ تعالیٰ۔ **اِنَّ هٰذَا اٰحٰی قَدْ لَعَنَ تَسْعٌ وَتِسْعُوْنَ نَعْمَةً** یہ جو ہے وہ میرا جتن ہے اس کے پاس ہیں تنانوے دنبیاں اور میرے پاس ایک دنبی ہے پھر یہ کہتا ہے مجھ سے کہ تم اپنی دنبی بھی میرے حواسے کر دو اور اس بات میں مجھ سے زبردستی بھی کرتا ہے یہ بات سنا کر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس کے مخالف شخص سے کہا کیوں جہہ جو کچھ کہتا ہے سچ ہے یا نہیں۔ وہ بولا سچ کہتا ہے قولہ تعالیٰ **قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْمَتِكَ اِیْنِیْ بَعَا جِهَةٌ** ترجمہ بولا داؤد کہ وہ یہ الغافی کرتا ہے تجھ پر کہ نامکتاب ہے تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں لائے کہ۔ پس حضرت داؤد سے

دونوں فرشتوں نے جو کہ آپس میں متخاصمین بن کر آئے تھے ہنس کر کہا کہ اسے داؤد باوجود تیری تانوسے بیویوں کے اور یا کی بیوی سے حرص کی غرض سے نکاح کیا اور پوری ایک سو عورتوں کو اپنے نکاح میں لاسے۔ یہ درحقیقت ایک مقدمے کی صورت میں پیش کر کے جوہم آئے ہیں تمہارے پاس یعنی دینی کام معاملے کرنا کہ یہ تم نے اپنے نفس پر ظلم کیا یہ کہہ کر دونوں فرشتے غائب ہو گئے یہ واقعات جامع التواریخ میں مذکور ہیں اور قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے وقت میں اور یا ایک شخص تھا اور ایک عورت سے اس کے نکاح کا پیغام تھا اور بہت ممکن تھا کہ اس کا نکاح ہو جائے۔ لیکن اس عورت کے وارثوں کو اور یا سے کچھ خلش تھی اسی واسطے اس عورت کو اور یا کے نکاح میں انہوں نے نہیں دیا تھا پھر اس کے بعد حضرت داؤد نے اس عورت کو نکاح کا پیغام دیا مالا لکران کی تانویں بیبیاں موجود تھیں۔ اگرچہ یہ خلاف شرع تھا لیکن از روئے توریت، زبور کے ایسا ہو سکتا تھا لیکن بطا ہر اتنا بھی پیغمبر کی شان کے خلاف ہے کہ شاید کوئی اس میں شک و شبہ کرے کہ یہ چیز بھی شان پیغمبر میں درست نہیں ہے یہ درحقیقت جانچ تھی جو ان دو فرشتوں کے ذریعے سے کرائی گئی اور حضرت داؤد علیہ السلام اس بات سے بہت ہی نادام ہوئے اور اس واقعہ سے ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ دونوں فرشتے اپنی دینی کام معاملے کریم کو نصیحت کرنے آئے تھے پھر حضرت داؤد علیہ السلام اپنی جملہ تقصیر و خطا سے معترف ہو کر بہت روئے اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور چالیس روز تک مسلسل سجدے میں پڑے رہے اور نہ اچھی طرح کھاتے تھے اور نہ اچھی طرح کوئی چیز پیتے تھے اور شب و روز رویا کرتے تھے اور جس جگہ پر وہ سجدہ ریز تھے ان کے رونے کے آنسوؤں سے اس کے قریب درجوار میں گھاس پیدا ہو گئی اور وہ بڑبڑتے برہتے سر سے بھی اوپنی ہو گئی۔ تب باری تعالیٰ سے ندا آئی اے داؤد اپنا سر سجدے سے اٹھا اور میں نے تیری جملہ تقصیرات کو معاف فرمایا۔ یہ سن کر حضرت داؤد نے اپنا سر سجدے سے اٹھایا۔ اور پھر ایک ایسی آہ ماری کہ اس آہ سے سب گھاس جو ان کے چاروں طرف تھے جل گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَطَنَ دَاوُدَ اَتَمَّ اَفْتَتْنٰ فَاَسْتَغْفِرُنَا بِهٖ الْاٰیۃ تَرْجِمہ! اور داؤد نے خیال کیا کہ میں نے اس کو جانچا اور پھر گناہ بخشوانے لگا اپنے رب سے اور پھر گر پڑا جھک کر سجدے میں

اور ربوبی اللہ تعالیٰ کی طرف پس ہم نے معاف کیا اس کو وہ کام حضرت جبرائیل نے آکر فرمایا اے داؤد اوریا کی قبر پر جا کر اس سے اپنی تقصیر کی معافی مانگ تا کہ کل قیامت میں وہ تم سے مواخذہ نہ کرے۔ حضرت داؤد نے حضرت جبرائیل کی اس بات کو سنا کہ اس کی قبر پر جا کر پکارا۔ اور یا تمیری دفعہ اس نے جواب دیا کہ تم کون ہو جو بار بار پکار رہے ہو اور مجھے نیند سے جگا دیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا میں داؤد ہوں وہ بولا اے خلیفہ خدا آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ اس وقت حضرت داؤد نے فرمایا کہ میں تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اے حضرت داؤد آپ نے تو مجھ کو جہاد میں بھیجا تھا۔ میں وہاں جا کر شہید ہو گیا اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو بہشت میں جگہ دی ہے اور اب آرام سے ہوں اور جو کچھ آپ نے میرے ساتھ کیا ہو گا وہ سب میں نے معاف کیا پس حضرت داؤد نے اس سے نوش ہو کر اپنے گھر کی راہ لی۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا اے داؤد خدا نے تم کو سلام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ پھر تم اوریا کے پاس جا کر کہو تم کو میں نے جہاد فی سبیل اللہ میں بھیجا تھا۔ محض اپنی نفس کی خواہش سے تو وہاں جا کر شہید ہو ا میں نے بطلان سے نکاح کیا یہ تقصیر مجھ سے ہوئی تو مجھ کو معاف کر پس بموجب ارشاد جناب باری تعالیٰ کے حضرت داؤد نے اوریا کی قبر پر جا کر پکارا اس نے جواب دیا اے حضرت داؤد پھر کیوں آپ مجھ کو پکار رہے ہو اپنا احوال کہو۔ انہوں نے بطلان اس کی عورت کی حقیقت سب بیان کی اور اپنی خطا کی معافی چاہی۔ اوریا نے اس کا جواب کچھ نہ دیا۔ حضرت داؤد بہت گم دیدہ ہوئے اور رورور کر کہا اے اوریا میری تقصیر معاف کر میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔ تب اس نے کہا اے حضرت داؤد مدت رو اس بار سے میں تم کو معاف نہ کروں گا جو تم نے کیا ہے۔ پھر حضرت داؤد نے رورور کر معافی مانگی پھر بھی اس نے معاف نہ کیا۔ تب درگاہ الہی سے ندا آئی۔ اے داؤد مدت رو۔ میں نے تجھ کو معاف کیا۔ حضرت داؤد نے عرض کیا یا الہی اوریا مجھ کو معاف نہیں کرتا ہے ہے تب حکم ہوا اے داؤد حشر کے دن اس کے لیے ایک قصر یا قوت سرخ کا بناؤں گا اور اس میں حوریں بہشت کی رہیں گی۔ اوریا کو ان پر عاشق و فریضہ کروں گا۔ تب اس کے بدلے میں وہ تم کو معاف کر دے گا۔ روایت کہ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت بہشت میں ایک مکان پر تکلف جو اہرات سے بنا کر اوریا کو دکھا یا اور

اور پھر اس نے فرمایا کہ حضرت داؤد کو معاف کر تو یہ قصر بہشت تھو کہ دوں گا۔ پس اس وقت وہ یہ قصر اور عوریں دیکھ کر عاشق ہوا اور خوش ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام کو پکارا کہ اے داؤد میں نے تمہاری خطا معاف کی۔ اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام خوش ہو کر اپنے گھر پر آئے۔ ایک دن بنی اسرائیل جمع ہو کر کہنے لگے اے بنی اللہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ ہم لوگ آپ کو تقریباً چالیس روز سے دیکھتے ہیں کہ آپ نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اور غم دیدہ ہو کر ہر وقت سرگرداں رہتے ہیں یہ سنکر حضرت داؤد نے فرمایا اے میرے صاحبو! خدا نے جب فجر کو خلیفہ کیا اور تم پر بنی بنا کر بھیجا اور فجر کو منع فرمایا تھا کہ دیکھو تم نفس امارہ کے پیچھے مت پڑنا ورنہ خراب ہو جائے گا۔ پس میں نے اس بات کا خیال نہ کیا اور میں بھول گیا اور اسی بھول میں میں نے امارہ کی پیروی کی تھی۔ یعنی ایک شخص جس کا نام اوسیا تھا میں نے مغلطہ دے کر اس کو حیا د میں بھیجا اور وہ وہاں شہید ہو گیا اور میری متاعی کہ بعد شہید ہونے کے اس کی عورت سے نکاح کروں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا۔ یعنی اس کی چھوڑی ہوئی بیوی سے میں نے نکاح کر لیا۔ اسی پاداش میں خداوند کریم نے مجھ کو چند روز تک اسی بلا میں مبتلا کیا۔ اور اب خدا کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اس نے اس سے مجھے نجات بخشی ہے اور ایک روایت و باب ابن منذر سے ہے کہ حضرت داؤد اپنی اس خطا کی وجہ سے تقریباً تیس برس تک روایا گئے اور اس کی کثرت سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے تھے کہ کپڑے تر ہو جاتے تھے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے ماننے والے عابد بھی تقریباً چار ہزار کے لگ بھگ تھے وہ بھی روایا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام جو آپ کی اولاد سے ہیں وہ اپنے والد کی آنکھوں سے آنسو لپٹتے تھے۔ اور ایک روایت ہے کہ حضرت داؤد اپنے گناہ کے معاف ہونے کے بعد بھی انتہائی انکساری کی وجہ سے اپنی روٹی پر نمک چھڑک کر کھاتے تھے اور پھر بھی ہر وقت آنسو بہاتے تھے۔ اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہی خوراک ہے صاحبِ تقصیر کی اور حضرت داؤد علیہ السلام کا حال تقریباً ستر برس تک یہی رہا۔ ایک دفعہ حضرت داؤد علیہ السلام بیت المقدس میں جا کر زمین پر سر رکھ کر رورہے تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب باری سے یہ مرثوہ لے کر آئے اور پھر کہنے لگے

قَوْلًا تَعَالَى: نَغْفِرُ مَا لَكَ ذَلِكَ دَرَيْتَ لَكَ عِنْدَنَا لَزْنَةً وَحَسَنَ مَا يَكُونُ
ترجمہ پس ہم نے معاف کر دیا اس کو وہ کام اور اس کا ہمارے پاس مرتبہ ہے اور اچھا
ٹھکانہ ہے حضرت داؤد علیہ السلام ایک دن منبر پر چڑھ کر شکر خدا بجالائے اور زبور
پڑھ کر عرض کی ابھی توبہ تو نے میری قبول فرمائی، اسی وقت عیب سے آواز آئی کہ توبہ تمہاری
میں نے قبول کی، پھر اسی وقت عرض کی کہ اسے رب میں ڈرتا ہوں کہ خطا اپنی بھول جاؤں
تو میرے بدن پر ایک نشان خطا کا رکھ دے تاکہ اس گناہ سے اپنی تین نہ بھولوں اور
مجھے نشان دیکھنے سے یاد رہے تب بحسب خواہش اللہ تعالیٰ نے ان کی داہنی ہتھیلی
پر ایک نشان اس گناہ کا جو مذکور ہے رکھ دیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام ہمیشہ اس پر
نگاہ رکھتے تھے اور اپنی خطا کو ماضی کو نہ بھولتے تھے اور بار بار استغفار پڑھتے رہتے
تھے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھتے تھے اور اس بات کو جس پر وہ گناہ کا نشان تھا سب
کو دکھاتے تھے اور خود اس کو دیکھ کر بہت افسوس کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی زار و قطار
روتے بھی تھے۔ اسی وجہ سے خدا کے دربار میں حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی
اور کبھی عدل و انصاف کے تحت پر بیٹھے تھے۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ ایک
دن دو سبقانی مثنیٰ حمین وادخواہ ان کے پاس آئے ان میں سے ایک نے کہا کہ اس کی
بکریوں نے میرا کھیت کھا لیا ہے اور آپ اس کا انصاف کر دیجئے حضرت داؤد علیہ السلام
نے ان سے دریافت فرمایا کہ قیمت بکریوں کی اور کھیت کی تاؤ تب انہوں نے بکریوں
کی اور کھیت کی قیمت ٹھہرائی تو معلوم ہوا کہ زراعت کی قیمت بکریوں سے زیادہ ہے۔
حضرت داؤد نے یہ فیصلہ کیا کہ زراعت دے کو بکریاں حوالے کر دیں اور بکریوں والا
حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس سے روتا ہوا نکل آیا۔ اور اس وقت حضرت داؤد کے
بیٹے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر صرف سات برس کی تھی وہ اپنے دروازے پر بیٹھے
تھے اس شخص کو روتے دیکھا تو انہوں نے اس شخص سے دریافت کیا کہ بھائی تم کیوں
روتے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ بھائی حضرت داؤد نے انصاف کر کے میری کل بکریاں
کھیت دے کو دے دی ہیں۔ یہ سنا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تم خلیفہ
خدا سے جا کر کہو کہ اے خلیفہ خدا اگر آپ ہمارے اس مقدمے کو غور کر کے انصاف فرمادیں
تو پھر اس غریب کے حق میں بہتر ہو گا اس شخص نے بموجب ارشاد حضرت سلیمان علیہ السلام

کے حضرت داؤد سے جا کر کہا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ بات سنی اور پھر فرمایا کہ یہ بات تم کو کس نے بتلائی۔ وہ بولا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مجھ کو کہا کہ تم پھر خلیفہ خدا کے پاس جاؤ اور ان سے گزارش کرو کہ میرے مقدمہ پر پھر غور کیا جائے تاکہ غریب کے حق میں کچھ بہتری ہو۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ تم نے اس کو میرے پاس کیوں بھیجا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اے اباجان حضور اگر اس مقدمہ کو اچھی طرح سے غور کر کے انصاف فرمادیں تو میرا خیال ہے کہ پھر اس غریب کے حق میں بہتری ہوگی تب حضرت داؤد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ کہو تم اس کا فیصلہ کس طرح کرو گاتب دونوں حضرات نے اس مقدمہ پر نہایت غور و خوض کیا اور اس کا فیصلہ یوں چکا دیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے قَوْلُ تَعَالَى. وَدَاوُدُ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَخْطُبُنَ جِی الْمَحْضِ وَتَالَانِیہ ترجمہ: داؤد اور سلیمان کو دی بدایت ہم نے جس وقت وہ حکم کرنے تھے دونوں بیچ کھیتی والوں کے جس وقت کچل کٹیں بیچ اس کے کبریاں ایک قوم کی اور دوسرے ہمارے ان کا فیصلہ پس سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان علیہ السلام کو اور دونوں کو حکم اور علم تھا۔ بعض تفسیر میں یوں لکھا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے کبریوں کو دلوادیا کھیتی والوں کو بدلہ ان کے نقصان کا اور اس وقت ان کے دین میں یوں تھا۔ کہ چور کو اپنا غلام بنالیتے تھے۔ اسی کے موافق یہ حکم کیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کم سن ہی تھے انہوں نے بھی جھگڑا اپنے پاس منگوایا اور کہا کھیتی والوں کو کہ کبریاں تم ان کی رکھو اور ان کا دودھ پیا اور وہ کھیتی کو پانی دیا کریں کبریاں دے جب کھیتی جیسی تھی ویسی ہو جاوے تب ان کی کبریاں واپس کر دیجو اور اپنی کھیتی کو اپنے قبضہ میں کر لینا تاکہ دونوں کو کوئی نقصان نہ ہو۔ حضرت سلیمان نے یہ انصاف کیا اور آئندہ حضرت داؤد علیہ السلام بغیر مشورہ سلیمان کے کوئی بھی حکم لوگوں پر نافذ نہیں کرتے تھے۔

ایک دن یوں ہوا کہ ایک برصیحا سلیمان کے غائبانہ حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس دادخواہ آئی اور وہ آکریوں بولی اے خلیفہ خدا میں برصیحا ہوں اور نہایت ہی ضعیف عیالدار بھی ہوں ایک روز اپنے عیال و اطفال

کے لیے دیکھ و محنت کر کے اپنے سر پر آٹا لائی تھی اسی وقت ہوا اتنی تیز چلی کہ میرے سر پر جو آٹا تھا وہ سب اڑا لے گئی اور میرے لڑکے بالے بھوکے مرتے ہیں آپ اس کا کچھ انصاف کیجئے اگر ممکن ہو تو اس سے میرا آٹا دلوا دیجئے یہ سنکر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا اے بڑھیا ہو! پر میرا حکم نہیں چلتا اور میں کیوں کر ہوا سے تجھ کو آٹا دلوا دوں۔ میں اس کے بدلے میں اپنی طرف سے آٹا دیتا ہوں تو اس کو لے جا۔ یہ سنکر بڑھیا خوش ہوئی اور آٹا لے کر دعا کرتی ہوئی چلی۔ دروازے پر حضرت سلیمان بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑھیا کو دیکھ کر پوچھا کہ اے بڑھیا! تو کیوں آئی تھی فریاد کرنے آئی تھی یا آٹا مانگنے کو وہ بولی میں تو فریاد کرنے آئی تھی حضرت داؤد نے انصاف کیا کہ اپنی طرف سے مجھے آٹا دلوا دیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا وہ کیا معاملہ ہے؟ تب اس نے بیان کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا کہ تم جاؤ خلیفہ خدا سے کہو کہ اے بنی اللہ میں تو ہوا سے قصاص چاہتی ہوں آپ سے آٹا نہیں مانگتی۔ یہ سنکر بڑھیا پھر واپس حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئی اور ان سے جا کر کہا میں تو ہوا سے اپنا قصاص مانگتی ہوں آٹا نہیں مانگتی یہ سنکر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا کہ اے بڑھیا! تو پھر دس دن من آٹا لے جا پر ہوا سے انتقام ست چاہ کیونکہ میری حکومت ہوا پر نہیں چلتی کہ میں اس کو پکڑ کر منگو آؤں اور اس سے تیرا انتقام حاصل کروں پھر بڑھیا ناچار ہو کر دس دن من آٹا لے کر اور خوش ہو کر حضرت داؤد علیہ السلام سے رخصت ہو کر دروازے پر چب آئی۔ تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بڑھیا سے کہا۔ اے بڑھیا! تو کیوں بغیر فیصلہ کے جاتی ہے پھر جا کر خلیفہ خدا سے کہو کہ میں آٹا نہیں چاہتی ہوں آپ اس کو پھر لیجئے اور میرا خدا کو فیصلہ کر دیجئے یہ سنکر بڑھیا پھر حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس آئی اور ان سے وہی باتیں جا کر کہیں جو کہ حضرت سلیمان نے بڑھیا سے کہی تھیں وہ باتیں سنکر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ تجھے یہ باتیں کس نے بتائی ہیں وہ بڑھیا بولی کہ یہ باتیں مجھے دروازے پر حضرت سلیمان علیہ السلام نے بتائی ہیں پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بلایا اور کہا اے بیٹے! میں ہوا کی تجویز کیسے کروں وہ تو پکڑی نہیں جاتی ہاں اس کی صورت مجھ ہوتی

تو البتہ اس کو کپڑے منگواتا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اے اباجان اس کو کپڑے
 کر حاضر کرنا بہت سہل بات ہے اور وہ آپ کی دعا کافی ہے آپ دعا کریں خدا کے
 حکم سے ہوا صورت شخص بن کر خود ہی حضرت کے حضور میں حاضر ہو وے گی۔ اور
 میں ڈرتا ہوں کہ قیامت کے دن خدا کے پاس مواخذہ ہو۔ اگر وہ بڑھیا آپ سے انصاف
 کا مطالبہ اور شکوہ کرے اور وہ انصاف طلب کرے تو آپ اس کو کیا جواب دیں
 گے یہ سنکر حضرت داؤد نے خدا کی جناب میں دعا مانگی اور حضرت سلیمان نے ان کے ساتھ
 آمین کہی۔ اس وقت خدا کے حکم سے ہوا صورت شخص بن کر حضرت داؤد علیہ السلام
 کے پاس حاضر ہوئی۔ تب بڑھیا نے ہولے اپنے آٹے کا دعویٰ کیا اللہ ہوانے اس کا یہ
 جواب دیا کہ یا بنی اللہ میں نے جو کیا تھا وہ خدا کے حکم سے کیا تھا۔ یہ سنکر حضرت داؤد
 نے کہا وہ کیا ہے بیان کر دو ہوانے اس کا یہ جواب دیا کہ یا بنی اللہ دریا میں ایک قوم کی
 کشتی تھی اور اس میں ایک سوراخ ہو گیا تھا اور وہ قریب ڈوبنے کے تھی اور دریا
 کے سیلاب کے گرداب میں آپڑی تھی اس قوم نے اللہ تعالیٰ کی نذر مانی تھی کہ اگر
 کشتی اس گرداب سے خداوند بچا لیوے گا تو اس کشتی کا سب مال خدا کی راہ پر فقروں
 اور محتاجوں کو دیں گے اسی وقت خداوند نے مجھ کو حکم دیا کہ تو اس بڑھیا کا آٹے کر
 اسی کشتی کے سوراخ کو بند کر دے تاکہ یہ کشتی غرق ہونے سے بچ جائے۔ حاصل
 کلام یہ ہے کہ چند روز کے بعد وہ کشتی کنارے پر آگئی اور ادھر حضرت داؤد علیہ
 السلام کو ہزیرونی کہ ایک کشتی نذر کی دریا کے کنارے پہنچی ہے۔ حضرت داؤد علیہ
 السلام نے سب مال نذر کا کشتی سے منگوا کر آدہا فقروں اور محتاجوں کو دیا اور آدھا
 مال اس بڑھیا عورت کو دیا کہ جس کے آٹے سے اس کشتی کا سوراخ ہوانے بند کیا تھا ایک
 روز حضرت داؤد علیہ السلام نے اس بڑھیا سے پوچھا کہ تم نے خدا کی کیا اطاعت و بندگی
 کی تھی جو تجھ کو اتنا مال ملا۔ وہ بڑھیا بولی کہ میں نے خدا کی بندگی نہیں کی تھی مگر ایک دن ایک
 فقیر بھوکا پیاسا محتاج میرے پاس آیا اور اس نے کھانے کا سوال کیا اور اس وقت میرے
 پاس صرف ایک روٹی تھی چنانچہ میں نے وہ روٹی اس فقیر کے حوالے کر دی اور اس فقیر نے
 اس روٹی کو کھا کر پھر مجھ سے کہا کہ میں بہت بھوکا ہوں اور بہت دور سے آیا ہوں اللہ
 اس روٹی سے مجھے سیری نہیں ہوئی کچھ اور دیکھیں میں نے کہا تم ذرا ٹھہر دیں گیہوں میں کر

برائی پکائے دیتی ہوں یہ کہہ کر آٹا پیس کر اپنے سر پہ رکھ کر لارہی تھی کہ راستے
 میں سوا کی تیزی سے وہ سب آٹا اڑ گیا۔ اور میں جانتی ہوں کہ مجھ پر تکلیف گزری اس
 جھوٹے فقیر کے سبب سے بھی بہت ہی متفکر و غماک ہو کر تمہارے پاس داؤد خواہ آئی
 تھی اتنا مال خدا کی مہربانی سے تمہارے ہاتھ سے مجھ کو ملا ہے کہتے ہیں کہ اس وقت
 خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے آکر کہا یہ بات
 کہی تھی کہ اس بڑھیا کو کہہ دو اتنا مال جو تو نے پایا اس آٹے کا بدلہ ہے جو سوا سے اڑ
 گیا تھا۔ اور اس روٹی کے بدلے جو تو نے اس فقیر کو دی تھی اس کا بدلہ آخرت میں
 منور ویاں ملیں گی۔ منقول ہے کہ ایک دن بنی اسرائیل نے حضرت داؤد علیہ السلام سے
 کہا کہ ہم احوال قیامت کو دنیا میں دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہم کو قیامت کا یقین ہو اور یہ
 بھی ہم کو معلوم ہو جانے کا کہ روز قیامت اسی طرح ماجرہ گزیرے گا یہ سن کر حضرت
 داؤد علیہ السلام نے ان سے کہا کہ عید کے دن تم کو یہ ماجرا دکھاؤں گا۔ روایت ہے کہ
 بنی اسرائیل میں ایک شخص سردار رئیس القوم مالدار تھا اور اس کی ایک گائے زرد رنگ
 خوشنما پاؤں تھا اور اس پر زری کے کپڑے ڈال کر خوب سجا کر میدان میں چھوڑ دیا
 کرتا تھا۔ اور قوم بنی اسرائیل میں ایک عورت نہایت ہی عابدہ زایدہ تھی اور اس کا ایک
 بیٹا تھا وہ بڑا نیک اور صالح تھا۔ دونوں نے صحرایں جا کر ایک عبادت گاہ بنا رکھی تھی
 اور وہاں جا کر عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک روز وہ دونوں اپنی بنائی ہوئی عبادت گاہ
 میں خدا کی عبادت میں مصروف تھے اور ان کے پاس کھانے پینے کا کچھ بھی اسباب
 نہ تھا۔ مگر اس کے کنارے ایک چشمہ قدرتی جاری تھا اور اسی چشمہ کے کنارے ایک
 انار کا درخت بھی تھا خدا کی مہربانی سے ہر روز اس میں دو انار لگتے تھے اور ان کو وہ
 دونوں ماں دہنیا کھاتے تھے اور اسی پر قناعت کرتے تھے۔ تقریباً یہ حال تیرہ برس
 تک رہا۔ ایک روز اس کے بیٹے نے کہا کہ اے ماں شہر کے اندر تو بازار میں بہت
 سی چیزیں بکتی ہیں میرا جی چاہتا ہے کہ کچھ بازار سے لا کر کھاؤں۔ اس کی ماں نے اس سے
 کہا کہ اے بیٹے دو انار اللہ تعالیٰ نے ہم کو بغیر کسی محنت و مشقت ہر روز عنایت کرتا ہے
 یہی کھا کر شکر اور کسی دوسری چیز کا لالچہ مت کر لالچے بری چیز ہے یہ کہہ کر جب درخت
 کی طرف نظر کی تو وہ دو انار جو روزانہ لگتے تھے اچانک غائب ہو گئے۔ یہ دیکھ کر اس

کی ماں نے کہا۔ اے بیٹا وہ دو اناج جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو بطور روزی کے دے رکھے تھے۔ لیبب بے صبری اور ناشکری کے غائب ہوئے پس ایک رات اور ایک دن دونوں ماں بیٹا بھوکے رہے۔ اتنے میں اجنبی ایک کی گائے جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے دونوں ماں بیٹوں کے پاس آئی اور بولی کہ مجھ کو ذبح کر کے کھا جاویں میں تمہاری حلال روزی سے ہوں۔ اس کی ماں نے کہا اے بیٹا یہ گائے چاہتی ہے کہ ہم کو گناہ میں گرفتار کرے تب اس کو ہانک دیا پھر وہ آکر موجود ہوئی ہاتھ پاؤں پھوڑ کر نرمی پر سو گئی اور اپنا حلق سامنے کر کے بولی۔ اے میاں مجھ کو ذبح کر کے کھاؤ اور میں تمہارا رزق حلال ہوں لیکن اس پر بھی نہ مانا۔ اور پھر اس کو ہانک دیا کچھ دیر بعد پھر وہ آکر موجود ہو گئی تب ناچار سو کر تیسرے دن ماں بیٹے نے اس کو ذبح کیا اور کیا ب، دیر ہ بنا کر کھا گئے۔ ادھر جب وہ گائے تیسرے دن اپنے آقا کے گھر نہ گئی تو آقا نے اس کی بہت تلاش کی اور بہت سے لوگوں کو جنگل اور میدانوں کی طرف بھیجا آخر وہ نہ ملی۔ بالآخر ایک عورت دلالہ قوم بنی اسرائیل سے تھی جو سرگھر میں خرید و فروخت کے واسطے جاتی تھی اتفاقاً وہ عورت ان دونوں ماں بیٹے کے گھر گئی۔ دیکھتی کیا ہے کہ ایک گائے ذبح کر کے وہ دونوں ماں بیٹے کیا ب بنا کر کھا رہے ہیں۔ اس دلالہ عورت کو دیکھ کر ماں بیٹا دونوں گھبرائے اور اسی گھبراہٹ میں ماں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ آج کتنے برس سے ہم یہاں اپنے خالق کی عبادت میں مشغول ہیں اور رزق حلال بھی کھاتے ہیں آخر میری بات تو نے نہ مانی بیگانی گائے ذبح کر کے کھا گئے کیا خبر خدا ہم کو کس عذاب میں مبتلا کرے اور پھر ہم کو رسوا کرے سارے ملک میں پس اس عورت، دلالہ نے جا کر اس گائے کے مالک کو خبر دی اور اس کا نشان بھی بتا دیا اس گائے کے مالک نے حضرت داؤد علیہ السلام سے جا کر اپنی درخواست پیش کر دی کہ فلاں شخص نے میری گائے ذبح کر کے کھائی ہے، حضرت داؤد نے اسی وقت حکم کیا کہ اس شخص کو فوراً میرے دربار میں حاضر کرو۔ اس حکم کو لے کر ان ماں بیٹے کے پاس گئے اور ان دونوں کو حضرت داؤد علیہ السلام کے دربار میں لا کر حاضر کر دیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم نے کیوں دوسرے کی گائے ذبح کر کے کھاتی ہے انہوں نے کہا اے خلیفہ خدا وہ گائے تین دن تک ہمارے دروازے پر آکر پڑی رہی اور بار

بار بابتے سے بھی نہ گئی اور وہ بولتی تھی کہ میں تنہا ہی صلال روزی ہوں مجھے تم ذبح کر کے کھا جاؤ اور ہم لوگ تین دن کے بھوکے تھے اس کو ذبح کر کے کھا گئے یہ بات سنا کر اس گانے کے مالک نے کہا کہ تم بھوٹ کیوں بولتے ہو۔ گانے پیل نے بھی کسی سے بات کی ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا ہاں وہ البتہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے بات کر سکتی ہے۔

افغوجی صاحب گانے نے دونوں ماں بیٹے سے قصاص طلب کیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ان کو معاف کر دو اور اس کے عوض میں ہم سے ایک ہزار شتر نبیل لے لو۔ وہ برلاک میں برگز ان کو معاف نہ کروں گا۔ میں تو اپنی گائے کا قصاص لوں گا پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے کہا کہ اس گانے کا چمڑا بھر کے اشرفی مجھ سے لے لو۔ اور ان کو اس خطا سے معاف کرو۔ اس جابل نے حضرت داؤد علیہ السلام کا کہنا نہ مانا۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا کہ اے داؤد اللہ تعالیٰ نے تم کو سلام کیا ہے اور فرمایا ہے کہ بنی اسرائیل احوال قیامت تجھ سے دنیا میں دیکھنا چاہتے تھے تم ان سے کہہ دو کہ کل عید کے دن میدان میں جا کر سب حاضر ہوں احوال قیامت کو وہاں دیکھیں گے۔ تب حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے کہہ دیا۔ وہ سب چھوٹے بڑے زن و مرد قوم کے اس میدان میں عید کے روز جا کر حاضر ہوئے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے منبر پر چڑھ کر کتاب زبور پڑھنے لگے اور تمام لوگ خوش الحافی کی دہ سے عیش میں آ گئے اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا کہ اس رئیس قوم صاحب گانے سے پوچھو کہ اس دن کو وہ یاد کرے کہ جس دن شام کی راہ سے فلاں سوداگر کے ساتھ تو نوکر ہو جاتا تھا اس کے ساتھ پانچ سو اونٹ بکری اور مال و اسباب تھا۔ تو نے اس کو مار سب پھینک لیا تھا۔ اور مصر میں جا کر اس کے مال و اسباب سے تو نے بہت نفع اٹھایا۔ اور اس کے بعد تو ملک شام چلا آیا تھا۔ اتنا مال و متاع تو نے جو جمع کیا۔ یہاں تک کہ تو قوم بنی اسرائیل کا سرغنہ بھی ہو اسو وہ اگر بس کہ تو نے مارا تھا اس کی یہ پیوی ہے اور اسی کا یہ لڑکا ہے جو تیری گائے کو ذبح کر کے کھا گئے ہیں اور اس وقت جتنا مال تیرے پاس موجود ہے سب اس کا ہے۔ حضرت داؤد نے یہ حقیقت جبرائیل علیہ السلام سے سنا صاحب گائے

سے پوچھا اس نے اس بات سے انکار کیا اور پھر کہا کہ میں نے ہرگز کسی کو سنی
اور نہ مال کسی کا میں نے چھینا لوثا یہ بات جس کسی نے کہی ہے، بالکل جھوٹ ہے
جو آپ نے سنی ہے، اس وقت خدا کے حکم سے زبان اس کی گونگی ہو گئی، اور پھر
باتھ پاؤں نے اس کی گواہی دی، اس کے ہاتھ نے کہا سچ ہے میں نے پھری سے اس
سوداگر کو ذبح کیا تھا اور اس کا شتر اور مال و اسباب سب بے گئے اور اسی طرح تمام
اعضاء نے اس کی گواہی دی، قوم بنی اسرائیل یہ حقیقت سن کر بڑی متعجب ہوئی حضرت
داؤد علیہ السلام نے کہا اے میرے بھائی مومنو! یہی حقیقت ہو گی شتر کے دن جس نے
بھی جو کچھ نیک کام اور بد کام کیا ہو گا قیامت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے ظاہر ہو گا۔ ہاتھ
پاؤں ان کے گواہی دیں گے جیسا کہ صاحب بقرہ کے ہاتھ پاؤں نے گواہی دی اور منہ سے
اس دن کچھ نہ بول سکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے، اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ اَفْوَاهِهِمْ
وَتُخَلِّمُنَا اٰیٰتِیْہِمْ الْاٰیۃُ، ترجمہ آج ہم ہر کر دیں گے ان کے منہ پر اور بولیں گے
ہم سے ان کے ہاتھ پاؤں جو کچھ وہ کہتے تھے، دنیا میں۔ آخر حضرت داؤد علیہ السلام نے
ان دونوں مال بیٹوں کو کہا کہ رئیس قوم جو صاحب گائے ہے تمہارے باپ کو مار کر تمام
مال و دولت لوٹے گیا تھا۔ اب خدا کے حکم سے اسے مار کر تم اپنے باپ کا قصاص
لو اور اس سے اپنا سب مال و اسباب لے لو۔ اس رٹ کے نے اس بات کو سنکر اسی وقت
صاحب گائے کا سر کاٹ لیا اور جو مال و اسباب تھا اپنے باپ کا سب لے لیا اور پھر
بلکر خدا کا بجا لایا۔ ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت داؤد کی زندگی
آخر ہوئی اور موت قریب آئی تو حضرت ہیرانیل علیہ السلام نے ایک صندوق ان کو لا کر
دیا اور پھر کہا اے داؤد تم اپنے بیٹوں سے پوچھو کہ اس کے اندر کیا چیز ہے جو اس
کے اندر کی چیز بتائے گا اسی کو خلافت و سلطنت ملے گی تب بنی اسرائیل اور پندرہ بیٹوں
کو پسے پاس بلا کر ایک جگہ جمع کر کے پوچھا کہ بتاؤ اس صندوق کے اندر کیا چیز ہے جو کوئی
بھی بتا سکے گا اس کو میں اپنا ولی عہد مقرر کروں گا اور وہ نبی بھی ہو گا اور وہ بنی اسرائیل
اور سارے جہاں کا بادشاہ بھی ہو گا، کسی سے بھی اس کے اندر کی چیز نہ بتائی گئی حضرت
سلیمان اپنے بھائیوں میں سے سب سے چھوٹے تھے وہ خدمت باپ کی بجا لائے اور
کہا اے آبا جہان اگر حکم ہو تو خادم عرض کرے کہ اس کے اندر کیا ہے۔ انہوں نے کہا اے

بیٹا کہو۔ تب سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اس کے اندر ایک انگشتری اور ایک چابک
 اور ایک خط یہ تینوں چیزیں اس کے اندر محفوظ ہیں اور ان تینوں کے علاوہ اس میں
 اور کچھ نہیں ہے جب صندوق کو کھول کر دیکھا تو وہی تین چیزیں پائیں حضرت جبرائیل
 نے کہا کہ یہ تینوں چیزیں معجزے سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ انگوٹھی جو ہے بہشت کی
 ہے اور اللہ تعالیٰ نے چھپی ہے اور جو شخص بھی اس کو اپنے ہاتھ میں رکھے گا جو چاہے
 گا اس سے حاصل ہو گا اور جب اس پر نگاہ کرے گا جو کچھ دنیا کے نیچ میں ہے مشرق
 سے مغرب تک مبلابہ انخوف کا ہویدا ہو گا اور تمام طیور و پرند و وحش سب کے سب
 اس کے تابع فرماں ہو گئے اور جو چاہے ہے وہ دوزخ کا ہے جو شخص بھی صاحب چابک
 سے باغی ہو گا یعنی اس کی اطاعت نہ کرے گا صاحب صاحب چابک اس پر ارشاد کرے گا وہ
 چابک خود بخود جا کر اس کو معذب کرے گا ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ چابک
 نہ تھا بلکہ وہ دربارش تھا جو باغی ہوتا اللہ تعالیٰ سے چابک اس کو معذوب کر کے
 لاتا کہتے ہیں کہ کوئی اس چابک کو بوجہ ڈر کے نہ چھوتا تھا یعنی صرف مالک ہی اس کو اپنے
 ہاتھ میں لیتا تھا کیونکہ اس کا خصلہ تھا کہ بغیر استعانت غیر کے لوگوں پر عذاب کرتا اور پھر
 اس کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ ان سے پرچھو کہ اس خط کے اندر کیا لکھا
 ہوا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے پرچھا تو اس کا کوئی حال دریافت
 نہ کر سکا سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ اس کے اندر پانچ مسئلے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ایمان۔
 محبت۔ عقل۔ شرم اور طاقت۔ پھر پرچھا ہر ایک کا مقام و قرار بدن میں کس جگہ ہے
 وہ جو مقام ایمان و محبت کا دل ہے اور مقام عقل سر ہے اور مقام شرم آنکھ اور
 مقام قوت و طاقت ہڈی ہے جب حضرت سلیمان نے یہ باتیں کہیں تب حضرت داؤد
 علیہ السلام نے ان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور وہ خاتم سلطنت ان کی انگلی میں پہنائی اور
 وہ چابک بھی ان کے ہاتھ میں دیا اور بخوشی ان کو اس شاہی تخت پر بیٹھایا اور خود گوشہ
 نشینی اختیار کر کے اپنے عبادت خانے میں جا بیٹھے اس وقت عمران کی ایک سو برس کی
 تھی۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اس وقت ان کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔ یہ حوالہ جامع التواریخ
 سے لکھا ہے۔ ایک دن ملک الموت آئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان سے
 پوچھا تم کون ہو وہ بڑے کے میں ملک الموت یوں کہا آپ کیوں یہاں آئے ہیں۔ حضرت

عزرائیل نے کہ تیری روح قبض کرنے آیا ہوں۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عزرائیل سے کہا کہ مجھ کو دور کھٹ مانہ پڑھنے کی مہلت دو۔ اس کے جواب میں ملک الموت نے کہا کہ خدا کا حکم نہیں ہے اور تم کو ابھی جانا ہے یہ کہہ کر ان کی جان قبض کر لی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **فَإِذَا انجَازًا أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْذِنُ دُونَ مِائَةٍ وَلَا يَسْتَنْقِذُ مَوْءِنٌ** پس جب آتا ہے وقت ان کا نہیں پیچھے رہ جاتے ایک ساعت اور نہ آگے نکل جاتے میں بعد فوت ان کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعزیت اور ان کی تجہیز و تکفین کی **وَاللَّهُ اعْلَمُ بِالصَّوَابِ**

بنی اسرائیل کی صورتیں منسوخ ہونے کا واقعہ

ایک روایت میں ہے کہ ایک قبیلہ نے قوم بنی اسرائیل سے علیحدہ ہو کر دریا کے کنارے پر کچھ اپنے رہنے کے واسطے مکان بنالیے تھے اور یہ واقعہ اس وقت عمل میں آیا جب حضرت داؤد علیہ السلام بلائے ناکہانی میں مبتلا ہوئے تو ان لوگوں نے موقع کو منیت سمجھ کر اکثر احکامِ توریت کے چھوڑ کر خلافِ شرع کام شروع کر دیئے منجملہ ان امور کے ایک یہ بھی تھا کہ وہ ہفتہ کے دن شکار نہ کریں اور نہ دنیا کی خرید و فروخت کریں یہ سب چیزیں کتابِ توریت میں حرام تھیں مگر ان لوگوں نے کوئی پروا نہ کی اور ان حرام کردہ چیزوں پر کاربند ہو گئے جن سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ جب اس قوم نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی شروع کی تو پھر ان کے واسطے اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے دریا کی پھلیوں کو حکم دیا کہ وہ ہفتہ کے دن دریا سے نکل کر ساحل پر آکر اپنے کھیل کود میں مشغول رہیں اور دونوں میں دریا میں جاری ہیں پس خداوند تعالیٰ کے حکم سے پھیلیاں ہفتہ کے دن دریا سے نکل کر کنارے پر آکر پھرتی رہتی تھیں اور ہفتہ کے علاوہ دوسرے دنوں میں دریا میں جاری تھیں آخر یہودیوں نے ان کو دیکھ کر لالچ سے ایک جیلہ کیا کہ انہوں نے دریا کے کنارے پر نہر کھود کر وہاں اپنے جال ڈالے کیونکہ ہفتہ کے دن پھیلیاں دریا سے آکر کھیل کود کے شام کے وقت پھر دریا میں پل جاتی تھیں آخر وہ سب ہفتہ کے دن نہر میں جال ڈال کر رکھتے اور صبح کو اٹھ کر یکشنبہ کو حسبِ ضرورت اپنی آمد و رفت کے مطابق لٹکتے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَسُئِلُهُمْ عَنِ الْمَقَرَّةِ الَّتِي (الایہ) ترجمہ اور پوچھا ان**

سے اس بستی کا کہ جو تھے کنارے دریا کے جب وہ حد سے بڑھنے لگے ہفتے کے حکم میں اور جب آنے لگیں ان پر پھیلیاں ہفتے کے دن ہائی کے ادھر اور جس دن ہفتہ نہ ہو تو وہ نہ آویں یوں ہم آزمائے لگے اس واسطے کہ وہ لوگ بے حکم تھے اور جب بولا ایک فرقہ ان میں سے کہ کیوں نصیحت کرتے ہو۔ ان لوگوں کو کہ جس کو اللہ تعالیٰ ہلاک کرے یا ان پر عذاب مسلط کرے اور وہ لوگ یہ سن کر سخت بولے کہ تم ہم کو ڈراتے ہو ہم ہر طریقہ سے طاقت دریں ہمارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ لیکن پھر بھی نصیحت کرنے والوں نے ان کو براہ نصیحت کی جب انہوں نے کسی طرح سے بھی نہ اور برابر خلافت شریعہ کام کرتے رہے پھر ان کو عذاب خداوندی نے آپکڑا محض اس وجہ سے کہ رہ اپنے رب کی نافرمانی کرتے تھے اور نصیحت کرنے والے کی نصیحت پر عمل نہیں کرتے تھے اور پھر ہم نے جن کاموں سے منع کیا تھا وہ اسی کے کرنے پر برابر کا مزن رہے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ بندہ ذیل ہو گئے۔ قرآن مجید کے سورہ اعراف کے ترجمہ کے فائدے میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت داؤد کے عہد میں یہود کو ممتنع کے دن نیکار کرنا منع تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان ٹہریوں کو بے حکم دیکھا تو پھر ان کو بطور آزمائش کے ہفتے کے دن پھیلیاں دریا سے اُپر پھریں اور دوسرے دنوں میں غائب رہیں ان کا جی نہ رہ سکا اور انہوں نے بالا ہنز ہفتے کے دن شکار کیا۔ اور انہوں نے اپنی دانستہ میں یہ حیلہ کیا کہ کنارے دریا کے پانی کاٹ لائے کہ پھیلیاں وہاں ہو رہیں تو بھی وہ پھیلیاں ان کے ہاتھ نہ آئیں اور ہفتے کی تمام کردہ پھیلیاں نکل جائیں آخر انہوں نے ہفتے کے دن بھاگنے کی راہ بند کی اور اتوار کو پکڑ لیا۔ پھر وہ لوگ بندہ ہو گئے اور ان میں بین فرستے ہو گئے۔ ایک تو ان میں وہ تھے کہ جو نیکار کرتے تھے۔ اور دوسرے لوگ وہ تھے جو اُڑا گئے تھے نافرمانیوں سے راہِ منہ کرتے رہتے تھے اور دوسرے وہ لوگ تھے جو منع کرنے سے نہک گئے تھے اور منع کرنا چھوڑ بیٹھے تھے۔ لیکن وہ بہتر تھے جو برابر منع کرتے رہے اور منع کرنے والوں نے شکار کرنے والوں سے ملنا چھوڑ دیا۔ ایک دن صبح کو اُٹھے تو دوسروں کی آواز نہ سنی تو دیوار پر چڑھ کر دیکھا کہ ہر گھر میں بندہ ہی بندہ نظر آ رہے ہیں اور ان کی کیفیت یہ تھی کہ وہ آدمی کو پہچان کر اپنے تراب والوں کے پاؤں پر سر پٹا رکھتے اور پھر رونے لگتے۔ بالآخر وہ اپنے برے حال سے بین دن میں سب کے سب گئے آتہ ترین میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ جب تم حکمِ تربت کا چھوڑ دو گے تو تم پر اور لوگ مسلط ہوں گے اور پھر قیامت تک ذلیل ہی رہو گے اب تم غور کرو کہ جسے زمین پر بود کی کہیں بھی حکومت نہیں اور وہ فکرِ رعیت میں پس آئے مومنو! بسببِ نافرمانی خداوندِ قدوس بنی اسرائیل کے جہروں اور بدن کو مسخ کیا گیا۔ یعنی مسخ ہو کر وہ بطورت بندہ ہو گئے اور ہم لوگ جو کہ خاتم النبیین کی امت میں ہیں اس لئے اس زمانے میں گناہ کو نیک باوجود بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی وجہ سے مسخ نہیں کئے جہالت لیکن یہ یاد رہے کہ قیامت کے دن ان نافرمانی کی سزا زلت

255

بیان طاوت کے بادشاہ ہونے کا

ایک روایت میں یہ لکھا ہے کہ ایک دن بنی اسرائیل نے حضرت ثمودیل علیہ السلام

بیان لڑائی طالوت بادشاہ کی جالوت کے ساتھ اور مارا جانا جالوت کا حضرت داؤد کے ہاتھ سے

ایک روایت کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب طالوت حضرت شموئیل علیہ السلام سے رخصت ہو کر واپس اپنے تمام غازیوں کے روانہ ہوئے تو ایک روایت میں ہے کہ طالوت کے ہمراہ اسی ہزار آدمی تھے جو جالوت کے ساتھ لڑنے کو گئے اور کچھ فہرہوں نے جا کر جالوت کو جتر پہنچائی وہ یہ جتر سنتے ہی نا بجا رگم باندھ کر اور اپنا لشکر جبرائے کر مستعد جنگ ہو گیا اور ادھر قوم بنی اسرائیل طالوت کے ہمراہ کوچ کرتی ہوئی پہلی جاتی تھی جب کچھ دور پہنچی تو طالوت نے ان سے اسی راستے میں مخاطب ہو کر کہا ہیا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ قُلْنَا فَبِأَيِّ خَلْقٍ جَاءَ جَبْرَائِيلُ رَاخٍ ترجمہ: پس جدا ہوا طالوت اپنی فوجیں لے کر تو اس نے اپنی فوجوں سے کہا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ آزمائے والا ہے۔ ایک نہر سے پس جس نے پانی پیا اس کا پس وہ میرا نہیں ہے اور جس نے اس کو نہ چکھا وہ میرا ہے مگر جو کوئی بھرے ایک چلو پانی اپنے ہاتھ سے پئی گئے اس کا پانی مگر تھوڑے ان میں سے یہ کہہ کر وہ چلے بعد قطع منازل بیاباں کے درمیان فلسطین کے وہ نہر ملی پانی اس کا نہایت صاف و شفاف مثل آب حیات کے تھا۔ کچھ لشکروں نے بوجہ مارے پیاس کے باوجود دمانت طالوت بادشاہ کے اس نہر سے پانی پی لیا۔ مگر تھوڑے لوگوں نے پانی نہیں پیا اور وہ پیاسے رہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نَشْرَبُ مِنْهُ إِلَّا لَنُفْلِحَ مِنْهُ الْاِی ترجمہ: پس پئی گئی قوم پانی اس کا مگر تھوڑے لوگ جنہوں نے ان کی ممانعت نہ سنی انہوں نے زیادہ اور پیاس بڑھائی اور وہ جتنا پانی پیتے اتنی ہی اور پیاس ان پر غالب ہوتی۔ تب ناچار ہو کر طالوت نے ان کو رخصت کر دیا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ پانی پیتے پیتے زبان ان کی باہر نکل پڑی تھی اور ان کے پیٹ پھول گئے پھر وہ اسی حالت میں مر گئے اور جن لوگوں نے موافق حکم طالوت کے ایک قطرہ بھی پانی کا نہ پیا وہ نہایت آرام سے رہے۔ قرآن مجید کے حاشیہ پر لکھا کہ کل آدمی طالوت کے ساتھ اسی ہزار تھے اور اس میں بنی مین سوتیرہ جالوت کی لڑائی میں رہے۔ اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام اور ان کے بھائی وغیرہ بھی لشکر کے ساتھ تھے راستے میں لشکر کے ساتھ آتے وقت تین پتھر لے وہ کہنے لگے کہ ہم کو بھی اٹھائے جاؤ اور ہم جالوت کو ماریں گے یہ سکر حضرت داؤد علیہ السلام نے ان پتھروں کو اٹھالیا اور طالوت کے لشکریوں نے کہا کہ ہم اس جالوت بادشاہ کے مقابلے میں بہت تھوڑے ہیں۔ اور جالوت بادشاہ کا لشکر بہت

زیادہ ہے اس لیے ہم ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن ان میں بعض متوکل علی اللہ بھی تھے وہ کہنے لگے کہ اگرچہ ہم تھوڑے ہیں مگر ہمارا خداوند قدوس مددگار و ناصر ہے تو کہہ دے کہ تَعَالٰی کَمَفِیْنِ ذِنَّةٍ قَلِیْلَةٍ نَّبَلْتُ جُنَاحَ کَیْنِیْ وَثَّابُ ذِیْنَ اللّٰهِ ۝ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ ترجمہ بہت جگہ جماعت تھوڑی غالب ہوئی بڑی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے جب سب جالوت بادشاہ کے مقابلے میں آئے تو کہنے لگے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَلَمَّا بَدَدْنَا اِلَیْ لُؤْتَ وَجَبُوْهُ ۝ الایہ ترجمہ اور جب سامنے ہوئے جالوت کے اور اس کی فوجوں کے بوسے یعنی طالوت کے لشکری لوگ اسے رب ہمارے ڈال دے ہم میں جتنی غلطی ہے اور ٹھہرا ہمارے پاؤں اور مدد کر ہماری اس کافر قوم پر جالوت نے جب طالوت کے لشکر کی طرف دیکھا اور ان کی دلیری پر متعجب ہوا اور پھر اس قوم کو شرم آئی اس بات سے کہ ہم ایک لاکھ آدمی جبری ہیں۔ ان تین سو تیرہ آدمی ضعیف کے ساتھ ہم کو لڑنا کچھ بوجھ اندی نہیں۔ پھر اس نے طالوت کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ جو سپاہی تو لڑنے کو لایا ہے یہ میرے لڑنے کے قابل نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ خیال باطل چھوڑ دے اور میری اطاعت قبول کر اور اگر تو یہ نہیں چاہتا ہے تو پھر میرا سامنا کر اور میدان میں آ۔ یہ لشکر طالوت نے حکم کیا اپنے لشکریوں کو کہ تم میں کوئی ایسا ہے کہ جالوت مردود کا سر کاٹ کر جلدی لے آوے اور پھر جالوت مردود کو کھلا بھیجا کہ ہم لوگ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے آئے ہیں تو یہ مت گمان کر کہ سپاہی میرے قلیل تعداد میں ہیں۔ اور تیرا لشکر اس کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ یاد رکھو خدا میرا بزرگ ہے وہ مجھ کو غالب کر دے گا پھر میرا دریا بہت بہت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تھوڑی جماعت غالب ہوئی بڑی جماعت پر کیوں کہ اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے پس ناگاہ ایک لحظہ کے بعد ایک جوان ہیبت شکن دیو بیگل تمام سلاح پوش گھوڑے پر سوار محبوب نیزہ تلوار ہاتھ میں لے کر محافل لشکر گاہ سے برصفت کارزار اٹھرا ہوا اور ایک آوازہ مثل گدھے کے مارا اور کہا میں جالوت ہوں اور تم سب کو کافی ہوں تم لوگ سب میرے سامنے آتے جاؤ۔ اس بات کو لشکر طالوت نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ تم میں کوئی ہے جو اس مردود کا سر کاٹ کر لے آوے تو اس کو آدمی سلطنت اور اپنی بیٹی یا ہ دوں گا آخر کسی نے بھی اس کا جواب نہ دیا یہ دیکھ کر طالوت بہت سست ہو گیا اور کہنے لگا کہ اب جالوت یعنی ہم پر حملہ کرے گا اور قوم بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی اس کے مقابلے میں بڑھتے نہیں یہ کہہ کر خود چاہا کہ اس مردود سے جا کر لڑے اس وقت ایک نوجوان نہایت قوی نے اپنے سر پر خود رکھو لباس حریر پہن کر ایک چوب ہاتھ میں لے کر طالوت کو آکر سلام کیا اور کہا کہ تم کچھ اندیشہ مت کرو خاطر جمع رکھو اللہ تعالیٰ

ایک ہی جالوت کو مار ڈالا اور اس کے لشکر کو بھی شکست دی اور میں کیا طاقت رکھتا تھا کہ میں اس کو مار ڈالوں ایک تفسیر میں یوں لکھا ہے۔ کہ حضرت شموئیل علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کے باپ کو بلا کر کہا تم اپنے بیٹے کو مجھ کو دکھاؤ۔ ان کے باپ نے اپنے پھر بیٹوں کو دکھایا جو بڑے جسیم اور قد آور تھے اور انہوں نے حضرت داؤد کو نہ دکھایا کیونکہ وہ زیادہ قد آور نہ تھے اور وہ کمزور یا چرایا کرتے تھے لیکن حضرت شموئیل علیہ السلام نے پھر ان کو بلایا اور پوچھا کہ تم جالوت کو مار دے گے انہوں نے کہا بیشک میں ضرور ماروں لگا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کے بعد وہ جالوت بادشاہ کے سامنے گئے اور وہی نبین پھتر انہوں نے اپنے فلاح میں رکھ کر مارے ادھر جالوت کا سر کھٹا اور تمام بدن لوہے کی زرہ میں غرق تھا وہ پھر اس کے سر میں جا کر لٹکے اور اس کے پیچھے سے نکل گئے اور بعد فتح لڑائی کے طاوت نے اپنی بیٹی حضرت داؤد علیہ السلام سے بیاہ دی اور پھر حضرت داؤد بھی بادشاہ ہو گئے اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْاَصَوَابِ

بیان حضرت عزیز علیہ السلام کا

بعض تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ بخت نصر کا فر تھا اور مشرق سے مغرب تک اس کی بادشاہت تھی اور وہ قوم بنی اسرائیل پر غالب ہوئے اور شہر بیت المقدس کو خراب کیا اور بہت کچھ توڑ ڈالا اور بنی اسرائیل کو اس نے کافی تعداد میں مفید کیا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیز علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تو وہ کافی مدت کے بعد اس شہر کی طرف گئے تو انہوں نے وہاں جا کر اس شہر کو خراب و ویران دیکھا بہت ہی تعجب و تاسف کیا۔ اور پھر یہ دیکھ کر کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کیا۔ اور پھر انہوں نے اس شہر کو آباد دیکھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اَوَلَمْ يَكُنْ لَّيْ جِ مَوَدَّةٍ وَهِيَ حَادِيَةٌ عَلَىٰ عُرْوَتِنَا اِيخ ترجمہ یا مائند اس شخص کے کہ گزرا ایک شہر پر سے اور وہ شہر گر پڑا تھا ممد اپنی تمام چھتوں کے وہ بولا کہ کیوں کر زندہ کرے گا اس شہر کو بعد برباد ہو جانے کے پس مار رکھا اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے برس پھر جلا یا اس کو اللہ تعالیٰ نے پھر کہا تو کتنی دیر سوتا رہا وہ بولا ایک دن یا ایک دن سے کم خداوند کریم نے فرمایا نہیں بلکہ تو سوتا رہا برس برس اور اب دیکھ اپنا کھانا اور پینا کہ وہ نہیں سڑا اور پھر دیکھ اپنے گدھے کو اور میں تجھ کو لوگوں کے واسطے منونہ بنانا چاہتا ہوں اور پھر دیکھ کے بڑیاں کس طرح سے جرتی ہیں پھر ہم ان کو گوشت پہنتے ہیں اور حبیب یہ تیز میں ان پر بظاہر ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور یہ تمام واقعات کتاب قصص الانبیاء میں مذکور ہیں اور

تجھے خوب معلوم ہے کہ میری بیوی بانجھ ہے۔ پس اے خدا عنایت فرما مجھے ایک صالح فرزند تو نصرت فرما کہ وہ میرا ولی وارث ہو اور اولاد یعقوب کا بھی وارث ہو۔ اور وہ فرزند بھی تیرا پسندیدہ ہو اے میرے پروردگار میں حضرت زکریا علیہ السلام کی یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کی جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **يَا ذَكَرْنَا اِنَّا فَلَئْسَ لَكَ بِعَلَمِ السَّمٰوٰتِ اِلٰهٰ**۔ ترجمہ، اے زکریا علیہ السلام ہم خوشخبری دیتے ہیں تیرے تین ایک لڑکے کی کہ نام اس کا یحییٰ ہے۔ ہمیں پیدا کیا ہم نے پہلے اس نائم کا کوئی بھی۔ حضرت زکریا بولے اے رب کہاں سے ہوگا مجھ کو لڑکا اور عورت میری بانجھ ہے اور میں بھی بوڑھا ہو گیا ہوں یہاں تک کہ میرا جسم بھی اکڑ گیا ہے آنے والے فرشتوں نے کہا اے حضرت زکریا خداوند کریم نے یوہنی فرمایا ہے اور وہ فرماتا ہے کہ یہ چیز مجھ پر بہت ہی آسان ہے کیا تو نے غور نہیں کیا کہ اس سے پہلے تجھ کو بنایا اور تو حقیقت نہ تھا۔ یہ منکر حضرت زکریا نے کہا اے میرے رب پھر اے مجھ کو نشانی۔ کہا رب نے نشانی تیری یہ ہے کہ تو لوگوں سے تین رات دن بات نہ کر سکے گا ملائکہ تو بالکل صحت مند ہو گا اور تیرے جسم کو کوئی بھی گزند نہ پہنچے گی۔ پس زکریا علیہ السلام نے تین رات دن لوگوں سے بات چیت نہ کی اور پورے نو مہینے کے بعد حضرت یحییٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور چار دن تک حضرت یحییٰ علیہ السلام باہر نہیں نکلے اور نہ ہی کسی لڑکے کے ساتھ کھیلے اور ان کی ماں کا کہتی تھیں اے بیٹا کیوں نہیں باہر لڑکوں میں کھیلتے۔ وہ بولے اے میری ماں خداوند کریم نے مجھ کو کھیلنے کے واسطے نہیں پیدا کیا اس نے جس واسطے مجھ پیدا کیا ہے وہ وہی کام لینا چاہتا ہے۔ یہ بات بار بار کہتے تھے اور پھر رات دن روتے تھے حضرت زکریا علیہ السلام نے خدا سے عرض کی اے رب میرے میں نے تجھ سے ایک دلی چاہا تھا وہ تو نے مجھے عنایت فرما دیا تاکہ میں خوش رہوں اب گزارش یہ ہے کہ جو فرزند تو نے عنایت فرمایا ہے وہ رات دن روتا ہی رہتا ہے جس کی وجہ سے مجھ کو چین نہیں پڑتا اور اس وجہ سے میں گنہگار رہتا ہوں جناب باری تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا مجھ سے تو نے ایک صالح بیٹا چاہا تھا اور میں نے تجھ کو ویسا ہی دیا ہے جیسا تو نے مجھ سے طلب کیا تھا اور تو نے خواہش کی تھی کہ فرزند الیا ہو ناچاہیے کہ وہ میری اطاعت کرے میں ایسے بندے کو پیار کرتا ہوں کہ وہ شب و روز میری محبت سے رویا کرے اور میرے عذاب سے ہر وقت ڈرتا رہے اور میرے سوا کسی سے کوئی امید نہ رکھے یہ منکر حضرت زکریا علیہ السلام خدا کا شکر بجالائے اور پھر قوم بنی اسرائیل کو وعظ و نصیحت کہتے رہے ایک دن کہنے لگے کہ میرا بیٹا یحییٰ بھی اگر یہ بات بہشت و دوزخ کی سنے گا تو اور بھی زیادہ روئے گا اور تمام قوم بنی اسرائیل حضرت زکریا علیہ السلام کو عظمیٰ رہے تھے اور حضرت یحییٰ بھی وہاں ایک گزشتہ

میں بیٹھے ہوئے چکے سنتے تھے اور ان سب کو معلوم تھا حضرت زکریا علیہ السلام بہشت و دوزخ کا نظربیان فرما رہے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدٌ لَّهُمْ أَجْمَعِينَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَہٗمُ الْوَادِیَّ ذٰلِکَ یَاۤیُّہُمْ مِّنْہُمْ جُذُرٌ مَّقْسُوۡمٌ اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنَّۃٍ وَعِیۡنٌ اُدْحٰلُہَا سُبُلٌ اٰمِنِیۡنَ ۝۲۰** ترجمہ! اے دوزخ پر وعدہ ہے ان سب کا اور اس دوزخ کے ساتھ دروازے ہر دروازے کو ان میں ایک فرقہ بہشت رہا ہے جیسے کہ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں اور وہ نیک اعمال والوں پر تقسیم کئے ہوئے ہیں۔ شاید بہشت کے ایک دروازہ زیادہ ہے کیوں کہ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جاویں گے اور ان کے پاس کوئی خاص عمل بھی نہ ہو گا اور باقی سات دروازوں سے نیک عمل کرنے والے داخل کئے جاویں گے اور جو پرہیزگار ہوں گے وہ جنت کے باغوں میں ہوں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمانے گا کہ اس میں سلامتی سے خاطر جمع سے رہو جب یہ نعمت و عطا خوف و حاکم کی علیہ السلام نے گوشہ میں بیٹھ کر اپنے باپ سے سنا ایک آہ مار کر اٹھے اور وہاں سے نکل کر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ مسلسل سات دن رات پہاڑوں پر روتے اور پھرتے رہے اور ان کی ماں پہاڑوں پر جا کر سات دن تک تلاش کرتی رہیں وہ کہیں بھی نہ ملے پورے سات دن بعد ایک نوجوان نے خبر دی کہ تھرا بیٹا تمام دن پہاڑوں میں روتا رہتا پھر تپا ہے اور شب کو فلاںے غار میں جا کر سو جاتا ہے یہ کیا بات ہے۔ یہ بات سنتے ہی ان کی ماں ان پہاڑوں میں جا کر تمام دن اس غار کے پاس بیٹھی رہی۔ جب شام ہوئی بچی علیہ السلام نے اس غار کے پاس اپنی ماں کو دیکھا چاہا کہ بھاگیں ان کی ماں رو رو کر کہنے لگیں اے بیٹا ذرا ٹھہر جا مجھ سے بات کر اور اپنا رونا موقوف کر اور مجھے بتاؤ کہ تم کس واسطے روتے ہو۔ مجھ سے کہو تو یہی وہ بولے اے اماں جان میں کیونکر خاموش رہا مجھے تو دوزخ کی بات یاد پڑتی ہے۔ اور مجھ پر خوف آتا ہے کہ نہ جانے اللہ تعالیٰ مجھ کو کہاں جا کر رکھے۔ میں اسی وحشت میں پڑا ہوں آخر کیا ہو گا بہر صورت ان کی ماں نے ان کو سمجھا کر پہاڑ سے ان کو اپنے مکان پر لائیں اور بچی علیہ السلام کی اس وقت عمر صرف سات برس تھی انہوں نے مسجد میں جا کر گوشہ نشینی اختیار کی۔ اور خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ اور حرقوم بنی اسرائیل نے ایک فساد برپا کیا۔ یعنی وہ لوگ بے شریع چلنے لگے ہر چند ان کو حضرت زکریا علیہ السلام و عطا و نصیحت کرتے رہے چونکہ ان لوگوں میں شقاوت ازلی تھی اس لیے وہ مردود کچھ نہیں سنتے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام کو مارنے کا قصد کیا کرتے تھے اسی وجہ سے حضرت زکریا علیہ السلام نے ان ظالموں سے نکل کر ایک درخت کے پاس جا کر پناہ لے رکھی تھی۔ چنانچہ انہوں نے درخت کے تنہ کو کھوکھلا کر کے اپنی رہائش اختیار کر لی تھی اور وہ ظالم جو آپ کے دشمن تھے برابر آپ کا تعاقب کرتے رہے

ایک روز حضرت زکریا علیہ السلام کو جانتے ہوئے دیکھا دشمنوں نے کہ کا تقاب کیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام اس درخت کے تنے میں گھس گئے اور وہ مردود آپ کا تقاب کرتے ہوئے اس درخت کے پاس پہنچے اس کے ارد گرد بہت ہی تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ پھر وہ حیرت زدہ ہو گئے اور آپس میں پھر کہنے لگے کہ ابھی ابھی ہم لوگوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو دیکھا تھا وہ کہاں غائب ہو گئے یہ وہ کہہ رہے تھے کہ اتنے میں ان لوگوں کے پاس شیطان مردود آیا اور ان کو بتایا کہ جس کو آپ لوگ تلاش کر رہے ہیں وہ اس درخت کے تنے میں گھسا ہے اور دیکھ اس کے جانے کا نشان بھی ابھی تک باقی ہے مٹانیں ہے یہ سنتے ہی ان ظالم ! مردودوں نے ایک آ رہ بڑا لا کر اس درخت کو سر سے پاؤں تک چیر ڈالا اسی اثناء میں جبکہ وہ آ رہا چلا رہے تھے چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام اندر تھے تو ان کے سر مبارک پر آ رہ جالگہ حضرت زکریاؑ کر اٹھے اور فوراً ہی حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور حضرت زکریا سے کہا اے زکریا خدا فرماتا ہے اگر توفیق کریگا تو صابر و پغیروں کے دفتر میں داخل تجھ کو نہ کروں گا کیوں کہ تو جانتا نہیں کہ خداوند کریم سارے عالم کا پناہ دہندہ ہے اور تو تے کیوں اس درخت سے پناہ حاصل کی اب تو اسی درخت سے پناہ اور مدد مانگ دگر نہ مبر کہ اس بلا سے پس زکریا علیہ السلام نے سر پر آ رہ لگنے سے آف تک نہ کی اور اپنی جان اسی طرح سے خدا کو سونپ دی اور جان بحق تسلیم ہو گئے۔ پھر اس کے بعد یہ جبر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پہنچی اور کچھ کافروں نے زکریا علیہ السلام کو اس درخت کے اندر آ رہ سے چیر ڈالا یہ منکر حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ -

بیان حضرت یحییٰ علیہ السلام کا

ایک روایت میں ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام اپنے والد محترم کی وفات کے بعد بہت دنوں تک مسجد کے اندر ہی عبادت میں مشغول رہے اور بنی اسرائیل میں ملکہ نام کی ایک عورت تھی اور پہلے شوہر سے اس کی ایک بیٹی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ شوہر ثانی کا اپنی بیٹی سے نکاح کر دے اور تمام قوم بنی اسرائیل کی اس بات پر متفق تھی اور پھر حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی ان لوگوں نے بلایا موافق شرع شریف کے اس کے شوہر ثانی سے نکاح پڑھا دیں۔ حضرت یحییٰ نے کہا کہ تمہاری بیٹی سے تمہارے شوہر کا نکاح جائز نہیں۔ اس بات کو سن کر ملکہ عورت نے غصہ ہو کر اپنے شوہر سے یہ بات کہی کہ حضرت یحییٰ اس کام سے منع کرتے ہیں کہ دختر ریحہ سے نکاح کرنا درست نہیں اور وہ شہر کا بادشاہ تھا اس نے یہ سن کر فوراً حکم دیا کہ حضرت یحییٰ کو باندھ کر میرے پاس لاؤ تب بموجب حکم اس کے کافروں

نے حضرت یحییٰ کو اس طرح سے حاضر کیا۔ وہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے فرمایا اے یحییٰ اگر تم کہو تو اس شہر کو غارت کر دوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا۔ اے جبرائیل علیہ السلام میری تقدیر میں یہی بھی لکھا ہے کہ میں اس کے ہاتھ سے مارا جاؤں وہ بوئے ہاں تب حضرت یحییٰ علیہ السلام نے کہا رَضِیْتُ بِقَضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰی: راضی ہوں میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر۔ بالآخر اس بادشاہ مردود نے! حضرت یحییٰ علیہ السلام کو مار ڈالا جب سر مبارک بدن سے جدا کیا تو پھر کہا اے بادشاہ اپنی بیوی کنیٹی سے نکاح درست نہیں۔ فرشتوں نے یہ حال دیکھ کر جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا یا الہی یحییٰ نے کیا گناہ کیا تھا جو اس طرح مارا گیا حق تعالیٰ نے بل شانہ نے فرمایا کہ اے فرشتو! وہ میرا گہرا دوست ہے میں نے اسے اپنے پاس بلا لیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ الہی اپنے دوست کو اس طرح مارتے ہیں۔ نہ آئی اے فرشتو میرے خلق میں مشہور ہے دشمن کو مارنا اور دوست کو بچا رکھنا چاہیے تاکہ دشمن سے کسی کو ضرر نہ پہنچے اور دوست سے نفع ہو اور میں تو خدا سا رہے جہانوں کا ہوں۔ دوست کو مارتا ہوں اور دشمن کو پالتا ہوں تاکہ میری مخلوق کو معلوم ہو کہ نہ دوست سے بھر کو نفع ہے نہ دشمن سے بھر کو ضرر۔ جب یحییٰ علیہ السلام نے جان بحق تسلیم کی تب اس ملکہ کافرہ نے اپنی بیٹی کا اپنے شوہر سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ہی اس پر غضب الہی نازل ہوا اس کام کے واسطے وہ اپنی چھت پر گئی تھی ہوا تیز چل رہی تھی چنانچہ ہوانے اس کو اڑا کر میدان میں پھینک دیا وہاں شیر صحرانی موجود تھا دفعۃً اس کو پکڑ کر پارہ پارہ کیا اور پھر کھا گیا الغرض وہ اس طرح سے واصل جہنم ہوئی اس کے بعد اس کا شوہر بھی چند روز میں معہ اپنی تمام قوم کے غضب الہی سے واصل جہنم ہوا۔ اس واقعہ کو میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت شمعون علیہ الصلوٰۃ والسلام کا

روایت ہے کہ حضرت شمعون علیہ السلام بڑے حق پرست زبردست شجاع و بہادر تھے۔ اور یہ بھی ایک روایت ہے پتہ چلتا ہے کہ ان کے بدن پر بال بہت زیادہ تھے مانند مثال سر کے بالوں کی لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قوت بہت زیادہ عطا کی تھی اور شہر کا نام عوز یہ ہے کنائے دریلے روم کے اس شہر کے بادشاہ کا نام فوطہ تھا وہ بڑا کافر تھا اس نے ایک مکان بھی عالیشان دریا کے کنارے تیار کر لیا تھا اور اس مکان کے بڑے بڑے ستون تھے اور وہ اس میں اپنا جشن منایا کرتا تھا۔ اور حضرت شمعون علیہ السلام چار مہینے ہر سال اس بادشاہ سے جا کر لڑا کرتے تھے اور اس کا فر بادشاہ کا بچہ ہزار لشکر تھا۔ حضرت شمعون علیہ السلام سے وہ لشکر بھی لڑا کرتا تھا۔ اور حضرت شمعون علیہ السلام

چونکہ بڑے جری اور بہادر تھے اس لیے اکیلے ہی اس کافر بادشاہ کے لشکر میں گھس کر ہر مرتبہ تقریباً ایک ہزار اس کے فوجی مار آتے تھے اور کثیر تعداد میں مجروح - کر آتے تھے۔ پھر اس کے بعد وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اپنے خدا کی عبادت کرتے تھے اور چار مہینے برابر غلق خدا کی فیاضت بھی بہت کرتے تھے اور خدا تعالیٰ ان کافروں پر ہمیشہ ان کو غالب رکھتا تھا۔ اور اسی وجہ سے تمام کافران سے عاجز رہتے تھے اور ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شمعون علیہ السلام کی بیوی بڑی نیک بخت اور پارا تھیں ایک دن کافروں نے آپس میں صلاح کی کہ حضرت شمعون کی بیوی کو کچھ فریب دیا جائے۔ تب بادشاہ عموزیہ نے قریب کر کے کسی شخص کو مخفی شمعون کی بیوی کے پاس بھیجا اس نے کہا اے بی بی ہم دیکھتے ہیں کہ شمعون تمہاری طرف رغبت نہیں کرتے ہیں اور ان کا خیال کسی غیر کی طرف ہے تم اگر ایک کام کرو کہ ان کو کسی طرح مار ڈالو تو ہمارا بادشاہ عموزیہ تم سے نکاح کرے گا پھر تم بہت ہی آرام سے رہو گی اور تخت و سلطنت بھی تم کو ملے گی پھر تم بادشاہی کرو گی۔ پس عورت ناقص العقل نے دنیا کی طمع سے کہا کہ جو تمہارا بادشاہ حکم کرے گا میں بسر و چشمہ اس کو بجا لاؤں گی تب اس نے ایک رسی اس کو دی کہ جب حضرت شمعون رات کو سو جائیں تم اسے رسی سے باندھ رکھنا اور پھر ہم کو جبر کر دینا ہم اسی حالت میں بادشاہ کے پاس لے جا دیں گے اور وہیں ان کو مار ڈالیں گے پس مردود کے کہنے سے حضرت شمعون کی بیوی نے اپنے پاس رسی چھپا کر رکھی جب رات ہو گئی اور حضرت شمعون سو گئے بیوی نے ان کو نیند کی حالت میں باندھنا شروع کیا۔ اچانک وہ نیند سے بیدار ہو گئے اور انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں بندھے دیکھے رسی کو توڑ ڈالا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ کس نے مجھے باندھا تھا وہ بولی کہ میں نے خود ہی باندھا تھا۔ حضرت شمعون نے پھر کہا کہ تم نے مجھے کیوں باندھا تھا وہ بولی کہ میں تمہارا زور آزمائی تھی کہ تمہارے اندر زور ہے یا نہیں اور میں دیکھنا چاہتی تھی کہ کوئی دشمن تم سے لڑ سکتا ہے یا نہیں۔ یہ سن کر حضرت شمعون نے کہا کہ تم غلط جمع رکھو کوئی دشمن خدا کے فضل سے ہم سے زور میں بڑھ نہیں سکتا۔ پھر چار مہینے کے بعد حضرت شمعون اس شہر میں فی سبیل اللہ کے واسطے گئے اور پھر وہاں سے لڑائی فتح کر کے واپس تشریف لے آئے۔ پھر بادشاہ عموزیہ نے حضرت شمعون کی بیوی کے پاس لوگوں کو بھیجا وہ بولی میں نے اس کو باندھا تھا لیکن وہ بڑا ہی زور آور ہے اس نے اسے رسی توڑ ڈالی تم لوگ بادشاہ سے جا کر کہو۔ چنانچہ وہ لوگ پھر واپس بادشاہ کے پاس گئے اور بادشاہ سے کہا۔ پھر بادشاہ نے بہت سال و دولت دے کر اور ایک لوہے کی زنجیر حضرت شمعون کی بیوی کے پاس بچھ دی کہ اب اس سے اس کو باندھ رکھنا اور پھر فوراً گھر کو جبر دینا پس

دوسرے دن حضرت ثمنون کو ان کی بیوی نے لوہے کی زنجیر سے باندھا جب حضرت ثمنون نیند سے
بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنے ہاتھ پاؤں پھر زنجیر میں بندھے دیکھے یہ دیکھتے ہی انہوں نے اپنے ہاتھ
پاؤں ہلانے تو وہ زنجیر ٹوٹ گئی پھر اس کی خبر بادشاہ کو پہنچی بادشاہ عجزیہ بولا کہ لوہے کی زنجیر سے اور
کوئی چیز منطوق نہیں ہے آخر میں اس کے باندھنے کے واسطے کیا بھیجوں اب تو صورت یہ ہی ہے کہ اس
سے کہو کہ جس طرح ہو سکے اس کو میرے پاس بھیج دو پھر انہوں نے حضرت ثمنون علیہ السلام کی بیوی سے
جا کر کہا وہ بولی بہت اچھا کچھ تدبیر کروں گی اور پھر آپ کو کیلا بھیجوں گی آپ سب حاضر جمع رکھئے ایک دن
ثمنون لڑائی سے واپس گھر میں آئے اور اپنی بیوی سے ہر طرح کی باتیں کرنے لگے ان کی بیوی نے کہا کہ
اے صاحب تم کو اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا ہے اب تم ہم کو یہ بتاؤ کہ ایسی کوئی چیز بھی ہے کہ اس سے
تم کو بند کر کے رکھ سکیں اور تم اس کو باوجود زور آزمائی کے توڑ نہ سکو یہ سن کر حضرت ثمنون نے کہا کہ تمہارا
اس سے کیا مطلب ہے اور یہ چیز تم کیوں پوچھتی ہو وہ بولی میں پوچھتی ہوں کہ تم سے کوئی اور زور
آور ہے یا نہیں یہ سن کر حضرت ثمنون نے کہا کہ مجھ کو ایک چیز سے باندھ سکتی ہو یعنی میرے سر کے بالوں
سے یا بدن کے بالوں سے اس کو میں نہیں توڑ سکتا یہ سن کر ان کی بیوی نے شب کو نیند کی حالت میں
ان کے سر اور بدن کے بال تراش کر رسی بٹ کر دست و پا ان کے منطوق باندھے انہوں نے نیند
سے اٹھ کر اپنی بیوی سے پوچھا کہ اے مجھے کس نے اس طرح سے باندھا ہے ان کی بیوی بولی کہ میں
میں نے باندھا ہے اور میں تمہاری قوت آزمائی ہوں کہ کوئی دشمن بھی آپ کو باندھ کر نہیں رکھ سکتا
لیکن خدا کی مرضی کو میں نہیں کہتی ہوں حضرت ثمنون نے اپنی بیوی سے کہا کہ آؤ میرے بند کھولو وہ بولی
کہ کئی دفعہ میں نے آپ کو باندھا آپ نے اپنی قوت بازو سے کھولا تھا اس دفعہ مجھے کیوں بلاتے ہو
اس کے جواب میں حضرت ثمنون نے کہا کہ اگر میں ہوں اور زور لگاؤں گا کہ تو میرے تمام بدن کی
بڈیاں درہم درہم ہو جائیں گی پس ان کی بیوی نے جب دریافت کیا کہ بال کے بند توڑنے کی ان کو طاقت
نہ رہی پھر بادشاہ عجزیہ کو خبر دی یہ سنتے ہی اس ملعون نے ایک ہزار مرد جنگی شتر سوار بھیجے انہوں
نے اگر حضرت ثمنون علیہ السلام کے ہاتھ پیر ناک کان کاٹ کر اور ان کی آنکھیں اور زبان نکال کر
اور اونٹ پر لاد کر ان کافروں نے بادشاہ کے پاس حاضر کیا اور سب کافر کہنے لگے کہ اب ہم
سب ثمنون سے محفوظ ہو گئے جب ان کو میدانست و پا اور زبان کٹی ہوئی اور آنکھیں نکلی ہوئی
صرف ان کا دھڑ باقی تھا بادشاہ عجزیہ کے سامنے لے جا کر رکھا تو کوئی شخص ان کافروں سے کہنے لگا
کہ میرے باپ کو اس نے مار ڈالا ہے اور کسی نے کہا کہ میرے بھائی کو اس نے مار ڈالا ہے اور پھر ہر شخص جو

کرنے لگا اور جب دیکھا کہ ابھی دھڑپیں کچھ معمولی سی رتق باقی رہیں تو سب کے سب کہنے لگے کہ اس کو کسی شدید عذاب میں ڈال کر بالکل مار ڈالو۔ سب کافروں نے شور مچا کہ اُس کو دریا کے کنارے سے با کر بالا خانہ پر سے ان کو دریا میں گرا دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا جب حضرت ثمنون کا دھڑپ دریا میں گرایا تو اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام خدا کے حکم سے آئے اور حضرت ثمنون کے دھڑ کو جو ابھی ہوا پر ہی تھا اٹھا لیا اور جو کچھ اعضا ان کے دھڑ سے علیحدہ کر دیئے گئے تھے وہ سب اعضاء خدا کی قدرت کاملہ سے اپنی اپنی جگہ پر آکر نصب ہو گئے پھر جب وہ کٹے ہوئے اعضاء حضرت ثمنون کے ٹھیک ہو گئے تو پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت ثمنون علیہ سے کہا کہ اے ثمنون علیہ السلام خدا نے تم کو بہت قوت و طاقت دی ہے خدا کا نام لے کر کھڑے ہو جاؤ اور پھر اس ملعون کے مکان کا ستون پکڑ کر تمام حصار اور مکانوں کی بنیادوں کو کھود کر اس دریا میں ڈال دیا اور اس طرح کیا کہ کوئی متفلس اور شہر کا نام و نشان باقی نہ رہا اور پھر خدا کا شکنجہ بجالائے اور اپنے گھر پر جا کر اپنی بیوی کو ملے ڈالنے کا قصد کیا خدا کے حکم سے حضرت جبرائیل آئے اور کہا کہ خدا تم کو فریاد ہے کہ اپنی بیوی کو مت مارو اور کوئی اذیت بھی مت دو کیوں کہ اس نے نادانی سے بادشاہ غوریہ کی صلاح سے تم کو باندھ کر اس کے حوالے کیا تھا چونکہ عورت ناقص العقل ہوتی ہے تم اس کی یہ تقریر معاف کرو اور اس کے ساتھ نیک سلوک کرو خدا مالک ہے یہاں تک تو یہ واقعہ قصص الانبیاء میں حضرت ثمنون کا بیان کیا گیا ہے اور بعض تاریخ کی کتابوں میں اور بعض تفسیروں میں جیسے تفسیر مرادیہ اور جامع التواریخ میں ثمنون کو بنی کر کے نہیں لکھا ہے بلکہ بلاد عرب میں بنی اسرائیل میں ثمنون نام ایک عابد زائد پر اس تھا اولاً اس کو اللہ تعالیٰ نے بہت زور دیا تھا اور اس کی نیک کاری اور نیک نیتی کے سبب ثانیاً ایک ہزار چھبیس کی عمر اس کو بخشی اور وہ ہزار چھبیس تک روزے رکھتے تھے اور شب و روز عبادت کرتے تھے اور کافروں سے جہاد کرتے تھے اور وہ ہر وقت نیک کام کرتے تھے جو ثواب کا باعث ہوتے تھے ایک دن ان کی بیوی نے کافروں کی صلاح سے کافروں کے ہاتھوں سے ان کو مراد اللہ عنہ کا ذکر تفسیر مرادیہ میں لکھا ہے میں اسی پر اس واقعہ کو اکثفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے اور بطحا جنت حنا کے بطن سے تھے وہ بلشیا اور یاکا کی بی بی خنیز بعد شہید ہونے اور یا کے اس کو حضرت داؤد علیہ السلام

نے اپنے نکاح میں لے لیا تھا کہ نبی کی کھڑت سلیمان علیہ السلام اسی کے بطن سے ہیں اور یہ واقعہ جامع التواریخ میں مذکور ہے جب سلیمان علیہ السلام تخت سلطنت پر متمکن ہوئے اور اپنے باپ کی جگہ پر بیٹھے اور اکثری سلطنت کی انگلی میں رکھی اور پھر لوگوں سے کہا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَذِیْتَ مُلْکَانَ وَادَّوْقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ عَلِمْنَا الْاٰیۃَ تَرْجَمَہُ: اور وارث ہوا سلیمان حضرت داؤد کا یعنی بنی اور بادشاہ ہوا اپنے باپ کی جگہ پر اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا ہے لوگو! سکھائی گئی ہیں بولیاں ہمیں برج اور کی اور دیے گئے ہیں ہم برج سے یعنی جو چیز دنیا میں درکار ہے وہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ ہم کو عنایت فرمائی ہیں۔ بیشک بزرگی ظاہر بھی عنایت فرمائی ہے جب سلیمان کا تخت نکلتا اور ہوا پر چلتا تھا تو تمام پرندے ہوا کے جھنڈ کے جھنڈ ان کے تخت پر آکر پر دل کا سایہ کرتے اور فوج انسانوں کی دہشتی طرف اور بائیں طرف ہوتی تھی اور تمام چھوٹے و طیور چپے راست پس دیش گروا گروا حلقہ بندہ کر ان کے ہمراہ چلتے تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَحُشِرَ بَنِیْمَانَ جُنُودٌ مِّنَ الْجِبِ وَالْاَنْسِ وَالطَّیْرِ فَمُرُّوْهُمْ دَعْوًا ۝ ترجمہ اور اکٹھے کیے گئے واسطے سلیمان کے لشکر جنوں اور انسانوں اور جانوروں سے پس وہ مثل بمثل کھڑے کیے جاتے ہیں بعض تفسیر میں یوں بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان کا تخت وہ تھا جس پر سب لشکر چلتا تھا اور ہوا اس کو چلتی تھی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ ارشاد فرمایا وَیَسْلُبُ الْیَرَّیجُ عَنْ ذَا شَمْرٍ وَرَوَّاحُهَا شَهْرٌ الْاٰیۃَ تَرْجَمَہُ: اور سحر کیا واسطے سلیمان کے ہوا کو مبع کی یعنی میر و مسافت میں سے شام کی ایک ہینہ کی تھی اور شام کی مین تک بھی ایک ہینہ کی مسافت تھی، اور بہا دیا ہم نے اس کے واسطے ایک چشمہ پگھلے ہوئے تلبنے کا اور جنوں میں سے بھی لوگ خدمت کرتے تھے اور یہ سب پروردگار کے حکم سے ہوتا تھا قرآن مجید کے ترجمہ کے خلاصہ میں لکھا ہے کہ پگھلے ہوئے تلبنے کا چشمہ اللہ تعالیٰ نے نکال دیا ملک مین کی طرف اور اس تلبنے کو ساچروں میں ڈال کر برتن اور بڑی بڑی دیگیں بناتے تھے اور اس میں شکر کے موافق کھانا دیرہ پگھلتا تھا اور پھر تقسیم کیا جاتا تھا اور فرمایا اللہ تعالیٰ اِنِّیْ فُضِّلْتُ الْاَلٰیۃَ تَرْجَمَہُ یَا مُرَّہُ رَحَبًا حَیْثُ اَصَابَ ۝ ترجمہ پھر ہم نے تابع کی اس کے ہوا جو چلتی تھی اس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتا کہتے ہیں کہ جس جگہ مال دینا رہتا تھا زمین دہاں کی آواز دیتی تھی کہ اے سلیمان جو کچھ مال مجھ میں ہے اٹھائے جا اور اس کو اپنے کام میں لے لو۔ حضرت سلیمان نے جنوں کو حکم دیا کہ زمین کے دینے سے موتی جو ابرات دریا خشکی سے لاکر جمع کیے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالشَّیْطٰنُ کُلُّ بَنَآءٍ وَرَعُوْا صِیۡرَہُ تَرْجَمَہُ: اور تامل کیے سلیمان کے شیطان

ایک عمارت بنانے والے اور غوطہ لگانے والے کہتے ہیں کہ ساری دنیا میں جہاں معلوم کرتے کہ کوئی جن نما ہے آدمیوں کو تو حضرت سلیمان اس کو قید کر کے دریا میں ڈال دیتے تھے یا پھر اس کو زمین میں دفن کر دیتے تھے اور بعض تاریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض جن تو اب تک قید میں ہیں۔

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک مکان نہایت عالیشان پر تکلف ایسا بنوایا تھا کہ اس کا طول عرض چھتیس کوس کا تھا۔ اور اس کی اینٹیں سونے چاندی کی تھیں اور اس میں یاقوت زمرہ جڑے تھے اور اس میں تقریباً سات سو کو شک سات سو حرموں کے واسطے اور تین سو کو شک تین سو بیروں کے واسطے بنائے تھے بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام ہر شب کو اپنی بیویوں اور حرموں کے پاس جاتے تھے اور پھر سب سے جماع بھی کرتے تھے۔ اور دوسری جانب ایک مکان نہایت عالیشان کے ساتھ ایک کو شک بھی بنوایا تھا کہ درازی بھی اس کی تقریباً بارہ کوس کی تھی۔ ایک کو شک پر آپ کے تخت کا جلوس تھا اور اس کا طول تین کوس کا تھا اور سب بائیں کے دانت کا تھا اور لعل و فیروزہ اور زمرہ دار و مریدہ سے مرصع کیا تھا اور اس کے گردا گرد سونے کی اینٹیں لگی تھی اور اس کے چاروں طرف کوزوں پر چاند کے درخت اور اس درخت کی ڈالیاں سونے کی اور پتے اس کے زمرہ ہیز کے لگائے تھے اور ہر ایک ڈالی پر ایک طوطی اور طاؤس بنا کر اس کے پیٹ کے اندر مشک و غیرہ بھرا تھا اور خوشے مثل انگور کے تھے اور جو لعل و یاقوت سے بنائے گئے تھے اور نیچے تخت کے داہنے اور بائیں ایک ہزار کرسی سونے کی لگائی گئی تھی اس پر آدمی بیٹھتے تھے اور ان کے پیچھے جن والنازوں میں سے غلام کھڑے کیے گئے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ۴۰ سال شاہی سر پر رکھ کر جب تخت پر پاؤں رکھتے تو ان کی بیعت سے تخت اس وقت حرکت نہیں آجاتا تھا اور طوطی اور طاؤس بھی جگمگدا اپنے اپنے پردوں کو پھیلا دیتے تھے اور پھر اس سے اپنے مشک و غیرہ نکالتی تھی اور حضرت سلیمان اس تخت پر بیٹھ کر تربیت پڑھتے تھے اور پھر خدا کی مخلوق پر حکمرانی کرتے تھے اور ہر ایک بولی کو اچھی طرح سے سمجھتے تھے اور تاج شاہی جب سر پر اپنے رکھتے تھے تو تمام پرندے ہوا کے تخت کے اوپر معلق ہو کر ان کے سر پر سایہ کرتے تھے اور جڑوں کو حکم فرماتے تھے کہ وہ اپنی بساط کے مطابق فرش زربفت کا پچا دیں اور اس کے کنارے کنارے ہنری جاری تھیں اور تخت گاہ کے مکان میں کئی محرابیں تھیں اور سب عابد اس میں عبادت کیا کرتے تھے اور ابر کو حکم کرتے تھے کہ پانی بھر بھر کر دی جاویں اور ان کے باورچی خانے میں ہر روز کافی تعداد میں کھانا پکا یا جاتا تھا یا دوا جو اس کے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے باورچی خانے سے کچھ نہیں کھاتے تھے بلکہ وہ کھانا تمام کا

تمام لوگوں کو تقسیم کر دیا جاتا تھا اور خود حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے ہاتھ سے ذبیحہ لیتے اور پھر اس کو بیچتے تھے اور اپنے ہاتھوں سے جو کو سی کر آتا بٹلتے تھے اور پھر اس کی روٹی پکاتے اور ہر شام کو بیت المقدس میں جا کر مسلمان روزہ دار اور درویش غریب کو ساتھ لے کر کھاتے تھے اور خدا کا شکر ادا کرتے تھے اور ہر وقت خداوند قدوس سے مناجات کرتے رہتے تھے اور کہتے کہ یا الہی میں درویشوں کے ساتھ بھی شامل ہوں اور بادشاہوں کے ساتھ بھی بادشاہوں اور پیغمبروں میں بھی ایک پیغمبر ہوں، اے میرے مالک میں تیری نعمتوں کا کہاں تک شکر ادا کروں اس کی ادائیگی کی مجھ میں طاقت نہیں ہے فقط۔

میں یافت کرنا حضرت سلیمان علیہ السلام کا تمام مخلوقات کو

حضرت دسب ابن مندہ سے روایت ہے کہ جب حضرت سلیمان کو مشرق و مغرب اور سارے جہان کی سلطنت ملی تو انہوں نے جناب باری میں عرض کیا یا الہی مجھ کو آرزو ہے کہ ایک دن سارے عالم کی مخلوقات کی جو کہ تیری آفریدہ ہے شکلی و تفری میں انسانوں میں جنوں میں پوشش طیور میں پہلک کپڑوں میں رکھی اور کپڑے مکڑے الغرض جتنے بھی ذی روح ہیں سب کی ضیافت کروں، عینب سے ندا آئی اے سلیمان میں سب کی روزی پہنچاتا ہوں میری موجودات مخلوقات بے انتہا ہے ایسے سب کو تم نہیں کھلا سکتے۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام بڑے خداوند اتو نے مجھ کو بہت نعمت دی ہے تیری عنایت سے سب کو ہے اگر تیرا حکم ہو تو میں سب کا طعام تیار کروں جناب باری تعالیٰ کا حکم ہوا کہ دریا کے کنارے ایک مکان نہایت عالیشان بنواؤ اور اس کو نہایت کشادہ رکھو تا کہ جس مخلوق کو دعوت دو اس میں آسانی سے آسکے اس مکان کی تیاری میں تقریباً ایک سال اور آٹھ مہینے صرف ہوئے اور مشرق و مغرب سارے جہاں سے اس بڑے مکان کے میدان میں کھانے پینے کا سامان و اسباب پہنچا دیا اور بہت کثیر تعداد میں دیگیں بڑی لمبی چوڑی اور ایک لگن مثل تالاب کے جنوں نے تیار کی۔ اور یہ واقعات مختلف تواریخ سے لکھے گئے ہیں اور جامع التواریخ میں لکھا ہے کہ دو ہزار سات دیگیں پکوانی گئیں تھیں اور ہر ایک بڑی کافی لمبی چوڑی تھی مثل تالاب کے جنوں نے تیار کی تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَعَمَلُوا لَهُ مَا يَشَاءُ مِثْلَ رَيْبٍ وَ تَمَّا فِئْلٌ وَ جَعَلْنَا كَالْجَوَابِ رِقْدٌ وَ فِي رَأْسِ سِينَةٍ ترجمہ یعنی بنانے تھے حضرت سلیمان کے واسطے جو کچھ چاہتا تھا۔ قلعوں سے اور ان ہتھیاروں سے اور لگن مانند تالابوں کے اور دیگیں ایک جگہ پر دہری سب سے والی ایک حوالہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دعوت میں اس وقت بائیس ہزار گائیں ذبح ہوئی تھیں اور باقی اثنا ضیافت کو اس پر قیاس

کر لینا چاہیے اور یہ جامع التوریک سے لکھا گیا ہے۔ چنانچہ جب کھانا تیار ہوا جن والوں اور عیوانوں سب کو
 اس بڑے وسیع مکان کے میدان میں بٹھایا گیا اور پھر ہر کو حکم کیا کہ وہ بساط تخت سلیمان کا دریا کے
 کنارے پر ہوا پر معلّق رکھے تاکہ اس کو ہر متغیر ہوا سے محفوظ رہے۔ منجملہ ان تمام مخلوق کے اس وقت ایک
 ٹھیلی نے دریا سے باہر نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے عرض کی کہ اے حضرت خداوند قدوس نے
 مجھ کو ایک دعوت میں بھیجا ہے اور تم کو بھیجی ہو گا کہ آپ نے آج تمام مخلوقات کے واسطے کھانا تیار کیا
 ہے اور میں اس وقت بہت بھوکے ہوں، لہذا آپ مجھ کو پہلے کھلا دیجیے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے
 اس ٹھیلی سے کہا کہ تم ذرا صبر کرو اور سب کو ایسے دوان کے ساتھ جتنا کھانا چاہا کھالینا۔ خوب آسودہ ہو کر
 کھانا اچھی طرح کھانا۔ ٹھیلی بولی کہ حضرت میں تو اتنی دیر نہ ٹھہر سکوں گی کہ میں سب کا انتظار کروں۔ یہ سنتے ہی
 حضرت سلیمان نے اس سے کہا کہ اگر تم نہیں ٹھہر سکو گی تو پھر تم کھانا کھا لو اور تمہارا جتنا جی چاہے کھا لو یہ
 سنتے ہی ٹھیلی نے اس میدان میں کچھ کھانا تیار ہوا تھا وہ سارا کھانا پیسے کی تھی تھے میں سب کھانا کھا کر
 اور کھانا مانگنے لگی اے حضرت سلیمان مجھ کو تو اور کھانا چاہیے یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام بہت ہی
 متعجب ہوئے اور اس سے کہا اے ٹھیلی میں تو تمام مخلوقات کے واسطے کھانا تیار کیا تھا تو سب کھا
 گئی اور تم اس سے پیٹ بھی نہیں بھرا اور پھر تو اور بھی کھانا مانگتی ہے ٹھیلی نے کہا اے حضرت ہر روز
 مجھے تین تھے کھانا چاہیے اور جو تم نے تیار کیا تھا یہ تو میرا ایک ہی لقمہ ہوا۔ اس کے علاوہ مجھے ابھی دو لقمے اور
 بھی درکار ہیں تب کہیں میرا پیٹ بھرے گا اور میں تو آج آپ کی مہمانی میں بھوکے رہی اگر تم اسی طرح
 اور لوگوں کو کھانا دے نہ سکو گے تو آپ نے ناحق لوگوں کو بلوایا اور لوگ آپ سے شنائی ہو کر جائیں
 گے حضرت سلیمان ٹھیلی کی یہ باتیں سن کر حیرت زدہ ہو گئے اور بیہوشی طاری ہو گئی اور کچھ عرصہ کے
 بعد ان کو ہوش آیا اور اپنا سر سجڑے میں رکھ کر درگاہ الہی میں مناجات کر کے رونے لگے اور کہنے
 لگے کہ الہی میں نے بہت ہی قصور کیا اور نادانی کی تیری درگاہ میں، میں اس بات سے ہمیشہ نئے پیتے تو یہ
 گناہوں بس روزی دینے والا مجھ کو اور سارے جہان کو تو ہی ہے اور میں نادان و مسکین ہوں
 اور تو ہی دانا اور توانا ہے ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس دن تمام مخلوق جو عمری حق بھوکے
 رہی اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ٹھیلی وہ تھی کہ ہفت طبق زمین جس کی پشت
 پر اللہ تعالیٰ نے رکھی ہے اور اس دن زمین کو اللہ تعالیٰ نے معلّق رکھا ہوا تھا اور بعضوں نے روایت
 کی ہے کہ دریا کی ٹھیلیاں اگر اس دن سب کھانا کھا گئی تھیں اور اکثر علماء کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دریا کی
 جانور بھیجا تھا اس نے ایک لقمہ میں سب کھانا کھا لیا تھا کہ قدرت اور عجز و توانائی حضرت سلیمان کی

خلاتی کو دکھاوے۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ)

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملاقات چوٹیوں کے بادشاہ کے ساتھ

ایک روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے شاہی تخت پر بیٹھے ہوا پر بارہ تھے جو تخت جڑوں نے بنایا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے واسطے اور ان کے ایک ہزار سرکاری ملازمین بھی ان کے ساتھ ساتھ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھے تھے اور ان میں ایک وزیر اعظم بھی تھا جس کا نام آصف باہ تھا وہ سب کے سب جن والوں کے گرد و تخت شاہی کے مودب کھڑے تھے اور ہوا پر اڑنے والے پرندے ان کے سر پر اپنے پردوں سے سایہ ڈالے ہوئے تھے۔ اس میں فرشتوں کی تسبیح کی آواز حضرت سلیمان علیہ السلام کے کان میں آئی اور وہ کہتے تھے کہ اے رب تو نے حضرت سلیمان کو جیسا ملک و حشم دیا ایسا کسی بن و بشر کو نہیں دیا۔ جناب باری تعالیٰ نے فرمایا اسے فرشتوں میں سے سلیمان کو بہت اقلیم کی بادشاہی عنایت کی ہے اور اس کو نبوت سے بھی سرفراز کیا ہے لیکن ان کو مغرور و تکبر بالکل نہیں ہے۔ اور ان کو ذرا بھی کبر ہو تا تو میں ان کو ہوا پر لے جا کر زمین پر ڈال دیتا اور پھر ان کو نیست و نابود کر ڈالتا۔ پس یہ کلام حضرت سلیمان علیہ السلام نے سنا اور پھر خدا کے دربار میں سجدہ نما لاتے اور ہونے ان کے تخت کو زمین پر لے جا کر رکھا جہاں کہ چوٹیوں کی بستی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: حَتّٰی اِذَا اَقْبَضَ عَلٰی وَاْدِ النَّیْلِ ؕ قَالَتْ کَمَلَتْ لَایۃُ نَزَجِہٖ اِیۡہَا ہٰکِ کہ جب سلیمان اپنے چوٹیوں کے میدان پر کہا ایک چوٹی نے اے چوٹیوں! گھس جاؤ اپنے گھروں میں تاکہ نہ میں ڈالے تم سلیمان اور اس کا لشکر اور پھر ان کو جبر بھی نہ ہو! پس شاہ مور سے یہ بات حضرت سلیمان نے منکر مسکو کہا کہ یہ بھی رعیت پر شفقت اور مہربانی کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَتَبَسَّحْنَا بِهَا کَآمِیۡنٌ فَوَسَّیۡہَا ؕ تَرَجَمَہٗ بِسُکْرَہٗ حضرت سلیمان علیہ السلام چوٹی کی بات سن کر پھر انہوں نے شاہ مور کو پکار کر اپنے ہاتھ کی پھیلی پر رکھ کر پوچھا اے شاہ مور تم نے اپنے لشکروں کو کیوں کہا کہ سلیمان آتا ہے اپنے اپنے غاروں میں گھس جاؤ تم نے مجھ سے کیا ظلم دیکھا اس بات کو سن کر چوٹی نے کہا۔ اے بنی اللہ ہم نے آپ اور آپ کے لشکروں سے کچھ ظلم نہیں دیکھا مگر اس واسطے کہ سہو آپ کے لشکروں کے گھوڑے کی ناپوں کے تلے ہم سب آجائیں اور وٹا پیں ہم کو ہلاک کر ڈالیں یہ کلام ہم نے تو حفظ ماتقدم کے واسطے کیا تھا اس واسطے ہم نے یہ بات کہی تھی کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں گھس جائیں اور ہلاک ہونے سے بچ جائیں یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ کیا تم ایسی ہی شفیقتیں ان پر ہمیشہ کیا کرتے

کہ اس بات سے کہ بعد موت ہمیں دینا ہوا جیسی معلوم ہو گئی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات کو سنکر بہت ہی روئے اور پھر فرمایا کہ تم نے سچ کہا کہ دنیا مثل ہوا کے ہے۔ پھر چوٹی نے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کیا تم جانتے ہو کہ سلیمان کے کیا معنی ہیں پھر حضرت سلیمان نے کہا کہ میں اس کے معنی بھی نہیں جانتا وہ چوٹی بولی اس کے معنی یہ ہیں کہ تو دنیا کی زندگی میں اپنا دل مت لگا ہر ساعت موت کے قریب ہے۔ حضرت سلیمان نے چوٹی سے کہا کہ تو بڑی دانا و عقلمند ہے کچھ نصیحت کر اور مجھے نیکو کار بنا چوٹی نے کہا کہ تم کو اللہ تعالیٰ نے نبوت عطا کی ہے اور جہاں کی بادشاہت بھی دی ہے کہ تم رعیتوں کی نگہبانی کرو اور اپنے عدل و انصاف سے رعیت کو شاد رکھو اور ظالم سے مظلوم کی داد لو۔ اور میں تو بیچارہ سیّد ضعیف و مسکین ہوں اپنی رعیتوں کی ہر روز خبر لیتی ہوں اور ان کا بار اٹھاتی ہوں کہ کوئی بھی کسی پر ظلم نہ کر سکے پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے بادشاہ مور سے یہ بات سنکر وہاں سے مراجعت کرنا چاہی۔ شاہ مور نے کہا اے حضرت سلیمان بغیر کچھ کھائے ہوئے آپ کو یہاں سے تشریف لے جانے مناسب ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ہم کو روزی دی ہے اس میں سے آپ کچھ تنا دل فرما کر جائیے۔ یہ سنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا بہت اچھا تب شاہ مور نے جا کر ایک ران ٹڈی کی حضرت سلیمان کے واسطے لار کھی یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام ہنس کر بولے اے شاہ مور مجھ کو میرے لشکر سمیت ایک ران ٹڈی کی کیا ہوگی اس نے کہا حضرت اس ایک ران کو آپ کم نہ سمجھئے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھیے اور اس میں بہت برکت ہے اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکر کے ایک ران کو کھا کر اسودہ ہو گئے اور پھر بھی اس میں سے کچھ باقی رہی۔ حضرت سلیمان یہ حال دیکھ کر بہت ہی متعجب ہوئے اور پھر سجدے میں گر کر کہا اے پروردگار تیری قدرت بے انتہا ہے اور تو ہی بیشک عظمت و بزرگی کے لائق ہے۔

وَفِي مَكَّةَ شَيْءٌ لَّهُ آيَةٌ
تَدُلُّ عَلَى أَنَّهُ وَاحِدٌ

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا اور خبر لانا بد کا بلقیس کے شہر سے

روایت ہے کہ ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت شاہی پر بیٹھے تھے ہوا پر پرواز کر رہے تھے اور تمام جن وانس ان کی باط پر حاضر تھے اور پرندے سب اپنے اپنے پروں سے ان کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے تھے یکایک حضرت سلیمان علیہ السلام کو گرمی آفتاب معلوم ہوئی جب انہوں نے اوپر کی طرف دیکھا اور بہت عمیق نظر کی تو سب پرندوں کو دیکھا کہ حاضر ہیں مگر بد نہ کر نہ دیکھا

اسی وقت آپ نے فرمایا تو کہ تعالیٰ وَتَفَقَّدَ الطَّيْفَ فَقَالَ مَا لِيَ لَا أَرَى الْهُمَى هَذَا أَهْكَ كَاتٍ
 مِنَ الْغَائِبِينَ ترجمہ اور جنہری حضرت سلیمان علیہ السلام نے اڑتے ہوئے جانوروں کی۔ پس کہا کیا
 ہے مجھ کو کہ نہیں دیکھتا ہوں میں ہند پرندے کو یا وہ مجھ سے غائب ہو گیا ہے اگر اس نے ایسا کیا ہے اللہ
 عذاب کروں گا میں اس کو عذاب سخت یا ذبح کروں گا میں اس کو یا پھر لاویگا میرے پاس کوئی کوئی دلیل
 ظاہر۔ پس اسی وقت عقاب کو بھیجا برائے تلاش ہند پرندے کے عقاب نے فوراً ہی ہند پرندہ کو لا کر حاضر کر دیا تو
 اس وقت حضرت سلیمان نے اس ہند سے پوچھا کہ تو کہاں گیا ہوا تھا اس کے جواب میں ہند نے کہا ایک خوشچی
 لایا ہوں آپ کے واسطے شہر ہا سے تو کہ تعالیٰ فَقَالَ أَحْطَظُوا بِمَا لَمْ تَحْطُ بِهِ دلائل ترجمہ: بولایا ہند
 میں ایک چیز کی خبر لایا ہوں۔ اور بعض تفاسیر میں لکھا ہے کہ سب ایک قوم تھی اور ان کا وطن سرزمین عرب میں
 یمن کی طرف تھا۔ اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ سب ایک شہر کا نام تھا۔ بہر حال حضرت سلیمان
 علیہ السلام نے ہند سے کہا کہ تو وہاں سے کیا خبر لے کر آیا ہے اور تو وہاں کس طرح گیا اس کو بھی اچھی
 طرح سے بیان کر۔ یہ بات سنکر ہند نے کہا کہ اے نبی اللہ فلا نے وقت جب آپ تخت سے اٹھے
 اترے تھا اس وقت میں نے ہوا پر اڑ کر دیکھا کہ میرا ہم جنس ایک ہند دیوانہ مانگے اور پر ہٹا
 تھا چنانچہ میں اس کے پاس گیا اور اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ میں نے اس سے کہا کہ
 میں ملک شام سے آیا ہوں اور میرے آقا حضرت سلیمان علیہ السلام ہیں۔ وہ بولا کہ حضرت سلیمان کون
 ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ اس وقت بادشاہ ہیں جن والں وحوش و طیور اور جمیع مخلوقات کے اور پھر میں
 نے اس سے پوچھا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ وہ بولا میں تو اس شہر کا رہنے والا ہوں۔ پھر میں نے
 اس سے کہا کہ اس شہر کا نام کیا ہے وہ بولا کہ اس شہر کا نام سب ہے پھر میں نے اس سے کہا کہ اس شہر کا بادشاہ
 کون ہے۔ وہ بولا اس شہر کا بادشاہ بلقیس نام کی ایک عورت ہے اور وہی اس ملک کی ملکہ ہے اور اس
 کے تابع بارہ ہزار سردار قوم اور ہر سردار کے تابع ایک ایک لاکھ سوار و پیادہ ہر وقت رہتے ہیں اور
 تو میرے ساتھ چل میں تجھ کو وہ سب دکھا تا ہوں۔ تب اس سے میں نے کہا کہ بہت دیر ہوئی میں حضرت
 سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا ہوں کبھی بادشاہ کو یا لشکر کو پانی کی تلاش ہو تو اس وقت وہ مجھے تلاش
 کریں گے اور میں اس وقت حاضر نہ ہوں گا تو پھر مجھ کو سخت سزا دیں گے کیوں کہ پانی کے واسطے مقرر
 ہوں۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہند کو اللہ تعالیٰ نے ایسی بصارت دی
 تھی کہ جس زمین میں پانی بتایا نہ ہوتا وہ در در تک دیکھ کر بتا دیتا تھا اور جہاں حضرت سلیمان علیہ
 کا تخت شاہی جاتا وہاں ہند کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے اور پھر اس کو پانی کے واسطے بھی بھیجتے

تھے۔ جہاں وہ نشان دیتا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے جنوں کو بھیج کر تالاب و کنواں کھدوا کر وہاں سے پانی منگواتے تھے۔ الغرض اس بُدبُدنے کہا کہ میرے ساتھ چلو اور وہاں جا کر بلقیس دختر نمرائیل کو دیکھو کہ اس کی شان و شوکت کیسی ہے اور اس کے صحن و اخلاق کو دیکھ کر تم خوش ہو جاؤ گے پھر میں اس کے کہنے سے اس اس جگر بر گیا اور شہر سبائیں بلقیس کو دیکھا ایک تخت عظیم ہے کہ طول و عرض اس کا تیس گز ہے اور تمام ہوا ہوا سے مرصع اور چاروں پاٹے اس کے یا قوت سرخ اور زبرجد اور زرد اور لعل کے ہیں اس پر وہ بیٹھی ہے اور وہ بے دین اور وہ آفتاب پرست ہے۔ اور وہ اپنا شوہر بھی نہیں رکھتی۔ حضرت سلیمان نے کہا تو نے جو کہ مجھ کو برا لیا تو نے کیونکر جانا کہ وہ بے دین ہے؟ اس نے جواب میں کہا۔ **قَوْلُهُ تَعَالَى: إِنِّي دَجُوتُ امْرُؤًا تَمْلِكُهُمْ ذَاتُ يَمِينٍ وَشِمَاءٍ**۔ **الآیۃ ترجمہ** حضرت سلیمان علیہ السلام سے بُدبُدولائیں نے پایا ایک عورت بادشاہی کرتی اور اپنی قوم کی اور اس کو ہر چیز عنایت کی گئی ہے یعنی مال و اسیاب حسن و جمال اور اس کا ایک تخت شاہی بہت بڑا ہے۔ اور میں نے وہاں یہ بھی دیکھا کہ اس کی قوم اس کو سجدہ کرتی ہے اور وہ سب کے سب سورج کو سجدہ کرتے تھے اور اسی کو خدا مانتے تھے اور حقیقی معبود کو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اے بنی اللہ کے مجھ کو آپ کچھ خلعت عطا فرمائیے تاکہ میرے پاس آپ کا کچھ نشان رہے اور پھر میرے بعد میرے فرزند بھی آپ کو یاد کرتے رہیں۔ یہ سُنکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس بُدبُدنے سے کہا **قَوْلُهُ تَعَالَى: مَسْطَرَةٌ أَحَدُ قَتَاهُ دُكْنٌ مِّنَ الْكُنُوزِ**۔ **ترجمہ** کیا ہم دیکھیں گے تو نے سچ کہا ہے یا جھوٹ ہے۔ یہ سُنکر بُدبُدولائے بنی اللہ آپ سے جھوٹ نہیں کہتا ہوں اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بُدبُدنے کے سر پر جو تلخ ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی دی ہوئی نشانی ہے اور پھر بُدبُدنے حضرت سلیمان سے کہا اس سے بہتر خلعت چاہتا ہوں آپ سے کہ جس میں میری اولاد کی ہنری ہو۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ کار قصاص کا تجھ کو اور تیری اولاد کو میں نے دیا اور تو بلقیس کے پاس میرا خط لے کر جا۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **إِذْ حَبَّيْنِي بِكُتُبِي هَذَا**۔ **الآیۃ ترجمہ** اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہ میرا خط لے جا اور وہ خط لے جا کر اس کی طرف ڈال دو اور پھر اس کے پاس سے چلے آؤ اور دیکھو وہ کیا جواب دیتی ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھا سز مہر سلیمانی کہ اس بُدبُدنے کے حوالے کیا۔ اور وہ خط بُدبُدنے اپنی چونچ میں لے کر شہر سبائیں بلقیس کے در پر جا پہنچا اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے مکان سے بلقیس کے مکان تک دس کوس کا فاصلہ تھا اور ہفت در قصر محلی بلقیس کے بند پائے لیکن اس کی کھڑکیاں کھلی ہوئی تھیں اس کے اندر جا کر دیکھا تو بلقیس کو سوتا

ہوا پایا اور اس خط کو بلقیس کی چھاتی پر رکھ کر چپکے سے باہر نکل آیا۔ جب بلقیس بیدار ہوئی تو وہ خط سلیمان کو اپنی چھاتی پر پایا اور اس نے اس کے لانے والے کو معلوم نہ کیا اور اپنے دل میں کچھ خوف زدہ سی ہو گئی پھر اس نے اپنے کارپرداروں کو بلا کر ان سے پوچھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرما سلب۔ **قَالَتْ يَا أَيُّهَا الْمَلَأَ اءِیْ اِنِّیْ اِیَّیْ کُتِبَ عَلَیَّ بِرَءِیْہِ رَاٰہُ مِنْ سُلَیْمٰنَ اِنِّیْ تَرْجِمَہُ** اور کہنے لگی بلقیس اے درباریوں! مجھے بتاؤ کہ میرے پاس یہ خط کس طرح سے ڈال دیا ہے اور وہ خط بڑی عزت و عظمت کا ہے اور ہے وہ حضرت سلیمان کی طرف سے اور اس خط کو شروع بھی اللہ تعالیٰ کے نام سے کیا گیا ہے جو بڑا مہربان ہے نہایت رحم والا اور اس میں یہ لکھا ہے کہ تم اپنی سلطنت پر زور مت دکھاؤ اور میرے پاس مسلمان ہو کر چلی آؤ۔ بلقیس نے یہ خط پا کر اس کو بڑی تعظیم و تکریم سے پڑھا اور خدا کی مہربانی سے وہ دولت اسلام سے مشرف ہو گئی اور تقدیر الہی وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی زوجیت میں داخل ہوئی اور خط کا مضمون دریافت کر کے کہنے لگی اپنے ملازموں سے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے **قَالَ تَلٰی قَالَتْ یَا أَيُّهَا الْمَلَأَ اءِیْ اِنْتُوْنِیْ الْاِیْمَہِ تَرْجِمَہُ** کہا اے دربار والو اور مجھ کو جواب دو کہ میں اپنے کام میں کون کام تم پر مقرر نہیں کرتی۔ جب تک تم حاضر نہ ہو۔ یہ سکر درباریوں نے جواب دیا۔ **قَالَ تَلٰی قَالُوْا نَحْنُ اَوْ لَوْ تَوَسَّجَ وَاَدْوَجَا** پس **شَدَّ یَدَہِ** الایت کہا انہوں نے ہم صاحب قوت اور صاحب جنگ ہیں اور یہ کام نیزے اختیار میں ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے یہ سکر بلقیس نے کہا کہ مجھ کو تو حضرت سلیمان علیہ السلام اسلام کی دعوت دیتے ہیں انہوں نے لکھا ہے کہ تم آفتاب پرستی چھوڑ دو اور اسلام میں پورے طریقے سے داخل ہو جاؤ۔ اگر میں ان کی یہ بات نہ مانوں گی تو وہ میری سلطنت کو برباد کر دیں گے چنانچہ قولہ تعالیٰ **قَالَتْ اِنَّ الْمَلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَمْسَدُوْہَا** الایت زیر کہا بلقیس نے تحقیق بادشاہ جس وقت کسی لبنی یا ملک میں داخل ہوتے ہیں تو وہ اس بستی کو خراب کر دیتے ہیں اور وہاں کے سرداروں کو بے عزت کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی طرح سے اگر وہ ہمارے ملک میں داخل ہونے تو پورے ملک کو خراب کریں گے اور پھر بلقیس کہنے لگی قولہ تعالیٰ **وَ اِنِّیْ مُؤْمِلَۃٌ اَیْنُہُمْ یَہْیِیْہُ** ترجمہ تحقیق میں۔ بھیجنے والی ہوں ان کی طرف ہدیہ کو پھر میں دلچسپی ہوں کہ آئندہ وہ کسی چیز سے واپس آئے۔ اور اگر سلیمان علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں تو پھر ان کے ساتھ کسی طرح مناسب مین ہے چنانچہ میں ہدیہ بھیج کر ان کی آزمائش کرتی ہوں۔ کیونکہ اگر وہ پیغمبر خدا ہوں گے تو وہ ہدیہ نہیں لیں گے اور بغیر اسلام کے وہ کسی طرح راضی نہ ہوں گے بلقیس کے وزیر نے کہا اے بلقیس تمہاری جو مرضی میں آئے وہ کرو۔ پس بلقیس نے قسم قسم کے ہدیے اور تحائف حضرت سلیمان علیہ

السلام کے پاس ایک لڑکی کے ہاتھ بیچنے حضرت سلیمان علیہ السلام تخت پر بیٹھے اور ایک ہزار دریران کے چاندی کی کرسیوں پر ان کی ملازمت میں بیٹھے تھے تو اور جن ان کے گرد اگر حضرت سلیمان علیہ السلام کے مودب کھڑے تھے اور ہزاروں پرند ہول کے ان کے سر پر سایہ دے رہے تھے ہم نے جلدی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر پہنچانی کہ آپ کو بلقیس نے بہت سے ہدیے و تحائف اور سات اینٹیں سونے کی اور چاندی کی اور سات پردے زر لعنت کے حضور کے پاس بطور ہدیہ و تحائف ارسال کیے ہیں یہ چیزیں دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے ملازمین کو حکم دیا کہ بادشاہی دروازے کے سامنے میدان کی دیوار سے سونے اور چاندی کی اینٹوں سے جو بنی ہے وہاں سے سات اینٹیں سونے کی اور سات اینٹیں چاندی کی اور سات پردے زر لعنت کے لئے واجب ان قاصدوں نے شاہی میدان کو دیکھا اور اس دیوار کے قریب آئے تو وہ قاصد یہ شان و شوکت اور حشمت و عظمت کو دیکھ کر بھڑکنا شروع کر دیے اور پھر وہ بولے کہ یہ ہم چند طشت سونے کی حضرت سلیمان کی تندر کیوں کریں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمام دروازوں کی شاہی بارگاہ کے میدان سونے اور چاندی کے ہیں اور ہماری یہ چودہ اینٹیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ اور جس دیوار سے وہ چودہ اینٹیں سونے و چاندی کے ہیں اور سات پردے زر لعنت کے کھلو اگر حضرت سلیمان علیہ السلام نے منگوالیے تھے۔ جب اس جگہ پر بھیس کے نیچے ہوئے قاصد وہاں پہنچے تو انہوں نے وہ دیکھ کر کہا کہ شاید ہم کو چور ٹھہرا کے پکڑنے کے لیے یہاں سے اینٹیں نکال کر فریب کیا ہے۔ غرض بلقیس کے قاصد نے حضرت سلیمان کے پاس آکر وہ تمام تحفے و تحائف ان کی خدمت میں پیش کر دیئے اور پھر شرطیں خدمت کی بجالائے چنانچہ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاءَ مُسْتَلِيمٌ قَالَ أَتَيْتُكُمْ بِمِثَالِ مَا لَكُمْ۔ ترجمہ پس جب آیا حضرت سلیمان کے پاس بلقیس کا قاصد تو اس سے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تم کیا مدد دیتے ہو میرے لیے اپنے مال سے پس جو کچھ مجھ کو دیا ہے اللہ تعالیٰ نے وہ بہتر ہے اس چیز سے کہ دیا ہے تم کو اور جاؤ تم اپنے اس تحفے سے خوش رہو اور ان کو یہ تحفے واپس کر دھو تم لوگ ان کے پاس چلے جاؤ اور اب ہم سمجھتے ہیں ان لشکروں کو کہ بن کا وہ سامنا نہ کر سکیں گے اور ہم ان کو اب نکال دیں گے بے عزت کر کے اس شہر سے پس وہ ذلیل ہو جائیں گے یہ خبر لے کر بلقیس کے قاصد فوراً واپس ہو لیے اور وہاں پہنچ کر بلقیس سے کہا کہ وہ صاحب حشمت و عظمت اور ثروت سے سرفراز ہیں۔ یہ سن کر وہ بولی کہ وہ بیشک بنی ہوں گے اور ان سے کہو کہ اپنی عزت کا کچھ معجزہ دکھادیں کیونکہ اصل دلیل پیغمبری کی معجزہ ہوا کرتی ہے چنانچہ وہ ہم کو اپنا معجزہ دکھادیں تب ہم سب ان پر ایمان لے آویں گے اور بلقیس نے ایک سولنڈی اور

غلام سب کو ایک ہی صورت کے لباس پہنا کر اور لکڑیا قوت ناسفتہ ڈیرے میں رکھ کر اور چند مادیوں اسب ساتھ کر کے لاکر اور ایک شیشہ خالی واسطے امتحان و امتیاز کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اپنے قاصدوں کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ تم جاؤ اور یہ سب کچھ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچاؤ اور پھر ان سے کہو کہ آپ ان سب غلام اور لونڈیوں میں امتیاز کر دیں اور اس یا قوت ناسفتہ کو سفتہ کر دیں یعنی آہن اور الماس کے اور اسب اور مادیوں کو کہ سے جدا کر دیں اور یہ شیشہ بھی پانی سے بھر دیں اور نہ وہ پانی آسمان سے برسا ہو۔ اور نہ وہ زمین سے نکلا ہو۔ پھر وہاں سے جلد چلے آؤ میرے پاس اس بات کی خبر لے کر جتنا پختہ قلمدہ نے وہ سب لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو پہنچا دیا۔ اور وہ شرطیں جو بلیقیں نے چلتے وقت کہیں تھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کو بیان کر دیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ سیلابی آفتاب لاکر پہلے لونڈی اور غلام کے ہاتھ دھلائے۔ لونڈیوں نے اپنا کف دست دھویا وہ لونڈیاں تھیں اور وہ جنہوں نے سر انگشت دھویا وہ سب کے سب غلام تھے۔ اور عورت و مرد میں یہی عادت ہے اور دوسرا عجائب کہ اسب مادیوں اور کرہ کو پس و پیش بنو کر کیرے کو حکم کیا۔ چنانچہ کیرے نے فوراً چھیدا۔ اور دوسرا عجائب کہ اسب مادیوں اور کرہ کو پس و پیش بنو کر کیرے نے دانہ کھاس دیا۔ ان میں سے بعضوں نے دانہ پر جلدی سر بڑھایا اور بعضوں نے پیچھے پس اسی سے حضرت نے دریافت کیا اور فرمایا کہ جن گھوڑوں نے جلدی سے اپنا منہ دانے پر بڑھایا سو وہ مادیوں کند ہیں اور جن گھوڑوں نے تاجیر کی کھانے میں وہ ناکند ہیں۔ اس کے بعد حکم کیا کہ اپنے گھوڑوں کو دوڑاؤ اور ان کے پسینے سے شیشہ بھرا۔ عرض حضرت سلیمان علیہ السلام نے بلیقیں کے سوالات ناانسانہ کو بطریق ثالثہ حل کے اور اس کے قاصدوں کو خلعت دے کر رخصت کیا۔ پس قاصدوں نے بلیقیں سے جا کر یہ معجزات اور کرامتیں بالشرح بیان کیں بلیقیں نے یہ سن کر اپنے ارکان دولت سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ میں حضرت سلیمان کے پاس جاؤں اور ان کی اطاعت قبول کروں یہ کہہ کر بلیقیں نے اسباب سفر کا تیار کر لیا اپنے ساتھ لونڈی و غلام اور بہت سا لشکر بھی اپنے ساتھ لے لیا اور تخت و دولت کو ہفت خانے میں رکھ کر ہفت در بند کو کے گنجیاں اپنے ساتھ لے لیں، اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ معتمد الہ کے پیر و کردیں اور پھر اس سے کہا کہ تخت جڑاؤ اور دولت پہ مدار سلطنت ہے اچھی طرح حفاظت سے رکھنا یہ کہہ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں جانے کا قصد و غرض کیا چنانچہ ہوا نے جلدی سے آکر حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر دی کہ بلیقیں ملکہ شہر سے عنقریب حضور کی خدمت میں حاضر ہونے والی ہے اور ہوا سے بھی پہلے جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے آکر کہا۔ اور

کچھ مذہبیت بھی بلقیس کی بیان کی تھی کہ اس کی ساق پر بال بہت ہے اور کچھ کم نقل بھی ہے کیوں کہ ان کی ماں جنوں سے تعلق رکھتی ہے اور بہ نسبت انسان کے جن کم نقل ہوتے ہیں پس جن یہ بات حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہہ کر بعد میں بہت ڈرے کہ اگر ہماری بات جھوٹ ہو گئی تو ہم کو ضرور سزا ملے گی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان باتوں کو آزمائش کرنے کے لیے بلقیس کی آمد کی راہ پر اپنے تخت گاہ کے سامنے حوض بنا کر اس پر ایک پل شیشے کا تیار کیا۔ اور اس حوض میں پھلی و مرغابی بھی چھوڑ دیں اور وہ پل ایسا تھا کہ اوپر ظاہر معلوم اور بلقیس اس کے اندر سے آویگی تو یقین ہے کہ پانی ہی کے دھوکے سے پیہلیوں کے پیہرے اٹھائے گی تو پیہلیوں کے بال ظاہر ہو جائیں گے یہ ہی حکمت اس کی آمد پر کی گئی تو لہ تعالیٰ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْکَلْبُ یَا قَتْنِیْ یَعْدُ فِتْنٰہُ۔ الا یتہ۔ ترجمہ اور کہا حضرت سلیمان علیہ السلام نے دربار والہم میں کوئی ہے کہ اے میرے پاس تخت بلقیس کا پہلے اس سے کہ وہ آوے میرے پاس سلیمان ہو کہ کہا ایک جن نے جنوں میں سے کہ میں نے آؤں گا تمہارے پاس پہلے اس کے کہ تم اٹھو اپنی جگہ سے اور تحقیق میں البتہ اس پر زور آدرہوں بامنت اور بامانت اس واسطے کہا کہ اس کے تخت میں جواہر لگے ہوئے تھے نہایت بیش قیمت۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر آصف بن برخیا نے کہا کہ اس سے میں جلدی لاؤں گا بلقیس کے تخت کو مانند ایک پلک کے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمایا ہے۔ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَہٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ الْاٰیۃِ تَرْجُمَہُ اَکْبَہَا اس شخص نے کہ نزدیک اس کے علم تھا یعنی اسم اعظم اللہ تعالیٰ کا وہ جانتا تھا وہ بولا کہ میں نے آؤں گا تیرے پاس تخت بلقیس کا پہلے اس کے وہ پھر آدے طرف تیرے نظر تیری یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اس سے قبل۔ پھر آصف نے اسم اعظم پڑھتے ہی ایک ہی پل میں تخت بلقیس کا سلیمان علیہ السلام کے پاس لا موجود کیا۔ پھر اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ قَوْلَہٗ تَعَالٰی۔ قَالَ کَذَبُواْ وَکَاہَا عَزَّوَجَلَّہَا فَتَنَّاہَا فَتَنَیْہَا مِّنْ اَمْرِ تَحْکُوْنَ مِّنَ الَّذِیْنَ لَا یُہْتَنٰکُ ذُوْنَہٗ ترجمہ حضرت سلیمان نے فرمایا کہ روپ بدل کر دکھاؤ اس عورت کو اس کا تخت تاکہ ہم کو معلوم ہو جائے کہ اس میں سوہرہ بوجھ ہے یا نہیں یا ان لوگوں میں اس کا شمار ہے جن کو سوہرہ بوجھ نہیں ہوتی۔ اور روپ بدلنا یعنی بلقیس کا تخت بڑا دکھاؤ بڑا اکھاڑ دیا گیا اور دوسرے قریب سے اس کو بڑا لیا۔ کیوں کہ اس سے بلقیس کی عقل آزمائی تھی اور پھر اپنا معجزہ دکھانا بھی تھا چنانچہ کار پر وازدن نے ایسا ہی کیا۔ غرض جب بلقیس اس حوض کے کنارے پر آئی اور پل شیشے کا تھا جو کہ اعلیٰ قسم کی کاریگری سے تیار کر لیا تھا اس پر اس کی نظر پڑی اور اس کو یقین ہوا کہ شاید یہاں پانی ہے تب اس نے اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔ اس

سے حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم کیا کہ اس کی ساق پر کچھ بال نہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو بات جن نے اکر کہی تھی وہ جھوٹ بات تھی۔ اور جب بلیقین حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی اور پھر اس نے تخت اپنے کو پہنچانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَصَرْتُمْ قَالَتْ كَذَٰلَهُ هُوَ حُجُوجَ الْآيَةِ۔ ترجمہ! جب بلیقین حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی۔ کسی نے اس کو کہا ایسا ہے تیرا تخت۔ تب اس نے اپنے تخت کے پاس جا کر بولی گویا یہ وہی تخت ہے اور ہم کو معلوم ہو چکا ہے کسی ذریعہ سے اور ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں اس بات سے بھی معلوم ہوا کہ بلیقین غفلت اور ہوشیار ہے اور کسی نے کہا اس عورت کو کہ اندر محل میں نے جلو پھر جب وہ محل کے اندر گئی تو دیکھا کہ محل کے اندر ہے۔ پھر اس نے اپنی پنڈلیوں کو کھولا تو پھر کسی کہنے والے نے کہا کہ یہ تو شیثے کا جزو اعلیٰ ہے پھر وہ بڑی ہی متحیر ہو کر بولی تو لاہ تعالیٰ: قَالَتْ ذِٰلَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ لِلّٰہِ ذِٰلَ الْعَٰلَمِیْنَ ترجمہ کہا بلیقین نے اے میرے پروردگار تحقیق میں نے ظلم کیا اپنی جان پر اور ارمیطع ہوئی حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ واسطے خداوند قدوس کے جو پروردگار ہے تمام جہانوں کا ایک تفسیر میں بھی لکھا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اس وقت اپنے دیوان خانے میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس میں پتھروں کی جگہ پر شیثے کا فرش تھا اور دیکھتے والے کو دور سے پانی نظر آتا تھا۔ اسی وجہ سے بلیقین نے اپنی پنڈلیاں وہاں کھول دیں اس پانی سے گزرنے کا تصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان نے بلیقین کو کہا کہ یہ شیثے کا فرش ہے پانی نہیں ہے اس بات سے عقل کا تصور اور عقل کا کمال حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم ہوا اور پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو جزوں کی زبانی سنا تھا کہ اس کی پنڈلیوں پر بال ہیں بکریوں کی طرح اب معلوم ہوا کہ وہ سچ ہے پھر انہوں نے اس کی دلوں کو بکریوں کی اور اس کو نورہ کہتے ہیں اور وہ دو ابھرت مشکل سے تیار ہوئی تھی۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام بلیقین کو اپنے نکاح میں لائے حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں تھیں اور سات حرم تھیں سب پر ان کو شرف دیا۔ اور ایک مکان نہایت عالیشان بنا کر تکلف بنا کہ اس میں اس کو رکھا تھا۔ ایک دن بلیقین نے کہا اے نبی اللہ آپ کو ہر روز تخت ہو اپر میر کہ تم میں اور تمام عالم کے گرد پھرتے ہیں مجھ کو بھی ایک دن اپنے ساتھ لے چلیے تاکہ میں فلاں جزیرے میں جا کر عجیب و غریب ناشاد دیکھوں یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ اس تخت کو اس جزیرہ میں لے جات دریا کے کے جزیرے میں پہنچا تب ہوانے وہاں ان کے علم پر وہ تخت پہنچا دیا۔ بلیقین وہاں کا سبزہ اور آب رواں دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور وہاں کے دریا کی گھوڑوں کے بانوؤں پر بڑھ دیکھے وہ

سب کے سب سلیمان علیہ السلام کا تخت دیکھ کر مثال پرندوں کے اڑ گئے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا جنوں کو کہ ان گھوڑوں کو پکڑ لاؤ۔ انہوں نے عرض کی اے بنی اللہ ہم ان گھوڑوں کو نہیں پکڑ سکیں گے مگر ہاں سمندری ایک جن ہے اور وہ آپ سے باہمی ہو کر قعر دریا میں چھب گیا ہے اگر حضور کا حکم ہو تو میں اس کو پکڑ لاؤں اور اس سے جا کر کہوں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے ہیں اب تم آ جاؤ یہ سنتے ہی وہ ہمارے ساتھ چلا آوے گا تب اس کو پکڑ کر حضور میں لا دیں گے اور اور پھر اس کے ہاتھ سے وہ گھوڑے پکڑے جاویں گے یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم کیا کہ وہ جن حاضر کیا جاوے۔ چنانچہ بہت سے جن دریاؤں میں جا کر گرد عالم کے سمندروں میں پکارتے رہے اور یہ آواز دیتے رہے کہ اے جنوں اب تم نکل آؤ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے کیوں کہ آواز اس جن کے کانوں میں بھی پہنچی وہ اس بات کو سن کر قعر دریا سے خوش ہو کر باہر نکلا۔ پس انہوں نے اس سے کہا کہ بھائی ہم نے سلیمان کے عذاب و سزا سے نجات پائی اور اب ہم کو چاہیے کہ ہم سب وہاں جا کر اس کی سلطنت میں دخل کریں اور خوب مزے سے رہیں اور اچھی طرح سے چین و راحت حاصل کریں یہ کہہ کر جب دونوں میں خوب ملاپ ہو گیا تو انہوں نے اچانک اس پر کند ڈال کر ہاتھ پاؤں باندھ کر حضرت سلیمان کے پاس حاضر کر دیا۔ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے نظر غضب سے اسے کو دیکھا **واسی** اسے بارے خوف کے کہا کہ یا بنی اللہ مجھ کو امان دو اور جان بخشی کرو۔ اور میں آپ کا فرمانبردار ہوں اور جو کچھ آپ فرمائیں گے اس کو بسر و چشم بجا لاؤں گا۔ یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اگر تو اپنی جان بخشی چاہتا ہے تو دیکھ فلا نے جبیر سے میں دریائی پرند گھوڑے میرے واسطے پکڑ لا۔ یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ اے بنی اللہ تم مجھ پر کچھ حیلہ و حکمت کے وہ گھوڑے میرے ہاتھ نہیں آئیں گے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ تو اس وقت کیا چاہتا ہے وہ بولا کہ گھوڑے فلا نے چشے سے پانی پیتے ہیں چند جنوں کو میرے ساتھ کر دیجیے تاکہ وہ اس چشے سے پانی نکال ڈالیں اور بجائے پانی کے اس کو شراب سے بھر دیں تب وہ بمنزلہ پانی کے اس کو پینیں گے اور پھر اس کے پینے سے ان کو نشہ ہو گا پھر اس وقت اس پر کند ڈال کر پکڑ لیں گے اور خدمت میں آپ کی حاضر کریں گے پس حضرت سلیمان نے جنوں کو سمندروں پر ان کے ہمراہ کر دیا انہوں نے وہاں جا کر چالیس گھوڑے دریائی پکڑ کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں لے آئے اس وقت عصر کا وقت تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام گھوڑوں کی لطافت اور نرمیاں

نے یہاں اختلاف روایت ہے اور مترجم نے دونوں روایتوں کو نقل کیا ہے کہ بلقیس کے ساتھی پر بال تھے یا نہیں ۱۲۰

دیکھنے لگے یہاں تک کہ عصر کا وقت بھی رخصت ہونے لگا اسی وقت حضرت جبرائیل عیناب باری تعالیٰ سے عتاب لائے اور کہا کہ اے سلیمان تو دنیا کے مال و محبت میں ایسا مشغول ہوا کہ کہ نماز عصر جانے پر ہمدی حضرت سلیمان علیہ السلام یہ الفاظ نہ کر فوراً سجدے میں گر پڑے ورنہ براہِ راز روئے لگے اور برابر استغفار پڑھنے لگے چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصَّغِفَتِ الْجِيَادُ لَا فَقَالَ إِنِّي أَكْجَبْتُ الْآلِيَةَ جس وقت کہ رو برو لائے گئے حضرت سلیمانؑ کے خاصے گھوڑے پس حضرت سلیمان نے کہا تحقیق میں نے دوست رکھا مال کو اپنے رب کی یاد سے یہاں تک کہ سورج چھپ گیا پردے میں پھر کہا لاؤ ان گھوڑوں کو میرے پاس پس شروع کیا ہاتھ پھر ناپاؤں اور گردن ان گھوڑوں پر ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیجے آفتاب ٹھہر گیا۔ اس کو ڈوبنے نہ دیا یہاں تک کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وقت پر نماز عصر کی پڑھ لی تب آفتاب غروب ہوا۔ اور یہ بھی ایک روایت میں ہے کہ حضرت سلیمان نے ان گھوڑوں کے پر کاٹ ڈالے پھر ان کے پردہ بارہ پیدا نہیں ہوئے اور اس پر تازی انہیں کی نسل سے ہیں ۔

بیان حضرت سلیمان علیہ السلام کا شہر صیون میں جانا اور پانچ ماہ تک وہاں کا راجہانا

تواریخ کے حوالے سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ کو بلقیس کے قصہ سے فراغت ہوئی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے سمندوں جن سے پوچھا کہ اے سمندوں تو نے کسی جزیرے میں کوئی چیز عجیب و غریب دیکھی ہے یہ سن کر وہ بولا اے حضرت سلیمانؑ میں نے دیکھی ہے دریائے مغرب میں ایک جزیرہ ہے اور اس میں ایک شہر عظیم الیلہ ہے چاروں طرف اس کی دیوار عظیم ہے اور اندر اس کی ایک سو گز ہے اور اس کے اندر بارہ برج ہیں اور ہر برج پر ایک عظیم نصب کیا ہوا ہے اور اس دیوار کے نیچے میں ایک بڑا میدان ہے اور اس میں ایک مکان عالیشان ہے جس کی بناوٹ سنگ مرمر کی ہے اور اس پر ایک منارہ بلند ہے اور اس مینارے پر دو شیر سنگین اور عقاب بزرگ مثل آدمی کے سونے سے بنا ہے اور اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں اور جب میں نے اس جزیرے پر جا کر دیکھا ہے چار ہزار تجربوں میں لونڈیاں صاحب جمال پر بیٹھی ہیں اور اس کے نیچے میں ایک عظیم الشان تخت بچھا ہوا ہے اور اس پر ایک نہایت حسین ماہ لقا اور اس کے ساتھ ایک دختر برج انتر کے بیٹھی ہے اور تقریباً ایک ساعت کے بعد وہ دختر اس تخت سے اٹھ کھڑی ہوئی اور وہ چار ہزار لونڈیاں اپنے اپنے تجربوں میں داخل ہوئیں اسی وقت میں نے جا کر ایک لونڈی سے

معلوم کیا کہ اس شہر کا انام ہے اور ماہ لقاحین نیک خاتون کوں ہے اور اس کے ساتھ جو دفتر ہے وہ کوں ہے۔ اور وہ علم جو بے حد پر رکھا ہوا ہے یہ کیوں رکھا ہے اور وہ شیر اور عقاب جو مینار پر بنا رکھے ہیں۔ وہ کوں ہیں۔ یہ باتیں سن کو وہ لونڈی مجھ سے بولی کہ کس ملک کے باشندے ہو اور کہاں سے آئے ہو میں نے اس کے جواب میں کہا کہ میں دوسرے ملک سے آیا ہوں یہ شکر وہ کہنے لگی کہ میں پہلے سے ہی جانتی تھی کہ سوا اس کے ملک کے اور کوئی دوسرا ملک نہیں ہو سکتا۔ پھر وہ کہنے لگی کہ اس شہر کا نام حیدرون ہے اور جو حسین و جمیل ماہ لقاح آپ نے دیکھی ہے وہ ہمارے بادشاہ کی بیوی ہے اور اس کے ساتھ جو دفتر ہے وہ بادشاہ زادی ہے اور یہ صورتیں طلسم کی اس واسطے بنائی ہیں کہ جب کوئی دشمن اور غنیم کو دیکھیں گے تو یہ آواز دے گی پھر اس وقت ہمارے بادشاہ کو معلوم بھی ہو جائے گا کہ ہمارے ملک پر کوئی دشمن اور غنیم آیا ہے تو اسی وقت مکمل تیاری کر کے اس کو مار ڈالیں گے اور وہ جو عقاب ہے یہ تو ہمارا داعی ہے اور جب ہماری پوجا کرنے کا وقت ہوتا ہے تو وہ بانگ دیتا ہے تب ہم سب جا کر بادشاہ وقت کی پوجا کرتے ہیں اور ہماری عبادت کا طریقہ بھی چلا آتا ہے (عِبَادًا لِلَّهِ مِنْ ذَٰلِكَ) اور اس کے علاوہ دوسرے حاکم منصف ہیں جب کوئی انسان اور فریادی دونوں میں کوئی خصومت واقع ہو تو ان دونوں شیروں کے پاس ان کو بادشاہ وقت بھیجتا ہے اور جو ناحق ہوتا ہے اس کو یہ دونوں شیر بھار ڈالتے ہیں اور کوئی شخص بھی بے راہ نہیں چلتا۔ اور نہ کوئی جھوٹ بولتا ہے۔ جناب اس کا یہ ماجرا ہے پس سمجھو جن سے شہر حیدرون کی حقیقت و ماجرا سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے لشکروں کو فرمایا کہ تم لوگ شہر حیدرون میں جہاد کرو اور میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ یہ سنتے ہی تمام جن لوگ بموجب حکم حضرت سلیمان علیہ السلام کے تحت پر آموجود ہوئے اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم کیا کہ جلدی سے میرا تخت شہر حیدرون میں پہنچا دے چنانچہ ہوا نے بموجب حکم جلدی سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت شہر حیدرون میں قریب پہنچا دیا۔ جب تخت حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور سے نمایاں ہوا تو وہ طبل و علم حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت بساط دیکھو اس مینار سے اور برجوں پر سے لپکا کر آواز دینے لگے پھر اہل حیدرون کو معلوم ہوا کہ ہم پر کوئی غنیم آتا ہے تب تمام اہل شہر و سپاہ اور تمام لشکر مع ہتھیاروں کے آراستہ کر کے جنگ کے واسطے اپنے شہر حیدرون سے نکلے تو وہ اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک جماعت موفوج کے تحت پر بیٹھی ہو چکی ہے اور اہل آتی تھی یہ دیکھ کر اہل حیدرون بے کہ ہم نے آج تک کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا اور نہ کبھی سنا کہ اس کا لشکر سوار ہو کر ہوا پر چلے

معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ بادشاہ نہایت بزرگ ہے پس وہ لوگ میدان جنگ میں آکر کھڑے ہو گئے ادھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے جنوں سے فرمایا کہ پہلے تم جاؤ اور ان کافروں سے لڑو۔ بموجب حکم وہ تمام جن ان کافروں سے لڑنے لگے۔ لکھن مردم جزبہ جنوں پر غالب آئے۔ تب حضرت سلیمان نے دوسرے اور جنوں کی جماعت کو ان سے لڑنے کے واسطے بھیجے۔ چنانچہ وہ جماعت بھی ان سے مغلوب ہو گئی۔ پھر اس کے بعد آدمیوں کو فرمایا کہ اب تم لوگ ان کافروں سے ہاک لڑو بموجب حکم جب مردم بسیاران سے لڑے تو ان کو زیر کیا۔ اور آخر میں ان کا بادشاہ بھی نکل کر حضرت سلیمان علیہ السلام سے لڑنے کے واسطے میدان میں آیا اور اس بادشاہ کا نام عنکبود تھا حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہوا کو حکم کیا ہوانے ایک مشت خاک اس پلید کی آنکھوں میں ڈال دی تو وہ اندھا ہو گیا اور فوراً غش کھا کر زمین پر گر پڑا اور اسی کے شیر نے اس پلید کا سر کاٹ کر کھالیا۔ اور بعض نے کہلے ہڈی آکر اس پلید کی آنکھیں کھا کئی تھیں۔ اسی طرح وہ پلید جہنم واصل ہوا۔ اور باقی کافروں کو لشکر سلیمان نے مار کر دریا میں بہا دیا اور شاہ عنکبود کی بیٹی کہ وہ نہایت صحن و جمیل تھی اس کو اپنے ساتھ حضرت سلیمان نے اپنے تخت پر اٹھا کر شہر کو ویران کر کے چلے آئے۔ میں اس قصہ کو اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان حضرت سلیمان کا مبتلا ہونا رنج میں بعض سہواً تقصیرات کی وجہ سے

جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے شہر صیدون سے مراجعت فرمائی تو راستے میں اتنے وقت اس بادشاہ کی بیٹی سے کہنے لگے کہ اے نیک بخت تو ایمان لے آ اور مسلمان ہو جا۔ اس نے جواب دیا کہ بیشک میں مسلمان ہوں گی۔ لیکن مجھ سے میرے باپ سے ملاقات کر اؤ۔ پھر یہ سن کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے باپ کو تو مار ڈالا کیلئے ہے اسے تم کیوں کر دیکھو گی۔ بہر کیف اس دفتر کے کہنے سے حضرت سلیمان نے اس کے باپ کا سر منگو کر اس کو دکھایا۔ وہ دفتر بیہوش ہو کر گر پڑی۔ پھر وہ کافی عرصہ کے بعد ہوش میں آئی اور بہت ہی گریہ زاری کرنے لگی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو بہت پیار کیا اور اس کی ہر طرح پر دل داری کی۔ پھر اس کی خاطر جمع نہ ہوئی۔ آخر الامر دین اسلام سے مشرف ہوئی پھر حضرت سلیمان علیہ السلام اس کو اپنے نکاح میں لانے اور اس کو بہت چاہتے تھے ایک دن ابلیس العین نے صورت آدمی کی بنی کہ اس دفتر سے جانکر کہا کہ اے لڑکی تو بادشاہ زادی ہے کیوں اپنے باپ کی صورت بنا کر نہیں پوچھتی تاکہ تیرے باپ کی روح تجھ سے خوش رہے جیسا کہ وہ اپنی زندگی میں تجھ سے خوش تھا۔ اور خبردار یہ بات حضرت سلیمان سے مت کہنا اس بات

کو چھپا کر رکھنا۔ تب وہ دفتر اپنے باپ کی صورت بنا کر گھر میں مخفی پڑ جتی تھی، اور اس طرح وہ اپنا دل شاد رکھتی تھی۔ اس طرح سے چالیس دن گزر گئے اور ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس دختر سے کہا کہ تو ایمان لا کر مسلمان ہو جا بھریں تجھ سے نکاح کروں گا منکر وہ بولی کہ میں مسلمان ہوں گی اور میں تمہاری زوجیت بھی قبول کر دوں گی۔ اس شرط پر کہ آپ حکم دیں کہ میں اپنے باپ کی صورت بنا کر اپنے سامنے رکھوں اور اس صورت پرستی سے اپنے باپ کا دل خوش کر دوں اور میں غم بھول بھول جاؤں۔ پس اس زمانے میں صورت بنانا شرع میں ممنوع تھا۔ اور حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بیٹیوں سے نیا دہ پیار کیا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کو تصویر بنانے کی اجازت دے دی پھر وہ مخفی طور پر اپنے باپ کی تصویر کر پڑ جتی تھی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام آجی دہ سے چند روز بٹلا رہے اور شاہی تخت اور حکومت سے معزول رہے اور بعض نے یوں روایت کی ہے کہ دختر تنگبوند نے کہا اور نڈی کا قربانی کرنا ثواب ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ نڈی میں گوشت نہیں ہوتا لہذا اس کو ذبح کرنے سے کیا فائدہ ہے تم اونٹ خدا کی راہ میں قربانی کر دو تو اس میں ثواب ہے۔ وہ بولی نہیں میں تو نڈی ہی ذبح کر دوں گی اور نڈی سے اس کی غرض یہ تھی کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام شہر حیدر میں جا کر اس کے باپ سے لڑے تھے تو اس وقت بھی نڈی نے آکر اس کے باپ کی آنکھیں کھائی تھیں اور وہی بعض اس کے دل میں تھا تاکہ اس سے وہ اپنے باپ کا انتقام لے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ بات یاد نہ تھی سہو افرمایا کہ اچھا تم منگو آکر اس کو ذبح کر دو تب اس نے ایک نڈی کو منگوایا اور عداؤت اس کو ذبح کیا۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیروی نے دو گناہ کیے تھے کہ اپنے باپ کی صورت بنا کر گھر میں پڑ جتی تھی اور یہ خبر حضرت سلیمان علیہ السلام کو معلوم نہ تھی دوسرے یہ کہ نڈی کو بے گناہ ذبح کیا تھا۔ ان دو معصیت کے سبب حضرت سلیمان علیہ السلام چند روز بلاء میں مبتلا ہوئے پس اسے مومنوایہ بات متحقق ہے کہ جن نیک مرد کے گھر بدعورت ہو اور اپنے شوہر سے چھپا کر گناہ کے کام کرے خواہ وہ علانیہ خواہ مخفی تو لازم ہے اور واجب ہے کہ عورت کے گناہ کے باعث اس کے شوہر پر آفت نازل ہوگی اور اس کا خاندان بھی ویران ہوگا جیسا کہ استاد شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔

زن بد و سرائے مرد نیکو ہم دریں عالم است دوزخ او

اور اللہ تعالیٰ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے: كَذٰلِكَ نُنْشِئُ السَّمٰنَ وَ الْاَنْثٰنَا عَلٰی الْاُكْرٰسِیْمِ حَبِیْطٍ اَنْتُمْ لَا تَبْیْنُوْنَ ترجمہ: تحقیق آزمایا ہم نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اور ڈال دیا ہم نے اوپر کرسی اس کی کے ایک دھڑ

پھر اس نے رجھا کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے، پس معاملہ یوں تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جب استنجے کو جاتے تو خاتم اپنے ہاتھ کی نکال کر ایک خادمہ محرم کے حوالے کر جاتے تھے کیونکہ اس انگوٹھی پر اسم اعظم اللہ تعالیٰ لکھا تھا۔ اس لیے وہ اس کو استنجے کے وقت اپنے ساتھ نہیں رکھتے تھے۔ ایک دن مرضی الہی سے ایسا اتفاق ہوا کہ جنوں میں سے ایک جن نام اس کا صفحہ تھا اس نے صورت و شکل حضرت سلیمان کی بنا پر اس خادمہ بیندہ سے جا کر انگوٹھی لے کر اپنی انگلی میں پہن کر تخت پر جا بیٹھا۔ اور جن سب کے سب اپنے اپنے عہدہ پر فائز تھے۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملازمت میں کھڑے رہتے تھے ویسے ہی اس کے سامنے بھی۔ سب آکر حاضر ہوئے اور اسی طرح سے پرندوں نے بھی آکر اپنے اپنے پروں سے سایہ کیا اور وہ صفحہ حکم و احکام جاری کرنے لگا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے استنجے سے فراغت پا کر اس خادمہ بیندہ سے اپنی انگشتی طلب کی وہ بولی کہ انگوٹھی تو حضرت سلیمان علیہ السلام لے گئے ہیں اور تم کون ہو جو مجھ سے انگشتی طلب کرتے ہو۔ یہ سن کر حضرت نے جواب دیا کہ میں سلیمان ہوں تم نے انگوٹھی کس کو دے دی وہ بہت زیادہ حیران و پریشان ہوئی اس نے ہر چند سے حضرت سے عرض کیا لیکن وہ یقین نہ کرتے تھے پھر بذات خود حضرت سلیمان اپنے تخت کے قریب گئے تو وہاں جا کر دیکھتے ہیں کہ وہی صفحہ جن تخت پر بیٹھا ہے اور انگوٹھی بھی اس کے ہاتھ میں ہے اور اس کے سامنے تمام جن و انس دربار عام میں باادب کھڑے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے کہا کہ میں سلیمان بن داؤد ہوں۔ لوگوں نے ان کی تکذیب کی اور دیوانہ جان کر چوبدار نے وہاں سے نکال دیا اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام میں گردش آنے کا سبب یہ تھا کہ ان کے بے شمار بیٹیاں تھیں ایک دن انہوں نے یوں ارادہ کیا کہ آج کی شب میں تمام بیٹیوں کے پاس جا کر جماع کروں اور ہر ایک بی بی ایک بیٹا جنے گی تو میرے بیٹوں کی تعداد بہت ہو جائے گی اور پھر وہ جب سب کے سب جوان ہو جائیں گے تو ہم سب کو لے کر جہاد فی سبیل اللہ کریں گے لیکن یہ ارادہ کرتے وقت انہوں نے انشاء اللہ نہ کہا۔ اور پھر بموجب ارادہ انہوں نے اپنی بیٹیوں سے اسی شب جماع کیا لیکن خدا کی مرضی سے کسی بیوی کو کوئی حمل نہیں ہوا۔ ہاں ایک بیوی سے اس کے پیٹ سے آدھے دھڑ کا بچہ پیدا ہوا۔ یہ حال دیکھ کر پھر وہ انشاء اللہ نہ کہنے کے سبب سے بہت نادام ہوئے اور بعضوں روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ ایک آنکھ اور ایک ہاتھ اور ایک پاؤں کا لڑکا پیدا ہوا۔ القصہ جب ان جنوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہ پہچانا اور کچھ تعظیم و تکریم بھی نہ کی اور اس تخت گاہ سے باہر نکال دیا۔ پس وہاں سے نکل کر بیت المقدس میں جا کر تین دن تک سجدہ میں پڑے روتے رہے۔ پھر بے طاقتی سے مارے بھوک کے مسجد سے نکل کر کسی بنی اسرائیل

کے گھر جا کر کھانے کو مانگا لیکن کسی نے بھی ان پر کچھ التفات نہ کیا۔ پھر وہاں سے مایوس ہو کر شہر میں آئے اور
یہاں پر بھی کھانے کی تمنا کی اور بہت جگہ کوشش کی اتفاقاً یہاں بھی کسی نے بھی ان پر کچھ التفات نہ کی پھر
نوکری کی خواہش ظاہر کی لیکن کسی نے بھی نوکر نہ رکھا پھر یہاں سے بھی بھوکے پیاسے نکل کر دریا پر گئے
چھلی والوں کو چھلیاں شکار کرتے ہوئے دیکھا ان لوگوں سے کہا کہ تمام لوگ بھر کو نوکر رکھ لو اور ہم تنہا
کام کریں تب ماہی گیر نے ان کو دو چھلیاں دینی ہر روز مقرر کیں اور نوکر رکھ لیا آخر تمام دن گزارا
کے وقت دو چھلیاں پکڑی گئیں یہی دو چھلیاں مزدوری میں ان کو ملیں ان میں سے ایک چھلی بازار میں
بیچ کر روٹی مول لی اور دوسری چھلی کو تل کر روٹی کے ساتھ کھائی اور پھر شکر خدا بجالانے اسی طرح
پروہ چالیس روز تک اپنی روزی پیدا کر کے کچھ آپ کھانے اور جو باقی بچتی وہ محتاجوں کو دیتے اور پھر
تمام رات عبادت میں مشغول رہتا اور توبہ استغفار کرتے اور چالیس دن صفرہ جن نے حضرت سلیمانؑ
کے تخت پر بیٹھ کر بادشاہی کی مگر آدمی اور بن کو اس کے طور طریقہ سے کچھ معلوم ہوا کہ یہ بن ہے تخت
پر بیٹھ کر سلطنت کر رہا ہے اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں۔ مگر یہ راز دلی کسی سے ظاہر نہیں کرنے
اور آصف جن سلیمان علیہ السلام کا وزیر اعظم و ہوشیار تھا جس دن سے وہ تخت پر بیٹھا
اور اپنا حکم جاری کرنے لگا۔ اسی دن سے وہ آصف جن اس بات کا متلاشی اور تردد ہوا کہ آج چالیس دن سے
یہ شخصی تخت پر بیٹھ کر حکومت کرتا ہے کہ وہ ہے اور یہ تو یقین ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام نہیں ہیں
بالآخر آصف جن نے حضرت سلیمان کی بیٹیوں سے جا کر پوچھا کہ آج حضرت سلیمان علیہ السلام کہاں ہیں کیا
تہارے پاس تشریف لاتے ہیں یا نہیں وہ ہمینہ خادمہ کہ جس کے ہاتھ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کام
لیتے تھے وہ بولی کہ آج چالیس دن ہوئے ہیں ہم لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام کو نہیں دیکھتے ہیں اور نہ
ہمارے پاس تشریف لاتے ہیں اور اپنی خاتم بھی بھر کو نہیں دینے شاید اور کہیں تشریف لے گئے ہوں
گے یا نزع دیگر ہوا ہو گا۔ پس آصف جن نے یہ سن کر ہمینہ سے کہا بہت اچھا میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں
اسی وقت اس نے چالیس آدمی تو ریت خواں کو بلا کر تخت کا وہ میں لے جا کر توریٹ سب کے ہاتھ میں
پڑھنے کے لیے دی جب وہ لوگ توریٹ پڑھنے لگے تب وہ صفرہ جن جو تخت پر بیٹھا تھا یہ کلام
الہی سن کر تخت پر نہ ٹھہر سکا وہ وہاں سے بھی بھاگا اور وہ خاتم حضرت سلیمانؑ کی دریا میں ڈال کر
چلا گیا مرضی الہی سے ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام ان چھلی والوں کی نوکری بجالا کر نکلے ماندے
دربار کے کنارے سو رہے تھے اچانک سانپ آیا اور ایک سبز اپنے منہ میں لے کر ان پر ہوا کہ
رہا تھا۔ ایک فحیرے کی بیٹی تھی اور وہ صاحب جمال تھی۔ ہر روز اپنے باپ کا کھانا دربار کے کنارے

لایا کرتی تھی اس نے حضرت سلیمانؑ کو دریا کے کنارے سوتا دیکھا اور وہ دیکھ کر حیران ہوئی کہ ایک آدمی سوتا ہے اور ایک سانپ ان پر ہوا کرتا ہے وہ دفتر دراصل بالغہ تھی یہ حال دیکھ کر اس نے اپنے باپ سے جا کر کہا کہ لے آجا جان مجھ کو تم اس شخص سے یہاں دو تو بہت بہتر ادیں اس کے سوا کسی دوسرے سے شادی نہ کروں گی۔ تب وہ ماہی گیر اپنی بیٹی کو لے کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس گیا، اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام سوتے تھے ان کی آہٹ سے وہ جاگ اٹھے۔ اس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ میں اپنی بیٹی سے تم کو یہاں دوں گا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ بھائی میں تو تمہارا نوکر ہوں اور میں تو کوری کے کھیت پالتا ہوں اور مجھ کو روزمرہ دو مچھلیاں اجرت حضور سے ملتی ہیں انہیں کو کھاتا ہوں تلیے کیس انہیں بیٹی کی خوراک اور مہر کہاں سے دوں گا۔ یہ سن کر وہ بلا کر میری بیٹی آپ سے مہر نہیں چاہتی ہے اور کھانے کو میں دیتا رہوں گا یعنی کھانا میرے ذمے ہے۔ بالآخر حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بات اس کی قبول کر لئی اور اس کے ساتھ اس کے مکان پر جا کر امی کی بیٹی سے یہاں کر لیا۔ پھر توبہ استغفار کر کے خدا کی عبادت میں مشغول ہو گئے فی الجملہ اس صغیرہ جن نے جو انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی دریا میں ڈال کر بھاگا تھا اس انگشتری کو ایک مچھلی نکل گئی تھی اور تمام مچھلیاں دریا کی اس انگوٹھی کے سبب سے اس مچھلی کی مطیع و فرمانبردار ہو رہی تھیں۔ دوسرے دن سب ماہی گیر حضرت سلیمان علیہ السلام کو لے کر اس دریا میں جہاں انگشتری حضرت سلیمانؑ کی صغیرہ جن نے ڈالی تھی وہاں مچھلی کے شکار کو گئے۔ خدا کے حکم سے وہ مچھلی کہ جس نے انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام انگلی تھی وہ جال میں پکڑی گئی یہی پھیرے نے اس مچھلی کو اور دو اور مچھلیوں کو لا کر حضرت سلیمان علیہ السلام کی اجرت دی۔ پس حضرت سلیمانؑ نے ان تینوں کو لے کر ان میں سے دو مچھلیوں کو بیچ ڈالا اور ایک مچھلی اپنی پوری کے جانے کی کہ اس کو ذبح کر کے صاف کر دو۔ جب ان کی پیروی نے اس مچھلی کا پیٹ پھیرا تو وہ انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس کے شکم سے نکل پڑی اس کی روشنی سے سب گھر میں اچھا لہو گیا۔ پھر اس کی بیٹی یہ تجویہ دیکھ کر بے اختیار رپکار اٹھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی پہچان کر اپنے ہاتھ میں بہن لی۔ اور مرغان ہوا اگر سر پر سایہ نگیں ہونے اور جن و انسان جمیع خلق ان کی ملازمت میں بدستور سابق اگر حاضر رہ سوتی اور ہوانے تخت شاہی لا کر موجود کر دیا۔ پھر حضرت سلیمانؑ نے اپنی بیوی ماہی گیر کی بیٹی سے کہا کہ میں سلیمان ابن داؤد ہوں، اور تمام احوال اپنا دل سے آخر تک بیان کیا اور اس وقت ہو اکو حکم کیا تب ہوانے حضرت سلیمان علیہ السلام کو تخت سمیت اپنے مکان خاص پر پہنچا دیا اور جتنے ملازمان تھے سب نے آکر حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے

دربار عام میں حاضری دی۔ پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے محل میں جا کر اس حید و نبیہ بنکود لیس کی بیٹی کو کہ جس کو شہر حیدرون سے لا کر اپنے نکاح میں لائے تھے وہ جو کتابیں جادوگر کی تھیں جو ہر روز بزمیت بنکود لیس کے صخرہ جن اس شہر حیدرون سے لوٹ کر لایا تھا اور اس جادو کے سبب سے اس نے اس نے حضرت سلیمان کی خاتم ان کی خادمہ بیٹہ سے لے کر چالیس دن تک سلطنت کی تھی اور حضرت کو دکھ میں ڈالتا تھا اس کتاب کو بھی پارہ پارہ کر کے ڈال دیا۔ ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہندوستان میں بھی پہنچا تھا اس سے لوگ اب تک جادوگری کرتے ہیں بعد اس کے حضرت سلیمان نے صخرہ جن کو طلب کیا لیکن اس کو نہ پایا اور تمام جنوں کو حکم کیا ان لوگوں نے اپنی بھرپور کوشش کی لیکن معلوم نہ کر سکے۔ بہت کوشش کے بعد معلوم ہوا پھر انہوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے آکر کہا کہ اے نبی اللہ صخرہ جن آپ کے خوف سے بیچ سمندر کے جا کر بھیب گیا ہے اور بغیر کچھ حیلہ کیے اس کو پکڑ کر آپ کے پاس نہیں لاسکتے اگر آپ کا حکم ہو تو ہم لوگ کچھ ٹوک بنا کر اس سے جا کر کہیں تو ممکن ہے کہ ہم لوگ اس کو پکڑ کر آپ کے حضور میں لاسکیں یہ منکر حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا اچھا جاؤ۔ تب جنوں نے جا کر سمندر کے بیچ میں پکارنے لگے کہ اے صخرہ تو کہاں ہے اب نکل آ حضرت سلیمان علیہ السلام تو مر گئے ہیں اور وہ یہ منکر سمندر کے بیچ میں سے نکل آیا پھر اس کو جنوں نے گرفتار کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر کیا چالیس دن حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کو عذاب و قید میں رکھا اور بعد اس کے وہ شکنجے میں بھتر کے ڈال رکھا۔ کہتے ہیں کہ اب تک وہ شکنجے میں پڑا ہے اور قیامت تک اسی طرح شکنجے میں پڑا رہیگا۔

پس اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے کئی برسوں تک حکومت کی اور بیت المقدس جو حضرت داؤد نے بنایا تھا اس کو اور بھی بڑا کر کے بنوایا پھر جنوں کو حکم کیا کہ اس کی دیواریں ننگ سفید کی بناؤں کہ وہ خوبصورت معلوم ہوتی ہے تب بموجب ارشاد ان کے جنوں نے ویسا ہی کیا اور ستون بھی اسکے چالیس گز لمبے سنگ حمر سے بنائے اور کواڑوں درازوں کے آب نوش کے لگائے اور ایک دروازے کا نام بھی باب داؤد، اور دوسرے دروازے کا نام طوبی اور تیسرے دروازے کا نام باب بخت اور چوتھے دروازے کا نام بنی العربی آخر الزماں رکھا اور اس کی چھت بھی سباح کی لکڑی سے بنوائی تھی اور دیوار اس کے سونے سے زراںدودھ کی تھیں اور مسجد کے اندر قندیلیں چاندی کی لگائی تھیں اور قندیل میں تیل کی جگہ لعل شپ تھا اور اس کی روشنی سے شب روشن ہو جاتا تھا اور گندھک سرخ سے قندیلوں کو ترتیب دیا تھا ایسا کہ تین کوس تک اس کی روشنی کی شعاع جاتی

حق اودیر بھی کہا جاتا ہے کہ وہی گدھک سرخ کیسا ہے وہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمائی تھی۔ بالآخر ایک روز حضرت سلیمان علیہ السلام گنبد کے دروازے پر جوشیٹے سے بنایا تھا اپنا عصا ٹیکے کھڑے تھے خدا کے حکم سے ملک الموت حاضر خدمت ہو گئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ تم میری ملاقات کو آئے ہو یا میری روح قبض کرنے کو یہ سن کر ملک الموت نے کہا کہ میں تمہاری روح قبض کرنے آیا ہوں۔ یہ سنتے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھا مجھے ذرا پانی پینے کی بہت دواس کے جواب میں ملک الموت نے کہا میں خدا کے حکم میں اب کچھ دیر نہیں کر سکتا ہوں اور اب آپ کے پانی پینے کا حکم خداوندی نہیں ہے۔ چنانچہ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام عصا پر ٹکے کھڑے تھے اسی ہیٹ پر ان کی جان قبض کر لی گئی۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی طرح ایک برس تک حضرت سلیمان علیہ السلام کی لاش بے جان عصا کے ٹیکے سے کھڑی تھی اور بعض روایات میں یوں بھی آیا ہے کہ وہ بیٹے تک ان کی موت کی خبر کسی کو نہ ہوئی۔ اور تمام اجنہ اسی طرح بیت المقدس کا کام سر انجام دیتے رہے یہاں تک کہ عصا ان کاٹھن کھا گیا اور لاش زمین پر گر پڑی۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اتنے روز سے بے جان کھڑے تھے اس کے بعد تخت ان کا ہوا پر گیا اور وہ آدمیوں کی نظروں سے غائب ہو گیا اور تمام جن تاسف کرنے ہوئے چلے گئے۔ اس میں حکمت حکیم علی الاطلاق کی تھی کہ جن اپنی غیب دانی سے فخر کرتے تھے کہ ہم کو غیب کی بات معلوم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بطور آزمائش کے ان کو آزمایا۔ اگر وہ غیب کی بات جانتے تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت کی خبر ان کو معلوم ہوتی اور پھر وہ ذلت میں نہ رہتے۔ پس خدا کی مہربانی تھی کہ جنوں کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے مرنے کی خبر نہ ہو ورنہ وہ سب چلے جاتے اور بیت المقدس کی تیاری نہ ہوتی یوں ہی زیر تعمیر مرمت رہ جاتی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ: تو جس میں پس جب فیصلہ کیا ہم نے اس پر موت کا تو پھر ہم نے نہ خبر کی اس کی موت کی کسی کو لیکن کھاتا رہا اس کا عصا کیڑا پس جب گر پڑا پھر معلوم ہوا جنوں کو۔ اگر وہ جن خبر، رکھتے غیب کی بات تو رہتے ذلت کی تکلف میں، اور دوسری روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے ہاتھ سے۔ بیت المقدس بنواتے تھے۔ جب معلوم ہوا کہ موت آپہنچی پھر انہوں نے جنوں کو عارت کا پر اور نعت تیار کو کے آپ شیشے کے مکان میں دروازے بند کر کے بندگی میں مشغول ہوئے اور بعد وفات ایک برس تک جن لوگ مسجد بناتے رہے اور جب مسجد پوری ہو چکی تو جس عصا پر حضرت سلیمان علیہ السلام ٹیک لگا کر کھڑے تھے جس کھنٹے سے وہ گر پڑا سب سب پر وفات حضرت سلیمان علیہ السلام

کی معلوم ہوئی اور جن آدمیوں سے غیب دانی کا دعویٰ کرتے تھے سب کے سب قائل ہوئے۔ پس میں اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْقَوَابِ)

بیان تولد حضرت مریم علیہا السلام

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے وقت میں بنی اسرائیل کی قوم میں حنہ نام کی ایک عورت تھی اور وہ بڑی ہی زاہدہ اور متقی تھی اور اس کے شوہر کا نام عمران ابن لاثان تھا اور یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی اولاد میں سے تھی اور یہ بھی بذریعہ روایت معلوم ہوتا ہے کہ اس حنہ عورت سے پہلے ایک بیٹی پیدا ہوئی تھی اور اس کا نام اشیاء تھا اور وہ حضرت زکریا علیہ السلام سے بیاب تھی اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حنہ کی بہن سے حضرت زکریا کا لایا ہوا تھا غرض حنہ جب آخری عمر میں حاملہ ہوئی تھی تو وہ بیت المقدس میں جا کر خدا کی بندگی میں مشغول ہوئی اور پھر نذر مانی کہ یارب میرے پیٹ سے جو لڑکا پیدا ہو گا وہ میں نے تیری نذر کیا تاکہ وہ اس بیت المقدس کی خدمت کرے اور ہمیشہ تیری یاد میں لگا رہے اور وہ دنیا کا کام نہ کرے۔ چنانچہ حق تعالیٰ سبحانہ، فرماتا ہے: اِذْ قَالَتُ لَهْرَافَةٌ عِمْدَانِ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا ۗ فَتَقَبَّلْ مِنْہِمْ اِنَّہُمْ لَعِنْدَکَ لَمَعْلُوْمٌ جب کہا عمران کی بیوی نے کہ نام اس کا حنہ تھا اسے میرے پروردگار تحقیق میں نے نذر مانی ہے واسطے تیرے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے آزاد کیا ہو خدمت سے پس یہ مجھ سے قبول فرما، تحقیق تو ہی ہے واسطے تیرے کہ جو کچھ میرے پیٹ میں ہے۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اس امت میں یہ دستور تھا کہ بعض لڑکوں کو ماں باپ اپنے حق سے آزاد کرتے اور اللہ تعالیٰ کی نذر دیا کرتے تھے۔ پھر تمام عمران کی بیوی کو دینا کے کسی کام میں نہ لگاتے تھے اور وہ ہمیشہ مسجد میں عبادت کرتے رہتے تھے۔ پس عمران کی بیوی کو حمل تھا اس نے نذر مانی اسی حمل کی حالت میں جو لڑکا جنم لیا وہ خدا کی نذر رہے چنانچہ بعد نو ماہ کے اس نے لڑکی جنی تو اس کا نام اس نے مریم رکھا اس حنہ عورت کا دل اس واقعہ سے سخت ہو گیا یعنی اس کا مطلب یہ تھا کہ بیٹا ہو تا اور بیٹی ہونے سے وہ اپنے دل میں ناخوش ہوئی کہ میری نذر بھی پوری نہ ہوئی کیونکہ اس امت میں لڑکی کو نذر اللہ کے کرنے کا دستور نہ تھا پس اس نے پنا منہ آسمان کی طرف کر کے کہا قرآن تعالیٰ: فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی ۚ وَاللّٰہِیۡتِہٖ قَدِ جِہَسَ ۙ لِّیْ جِب ۙ اِس ۙ کُو جِنًا ۚ تَوَلٰی لِّیْ رَی ۙ بِی ۙ نَہ ۙ یَہ ۙ لُڑکی جنی اور اللہ کو بہتر معلوم ہے کہ جو کچھ جینا اور نہیں ہے مرد مانند عورت کے تحقیق میں نے نام اس کا مریم رکھا ہے اور میں اس کو تیری پناہ میں دیتی ہوں

اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے بچا۔ پس ندائی اسے حنہ میں نے قبول کیا مریم کو اگرچہ وہ
مرد نہیں اچھی طرح قبول کرنا اور بڑھایا اس کو اچھی طرح سے بڑھانا اور تر اس کو سپرد کر دے حضرت زکریا
کے حب مریم بی بی سات برس کی ہوئیں نب ان کی ماں نے ان کا ہاتھ پکڑ کر — بی بیست اللہ
میں حضرت زکریا کے پاس گئیں اور ان کو سلام کیا اور پھر کہا اے بنی اللہ کے میں نے نذر کی تھی کہ اگر میرے
پیٹ سے لڑکا ہوگا تو میں اس کو مسجد اقصیٰ کی خدمت میں دوں گی۔ جب میں نے لڑکی جنی اد میں نے اس
کا نام مریم رکھا اور اس کو رے کر آپ کی خدمت میں لائی بول تاکہ وہ اس مسجد میں رہے اور مسجد کی
خدمت کرتی رہے۔ چنانچہ حضرت زکریا نے مسجد اقصیٰ کے مصلیٰ اور سے دریافت کیا کہ اس کی پرورش
اور ضروری کون کسے گا۔ نب وہاں کا ہر شخص کہنے لگا کہ میں اس کی ضروری کو تار ہوں گا آخر میں
سب میں نزاع پیدا ہو گیا کسی نے کہا کہ اس کو میرے حوالے کرو اور کسی نے کہا کہ اس کو مجھ کو دو پھر
بات اس پر بھری کہ ہر شخص اپنا اپنا قلم آہنی کہ جس سے توریت لکھی جاتی ہے ان کو ایک لگن پانی بھر
کو اس میں ڈال دو۔ جس کا قلم پانی کے اوپر رہے گا یعنی پانی میں نہ ڈوبے گا وہی شخص کفیل مریم ہوگا
چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا: اِذْ يُلْقُونَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ ترجمہ: جب ڈالے
قلم اپنے کہ کون پائے مریم کو خلاصہ یہ ہے کہ سجد کے بزرگوں نے جب حضرت مریم کا خواب سنا تو پھر
ہر ایک چاہنے لگا کہ مریم کو پائیں گے۔ آخر فیصلہ اس بات پر ہوا کہ ہر ایک نے ایک ٹشت میں اپنا قلم پانی
میں ڈالا سب کا قلم پانی میں ڈوب گیا لیکن زکریا علیہ السلام کا قلم اوپر ہی تر رہا۔ چنانچہ حضرت زکریا
کی طرف ان کا پالنا بھرا چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا تَرْجِمَةً: یعنی کفیل ہوئے مریم
کے حضرت زکریا علیہ السلام اور پھر قلم نے حضرت زکریا علیہ السلام سے کہا اے بنی اللہ اس لڑکی
کو خدا نے آپ ہی کے ذمے کیا پالنے کے واسطے درحقیقت ان کی ماں نے خواب میں دیکھا اگرچہ یہ لڑکی
ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی نذر میں قبول کیا اور اس کو مسجد میں سے جا کر رکھوں پس سجد کے بزرگوں نے
کہا تھا کہ لڑکی کو مسجد میں رکھنا درست نہیں ہے۔ لیکن جب ان کا خواب سنا تو پھر اس کو قبول کیا اور ایک
روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زکریا کی بری حضرت مریم کی خالہ تھی۔ چنانچہ وہی ان کو پالنے لگیں۔ ان
کے واسطے سجد میں ایک جھر بنوا دیا گیا۔ چنانچہ دن میں مریم وہاں عبادت کرتی تھیں اور رات کو حضرت زکریا
ان کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ ایک دن حضرت زکریا علیہ السلام حضرت مریم کو مسجد میں ایک جھر کے اندر
بند کر کے اپنے گھر چلے گئے۔ چنانچہ جب ان کو یاد آیا تو ایک آہ ماری اور نہایت افسوس کرنے لگے کہ میں
نے کیا کام کیا کہ لڑکی کو بے گناہ جھر کا بیاسا کوٹھری کے اندر بند کر آیا ہوں شاید مریم لڑکی ہو۔ جلدی

سے جا کر مسجد کے حجرہ کا دروازہ کھولا تو وہ کیا دیکھتے ہیں کہ مختلف انواع و اقسام طرح طرح کا کھانا اور یہ
ان کے سامنے دھرے ہیں اور حضرت مریم نماز پڑھ رہی ہیں۔ جب انہوں نے نماز سے فراغت کی تو حضرت
زکریا نے پوچھا اے مریم یہ کھانا اور میوے اس بند کرے میں کہاں سے آئے اور اس کو کون لایا۔ وہ یس
یہ کھانا اور میوے اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں اور ان کو فرشتے لائے ہیں۔ قوله تعالیٰ: كُلْمَا دَخَلْ
عَلَيْهَا ذَكَرِيَّا الْمَحْدُ ابَ الْاَيْتِه تَوَجَّسَ: میں وقت آئے حضرت زکریا علیہ السلام مریم کے حجرے
میں پایا اس کے پاس کچھ کھانا باریے اے مریم کہاں سے آیا تجھ کو یہ کھانا باری مریم کہ اللہ تعالیٰ کے پاس
سے آیا یہ رزق وہ دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بے حساب حضرت مریم نے اس واسطے بے حساب کہا کہ
یہ کھانا بہشت سے آیا تھا اور نعمت بہشت کی بے حساب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو تین
رات دن بہشت کے کھانے سے پرورش کیا اس کے بعد فرشتوں نے کہا: اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يَا مَرْيَمُ
اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ: ترجمہ اور جس وقت کہا فرشتوں نے اے مریم تحقیق اللہ تعالیٰ
نے برگزیدہ کیا تجھ کو اور پاک کیا تجھ کو سارے جہان کی عورتوں سے اے مریم تو بندگی کر اپنے رب
کی اور اسی کو سجدہ کیا کر اور اسی کو رُکوع کیا کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے۔ چنانچہ یہی خطاب حضرت مریم
پر خاص طور پر ہوا تھا۔ چنانچہ میں اسی پر حضرت مریم کے واقعہ کا اکتفا کرتا ہوں۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغٰلِبِ)

بیان تولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام

روایت ہے کہ جب حضرت مریم کی عمر چودہ برس کی ہوئی اور غل حیض کے واسطے نکل کر اس چہرے
میں کہ جس کو عین السلوٰی کہتے ہیں وہ گئیں اور ان کی بہن اشیاء زکریا علیہ السلام کی بی بی تھیں ان کے
گھر میں غل حیض کو گئیں۔ یہ ان کا پہلا حیض تھا اور جب انہوں غل حیض سے فراغت کی تو ایک جوان
خوبصورت اجنبی اپنے پیچھے کھڑا ہوا دیکھا۔ یہ درحقیقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے۔ چنانچہ اللہ
فرماتا ہے: فَادْرَسْنَا اَنْفُهَا وَدَحْنًا فَمَنْشَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۗ فَمَهْرَ بَيْحًا مِّنْهُنَّ لَهَا رَحْمٰنٌ مِّنْ رَّحْمٰتِہٖ
روح اپنی کو پس صورت پکڑی واسطے اس کے تندرست آدمی کے جوان خوبصورت، حضرت
مریم یہ دیکھ کر نہ ڈریں اور پھر کہنے لگیں قوله تعالیٰ: قَالَتْ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہٗۤ اِنْ
کُنْتُ تَبٰیغًا ۗ تَرَجَّصَ: کہنے لگی مریم تحقیق میں پناہ پکڑتی ہوں ساتھ رحمن کے تجھ سے اگر ہے
تو پرہیزگار اور بعض نے روایت کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص فاسق و فاجر تھا اور ہم اس کا
معروف و مشہور یوسف تھا اور وہ سنار کا کام کرتا تھا۔ حضرت مریم نے دریافت کیا شاید یہ وہی

شخص ہے اس لیے ڈریں، حالانکہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ حضرت مریم سے کہا تو کہے، قَالَ لَقَدْ
 آتَاكَ مُشَوَّلٌ مِّنْ يَّتِكَ لَا حَبَّ لَكَ عَلَمًا زَكَاةً قَالَتْ إِنِّي يَكُونُ لِي عَلَمٌ الْآیۃ ترجمہ: کہا
 حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہ میں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔ اور دے جاؤں گا تجھ
 کو ایک زکاۃ سٹھر پاک۔ پھر حضرت مریم بولیں کہ کہاں سے ہو گا تجھ کو زکاۃ کہ پھر اب تک بھی نہیں مجھ کو کسی
 آدمی نے اور نہ میں تھی کبھی بدکار۔ پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا تو کہے، قَالَ كَذَبْتَ الْآیۃ
 الْآیۃ۔ ترجمہ: کہا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے اسی طرح فرمایا تیرے رب نے کہ وہ تجھ پر لکھا
 اور ہم اس کو کیا چاہیں گے لوگوں کے لیے نشانی کہ بن باپ کے لڑکا پیدا ہو گا اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ
 سے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کام قطعی ٹھہر چکا ہے۔ روایت میں ہے کہ حضرت آدم کی پھینک
 جبرائیلؑ نے خدا کے حکم سے مریم کے بیان میں ڈال دی۔ اور ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے
 کہ مریم کے پیٹ میں حضرت جبرائیل نے ہوا پھونکی تھی۔ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ جب ہوا یا پھینک مریم
 کے پیٹ میں پھونکی اور وہ ان کے رحم تک پہنچی تھی تو آواز آئی کہ خدا واحد مطلق ہے اور میں اس کا بندہ
 ہوں اور اس کے بعد حضرت مریم مسجد اقصیٰ میں جا کر عبادت الہی میں مشغول ہو گئیں اور اس حقیقت
 کو انہوں نے کسی پر ظاہر نہ کیا اور برابر عبادت الہی کرتی رہیں اور رات دن روتی تھیں اور زبان حال سے
 کہتی تھیں کہ یا رب جو حادثہ تجھ پر ہوا ہے ایسا کسی پر نہ ہو کیونکہ میں لوگوں میں رسوا ہوئی ہوں اور میرے
 ماں باپ بھی میرے واسطے خلق میں رسوا ہوئے۔ پس بعد چند روز کے یہ راز قوم بنی اسرائیل میں
 ظاہر ہوا کہ مریم کنواری ہا کہہ محل سے ہے۔ یہ بات سننے ہی یہودی حضرت مریم کو تہمت دینے لگے
 اور بیعت و طاعت کرنے لگے کہ اے مریم یہ محل تو کہاں سے لائی ہے کیا تو نے بد کام کیا ہے حضرت
 مریم اس کا کچھ جواب نہ دیتی تھیں یہ سکر وہ خاموش ہو رہتی تھیں۔ جب حمل نو مہینے کا ہوا اور مریم قریب
 جننے کے ہوئیں تو نجس الہام الہی بیت المقدس سے چلے سے نکل کر ایک میدان کی طرف گئیں۔ وہاں
 پر ایک درخت خشک خدا کا تھا اسی کے نیچے جا بیٹھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَفَاجَأَهُهَا الْفَخَّاصُ
 إِلَىٰ جَنَّةِ النَّخْلِینِ ترجمہ: پس آئے اس کو جننے کا دریا کی کجور کی جڑ میں۔ مریم بولی کسی طرح
 میں سر چلتی اس سے پہلے اور ہو جاتی میں بھولی ہر رائی خلق کے دل سے تو یہ حال تجھ پر نہ گزرتا۔ اور ایک
 روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے جو شخص حضرت مریم کے محل سے واقف ہوا تھا
 وہ یوسف سناتا تھا اور حضرت مریم کا حال اذہانتی تھا اس نے مریم سے کہا کہ اے مریم تیری پراسائی
 اور زبانی مجھ کو شبہ ہے اور یہ محل تو کہاں سے لائی ہے تب مریم صادقہ نے اس سے ساری حقیقت

اپنے حمل کی بیان کی اور جب وقت ولادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قریب ہوا صاحب الہام الہی مریم نے یوسف مذکور کو کربیت المقدس سے نکل کر وہاں سے تقریباً چھ کوس بیت اللہ ایک قریہ ہے وہاں پہنچتے ہی دروازہ سے بفرار ہو گئیں۔ تب وہ ایک درخت کھجور کی بوڑھی پشت لگا کر بیٹھ گئیں وہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور درخت خرمافور خدا کی ہر بانی سے تروتازہ ہو کر اس میں کھجوریں لگیں اور اس کے نیچے ایک چشمہ جاری ہوا۔ اسنے میں فرشتوں اور جنت کی حوروں نے بہشت سے آکر رفع حاجت ان کی کی۔ آب حوض کوثر سے لاکر سردن عیسیٰ علیہ السلام کا دھلایا۔ اور ایک پیراہن بہشت کا پہنا کر ان کی گود میں دیا۔ یہ واقعہ جامع التواریخ سے لیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَتَادَتْهَا مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْحَازُ ذِي الْاَلَاہِ تَرْجَمَ وِہِیْ اَوَاذِیْ اِسْ کُوْا سَ کَسِبْنِیْ سے فرشتے نے کہ غم نہ کھا اے مریم تحقیق کہو یا تیرے رب نے ایک چشمہ جاری زمین میں جب نگاہ کی مریم نے تو ایک چشمہ دیکھا اور ان کے بیٹے عیسیٰ آہ مار کر روئے اور پھر کہنے لگے اے میری اماں جان کوئی نہیں ہے تم کو مبارکباد دینے والا۔ یہ باتیں اپنے بیٹے سے سن کر بہت خوش ہوئیں اور جب کھانے کی ان کو اشتہا ہوئی جھوک لگی تب عیب سے یہ آواز آئی: قَوْلُ تَعَالٰی وَهَبْنٰی اِلَیْکَ یَحٰی النُّحْلٰتِ الْاُخْرٰی تَرْجَمَ اور اے مریم تو اپنی طرف کھجور کی شاخ کو بلاتا کہ اس سے گریں تجھ پر کھجوریں اور اب کھاؤ اور پورا اپنی آنکھ کو مسیح کی طرف رکھو پس مریم نے جب درخت حرمے کی طرف نظر کی تو انہوں نے اس پر تازہ خرما دیکھا۔ جناب باری تعالیٰ میں عرض کی اے رب جس وقت حضرت زکریا نے بھوئے سے تین دن تک بیت المقدس میں حجرے کے اندر بھگ کو بند کر کے رکھا تھا۔ اس وقت بھی تو نے بے ریخ و محنت بچہ کو روزی پہنچائی اور اس وقت حکم ہوا درخت سے کھجور اٹار رکھانے کو اے رب اس وقت بھی اپنی عنایت و مہربانی سے بے ریخ و محنت روزی دی۔ تب جلا د ملا سے یہ خطاب آیا اے مریم اس وقت تو سوائے میرے اور کسی کو درست نہ رکھتی تھی۔ اور اب تیرا دل میرے فرزند کی طرف مائل ہوا ہے اب تجھ کو لازم ہے کہ تو اپنی محنت اور کسب سے کھا اور پی اور اپنے فرزند سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی رکھو اور تو بیت المقدس کی طرف چلی جاؤ۔ اور اپنی جگہ پر رہا۔ ایش اختیار رکھو اور اور کسی سے مت بول۔ جب تجھ سے کوئی آدمی پوچھے تو یہ کہہ۔ قَوْلُ تَعَالٰی۔ فَاَمَّا خَبْرٌ مِّنَ الْبَشَرِ اَحَدًا اَوْ فَقُوْدِیْ اِنِّیْ فَتَدْرُسُ تِلْکَ حَمْلِنَ صَوْرًا اِلَیْکَ تَوْجَمَ اے مریم سو کبھی تو دیکھئے کوئی آدمی تو کہنا میں نے مانا ہے اپنے رحمن کا روزہ اس وجہ سے میں بات نہ کروں گی آج کسی آدمی سے پس خدا کے فرمانے سے مریم حضرت عیسیٰ کو گود میں لے کر آئیں مریم حضرت عیسیٰ کو اپنے لوگوں سے

پاس پہنچ کر تو تعالیٰ: فَاتَتْ بِهِ قَوْمَهَا تَحْمِلُهَا تَرْجَمُہَا پس گویا میں نے کر آئیں مریم حضرت عیسیٰ کو اپنے لوگوں کے پاس۔ پس یہودیوں نے کہا تحقیق تو لائی ہے ایک عجیب چیز بہن ہارون کی کہ نہ تھا تیرا باپ برا آدمی اور نہ تھی تیری ماں بدکار۔ اگرچہ بی بی مریم ہارون کی بہن نہ تھی۔ لیکن اس واسطے کہا کہ مریم حضرت ہارون کی اولاد میں سے تھیں پس مریم نے لوگوں کو حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ کیا کہ تم لوگ اس بچے سے پوچھو اور میں تو روزہ دار ہوں۔ اور میں آج کسی سے نہ بولوں گی جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔ فَاشْأَنْتُمْ أَكِيْهَ الْاَيَةِ تَرْجَمُہَا پس اپنے ہاتھ کے اشارے سے بتایا مریم نے اس لڑکے کو یہ اشارہ دیکھ کر وہ بے ہم کیونکر بات کریں اس شخص سے کہ ابھی وہ گود میں ہے اور حال یہ ہے کہ وہ ابھی بچہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ کو زبانِ تکلم عنایت فرمائی تو لہ تعالیٰ: قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اَنْتَنِ الْکِتٰبُ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا ترجمہ حضرت عیسیٰ بولے کہ میں بندہ ہوں اللہ تعالیٰ کا اس نے پھر کو کتاب دی ہے اور پھر کر نبی کیا ہے اور پھر کو برکت والا بنایا ہے اور تاکید کی تھ کہ گونا گویا کی اور ادائیگی زکوٰۃ کی جب تک کہ میں دنیا میں رہوں اور پھر کو حسن سلوک کی تلقین فرمائی اور جس دن میں مردوں اور جس روز میں اٹھ کھڑا ہوں زندہ ہو کر قبر سے جب یہ کلام ان یہودیوں نے سنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تو ان کو بڑا تعجب ہوا۔ اور پھر آپس میں کہنے لگے کہ یہ تو لڑکا بنی ہو گا اور لوگوں نے جو تہمت دی تھی وہ سراسر کذب اور بہتان ہے۔ پس مریم حضرت عیسیٰ کی پرورش میں معروف رہیں اس وقت تک کہ جب تک وہ بالغ ہوئے تو خدا کی طرف سے ان پر وہی نازل ہوئی کہ اے عیسیٰ تو قوم بنی اسرائیل کو اپنے خدا کی طرف دعوت دے۔ پس حضرت نے سب کو بلایا اور پھر ان کو راہ ہدایت کی دکھلائی انہوں نے نہ مانا اور کہنے لگے کہ ہم اپنے دین موسیٰ کو چھوڑ کر ایسے بے پدر کی بات کیونکر مانیں۔ یہ باتیں سنکر اور ان کا یہ حال دیکھ کر حضرت عیسیٰؑ نیز اس پر ہر گز شہر سے نکل کر گاؤں کی طرف چلے گئے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ کچھ دھوبی کپڑے دھوتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان دھوبیوں سے حضرت عیسیٰ نے کہا کہ تم کپڑے کیوں دھوتے ہو اپنا دل پاک و صاف کر و کفر و شرک سے یہ سنکر انہوں نے کہا کہ اچھا ہم کو بتاؤ کہ ہم کس چیز سے اپنا دل پاک و صاف کریں۔ حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ یہ کلمہ پڑھو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِیْسٰی سُبْحٰنَ اللّٰہِ پس ان دھوبیوں نے حضرت عیسیٰؑ کا کلمہ پڑھ کر اپنے دل کو کفر و شرک سے پاک و صاف کیا اور وہ جس کا پٹرا دھونے کو لائے تھے اس کو پھیر دیا اور وہ تمام دھوبی حضرت عیسیٰؑ کی امت میں داخل ہو گئے اور وہی لوگ پھر انصار کہلانے لگے پھر دیاں سے وہ سب دریائے کنارے پھر دوں کے پاس گئے وہ دریا کے کنارے پھل پکڑتے تھے ان سے بھی حضرت عیسیٰ نے

اپنی نبوت کا اظہار فرمایا۔ وہ کہنے لگے اے عیسیٰ جو جو پیغمبر آئے ان سبھوں نے اپنے اپنے معجزے دکھائے اور تمہاری نبوت کی کیا دلیل ہے وہ ہم کو دکھاؤ یہ سن کر حضرت عیسیٰ نے فرمایا: قولہ تعالیٰ: اِنِّیْ مُخَلِّیُّ لَکُم مِّنْ اَیْطِیْنِ الْاٰیٰتِ تَوَجَّہْ بِ: حضرت عیسیٰ نے ان سے کہا کہ میں بنا دیتا ہوں تم کو مٹی سے جانور کی صورت پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہو جاتا ہے اڑتا ہوا جانور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور چنگا کرتا ہوں جو اندھا پیدا ہو اور کرڑھی کو اور جلانا ہوں مردے کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور بنا دیتا ہوں تم کو جو کچھ کھا کر آؤ گے اپنے گھر سے اور جو رکھاؤ نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو۔ اور سچ بتاتا ہوں تو ریت کو جو کہ آسمانی کتاب ہے اور وہ بھڑے پہلے کی ہے اور آیا ہوں میں تمہارے پاس نشانیاں لے کر اپنے رب کی طرف سے سو ڈر اللہ تعالیٰ سے اور جو کچھ میں تم کو کہوں اس کو مانو اور بیشک اللہ ہی ہے رب میرا اور رب تمہارا بس اس کی بندگی کرو اور یہی سیدھی راہ ہے یہ سن کر ان مابی گیروں نے کہا قولہ تعالیٰ: قَالِ الْاٰیٰتِیْنَ یٰعِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَوَجَّہْ بِ: اور جب کہا حواریوں نے اے عیسیٰ مریم کے بیٹے تیرے رب سے ہو سکے تو وہ اتارے ہم پر ایک خوان بھرا ہوا آسمان سے یہ سن کر حضرت عیسیٰ نے کہا ان سے ڈرو اللہ تعالیٰ سے اگر تم کو یقین ہے اس کے جواب میں ان لوگوں نے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ کھا دیں اس خوان سے طعام اور چین پادیں ہمارے دل اور ہم یہ بھی جانیں کہ تم نے ہم کو کون بنا یا ہے اور پھر ہم سب تیری اس رسالت پر گواہ رہیں۔ یہ باتیں حضرت عیسیٰ نے ان کی سنی اور پھر وہ ایک بڑے میدان کی طرف چلے گئے اور وہاں جا کر اپنے سر کو نکالیا اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر خداوند قدوس سے دعا مانگی کہ اے رب میرے تو دانا مینا ہے جو کچھ کہ حواریوں نے مجھ سے کہا ہے اور جو کچھ کہ انہوں نے طلب کیا ہے۔ اگر ان کی قسمت سے روز ازل سے تو نے مقرر کیا ہے تو ان کے واسطے ایک خوان نلت اپنے فضل سے بھیج دے قولہ تعالیٰ: قَالَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَیِّاْ اَخْذِلْ عَلَیْنَا مَا نَدْنٰی مِنَ السَّعَآءِ تَكُوْنُ لَنَا الْخُرُوجُ ترجمہ کیا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے اللہ اے رب میرے اتار ہم پر ایک خوان بھرا ہوا آسمان سے کہ وہ دن عید ہو دے ہمارے پہلوں اور کچھلوں کو اور اور نشانی ہو دے تیری طرف سے اور روزی دے ہم کو اور تو ہی ہے بہتر روزی دینے والا اسی وقت حضرت میراثیل نے نازل ہو کر کہا قولہ تعالیٰ: قَالَ اللّٰہُ اِنِّیْ مُنْذِرٌ لَّہَا عَلَیْکُمْ فَمَنْ یَّکْفُرْہِ الْاٰیٰہِ کہا اللہ نے میں اسلوں کا تم پر وہ خوان پھر کرتی تم میں سے ناشکری کرے اس کے بعد تو میں اسکو عذاب کروں گا وہ عذاب جو نہ کروں گا کسی کو جہانوں میں سے بعد اس کے۔ چنانچہ اس کے بعد ایک نہایت مہتمم بالشان خان طرح طرح کے کھانوں سے بھرا ہوا تھا حبیب ان لوگوں نے اس خوان کا سروپوش اٹھا کر

دیکھا تو اس میں پانچ روٹیاں اور ایک ٹھیلی تلی ہوئی تھی جس میں کانٹے نہ تھے اور نہ اس میں بڑی تھی اور تھوڑی سی ترکاری اور ایک ٹکڑا انار اور پانچ انار اور تھوڑے سے خرے اور روغن زیتون اور اس کے علاوہ اور چیزیں بھی تھیں یہ چیزیں تمام بنی اسرائیل کی قوم نے دیکھیں لیکن انہوں نے اس میں سے کچھ نہ کھایا اور کہنے لگے اے یہی خدا کی چیز ہے کہ اس تلی ہوئی ٹھیلی کو تم اپنے معجزے سے زندہ کرو تب ہم تم پر ایمان لے آویں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس تلی ہوئی ٹھیلی پر کچھ بڑھ کر بھونکا خدا کے حکم سے وہ ٹھیلی زندہ ہو گئی اور پھر وہ ٹھیلی اس خان میں سے کود پڑی یہ دیکھ کر سب آدمی گھبرا گئے اور کچھ آدمی سہم کر مر گئے۔ پھر حضرت عیسیٰ سے لوگوں نے فرمائش کی کہ آپ اپنے خلع سے دعا کیجئے یہ پھر ویسی ہی ہو جائے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ٹھیلی پھر ویسی ہی تلی ہوئی ہو گئی اور یہ معجزہ تمام قوم بنی اسرائیل نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس خانِ نعمت پر کھانے کو بیٹھے اور بعض غریب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گئے اور جو مغرور تھے انہوں نے وہ کھانا ان کے ساتھ نہیں کھایا اور ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جس غریب نے ان کے ہاتھ سے کھانا کھلایا تھا وہ بہت جلد غنی ہو گیا اور جس اندھے نے کھایا تھا وہ بینا ہو گیا اور جس کوڑھی نے کھایا تھا اس کو آرام آ گیا چنانچہ وہ خانِ نعمت سارا دن اسی طرح بھرا ہوا دکھارہا اور کچھ بھی کم نہ ہوا آخرات کو وہ خانِ نعمت پھر آسمان پر چلا گیا۔ لوگوں نے دیکھا کہ جن لوگوں نے کھانا کھایا نہ تھا وہ بعد میں بہت پیشان ہوئے اور پھر کہنے لگے کہ ہم بہشت کی نعمتوں سے محروم رہے اس کے بعد خدا کے حکم سے دوسرے دن بھی وہی نعمت بہشت سے آیا پھر اس خانِ نعمت سے بہت سے لوگوں نے وہ تلی ہوئی ٹھیلی اور ترکاری وہ پانچ روٹی اور انار فرض سب کچھ کھایا اور وہ ذرا بھی کم نہ ہوا ویسا ہی وہ خانِ نعمت بھرا رہا۔ اور پھر ویسا ہی خانِ نعمت آسمان پر چلا گیا۔ فرض جن لوگوں نے اس میں سے کھائی جو چیز وہ ان کی پسند ہی پر تھیں۔ بعض نلپنے ذوق شہر میں سے کھانا پیا اس کو وہی جزا ملا اور جسے ترشی سے ذوق تھا اس کو ترشی ہی کا ذائقہ حاصل ہوا اور جس کو نیلین کا شوق تھا اس کو نیلین ملتا رہا۔ الغرض اسی طرح وہ خانِ نعمت تین دن آتا اور جاتا رہا اور شہر کے بچے لوگ تھے سب کے سب آسودہ ہو کر کھاتے تھے اور بعض روایتوں میں یوں بھی آیا ہے کہ خانِ نعمت چالیس روز تک برابر آتا اور جاتا رہا اور تمام اہل شہر اس میں سے کھاتے رہے لیکن خدا کے فضل سے کچھ بھی کم نہ ہوا۔ قوم بنی اسرائیل یہ معجزہ دیکھ کر بعضے ایمان لے آئے اور بعض نے پھر بھی انکار کر دیا اور جو اس کے بعد بھی ایمان نہ لایا تو اس کی شکل سورا در پتھر کی ہو گئی اور جو لوگ ایمان لائے تھے ان پر رحمت الہی نازل ہوئی۔ ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ سات سو آدمیوں کے چہرے

مسخ ہوئے تھے یعنی سورا اور ریچھ کی شکل کی صورت بن گئے اور جو لوگ کہ ایمان لے آئے تھے انہوں نے
 نور اسلام سے سعادت دارین حاصل کی۔ روایت ہے کہ ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام مومنوں کو لے
 کر ایک میدان کی طرف حیر کو گئے تو وہاں ایک لومڑی کو دیکھا تو حضرت عیسیٰ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں سے
 آتی ہے اس نے کہا اپنے گھر سے آتی ہوں اب دوسرے مکان پر جاؤں گی۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 نے کہا: کُنْ مَكَانَ يَذْبُوْهُ حُوَيْفٌ ترجمہ کہا مریم کے بیٹے کے واسطے مکان نہیں ہے یہ سنتے ہی محمد ص
 لوگ آپ کے ساتھ تھے انہوں نے فوراً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر آپ فرمادیں
 تو آپ کے واسطے ہم ایک مکان تیار کر دیں۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے پاس دولت
 نہیں ہے انہوں نے کہا کہ دولت ہم دیں گے۔ حضرت نے فرمایا اے یارو گھر بنانے کو میں جہاں کہوں وہاں
 بناؤ۔ تب دوسرے دن مومنین عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بہت روپیہ دولت لے کر آئے اور پھر آپ نے
 فرمایا کہ میرے ساتھ میں بتلا دوں تب دریا کے کنارے جا کر موج کی جگہ بتائی کہ تم لوگ یہاں پر میرے
 واسطے مکان بناؤ۔ انہوں نے کہا اے حضرت عیسیٰ یہ جگہ تو بہت مخدوش ہے یہاں پر کینو مکہ مکان بنے
 گا اور پھر کیے گھر کے گاتب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے یارو جان لو دنیا بھی جائے مخدوش
 ہے اور اس کو حوادث کے پھیرے اور موصی ہر وقت مارتی رہتی ہیں اور اس گرداب موج میں گھر بنا
 کر کوئی رہائش اور نہ آئندہ رہے گا۔ الغرض دنیا میں عمارت بنانا کوئی فائدہ نہیں بلکہ ہر شخص کو جلدیہ کہ
 وہ آخرت کی عمارت بنائے جس کو ہمیشہ بقا ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
 وقت میں ایک نیک بخت عورت فقی ایک دن وہ روٹی پکانے کے واسطے آگ سلگا رہی تھی تاکہ اس
 سے روٹی پکائے۔ اتنے میں ناز کا وقت آگیا لہذا وہ ناز پڑھنے لگی۔ جب اس نے ناز سے فراغت
 پائی تو دیکھتی کیا ہے کہ اس کا لڑکا اس آگ کے چوٹے کے اندر اس آگ سے کھیل رہا ہے اس نے یہ
 دیکھتے ہی جلدی سے اپنے لڑکے کو اٹھالیا۔ اور اپنے شوہر سے یہ ماجرہ جا کر کہا اس نے جا کر حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام سے بیان کیا چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم اپنی بیوی کو یہاں بلاؤ۔ اس سے
 حال پوچھ کر میں تم کو بتاؤں گا۔ پھر آپ کے فرمانے سے اس عورت کے شوہر نے اپنی بیوی کو حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو نے خدا کا کیا کام کیا جو یہ کہہ
 پایا کہ تیرا لڑکا آگ سے بچا۔ وہ بولی خدا عالم الغیب ہے میں کچھ نہیں جانتی ہوں مگر صرف چلایا میں ازل
 سے کہ اس کی لغت پر شا کر ہوں۔ دوسری اس کی بلاد معیت پر صابر ہوں۔ تیسری اس کی رضا پر راضی ہوں
 چوتھی آخرت کا کام دینا کے کام پر مقدم جانتی ہوں۔ اگرچہ کا وہ دنیا فوت ہو جائے۔ یہ سن کر حضرت عیسیٰ

علیہ السلام نے کہا کہ بس یہی یاد شب ہے اس بچے کی محض حفاظت کا یہ عورت اگر مرد ہوتی تو اس پر وحی نازل ہوتی۔ روایت ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کورستان کی طرف جا کر دیکھا کہ ایک شخص کی قبر سے زنجیر لگتا ہے۔ حضرت نے دعا کی اسی وقت وہ قبر پھٹ گئی اور ایک شخص اس قبر سے نکلا اور وہ نور کی چادر اوڑھے ہوئے تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا کہ تجھ کو یہ بزرگی کس عمل سے ملی اس نے کہا ایک میرا صلہ بیٹا تھا۔ اس نے میرے حق میں دعا کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرمایا اور جو گناہ میں نے دنیا میں کیے تھے وہ خداوند کریم نے معاف کر دیئے اور مجھ پر اپنی رحمت فرمادی۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ تم سے دعا کیے کی ماں باپ کے حق میں قبول ہوئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ مردے سب اپنے فرزند پر نغمہ کرتے ہیں اور ناز کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہماری اولاد ہے ہمارے حق میں دعا کرے گی اس سے ہم کو نجات حاصل ہوگی۔ واللہ اعلم بالصواب

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حجابہ بادشاہ سے ملاقات

کعب الاحبار نے لکھا ہے کہ ایک دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیابان شام سے جاتے تھے راستے میں ایک سر بر سیدہ کی ہڈی ملی۔ چنانچہ انہوں نے جناب باری سے عرض کی یا الہی یہ کس کا سر راہ میں پڑا ہے تو اس کو زندہ کر دے تاکہ وہ مجھ سے بات کرے اور مجھے معلوم ہو کہ یہ کون شخص تھا اور دنیا میں کیا کام کرتا تھا۔ اور کس گناہ کی پاداش میں اس کی کھوپڑی راستے میں پڑی ہے اور جو بات میں اس سے پوچھوں وہ اس کا جواب دے ایسا کر دیجئے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ کھوپڑی زندہ ہو گئی۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سر بر سیدہ سے پوچھا کہ اے کھوپڑی خدا کے حکم سے تو ہم سے بات چیت کرنا لئی اے عیسیٰ تو جو کچھ اس سے پوچھے گا یہ تجھ کو جواب دے گا سب سے پہلے اس سر بر سیدہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے حضرت آپ کیا پوچھتے ہیں مجھ سے پوچھیے۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تو مرد تھا یا عورت۔ سیدہ تمھاری شقی۔ مقبول تھا یا مرد۔ تو لگو تھا یا غریب۔ نیک تھا یا بد۔ دراز قد تھا یا کوتاہ قد۔ بخیل تھا یا سخی اور مجھ سے بتا کہ نیز کیا نام ہے، یہ سن کر اس کھوپڑی نے کہا اے حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں بادشاہ تھا اور میرا نام حجابہ بادشاہ تھا اور میں بہت زیادہ سخی تھا اور سیدہ مقبول اور نیک اور دراز قد بھی تھا اور کئی بادشاہ میرے زیر فرمان تھے۔ دولت دنیا سب کچھ مجھ کو حاصل تھی اور مجھے کسی بات کا غم نہ تھا اور ہمیشہ عیش و نشاط میں رہتا تھا۔ اور پانچ ہزار غلام میرے عصا بردار جوان و عورت سرخ تن باپردہ باشندہ ہندی و اسیں بائیں کھڑے رہتے تھے اور پانچ سو غلام باہر ترانہ ساز اور پانچ سو

غلام باجنگ و چنانہ میری خدمت میں مدام حاضر رہتے تھے اور ایک ہزار لونڈیاں ترکی خوش آواز گانے والی ہر وقت میری مجلس میں رہا کرتی تھیں اور ہزار لونڈیاں ہم جس ہم قدم ہم رنگ رقص کرتی تھیں اور ان کا رقص ایسا ہوتا تھا کہ مرغان ہوا اور درندہ بے چارے دیکھ کر کھڑے رہتے تھے اور آدمی تو سکنے کے عالم میں رہ جاتے تھے۔ اے پیغمبر خدا اگر میں اپنے تمام اوصاف حسنت بیان کروں تو بھر آپ بھی تعجب کریں گے اور جب میں شکار گاہ میں برائے شکار جاتا تھا تو ایک ہزار اعلیٰ قسم کے گھوڑے مع زین زرین میرے ساتھ ہوتے تھے اور ایک ہزار میر شکار سفید بنا پوش و ناع مکمل بر سر بازو بہری شاہیں کے کو میرے ساتھ چلتے تھے اور ایک ہزار غلام بالکر زین کلاہ گوشہ سرخ پوش میرے آگے اور ایک ہزار اسی طرح میرے پیچھے اور ایک ہزار باصلاح دہنی طرف اور ایک ہزار غلام بائیں طرف چلتے تھے اور اس کے علاوہ دس ہزار پیچھے رہتے تھے اے پیغمبر خدا اگر تم سے صفت شکار کی بیان کروں تو بھر آپ کو بڑا تعجب ہو گا اور مشرق سے مغرب تک میری بادشاہت تھی اور میرا لشکر بے شمار تھا اس کے کھنہ سے دوبرو نیزہ عاجز رہتے تھے اور بے شمار بادشاہ اور ملک میرے زیر فرمان تھے جو میں نے ان پر بڑور شینتر قبضہ کیا تھا اور اگر صفت اس زور اور لڑائی کی بیان کروں تو آپ اسکو بھی سن کر بڑے ہی متعجب ہوں گے یعنی کسی بادشاہ کو طاقت نہ تھی کہ میرا مقابلہ کر سکے اور تقریباً چار سو برس تک میں نے بادشاہی کی اس چار سو میں ایک دن بھی ٹھک نہ ہوئی اور میں جو از د و عالی جمال و کمال و خوبی میں بے نظیر تھا یعنی کوئی بادشاہ وغیرہ بھی میرے برابر نہ تھا جو شخص بھی میری طرف نگاہ کرتا وہ نہایت متحیر رہتا اور میرا ہمیشہ کام معلوم تھا کہ ہر روز ایک ہزار دینار فقروں اور محتاجوں کو تقسیم کرتا تھا اور ہر جھوٹے کھانا کھلاتا تھا اور اسی طرح ایک ہزار تنگوں کو کپڑا دیتا تھا لیکن یہ سب کچھ کرنے کے باوجود اپنے حقیقی معبود اللہ عزوجل کو نہیں جانتا تھا اور میں خود بت پرستی کرتا تھا۔ پس یہ حقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سر بر سیدھے سن کر پوچھا تم کو مرے ہوئے کئے دن ہوئے اور تو کس حال میں تھا کیا تو نے ملک الموت کی صورت و شکل و ہیبت کیسی تو نے دیکھی سو وہ بھی مجھ سے بیان کر۔ تب اس نے بیان کیا کہ اے پیغمبر خدا آج ایک سو برس ہوئے ہیں میرے مرنے کو اور اس وقت بات یہ ہوئی تھی کہ ایک دن میں موسم گرمیاں بیٹھا ہوا تھا گرمی نے سر پر شدت صود کیا۔ میں وہاں سے اٹھ کر اپنے جلنے ہائش گاہ پر گیا اور تمام اعضاء میں میرے اس قدر سستی آئی کہ طبیعت میری بد مزہ ہو گئی پھر میں وہی سودا اور میرا حال متغیر ہوتا رہا اور اسی بستر شاہی پر فیروں کو بلایا کہ در امیر املاچ کیا جاوے اور اس وقت میری سلطنت کا ایک ہزار طبیب لوگ تھے ان سب کو بلا کر میں نے ان سے کہا کہ تم سب میرا علاج صحیح طور پر کرو۔ اسی حکم

کے سنتے ہی تمام طبیبوں نے میرے واسطے دارو کی۔ لیکن ان کے علاج نے مجھے کچھ فائدہ نہ دیا اور کوئی دوا بھی مجھے مفید نہ پڑی اور پانچویں روز میرا حال از حد تیز ہو گیا اور میری زبان بند ہو گئی اور سیاہ ہو گئی اور بدن کا پھپھکا لگا اور میری آنکھوں میں سیاہی چھا گئی اور روشنی جاتی رہی اور مجھے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ اور پھر مجھے ہوشی آنے لگی اس حالت سکرات میں عینب سے ایک آواز آئی وہ میں نے اچھی طرح سنی کہ روح جہاں کی قبض کر کے دوزخ میں لے جاؤ۔ پھر ایک خطہ بعد ہی ملک الموت ہمیت ڈھکل بہم ناک ایسی کہ سران کا آسمان پر اور پاؤں تخت الثریٰ میں میرے سامنے آکر کھڑے ہوئے اور لئی میزان کے تھے میں نے جب ان کو دیکھا تو مارے ڈر کے ان سے میں نے بہت ہی زاری کی لیکن انہوں نے میری کچھ نہ سنی یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے بادشاہ جہاں تم نے ملک الموت سے پوچھا تھا کہ تمہارے اتنے منہ کیوں ہیں اس کا کیا سبب ہے۔ جہاں بادشاہ نے کہا اے پیغمبر خدا میں نے ان سے پوچھا تھا انہوں نے جواب میں کہا تھا کہ سامنے کے منہ سے جان مومنوں کی قبض کرتا ہوں اور دہنی طرف کے منہ سے باشندگان عالم سادات کی روح قبض کرتا ہوں اور جو منہ کہ بائیں طرف ہے اور جو پیچھے کی طرف ہیں ان سے کافروں اور مشرکوں کی روح قبض کرتا ہوں پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ سکرات الموت تجھ پر کیسی گزری تھی اور کس طرح نیری جان نکلی تھی وہ بھی بیان کر اس نے کہا کہ میں نے حضرت عزرائیل کو دیکھا کہ کئی فرشتے ان کے ساتھ ہیں کسی کے ہاتھ میں آگ کے گوز اور کسی کے ہاتھ میں چھڑی اور تلوار ہے اور کوئی اپنے ہاتھ سے شعلہ آتش لے کر آئیں ہیں اور انہوں نے میرے بدن پر ڈال دیا۔ اس وقت مجھ کو ایسا معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ آتش تیز تر کوئی دوسری نہ ہو گی۔ اگر ایک ذرہ بھی اس میں زمین پر گرے تو ساری زمین کو جلا ڈالے اور راہ کو ڈیہر کر ڈالے، پھر وہ میرے تمام بدن کا راگ دریشہ پکڑ کر جان سے تن کھینچنے لگے میں نے ان سے کہا اے فرشتو! مجھ کو چھوڑ دو اور میری دولت جتنی ہے وہ تم میری جان کے بدلے لے لو۔ پس یہ بات سنتے ہی انہوں نے میرے منہ پر طمانچہ مارا کہ اس سے تمام بدن کے جوڑا الگ ہو گئے اور پھر کہا اے بد بخت بے شرم دے دیا تو جانتا ہے کہ اللہ بعض گناہ کافروں سے مال نہیں لیتا ہے۔ پھر میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو میں اپنی آل و فرزند خدا کی راہ میں قربان کر دوں گا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا کہ خدا رشوت نہیں لیتا ہے۔ اے پیغمبر خدا جان نکلنے میں ایسی تکلیف گزری کہ اگر تیرا شہر بیک وقت مجھ پر ماری جاتی تو بھی اتنی تکلیف نہ ہوتی۔ الغرض وہ فرشتے میری جان قبض کر کے لے گئے اس کے بعد لوگوں نے مجھے کفن پہنایا اور پھر قبرستان میں لے جا کر مردوں کے ساتھ گورستان میں دفن کر دیا اور مجھے اچھی طرح مٹی سے ڈھانک کر چلے آئے پھر اس قبر میں میری دوبارہ

جان آئی اور منکر نیکر فرشتے آئے اور وہ فرشتے بھی جو دنیا میں میرے ساتھ تھے آئے اور وہ مجھ سے کہنے لگے کہ جو تم نے دنیا میں بھلا اور برائی کی وہی کی تھی سو وہ اب تم دیکھو اور کیے ہوئے کا مزہ چکھو اور جو کچھ میں اپنا کیا ہوا بھلا تھا وہ اس وقت سب یاد آگیا اور میں اپنے کیے ہوئے کو توڑوں پر آنسو بہاتا رہا اور حب منکر نیکر میرے پاس آئے تو ان کو دیکھ کر میرے عقل و ہوش جاتے رہے کیونکہ میں نے ایسا کسی کو دیکھا نہیں تھا اور ان کے آنے سے زمین خود بخود پھٹ جاتی تھی اس خطرناک حالت میں اگر مجھ پر بد بخت کو قبر کے اندر بٹھا کر پوچھنے لگے مَنُ شَیْئَتٌ یعنی تیرا خدا کون ہے۔ اس پر میں نے کہا کہ تم ہو یہ الفاظ سنتے ہی گزرا جی سے مجھ کو مارنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی حرکت و دھمک سے تحت الثریٰ تک بل گئی ہوگی پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا مَا دِیْنُکَ یعنی کونسا دین ہے تیرا یہ سن کر اور عقل و ہوش باقی ہو گئے اور زبان مارے خوف کے بند ہو گئی۔ پھر وہ مجھ سے کہنے لگے اے دروغ گو تیرا خدا کون ہے میں نے پھر کہا تم ہی ہو میرے خدا۔ پھر انہوں نے یہ سنتے ہی ایک گز آتش بھڑ پر ملا اس وقت میں اف کر کے کہا دروغ و استرا، اگر میں پیدا نہ ہوتا تو اچھا تھا اب کہاں جاؤں اور کس سے فریاد کروں اور اب تو کوئی سنتا بھی نہیں صرف خدا ہی رحیم و رحمن ہے میں کچھ جانتا نہ تھا چار سو برس کی بادشاہی اور دنیا کی خوشی عذاب قبر اور سوال و جواب سے بھر پر تلے تھی۔ اس کے بعد انہوں نے یہ کہا کہ غضب اللہ کا ہو کہ کون خدا کی کھاوے اور پھر غیر کو پر ہے۔ پھر کچھ دیر بعد مشرق و مغرب کی زمین آکر مجھ کو دبانے لگی اور اس نے ایسا دبا یا کہ میرے تمام بدن کی ہڈیاں درہم درہم ہو کر ٹوٹنے لگیں۔ پھر زمین نے کہا کہ اے دشمن خدا تو نے اتنے روز میری پشت پر دھا اور برابر کھڑا رہا اور اب تو میرے پیٹ کے اندر آیا ہے قسم ہے مجھ کو اپنے رب کی میں اب تجھ سے حق اپنا اور حق تعالیٰ کا سمجھ لوں گی۔ پھر اس کے بعد دو فرشتے آئے وہ بالکل سیاہ پوش تھے اور دھنناک معلوم ہوتے تھے۔ ایسا کسی کو میں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔ مجھ کو یہاں سے پکڑ کر عرش کے نزدیک لے گئے یہ دیکھ کر مجھے کچھ اطمینان سا معلوم ہوا کہ میں اب شاید خدا کی رحمت کی جگہ آیا ہوں اتنے میں عرش کے کنارے سے ایک آواز آئی اس شقی القلب کو دوزخ میں لے جاؤ اور عرش کے پاس جا کر چار کرسی جو اہرات سے رصع میں نے دیکھیں ایک پر ابراہیم خلیل اللہ اور دوسری پر موسیٰ علیہ السلام اور تیسری پر محمد حبیب اللہ اور چوتھی کرسی پر ایک پیر عمر دھنناک بیٹھا تھا اور اس کے پاس کاغذ آتش الیتادہ تھا اور سلاسل داخل یعنی زنجیریں اور طوق مسجراتیں اس کے پاس موجود تھے اور نام اس کا مالک تھا چنانچہ مجھ کو اس کے پاس لے گئے اور اس نے دیکھتے ہی مجھ کو ایک بھڑکی دی ایسی کہ میرے تمام بدن میں لرزہ آگیا اور میں بری طرح سے کانپنے لگا تو یہ بولا کہ اس بد بخت کو لہجے کی زنجیر سے باندھ

کر رکھیں گھر کو قید شدیدیں رکھا اور تقریباً ستر گز غبار کے نیچے بیٹھا۔ پھر میرے بدن سے کھال نکال کر
 سانپ اور بھوؤں کے بیچ میں اس دوزخ میں ڈال دیا۔ اے پیغمبر خدا اگر اس زنجیر کا ایک حلقہ زمین پر پڑ جاوے
 تو تمام خلق روئے زمین کی ہلاک ہو جاوے اور میری زبان پر مہر ثبت کر دی گئی اور پھر میں کسی قسم کی کوئی یاد
 نہ کر سکتا تھا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے حمزہ بادشاہ آتش دوزخ کیسی تھی وہ بیان تو کرو یہ
 سنتے ہی اس نے کہا اے پیغمبر خدا۔ دوزخ کے درہات سات ہیں ان کے نام یہ ہیں بادۃ، سبقر، سنقر، بہنم
 نطی، حطہ، حادبہ، حطمہ اور عادیہ سب سے نیچے طبقے میں ہیں۔ اے پیغمبر خدا اگر آپ اہل دوزخ کو دیکھتے
 تو کہتے کہ ان پر خدا کا غضب ہے ان کے نیچے اوپر دائیں اور بائیں آگے پیچھے دہکتی ہوئی آگ ہے اور اس کے اندر
 بھوکا اور پیاسے لوگ جل رہے ہیں وہاں کھانا پینا اور سایہ قطعاً نہیں ہے۔ ہمیشہ سوائے ظم کے خوشی اور
 راحت نہیں ہے اور منہ ان کا مانند سیاہ کوئلے کے ہے اور ہمیشہ گریہ زاری اور توبہ زاری کرتے ہیں لیکن وہاں
 توبہ قبول نہیں ہوتی بلکہ ہر وقت آواز آتی ہے اے اہل دوزخ تمہارا طعام ہمیشہ آتش دوزخ ہے تم تو
 دوزخ ہی کا ایندھن بن چکے ہو پھر وہاں سے بھر کر ایک درخت آتش کے پاس اندر دوزخ کے لئے گئے
 اور اس درخت کا نام اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سمجھ رکوم فرمایا ہے اور ہندی میں اس کو سج کہتے ہیں پس
 اس جگہ میں نے کھانے کو مانگا وہی درخت زقوم لا کر مجھ کو دیا جب میں نے اس کو کھایا تو اس سے میرا حق
 بالکل بند ہو گیا اور اس طرح سے بند ہوا کہ وہ نیچے اترتا ہے اور نہ اوپر آتا ہے مارے درد کے اور ورزش
 کے بری طرح چلاتا رہا کہ مجھ کو پانی دو تاکہ لقمہ خلق سے نیچے اترے۔ جب پیالہ بھر کر پانی گرم جہنم سے لا دیا
 اور جب میں نے اسے پیا تو اس کے پینے سے گوشت پوست ہڈی تک جل کر خاک ہو گئی اس کے پیچھے ایک
 جھڑکی کی آواز آئی اس آواز کے بعد پھر میری ہڈی گوشت پوست ہڈی تک جل کر خاک ہو گئی یعنی مکمل میرا
 جسم جل گیا اور پاؤں کے تلوار سے سڑتے سڑتے میرے آگ سے جل رہے تھے۔ پھر اس کے بعد مجھ کو بیتاب
 آتشیں لا کر پہنائیں اور مجھ سے کہا اے بد بخت اپنے عمل کی جزا چکھ اب تجھ کو سوائے عذاب کے اور کچھ
 نہیں ملے گا کیونکہ تو نے دنیا میں بد عمل کیے تھے اور تو نے خدا کو کبھی نہیں مانا تھا اور نہ اس کے عذاب
 سے ڈرتا تھا تو نے اپنے خالق و معبود سے شرم اور اس کی عبادت نہیں کی تھی اور نہ اس کی نعمتوں
 کا شکر بجا لیا تھا اور اپنے بھائی برادر مومن مسلمانوں کا مال زبردستی سے چھین لیتا تھا اور حرام خوری سے
 کبھی ڈرتا تھا اور برابر مسلمانوں کو اپنا دیتا تھا اور کسی برائی کے کام سے پرہیز نہیں کرتا تھا اے پیغمبر خدا
 ایسی ایسی باتیں مجھ سے کہیں اور آگ کی جوتیاں مجھے پہننے کو دیں۔ پس اس کی پیش سے مغز میرا سر سے اور کان
 اور ناک سے نکل پڑا اور اس وقت پتھر مردہ ہو گیا۔ اے پیغمبر خدا میرے کھلنے کی چیز سوا آگ کے اور

نہ قوم کے کچھ نہ تھا۔ پھر وہاں بھر کو ایک پہاڑ پر لے گئے اس پہاڑ کا نام سکرات ہے لمبائی اس کی تین ہزار برس
 راہ ہے اور اس کے اندر ستر کنویں آتشی ہیں اور جتنے عذاب چھپر پر گننے سے سب اس میں موجود پائے اور اس
 میں سانپ ڈکھو بیٹھا رہیں اور سانپ چھو جب دانت اپنے بجاتے اس کی کٹا کٹ کی آواز سو برس کی راقہ تک
 سنی باقی تھی اور جب کسی کو کھٹکتے تو وہ فوراً ہی خاک ہو جاتا تھا اور اگر ان کے زہر دانت کا ایک قطرہ روئے
 زمین پر گر پڑے تو دنیا بل کر خاک ہو جاوے عرض بھر پر ہر روز اس پہاڑ پر تین مرتبہ سکرات موت ہوتی تھی
 پس اسی وجہ سے اس پہاڑ کو سکرات الموت پہاڑ کہا جاتا ہے اور جس کو بھی اس پہاڑ پر لے جاتے ہیں تو وہ
 تلخی سکرات چھٹتا ہے پھر بھر کو وہاں سے ایک چشمے میں لے جا کر ڈال دیا گیا اور میں اس جہنم میں دوزخوں
 کے پاس جا پہنچا اور آواز اس چشمے کی سو برس کی راہ تک جاتی ہے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 نے اس سر بسیدہ جمہاہ بادشاہ سے دریافت کیا کہ یہ تو بتاؤ اس چشمے کا نام کیا ہے اس نے کہا اس چشمے
 کو غضبان کہتے ہیں اس واسطے کہ وہ ہمیشہ غضبناک رہتا ہے۔ اے پیغمبر خدا جو شخص خدا سے ڈرے
 گا اور گناہ سے باز رہے گا تو وہ چشمہ عذاب اس پر آسان ہو جاوے گا۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
 اس چشمے کی بات سنی تو ہوش ان کے جاتے رہے اور بہت زیادہ روئے اور بہت ڈرے اور کہا اے
 جمہاہ بادشاہ اس چشمے کا عذاب جو تم پر گزرا سو بیان کرو۔ اس نے کہا اے بنی اللہ کے اس چشمے کے عذاب
 کا اگر بیان آپ سنیں گے تو تعجب کریں گے جب پاؤں میں نے اس چشمے میں رکھا تو فوراً ہی میرے جسم
 کا چمڑا اور میرا راجہم اس گرم پانی سے جل گیا اور مالک دوزخ نے مجھ کو ایک بھڑکی دی اس کی ہیبت
 سے میں اس چشمے میں گر پڑا اور اسی میں غرق ہو گیا یا بنی اللہ میں اس چشمے کا کیا حال بیان کر دو کہ عذاب اس
 کا سب مذاول سے عذاب اکبر ہے ایسا کہ میرے جسم کی تمام ہڈیاں جل کر رہ گئیں اور اول جو عذاب مجھ
 پر گزرا تھا وہ تو اس عذاب سے اصغر تھا اے پیغمبر خدا اگر میں اس کو ایک سو برس تک بیان کرتا رہوں
 تو بھی اس کا بیان ختم نہ ہو گا۔ پھر مجھ کو اس چشمے سے نکال کر ایک کنویں پر لے گئے اور مجھ کو اس میں
 جا کر ڈال دیا اور لمبائی اس کی ایک ہزار برس کی تھی اور اس کو بیت الاحزان کہتے ہیں۔ اور اس کنوین
 کے کنارے ایک تابوت آتشی رکھا ہوا تھا اور لمبائی اس کی تین سو کوس کی تھی مجھ کو اس تابوت کے
 اندر رکھا اور جن شیطانوں نے مجھ کو خدا کی راہ سے جھٹکا کر گمراہ کیا تھا اور غرور میں ڈالا تھا ان کو مجھ
 پر موٹھل مقرر کیا اور جب ہی سے میں اس تابوت آتشی میں ہوں بہت مدت کے بعد ایک آواز
 عرش سے آئی کہ جمہاہ کو آج دنیا میں برسر راہ عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے ڈال دو کیونکہ اس نے کچھ ثواب
 کما تھا دنیا میں بہت لوٹندی اور غلام آزاد کیے تھے اور جھوکے لوگوں کو کھلا نہ کھلایا تھا اور پیاسوں کو پانی

پلایا اور تنگوں کو کڑا پہنایا تھا اور غریبوں پر بھربائی کی تھی اور مسافروں کی بھر گیری کی تھی۔ اور روز ازل میں لکھا گیا تھا کہ جہاں کو عذاب آخرت سے ایک بار رہائی کر کے پھر دنیا میں بھیج دوں گا یہ آدمی ان میں سے اپنے کانوں سے سنی پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جہاں بادشاہ سے پوچھا کہ تم کس قوم سے تعلق رکھتے ہو۔ وہ بولا کہ میں قوم حضرت الیاس سے ہوں۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم اس وقت جہ سے کیا چاہتے ہو۔ اور خداوند قدوس سے کیا مانگتے ہو یہ سن کر جہاں بادشاہ نے کہا یا بنی اللہ الاماں آپ کو خدا کی قسم ہے مجھ بے چارہ گنہگار کے حق میں آپ دعا کریں کہ مجھ کو اس عذاب سے اللہ نجات دے اور زندہ کر کے پھر اس دنیا میں بھیج دے میں اس کی بندگی کروں گا اور اسی سے مدد ملے گا تاکہ دنیا و آخرت میں آپ ہی کا حق مجھ پر ثابت ہو۔ تب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کے حق میں اللہ رب العزت سے دعا مانگی کہ اے خدا یا تو بے مثل و بے مانند سب بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور سب کا پیدائندہ اور مارنے والا ہے اور تو ہی سب کی فریاد سننے والا ہے میری دعا قبول فرما اس بے چارے جہاں کو زندہ کرنا کہ یہ تیری عبادت کرے اور حق عبودیت تیرا بجالائے۔ تب حق تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عیسیٰ میں نے روز اولیٰ میں لکھا ہے کہ تیری دعا سے میں اس کو زندہ کر کے پھر دنیا میں بھیجوں گا اور اس کی توبہ قبول کروں گا اور اپنے عذاب سے خلاصی دوں گا کہ وہ دنیا میں سخی اور دستار فقیر و مسکین کا تھا۔ پس عیسیٰ علیہ السلام یہ کلام الہی سن کر شکر خدا کا بجالائے اور خوش ہو کر اس جہاں بادشاہ کی ہڈیوں پر کہا کہ اے ہڈیو گوشت پوست بال پر آگندہ ہوئے خدا کے حکم سے ایک جگہ جمع ہو جاؤ۔ تب خدا کے حکم سے اس وقت جتنی ہڈیاں تھیں اور جتنا گوشت و پوست و بال جہاں کے تھے سینٹ اعلیٰ پر جسم مرکب بن گیا اور زندہ ہو کر یہ کلمہ کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ عِيسٰی رُوحُ اللّٰهِ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا واحد مطلق ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول برحق ہیں اور بہشت و دوزخ اور لعنت و نشر و تح ہے۔ پھر جہاں بادشاہ نے تقریباً اسی برس زندگی پائی اور اس زندگی میں قیام و حیات یعنی روزہ عبادت الہی میں ہمہ تن مصروف رہا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتا رہا، اور بجز عبادت الہی کے کچھ بھی دنیا کا کام نہیں نہیں کرتا تھا۔ آخر پھر بھی جاوہ مسلمانی پر رہ کر شربت موت کا پیا۔ خدا نے کریم غفور رحیم نے اپنے فضل و کرم سے اس کے گناہ معاف کر کے اس کو جنت نصیب کی۔ ذلک الفضلُ مِنَ اللّٰهِ اِنَّ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا د وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

حضرت مریم کی وفات اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کو لے کر بیت المقدس سے ملک شام کو جلتے تھے چنانچہ راستے میں حضرت مریم بیمار ہو گئیں اور وہ جگہ ایسی تھی کہ جنگل دکھاس کے سوا کچھ نہ تھا اس وجہ سے وہ بیخ گیاہ کے علاوہ اور کچھ استعمال نہیں کر سکتی تھی مجبوراً انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے میرے بیٹے مجھ کو وہی لادو وہ اسی وقت اپنی ماں کو اس جگہ چھوڑ کر اس جگہ کو لینے گئے چنانچہ کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد اسی جگہ پر حضرت مریم نے وفات پائی اور خدا کے حکم سے اسی وقت بہشت کی حوروں نے ان کو غسل دیا اور پھر بہشت کے کپڑوں سے کفن بنایا اور وہ حوریں اسی جگہ دفن کر کے چلی گئیں اور یہ سب کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غم مچھوڑی میں ہوا کیونکہ وہ ان کے واسطے اس قبیل ارشاد کی تکمیل میں گئے ہوئے تھے اور ان کے انتقال کی ان کو کچھ خبر نہ تھی جب وہ اسی جگہ پر واپس آئے جس جگہ پر اپنی والدہ کو چھوڑ کر گئے تھے تو انہوں نے ان کو کئی مرتبہ پکارا لیکن ان کو کوئی جواب نہ ملا آخری آواز میں جوا ملا کہ لبیک اے میرے فرزند تم مجھ کیوں بلاتے ہو یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے امی جان میں نے آپ کو تین دفعہ پکارا۔ اب تک آپ کہاں تھیں یہ بات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سن کر حضرت مریم نے کہا اے بیٹے پہلی بار پکار میں فردوس اعلیٰ میں تھی اور دوسری پکار میں سدرة المنتہیٰ میں تھی اور تیسری پکار میں آسمان اول پر آگ میں نے جواب دیا یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اماں جان اپنا حال بیان کرو حضرت مریم بولیں اے بیٹے جس کو اللہ تعالیٰ فردوس اعلیٰ نصیب کرے اور وہ اپنی ماں کو پہنچے اس سے بہتر اور کیا چیز ہے اس کے متعلق کیا پوچھتے ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ سے یہ باتیں سن کر آبدیدہ اور گریاں سینہ بریاں واپس بیت المقدس آگئے اور لوگوں کو خداوند قدوس کی دعوت دیتے رہے ایک دن منبر پر بیٹھ کر لوگوں سے کہنے لگے اے لوگو! اللہ تعالیٰ اتنے قویت میں فرمایا تھا کہ حضرت موسیٰ کو ہفتہ کا دن مبارک ہے اور اس روز سوائے عبادت کے کچھ اور دنیا کا کام کرنا حرام ہے اب اللہ رب العزت نے اس حکم کو منسوخ کر دیا ہے اور ہماری کتاب انجیل میں فرمایا ہے کہ اتوار کا دن بہت مبارک ہے اس دن کو مانو اور اس کا احترام کرو اور اس دن غازیں پڑھو اور کچھ کام دنیا کا اس دن نہ کرو اور مطابق انجیل کتاب کے چلو جس قوم بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ سے اس بات کو سن کر اپنے دل میں کینہ لاٹے اور پھر کہنے لگے کہ کتنے ہی پیغمبر بنی اسرائیل میں بعد حضرت موسیٰ کے آئے کسی نے بھی حضرت موسیٰ کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا اور یہ لڑکا وہ بھی بے پردہ بھول اللہ آگاہی

کتاب موسیٰ کو منسوخ کر تلہ لے لہذا اس کو اردو لانا چاہتے تھے تاکہ ہمارے نبی موسیٰ علیہ السلام کا دین جاری رہے اور
 ان میں مومن یہودیہ سن کہ کہنے لگے اے قوم! تم نے نہ کر کیا علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے نبی تھے ان کو مار کر
 عذاب اٹھا یا تھا اور تم پر خدا کا غضب نازل ہوا تھا۔ سو تم بھول گئے اور اب حضرت عیسیٰ جو کہ اللہ تعالیٰ کی
 طرف سے مرسل نبی ہیں ان کو مارنے کا قصد کرتے ہو۔ تم لوگ خدا سے ڈرو اور اس سے پناہ مانگو اور اس کے
 حضور میں توبہ کرو کیوں جہنم کی راہ اختیار کرتے ہو پس تم لوگ ان پر اور ان کی کتاب پر ایمان لاؤ۔ بہت کہا
 مگر ان کافروں نے نہ مانا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مارنے کی فکر میں لگے رہے اور طرح طرح کی تدبیریں کرتے
 رہے اور کہنے لگے کہ جب کبھی ہم لوگ ان کو تہا پائیں گے تو ان کو مار ڈالیں گے۔ یہ باتیں ان کافروں کی
 مومن لوگوں نے سنیں تو وہ ہر دم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے اور ان کی ہر وقت خبر داری
 کرتے تھے کہیں ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تنہا نہ جانے دیتے تھے۔ اگر کہیں جانے کا اتفاق ہوتا تو خود ان
 کے ساتھ جاتے تھے ایک دن ایک عورت نے حضرت عیسیٰ کے اصحاب حواریوں سے پوچھا کہ تم لوگ ہر دم
 ہر ساعت حضرت عیسیٰ کے ساتھ جو رہتے ہو تم لوگوں نے اس سے کیا معجزہ دیکھا ہے یہ سن کر ان حواریوں
 نے اس سے کہا کہ حضرت عیسیٰ مسیح رسول خدا ہیں اور وہ خدا کے حکم پر دوں کو زندہ کرتے ہیں اور اندھے کو بینا
 کرتے ہیں اور کڑھی اور لنگڑے کو اچھا کرتے ہیں۔ تب اس عورت نے کہا کہ جبار کبادی اس شکم کو ہے کہ
 جس نے اس کو پیٹ میں رکھا یہ باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے سنیں اور پھر کہا مبارکبادی
 تو اس نبی کی امت کو کوہ ہے جو قرآن پڑھیں گے یہ سن کر اس عورت نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا
 کہ اے حضرت عیسیٰ مجھے بتاؤ کہ قرآن کیا چیز ہے۔ ہم نے تو کبھی نہیں سنا یہ سنتے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
 فرمایا کہ قرآن وہ چیز ہے کہ نبی آخر الزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر نازل ہو گا چنانچہ جیسا کہ اللہ
 فرماتا ہے: **وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ اللَّهِ وَإِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ الدُّنْيَا** **وَمُبَشِّرًا بِدُسُورِي فَإِنِّي مِّنْكُمْ أَتَىٰ قَوْمًا كُفِرُوا** **أَحْمَسُهُ تَرْجَمَهُ** اور جب کہ عیسیٰ
 بن مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ تعالیٰ کا تمہاری طرف سچا کوتاہیوں اس
 کو جو بھر سے آگے تھی یعنی توریت کو اور خوشخبری سناتا ہوں ایک رسول کی جو آدے گا مجھ سے پیچھے اور
 اس کا نام احمد ہو گا۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ ہمارے حضرت کا نام رکھا گیا۔ دینا پس منہ اور فرشتوں
 کے درمیان احمد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان کی امت میں حافظ قرآن بہت ہوں گے اور
 اور دوسرے پیغمبروں کی امت قرآن حفظ نہ کر سکے گی اور کتاب توریت اور انجیل کو بھی ان کے
 زمانے میں حفظ نہ کر سکے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب ان کو خوشخبری سنائی کہ پیغمبر آخر الزمان

اور ان کی شریعت قیامت تک جاری رہے گی۔ تب سب یہودیوں نے مل کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مار ڈالنے کا مشورہ کیا اور آپس میں کہنے لگے کہ اگر عیسیٰ ابن مریم زندہ رہے گا تو ہمارا دین موسیٰ کا بالکل باطل و منسوخ کرے گا اور اس زمانے کا بادشاہ وقت کافر تھا۔ اس ظالم نے ان مردودوں کے ساتھ اتفاق کیا اور پھر ان کو حکم دیا پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ان کی ہلاکت کا قصد کیا پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاگرد حواریوں نے اس بات کو معلوم کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تو یہ سن کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تم لوگ غافل جمع رکھو اور بالکل مت ڈرو میرے دشمن کیا کر سکتے ہیں۔ متحد۔ دشمن چہ کچھ چلے مہربان باشد دست۔ پس تم لوگ اپنے دین اور نبی آخر الزمان احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر ایمان لاؤ۔ اور اسی پر ثابت قدم رہو۔ تب تم نجات پاؤ گے۔ الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے تمام حواریوں کو لے کر ایک مکان پر گئے جس کا نام عین السلوک ہے یہودیوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر اس مکان کا محاصرہ کر لیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اس مکان کی چھت میں شگاف کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھا لے گئے اور ان کو فرشتوں کی صحبت میں رکھا اور ان یہودیوں کے سردار کا نام شیوع تھا اور وہی سب سے پہلے مارنے کے واسطے اس مکان میں گھسا تھا اس نے حضرت علیہ السلام کو بہت ڈھونڈا لیکن نہ پایا اور جب اس ملعون کے اس مکان سے نکلنے میں کافی دیر ہوئی تو جو باقی یہودی مکان کے باہر کھڑے تھے بہت حیران ہوئے اور اسی حیرانی میں وہ اس مکان میں سب کے سب داخل ہو گئے اور جو سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مارنے کے واسطے گھسا تھا وہ اپنی قوم کا بہت بڑا سردار تھا مکان کے اندر ان لوگوں نے اپنے سردار شیوع کو دیکھا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل و صورت بن گیا ہے اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچانے کے لیے کیا تھا کیونکہ ان یہودی لوگوں نے جوش ملیح میں آپ کے تھے ان کے قتل کرنے کی مکمل تدبیر کی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر اٹھا لیا تھا اور ان کی جگہ ان کے سردار شیوع کو انہی کی شکل و صورت کا بنا دیا تھا۔ ان یہودیوں نے ہا کر اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل و صورت دیکھ کر بغیر نشیتر پکڑیا ہر چند اس نے فریاد کی کہ میں شیوع ہوں تم لوگ مجھ کو چھوڑ دو۔ لیکن وہ لوگ ہرگز نہ مانے اور پھر کہنے لگے کہ تم ہی عیسیٰ ابن مریم ہو تم نے اپنے جادو سے شکل شیوع کی بنا رکھی ہے پھر وہ غرور کر کے کہنے لگے اچھا ہم نے مانا شیوع ہے تو یہ تاؤ عیسیٰ ابن مریم کدھر گیا آخر وہ تمام کے تمام اس بڑے شے میں پڑ گئے اور اپنے سردار شیوع کو حضرت عیسیٰ جان کو پکڑ لیا اور وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے جو تجھے آسمان پر اٹھالیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَمَا قَتَلُوا وَمَا صَبُّوا وَكَانَ مَشِيءَ لَكُمْ اَلْحَقُّ فَوَجَسْ اِدْرَان كَوْنَهُ مَارَ اَلْيَا اِدْرَانِ اس کو
سولی پر چڑھایا گیا۔ لیکن وہی صورت بن گئی ان کے سامنے اور جو لوگ اس میں کئی باتیں نکالتے
ہیں وہ اس جگہ شبہ میں پڑے ہیں اس کی بھراں کو نہیں مگر انکل پر چلنا اور اس کو مارنا نہیں بیشک اس کو
اٹھالیا گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا ہے کیونکہ میری حکمت زبردست
حکمت ہے قرآن مجید میں لکھا ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار دیا یہ غلط ہے چونکہ
اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا ذکر فرمائی ہے اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ ہرگز اس کو نہیں مارا اور اس کی صورت کو
صولی پر چڑھایا گیا اور نصاریٰ بھی اول سے ہی کہتے ہیں کہ ہمارے مسیح کو مارا نہیں وہ زندہ ہیں لیکن تحقیق
وہ نہیں سمجھتے کئی باتیں کہ بدن کو مارا لیکن ان کی روح اللہ تعالیٰ کے پاس گئی اور بعض تو یہ کہتے ہیں کہ
مارا تو تھا لیکن تین روز بعد وہ زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے تھے لیکن یہ بات حقیقت پر مبنی نہیں ہے اور
نہ کسی دوسرے طریقے سے ثابت ہوتی ہے کہ ان کو مارا گیا۔ یاد رکھیے جو صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور اس
نے ہم کو بتایا کہ اس کی اصلی صورت کو نہیں مارا اور ان کے پکڑنے کو وہ نصاریٰ لوگ ان کے قریب سے دور
بھاگ گئے تھے اور کچھ یہود بھی نہ پہنچے تھے اس لیے صحیح خبر ان لوگوں کو ہے اور نہ ان یہودیوں کو ہے
ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سردار شیوخ کو پچاس برس تک ناز و نعمت سے پالا تھا اس
داسطے کہ جب حضرت عیسیٰ یہودیوں کے ہاتھ میں گرفتار ہوئے تو اس وقت اپنے سردار شیوخ کو ان کے
ہاتھ میں دے کر خلاص کریں گے اور فرعون ملعون کو اللہ تعالیٰ نے چار سو برس تک ناز و نعمت سے پال
کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں دریائے نیل میں ڈبو دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قوم
نمیت بجات دی اور چار ہزار برس دنہ باہیل کافر دس اعلیٰ میں پال کر اللہ تعالیٰ نے ناز و نعمت سے اس
داسطے پالا تھا کہ بعض گناہ مومنوں کے ان کو دوزخ میں ڈال دے اور کافروں کو اللہ تعالیٰ نے ناز و نعمت
سے اس داسطے پالا تھا کہ بعض گناہ مومنوں کے ان کو دوزخ میں ڈال دے گا اور مومن سب اس
دوزخ سے بجات پا دیں گے۔ ایک اور حدیث میں یوں آیا ہے کہ قرب قیامت کے دجال ملعون خروج
کر کے ساری خلائق کو گمراہ کرے گا اور حضرت امام مہدی آخر الزمان مومنوں کے بیت المقدس میں
رہیں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر امام مہدی کے ساتھ ہرگز سب کافروں کو مشرق
سے مغرب تک اور دجال کو مار ڈالیں گے مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو مسلمان کریں گے۔ اور
دین محمدی میں سب کے سب داخل ہوں گے ایک متنفس کافر جہاں میں باقی نہ رہے گا اور اس روز

عدالت پوری ہوگی اور عدل و انصاف صحیح معنی میں ہو گا کسی پر کسی قسم کی کوئی زیادتی نہ ہوگی یعنی شیر و بکری ایک ایک گھاٹ پانی پئیں گے اور بولوگ ظلم پر آمادہ ہوں گے ان کو دور کر دیا جاوے گا۔ اسی طرح سے چالیس برس حضرت عیسیٰؑ کی بادشاہیت اور تبلیغ محمدی جاری رہے گی۔ اس کے بعد حضرت امام ہدی انتقال فرمائیں گے اور ان کو اس وقت کے مومن لوگ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے پاس دفن کریں گے اور بعد میں حضرت عیسیٰؑ علیہ السلام انتقال فرمائیں گے اور مومن لوگ ان کے اپنے ہاتھوں سے ! تجبیز و تکفین کریں گے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بیان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں نیک

ایک روایت سے یہ چیز واضح ہو جاتی ہے کہ اجماع اہل سنت اور آئمہ اسلام ہے کہ جناب رسالت مآب علیہ وسلم اپنی زبان فیض ترجمان و لسان معجز بیان سے خود فرماتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: **أَدْنَى مَا خَلَقَ اللَّهُ نَوْراً** یعنی سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے بنائی وہ میرا نور تھا۔ الغرض یہ چیز باتفاق ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور محمدی کو پیدا کیا اور پھر ان کے نور سے تمام فرشتے عرش و کرسی لوح و قلم ہیئت و دوزخ بن و انس اور ساری مخلوقات پیدا کی چنانچہ اس کا ذکر کتاب کے اول میں آچکا ہے اسی واسطے یہاں پر مختصر کیا ہے کتاب روضۃ الاحباب و کتاب الاحبار میں لکھا ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت آدم کی پیشانی پر ظہور کیا ایسا کہ ان کی پیشانی اس نور محمدی سے عرش تک چمکتی تھی۔ پھر حضرت آدمؑ کی پیشانی سے حضرت شیثؑ کی اور حضرت شیثؑ سے حضرت ادریسؑ کی اور حضرت ادریسؑ سے حضرت نوحؑ اور حضرت نوحؑ سے اسی طرح درجہ بدرجہ منتقل ہو کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ تک پہنچا اور ان سے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کو نصیب ہوا۔ بعد اس کے غل بعد نسل عبد المناف تک پہنچا اور عبد المناف کے ہمارے بیٹے تھے ان کے نام یہ ہیں۔ عبد الشمس، ہاشم، ابو المطلب اور ابو نوفل اور ہاشم رسول خدا کے دادا تھے اسی واسطے رسول خدا کو ہاشمی کہتے ہیں اور ابو المطلب امام شافعی کے دادا کا نام تھا۔ اور عبد الشمس ابو جہل کے باپ کا نام تھا اور ابو نوفل لا ولد تھے۔ وہی نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد المناف سے ہاشم کو ملا اور بعد فوت ہونے عبد المناف کے ہاشم کو مکہ کی ریاست اور کئی خانہ کعبہ ملی۔ اتفاقاً انہی ایام میں مکہ میں قحط پڑا اور اکثر آدمیوں کو رات دن قحط گزرتا تھا چنانچہ ہاشم کو اپنے فضل و کرم سے اور اپنی برکت کاملہ سے تو نگر کیا تھا انہوں نے تمام مکہ والوں کی حیفاقت کی اور حبیب دسترخوان

بچاتے تو روٹیاں توڑ توڑ کر اور پارہ پارہ کر کے دسترخوان پر رکھ دیتے کہ کھاتے وقت کوئی کسی کو معلوم نہ کر سکے کہ کس نے کتنی روٹیاں کھائیں۔ اسی وجہ سے ان کا نام ہاشم رہا اور ادل نام ان کا عمر تھا اور ان سے عبد المطلب پیدا ہوئے اور پھر عبد المطلب سے کئی بیٹے پیدا ہوئے۔ جب انہوں نے نذرمانی اللہ تعالیٰ سے کہ اگر میرے دس بیٹے پیدا ہوں گے تو ان میں سے ایک خدا کی راہ پر قربان کر دوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب ہاشم کو مکہ معظمہ کی ریاست ملی تو ضرر ملی کہ چاہ زم زم میں اسماعیل ذبیح اللہ نے خزانہ جمع کر رکھا ہے تو چاہا کہ اس کے اندر سے نکالیں پھر انہوں نے وہ چاہا کھو دا تو اس کے اندر وہ خزانہ نہ پایا اور خدا کی مرضی سے پانی بھی اس کا سوکھ گیا پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ سے نظرمانی کہ اگر خزانہ مجھ کو مل گیا تو میں اس چاہ کو از سر نو تعمیر کروں گا اور پھر ایک لڑکے کو بھی نیرے نام پر قربان کر دوں گا تب پھر وہ چاہ کھو دا۔ خدا کے فضل سے بہت خزانہ اس سے پایا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس خزانہ میں سے دروازے خانہ کعبہ کے لوہے اور فولاد سے بنائے اور چارہ زم زم کی درسگی کرادی اور پھر کاسہوں کو بلایا کہ اپنی نذر کا مال بیان کیا۔ ان لوگوں نے بالاتفاق کہ ایسا ثناء واجب ہے۔ لازم ہے کہ ہر بیٹے کے نام پر فرعہ ذوالرحم کا نام نکلے گا اسی کو قربان کر دے سن کہ عبد المطلب کے بارہ بیٹے تھے چنانچہ ہر بیٹے کے نام پر فرعہ ڈالا اس میں نام عبد اللہ پیدر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نکلا اور عبد اللہ کی پیشانی پر نور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر ہوا۔ اسی سبب سے ان کی صورت اپنے بقیہ بھائیوں سے بہت زیادہ حسین تھی ماں باپ اور اقربان کہ بہت چاہتے تھے اور جب انہوں نے قربانی کی سنی تو ان کی ماں اور اقربان نے عبد المطلب سے کہا کہ ہم لوگ عبد اللہ کی قربانی نہ دیں گے تو دوسری قربان کر دے سن کہ عبد المطلب نے مجنوں کو بلوا کر ان سے استفتاء چاہا انہوں نے فتویٰ دیا کہ یہ ہو سکتا ہے۔ تب ان کے عوض دس اونٹ قربان کیے۔ اور اس زمانے میں خداوند کریم کا یہ حکم تھا۔ تقدیر قبولیت کے آتش آسمان سے آکر قربانی کو جلا کر چلی جاتی ہے۔ اور اس وقت علامت قبولیت کی یہی تھی پس وہ دس اونٹ قبول نہ ہوئے۔ پس پھر اور دس اونٹ قربان کیے یہ بھی منظور نہ ہوئے آتش آسمان سے نہ آئی۔ پس اسی طرح پانچ سو تک اونٹ عبد المطلب نے ذبح کیے اور بعض روایت میں ہے کہ ایک سو اونٹ ذبح کیے پھر وہ بھی قبول نہ ہوئے۔ پھر سب خدیش و اقرباء نے مل کر خدا کی راہ میں تضرع و حاجات کی اسی وقت ایک آتش سفید مثل دودھ کے آسمان سے نازل ہوئی اور تمام قربانیوں کو جلا گئی۔ تب وہ قربانی خدا کے دیار میں قبول ہوئی۔ پھر سب خوش ہو گئے اور ہر ایک ان میں سے خدا کا شکر بجالایا۔ اسی واسطے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَنَا بَيْنَ ذِي عَيْنَيْنِ

یعنی میں بیٹا دو ذبح کیے ہوؤں کا ہوں یعنی اسماعیل ذبیح اللہ اور دوسرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ ابن مطلب اور حضرت محمد صلی اللہ وسلم کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ عبد اللہ کہیں کسی کام کو جاتے تھے راستہ میں خواہر رقیہ بنت نوفل سے ملاقات ہوتی اور وہ عورت کتب نماویہ سے بہت واقف تھیں اور بہت خوبصورت اور صاحب عصمت ناک تھا ذاتی اور مال دار مکہ میں مشہور معروف تھیں جب نظر ان کی عبد اللہ پر پڑی تو جو جو حکایات اور علامات نور محمدی کی تدریت اور انجیل میں دیکھی تھی وہ عبد اللہ کے چہرے پر عینک دیکھیں اور پھر دیکھتے ہی وہ عاشق و مہر قرار پواں وصال جہانی عبد اللہ کی ہوئی اور پھر بولی تم کون ہو اور تمہارا نام کیا ہے وہ سن کر بوسے میرا نام عبد اللہ ہے اور میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں۔ وہ بولی کہ تمہیں کو تمہارے باپ نے نذر قربانی کی تھی۔ کہا ہاں بے شک نذرمانی تھی اور وہ بولی کہ میں دفتر نوفل ہوں اور خواہر رقیہ تاجرہ ہوں اگر تم مجھ سے نکاح کر دو گے تو ایک سو اونٹ کے اور مال اور خزانہ تم کو دوں گی۔ اور یہ معلوم نہ تھا کہ عبد اللہ نے شادی کی ہوئی ہے یا نہیں۔ پھر عبد اللہ نے ایک بہانے سے اس کو جواب دیا اور کہا بہت اچھا اپنے باپ سے پوچھ کر ان سے اذن لے آؤں۔ تب عبد اللہ اپنے گھر میں جا کر اپنی بیوی آمنہ سے ہم بستر ہوئے تب وہ نور محمدی عبد اللہ سے منتقل ہو کر آمنہ کے رحم میں۔ اور آمنہ حضرت کی والدہ حاملہ ہوئیں اس کے بعد جمع کو اٹھ کر عبد اللہ اس عورت کے پاس گئے جس سے کل وعدہ کر آئے تھے جا کر اس سے کہا کہ کل جو تم نے مجھ سے نکاح کی بات کی اب میں آیا ہوں۔ وہ عورت بڑی عقلمند تھی عبد اللہ کے چہرے کی طرف جو نظر کی تو وہ نور تبرک نہ دیکھا پھر عبد اللہ سے پوچھا کہ شاید گھر میں جا کر تم اپنی بیوی سے مباشرت کر کے آئے ہو کیونکہ جو نشانہ میں نے تمہاری پیشانی پر دیکھی تھی وہ آج نہیں دیکھتی ہوں۔ وہ بوسے ہاں جو تم نے تجویز کی وہی ہے۔ تب وہ بولی اب مجھ کو نکاح کی ضرورت نہیں کیونکہ میں ایسے میں نکاح کرنا چاہتی تھی سو وہ بات اب ہو چکی ایک روایت میں ہے کہ جب حدیث شکم آمنہ کے درمیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بار آور ہوا عبد اللہ نے وفات پائی آمنہ بڑھ ہوئیں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کے پہلے ایک مہینہ بانیس دن ابرہہ نام ایک بادشاہ یمن میں تھا وہ درود خانہ کعبہ کے توڑنے کو بڑے بڑے باغی اور بہت سا لشکر لے کر آیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بربرکت قدوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کے ہاتھ سے خانہ کعبہ کو محفوظ رکھا پس قصہ ابرہہ کا اس کتاب کے مولف نے یہاں مختصر کیا ہے کیونکہ یہ فقہ اصحاب فیل کا ہے اور تمام ماہرین کو اچھی طرح سے سورۃ فیل میں معلوم ہے اس واسطے فقیر نے بھی مختصر کیا اکثر مفسروں نے بہت روایات لکھی ہیں بوضیف باقی لکھی وہ چھوڑ دی گئی ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

بیان بادشاہ ابرہہ ملعون مردود کا

تواریخ کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابرہہ بادشاہ حاکم دلایت میں کا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ ہر حال طرف
 وجہ انب سے لوگ مکہ معظمہ کی زیارت کو جاتے ہیں تو اس نے تم حمدا ملعون نے اپنے دل میں بویا اور ایک
 مکان فوہ کعبہ کے بنا کر اس کا نام بھی کعبہ رکھا اور وہ یہ چاہتا تھا کہ خلق اللہ کو بیت اللہ کے حج سے باز رکھیں۔
 اپنے بنائے ہوئے مکان جو نمونہ بیت اللہ کے بنایا تھا سب کو لا کر اس کا حج کرائے۔ ہر چہ اس نے اپنی
 جہد بے فائدہ اور کوشش بیہودہ کی کہ خانہ مذکور کو بیت اللہ قرار دیوے لیکن یہ صورت پذیر نہ ہوئی نہ چارہ ہو
 ہو کر پھر اس نے بیت اللہ کو مسمار کرنے کا ارادہ کیا ان ایام میں ایک شخص قریشی وہاں گیا اور اس بنائے ہوئے
 کعبہ کا خادم ہوا۔ اس نے ایک شب فرصت پا کر اسی گھر میں غلط و برل کیا اور جو کچھ مال و اسباب پایا لے کر چلا
 گیا۔ جب صبح ہوئی تو ابرہہ بادشاہ نے اس قریشی کی یہ حرکت دیکھی تو فوراً طیش میں آیا اور پھر بیت اللہ کو لشکر
 کثیر و فیل اور بان لے کر آڑنے کا قصد کیا اور جہد از جہد بیت اللہ کی طرف مع اپنے لشکر کے روانہ ہو گیا
 اور راستے میں جو قوم بھی بیت اللہ توڑنے کی مزاحم ہوتی اس کو قتل کرتا جب متصل بیت اللہ شریفین کے
 مع لشکر اور باغی کے جا پہنچا تو ان مقامی قریشیوں نے یہ جرئت دیکھ کر تمام اہل قریش مع قبائل اپنا اپنا گھر چھوڑ
 کر پہاڑوں میں چھپ کر دیکھنے تھے ہر چند فیل بالوں نے جا پا کر اپنے ہاتھوں سے کعبہ کو مسمار کریں لیکن خوف
 الہی سے کوئی ہاتھی بھی آگے نہ بڑھا اور ایک نام کا محمود تھا جو خاص سواری بادشاہ ابرہہ کی تھی اس ہاتھی نے
 اس کو اپنی پیٹھ پر یعنی بلند کو سوار نہ کیا تب اس مردود نے دوسرے فیل پر سوار ہو کر کعبہ پر تاخت کی اس
 نے جا پا کر میں کعبہ کو مہدم کردن اتنے میں ہزاروں کی تعداد میں ہر ند ابابیل حکم رب جلیل تین تین لکھریاں
 مثل دانہ سور کے ایک ان کے منہ میں اور ایک ایک بچوں میں لے کر آئیں اور سب اصحاب فیل اور فیل پر
 اور گھوڑوں اور شتر پر مثل گولہ بندوق کے مارنے لگیں۔ ایک ایک لکھری ہر سوار کے سر سے گھس کر نیچے
 سے نکل گئی اور بعض سوار کے پشت سے گھس کر پیٹ سے باہر ہوئی ایک ہی بل میں خداوند قدوس نے
 سب کو جہنم رسید کیا اور بادشاہ ابرہہ پلید یہ حال دیکھ کر بھاگا اپنے گھر میں جا کر لوگوں سے حال بیان کر رہا
 تھا کہ اتنے میں خدا کی مرضی سے ایک ابابیل اس مردود کے پاس گئی۔ اس نے لوگوں کو دکھایا کہ اس قسم کے
 جانور پرندے تھے یہ کہتے ہی بادشاہ کے سر پر ایک لکھرا مارا دیں اس مردود کو واصل جہنم کیا۔ ایک دین
 میں ہے کہ ہر پتھر پر نام اس شخص کا لکھا ہوا تھا کہ جس پتھر سے وہ مارا گیا۔ اور اللہ نے سورۃ فیل میں اس کا
 بیان فرمایا ہے قرآن تالی اللہ تبارک و تعالیٰ فعل ذلک بامتحب البقیل فمذہجس کیا تو نے کیونکر کیا تیرے

رب نے باقی والوں سے کیا نہ کر دیا ان کے مکرو فریب کو بیخ گرا ہی کے اور بھیجے ان پر جانور پرندے
جماعت پھینکتے تھے لنگر پتھر منہ سے پس کیا ان کو مانند حص کھائے ہوئے کے۔ اس قصہ کو میں اسی پر لکھا
کرتا ہوں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْصَّوَابِ۔

بیان جانا عبد المطلب کا واسطے تہنیت بادشاہ سیف ذی یزن

ابن دوران ملک زادہ حمیر کے پاس بعد موت مسروق بیٹے ابرہہ کے

حوالہ نام لکھا گیا ہے کہ جب سیف ذی یزن تخت شاہی پر بیٹھا۔ تب ان عرب کے واسطے تہنیت کے ان کے
پاس جاتے تھے وہ سب پر نوازش کرتا تھا اور قوم قریش میں عبد المطلب چونکہ حافظ بیت اللہ کے تھے اور اللہ
نے ان کو عرب کے درمیان معزز کیا تھا وہ بھی سیف ذی یزن کی تہنیت کو گئے بعد حمد و ثنا خداوند مطلق کے
اور اولے آداب بادشاہی کے کہا کہ میں آپ کی تہنیت کو کیا ہوں یہ سن کر اس نے کہا کہ تم کون ہو اور کس قوم
سے تمہارا تعلق ہے اور تمہارا کیا نام ہے یہ سن کر کہا کہ میرا نام عبد المطلب ابن ہاشم ہے اور میں قوم قریش سے
ہوں تب یہ سن کر بادشاہ نے تعلیم و تکریم سے جائے مکلف میں رکھا اور تقریباً ایک ماہ تک ان کی ضیافت
کرتا رہا۔ ایک دن بادشاہ نے ان کو بلا کر کہا اے عبد المطلب ہم تم سے ایک بات کہیں اس کو آپ کسی سے نہ
کہیں اور وہ یہ ہے کہ میں نے قریش میں اور انجیل میں اور دیگر صحیفوں میں اگلے زمانے کے دیکھا ہے کہ کہناری
قوم قریش میں ایک شخص پیدا ہو گا اور ان کی بادشاہی بھی قیامت تک قائم رہے گی۔ یہ سن عبد المطلب نے کہا
اے صاحب بھر کو آپ نے بہت غش کیا وہ کون شخص ہے آپ ذرا اس کی تشریح فرمائیں۔ اس نے کہا دیار عرب
میں حضرت اسماعیل کی نسل سے ایک شخص پیدا ہو گا اور ان کے دونوں موندھوں کے پیچ میں ایک نشان
میر نہوت کا ہو گا اور وہ پیغمبر آخر الزمان ہونگے اور قبل بلوفت ان کے ماں باپ مر جائیں گے اور داد و دیا
کی پرورش کریں گے اور ان کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گا، اور بہت دشمن ان کے ان بلا کی پرریں گے
مگر خدا کے فضل سے ان کا کوئی کچھ نہ لگاڑ سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کے دشمن کے مکرو فریب سے محفوظ
رکھے گا اور ان پر ایک نئی آسمانی کتاب قرآن مجید نازل کرے گا اور ان کے اصحاب اور امت سب اولیاء اور
بزرگ ہوں گے اور ان کے تمام دشمن ذلیل و خوار ہوں گے اور روئے زمین کی تمام مخلوقات ان کا دین
محمدی قبول کرے گی اور وہ سب کے سب خدا پرست ہوں گے۔ یہ سب شیعہ کے دور ہونے
اور ان کی آمد کے بعد تمام بت خانے توڑے جائیں گے اور آتش کدہ فارس بجھ جائے گا اور رے کے آثار

اور کروادرب صبح دوست ہوں گے اور ان کے ماننے والے ام الہی کی تکمیل میں ہر وقت لگے رہیں۔
 ان کاموں سے وہ باز نہیں گئے جن سے ان کو منع کیا جاوے گا۔ پس عبدالمطلب یہ سن کر سجدہ شکر بجا لگے اور
 درگاہ کبریا میں بلجی ہوئے اور بادشاہ نے ان کو ایک سوادنٹ اور دس غلام اور دس لونڈیاں دس رطل نساہ
 اور دس رطل چاندی اور کافی مشک و عنبر اور دیگر بہت سی چیزیں دے کر ان کو خوش کیا اور جو لوگ ان کے ساتھ ہونا
 آئے تھے ان کو بھی خلعت فاخرہ دے کر معزز و سرفراز کیا۔ اور پھر کہا اے عبدالمطلب جس وقت لڑکا پیدا
 ہو تو فوراً مجھ کو خبر دینا اس کے واسطے جناب باری تعالیٰ میں دعا کروں گا اور میں ان پر اعتقاد لایا ہوں حالانکہ
 پیغمبر خدا اس وقت تولد ہو چکے تھے اور اس وقت آپ کا دوبرس کا سن مبارک ہو چکا تھا۔ عبدالمطلب یہ
 باتیں کسی سے ظاہر نہیں کرتے تھے اور اس بادشاہ سے بھی نہیں کہہ بلکہ اس سے بھی چھپا رکھا تھا اور اپنے
 مکان پر لکے میں والہاں آگئے ایک روایت میں ہے کہ کئی بیٹیاں تھیں سب سے فرزند تولد ہوئے تھے
 آخر میں خواب دیکھا کہ فاطمہ بنت عمر کو نکاح میں لاؤ تب ساٹھ اونٹ سرخ بال کے اور چھ دینار سرخ اس
 کے ہر میں دے کر اپنے نکاح میں لائے اور ان کے لطن سے ابوطالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے والد
 پیدا ہوئے سب ملا کر تیرہ بیٹے تھے ان کے نام یہ ہیں۔ حارث، ابوطالب، ابولہب، عینذاق، امیر حمزہ، یحییٰ
 حرار، زبیر، عبداللہ، مقوم، قثم، عبدالکعبہ، جمل اور ان کے علاوہ چھ بیٹیاں۔ ام حبیبہ، صفیہ، برہ، عائشہ، اروی
 ایہ اور حارث کے تین بیٹے تھے، ابوسیفان اور میجرہ اور نوفل، ابوسیفان جس سال مکہ فتح ہوا اسی سال میں
 وہ مسلمان ہوئے اور ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتبہ اور اس کی بیوی حضرت معلویہ کی چھوٹی تھیں
 اور عذاق اور امیر حمزہ اور حرار اور زبیر یہ چاروں لا ولد تھے اور ابوطالب کے بیٹے تھے۔ یقین اور طالب
 اور جعفر طیار اور حضرت علی المرتضیٰ اور ان کے علاوہ دو بیٹیاں بھی تھیں ایک ام ہانی اور دوسری حمزہ سب
 فاطمہ بنت اسد کے لطن سے تھے اور عبداللہ اپنے سب بھائیوں سے صورت اور بزرگی میں زیادہ تھے
 چونکہ ان کے صلب سے سید الکونین سرور عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور حضرت عباس
 کے چچ بیٹے تھے عبداللہ، یقین، بلید اللہ، اور قثم اور سعید اور عبدالرحمن اور بیٹی کا نام صفیہ تھا اور حضرت
 عباس نے انہی سال کی عمر میں اور حضرت عثمان غنی کی خلافت کے زمانے میں انتقال فرمایا یہ تمام واقعات
 جامع التواریخ میں لکھے ہوئے ہیں لہذا میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

فقیر عبد اللہ طاہری نقشبندی
 شاہ لطیف کے الونی تانکولائن
 کوٹلی

ذکر احوال عبد اللہ والد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اور بعض باتیں آنحضرت کی اپنی ماں کے شکم مبارک میں رہتے وقت جو وقوع میں آئی تھیں

بعض راویوں نے یوں روایت کی ہے کہ توریت میں مذکور ہے اور اہل توریت کو اچھی طرح معلوم تھا کہتے تھے کہ ہمارے پاس جو یحییٰ بن زکریا کا سفید ریشی جیسا ہے۔ جب عبد اللہ عبد المطلب کے گھر میں پیدا ہوں گے تب اس سفید جیبہ سے خون نکلے گا۔ اور جب ایک مدت کے بعد اس سے خون نکلا تب ان سب کو معلوم ہوا کہ عبد اللہ عبد المطلب کے گھر میں یعنی مکے میں پیدا ہونے اور ان کی پشت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بنی آخر الزماں پیدا ہوں گے اور وہ ہمارے دین کو منسوخ کریں گے۔ پس یہ معلوم کر کے چند یہودی متفق ہو کر عبد اللہ کو مار ڈالنے کو مکے میں آکر ایک مدت تک رہے آخر عبد اللہ کا کچھ بھی نہ کر سکے اور سخت ہزیمت پاکر یہاں سے شام میں جا بسے اور عبد اللہ بڑے ہوئے تب کبھی کبھی مکے سے نکل کر میدان کی طرف میر کو چلے جاتے تھے اور اس میں یہ دیکھتے تھے کہ اپنی پشت سے ایک نور نکلتا ہوا دپان ہو کر ایک مشرق کو جاتا ہے اور ایک مغرب کو جاتا ہے۔ پھر ایک لحظہ کے بعد پشت میں آ رہا۔ تب عبد اللہ نے اپنے باپ سے جا کر یہ حال بیان کیا تو عبد المطلب نے کہا کہ مدت ہوئی ہے میں نے ایک خواب دیکھا کہ سلسلہ ذری میری پشت سے نکل کر چار حصے ہو کر چار طرف گیا ایک حصہ آسمان کی طرف اور ایک حصہ طرف زمین کے اور ایک مغرب کو اور ایک مشرق کو پھر کچھ دیر بعد ایک درخت سبز بن گیا۔ اور ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت پاکیزہ اس درخت کے پاس کھڑے ہوئے ہیں تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو وہ بے میں پیغمبر خدا بنی ہوں آخر الزماں ہوں۔ یہ سن کر میں خواب سے بیدار ہوا اور صبح کو جا کر کاہنوں سے اس کی تعبیر پوچھی انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ تمہاری پشت سے ایک بنی آخر الزماں پیدا ہوں گے اور جتنے بنی اور بنی آدم ہیں سب ان پر ایمان لائے گئے ان سے بیٹا اس نور نے میری پشت سے تمہاری پشت میں نقل کیا ہو گا۔ تم خوش رہو۔ جب یہ بات لوگوں میں منتشر ہوئی تو یہودیوں کے دل میں حسد پیدا ہوا چند یہودیوں نے متفق ہو کر قسم کھائی کہ جب تک ہم عبد اللہ کو نہ مار ڈالیں گے تب اور کچھ کام نہیں کریں گے کہ کہہ کر وہ مکے میں آکر مدتوں رہے۔ ایک دن عبد اللہ کو میدان میں تنہا جاتے دیکھا۔ تب سب دشمن فرصت پا کر عبد اللہ کے مارنے کو ننگی تلوار لے کر میدان کی طرف چلے اچانک وہاب ابن عبد المناف جو پیغمبر خدا کے ابا جان تھے وہ ان کے نزدیک تھے جب انہوں نے دور سے دیکھا کہ عبد اللہ کو سب یہودی

مارنے آتے تب پشت پٹاھ ان کے ہونے اور اسی وقت آسمان کی طرف دیکھا کہ ایک جماعت فوج کی فوج آسمان سے بصورت آدمی اور ان کے ہاتھوں میں تلواریں ہیں وہ بے کران یہودیوں کو مارنے کے قصد سے آتی ہیں پس ایک لحظہ وہاں سے کھڑے ہو کر دیکھا انہوں نے اگر ان یہودیوں کو مار ڈالا جو عبد اللہ کو مارنے آئے تھے اور وہ اب ابن عبد المناف نے یہ حال دیکھ کر اپنے گھر میں اپنی بیوی سے کہا کہ تم اب جا کر کہو کہ میری بیٹی آمنہ سے اپنے بیٹے عبد اللہ کی شادی کر دو تب اسی وقت ان کی بیوی نے عبد المطلب سے جا کر یہ بات کہی کہ میری بیٹی آمنہ کا بیاہ اپنے بیٹے عبد اللہ سے کر دو یہ سن کر عبد المطلب نے یہ بات منظور کر لی اور عبد اللہ کا نکاح آمنہ کے ساتھ کر دیا اور پھر اپنے ہی گھر میں رکھا اور قریش کی عورتیں جو عبد اللہ سے نکاح کی تمنا رکھتی تھیں وہ سب عبد اللہ کے نکاح کی خبر سن کر مارے غم کے بیار ہو گئیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اس غم میں تقریباً چالیس عورتیں مر گئیں اور جو زینب اور پارسائی و پرہیز گاری آمنہ کو تھی وہ کسی عورت میں قریش کے نہ تھی۔ وہ لور جو محمد مصطفیٰ کا عبد اللہ کی بیٹانی میں چلکنا تھا پھر وہ نور بارہویں تاریخ جمادی الاخریٰ کی شب جمعہ میں عبد اللہ کے صلب سے حضرت آمنہ کے رحم میں آیا اور اسی شب رضوان کو حکم ہوا کہ دروازے بہشت کے کھول دے اور اسی شب تمام بت روئے زمین کے سرنگوں ہوئے اور تخت امیں کا الٹ گیا۔ یعنی بالکل پامال ہو گیا اور سب کاسر و ارشدیطان یعنی مشرق سے مغرب کو جا کر دامن کوہ میں چلا چلا کر رونے لگا اس کی آواز سن کر تمام شیاطین وہاں جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ اے سردار ہمارے تم کس لیے روتے ہو آخر کیا مصیبت تم پر آ پڑی ہے۔ وہ معلوم ہوا کہ اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہو گی اور اب تک محمد آخر الزمان کا زمانہ نہیں تھا اور اب ان کا ظہور بالکل قریب ہونے والا ہے اور جب وہ پیدا ہوں گے تو سارے جہان کی مخلوق ان کے تابع ہو گی اور پھر جو ان کا قیامت تک جاری رہے گا اور ہمارے ماننے والے یعنی لات و عزریٰ کو باطل کرے گا تمام مخلوق مشرق سے مغرب تک مسلمان ہو گی اور ان ہی کے واسطے خدا تعالیٰ نے ہم کو بہشت سے نکال دیا اور مردود کر دیا اب اگر میں سر ہتھ پر یہ پتھر سر پیاروں کا تو بھی کچھ نہ ہو سکے گا۔ میں کہہ جوں کی جماعت نے کہا کہ تم خاطر جمع سے رہو ہم جس طرح بھی ہو سکے گا بنی آدم کو گمراہ کریں گے اور اپنے لات و عزریٰ کی عبادت ان سے کروائیں گے ہم اپنی پوری طاقت خرچ کریں لیکن ہرگز خدا کی راہ پر چلیں نہ دیں گے۔ یہ سن کر اس سردار شیطان یعنی نے کہا کہ اچھا مجھے بتاؤ کہ تم کس طرح ان کو خدا کی راہ سے بہکاؤ گے وہ لوگ تو نیک راہ اختیار کریں گے اور یہی المنکر سے باز رہیں گے ہجرات و زکوٰۃ صدقہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیں گے وہ حرام کاری نہیں کریں گے۔ تب ان شیطان جنوں نے کہا کہ کچھ پردہ اٹھائیں ہم ان کے عالموں کو کسی کام میں مغلطہ دیں گے تاکہ وہ اس میں فریقہ ہو جائیں گے اور جاہلوں کو دولت اور کراہی میں رکھیں گے

اور صاحب اطاعت کو ریاکاری کی خواہش دلا دیں گے۔ پھر سردار شیطان نے کہا کہ جب وہ علم اور زہد میں مستغرق ہوں گے تو کس طرح ان پر غالب آؤ گے ان کو کس طرح سے راہ راست سے بہکاؤ گے۔ جنوں نے کہا ہم ان کو ہواؤ حرص کی راہ میں شہوت دلائیں گے پھر اسی طرح وہ ہماری متابعت کریں گے اور جو ہم کہیں گے اس پر عمل کریں گے تب اس سردار عین نے کہا کہ اب مجھ کو خاطر جمع ہوئی۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ اس زمانے میں مکہ کے ملک میں قحط تھا اور لوگ بھوک کے مارے عاجز تھے کھانا نہ ملنے کی وجہ سے بھوکے مر جاتے تھے۔ جب آمنہ حاملہ ہوئیں تب خدا کی رحمت سے پانی برسا زمین سراب ہوئیں تمام درخت تروتازہ ہو گئے اور ہر درخت اپنے اپنے چل لایا اور لوگ اچھی طرح سے میوے کھانے لگے اور تمام تنگی قحط کی جاتی رہی بہت زیادہ گلد و غیرہ کی فراوانی ہو گئی۔ جتنے خوش و طیور مورد طبع اور خانہ کعبہ جو امان دونوں جہاں کا ہے ہر ایک سردار کائنات کی بشارت دینے لگا کہ اب ظہور نبی آخر الزمان کا قریب ہوا۔ اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آمنہ نے اپنے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص آسمان سے نازل ہو کر کہتا ہے کہ اے آمنہ تیرے پیٹ میں جو ہیں وہ سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جب وہ تولد ہوں گے نام ان کا محمد رکھنا اور اپنی زبان سے یہ الفاظ کہو **قَدْ جَاءَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ كُلِّ حَاسِدٍ** ترجمہ: پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ تعالیٰ سے شر سے کل حاسدوں کے پس یہ خواب آمنہ نے اپنے سر عبدالمطلب سے جا کر کہا اور عینہ من وعن بیان کر دیا۔ انہوں نے یہ خواب سنا اس خواب کی تعبیر بیان کی اور پھر کہا کسی سے یہ راز مت کہنا کیونکہ یہ خواب بالکل سچا ہے اور فی الحقیقت ایسا ہی لڑکا متاسا سے ظہر پیدا ہو گا۔ **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالْغُورَابِ**۔

بیان تولد ہونا جناب سردار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا

ایک روایت میں ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں تاریخ ربیع الاول شب و شبینہ وقت صبح صادق تولد ہوئے اور جرجانیات غریبہ آمنہ نے اس شب تولد میں دیکھے وہ تحریر کیے جاتے ہیں۔ ایک روایت کہ کہ وقت جنم کے آمنہ اکیلی تھیں اور کوئی ان کے پاس نہ تھا۔ اس وقت ایک آواز دہشت ناک آسمان سے آئی اس آواز کو سن کر وہ ڈر گئیں اور بڑی میتم ہوئیں اور پھر لرزیں الہی یہ کیا ماجرا ہے اور اسی وقت ایک مرغ ہوا سے اُکر آمنہ کا سر ملنے لگا پھر وہ دہشت جاتی رہی اور پھر آمنہ کہتی ہیں کہ کچھ شرابی لاکر مجھ کو دی وہ میں کھا گئی پھر ایک نر میں نے دیکھا کہ مجھ سے نکل کر آسمان پر گیا اس کے بعد پھر کئی عورتیں دیکھیں جو بہت خوبصورت میں نے سمجھا کہ شاید یہ عہد المناف کی بیٹیاں ہیں یہ دیکھ کر میں بہت خوش ہوئی اور میں نے دل میں خیال کیا کہ وہ میرے کام کو آئی ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد معلوم ہوا وہ نہیں ہیں اور کوئی اجنبی ہیں وہ میرے پاس اُکر مجھ کو

قتلی دینے لگیں۔ اس وقت معلوم ہوا کہ دلاور تہی بی بی مریم اور اسمیہ خاتون فرعون ماعون کی بی بی مروانہ تھیں وہ دونوں خدا کے حکم سے بہشت سے حوروں کو بے کر میری تہنیت کو آئی ہیں۔ اور اسی وقت ایک آواز میں نے کہا کہ اس لڑکے کو آدمیوں کے چشم سے فی الحال پوشیدہ رکھنا۔ اور پھر دیکھا کئی آدمیوں کو کہ وہ اپنے ہاتھوں سے سلاچی آفتاب چاندی کا اور عطریات خوشبو شک وغیرہ کر گئے اور ہوا پر معلق کھڑے ہیں اور بہت سے بربند ہوا پر اڑنے والے نہ معلوم کہاں کہاں سے میرے گھر پر آئے جب میں نے ان کو دیکھا تو چونچیں انکی زمر و سبز کی تھیں اور پران کے باقرت سرخ کے تھے ان کو دیکھتے ہی آنکھیں میری روشن ہو گئیں اور اس وقت تین علم بادشاہی میں نے دیکھے ایک مغرب کو ایک مشرق کو ایک کعبہ پر کھڑے ہوئے اور اسی وقت دروزہ میرا غائب ہو گیا۔ اور پھر یہ آواز آئی کہ نور سلطان آخر الزمان نے عالم غلوت سے عالم صورت میں سفل فرمایا اور اس وقت آفتاب سعادت سے برج اقبال سے طلوع ہوا اسی وقت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے اور اپنی پیشانی روشن ترین کے اوپر رکھ کر سجدہ گزار ہوئے اپنے خانہ کائنات کے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر آسمان کی طرف کچھ نیابت کی اور ساتھ ہی ساتھ یہ کلمہ پڑھا۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَنا مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللَّهِ اس کے بعد ایک ابرو سفید اگر میری گود سے اٹھا کر ان کو لے گیا۔ اتفاقاً اس شب کو میرے گھر میں چراغ نہ تھا۔ باوجود اس تاریکی کے گھر ایسا منور اور روشن ہوا کہ اس وقت کوئی چاہتا تو سوئی میں دھاکہ پر دسکتا تھا۔ اس کی روشنی سے ملک شام نظر آیا پھر اسی وقت میب سے اب آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرق و مغرب اور تمام جنگلوں میں بے جا کر پھراؤ اور ان کو وہ تمام حالات دکھاؤ کہ تمام خلائق میں ان کا نام ظاہر ہو جائے اور پھر اسی وقت ایک ابرو سفید نمودار ہوا اس سے آواز آئی کہ اس پیغمبر کے نور کو پیغمبروں کی ارواح مقدسہ پر جلوہ ہوا اور ایک دوسرے سفید ابرو سے یہ آواز آئی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ ہیں۔ ہر دو جہان کے حلقہ اطاعت میں تمام خلق رہے گی۔ ایک روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس غیبی آواز سے آمنہ نہایت ہی متعجب ہوئیں۔ اس کے پھر تین شخصوں کو اور ان کا جوہر مانند آفتاب کے روشن تھا اور ان میں سے ایک کے ہاتھیں آفتاب چاندی اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت سونے کا اور تیسرے کے ہاتھ میں ریشمی کپڑا سفید اور اپنے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اور پھر اس ریشمی کپڑے سے ایک اٹوٹھی نکالی اور پھر اس آفتاب کے پانی سے سرورق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دھلا کر ان کے دونوں منڈھوں کے بیچ میں اس خاتم سے ہر بنوت کر دی۔ پھر آپ کو اس ریشمی کپڑے سے لپیٹ کر میری گود میں دیا اور ان میں سے ایک نے آپ کے کان میں بہت کچھ کہا۔ اس کو میں دریافت نہ کر سکی کہ کیا کہا اور دوسرے دونوں آنکھیں چوم کر

کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے تم کو علم لدنی بخشا ہے جس سے پیغمبروں سے علم اور حلم تم کو اور زیادہ دیا۔ پھر ایک شخص نے ان میں سے آکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر منہ رکھ کر جیسا کہ کبوتر اپنے بچے کو دانا کھلاتا ہے ویسے ہی منہ پر منہ رکھ کر کیا یا رسول اللہ یا حبیب اللہ تم کو بشارت ہے کہ علم اور بردباری اللہ تعالیٰ نے سب تم کو عنایت کی ہے پھر کئی شخص آئے اور میری گود سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اٹھا کر لے گئے اور میں اکیلے گھر میں بیت متفکر رہی کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہے۔ پھر اسی گھڑی وہ واپس آپ کو لے آئے چہرہ ان کا مانند آفتاب کے چمکتا تھا۔ پھر ایک آواز آئی اے آمنہ اس لڑکے کو حفاظت سے رکھ اور اپنے دل میں کچھ اندیشہ مت کر ہم لوگ ان کو حضرت آدم کے پاس لے گئے تھے۔ خدا ان کا حافظ و ناصر ہے پھر میں نے دیکھی کہ ایک شخص نے ان کے منہ پر بھوسہ دے کر کہا کہ بشارت ہے تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کرئی آپ پر ایمان لاوے گا وہ شجر کے دن تہا رہی امت میں داخل ہو گا اور عذاب و دوزخ سے خلا ہو گا۔ یا اللہ ہم غاصی گنہگاروں کو ان کی محبت میں ہمیشہ رکھ اور ان کی شفاعت کا امیدوار کر آجین یا

بارب العالمین۔

بیان عبدالمطلب کا پیدائش میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کرامات کا جو انہوں نے دیکھی تھیں

ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک تک ہر ایک عہد میں جو پیغمبر ہوتے تھے۔ وہ اپنی امت سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت اور فضائل ضرور بیان کرتے تھے اور جو کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر آسمان سے نازل کیں ان میں بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مراتب و فضائل ضرور بیان فرمائے پھر وہ پیغمبر حضرات اپنے وقت کے لوگوں کو ان مراتب و فضائل سے روشناس کراتے رہے۔ روایت ہے کہ عبدالمطلب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت مکہ میں تھے۔ عبدالمطلب کہتے کہ جب آدھی رات ہوئی تو غیب سے ایک آواز آئی اور اسی رات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے جب میں نے آسمان کی طرف نظریں اٹھا کر دیکھا کہ سب فرشتے تکیہ رکھ رہے ہیں اور پھر میں نے اپنی نظریں ان کی طرف کی تو دیکھا کہ وہ سب کے سب زمین پر گر کے ٹوٹ گئے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد دوسری آواز آئی اور اس آواز میں یہ کوئی کہتا تھا کہ بشارت پاؤ اسے اہل زمین بنی آخر الزمان پیدا ہوئے اور آب رحمت ان کے دھلائے کو لایا گیا اور خاندان کو بچا۔

اس وقت حرکت میں آیا پھر سجدہ کیا مگر میں اس وقت خواب شکر میں تھا فوراً نیند سے اٹھا اور دل میں
 کیا دیکھنا چاہیے یہ کہا۔ براہِ نب میں نے بنی شیبہ کے دروازے سے نکل کر کوہِ صفارہ کو دیکھا وہ
 جی لرزے میں ہیں۔ اس کو دیکھتے ہی مجھ کو لرزہ آیا۔ پھر چاروں طرف سے یہ آواز آنے لگی کہ اے قریش
 مت ڈرو پس اس سے میں ہولناک ہوا اور پھر چپکا ہوا اور یہ اندیشہ مجھ کو ہوا کہ آمنہ کے گھر پر کیونکر
 جاؤں بہر صورت ان کے مکان پر گیا ہا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ مرغ سب ہوا کہ آمنہ کے مکان کے چاروں
 طرف گھوم رہے ہیں اور ایک ٹکڑا ابر کا ان کے مکان کے اوپر سایہ کیے ہوئے ہے یہ دیکھ کر میں بے اختیار
 ہو کر گر پڑا اور جب ہوش میں آیا چاہا کہ آمنہ کے حجرے میں جاؤں اور وہاں جا کر دیکھ کہ کیا ماجرا ہے یہ دیکھنے
 کی میں نے بہت کوشش کی بہت دشواریوں سے میں اس کے دروازے پر گیا تو اس جگہ میں نے خوشبو مشک
 و عطر و عود کی پائی اور پھر ان کے حجرے کا دروازہ کھول کر کچھ سنبھلا دو چشم کے درمیان پیشانی پر ان کی نظر میری
 پڑی کیونکہ وہ جگہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محض اس وقت میں جا رہا تھا کہ میں اپنا گریبان پارہ پارہ کر دوں میں
 نے اسی فتنا میں آمنہ سے پوچھا کہ تم سوئی ہو یا جاگتی ہو آمنہ یہ سن کر بولی میں جاگتی ہوں۔ پھر میں نے ان سے
 کہا کہ اے آمنہ بتاؤ کہ وہ نور جو تمہاری دو چشم کے درمیان تھا وہ کیا ہوا کہنے لگی کہ وہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کا تھا جواب پیدا ہو چکے ہیں۔ یہ سنتے ہی عبد المطلب نے آمنہ سے کہا اس لڑکے کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں اس
 کو دیکھوں وہ بولی کہ میں آج اس کو نہ دکھا سکوں مگر عبد المطلب نے کہا کیوں نہیں دکھا سکوں گی۔ آمنہ نے کہا میں
 وقت وہ لڑکا پیدا ہوا تو ایک شخص غیب سے کہہ رہا تھا کہ اے آمنہ اس لڑکے کو تین دن تک کسی کو مت دکھانا
 یہ سنتے ہی میں نے اپنی شہر میاں سے کہنے کہ کہا کہ کس نے تم کو منع کیا ہے اس کو میرے پاس لاؤ ورنہ میں
 تم کو جان سے مار ڈالوں گا اور لڑکے کو مجھے دکھاؤ چند اذ جلد۔ تب وہ بولیں بہت اچھا آپ مالک ہیں آپ
 اس حجرے میں اگر اس لڑکے کو دیکھیے۔ صوف اور پارچہ حریر میں سلا رکھا ہے تب میں نے ارادہ کیا کہ اس
 لڑکے کو دیکھوں۔ وہیں حجرے میں سے ایک مرد ہیبت شکل نکل آیا۔ وہ ایسا تھا کہ میں نے اس جیسا
 کبھی نہیں دیکھا تھا ماورہ مجھ سے کہنے لگا کہ تم کہاں جاتے ہو اس کے جواب میں میں نے کہا کہ میں اس لڑکے
 کو دیکھنا چاہتا ہوں وہ بولا کہ اس وقت اس لڑکے کو دیکھنے مت جاؤ کیونکہ اس وقت اس کو دیکھنے
 نہ پاؤ گے کیونکہ اس وقت اس کے پاس فرشتے ان کی ملازمت میں آئے ہوئے ہیں۔ جب تک وہ نہ نصرت
 ہو جاویں اس وقت تک بنی آدم کو فرشتوں کی مجلس میں جانا منع ہے عبد المطلب کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر
 میرا بدن کانپنے لگا اور وہ شبیر بھی میرے ہاتھ سے گر پڑی اور میں اس وقت اس لڑکے کو دیکھنے نہ پایا
 اور میں نے چاہا کہ یہ بات قریشیوں سے جا کر کہوں چنانچہ اسی وقت میری زبان بند ہو گئی اور میری زبان

اسی بڑی نوح سے بند ہوئی کہیں پھر سات دن تک کسی سے بات نہ کر سکا۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے پوچھا کہ مومن سب اور ابرہہ سفید جو آمنہ کے گھر میں سایہ کیے ہوئے تھا وہ کیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ اس میں میرا ہی مضمر تھا عبد المطلب نے کہا کہ میں نے اس وقت سنا کہ آسمان اور زمین سے یہ آواز آئی مضمر الخلالی محمد حبیب خدا اشرف الانبیاء ہے مبارک ہو اس گھر کو جس گھر میں ہے روایت ہے کہ جس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تولد ہوئے اس وقت تمام بت جہان کے شکستہ ہو گئے اور آتش کدہ فاس کا جو کہ ایک ہزار برس سے جل رہا تھا وہ بجھ گیا اور نوشیرواں کے بالاخانہ پر بارہ برج تھے سب ٹوٹ پڑے اور لات وعزنی گر پڑے۔ مگر تنزل در یوان کسری قتادہ۔ معارج النبوة میں لکھا ہے کہ نوشیرواں کی سلطنت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تولد تک بیالیس برس سے اوپر گزری تھی اور زمانہ حضرت عیسیٰ کا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس سے اوپر گزرا تھا اور زمانہ اسکندر رومی آٹھ سو ہتر برس ہوئے تھے اور حضرت داؤد کا زمانہ ایک ہزار آٹھ برس اور بعض روایات میں تین ہزار ستر برس گزرے تھے اور زمانہ حضرت حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ تین ہزار آٹھ سو برس۔ اور بعض روایات میں تھی ہزار ستر برس گزرے تھے اور زمانہ حضرت نوح کو چار ہزار ایک سو نو برس اور بعض روایات میں آیا ہے کہ چار ہزار چار سو نو برس گزرے تھے اور زمانہ حضرت آدم علیہ السلام کو چھ ہزار ایک سو ترسٹھ برس گزرے تھے یہ تمام قواعد صحیح کے حوالہ جات کتاب السیر میں لکھے ہیں اور بعض روایات میں چھ ہزار سات سو برس گزرے تھے۔ حضرت آدم سے ہمارے رسول خدا صلی اللہ وسلم خاتم النبیین رسول رب العالمین کے پیدا ہونے تک اور کرسی نمرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم بن قحی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوی ابن غالب ابن فہر ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نضر ابن معد ابن عدنان یہاں تک محدثین کے نزدیک محقق ہے اور عدنان سے حضرت آدم تک روایت میں بہت اختلاف ہے اور بعض روایت میں یوں ہے کہ عدنان ابن اد بن داؤد بن یسح ابن یسح ابن سلمان ابن حمل بن قیدہ ابن حضرت اسماعیل ابن حضرت ابراہیم خلیل بن تاریخ مشہور آذر بن ناظر بن مبارخ ابن راعو ابن فالغ ابن مامر ابن شالخ ارفخشذ ابن سام ابن نوح ابن مالک ابن موثلیح ابن اخوخ ابن باحان حضرت ہملائل ابن قینان ابن الوش ابن شیت ابن حضرت آدم اور آنحضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ شریفہ کانام آمنہ بنت وہب ابن عبد المناف ابن قحی ابن کلاب ابن مرہ اور بھر مرہ سے حضرت آدم تک حضرت والدہ مقررہ کاتب نامہ بھی پہنچا ہے جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں اسی واسطے دوبارہ یہی لکھا۔ فقط۔ (واللہ اعلم بالصواب)

بیان حضرت حلیمہ دانی جہنوں دودھ پلا یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو

ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس سال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اسی سال عرب میں قحط تھا۔ حلیمہ دانی کہتی ہیں کہ ہمارے گھر میں سب نے سب بھوکے تھے اور بوجھ بھوک کے میں اپنے بھائی کو ساتھ لے کر میدان میں جا کر گھاس لا کر اسے بیچ کر قوت حاصل کرتی اور خدا کا شکر بجالاتی اور اس وقت میں حمل سے تھی اور جب میں نے بچہ جنا اور اس کا نام بہیمہ رکھا اور اس وقت میں لڑکے کے دودھ کے واسطے حیران پریشان رہتی تھی اور یاد جو دو کوشش شدید کہ بکھلنے کو نہ پاتی تھی یہاں تک میں سات دن درخت فلتے سے بھوک رہی اور فلتے سے بیتاب ہو گئی کچھ بوش نہ تھا ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک چشہ ہے پانی اس کا نہایت سفید دودھ سے زیادہ اور اس میں خوشبو مشک عطر کی آ رہی ہے۔ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ اس چشہ سے جتنا چاہو پانی پو تب تمہارا دودھ زیادہ ہو گا اور جب میں نے اس کے کہنے سے اس چشہ کا پانی پیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم مجھ کو جانتی ہو۔ میں نے کہا کہ نہیں، اس نے کہا کہ میں شکر ہوں کہ تم نے حالات قحط میں تکلیف اٹھائی بغیر کھائے اپنے خدا کا شکر بجالائیں۔ اللہ تعالیٰ نے بصورت آدمی تمہارے پاس بھیجا تاکہ تم کو خوش کروں تم کہیں جاؤ تو تمہاری اور زیادہ کشادگی ہوگی یہ بات کسی سے مت کہنا۔ حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ اس نے میری چھاتی پر ہاتھ پھیرا اور کہا خدا تمہاری روزی زیادہ کرے گا اور دودھ بھی تمہارا زیادہ ہو گا تم کے چلی جاؤ اسی وقت میں اپنی نیند سے بیدار ہوئی اور دیکھتی کیا ہوں کہ میری چھاتی دودھ سے بھری ہوئی تھی اور شمالی شکم کے شکلی تھی بنی سعد کی عورتوں نے جب یہ حال میرا دیکھا تو مجھ سے کہنے لگیں کہ اس قحط سے سب کی جان لبوں پر آئی ہے قریب الہلاک ہوئے اور تم کو اس کے خلاف دیکھتے ہیں تم کیا کھاتی ہو۔ اس کا جواب میں نے کچھ نہیں دیا کہ خواب میں مجھ کو مخالفت تھی کہ یہ بھید کسی پر ظاہر نہ کرنا پھر دوسرے دن اپنی عادت پر گھاس پھیلنے کے لیے میدان میں گئی اسی وقت ایک آواز غیب سے آئی کہ ایک لڑکا تریش کی قوم میں پیدا ہو اسے وہ بڑا بملک اور سعادت مند ہے اور حقیقت میں سعادت اس کی بھی ہوگی جو اس کو گردیں لے کر اپنا دودھ پلائے۔ یہ آواز سن کر قوم بنی سعد کی عورتیں فوراً پہاڑ سے نیچے اتر آئیں اور پھر وہ اپنے اپنے شوہروں کے پاس جا کر یہ احوال کہنے لگیں پھر سب نے متفق ہو کر کے چلنے کا مشورہ کیا اور وہاں پر چلنے کا ارادہ مصمم کر لیا۔ پس ایک دن موقع غنیمت جان کر وہ سب کی سب چلیں اور میں بھی ان کے ہمراہ تھی گدھے پر سوار ہو کر چلی اور میرا شوہر بھی میرے ہی ساتھ تھا لیکن جو میرا گدھا تھا وہ رفتار میں سست تھا اس واسطے کہ گدھا میرا بہت لاغر تھا چنانچہ میرے ساتھی

سب کے سب آگے نکل گئے اور یہ جس کوہ اور میدان سے گزرتی تھی یہ داور برابر سنتی تھی کہ اسے جلد تم کو شرف مبارک ہو۔ میں اسی طرح چلتے چلتے تیسرے مقام پر جا پہنچی وہاں ایک شخص کو دیکھا قدرِ قاضی میں بلند اور ایسا۔ ابھی اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے نورانی چہرہ ایک عمارتِ کلن آبادیہ کیفیت دیکھتے ہی میری آنکھیں بند ہو گئیں وہ میرے پاس آکر میرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا کہ اے حلیمہ سعادۃ الدین تم کو حاصل ہوئی یعنی اللہ تعالیٰ نے رخصت پیر قریش تم پر مبارک کی یہ سن کر میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ جو میں دیکھتی سنتی ہوں غیب سے تم کو معلوم ہے کہ وہ کہنے لگے کیا ہوا ہے جو تو ہے کیا تم دیوانی تھیں ہو گئی ہو۔ جس اندیشہ کرتی ہوں راہ میں چلی جاتی تھی کہ جہاں سے ہمراہ کے لوگ ہم کو ایسا ہیس بیب میں ملے کے قریب جا پہنچی یعنی اسنے قریب جا پہنچی تھی کہ کدھیر کو سب باقی رہ گیا تھا اور مجھ سے پیسے جانی والی تو اپنی سعد کی عورتیں مکہ میں پہنچ چکی تھی اور میں نے ایسا کیا کہ اپنا تمام مال و اسباب سواری کا گھوڑا میں چھوڑ کر صرف اپنے شوہر کو لے کر شہر کے مکہ میں داخل ہو گئی۔ اور وہاں جا کر میں نے بنی سعد کی عورتوں کو دیکھا وہ شہر مکہ سے واپس آ رہی ہیں یہ دیکھ کر میں بہت ہی متحیر ہوئی اور پھر زبان حال سے کہنے لگی کہ یا الہی مجھ کو بھی وہ دولت نصیب ہوگی یا نہیں جو تم نے ہاتھ آتے ہیں عبدالمطلب کو دیکھا کہ وہ چلے آتے ہیں دانی دودھ پلانے والی تلاش کرتے ہوئے انہوں نے بنی سعد کی عورتوں کو دیکھ کر کہا اے عورتو! قوم بنی سعد کی کیا تم میں کوئی دودھ پلانے والی والی ہے میں نے کہا میں ہوں۔ عبدالمطلب نے کہا تم کون ہو اور تم کس قوم سے ہو اس کے جواب میں میں نے کہا کہ میں قوم بنی سعد سے ہوں۔ بولے تیرا نام کیا ہے میں نے کہا میرا نام حلیمہ ہے پھر یہ سن کر انہوں نے کہا اے حلیمہ یہ بہت نیک اور اچھی بات ہے کہ ایک لڑکا محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس کا نام ہے اور وہ ہے بھی یتیم تم اس کو دودھ پلاؤ گی اور میں اس کی اجرت تم کو دوں گا۔ پھر میں نے تمام قوم بنی سعد کی عورتوں سے کہا تو کسی نے بھی اس کو قبول نہ کیا اور کہنے لگیں کہ یتیم لڑکے کو دودھ پلانے کا کیا فائدہ۔ تم ہی اس کو دودھ پلاؤ اللہ تعالیٰ تم کو اس کا اجر دے گا۔ شاید اس کے بعد تم عزیز و مکرم ہو جاؤ۔ میں نے کہا بہت اچھا میں اپنے شوہر سے پوچھ لوں پھر دودھ پلاؤں گی۔ جب میں اپنے شوہر سے دریافت کرنے کو جانے لگی تو عبدالمطلب نے مجھ کو قسم کھا کر کہا کہ تم ضرور واپس آنا اور دودھ پلانا نیک کام سے مت پھر واد میں بیت خوش ہوں شاید مجھ کو اس سبب سے فیض پہنچے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ جب بنی سعد کی قوم اس سے باز آئی کہ یتیم لڑکے کو دودھ پلانے سے کیا فائدہ ہو گا۔ پس اس وقت بھی میرے دل میں آ گیا کہ نہ دودھ پلانے جاؤں یا نہ جاؤں اور ایک بھانجا بھی میرے ساتھ تھا اس نے کہا اے خالد وہ سب عورتیں قوم بنی سعد کی بے نصیب ہو گئیں تم انہی مت جانا اور ادھر مجھ کو بھی بات پسند آئی کہ جب سب محروم ہو کر چلی گئیں تو میں بھی

نہیں جاؤں گی لیکن میرے دل نے پھر مجھ کو مجبور کیا کہ تم ضرور جاؤ سلاوت پاؤں گی اگر یہ لڑکا یتیم ہے
 تو کیا ہوا اس کو اپنی گودوں میں پالوں اور یہی چیز میں نے اپنے خواب میں دیکھی میں اور مجھے یقین ہے کہ وہ
 ہرگز جھوٹ نہ ہو گا۔ چنانچہ یہ خیال کر کے میں عبدالمطلب کے پاس گئی اور وہاں جا کر اس نے اُسے وطلب
 کر لیا۔ عبدالمطلب نہایت ہی خوش ہو کر مجھے آمنہ کے گھر سے گئے وہاں جا کر میں نے آمنہ کو دیکھا۔ اتنے
 ماہناب کے گھر میں بیٹھی ہیں اور اپنے لڑکے محمد صلم کو سفید عریضے پٹریں میں پیٹ کر سلا رہا ہے۔
 پس میں یہ چاہتی تھی کہ اٹھا کر اپنی گود میں لے لوں۔ تو ان کے سینے پر جب پناہ دے رکھا اس وقت انھوں نے
 خواب سے فوراً جاگ اٹھے اور اپنی آنکھیں کھولیں اور لب مبارک بھی خداں ہوئے اسی وقت
 میں نے ایک لور دیکھا کہ چشم مبارک سے نکل کر آسمان کی طرف گیا اور ادھر میں نے ان کو اٹھ کر اپنی گود میں
 لیا اور وہ اپنی طرف کا دودھ پنا دھو کر ان کے منہ مبارک میں دیا تو آپ نے فوراً دودھ پینا شروع کر دیا
 اور پھر اپنی بائیں طرف کی چھاتی بھی ان کو پیش کی تو آپ نے نہیں پیا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے
 کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حلیمہ کی دوسری چھاتی اس واسطے نہ پتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر الہام فرمایا
 تھا کہ اب وہ دودھ حلیمہ کا لڑکا پینے لگا دونوں طرف تم میرا کہ جس قدر متاوی رہے۔ پس بہ نظر عدل دونوں
 طرف کا دودھ حضرت نے نہ پیا۔ حلیمہ معذریہ کہتی ہیں کہ جب تک رسول خدا اول دودھ نہ پیتے تب تک میرا
 بیٹا بھی دودھ نہ پیتا یہاں تک کہ وہ اپنا منہ بھی دودھ پر نہ رکھتا تھا۔ اول وہ پیتے پیتے میرا بیٹا پیتا اور وہ اپنی
 چھاتی سے صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی پیتے تھے اور بائیں چھاتی سے میرا بیٹا پیتا تھا۔ ایک وقت
 کا اندھے پر میں آنحضرت صلم کو لے کر اپنے شوہر کے پاس گئی اس نے لڑکے کو دیکھ کر فوراً اجنباب کبریا میں سجھ
 کیا اور پھر مجھ کو کہا کہ اے حلیمہ تو خوش ہو جا اب کوئی آدمی ملک عرب میں ایسا لعیب آدمی سے زیادہ نہ
 ہو گا۔ حلیمہ کہتی تھیں کہ جب رات ہوئی یکے کے پاس بٹنی ایک تہک ہے وہاں میں چار شب رہی اور پانچویں
 شب کو خواب میں دیکھا ایک شخص لڑائی چہرہ حضرت کے پاس سر بانے آ بیٹھا اور حضرت کا منہ جو مادیہ دیکھ
 کبریاں نے اپنے شوہر سے اس نے کہا خوش رہ بات کسی سے مت کہنا یہ علامت اقبال لمبدری کی ہے اور اس کے
 بعد دوسرے دن جو جو رتیں تو منی سعد سے مکہ میں آئی منی سب کی سب نے پھر اپنے گھر کی طرف رجعت
 کی اور میں بھی آمنہ سے رخصت ہو کر رسول خدا کو لے کر اپنے گھر پر سوار ہو کر سب کے ساتھ چل دی اور
 میرے گدھے نے تین مرتبہ کعبہ کی طرف سجدہ کر کے رو بسوئے آسمان کیا اور مثال ہوا کہ مجھے لے کر
 چلنے لگا۔ اور جو لوگ میرے ہمراہ تھے وہ یہ دیکھ کر متحیر ہوئے اور پوچھنے لگے اے حلیمہ یہی گدھا
 ہے جو میرے ساتھ آیا تھا اور تم لوگ دیکھتے تھے کہ سب سے پیچھے چلتا تھا اور پھر گدھے نے بھی جلم خدا

کہا اے لوگو! میں وہی گدھا ہوں جو بالکل لاشخ تھا اور اب میں بالکل تازہ دم ہو گیا ہوں کسی بات کی تم کو
 خبر نہیں ہے تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ اب میری پیٹھ پر کون سوار ہے اور یہ میرے لیے بڑی سعادت
 ہے اور فخر مندی ہے یعنی میری پیٹھ پر خاتم الانبیاء ہیں اور میں ان کا بار بردار ہوں اسی وجہ سے
 میں زور زیادہ ہو گیا ہے خلیفہ سے روایت ہے وہ کہتی تھیں کہ گدھا میرا سب سے آگے آگے نکل
 گیا تھا اور جہاں ہم منزل کرتے تھے اس جگہ آنحضرت کے طفیل بہت زیادہ گھاس پیدا ہوتی تھی اور پھر
 تمام چوپائے جانور اس گھاس کو کھاتے تھے۔ اور جب میں اپنے گھر پہنچی تو آنحضرت کی برکت سے بکریاں
 جو دہلی تھیں وہ سب موٹی تازی ہو گئیں۔ اور دوسروں کی بکریوں سے ہماری بکریاں زیادہ بچے دینے
 لگیں اور پھر بہت دودھ ہوا پھر ایسا اتفاق ہوا کہ لوگ ہماری بکریوں سے اپنی بکریاں باندھ دیتے
 تھے پھر ان کی بکریاں بہت زیادہ دودھ دیتی تھیں اور بچے بھی بہت زیادہ دینے لگیں کہتے ہیں
 کہ یہ سب علیہ کی خدمات کا صلہ تھا اس واسطے کہ سرور کائنات کی دانی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے غلاق
 کے دل میں محبت ڈالی تھی کہ جو شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا تھا وہ بہت پیارا و محبت کرتا
 تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہوئے اور بات چیت کرنے لگے تو سب سے اول کلمہ
 آپ نے یہ پڑھا: **اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِي الْعَلَمِیْنَ ط**۔ لوگ یہ سن کر بڑے ہی متعجب
 ہوئے۔ پھر علیہ نے کہا اس سے بھی اور عجیب و غریب بات واقع ہوئی ہے۔ جس وقت آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم دودھ پیتے روز ایک بار پیشاب کرتے اپنی عادت معین پر اور مجھ کو پیشاب پاک کرنے
 کی حاجت نہ ہوتی تھی فوراً پیشاب خشک ہو جاتا تھا اور اثر بھی نجاست کا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ اور جب
 پیغمبر خدا بڑے ہوئے تو میدان کی طرف بذات خود تشریف لے جاتے تھے اور نہ کسی لڑکے کے ساتھ کھیلتے
 تھے الگ جاکر ایک کنارے بیٹھ کر ذکر الہی کرتے تھے جب عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار
 برس کی ہوئی تو مجھ سے کہنے لگے کہ میں اپنے خویش و اقرباء کو نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ کہاں ہیں میں نے
 کہا وہ لوگ بکریاں لے کر میدان میں رہتے ہیں اور رات کو گھر میں آنے ہیں رسول خدا یہ سن کر کچھ رونے
 لگے اور پھر کہنے لگے کہ میں یہاں اکیلا نہیں رہوں مگر تم مجھ کو میرے خویش و اقرباء کے پاس بھیج دو۔ میں
 نے کہا اے جان مار کیا تم باہر پھرتا چاہتے ہو پھر میں نے ان کے بالوں میں تیل ڈال کر اور شانہ و دینارہ کر
 کے اور آنکھوں میں سرمہ و دینارہ لگا کے اور پھر ایب میرا بن پاکیزہ پہنا کر گلونیدیا مانی لگے میں باندھ دیا تاکہ
 ان پر کوئی اثر زحمت کا نہ پہنچے اور ایک لکڑی ہاتھ میں لے کر میرے بیٹوں کے ہمراہ باہر گئے۔ اور پھر
 اسی طرح ہر روز باہر میدان میں جاتے اور پھر بہت ہی خوش رہتے تھے۔ ایک دن ایک لڑکا میرا میدان

سے ڈرتا ہوا اور آنسو بہا تا میرے پاس آیا اور اس نے اگر مجھ کو کہا کہ اے آجا جان میری اور چل کر مجھ کو
 دیکھ کر کیا ہوا۔ اب تک تو وہ مر گئے ہوں گے۔ یہ سن کر میں بہت ہی گھبرائی اور اسی گھبراہٹ میں اٹھی اور
 پھر بار بار اپنے بیٹے سے پوچھا کہ بیٹا بتاؤ تو کیا ہوا ہے۔ وہ لڑکا بولا کہ اے ماں جان ہم سب بھائی
 کھل رہے تھے۔ اس وقت ایک شخص نے اچانک آکر ہمارے سامنے پہاڑ پرے ہمارے کولٹا دیا اور پھر ان کا بیت
 چھاتی سے ناف تک چیر ڈالا اور یہ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ کر آیا ہوں۔ اور میں اتنی کہہ نہیں سکتا کہ وہ شخص
 اب تک ہے یا نہیں۔ اور اکثر روایتوں میں یوں آیا ہے کہ دو جانور گھوڑی شکل کے تھے اگر کہنے لگے یہ وہی
 لڑکا ہے دوسرا بولا ہاں تب دونوں جانور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گئے اور آنحضرت انکو دیکھ کر
 ڈر گئے اور پھر رونے لگے تب ان جانوروں نے سینہ مبارک چاک کر دیا۔ اور دل بے کینہ کے اندر سے
 جو خون مردہ سیاہ تھا نکال ڈالا اور کہا یہ خون سیاہ نہرہ شیطان ہے اور ہر شخص کے دل کے اندر یہ خون
 سیاہ رہتا ہے اور اب سے دوسرے شیطان مردود کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک میں اثر نہیں
 کرے گا پھر اس کے بعد دل مبارک آپ برف سے دھو کر اسی جگہ پر رکھ دیا اور سینہ مبارک بھی سی دیا اور
 اور سینہ ہوا ایک قسم کا مرہم ہوتا ہے وہ اس پر رکھ دیا اس سے بہت جلد آرام ہو گیا اور مہر نبوت کو
 عیاں تھا دیا یہی کر دیا اور اس عرصہ میں علیہ کے بیٹے جو سب گھر کھا نا کھانے گئے ہوئے تھے انہوں نے
 بھی اگر یہ ماجرا دیکھا پھر نہایت ہی سراسیمہ ہو کر دوڑتے ہوئے اپنی ماں سے جا کر یہ ماجرا کہا۔ پس علیہ کہتی ہیں
 کہ اس بات کو سنتے ہی اس وقت دوڑی، جا کر کیا دیکھتی ہوں تم ایک پہاڑ پر بیٹھے ہیں آسمان کی طرف
 اپنا منہ کر کے ہنس رہے ہیں۔ میں نے جانتے ہی ان کے سر و چشم چوم کر کہا کہ اے میری جان تمہارے میں تصدق
 جاؤ مجھ سے کہو کہ آج تم پر کیا گزری ہو بے خبر ہے سب بھائی گھر میں کھا نا کھانے کے واسطے گئے تھے اور
 میں اکیلا تھا۔ اچانک دو جانور آئے اور مجھ کو دباں سے لے کر یہاں آئے اور مجھ کو معلوم ہوا کہ وہ دونوں جانور
 شکل میں دو فرشتے تھے ایک کے ہاتھ میں آفتاب پانی کا اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زرب تھا اور انہوں
 نے پھر مجھے لٹا کر میرا بیت سینے سے لے کر ناف تک چیر ڈالا لیکن اس سے مجھے کچھ بھی درد و اہم نہیں ہوا
 اور جو کچھ میرے پیٹ کے اندر تھا اس کو نکال کر طشت میں رکھ کر دھو ڈالا اور پھر اس کے بعد اس جگہ
 پر رکھ دیا۔ اس کے بعد دوسرے شخص نے آکر میرے سینے کے زینہ ماتھو ڈال کر میرا دل نکالا اور اس
 کے جو سیاہ خون تھا وہ نکال ڈالا۔ پھر میرا دل بھی اسی جگہ اس طرح نصب کر دیا اور میرے جسم کو درست کر
 دیا پھر وہ بہت جلد غائب ہو گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ علیہ وائی کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ ماجرا سنا
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے تو میں اس وقت درگاہ خداوندی میں سجدہ ریز ہو گئی اس کے بعد یہ بات

حب تمام خلائق کو معلوم ہوئی تو وہ سن کر سنے لگے کہ محمد کو آسیب ہوا ہے یا پھر کوئی بڑا مرض ہوا ہے ان کو تو
کاہنوں کے پاس لے جانا چاہیے تاکہ ان پر وہ کچھ پڑھ کر پھونکیں یا پھر کچھ نہ کچھ دوا کریں تب کچھ لوگوں کے کہنے
سے ان کو کاہنوں کے پاس لے گئی اور اول سے آخر تک اس قصہ کو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
ظہور میں آیا تھا بیان کیا یہ سن کر سب کاہنوں نے اپنی اپنی گود میں لے لیا اور آپس میں کہنے لگے اے لوگو
اس لڑکے کو زندہ مت چھوڑو اگر یہ بڑا ہو گا تو ہمارے تمام بتوں کو توڑ ڈالے گا اور تم کو بیت ذلیل قرار
کرے گا۔ سوائے خداوند قدوس کے اور کسی کو نہ مانے گا۔ اور جو ہمارا دن ہے اس کو بھی باطل کرے گا اور
پھر ایک ہی خدا کی طرف تم سب کو بلائے گا اور تم سب اپنے دیکھ کر جوں جاؤ گے پس اے صاحبو اپنا دین جس
سے قائم ہے وہی تم فکر کرو۔ حلیہ کہتی ہیں کہ حب میں نے اپنی گود میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لیا اور پھر
میں نے کاہنوں سے کہا کہ تم لوگ دیوانے ہو جو تم بات کہتے ہو اگر میں ایسا ہی جانتی ہوتی تو پھر ہرگز تمہارے پاس
اس لڑکے کو کبھی نہ لاتی۔ پھر کچھ دیر کے بعد خاتم النبیا کو اپنے ساتھ اپنے گھر لے کر آئی اور ان کے نور سے اور
نور شید سے میرا گھر روشن و معطر ہو گیا یہ دیکھ کر لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس لڑکے کو جلد اب عبدالمطلب
کے حوالے کر دو تاکہ تم ان سے خلاصی پاؤ پھر میں ان کو لے کر اپنے گھر پر سوار ہو کر مکے کو جاتی تھی کہ ایک
راستے میں ایک غیب سے آواز آئی کسی نے مجھ سے کہا اے حلیہ تم کو مبارک ہو پس یہاں تک کہ میں آہستہ
آہستہ مکے کے پاس بطمی میں جا پہنچی وہاں میں نے ایک گروہ جماعت کی دیکھی اور وہیں محمد صلعم کو بیٹھا کریں اپنی حالت
کو گئی وہاں بھی ایک آوازیں مے سنی اور پھر تجھے کی طرف میں نے اپنی نظری تو میں نے اس جگہ پر محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کو نہ دیکھا۔ پھر میں نے اس جماعت سے پوچھا کہ صاحبو یہاں ایک لڑکا بیٹھا تھا وہ کہاں گیا انہوں نے
ہم جواب دیا کہ ہم نے اس لڑکے کو نہیں دیکھا اور ہم کہہ بھی معلوم نہیں کہ وہ لڑکا کون تھا اور اس کا کیا نام
ہے پھر میں نے ان سے کہا کہ ان کا نام محمد ابن عبد اللہ ابن عبدالمطلب ہے پس میں چاروں طرف بہت دؤری
اور کافی دیر تک دیکھتی رہی لیکن مان کو نہ پایا۔ اور دو رو کر میں یہ کہہ چکی تھی کہ یا الہی تو نے ان کی برکت سے ہی مجھے
خانہ ابراہیم کیا ہے اور ہم کو فرشتہ ہوئی اپنا دودھ پلا کر اور اب وہ بڑے ہو گئے ہیں اس وجہ سے میں نے
جن کا لڑکا ہے دینے جاتی ہوں تاکہ میں اپنی ذمہ داریوں سے خلاصی پاؤں نہ جانے اب اس لڑکے کو اس جگہ
کون اٹھائے گیا ہے۔ پھر وہ قسم اپنے لات و عزائی کی کا کہ کہنے لگی کہ اگر مجھ کو نہ ملے گا تو میں اس بہاڑ پر جا کر
پتھروں سے اپنا سر چھوڑ دوں گی یہ سن کر وہ مجھ سے کہنے لگے کہ تم ہم سے ہنسی کرتے ہو جو ایسی بات کہتی ہو اور
تمہارے ساتھ تو ہم لوگوں نے کوئی لڑکا دیکھا ہی نہیں تم کیوں جھوٹ بولتی ہو۔ حلیہ کہتی ہیں کہ یہ بات سن
کر میں بالکل ناامید ہو گئی اور اپنے سر پر ہاتھ رکھ کر دادیلا کرنے لگی اور بار بار اپنے منہ سے کہنے لگی کہ اے

خد صلعم تم کہاں ہو۔ یہ کہتی تھی اور میرا رونق جاتی تھی اور میرا رونق دیکھ کر اور لوگ بھی روتے لگے۔ پھر درپردہ
 ایک بوڑھا صر دیکھا اس کے ہاتھ میں ایک عصا بھی تھا وہ میرے قریب آ کر کہنے لگے کہ اے دفتر سدتم
 کیوں روتی ہو میں نے کہا کہ میرا لڑکا بہاں سے گم ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ جس جن نے تمہارا لڑکا لیا ہے
 میں اس کو بتا دیتا ہوں تم فلاں کے پاس جاؤ اور روڈ میں تمہارا لڑکا اس کے پاس سے ضرور ملے گا تم
 اپنی خاطر جمع رکھو اور اس سے جا کر اپنا لڑکا لے لو وہ البتہ غور تم کو لڑکا دے گا پھر میں نے یہ سن کر وہاں
 جا کر آواز دی جس جگہ اس نے مجھ کو بتایا تھا اور میں نے کہا کہ تم کو شرم نہیں آتی کہ جس دن لڑکا پیدا ہوا تھا وہ مجھ
 کو معلوم نہیں ہے کہ لات وغری پر اس دن کیا صدر گزرا تھا۔ تب اس نے کہا کہ میں اپنے سردار کے پاس جاتا
 ہوں کیونکہ تمہارا لڑکا تو وہی دے گا تب اس نے اپنے سردار سے جا کر کہا اے سردار ہمارے آپ کی ہرمانی
 تو قوم قریش پر بہت ہے اور اس وقت دفتر سعد علیہ یہ کہتی کہ ایک لڑکا جس کا نام خد صلعم ہے وہ گم ہو گیا ہے
 اگر تم اس کو لا دو گے تو تمہاری بہت ہرمانی تو قریش پر ہوگی۔ علیہ کا یہ کہنا میں نے دیکھا کہ اس وقت سبلت
 نے دوسرے بتوں کو پکارا۔ وہاں سے یہ آواز آئی کہ سبل ہم سب یہاں سے نکل جاتے ہیں کیونکہ ہم سب
 اس لڑکے کے ہاتھ سے مارے جائیں گی پھر کہتی ہیں کہ میں نے ایک شخص کو اپنی جہرے والے کو دیکھا
 اور وہ بھڑے آ کر کہنے لگا۔ اے علیہ تم وہ لڑکا درحقیقت خدا دوست ہے اور وہ نہایت اچھی طرح سے ہے
 اور تم کو اندیشہ مت کرو۔ اور مجھ کو اس بات کا ڈر ہو کہ اگر عبدالمطلب کو یہ خبر پہنچی کہ خد صلعم گم ہو گئے ہیں تو
 میرا جینا محال ہو جائے گا اور میں سن کر چلی ہی تھی اور کچھ ہی دور پہنچی تھی کہ راستے میں عبدالمطلب سے ملاقات
 ہو گئی۔ انہوں نے میرا حال پوچھا اور میری کیفیت دیکھ کر کہنے لگے کہ اے تم کیوں مضطرب نظر آ رہا ہو
 آخر کیا بات ہے میں نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہارے پاس لاتی تھی کہ مقام بطنی میں وہ مجھ سے
 گم ہو گئے۔ یہ بات سن کر عبدالمطلب کہنے لگے کہ شاید اس کو کسی نے مار ڈالا ہو گا۔ پھر انہوں نے اپنی تلوار
 اپنے ہاتھ میں لی اور بہت ہی غصہ میں میرے آتے تھے اور کوئی شخص بھی مارے ڈر کے ان کے سامنے نہ آتا
 تھا۔ اسی طرح نکلے تلوار ہاتھ میں لے کر ایک بعد آواز دی اور پکارا اے اہل قریش سب حاضر ہو۔ چنانچہ اسی
 وقت تمام اہل قریش سب کے سب حاضر ہو گئے اور پھر کہنے لگے کہ بتاؤ کیا بات ہے عبدالمطلب نے
 ان تمام اہل قریش سے کہا میرا پوتا خد صلعم جو کہ جو کہ علیہ دانی کے پاس تھا وہ واپس لا رہی تھی میدان
 بطنی میں گم ہو گیا۔ سن کر ان سب لوگوں نے قسم کھا کر کہا کہ جب تک خد صلعم گم نہ ہو میں گے اس وقت
 تک ہم لوگوں پر کھانا پینا سب کچھ حرام ہے پھر اسی وقت سب کے سب عبدالمطلب کے سہراں نکل
 پڑے اور ان میں سے ایک سو آدمیوں نے کہا کہ چلو ہم سب خانہ کعبہ میں جا کر خدا سے التجا کریں۔

سننے ہی عبدالمطلب نے ان سب کو چھوڑ کر کعبہ کے آستانے پر جا کر اپنا سر زمین پر رکھ کر کہا۔ یَا رَبِّ مَدِّ
عَنِّي وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا بَيْنَنَا وَبَيْنَ رُسُلِكَ يَوْمَ تَكُونُ الْأَرْضُ حَرْثًا لَّنَا وَنَحْنُ عَلَيْهَا عَوْنٌ مُّشِيرُونَ
کچھ اندیشہ مت کر محمد صلم کو اللہ تعالیٰ نے آرام سے رکھا ہے اور کچھ ڈر نہیں ہے۔ پھر یہ تسلی سن کر عبدالمطلب
خانہ کعبہ سے نکل آئے اور با شمشیر برہنہ دادنی تہامہ کی طرف گئے اور آگے درتہ اور نوفل اور مسودہ اور نفی
جلتے تھے۔ جب وہ مقام بطنی میں جا پہنچے تو انہوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ ایک سایہ دار درخت
کے نیچے بیٹھے ہیں۔ مسودہ نے پوچھا کہ اے لڑکے تم کون ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ محمد
ابن عبد اللہ ابن عبدالمطلب ابن ہاشم ابن عبدالمطلب ہوں یہ سنتے ہی عبدالمطلب سید الکونین کو اپنی گود
میں لے کر وہاں سے چلے آئے اور پھر کعبہ میں آکر طواف کیا اور کہا، اَعُوذُ بِكَ يَا رَبِّ عَنِّي وَعَنْ عَشِيرَتِي
عَنْ كَيْدِ الْغِيَاثِ وَنَجْوَى الْغِيَاثِ وَنَجْوَى الْغِيَاثِ وَنَجْوَى الْغِيَاثِ تھے آنحضرت کے آنے سے بہت خوش ہوئے اور عبدالمطلب نے بہت ہی
انعام و کرام دے کر حلیہ دائی کو خوش کر کے ان کے وطن رخصت کر دیا۔

بیان جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے ماموں کے گھر میں
اپنی والدہ آمنہ کے ساتھ اور آمنہ کا راستہ میں فوت ہونا عبدالمطلب کا
اور ہمراہ جانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو طالب کے ساتھ شام
کے سفر میں تجارت کو اور ملاقات ہونا ایک راہ سے راستے میں

بیان کیا جاتا ہے کہ جب دائی حلیہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عبدالمطلب کے حوالے کیا اور
آمنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے بھائی کے گھر دوبرس رہیں۔ پھر میں آتے وقت اثناء راہ میں
قصا الہی سے فوت ہوئی اور اس وقت آنحضرت صلم کی عمر شریف صرف سات برس کی تھی اور اس کے
بعد حضرت نے اپنے دادا عبدالمطلب کے پاس پرورش پائی اور سن شریف آنحضرت صلم کا آٹھ برس
دو مہینے کا ہوا تو اس وقت عبدالمطلب بھی بیمار ہو گئے اور ان کی زندگی کی امید بھی منقطع ہو گئی تب
اپنے بیٹے ابو طالب کو بلا کر یہ وصیت کی کہ پرورش محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہامہ سے وسمہ ہے میں
اس بات کو تاکید وصیت کرتا ہوں تم اس کو اچھی طرح سے یاد رکھنا یہ سن کر ابو طالب نے کہا کہ اے اباجان

وہ میرا بھتیجا ہے میں اس کو اپنے قریبی کے برابر جانتا ہوں۔ اس کے بعد عبدالمطلب نے انتقال کیا اور پھر اس کے بعد ابوطالب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی ان ایام میں اکثر ذکر خیر بکبریٰ کے تھے اور تمام قریشی شام کی طرف بغرض تجارت جایا کرتے تھے اور اس وقت ابوطالب نے بھی ان کے ساتھ شام جانے کا سزم کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شتر کی ہمار پکڑتے تھے اور اس کو لے کر چلتے تھے چوں کہ اس وقت آپ کی عمر شریف کم تھی ابوطالب چاہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر بھیجیں۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے چچا جان مجھ کو آپ اکیلا گھر نہ بھیجیں آخر میں کس کے پاس رہوں گا۔ بس آپ اپنے پاس ہی رکھیے یہ سن کر ابوطالب کے دل میں رحم آیا۔ اور پھر آنسو بہا کر کہا اے جان ہم کچھ ڈرو مت کوئی اندیشہ نہ کرو تم سلامت رہو تم کو مکان پر نہ بھیجوں گا۔ پھر ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ اونٹ پر بٹھالیا۔ اور دروزں چچا بھتیجے کا کارواں چل دیئے جب سب کارواں وادی شام میں پہنچے وہاں ایک راہب کی عبادت گاہ تھی اور اس بستی میں درخت سایہ دار تھا جو قافلہ سوداگروں کا اس راستے سے جاتا و ضرور اس کے نیچے اترتا اور اس راہب سرخیش نے زوریت میں لکھا ہوا پڑھا تھا کہ فلا نے روز فلانے وقت ایک پیغمبر کے سے سوداگروں کے ساتھ یہاں آکر قیام کریں گے اور ان کی پشت پر ہر نبوت سے ان سے فیض حاصل کرنا چاہیے اس امید پر حضرت کے آنے کا وہ منتظر تھا اور اسی وجہ سے جو قافلہ بھی مکے سے آتا وہ سب کی خاطر مدارت کرتا تھا۔ اور سب کو بغور دیکھتا تھا۔ پس ابوطالب بھی اسی راستے سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے سوداگروں کے ساتھ اسی وادی میں پہنچے اور وہ سرخیش راہب اس دن بالائے بام باکرہ کو دیکھ رہا تھا کہ ایک قافلہ مکے سے آتا ہے اور ایک نیکو ابھی ابر کا ان کے سر پر سایہ کیے چلا آتا ہے پھر سب اسی درخت کے نیچے اکر اترے درخت نے تعظیماً کچھ جنبش کی اور ادب بجالایا۔ چرنکے اس قافلے کے نیچے میں سید الکونین تشریف لائے تھے اس سرخیش راہب نے یہ حال دیکھ کر ان سوداگروں کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ مکیوں سے ہم محبت ہی محبت رکھتے ہیں جو سوداگر مکے سے یہاں آکر اترتے ہیں ہم ان کی خاطر کرتے ہیں اور ہم نے سب کی دعوت کی ہے تم بھی ہمارے ساتھ پر آؤ۔ یہ سن کر ابوطالب نے ان کی دعوت قبول کر لی اور رسول خدا کو ایک کے نوکر کے ساتھ اسباب کے پاس چھوڑ کر اس درخت کے نیچے بٹھا کر سب کے سب راہب کے گھر میں چلے گئے اور راہب نے اپنی عبادت گاہ سے نکل کر سب کو دیکھا۔ اور پھر اپنے معبد خانے کے اوپر دیکھنے لگا اور کوئی باقی تو نہیں رہا اور پھر دیکھا کہ جو نیکو ابر کا جہاں تھا وہیں موجود ہے پھر اس نے سب سے کہا کہ ابھی تمہارے قافلے کے دو آدمی باقی ہیں جن کو درخت کے نیچے چھوڑ کر آئے ہو۔ وہ بڑے ہاں ہم لوگ ان کو اپنے سب کے

پاس چھوڑ کر آئے ہیں اور ان میں ایک تو ہمارا لڑکر ہے اور ایک ہمارا لڑکا ہے۔ پھر راہب بولان دولوں کو بھی جا کر ہمارے یہاں لے آؤ۔ ایک مرتبہ پھر راہب بام پر جا کر دیکھتا ہے کہ اتنے میں کوئی جا کر پیغمبر خدا کو لے آیا اور وہ اب بھی رسول خدا کے سر پر سایہ ڈالے ہوئے آیا راہب نے یہ حال دیکھ کر کہا واللہ یہ ابر کا سایہ سوائے پیغمبروں کے اور کسی پر نہیں ہوتا یہ کہہ کر رسول خدا صلعم کو اپنی جگہ پر لے جا کر بہت ہی تعظیم و تکریم کی اور طعام و تحائف سب کی لیے حاضر کیے۔ جب سب نے کھانا کھانے سے فراغت کی تب راہب نے سب سے کہا کہ یہ لڑکا کس کا ہے سب نے ابوطالب کی طرف اشارہ کیا۔ راہب نے کہا مجھ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکا یتیم ہے اور ماں باپ اس کے مر گئے ہیں یہ سن کر ابوطالب بولے کہ تم نے یہ بات بالکل سچ کہی ہے حقیقت یہی ہے اور یہ میرا بیٹا ہے اور میری گود میں پرورش پا رہا ہے۔ پھر راہب نے ابوطالب سے کہا کہ دیکھو میں تم کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ لڑکا نبی آخر الزماں ہو گا اور اس کے دو موندوں کے درمیان میں جہنم بنوت ہو گی اور میں تم سے کتابوں کے تم اس کی حفاظت اچھی طرح سے کرنا اور روم اور شام کی طرف اس کو منت لے جانا کیونکہ وہاں ان کے دشمن بہت ہیں کیونکہ یہودی ان کو مار ڈالنے کو ہر وقت مستعد ہیں بلکہ ان کا تو نام و نشان لے کر ڈھونڈا کرتے ہیں اور وہ کہا کرتے ہیں کہ ہم جہاں کہیں بھی پادریں گئے مازدانیں گئے یہ یائینی راہب نے ابوطالب سے کہیں اور دست مبارک حضرت محمد صلعم کا پکڑ کر کہا کہ یہ سید الکونین ہیں اور سب سے بہتر خلائق زمین و آسمان کے ہیں یہ سن کر ان سوداگروں نے کہا کہ یہ باتیں آپ کو کس طرح معلوم ہوئی ہیں اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ اس نے کہا کہ ان کی صفت جو اس وقت میں ان میں دیکھ رہا ہوں وہ سب میں نے تو ریت میں پڑی ہے اور یہی علامت نبوت کی ہوتی ہے جو آپ میں پائی جاتی ہیں انہوں نے اس راہب سے پوچھا کہ تباؤ وہ علامت کیا ہے جس سے تم نے پہچان لیا۔ کہا اس نے کہ تم ان کو چھوڑ کر میرے یہاں آئے ہو اور میں نے دیکھا کہ تمام اشجار اور جمادات نے ان کو سجدہ بھی کیا ہے اور جتنے نباتات اور حیوانات اور حجر اور درخت ہیں وہ سجدہ سوائے خداوند قدوس کے اور کسی کو نہیں کرتے مگر پیغمبروں کو تعظیم کرتے ہیں اور تم یقین جانو کہ یہ پیغمبر برحق ہے۔ سب کے سب اس گفتگو میں شریک تھے اس قافلے میں سے سات آدمی اجنبی اپنا تک راہب کے معبد خانے کے دروازے پر کھڑے ہوئے ان سے پوچھا کہ تم سب کون ہو اور کہاں جاؤ گے بولے کہ ہم سب ملک روم سے آتے ہیں اور بادشاہ روم نے ہم سب کو بھیجا ہے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم سب نے سلبہ کہ پیغمبر آخر الزماں کا لکے میں حزن ہو رہا ہے ہم سب ان کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے جائیں گے اور پھر ان کو مار ڈالیں گے ہم لوگ ان کو دریافت کرنے کو آئے ہیں۔ راہب نے یہ سن کر کہا کہ یہودیہ رنج اٹھانے ہو اور تم ان کو ہرگز نہ مار سکو گے

کیونکہ خدا ان کا حافظ و ناصر ہے۔ پس راہب نے یہ بات کہہ کر ان کو کہنے کی طرف بھیجا اور کہا تم بہت آرام سے چلے جاؤ اور تم کیوں ناخوش آئے ہو۔ اور پھر ابوطالب سے کہا کہ تم اس لڑکے کو شام اور روم کی طرف مت لے جاؤ۔ یہ بہتر ہے کیونکہ وہاں کسی یہودی تم کو اذیت پہنچائیں گے۔ یہ سن کر ابوطالب پھر رسول خدا کو کہنے میں اپنے گھر پر واپس لے آئے اس کو میں اسی پر اتفاق کرتا ہوں۔

بیان دوسری دفعہ چاک کرنا سیدہ مبارک آنحضرت کا اور نکاح کرنا خدیجہ الکبریٰ سے اور اقوال و افعال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبل نکاح کے جو وقوع میں آئے تھے

ایک روایت میں ہے کہ جب سن مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دس برس کا ہوا ایک دن اتفاقاً بطور گل گشت میدان کی طرف تشریف لے گئے اس وقت دو فرشتے بطور آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئے آنحضرت فرماتے ہیں کہ ان کے چہرے نورانی تھے اور ایسی شکل میں نے کبھی نہیں دیکھی تھی اور جو خوشنویان کے بدن سے آتی تھی اس جیسی خوشبو مشک و عنبر و عطریات بھی میں نہ تھی اور ان کے کپڑوں کی جو صفائی تھی وہ دنیا کی کسی چیز میں نہ تھی اور یہ دو فرشتے حضرت جبرائیل اور حضرت میکائیل تھے ان دونوں فرشتوں نے میرے موندھے پکڑ کر مجھے زمین پر لٹا دیا۔ اور پیٹ میرا پیڑ ڈالا لیکن کچھ خون بھی میرے بدن سے نہ نکلا۔ ان میں سے ایک فرشتہ ایک طشت میں پانی بھر کر لایا اور دوسرے نے میرے پیٹ کے اندر ہاتھ ڈال کر سب کچھ دھو ڈالا اور کہا کہ سیدہ ان کا چاک کر کے دل کے اندر سے خون سیاہ جو صمد اور بغض بشریت کا ہے نکال بچا اس کے رحم اور شفقت رکھ دو واسطے رحمت عالم کے پس ایسا ہی کیا گیا اور میرے پیٹ کو پھرنے سے مجھے کچھ درد و الم نہ ہوا اور مزید ایک چیز مثال چاندی کے میرے دل پر رکھ دی اور ایک دوائے خشک مانند سفوف کے اس پر رکھ دی اور ایک دوائے خشک مانند سفوف کے اس پر رکھ دی اور انگلیاں باہر کی پہری پکڑ کر کہا کہ اب جاؤ سلامت رہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اسی دن سے میرے دل میں مہربانی اور شفقت خلق پر زیادہ ہوئی اور بغض و غضب سب کچھ جاتا رہا اسی وجہ سے دوسری مرتبہ دل مبارک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا چاک کر کے پاک و صاف کیا۔ اور گندے خیالات سے محفوظ رکھا اور اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان پر جا کر اپنے چچا ابوطالب سے اس حقیقت کا ذکر کیا

بیان کیا اور یہ باتیں سن کر ابو طالب نے لوگوں سے مخفی رکھا کسی کو اس کے بارے میں کچھ بھی بتایا اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے کہ اے میرے پیارے بھتیجے میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ مگر پھر مجھے شرم
 آتی ہے یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چچا جان جو آپ کے دل میں ہے وہ دل
 کھول کر کہیے اور میں تو آپ کے بر خور داد کے برابر ہوں پھر ابو طالب نے کہا تمہارے باپ تو مر گئے اور تمہاری
 ماں بھی مر گئی ہیں اور دونوں کوئی چیز بھی نہیں چھوڑ گئے۔ اور میرے پاس بھی دولت نہیں ہے کہ تم کو کہیں پیسہ
 دوں اب صلاح یہ ہے کہ میں یہاں رہوں کہ خدا مجھ کو دے جو غنیمت بہت مال دار ہے۔ اور نوکر چاکر بھی بہت رکھتی
 ہے اور نہایت مناسب سمجھ کر اجرت بھی دیتی ہے اگر اس کے پاس تم نوکری کر دگے تو اس کے روپے
 سے جو تم کو منافع ہو گا پھر میں تم کو پیسہ دوں گا اور اس طرح سے اپنی چشم روشن کروں گا۔ بتاؤ اس امر میں
 تمہارا کیا خیال ہے اور تم کیا چاہتے ہو مجھے اپنے پاک خیالات سے آگاہ کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ میں تو آپ کے بطور بر خور دار کے ہوں اور آپ کی بات بسر و چشم قبول ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا
 ہے کہ میں آپ کی بات نہ مانوں اور مجھے یقین ہے جو کچھ آپ میرے حق میں کریں گے انشاء اللہ وہ بہتر ہو گا
 پھر ابو طالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر خدیجہ الکبریٰ کے در پر گئے اندر سے ایک غلام نے
 اگر پر چھالہ تم کو نہ کرے اور کہاں سے لائے ہو ابو طالب نے کہا کہ خدیجہ سے کہو کہ ابو طالب تمہارے دروازے
 پر کھڑا ہے اور آپ سے عرض کرنا چاہتا ہے یہ باتیں سن اس غلام نے جا کر خدیجہ سے کہا وہ بولیں کہ
 ان کو اندر سے آؤ پھر ان کا وہی غلام آیا اور ابو طالب سے کہا کہ تم کو اندر بلاتی ہے پھر ابو طالب نے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اندر گئے تو دیکھتے کیا ہیں کہ خدیجہ ایک تخت پر بیٹھی تھی۔ تہہ پستانتر
 کینسریں ان کی خدمت میں کمر بستہ کھڑی تھیں۔ خدیجہ نے ابو طالب سے کہا کہ آپ نے یہاں آنے کی
 کیوں تکلیف برداشت کی اور اس وقت آپ کا کیا مقصد ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے میرا اور زادہ
 ہے اور اس کا نام محمد ابن عبد اللہ ہے اگر آپ ان کو اپنی سرکاریں بطور نوکر رکھیں تو فیض عام سے آپ کے
 یہ بھی بہرہ مند ہوں گے اور پھر دعا کریں گے۔ یہ سن کر خدیجہ نے کہا اس سے اور کیا بہتر ہے بہت اچھا آج
 سے میں نے ان کو نوکر رکھا ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے
 کہ خدیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی قریبی رشتہ دار تھیں لیکن ان کا شمار مر گیا تھا اور وہ بیوہ تھیں اور
 بہت زیادہ دولت مند تھیں اسی وجہ سے وہ ہر سال تاجر لوگوں کو مال و اسباب دے کر شام و بعیرہ
 کی تجارت کر بھیجتی تھیں اور ان کا ایک غلام میرہ نامی تھا اس کو انہوں نے آزاد کیا تھا۔ اور تجارت کے
 واسطے ان کو بھیجتی تھیں اور رات ہی جتنے نوکر خدمت گار تھے سب اس کے حکم کے تابع تھے ایک دن

خدیجہ نے بالاخانے سے دیکھا کہ حضرت کے سر پر ایک ابرسیاہ دار ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلے جاتے تھے دیکھ کر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نزدیک بلا کر کبیر کی پاسبانی پر مقرر کیا تو خود سے دن میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم کی برکت سے خدیجہ کی بکریاں آگے سے زیادہ ہونے لگیں اور بہت دودھ بھی دینے لگیں پس خدیجہ کی نگاہ ہمیشہ رسول خدا پر تھی وہ ہر روز دیکھتی تھیں ایک ابراہیمؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر سایہ ڈالے جوتانتھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو ہر درخت و جمادات سلام علیک یا رسول اللہ کہتے ہیں اس کے علاوہ اور بھی کرامات و علامات کتاب تودیت میں دیکھ کر کہتے تھے: "یون قوم قریش میں بڑا بزرگ ہو گا اور آپ چونکہ بہت زیادہ دیانت دار امانت دار اور راست کفاری میں مشہور و معروف تھے اس لیے آپ کو محمدؐ میں کہتے تھے اور جب سن شریف آپ کا پانچویں برس کا ہوا تو خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ تم اس سال میرے غلام میسرہ کے ساتھ ملک شام کی طرف تجارت میں جاسکو گے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بہت اچھا میں جاؤں گا۔ ایک رات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ اجرت مقرر کر کے تجارت کو بھیجا اور اکثر قول یہ ہے کہ خدیجہ نے آنحضرت کی کچھ اجرت مقرر کر کے تجارت کو بھیجا اور خدیجہ نے آنحضرت کو اپنا مال مختار بنا کر اور اپنے شوہر کی پوشاک پہنا کر ملک شام کی طرف بھیجا اور غلام میسرہ کو کہا کہ جو حال راہ میں گزرے یاد رکھنا اور پھر بلا فرق ہر سو کے مجھے آکر بیانی کرنا اور جو کام محمدؐ میں کرنا چاہیں اس میں تم مانع مزاحمت ہو تا مگر جو سود اگر ذکر چاکو خدیجہ کے تھے وہ سب کے سب رسول خدا کے ساتھ گئے اور جب وہ مکے سے باہر نکلے تو وہ لوگ ابوسفیان کے قافلہ کے ساتھ مل گئے۔ ابوسفیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہنس کر کہنے لگے کہ خدیجہ بہت نادان ہے کیونکہ جس شخص نے اپنی عمر میں تجارت نہیں کی اور راہ رسم و فرید و فروخت کی نہ جانے اس کو مختار کر کے تجارت میں بھیجا ہے یہ تو محض نادانی ہے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ رسول خدا کا قافلہ سب سے آگے نکل گیا اور راہ میں کرامات بھی ظاہر ہوتی رہیں۔ جب آفتاب گرم ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر ابراہیمؑ کو سایہ کرنا تھا یہ کیفیت اپنی آنکھوں سے میسرہ غلام دیکھتا رہا پھر حیوانات اور اشجار اور جمادات سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سفر بابرطے کرتے چلے جاتے تھے جب ملک شام کے متصل نزدیک معبد خانے راسب کے پہنچے اور اس کا نام بیکرہ راسب تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ایک درخت کے سائے کے نیچے سوئے ہوئے ہیں جب آفتاب طلوع ہوا یعنی دھوپ نکلی اس وقت

درخت نے بھی جھک کر سایہ کیا۔ میرہ راہب نے جب یہ دیکھا تو وہ اپنے عبادت خانے سے نکل کر سرداگروں کے پاس جا کر پوچھتا تھا جو ان اس درخت کے نیچے سونا سے وہ کون ہے۔ میرہ غلام نے کہا کہ میرا مختار بنانا ہے یہ سن کر اس راہب نے اس غلام میرہ سے کہا کہ خبردار تم ان کو بطور سوداگروں اور مختار بنانا نہ جانو بلکہ یہ تو پیغمبر خدا بنی آخر الزمان ہیں اور تمام موجودات سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ تب راہب اور غلام میرہ دونوں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے راہب نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک چوم کر کہا کہ مجھ کو نشان پیغمبری کا معلوم ہے اور میرہ اس وقت امید قوی کرتا ہے کہ اگر اجازت ہو تو وہ حضور کا کف مبارک دیکھ جو تکہ آپ کی آمد کی خبر میں نے توریت میں پڑھی ہے اور اسی طرح کی نشانی کتاب انجیل میں بھی موجود ہے کہ آپ کے دونوں مونڈھوں کے درمیان ہر نبوت ہوگی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے دونوں مونڈھ سے دکھائے جب چشم راہب کی اس سے روشن ہوئی اس وقت کہا: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ اور کہا کہ آپ کے آنے کی بشارت توریت و انجیل نے دی اور میرہ غلام سے کہا کہ اے میرہ محمد آخر الزمان کو یہودیوں سے بچاؤ اور البوسیفان کو ناکید کی۔ البوسیفان نے کہا کہ وہ میرا چچا بھائی ہے ان کی نگہبانی اور جزداری مجھ پر واجب ہے۔ العرض یجرہ نے مختلف اقسام کے تحفہ جات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لاکر حاضر کیے اور پھر سب کو دلوٹ دے کر کھلایا۔ اس کے بعد ان سوداگروں نے وہاں سے کوچ کیا آگے جا کر دو راہ پر جا پڑے۔ ایک راہ نہایت خوف کی تھی اور دوسری راہ بے خوف و خطر لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریب کی راہ اختیار کی اور اسی راہ میں خوف تھا اور البوسیفان نے دوسری اختیار کر لی اور اس میں کوئی خطرہ نہ تھا یہ البوسیفان رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہنسے لگے اور کہنے لگا کہ کیخندہ بہ کاماں سب برباد کر دے گا اور اس راہ سے اپنے کو بھی ہلاک کر دے گا۔ تم اس راہ میں مت جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا خدا حافظ ہے یہ کہہ کر تشریف فرما ہوئے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منزل راہ طے کی جس مقام میں پانی نہ تھا وہاں منزل کی میرہ نے حضرت سے عرض کی اے حضرت قافہ ہمارا بغیر پانی کے ہلاک ہونے کو ہے یہ آواز سن کر حضرت اپنے پیچھے سے نکل کر بہت متحیر ہوئے اور پھر ایک درخت ہنر کے نیچے کھڑے ہو کر اپنے پروردگار سے مناجات کی کہ یا اللہ مجھ بندہ یتیم پر تو رحم و کرم فرما میری فریاد سن لے اور کسی نہ کسی صورت سے اب تیر میں ہم کو عنایت فرما چنانچہ اس کے بعد ایک آواز غیب سے آئی کہ میرے پیغمبر کئی قدم آگے بڑھو اور آخر قدم پر ایک کنواں کھودو وہاں سے آپ کو آب شرب ملے گا یہ خبر سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر ایک کنواں کھودا خدا کے فضل و کرم سے پانی صاف

پانی صاف اور شیریں نکلا اور سب قافلہ نے آسودہ ہو کر پانی پیادوسرے دن پھر وہاں سے چل دیے
چلتے چلتے ایک مقام پر گیا دیکھنے میں کہ کئی بیمار ادنٹ بدن میں کڑے پڑے ہوئے ہیں انہوں نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر فریاد کی یا رسول اللہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہماری عیادت کے لیے بھیجا ہے آپ ہم
پر مہربانی کیجیے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فریاد سن کر اور اپنی قیمتی کو یاد کر کے بہت روئے
اور اپنے اونٹ پر سے اتر کر ان اونٹوں کی پیٹھ پر اپنا ہاتھ پھر اٹھا کے فضل سے وہ سارے اونٹ
اچھے ہو گئے اور جو ان کو بیماری تھی وہ جاتی رہی۔ پھر آپ نے وہاں سے کوچ کیا بجرمہ قلیل آپ شام
جائیے وہاں پہنچ کر آپ نے سارا مال فروخت کر ڈالا اور اس سال میں منافع بھی بہت ہوا۔ اس کے بعد آپ
نے پھر مال خرید اور مکے کی طرف مراجعت فرمائی اور تقریباً بیس دن کے بعد البوسفیان ملک شام پہنچے
اور البوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا بھیجا کہ آپ چند روز یہاں اور ٹھہر جائیے کیونکہ میں بھی آپ
کے ساتھ چلوں گا۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جانے میں دیر نہ کی اور آپ مکے میں تشریف فرما ہوئے
جب مکے کے قریب پہنچے میسرہ غلام نے آنحضرت سے کہا کہ محمد امین آج کئی برس ہوئے ہم خدیجہ کے
مال سے تجارت کرتے ہیں اب کی دفعہ عیسا منافع کئی برس سے نہ ہوا آپ جائیں سلامتی اور نفع کی خبر فرمائیے
کو دیکھیے تاکہ ہم سب کو سرکار سے کوئی خدات بطور انعام کے ملے یہ بات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
قبول فرمائی پھر اس میسرہ غلام نے آنحضرت صلعم کو اچھی طرح سے زیبائش و آراستہ کر کے ایک اونٹ پر
سوار کر کے مکے میں بھیجا ادھر خدیجہ بھی آپ کا انتظار کر رہی تھیں اور آپ کے آنے والے راستے کو دیکھتی
رہتی تھیں۔ اسی اثنا انتظار میں ایک شتر سوار دیکھا دوسرے آتا ہے اور ایک نکر ابر کا ان کے سر پر سایہ ڈالے
ہوئے ہیں ہنیت اور شکوہ ان کے چہرے پر ہو یہ سب دیکھ کر خدیجہ نے کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَدْرٰی اور جب
شتر مان خدیجہ کے دروازے پر آیا تو معلوم ہوا کہ محمد امین اپنے سفر تجارت سے واپس آئے ہیں۔ خدیجہ نے
لوگوں سے کہا کہ جا کر دیکھو یہ وہی سوار ہے جو ہم نے دور سے دیکھا تھا وہ لوے ہاں جی یہ وہی شتر سوار ہے
جس کو آپ نے دور سے آتے ہوئے دیکھا تھا۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پاس جا کر منافع تجارت اور
سلامتی راہ اور قافلہ کی خوشخبری دی۔ خدیجہ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ جا کر میسرہ غلام کو
معی نے آئیے کیونکہ اس کو خوب معلوم ہے حقیقت اس کی کہ جب مکے سے سوداگروں کے ساتھ سفر میں تشریف
لے گئے تھے خدیجہ اس کو دیکھ رہی تھیں اور جب میسرہ اور سوداگروں کے ساتھ تشریف سفر سے لائے
تھے تب بھی دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہی صورت و سیرت پائی اور باقی دوسرے لوگ اس
مال سے غافل تھے اور جب آپ سفر سے واپس تشریف لائے اور باقی لوگ بھی سفر سے واپس آ گئے پھر

خدیجہ نے میسرہ غلام سے سب احوال راہ کا اور منافع خرید و فروخت کا پوچھا۔ اس نے کہا اے میسرہ ہم نے کبھی آسائش و راحت نہیں دیکھی جو حضرت محمد امین کے ساتھ ہے میں ان کی کیا صفت بیان کروں وہ تو ایک صاحب کمال مرد کامل ہیں میں نے دیکھا کہ تمام اشجار و جمادات نے ان کو تعظیماً سجدہ کیا۔ غرض اسباب کا دریا کرنا اور سایہ دینا اس کا آخفت کے سر پر اور پانی نکالنا کنواں کھود کر اور اچھا کرنا خدا کے حکم سے اونٹوں کو جو شدید فقر و حوائج صورت میں پڑھے تھے۔ اور بہت زیادہ منافع ہونا تجارت میں بیسب باتیں میسرہ غلام نے خدیجہ سے کہیں یہ سنتے ہی خدیجہ ایک دل سے ہزاروں ہو کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پیش آئیں اور بہت زیادہ قدر و منزلت کی اور بس قدر شاہرہ سرکار سے مقرر تھا اس سے دوگنا کیا۔ اور پھر تمام اپنے نوکر چاکروں سے اور جو شخص ان کے تابع دار تھے ان لوگوں سے کہہ دیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہیں اور ان کی خدمت دل و جان سے ہر وقت کرتے رہیں اور کسی وقت بھی ان کی خدمت سے غافل نہ رہیں پس جب اسی طرح سے چند روز گزرے تو ایک دن خدیجہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اے حضرت آپ نے میاہ کیلے یا نہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں پھر وہ بولیں اگر آپ مجھ عاجزہ سے نکاح کریں اور اپنی خدمت میں لاویں تو میں اپنی باقی عمر آپ کی خدمت میں صرف کر دوں اور پھر سعادت دارین حاصل کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا یہ کام بدوں اجازت چچا ابوطالب کے ہم نہیں کر سکتے اگر تم یہ چاہتی ہو تو اس بات کا پیغام میرے چچا ابوطالب کے پاس کرو اور مجھ کو کچھ بھی اختیار نہیں۔ یہ باتیں سن کر خدیجہ نے بہت سے بدایا اور تحائف ابوطالب کے پاس بھیجے اور ساتھ ہی خواستگاری اپنے کام کی اور کئی دفعہ جداگانہ اچھی اچھی پوشاکیں نفیسہ اور اجناس لطیفہ ابوطالب کی بی بی کے پاس اس کام کے واسطے بھیجیں۔ اور ابوطالب نے خدیجہ کو جواب دیا کہ عمر شریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمہارے سن سے بہت کم ہے یہ کام کیونکر ہو سکے گا۔ خدیجہ نے جب یہ بات سنی پھر ابوطالب کے پاس بہت سامان و اسباب بطور ہدیے کے بھیجا۔ آخر ابوطالب نے آنحضرت رسول کریم کو بلا کر خدیجہ کے ساتھ نکاح کا اذن دیا۔ تب حضرت نے فرمایا اول شرط یہ ہے کہ قبضی مال و دولت تمہاری ہے وہ خدا کی راہ پر میکین محتاجوں کو دے دینا۔ پھر دوسری شرط یہ ہے کہ جتنے غلام لونڈی باندی سب کو آزاد کر دینا اور تیسری شرط یہ ہے کہ کھانا پینا بھر پور فقیری اختیار کرنا۔ پس خدیجہ نے یہ شرطیں منظور کیں۔ چنانچہ مال و اسباب و دولت تھی سب خدا کی راہ پر تقسیم کر دیا۔ اور حضور مال ابوطالب کو بھی دیا۔ اور غلام اور لونڈی باندی سب کو آزاد کر دیا اور پھر درویشی اختیار کر لی۔ اور بعض روایتوں میں یوں بھی آئی ہے کہ خدیجہ نے دو آدمی قریش کے جو معتبر سمجھے جاتے تھے ان کو بلا کر گواہ کیا اور انہیں کے سامنے مال و اسباب، نفوذ و نظریں

باقی بتنا تھا سب کا سب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا اور اپنا مالک و مختار کیا اور پھر کہتے
 لگیں کہ اچھے ان چیزوں پر کچھ دعویٰ نہیں تم لوگ اس بات کے گواہ رہو اب چاہیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ
 اپنے واسطے رکھیں یا پھر اس کو راہ اللہ میں دے ڈالیں اس کا کچھ دعویٰ مجھ کو نہیں۔ کہتے ہیں کہ ابو طالب
 خدیجہ کے کہنے سے درق بن نوفل جو خدیجہ کا چچا بھائی تھا، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اس
 کے پاس گئے اور وہ اس وقت وہ چند آدمیوں کے ساتھ عیش و نشاط میں مست تھا۔ اس پر سلام بلیک
 کیا سب نے جواب دیا اور ابو طالب کی تعظیم کرتے ہوئے بٹھایا ورنہ بن نوفل رسول خدا کو دیکھ کر اس وقت
 بولا اے محمد امین میں تم سے بہت زیادہ خوش ہوں اور میں تم کو دوست رکھتا ہوں اگر کسی چیز کی ضرورت مطلوب
 ہو تو آپ ضرور فرمائیں۔ یہ سن کر ابو طالب نے کہا کہ میں اس وقت اس واسطے تمہارے پاس آیا ہوں کہ تم
 بہن خدیجہ کے ساتھ میرے بچے محمد صلعم کو بیاہ دو۔ اس وقت وہ نشے میں مدہوش تھا اور اس کے
 حاضرین مجلس سے کہا کہ اے قریشیو! تم لوگ سب کے سب اس بات پر گواہ رہو کہ میں نے خدیجہ کو حضرت
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیاہ دیا اور پھر حضرت نے فرمایا کہ میں نے اس کو قبول کیا۔ بفرمیں آیا
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار مثقال زہر ہر عوض میں دے کر خدیجہ کو اپنے نکاح میں لائے۔
 اس وقت عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پچیس سال کی تھی اور خدیجہ کی عمر چھالیس برس
 کی تھی۔ پھر دوسرے دن ورنہ بن نوفل فجر کے وقت خواب مستی سے اٹھ کر خدیجہ کو گالیاں دینے پر متحہ ہوا
 خدیجہ نے کہا اے بھائی تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا عیب دیکھا اگر مجھ سے آپ پوچھیں تو ان کے بھائی
 نیک نیت صلاح پسند اور زہد و تقویٰ میں کوئی نہیں اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے اور کسی بات
 کی ارزو نہیں ہے پھر ورنہ بن نوفل نے کہا کہ اچھا کیا تم سے راضی ہیں؟ بولی ہاں وہ راضی ہیں۔ پھر کہا تم بھی
 مجھ سے راضی ہو بولیں ہاں میں بھی اچھی طرح سے راضی ہوں۔ تب ورنہ بن نوفل نے کہا کہ اچھا اب میں بھی
 راضی ہوں۔ پس خدیجہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مصروف رہیں۔ جب پیغمبر خدا نے نیک کاری
 میں کم باندھی انسان باری سے اس سال پانی بہت برسیا ہاں تک کہ دیوار کعبہ پر بھی نقصان آگیا۔ یہ دیکھ کر
 قریشیوں نے بھی ارادہ کیا کہ کعبے کی چار دیواری تو ڈکرا زہر نو پھر بناویں مگر وہ عذاب الہی سے ڈرتے
 تھے اور اس میں متردد رہتے تھے۔ ایک دن ایک عورت نے چاہا کہ کعبے کے اندر خود دھاویں خدا کی مرضی سے
 اس پر آگ عجب سے آکر گری بعض جگہ جو کعبے کے اندر کی تھی وہ سب جل گئی۔ اہل قریش نے پھر اتفاق کیا
 کہ کعبے کی دیوار تو ڈکرا زہر نو تعمیر کریں لیکن وہ عذاب الہی سے ڈرتے تھے اور اس وقت قوم کا سردار و پادشاہ
 پیغمبر تھا وہ بولا کہ باری نیت خدا کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم کعبے کو تو ڈکرا دباہ بناویں گے اور یہ تو جو جب آبادی

ہے نہ کوئی اس بات میں قبائل عرب چار فرقے ہوئے اور بات یہ طے پائی کہ ہر ایک فرقہ کا ایک ایک رکن کہنے کو توڑ کر تعمیر کرے پس چاروں فرقوں نے متواتر دور سے کھڑے ہو کر دیوار کہنے کو دیکھا کہ اس کو کس طرح سے توڑا جائے اور پانچویں ولید بن مغیرہ تبرائینا تھڑ سے نے کہ دیوار کہنے کے پاس گیا اور اس کے ساتھ خنزوم بھی تھے ولید ابن مغیرہ نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیت کو خوب جانتا ہے یہ کہہ کر کہنے کی دیوار پر تبر مار کر اس کو گر دیا۔ جب اور لوگوں نے دیکھا کہ ولید ابن مغیرہ نے کہنے کی دیوار توڑ دی پھر سب قبیلے متفق ہو کر کہنے لگے کہ ہم سب آج دیوار پر تبر نہیں لگا دیں گے دیکھیں آج کی شب ابن مغیرہ پر آفت نازل ہوتی ہے یا نہیں پھر ہم مل کر مینوں دیواریں توڑ ڈالیں گے۔ جب انہوں نے ولید ابن مغیرہ کو سلامت دیکھا تو پھر ہر قبیلے نے اپنے اپنے حصے کی دیوار جو مقرر کی تھی توڑ ڈالی اور یہ اندازند آدم زین کھو دکنہ نیچے سے پتھر لگا کر دیواریں کہنے کی اٹھائیں تاکہ حد مہ میل سے محفوظ رہے اور حجر الاسود کو دیوار پر اٹھاتے وقت سب قبیلوں میں تنازعہ ہوا یعنی ہاشم اور بنی امیہ اور بنی زہرہ اور بنی مخزوم ہر قبیلہ کہتا تھا کہ ان میں سے ہم کو فضیلت زیادہ ہے ان لوگوں سے یہاں تک کہ سخن درازی ہوئی اور پھر ایک مدت تک براہ راست جاری رہا۔ آخر نسبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دوسرے پر پتھر مارنے لگے۔ آخر میں یہ بات اس پر ختم ہوئی کہ ایک روز لڑائی کا وعدہ کیا جائے کہ فلاں دن آپس میں لڑائی ہوگی لیکن دانشمندیوں نے اس بات سے منع کیا کہ اس سے باز آؤ اور آپس میں لڑائی کو نا اچھی بات نہیں اور ہم تمہیں اعلیٰ قسم کی تدبیر بتاتے ہیں جس سے تمہارا آپس کا جھگڑا ختم جائے گا۔ اگر تم لوگوں نے مل کر اس پر عمل کیا اور وہ ہے کہ اول جو شخص معج کو کہنے کے دروازے پر کٹے تم اس کو منصف مقرر کرو جو وہ کہے وہ مانو اور پھر اسی پر عمل کرو۔ یہ بات جب سب نے سنی اور بہت غور و فکر کرنے کے بعد سب نے راضی ہو کر کہا بہت اچھا وہ جو کہے گا ہم اس کو ضرور مانیں گے چنانچہ معج کو سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی حرم شریف میں حاضر ہوئے پھر سب کوئی کہنے لگے کہ معج سب سے اول محمد امین صلی اللہ علیہ وسلم ہی آئے ہم ان کو ہی اپنا حاکم و منصف مقرر کرتے ہیں۔ اور جو کچھ ہمارے واسطے فرمائیں گے ہم اس کو ضرور تسلیم کر لیں گے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہ حکمت عملی کی ایک چادر زین پر بچا دی پھر حجر الاسود کو اس چادر پر رکھا اور چار قبیلوں میں سے ایک ایک آدمی کو طلب کیا۔ اور ان سے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ہر ایک کو نہ چادر کا پکڑ کر کہنے کی دیوار کے پاس سے جاؤ۔ اسی طرح سے چاروں قبیلے اس پتھر کے اٹھانے میں مساوی ہوں گے۔ پھر سب نے اس طرح سے چادر پکڑ کر حجر الاسود کو اٹھا کر اس رکن کے پاس کہ جہاں اس پر ہے گئے اور کہنے لگے کہ ایک متبرک بزرگ چاہیے کہ وہ تنہا حجر الاسود کو اٹھا کر دیوار کہنے پر رکھ دے اور

چونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سب کے سب راضی تھے کہنے لگے کہ اگر کوئی حجر الاسود کو تنہا اٹھا کر کعبہ پر رکھے تو اس وقت محمد ابن عبد اللہ سب سے بہتر اور افضل ہیں۔ تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے چار قبیلوں نے کہا کہ آپ خود ہی اس حجر الاسود کو تنہا اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار پر نصب کر دیں۔ چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حجر الاسود کو اکیلے ہی اٹھا کر خانہ کعبہ کی دیوار پر نصب کر دیا جہاں اب بھی اسی جگہ پر نصب ہے جب خانہ کعبہ کی دیواروں کی تعمیر سے فراغت ہوئی اور چھت اور دروازے باقی رہے اس واسطے کہ کتبے میں لکڑی میسر نہ تھی اور اس وقت کوئی دہان بخار بھی نہ تھا ان ایام میں نجاشی بادشاہ حبش نے ارادہ کیا کہ ایک معبد خانہ بنا کر عبادت کرے تب لکڑی اور پتیار اور بخار استاد اور کاریگر کشتی سے ملک شام میں بیچے خدا کی مرضی ایسی ہوئی کہ دریاں کشتی آتے وقت راہ میں ڈوب گئی اور آدمی جتنے کشتی پر تھے کوئی لکڑیوں پر بیٹھے ہوئے تھا اور وہ بہتے بہتے موج دریا نے ان سب کو لکڑی سمیت کنارے پر لگا دیا۔ قوم قریش نے جب یہ سنا تو انہوں نے فوراً ہی ابوطالب کو لکڑی خریدنے بھیجا حب ابوطالب کٹے تر لکڑی والوں نے ان سے کہا کہ جب تک ہم اپنے بادشاہ کو اس بات کی اطلاع نہ کریں گے تب تک ہم کو اختیار نہیں کہ ہم لکڑی وغیرہ بیچیں پھر انہوں نے ایک نامہ بادشاہ کے پاس بھیجا اور اس کا جواب بادشاہ نے یہ لکھا کہ مال خزانے میں جتنا ہمارا پاس ہے وہ سب لے جا کر کعبے میں خرچ کرو۔ تب بادشاہ کا حکم پانے سے لکڑیاں کعبے کی چھت اور دروازوں میں لگائیں پھر خانہ کعبہ بفضل خدا درست ہو گیا اور اس واقعہ کو اسی پر لکتا کرتا ہوں

بیان اسماء و خصائل حمیدہ آنحضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

ایک لمبی حدیث میں یوں آیا ہے کہ قد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانہ تھا اور گندمی رنگ تھا اور کشادہ پیشانی اور دونوں آنکھوں مجوسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تپلی باریک خمیں آہستہ بھی نہ خمیں بلکہ پیچ میں تھوڑا سا فاصلہ تھا اور درمیان دونوں مجھوس کے ایک رگ خمی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی خمے میں آتے تو وہ پھول باتیں اور ناک مبارک آپ کی دراز اور اوپنی تھی اور اس کے اوپر ایک نر چمکتا تھا اور چہرہ مبارک آپ کا ملائم اور برابر تھا اور دہن مبارک کشادہ تھا اور دانت مبارک آپ کے صاف و روشن تھے اور اوپر کے دونوں دانتوں کے درمیان تھوڑا سا شکاف تھا اور ریش اور سر مبارک میں تقریباً بیس بال سفید تھے اور بال آپ کے پیچیدہ تھے میدھے نہ تھے اور شکن بالوں کی میانہ تھی اور چہرہ مبارک آپ کا مانند چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا اور درمیان دونوں مونڈھوں کے پارہ گشت مانند بیضہ کبوتر کے تھے اور اس میں نقش رنگ برنگ کے تھے ایک روایت میں ہے کہ وہی مہر نبوت

تھی اور محمد رسول اللہ اسی پر لکھا ہوا تھا اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ ہر نبوت اٹھالی اللہ تعالیٰ نے اور سینہ مبارک بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کشادہ تھا اور آپ کی چھاتی سے ناف تک ایک خط باریک سا تھا اور بازو اور منڈھے اور چھاتی پر بال نہ تھے اور ہڈی منڈھے کی اور گھٹنے کی اور زانوں کی موٹی تھیں اور ہر دو بند و لبست اور ہر دو کف دست و پا پر گوشت اور نرم تھے اور جسم مبارک نورانی و پاکیزہ تھا اور لطیف اور معتدل تھا اور جب خاموش بیٹھے ہوتے تو ایک بیہیت اور شکوہ بشرہ پر ظاہر ہوتا اور جس وقت بات کرتے نزاکت اور لطافت معلوم ہوتی اور جو شخص آپ کو دور سے دیکھتا وہ جال اور تازگی پاتا اور جو نزدیک آکر مشاہدہ کرتا ملامت اور شرمینی حاصل ہوتی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی جھوک اور پیاس کا شکوہ منہ پر نہ لاتے بلکہ جب کبھی جھوکے پیاس سے زیادہ ہوتے تو آب زم زم کے پانی سے قناعت فرماتے تھا اور جو چیز آپ کے پیچھے پردے میں ہوتی تو وہ چیز مثل سامنے کے نظر آتی اور یہ آپ کو معجزہ اللہ تعالیٰ نے عنایت فرمایا تھا اور شب تاریک میں مانند روز روشن کے دیکھتے تھے اور آنحضرت کے لعاب دہن مبارک سے آب شور شرابیں ہو جاتا تھا اور اگر کوئی اس لعاب کو چاٹ لیتا تو تمام دن اس کو دودھ پینے کی حاجت نہ ہوتی اور بقل مبارک میں آپ کے بال نہ تھے اور سایہ جسم مبارک کا زمین پر نہ پڑتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسروں کی آواز سے دور جاتی تھی اور آپ دور ہی سے بات کہہ لیتے تھے۔ اور جب سوتے آنکھ ظاہر میں آپ کی غنودہ اور چشم باطن کشودہ استظار دہی کی رہتی تھی۔ اور آپ اور آپ کے جسم مبارک سے ہونے شک اور غبر کی ظاہر ہوتی یہاں تک کہ اگر کوچہ و بازار میں تشریف لے جاتے تو لوگ معلوم کرتے تھے کہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہاں پر تشریف لائے تھے۔ اور جب جائے ضرورت کو جاتے تو نشان غافلہ بول کوئی بھی نہ دیکھتا تھا۔ کیونکہ زمین کو حکم تھا کہ وہ فوراً اپنے اندر فروگے اس وجہ سے نشان لوگوں کو نظر نہ آتا تھا اور بوئے عطر اس سے نکلتی تھی اور آنحضرت جب تولد ہوئے تو تمام نجاست سے آپ کا بدن بالکل پاک صاف تھا اور آپ قدرتی فحون پیدا ہوئے تھے اور گوارے میں بات کرتے تھے۔ اگر چاند کی طرف نظر کرتے تو چاند بھی متوجہ ہو کر آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کرتا تھا۔ اور ابرہہ ہمیشہ سر مبارک پر مانند چھتری کے سایہ دار ہوتا اور اگر کسی درخت کے قریب جاتے تو درخت خود ہی جھک کر سلام کرتا اور اپنا سایہ جہاں تک ہوتا کرتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں میں جوئیں نہ پڑتی تھیں اور آپ کے جسم مبارک پر کبھی بھی نہ بیٹھتی تھی بوجہ ادب و تعظیم کے اور جب آپ دراز گوش کھوڑے پر یا اونٹ پر سوار ہوتے تو اس وقت وہ بول و برا نہ کرتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں جب کہ ساری مخلوق کو پیدا کر کے فرمایا اَنْتَ بِرَبِّكَ لَعِينٌ

ترجمہ کیا میں نہیں ہوں نہ ہار اپور دگار اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آنحضرتؐ نے کہا اور تمام فلقوں نے بھی کہا۔ قَالَ بَلٰی یعنی تو پروردگار میرا ہے۔ اور شب معراج میں براق پر سوار ہو کر آسمان پر جاتا قاب و قومین کے نزدیک اور دیدار الہی سے مشرف موناہ تمام خصوصیات کسی اور نبی کو حاصل نہ ہوئیں۔ غصہ خوشنودی آنحضرتؐ کے مطابق احکام قرآن مجید کے تھے اور چہرہ مبارک آپؐ کا پیشہ پیشاں و خرم رہتا تھا۔ اور جس امر میں رضائے الہی نہ ہوتی اس میں غفلت برتتے تھے۔ اور شجاعت و سخاوت میں سب سے پہلے تھے۔ ایسا کہ کوئی سائل آپؐ کے دروازے سے خالی نہ جاتا اور اگر موجود نہ ہوتا تو عذر خواہی کہہ کے اس کا دل خوش کرتے اور بات جلدی نہ فرماتے تھے تاہل اور غور و فکر کے بعد بیان فرماتے تھے اور غریب بجاہل مسائل دینی پر پچھنے میں سخن درشت یا سخت بات سے پوچھتا یا الحاج و زاری کرتا تو سن کر دل میں صبر فرماتے تھے اور اس کو کسی طرح سے ناخوش ہونے نہ دیتے تھے۔ الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم تھا جو کوئی بھمت گرامی میں بیٹھتا تو وہ برگز وہاں سے برداشتہ خاطر نہ ہوتا اور راست گوئی اور ایقانے وعدہ اور بر دباری آپؐ میں بیحد تھی۔ اور کثرت سے تمام غلالت سے شفقت فرماتے تھے سوائے جہاد کے کبھی کسی کو اپنے دست مبارک سے آزاد نہیں کیا۔ اور دعوت مبنی خواہ فقیر خواہ آزاد خواہ غلام سب کی قبول فرمایا کرتے تھے اور ہر متنفض کا بیہ و مخالف قبول فرماتے تھے اور بعض اس چیز کے مثل اس کے یا اس سے بہتر اسے بھیج دیتے اور اپنے اصحاب سے ہمیشہ دوستی رکھتے تھے اور ان کی دلداری بھی کیا کرتے اور ہمیشہ ہر شخص سے خیر و عافیت دریافت کرتے تھے اور اگر کوئی سفر کو جاتا یا پھر کوئی بیمار ہوتا تو اس کی عیادت کرتے اور دعا بھی فرماتے اور اگر کوئی مسلمان مرجھاتا تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط پڑھتے اور نماز جنازہ پڑھ کر اس کے واسطے دعا خیر و مغفرت کی فرماتے تھے اور لپانہ کے پاس جا کر تعزیت و تنہیت فرماتے تھے اور ہر حال میں اپنے ہمسایوں کی خبر گیری رکھتے تھے اور جب کسی مومن مسلمان سے ملاقات ہوتی تو پہلے اسلام علیکم کرتے اور جو لوگ اپنے کسی معاملات میں معذرت پیش کرتے ان کی عذر خواہی کر سکتے۔ اور آپؐ کے یہاں جو کوئی بحیثیت مہمان کے آتا اس کو بہت عزیز و دوست رکھتے اور حتی المقدور اس کی خدمت کرتے تھے اور اپنے پاس سے کھانا وغیرہ کھلاتے تھے اور جس وقت وہ مہمان واپس سوار ہوتا تو کچھ دوزنک یا پیلوہ چلتے اور اگر ان کے سواری نہ ہوتی تو اپنی طرف سے اس کو سواری کا انتظام فرماتے اور جو شخص حضرت کی خدمت اقدس میں آتا اس کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے تھے اور جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا آپؐ بھی اس کی خدمت کرنے میں کوئی عیب نہ سمجھتے تھے خواہ وہ لونڈی ہو یا غلام ہی کیوں نہ ہو۔

اور بکھرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھاتے پیتے لوگوں کو بھی کھلاتے پلاتے اور اصحاب کبار کے ساتھ اکثر کاموں میں شریک ہوتے تھے اور جس مجلس میں اور جماعت میں تشریف لے جاتے خالی جگہ پر بیٹھتے اور کبھی آپ نے صدر مجلس اور سند کی تنہا میں کی اور ہر وقت اٹھتے بیٹھتے ذکر اللہ کیا کرتے تھے اور جو لوگ برائیاں یا بدی کرتے ان کے ساتھ آپ ہمیشہ نیکی اور بھلائی فرماتے تھے اور غریب مسکینوں پر مہربانی فرمایا کرتے تھے اور ان کو کسی وقت بھی پشیم حقارت نہیں دیکھتے تھے اور اپنے دست مبارک سے اپنے گنش اور ہارچہ بیٹے تھے اور اکثر اوقات کبے کی طرف منہ کر کے بیٹھتے اور نماز بسیار اور خطبہ کم پڑھتے تھے اور آپ کے سیدہ مبارک سے حالت نماز میں آواز مثل جوش دیگ کے آتی تھی اور قیام نماز میں بہت دیر تک کرتے تھے ایسا کہ پاؤں مبارک پھول جاتے اور نماز عشا کی اول شب پڑھتے پھر سویا کرتے اور پھر نصف شب کو اٹھ کر نماز متجدد پڑھا کرتے تھے اور صبح کے وقت دو رکعت نماز قرأت قصر سے ادا فرمایا کرتے باقی نماز فرض باجماعت ادا فرمایا کرتے اور ہر عینہ میں روز و شب اور پنجشنبہ اور جمعہ کو عاشرہ شعبان میں رونہ رکھتے تھے اور عید و شرم آپ میں بہت زیادہ تھی اور کبھی کبھی غش طبعی بھی فرماتے تھے مگر سوائے سخن راست کے نہیں فرماتے تھے چنانچہ ایک دن ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو کسی جانور پر سوار کرو لینے یہ بات سنا کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بچہ ناقہ پر سوار کر اؤں گا اس نے کہا یا حضرت بچہ ناقہ کیونکہ ہم کو سواری دے گا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ شتر کو بھی بچہ ناقہ کہتے ہیں اور ایک دن ایک عورت نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ یا حضرت میرا شوہر بیمار ہے اور وہ آپ کو دیکھنا چاہتا ہے آپ نے فرمایا تیرا شوہر ہے اور اس کی آنکھوں میں سفیدی ہے اور سفیدی سے کنارہ چشم مراد تھی اس عورت نے جانا کہ سفیدی روشنی چشم کو دور کرتی ہے وہی ہو گی پھر اپنے گھر میں اپنے شوہر سے جا کر یہ بات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی بیان کی اس نے یہ بات سنا کہ کہا کہ سفیدی تو سارے جہاں کی آنکھ میں ہے اور ایک دن ایک بڑھیا نے جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی اے حضرت میرے حق میں دعائے یسر فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو بہشت نصیب کرے آپ نے فرمایا کہ بڑھیا تو تیس بہشت میں رہ جائیگی پس یہ بات سنا کر حضرت کی بہت ہی آہدیدہ ہو کر تفرقہ کے سامنے سے چلی گئی پھر آنحضرت نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اس بڑھیا سے کہو کہ کوئی حالت تیری میں بہشت نہیں جاتے گا بلکہ سب کے سب نوجوان ہو کر بہشت میں داخل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر اوقات تیراں میں سہ پہر بیٹھتے تھے اور جمعہ کے دن چادر سرخ اور نماز میں ہر روز دستار سنت باقمہ باندھتے اور عیدین میں چودہ ہاتھ کی تیار اپنے ہر مبارک پر رکھتے اور حضرت نے

فرمایا کہ ایک رکعت نماز با ستارہ اور نہایت نفیست رکعتی ہے یعنی سترہ نماز پڑھنے کے برابر ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرتے اور چاروں نماز پڑھا کرتے تھے اور کسی وقت آپ نے ایک کپڑے سے بھی نماز ادا کی ہے اور ہر شب سمرہ دانی آنکھ میں تین بار اور بائیں آنکھ میں بھی تین بار لگاتے تھے اور کبھی حالت روز میں بھی آنکھوں میں سمرہ لگایا کرتے تھے اور تیل بھی سمرہ میں ڈالا کرتے تھے اور ڈاڑھی وغیرہ لنگھی سے صاف اور خشک کیا کرتے تھے اور عطریات سے بہت خوش ہوتے تھے اور بدبو سے سخت نفرت تھی اور بہت ناخوش ہوتے تھے اور اکثر اوقات نعلین و موزے پہنتے تھے اور پہلے جو کام بھی کرتے دابنی طرف سے شروع کرتے تھے حتیٰ کہ وضو و مسواک اور دخول مسجد اور نعلین پہننا بسم اللہ پڑھ کر دابنی طرف سے شروع کرتے انگوٹھی چاندی کی کبھی دابنے ہاتھ اور کبھی بائیں ہاتھ میں چھوٹی انگلی میں پہنتے تھے اور انگوٹھی کے نیچے پر اللہ محمد رسول تین لفظ لکھے ہوئے تھے اور جہاد میں اکثر اوقات زبردہ پہنتے تھے اور بیشتر اپنے جسم سے لٹکالیتے تھے اور کچھونا آپ کا کھجور کی پتی اور چڑے کا تھا اور کھانے میں کچھ تکلف نہ فرماتے تھے اور شدت بھوک میں اپنے پیٹ پر ہتھ باندھتے تھے حالانکہ زمین کے خزانے کی چابیاں اللہ تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائی تھیں لیکن آپ نے اسکو قبول نہ کیا اور آخرت کو اختیار کیا اور اگر اتفاقاً دینار یا درہم بسبب نہ آنے کسی سائل کے گھر میں رہ جاتا تو اس شب کو گھر میں تشریف فرما نہ ہوتے اور ردی مرغ کے گوشت کے ساتھ یا پھر سر کے ساتھ اکثر تناول فرماتے اور اس کو بہت دوست رکھتے اور بکری کا گوشت، خرپے کے ساتھ اور کھجور کے ساتھ کھاتے اور کبھی صرف خرما ہی تناول فرماتے آپ کو شہداء و شہرہ میں سے بہت ذوق تھا۔

بیان ازواج مطہرات آنحضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدیجہ الکبریٰ سے نکاح کیا تھا اور وہ ہجرت کے تقریباً پانچ برس پہلے فوت ہوئیں اور حضرت المعلیٰ میں مدفون ہوئیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سودہ بنت زمعہ سے نکاح کیا اور جب وہ ضعیف ہوئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ ان کو طلاق دیوے جب یہ بات انہوں نے سنی تو انہوں نے اپنی بارگاہ حضرت عائشہؓ کو دیدی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بولیں یا رسول اللہ میری دل میں کسی چیز کی آرزو نہ رہی مگر صرف ایک بات کی آرزو باقی ہے کہ میں عشرت کے دن آپ کی ازواج مطہرات میں شامل ہوں انہوں نے یہ عرضیں وفات پائی اور تیسری بیوی حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر صدیقؓ چھ برس

کے سن میں قبل ہجرت کے تین برس ماہ شوال میں کیا تھا۔ اور نو برس کی عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لیلۃ النکاح کیا۔ اور جب رسول خدا نے وفات پائی تو اس وقت عمر عائشہ صدیقہؓ کی اٹھارہ برس کی تھی اور رمضان المبارک کی مئی مہینہ تاریخ ۵۸ ھ مدینہ منورہ میں انہوں نے انتقال کیا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں اور چوتھی بیوی حفصہ بنت فاروق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور ان کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق رجعی تھی لیکن بحکم الہی باحضرت عمر فاروق کی شفقت سے پاس وجہ سے کہ وہ بہت روزے رکھتی تھیں اور بہت زیادہ نمازیں پڑھتی تھیں اس لیے ان سے حضرت نے پھر رجوع کر لیا اور انہوں نے ماہ شعبان ۵۹ ھ میں وفات پائی اور پانچویں بیوی زینب بنت خزیمہ سے نکاح کیا وہ بھی دو یا تین ماہ کے بعد آنحضرت کے سامنے مکہ میں وفات پائیں چوتھی بیوی ام سلمہ بنت سہیل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تھا اور آنحضرت کی چھوٹی بیٹی کی بیٹی تھیں جن کا نام بنت عاتکہ بنت عبدالمطلب تھا۔ انہوں نے ۶۰ ھ میں وفات پائی اور آپ کی ساتویں بیوی زینب بنت جحش سے آپ نے نکاح کیا اور وہ بھی آنحضور کی چھوٹی بیٹی تھیں یعنی امیہ کی بیٹی تھیں اور امیمہ عبدالمطلب کی بیٹی تھیں اور زینب بنت جحش سے پہلے نکاح زید ابن حارث سے ہوا تھا اور بعد طلاق کے جو زید بن حارث نے دس دی تھی اس کے بعد وہ نکاح میں آئیں اور ۶۱ ھ میں فوت ہوئیں اور آٹھویں بیوی حبیبہ بنت سفیان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا تھا اور یہ نکاح چار سو دینار کے عوض میں اور نجاشی بادشاہ نے اپنی طرف سے مہر مزبورہ کو بطور ہبیے کے ادا کیا اور انہوں نے ۶۲ ھ میں وفات پائی اور نویں بیوی حضرت جویریہ بنت حارث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح یہ کیا اور انہوں نے ۶۳ ھ میں وفات پائی دسویں بیوی حضرت صفیہ بنت جہش سے آپ نے نکاح اور یہ حضرت ہارون کی اولاد سے تھیں اور جنگ خیبر میں گرفتار ہو کر آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بعض آزادی کے مہر مثل مقرر کر کے اپنے نکاح میں لائے اور انہوں نے ۶۴ ھ میں وفات پائی۔ اور گیارہویں بیوی حضرت مومنہ بنت حارث عامریہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور یہ نکاح آنحضرت قرہ مہر میں کیا تھا اور قرہ سرف ایک گاؤں کا نام ہے اور یہ گاؤں کے کے فوجی بستیاں ہیں شمار ہوتے ہیں اور انہوں نے ۶۵ ھ میں وفات پائی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پانچ جاریہ تھیں پہلی ماریہ قبطیہ بنت شمعون اور حاکم اسکندریہ نے ان کو آنحضرت کی خدمت میں بھیجا تھا ان کے بطن سے ابراہیم ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے۔ اور ماریہ قبطیہ ۶۵ ھ میں فوت ہوئیں اور دوسری ریحانہ بنت زید کی وہ داخل جاریہ بنی نعیر یا بنی قریظہ کی تھیں اور وہ ۶۵ ھ میں فوت ہوئی۔

ہوئیں اور تیسری ام المین اور چوتھی سلمہ اور پانچویں برصوی تھیں اور یہ تمام حوالہ جات جامع التواریخ سے لکھے گئے ہیں اور تمام ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ سو درم تھا مگر ام حبیبہ اور صفیہ کا ہر صرف چار سو درم اور تمام ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ تھیں صرف حضرت عائشہ صدیقہ دو تین سو باکرہ تھیں۔ اور سب ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بوقت وصال آنحضرت کے بقید حیات تھیں مگر خدیجۃ الکبریٰ اور حضرت زینبؓ دونوں آنحضرت کے سامنے ہی فوت ہو گئی تھیں چنانچہ میں اس بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بیان اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بروایت جمہوریہ مؤرخین حضرات کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دو فرزند ایک کا نام قاسم اور دوسرے کا نام عبداللہ اور لقب ان دونوں کے طیب و طاہر ہیں اور چار بیٹیاں تھیں جن کے نام یہ ہیں۔ زینب اور رقیہ اور ام کلثوم اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہن اور یہ چھ اولاد ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن سے ہیں اور کتاب ردۃ الاحباب میں یوں بھی لکھا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اور بھی ایک بیٹے تھے جن کا نام ابراہیم تھا۔ ماریہ قبطیہ کے بطن سے دینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور بعد تولد سولہ مہینے کے وہ فوت ہو گئے۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ان کا صرف دو مہینے کے بعد انتقال ہو گیا۔ اور قاسم اہل قبل زمانہ اسلام کے فوت ہوئے۔ الغرض بیع اولاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی گزر گئی مگر حضرت فاطمۃ الزہراء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے چھ مہینے بعد فوت ہوئیں مومنین کا کہنا ہے کہ حضرت زینب کا نکاح ابراہیم ابن زبیع سے ہوا تھا اور وہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کا بھانجا تھا اور حضرت رقیہ کا نکاح عقبہ بن ابی لہب سے کیا تھا۔ اس نے عقبہ کے وقت کم نہیں کے باعث رقیہ کو طلاق دیدی اور اس کے بعد حضرت عثمان سے ہوا اور حضرت ام کلثوم کا نکاح بھی عقبہ ابن لہب سے ہوا تھا۔ عقبہ ابن ابی لہب کے مرنے کے بعد حضرت عثمان غنی نے حضرت ام کلثوم سے نکاح کیا جبکہ حضرت رقیہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ اسی واسطے حضرت عثمان غنی کا لقب ذی النورین ہے یہ دونوں صاحبزادیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فوت ہو گئیں تھیں ایک روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت طلحہؓ الزہرا کا نکاح جب وہ پندرہ برس چھ مہینے کی عمر میں تھیں حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے جب کہ وہ اکیس برس پانچ مہینے کے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب

بیان چاک کرنا سینہ مبارک کا تیسری مرتبہ اور وحی لانا حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس

ایک روایت میں ہے کہ جب وقت نبوت کا اور وحی کے نازل ہونے کا قریب پہنچا تو حق تعالیٰ اور نقون کے واسطے سینہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تیسری مرتبہ چاک کیا گیا اور اس کی شرح یوں بیان کی جاتی ہے کہ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینہ کامل اعتکاف کی نیت کی تھی اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ ابکری بھی آپ کے پاس تھیں اور وہ رفعت المبارک کا مہینہ تھا جب آنحضرت نے اس غار سے باہر تشریف لائے اور ستاروں کی طرف دیکھنے کو کھڑے تھے تاکہ اندازہ کیا جاسکے کہ ابھی کتنی رات اور باقی ہے۔ پس یکایک ایک آواز آئی السلام علیکم آپ نے فوراً سلام کا جواب دیا اور میں نے اس وقت گمان کیا کہ شاید جنوں کا اس مقام سے گزرا ہوا ہے چنانچہ آپ کچھ خوفزدہ ہو گئے پھر آپ اسی غار میں تشریف لے گئے اور حضرت خدیجہ ابکری سے کہا کہ میں جب غار کے باہر گیا تو غیب سے آواز آئی اس آواز میں السلام علیکم کہا گیا اور میں نے بھی فوراً جواب میں دیا اور میں نے خوفزدہ ہو کر اپنی غار میں چلا آیا۔ آخر یہ کیا بات معلوم ہوتی ہے یہ سن کر حضرت خدیجہ ابکری نے کہ یہ تو بڑی خوشخبری ہے کیونکہ السلام علیکم تو نشانی امن و امان کی ہے اور دوستی کی ہے آپ کسی طرح کا خوف نہ کیجئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ایک مرتبہ اس غار سے باہر نکل کر دیکھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام تخت پر مانند آفتاب کے بیٹھے ہیں ایک پرانے کا مشرق میں اور دوسرا پر مغرب میں پہنچا ہوا ہے پھر میں یہ حال دیکھ کر ڈر رہا ہوا اپنے غار کی طرف متوجہ ہوا۔ حضرت جبرائیل نے مجھے فرصت دی اور جلدی سے آکر درمیان میرے اور درمیان اس غار کے حائل ہوئے یہاں تک کہ ان کو دیکھنے اور ان کے کلام سننے سے مجھ کو محبت اور دوستی پیدا ہوئی اور حضرت جبرائیل میرے ساتھ وعدہ مقرر کر گئے کہ فلاںے وقت میں تم کو چاہیے کہ تنہا حاضر ہو پھر میں اس وقت تنہا حاضر ہو کر کھڑا رہا۔ جب کچھ دیر ہوئی تب میں نے چاہا کہ اپنے گھر کو پھر جاؤں اچانک دیکھتا ہوں کہ اسی وقت حضرت جبرائیل اور میکائیل دونوں فرشتے آسمان کے درمیان سے زمین پر تمام عظمت اور بزرگی کے ساتھ آئے اور پھر میرے تین زمین پر لٹا دیا اور پھر میرے (سینہ چاک کیا اور انہوں نے میرا دل آب زم زم سے طشت زم زم سے دھو کر کوئی چیز اس سے نکالی۔ مجھ کو مطلق کچھ معلوم نہ ہوا پھر دل کو اپنے مقام پر رکھ کر بیٹھنے کو درست کیا اور پھر میرے ہاتھ پاؤں پکڑ کر لٹا دیا جس طرح برتن سے کوئی چیز گرانے کو لٹتے ہیں پھر اس کے بعد میری پشت پر ایک مہر لگا دی یہاں تک کہ اگر اس مہر

میرا کچھ کو پہنچا۔ اور جب عمر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس برس اور ایک دن کی ہوئی تب آپ
 کو نبوت سے سرفراز کیا اور نزول وحی کا سلسلہ قائم ہوا سب سے پہلے وحی کا نزول اسی غار حرا میں ہوا اور اسی
 جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ ہر سال ایک مرتبہ اس غار حرا میں تشریف لے جاتے اور عبادت
 الہی میں مشغول رہتے پھر ایک مہینہ عبادت کرنے کے بعد مکہ معظمہ تشریف لے جاتے اور سات بار طواف
 بیت اللہ کا کر کے مکان میں تشریف لاتے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 کہ ایک دن میں غار حرا میں عبادت الہی میں مشغول تھا ایک شخص نورانی چہرہ نہایت خوبصورت مجھ پر ظاہر
 ہوا اور کہا کہ تو بخیر ہے تجھ کو اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور میں جبرائیل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو آپ کے
 پاس بھیجا ہے اور آپ کو اس امت کا آخری نبی آخر الزمان بنایا ہے اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب میں میدان میں جاتا تو وہاں پر ایک آواز سنتا تھا اے محمد
 اور وہاں پر ایک شخص نورانی چہرہ والے کو دیکھتا تھا کہ وہ سونے کے تخت پر زمین و آسمان کے درمیان
 معلق کھڑا ہے اور میں اس آواز اور صورت کو دیکھ کر بھانگتا تھا جب کئی دفعہ ایسا ہی معاملہ ہوا تب وہ زمین
 و آسمان کے درمیان معلق جو تجھ پر ابھائی خدیجہ الکبریٰ کا تھا اور وہ شخص توریت اور انجیل کے علم سے خوب واقف تھا اس سے
 میں نے یہ بات کہی یہ سنکر اس نے کہا کہ جب تم وہ سنو تو مت بھاگو اور کان نہ لگا کر سنو کہ اس آواز میں کیا
 کہا جاتا ہے چنانچہ ایسا ہی میں نے کیا پھر جب آواز آئی یا محمد پھر میں نے لپک کہا اس نے کہا کہ میں جبرائیل
 ہوں اور تم اس امت کے نبی ہو۔ اور پھر یہ کلمہ پڑھا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ
 وَ رَسُوْلُہٗ۔ پھر پڑھی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا اَخْرَجَ سورۃ۔ اور ایک روایت حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَوَّلُ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ قَاتِلُ الْکُفْرِ۔ خود جس یعنی رسول
 رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلے جو مجھ پر نازل ہوا قرآن مجید سے وہ صورت قاتل کفر ہے اور
 یہ مناجات کی تعلیم کے واسطے اور ہر نماز کی رکعت میں پڑھنے کے واسطے نازل فرمائی اور اسی طرح جو
 حاجت جس وقت ہوتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی وقت وحی نازل ہوتی تھی اور اَقْرَبُ اِیَّاسِہٖ دَبِّکَ
 محض تعلیم اور طاقت قرات کے واسطے نازل ہوئی اور اس کے نزول کی کیفیت یہ ہے کہ آنحضرت کو سب نیچے
 وہ چیز کہ علامت وحی کی ہے نازل ہوئی اس سے یہ ہوا کہ تمام حجاب پٹے دیکھتے لگے اور جو کچھ رات کو خواب
 میں دیکھتے تھے اسی طرح دن کو صبح صادق کو وہی چیز ظاہر ہوجاتی تھی اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 غار حرا میں جو کہ مکہ معظمہ کے متصل ہے تشریف فرما ہوتے تھے اور پھر چند روز کے کھانے پینے کا سب
 اپنے ہمراہ لے کر تنہا اس مکان میں تسبیح تہلیل اللہ تعالیٰ کی کرتے تھے اور جب کہ کھانے پینے کا سب

اپنے ہمراہ لے گئے تھا اس مکان میں تسبیح و تحمیل اللہ تعالیٰ کی کرتے ہیں اور جب کہ کھانے پینے کا اسباب تمام ہو جاتا تب پھر وہ دولت خانے پر تشریف لاتے اور دو ایک روز دولت خانے پر ہی تشریف رکھتے اور پھر اسی غار میں ایک مہینے سے کم رہتے اور کبھی ایک مہینہ بھی رہتے۔ ایک دن خلوت کے ایام میں اس غار سے باہر تشریف لائے بغرض طہارت کے پانی کے کنارے کھڑے تھے ایک ایک جبرائیل علیہ السلام نے آواز دی یا محمدؐ آنحضرتؐ نے اوپر کی طرف نگاہ کی تو کسی کو نہ دیکھا پھر اسی طرح سے آواز دو تین بار آئی تب آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم بہت متحیر ہوئے اور دایں بایں نگاہ کرنے لگے دیکھتے کیا ہیں کہ ایک شخص نورانی چہرہ مانند آفتاب کے روشن اور نور کا تاج اپنے سر پر رکھے ہوئے اور لباس سبز پہنے ہوئے شکل آدمی کی سی جب وہ نزدیک آنحضرتؐ کے پہنچے اور کہا پڑھ اور بعض روایتوں میں لکھا ہے کہ اس شخص کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا ہیر سبز کا تھا کہ اس میں کچھ لکھا ہوا تھا۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلایا اور پھر کہا کہ پڑھ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حرف کی صورت کو نہیں پہچانتا ہوں اور میں پڑھنے والا نہیں ہوں پھر جبرائیل نے کہا پڑھ اور پھر انہوں نے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑا اور زور سے دبا یہاں تک کہ دہانے سے آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تکلیف ہوئی اور پسینہ بدن مبارک میں آگیا اور اسی طرح تین مرتبہ کیا اور پھر کہا: اَقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ پانچ آیتوں تک اور ان آیتوں کو خوب یاد کر لیا۔ اور بعض روایتوں میں یوں آیا ہے کہ بعد تعلیم ان آیتوں کے جبرائیل علیہ السلام نے کہا یا ہاں زمین پر مار اس سے ایک چشمہ پانی کا جاری ہوا اور آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو طرہ تیز طہارت وضو اور استنجہ کا سکھایا اور دو رکعت نماز کی تعلیم و تلقین کی اور سورۃ فاتحہ سکھائی کہ ہر نماز کی ہر رکعت میں اس کو پڑھا کر وہ اسی واقعہ کے بعد آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم ترساں و لرزاں اپنے گھر پر آئے اور حضرت جابرؓ کی سے فرمایا کہ جلدی میرے بدن پر کھل ڈال دو تا کہ میرے بدن سے لرزہ دفع ہو پھر جب لرزہ جاتا رہا تو حضرت خدیجہؓ ابکری نے کیفیت دریافت کی۔ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام ماجرا ان کے آگے بیان کیا خدیجہؓ نے کہا آپ ہرگز کچھ خوف نہ کیجیے اس واسطے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے صفیات رحمت کے آپ پر ظاہر کیے ہیں کیونکہ آپ ہمیشہ مسافروں کے ساتھ حسن سلوک اور مہمانوں کی فیاضیت اور قتالوں کے کام میں یاری اور ضعیفوں پر رحم اور اپنے اقرباؤں پر احسان کرتے تھے اور راست گفتار اور امانت دار ہیں اور صبر کوئی اس مرتبہ میں خلق اللہ پر رحم کرے وہ متقی رحمت الہی کا پوتا ہے اور ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خدیجہ ابکری کے گھر میں بیٹھے تھے اتنے ہی حضرت جبرائیل آئے نبی آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سبھی خدیجہ ابکری سے کہا کہ دیکھو جو شخص اس دن ہمارے پاس آئے تھے وہ یہ

ہیں۔ پھر حضرت خدیجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھلی بی بی آجیئیں اور کہا کہ آپ کو ان کی صورت معلوم ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اب تک موجود ہیں ان کو میں دیکھتا ہوں۔ تب حضرت خدیجہ نے سر
اپنا برہنہ کیا اور حضرت سے کہا کہ اب بھی آپ دیکھتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تب
خدیجہ البکری نے فرمایا کہ وہ فرشتہ ہے آپ کو خوشخبری دینے آیا ہے اگر وہ جن ہوتا تو سر برہنہ سے شرم نہ کرتا
اور غائب نہ ہوتا۔ پھر حضرت خدیجہ البکری نے اپنے چہرے بھائی ورقہ بن نوفل سے جو کہ دین حضرت عیسیٰ علیہ
السلام کا رکھتا تھا اور توریت اور انجیل سے خوب واقف تھا اور عبرانی زبان سے ان کتابوں کا ترجمہ کرتا
تھا۔ حضرت خدیجہ نے تمام احوال رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا چیرائیل نام
کا ایک بڑا فرشتہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیغمبروں پر وحی لاتے ہیں کیونکہ وہ حضرت موسیٰ کے
پاس بھی آئے تھے اگر تم سچ کہتی ہو کہ محمد عربی نبی ہیں ان کی صفت میں نے دیکھی ہے آسمانی کتابوں میں
کہ وہ عرب سے نکلیں گے بھلا کہو تو حیرائیل علیہ السلام نے ان کو دعوت اسلام کے لیے فرمایا ہے یا نہیں !
حضرت خدیجہ نے کہا کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اِستَٰذِیْہِ اَسْمٰیہَ وَاَبِیْہِ سَمِیْہَ کہا یا ہے ورقہ بن نوفل
نے کہا کہ ان پر حکم دعوت اسلام کا ہوتا تو میں اول اسلام میں داخل ہوتا۔ پس ورقہ بن نوفل نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے کہا کہ آپ مت ڈریں اور اپنے دل میں کسی قسم کا اندیشہ بھی نہ کریں لیکن آپ کی قوم کے لوگ
اس مرتبہ اعلیٰ کو جو ان کے لیے نعمت عظمیٰ ہے نہیں پہنچائیں گے یہاں تک کہ تم کو اس شہر سے نکالیں گے
کیا اچھا ہوتا کہ میں بھی اس وقت تک زندہ ہوتا۔ میں ضرور آپ کی مدد کرتا اور سعادت دارین حاصل کرتا۔ پس
اس کے چند ہی دن بعد ورقہ بن نوفل نے انتقال کیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو خواب میں دیکھا
کہ وہ جامہ سفید پہنے ہوئے ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تفسیر لوگوں سے بیان کی
کہ یہ علامت ہمیشی ہونے کی ہے اور اس کے سورۃ نازل ہوئی **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قَدْ أَنزَلْنَا مَآثِرَ جَبْرِئِيلَ**
اسے نواف یا کبیل اور مھنے والے کھڑے ہو جائیے۔ برائے اور اچھی مرہم نبوت اور تمام مخلوقات کو عذاب
الہی سے ڈراویجیے پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل اپنے بدن سے انارڈالا اور فوراً اپنے منبر
سے اٹھ کر حضرت خدیجہ البکری نے کہا اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیوں آپ سوئے نہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے خدیجہ اب میں نے سوتا نہیں ہے کیونکہ حضرت جبرائیل میرے پاس
دوسری مرتبہ آئے اور میرے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی لائے اور پھر مجھ کو کہا کہ مخلوق خدا کو اسلام
کی دعوت دو اور خدا کی طرف بلاؤ تاکہ وہ لوگ بت پرستی چھوڑ دیں اور خداوند قدوس کی عبادت کرنے لگیں
اب میں سوچتا ہوں کہ کس کو کہوں کہ کون میرا کہنا مانے گا اور یقین کرے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بنی بنا

کر بھیجا گیا ہوں یہ سن کر حضرت خدیجہ الکبریٰ نے کہا کہ آپ سب سے پہلے مجھ کو ایمان کی راہ بتائیے تاکہ میں
 ایمان لے آؤں۔ پھر یہ سن کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو ایمان کی تلقین فرمائی۔ اس طرح
 وہ اول ایمان لائیں اور مسلمان ہوئیں اور اس وقت حضرت علی ابن ابی طالب کی عمر سات برس کی تھی تمام
 دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتے تھے جب دیکھا رسول خدا اور خدیجہ کو نماز پڑھتے کہنے لگے
 یہ کیا کام کرتے ہیں اور اسی طرح کسی کی عبادت کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم خدا کے
 عز و جل کی عبادت کرتے ہیں۔ علی ابن ابی طالب نے کہا تمہارا کونسا خدا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا کہ میرا خدا وہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں دست قدرت میں تمام زمین و آسمان اور سارا جہان ہے۔
 اور اس نے مجھ کو جملہ خلائق پر پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ میں لوگوں کو ایمان بالاکہی طرف بلاؤں اور نیک کاموں
 کی ہدایت کروں اور میں تم کو بھی کہتا ہوں کہ تم بھی اس راہ خدا پر آؤ اور اپنے باپ دادا کی رسم کو چھوڑو
 یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں بے تہذیب اپنے باپ کے کوئی بھی کام نہیں کرتا ہوں اس بارے میں اپنے باپ سے
 پوچھوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کہا کہ تم دوسری بات سوچا جو ابوطالب کے اور کوئی نہ سننے پاوے
 اب علی ابن ابی طالب حضرت خدیجہ کے گھر سے نکل آئے اور اپنے دل میں سوچا کہ جس کو اللہ تعالیٰ ایمان نہ بخشے
 اور راہ نجات کی دیوے وہ کیوں دین اسلام سے پھرے اور کیوں اپنے باپ سے اس بارے میں صلاح
 پوچھ لے یہ سمجھ کر وہیں سے پھرے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور فوراً ہی آپ ایمان
 لائے اور پھر نماز بھی ادا کی۔ اس طرح حضرت خدیجہ اور حضرت علیؓ اللہ عنہ دین اسلام سے مشرف ہوئے اور
 ادھر حضور اکرم صلی اللہ کی یہ کیفیت تھی کہ آپ تمام رات آرام نہیں فرماتے تھے اور دل میں یہ خیال فرماتے رہتے
 تھے کہ کہیں یہ راز کسی اور پر نہ ظاہر ہو جائے۔ ایک دن آپ کے خیال مبارک میں آیا کہ ابوبکر مرد بزرگ اور متعلم
 ہیں اور مجھ سے کافی دوستی بھی رکھتے ہیں ان سے جا کر یہ راز کی بات کہوں اور پھر ان سے صلاح کروں اور دیکھوں
 وہ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں چنانچہ فجر کی نماز کے بعد ان کے پاس جانے کا مقصد مصمم کیا۔ ادھر حسن اخلاق
 سے ابوبکر صدیق بھی مرضی الہی سے اسی شب اس میں متردب ہو رہے تھے کہ بت پرستی جو ہم لوگ یا ہمارے
 باپ دادا کرتے آئے ہیں ہم اس میں کچھ فائدہ مضور نہیں کرتے کیوں کہ بتوں سے نہ کچھ فائدہ ہے اور نہ کچھ
 شر ہے تو محض فضول اور للابغی شے ہے کاش اگر کوئی ہوتا اور راہ ہدایت کی بتاتا تو بہت ہی اچھا ہوتا اور میں
 اس وقت اس آفت سے بچتا اور دل میں یہ خیال بھی آیا کہ محمد امین برادر زادہ ابوطالب ہیں وہ مرد عاقل
 اور دانا ہیں اور ہماری ان سے جانی محبت والفت ہے اور وہ بت پرستی بھی نہیں کرتے ہیں صبح ان کے
 پاس جانا چاہیے ممکن ہے کہ وہ ہم کو راہ خدا بتا دیں اور ادھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کے

پاس آنے کا عزم کیا تھا کہ البکر کے پاس جاویں اور اپنا راز بیان کریں۔ اتفاقاً راہ میں دونوں کی اچانک ملاقات ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البکر صدیق سے فرمایا کہ میں آپ کے پاس آتا تاکہ آپ سے کچھ مشورہ کروں اور البکر صدیق نے بھی عرض کی کہ یا حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) میں بھی آپ کے پاس آتا تھا تاکہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوں اور کچھ راہ دین معلوم کروں یہ سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا بات ہے حضرت البکر نے کہا کہ آپ ہی فرمائیں کیا بات ہے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کیفیت نزول جبرائیل کی اور ان کا وحی لانا خدا کے پاس سے اور حقیقت خواب کی سب کچھ البکر سے بیان فرمائی سنتے ہی البکر صدیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم کیا ہے کہ آپ کو پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو فوراً ہی ایمان بالاکبر راہ بتائیے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے البکر صدیق کو راہ ہدایت بتائی اور فوراً ہی اسلام و ایمان سے مشرف بہ اسلام ہو گئے انہوں نے وضو کیا اور ناز پڑھی۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کی کو ایمان کی دعوت دیتا تھا وہ فی الفور ہی انکار کر دیتا تھا لیکن البکر صدیق نے انکار نہیں کیا اور فوراً ہی مشرف بہ اسلام ہو گئے اور ایک روایت میں یوں ہے کہ سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ ایمان لائیں اور لڑکوں میں حضرت علی ابن ابی طالب ایمان لائے اور نوجوانوں میں سب سے پہلے حضرت البکر صدیق ایمان سے مشرف ہوئے اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت بلال حبشی ایمان لائے تھے اور آزاد کردہ غلاموں میں زید بن حارثہ ایمان لائے تھے اور یہ بہت بڑی سعادت مندی ہے کیوں کہ یہ مرتبہ اور کسی اصحابوں کو میسر نہ ہوا پھر اس کے بعد حضرت عثمان غنی اور حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت عبدالرحمن بن عوف اور حضرت سعد ابن وقاص اور حضرت ابی عبیدہ ابن الجراح اور حضرت عبداللہ ابن مسعود اور سعید ابن زید رضی اللہ عنہم ایمان لائے تقریباً انیس آدمی ایمان لائے تھے لیکن پھر بھی اپنا دین پوشیدہ رکھتے اور نماز خفیہ پڑھتے تھے ایک دن کہہ حوائس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے البوطالب کی دعوت کی اور ان کو راہ ہدایت کی توجہ دلائی لیکن اس کے جواب میں البوطالب نے کہا کہ میں اپنے باپ دادا کے دین کو نہ چھوڑوں گا ہاں تم کو جو کچھ خدا نے فرمایا ہے تم اس پر قائم رہو اور میں ہمیشہ تمہارا پناہ پشت رہوں گا اور کوئی ایذا نہ دے سکے گا۔ البوجل کو جب خبر سلام کی پہنچی تو وہ مردود کہنے لگا کہ میں اگر ایسا جانتا کہ لوگ محمد ابن عبد اللہ پر ایمان لا دیں گے تو میں ان کا سر پھڑ سے کٹتا اور اگر محمد ابن عبد اللہ مسجد میں سوتے ہیں بے ل کے اور کسی کو سجدہ کوے گا تو اس کا سر پھڑ سے میں کچوں گا کہ مغز بھی اس کا باہر نکل پڑے گا۔ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خانہ کعبہ میں ملازمین نے تین سو ساٹھ بت پرچے کے واسطے رکھے تھے اور سب سے بڑا بت بیل کا تھا اور لات اور سات دوسری بیل پر

رکھے ہوئے تھے اور جب اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دین اسلام کی بات سننا اور بہت زیادہ
 برہم ہوئے اور اس کی بادشاہی میں بہت ظلم کیے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی بھی کی اور آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کو بہت ستایا اور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ایذا دی یہاں
 تک کہ اہل بیت کو موعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان شعب کے محاصرہ کیا اور اس محاصرہ میں تقریباً تین برس
 رہے پھر محاصرہ سے باہر تشریف لائے اور ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں مشغول تھے کہ
 عقبہ بن ابی معیط نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ پر کپڑا ڈالا اور دونوں کنارے اپنے ہاتھ میں لے کر
 زور سے کھینچنے لگا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر پھیر لیا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک
 دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے کہ ابوجہل عین نے آکر مسی کی ٹوکری مبارک پر ڈال دی۔ اور
 حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا کہ میں نے ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ کوئی
 دن جنگ لڑنے یا قتل کا حکم ہوا تو میں نہیں روز آپ کے دشمنوں نے آپ کے دندان مبارک شہید کیے
 تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن میں کافروں کی جماعت کو ہدایت کر رہا تھا اور انہوں نے
 میری تصدیق نہ کی اور مجھ کو کئی قسم کی ایذا دی اور مجھ پر ظلم کیا یہاں تک کہ پاؤں کے تلوے تک میرے خون
 سے تر ہو گئے اس حالت میں میں نے درگاہ باری تعالیٰ سے دعا کی چنانچہ دربار الہی سے ایک فرشتہ ہو
 بہاڑوں پر موکل ہے اس نے آکر مجھ کو سلام کیا کہ آپ کی آزدگی موجب ملال ہے تمام فرشتوں کے لیے اگر
 آپ مجھ کو حکم فرمائیں تو میں دونوں پہاڑوں کو جگمگاہی جو کہ یکے کے ارد گرد واقع ہے ملا دوں اور تمام زمین کے
 کی اٹھا کر الٹ پلٹ کر دوں کہ اس کی پہچان بھی نہ ہو سکے آپ کا جو حکم ہو بجا لاؤں رتبہ میں نے کہا کہ اللہ
 تعالیٰ نے تو مجھے رحمت للعالمین بنا کر بھیجا ہے نہ کہ کسی قوم کے ہلاک کرنے کے واسطے چنانچہ ارشاد باری
 تعالیٰ ہے۔ **وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ** طرز ترجمہ نہیں بھیجا ہم نے تم کو اسے جو صلح مگر واسطہ رحمت
 عالمین کے ایک روایت میں ہے ترقی اسلام کی کسے کے کافروں نے دیکھی عقبہ بن ربیعہ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس بھیجا عقبہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر عرض کی کہ اے میرے بھتیجے محمد ابن عبد اللہ تم حسب
 میں سب سے اعلیٰ درجہ رکھتے ہو پھر بھی تم نے ایسا کام اختیار کیا ہے کہ اس سے اپنے ماں باپ کا کفر لازم آتا
 ہے اور اباؤ اجداد پر طعن ہو تلہ ہوا در پھر لوگ کہتے ہیں کہ ایک کا بن قریش میں ظاہر ہوا ہے اور ہم کو ہر طرح
 سے طعن کرتے ہیں اگر بسبب شہوت کے آپ یہ باتیں کرتے ہیں تو ہر عورت کی قریش میں سے خواہش ہو
 اس کے ساتھ تمہارا نکاح کر دوں اور اگر آپ کو مال حاصل کرنے کی تمنا ہے تو مال دوں گا کہ آپ بہت اچھے
 تو مکر ہو جائیں گے اور اگر آپ کو حاجت مال کی نہ ہو اور حاکم بننا چاہتے ہو تو تم کو ملک کا والی بنا دوں گا اور

اگر غل و مانع ہو تو آپ کے واسطے طبیب عاذق مقرر کروں تاکہ آپ کا صحیح طور پر علاج ہو جائے یہ باتیں عقبہ
ابن ربیعہ کی سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۱۰ یَسْمُو اللّٰہَ الرَّحْمٰنَ الرَّحِیْمَ ۱۱ حَسْبُ تَنَزَّیْلٍ ۱۲
الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۱۳ کُتِبَ فِیْہِ اٰیٰتٌ ۱۴ قَدْ اَخَذَ بِنَا اَیْقُوہُ یَعْلَمُوْنَ ترجمہ اتاری ہوئی
بجھتے والے مہربان کی طرف سے کتاب ہے کہ عباد کی گئی آیتیں اس قرآن عربی کے واسطے اس قوم
کے جو عقلمند ہیں پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی قَوْلَہُ تَعَالٰی اِنْ اَنْزَلْنٰہُ عَلٰی
اَنْۢدَکُمْ صٰیغَةً مِّثْلَ صٰیغَتِیْ عَاذَکُمْ مِّنْہَا ۱۵ وَ تَشْمُوْہُ ۱۶ ترجمہ: یہی اگر وہ منہ پھیریں پس تو کہہ میں نے
جبرئیل کو تم کو عذاب آسمان سے مانند عذاب قوم عاد کے اور قوم ثمود کے پھر عقبہ بن ربیعہ نے کہا کہ سوا اس
کے اور کچھ یاد نہیں اتنا چارہ ہو کہ عقبہ بن ربیعہ نے اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ایک بڑا حکام محمد بن عبد اللہ
سے سنا کہ وہ کبھی کسی سے نہیں سنا۔ پس اب ان کی اصلاح میں ممکن ہے کہ ان کو ایذا دینے میں کوشش نہ کریں
اور ان کو اپنے حال پر ہی چھوڑ دو اگر ان سے تم لڑنا چاہتے ہو تو بے فائدہ ہو گا کیوں کہ اگر ان پر غالب ہو گئے
تو کوئی چیز بھی تمہارے ہاتھ نہ آدے گی اور اگر وہ تم پر غالب ہوئے تو جو ملک تمہارا ہے وہ ان کے ساتھ
آجائے گا پس عقبہ بن ربیعہ سے یہ سنکر مشرکوں نے کہا کہ شاید تجھے اس نے جلا دیا ہے اسی وجہ سے تو اس کی
طرف داری کرتا ہے عقبہ بن ربیعہ نے کہا کہ جو میرے عقل میں آیا وہ میں نے تمہارے سامنے کہہ دیا آگے
تم لوگ تمہارے ابو عبد اللہ بن مسعود نے کہا کہ قریش کے حق میں کبھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بددعا
میں کی مگر ایک دن قریب کہ معظمہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے ابو جہل یحییٰ نے بجات
کی ٹوکر عقیقہ بن معیط کے ہاتھ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن جھے پر صلت سجدے میں ڈلوای
بعد فارغ ہونے نماز کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ملعونوں کے واسطے بددعا فرمائی جس کا نتیجہ
حضرت عبد اللہ ابن مسعود قسم کھا کر کہتے ہیں کہ میں نے ان کفاروں کو بددعا کر لڑائی میں دیکھا کہ ان کی حالت
بری ہوئی یہاں تک کہ لوگ ان کے بال کپڑے زمین پر پھینچتے ہوئے کمزئیں میں ڈالتے تھے ایک روایت
میں آیا ہے کہ جس وقت انیس صحابہ مشرف باسلام ہوئے نبی البکرہ صدیق نے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم سے التماس کی کہ یا رسول اللہ کیوں اب ہم اسلام کو چھپائیں اور اب بہتر ہے کہ اعلیٰ الاعلان
عبادت اہی کریں اور لوگوں کو دعوت اسلام کی دیں۔ پھر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق
کے کہنے سے مسجد الحرام میں جا بیٹھے اور ابوبکر صدیق نے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا تو اس وقت مشرکین
اور عقبہ نے مل کر حضرت ابوبکر صدیق کے بازوئے مبارک پر سخت ضرب پہنچائی جس کی وجہ سے حضرت ابوبکر
صدیق یہوش ہو گئے اور پھر بنی نضیر ان کو وہاں سے اٹھا کر گھر میں لائے اور ساری رات بیقرار رہے جب

تھوڑا سا ہوش آیا پھر رسول خدا کے پاس تشریف لائے پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اے ابوبکر تم نے بہت تکلیف و رنج و محنت میں اٹھایا۔ یہ بات سن کر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا یا رسول اللہ جو بڑے خدا و رسول مقبول مجھ پر گز رہے ہیں اس سے انداڑ نہیں ہوں بلکہ خوشی و صابریوں اور راحت و عفتی کی تمنا ہر وقت دل میں موجزن ہے مگر ہاں عتبہ سے مجھ کو در رنج بہت پہنچا کیونکہ ضرب شدید کی وجہ سے میرے تمام اعضا ہجم میں در پید ہو گیا ہے جس کو دیکھ کر دین کے دشمن ہنستے ہیں یہ سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک حضرت ابوبکر صدیقؓ کے تمام اعضاء بدن پر پھیرا اسی وقت در و در اور صدمے سے صحت پائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے پانچویں برس عمر فاروق ابن خطاب ایمان لائے اور ان کے سبب اسلام میں تقویت اور عزت زیادہ ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قوت اور شجاعت میں اور جلدی اور جنت میں عرب کے درمیان مشہور و معروف تھے اور تمام عرب ان سے ڈرتے تھے جب حضرت امیر حمزہ ایمان لائے تب ابوجہل نے ولید بن مغیرہ اور البرصیان اور ابولہب اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے باپ وغیرہ مردان قویں کو بلا کر کہا کہ اے قریش کے سردار و امیر حمزہ تو محمد ابن عبد اللہؐ پر ایمان لا کر کیا کیا یہودہ اور خرافات بتائیں گے تاکہ ایسی کبھی کسی نے نہیں کیں اور نہ کسی سے ایسی باتیں سنی یہ سن کر ابولہب نے کہا کہ اے ابوالحکم میری بات سنو پہلی بات تو یہ ہے کہ محمد ابن عبد اللہؐ کا سر کاٹ لو بعد اس کے یاروں کا تہدک کیا جاوے گا۔ ابوجہل نے یہ بات سن کر کہا کہ قسم ہے مجھ کو لات و غزنی کی کہ جو کوئی محمد ابن عبد اللہؐ کا سر کاٹ لاوے گا میں اس کو ایک شتر کا بوجھ سونے اور چاندی اور دس غلام اور نو بڑی بیس دوں گا۔ عمر اس خطاب نے کہا کہ یہ کام تو میرا ہے ولید ابن مغیرہ نے کہا کہ دیکھو محمد ابن عبد اللہؐ کی تائید تمام بنی ہاشم میں یہ کام کو کون کر سکتا ہے یہ سن کر عمر ابن الخطاب نے لات و غزنی نے قسم کھا کر کہا کہ اگر بنی ہاشم انکی تائید میں آویں گے تو انکو بھی اس تلوار سے قتل کر دوں گا یہ کہہ کر تلوار نکال کر چلے اتفاقاً اٹھائے راہ میں ایک عربی سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا اے عمر کہاں جا رہے ہو کہا میں اس وقت محمد ابن عبد اللہؐ کا سر کاٹنے کو جا رہا ہوں یہ بات سن کر اس عربی نے کہا اے عمر حمزہ کے ہاتھ یکے خلائی پاؤں گے وہ تو محمد بن عبد اللہؐ پر ایمان لا چکے ہیں یہ بات سن کر عمر لوے اگر وہ محمد ابن عبد اللہؐ پر ایمان لا چکے ہیں یہ بات سن کر عمر لوے اگر وہ محمد ابن عبد اللہؐ کی تائید میں ہیں تو میں اس کا ہاتھ کاٹوں گا پھر اعرابی بولا اے عمر کیا تم اپنے گھر کی بھی تیر رکھتے ہو جو بڑے نہیں۔ اس نے کہا تیری بہن فاطمہ اپنے خاوند کے ساتھ محمد ابن عبد اللہؐ پر ایمان لا چکی ہے۔ اور تیرا دادا سعید بھی ایمان لا چکا ہے۔ عمر نے کہا کہ ان کی اسلامیت کیونکہ معلوم ہو گئی کہ ان کو کھانے کی وقت اپنے یہاں بلاو گے مگر وہ نہ آئیں گے اس طرح سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ ایمان لائے ہیں پس عمر یہ باب سن کر اپنی بہن کے گھر کی طرف چل دیئے راہ میں پھر ایک اعرابی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا اے عمر تو کہاں جاتا ہے مجھ سے ملو

ابن عبد اللہ کا سر کاٹنے جا رہا ہوں اعرابی بولا بھلا ایک بات تو سن کہ جو تیرے سامنے بکری ہے تو اس کو پکڑ
تب معلوم ہو گی تیری شجاعت۔ پس عمر اس بکری کے پیچھے اس قدر دوڑے کہ تمام بدن میں پسینہ آ گیا آخر بلتر
ہو گئے لیکن بکری نہ پکڑ سکے اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوئے پھر اعرابی نے کہا اے عمر بکری کو تو پکڑ نہ سکا
اور وہ محمد ابن عبد اللہ تو میرا خدا ہیں ان کو تو بھونک پکڑے گا۔ پس عمر وہاں سے خجالت پا کر غصہ ہو کر اپنے پیٹھ کی
کی طرف چلے اور وہاں جا کر یہ کہا کہ اے یمن مجھ کو بہت بھوک لگی ہے کچھ کھانے کے واسطے لاؤ۔ تب ان کی
بہن نے جلدی سے کھانا تیار کر کے ان کو لا کر دیا اور غصہ نے کھاتے وقت اپنی بہن کو اسی دمنتر خانہ پر کھانا
کھانے کو بلایا اس نے انکے ساتھ کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ پھر عمر نے جانا کہ یہ مسلمان ہو چکی ہے پس
اسی وقت بال اپنی بہن کے پکڑ کر چا پا کر سر اس کا ن سے جدا کر دے۔ تب زید نے جو ان کے شوہر تھے
عمر کے ہاتھ سے چھڑایا اور پھر کچھ حیدہ کر کے غصہ ان کا ٹھنڈا کیا اور پھر اطمینان سے ان کو کھانا کھلایا یہاں
تک کہ جب رات ہوئی تو عمر سو گئے تو ان کی بہن سورۃ ظہ پڑھنے لگی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچی۔
لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمَا تَحْتَ الثَّرٰی۔ تو جہد اللہ کے واسطے ہے جو بیچ
آسمانوں کے ہے اور زمین کے ہے اور جو دونوں کے درمیان میں ہے اور جو تحت الثریٰ میں ہے۔
جب اس آیت کا مطلب عمر کے کان میں پہنچا تو دل عمر کا اسلام کی طرف مائل ہوا۔ پھر وہ اپنے بستر سے اٹھ
کر اپنی بہن فاطمہ کے پاس گئے اور کہنے لگے تم کیا پڑھتی ہو وہ بولیں کہ میں کلام اللہ پڑھتی ہوں جو محمد ابن عبد اللہ
پر نازل ہوا ہے اس جگہ بعض نے کہا ہے کہ عمر کے ڈر کے واسطے اس کاغذ کو جس پر کلام اللہ لکھا تھا تنور کے اندر
ڈال دیا مگر وہ خدا کے فضل سے نہ جلا عمر نے کہا کہ دھلا ڈکھال ہے یعنی تم اس کاغذ کو لاؤ جس پر وہ کلام اللہ
لکھا ہوا ہے کیونکہ میں بھی اس کو پڑھوں گا۔ تب ان کی بہن فاطمہ نے کہا فو لا تعالیٰ۔ اِنَّمَا الْمَشْرُکُوْنَ زُجِرُوْا
ترجمہ۔ جو کوئی مشرک ہے وہ بخش ہے اور ناپاک ہے اگر تم اللہ تعالیٰ کے کلام کو پڑھنا چاہتے ہو تو پاک
صاف ہو کر باطہارت پڑھو کیونکہ اس کو چھونا بغیر پاکی کے درست نہیں پھر اسی وقت عمر نہاد ہو کر پاک
پاک باطہارت ہو کر ہاتھ میں اس صورت کو لے کر پڑھنے لگے اور پھر اس کے معنی اور مطالب دریافت کو کے
رونے لگے اور پھر ان کو اسلام کی طرف خواہش ہوئی پھر سو رہے جب فجر ہوئی ابو جہل وغیرہ مشرکوں کی
بات یاد پڑی پھر تلوار لٹکا کر بارہ کار موعودہ کے روانہ ہوئے پھر اُٹنا تھے وہاں ایک اعرابی سے ملاقات
ہوئی وہ اعرابی بولا اے عمر تو کہاں جا رہا ہے بولا کہ محمد ابن عبد اللہ کا سر لانے جا رہا ہوں وہ بولا کہ محمد کہاں
ہیں تو جانتا ہے وہ امیر حمزہ کے پاس ہے پھر وہاں سے امیر حمزہ کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت
اللہ تعالیٰ نے جبرائیلؑ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور فرمایا اے جبرائیل ہمارے رسول

مقبول علی اللہ علیہ وسلم کو جا کر کہو کہ عمر تیری طرف آتا ہے تم اس سے مت ڈرنا بلکہ تم اسکو اسلام کی دعوت دینا جب وہ تمہارے پاس آوے تو تم نبوت کی قوت سے اس کا پیچہ سخت پکڑو جب تک وہ ایمان نہ لاوے اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اتالیس آدمی تھے عمر امیر حمزہؓ کے دروازے پر آئے اور دنگ دی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا کہ میں عمر بن خطاب کانہوں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دروازہ کھول دیا۔ جب عمر نے اپنا پاؤں دروازے کا نذر رکھا تو عرب تعلیم جبرائیل کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کی قوت سے اس وقت عمر کا پیچہ پکڑ کر دیا اور تکیہ پر پڑھو دعوت اسلام دی عمر اسی وقت ایمان لائے اور کہا یا رسول اللہ لعنت خدا کی اس پر ہے جو در پہے ایذا آپ کے رہے پس رسول خدا نے کلمہ شہادت عمر کو تلقین کیا اور عمر دین اسلام سے مشرف ہوئے۔ اس وقت رب جلیل کی جناب سے حضرت جبرائیل یہ آیت لے کر آئے قولہ تعالیٰ یٰٰاٰیہَا النَّبِیُّ حَبِیْتُ اللّٰہَ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تَجْعَلُہَا اللّٰہُ تَعَالٰی نے اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کفایت ہے تجھ کو اور ان لوگوں کو جنہے تجھ پر ایمان لائے ہیں! کہتے ہیں کہ جب عمر رضی اللہ عنہ ایمان لائے اس وقت عالم سفلی سے عالم ملکوت تک خوشی حاصل ہوئی اور اس وقت بنی کریم نے فرمایا اے عمر تو جس جگہ خواہش کریگا۔ غالب ہو گا حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہ دعوت اسلام سب کو دینا چاہیے اور اپنے اصحاب کو فرمایا کہ وہ کوہ بدر باز آئیں جا کر دعوت اسلام لوگوں کو علی الاعلان دیں اور اگر کوئی شخص اس میں کوئی بات ناشائستہ کہے تو اس کو پکڑ لاؤں اور میں خود بھی تمام قریشیوں کو دعوت اسلام دیتا ہوں یہ کہہ کر سب کو حضرت عمرؓ نے جمع کر کے کہا اے معشر قریش اب میں اسلام میں داخل ہو گیا ہوں اور حلقہ محمدی میں پہنچ چکا ہوں۔ اب اگر کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کھڑا ہو گا تو میں اس کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ اے ابو جہل! دین محمدی حق ہے اور دین تم سب کا باطل پرستی بالکل جھوٹ ہے۔ یہ سنکر ابو جہل نے اور خطاب نے کہا کہ اے بیٹا تو دیوانہ ہوا ہے یا مجرم صلم کے جادو نے منہ پر اڑا لیا ہے جو تو ہمارے معبودوں کی تکذیب کرتا ہے۔ اب میں تجھ کو مار ڈالوں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے باپ کفر کا کلام چھوڑو۔ خدا اور رسول پر ایمان لاؤ اور پیچے مسلمان ہو جاؤ۔ خطاب نے ان بازن سے طیش میں آکر کہا اے عمر تو یہودہ باتیں جو کرتا ہے اس کے سبب آج تیری شہادت آئی اور موت تیری قریب آگئی ہے جو تو ایسی باتیں کرتا ہے۔ جب عمر نے وہیں شیشہ میان سے نکالی تو یہ دیکھ کر ابو جہل تو بھلا اور خطاب بھی چاہتا تھا کہ بھاگے لیکن حضرت عمرؓ نے وہیں کام اس کا ایک ہی وار میں تمام کر دیا یعنی آپ نے باپ کا سر کاٹ لیا۔ جب یہ خبر لوگوں میں پہنچی تو حضرت عمرؓ کے رعب سے مکے کے گدو و نواح میں اور دیگر ملکوں میں اور جملہ کفاروں میں زلزلہ آگیا لیکن تمام مسلمان نہایت خوش و خرم رہے جس دن یہ واقعہ ہوا

اس روز طائف اور مکے میں کوئی نہ رہا کہ دعوت اسلام اس تک نہ پہنچی ہو مگر ان اور ان جابجا آشکار ہوئی
جماعت باقاعدہ ہونے لگی اور ادھر حضرت عثمان بن عفان بھی ایمان لے آئے اور پورے طور پر اسلام میں
داخل ہو گئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت سے مہر اراہ ہونے
کے بعد دس سال تک اپنی قوم کو دعوت اسلام دی۔ جب دیکھا کہ وہ اسلام قبول نہیں کرتے۔ تب حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ناامید ہو کر غیر قوموں کی ہدایت کی طرف مشغول ہوئے اور مکے سے طائف کی طرف
تشریف لے گئے وہاں جا کر راہ خدا کی ہدایت و تلقین کرنے لگے۔ وہاں کے سردار تین آدمی تھے وہ کوئی ایمان
نہ لائے اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بدسلوکی کی اور پھر اپنے شہر سے بھی نکال دیا۔ پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بازار عکاظ میں تشریف لائے اور اثناء راہ میں مقام خالیں منزل کی جب
رات ہوئی تو اپنے ساتھیوں کو لے کر غار حرا میں مشغول ہوئے اور فرات جہر سے پڑھتے لگے اس عرصہ
میں نو شخص قوم جس نے شہر نصیبی سے کہ وہ فرشتہ نہ ہو شیطان ہے کہ مدہ ترین قبائل جنوں میں سے ہیں
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ ان کا میر کہنا اس واسطے تھا کہ جب رسالت مآب صلی
اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے اسی وقت سے جنوں کا آسمان پر جانا موقوف ہو جاوے گا۔ اور یہ
کا قہہ کرتے شعلہ آتش ان پر گرنا شروع ہو جاتا اسی واسطے تمام جنوں نے ایک جگہ جمع ہو کر یہ مشورہ کیا
کہ تلاش کرو مشرق سے مغرب تک دنیا میں کون ایسا شخص پیدا ہوا ہے کہ اس کے سبب سے ہم سب کا آسمان
پر جانا موقوف ہے تاکہ ہم سب اس کا تدارک بخوبی کر سکیں۔ پھر تمام جن تمامہ کی طرف پلے جیہ مقام
نخلہ میں پہنچے تو وہاں آنحضرت کی زبان مبارک سے کلام الہی کو سنا تو پھر کہنے لگے کہ ہم سب کے آسمان
پر نہ جانے کا سبب یہی ہے تاکہ کوئی اس کلام کو چرچا کر نہ لے جاوے اور پھر وہ بے نقصان پہنچا دے
اس کے بعد تمام قرأت قرآن مجید کی سن کر تمام جنات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اور قرآن مجید پر ایمان
لائے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ تم سب اپنی قوم کو جا کر اس کی خبر کو تب انہوں نے اپنی
قوم کو جا کر اس کی خبر کی تب جنوں سے وہ جن کا نام رومیہ اور عودہ جو ان کے سردار تھے اور مزید نوے
جنات ان کے ہمراہ شہر نصیبی سے اور شہر مدینہ سے گروہ گروہ ہو کر روانہ ہوئے تاکہ وہ اگر رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھیں اور قرآن مجید بھی سنیں ادھر سابق جنوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے انکو
عرض کی کہ جنات آپ کو دیکھنے کے لیے اور کلام الہی سننے کے لیے سب منتظر فرمان واجب الادعا ہیں
جس وقت اور جس مکان میں حکم ہو وہ سب اس جگہ حاضر ہوں تب جنات سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ شہر کے باہر شب کے وقت شعب المجون کی نواح میں جو کہ متصل مکہ معظمہ کے قریب

ہوں تاکہ اہل شہر کو ڈرا اور ہیبت نہ ہو پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز عشاء کے عبد اللہ بن مسعود کو بلا لے کر وہاں دیکھتے ہیں کہ جنات نے مارے اشتیاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کے لیے ہیبت پڑا ہجوم کیا ہوا ہے پس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن مسعود کو باہر شعب الجون کے کھڑا کیا ہے اور ایک دائرہ چار طرف عبد اللہ ابن مسعود کے کھنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنہاں تم اس دائرے سے باہر مت جانا ممکن ہے کہ جنات تم کو تکلیف دیں پس عبد اللہ ابن مسعود اس دائرے کے اندر رہے اور دیکھتے تھے کہ تمام جنات کی شکل مثل وحوش کے مختلف تھے ان میں سے کسی کی شکل مثل گدھ کے ہے اور کسی کی گردہ جیٹ کے جو متعل بعرہ کے ہیں، اور کسی کا سر اور پاؤں ننگا اور ستر عورت کا ایک پکڑے سے چھپا ہوا ہے اور کسی کے بدن کا سیاہ رنگ ہے اور بعض ان کے اور دوسری شکل و صورت کے ہیں وہ سب کے سب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم لاکر صبح تک حاضر رہے اور بنی اکرم صلی اللہ وسلم تمام رات ان کی تعلیم و تلقین روزہ نماز، طہارت وغیرہ احکام میں مشغول رہے اور پھر جنوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم سب کو بطور تبرک کچھ توشہ عنایت فرمائیں یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ توشہ تو ہم نے تم کو ایسا دیا نسلًا بعد نسلًا کے ہمیشہ کام آوے گا جنہوں نے کہا کہ حضرت وہ کیا چیز ہے فرمایا کہ جس جگہ ہڈی یا مینگنی اونٹ یا کبوتر کی یا گوبر کا تے جھنسا کر پی ہوئی پاؤں وہی تنہا توشہ ہے اور اب چیز جو تم کھاتے ہو اس سے بہتر شہر بنی اور لذت اس میں ملے گی اور یہ لذت میری دعا سے پیدا ہوئی ہے اور بعض روایت میں کوئلہ بھی آیا ہے۔ پھر جنات نے عرض کی کہ یا رسول اللہ تمام آدمی تو ان پر نجاست گراتے ہیں اور ان کو خراب کرتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں لوگوں کو منع کروں گا کہ وہ ان کے ہرے پر نجاست نہ ڈالیں اور خراب نہ کریں اسی وجہ سے استنجا کو ناہڈی اور سخت گوبر سے اور مینگنی سے اور کوئلے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اپنی ایام میں جنوں نے ایک دوسرے کا خون کڑا لٹھا۔ آنحضرت نے حکم الہی انصاف کیا اور اس میں سب راضی ہو کر اپنے وطن کو چلے گئے پھر اسی طرح جنات کوہ حرا میں جمع ہوئے سب جزائر میں سے آئے تھے اور اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تنہا تشریف فرما ہوئے اور تمام رات وہاں رہے۔ صبح کے وقت صحابہ نے آگ کی نشانی اور دوسرے اسباب جو جن چھوڑ گئے تھے وہ سب پاٹے اور یہ تمام واقعات صحیح مسلم میں موجود ہیں۔ بس میں اس پر اکتفا کرتا ہوں۔

معراج مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک روایت میں آیا ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عمر چالیس برس اور تین مہینے تک پہنچی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی اور شب معراج میں چوتھی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک چاک کیا گیا تاکہ دل مبارک میں قوتِ پیوستہ کر دی جائے تاکہ آسانی سے عالم ملکوت کی سیر کر سکیں اور تجلیاتِ الہیہ کو دیکھ سکیں اور ماہِ رجب کی ستائیسویں تاریخ میں درگاہِ الہی سے جبرائیلؑ کو یہ حکم ہوا کہ وہ رضوان سے کہیں کہ بہشت کی آرائش کریں اور حور و غلمان سے کہو کہ وہ اپنے تئیں زیب و زینت کریں اور ملائکہ سے کہو کہ قبروں میں عذاب کرنے والے ہیں آج کی شب عذابِ قبر سے اپنا ہاتھ اٹھالیں اور مالک دارِ عذاب کو کہو کہ وہ دوزخ کی آگ بجھا دیوے پس یہ حکم حضرت جبرائیلؑ نے اپنے پروردگار کا لے کر رضوان اور حور و غلمان اور ملائکہ عذاب کو اور مالک دوزخ کو پہنچا دیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں درمیانِ حیطم کے سوراہا تھا کہ اچانک جبرائیلؑ اور میکائیل علیہ السلام نے آکر مجھ کو اٹھایا اور سینے سے ناف تک چیر کر دل میرا نکالا اور ایک سونے کی طشت میں آبِ زم زم سے اس کو دھو کر ایمان و حکمت سے بھرا پھر اس کو اسی مقام پر رکھ دیا۔ اور روایت ہے کہ جبرائیلؑ کو جنابِ باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اے جبرائیلؑ ہر غلامِ بہشت سے براق اور ستر بزار فرشتے نے کہ مکے میں جاؤ اور میرے حبیبِ قریشی کو میری درگاہِ عالی میں پہنچاؤ حضرت جبرائیلؑ بوجہ ارشاد جنابِ باری تعالیٰ کے براق اور ستر بزار فرشتے نے کو حضرت ام ہانی کے گھر میں جو بواہر حضرت علیؑ کی تھیں پہنچے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس شب کو ام ہانی کے گھر میں بعد نمازِ شام کے سوراہا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام نے آکر مجھ کو نیند سے اٹھایا اور وہ کہتے تھے کہ اے حبیب اٹھو آج شب آپ کی معراج ہے۔ ان کے اٹھانے سے میں اپنی نیند سے بیدار ہوا تو وہ مجھ کو آبِ زم زم کے کنوئیں کے پاس لے گئے آبِ زم زم سے وضو کرایا اور دو رکعت نماز پڑھو اگر مسجد کے دروازے پر لائے تو وہاں میں نے ایک براق کھڑا ہوا دیکھا ایسا وہ گدھے سے بڑا اور چرخ سے چھوٹا اور منہ اس کا مانند آدمی کے تھا اور سر میں اس کے مانند گھوڑے کے اور پاؤں اس کے مانند شتر کے اور سینہ اس کا مانند شہر کے اور دونوں پر اس کے مانند پروں کے تھے اور زمین اور لگام اس کی با قوت اور مروارید سے! مرصع جڑاؤ تھی پس سوار ہونے میں میں نے ذرا مل کیا بس اسی وقت حکم الہی پہنچا کہ اے جبرائیل علیہ السلام میرے حبیب سے پوچھو کہ تو توقف کرنے کا سبب ہے تب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیلؑ آج کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمتِ عظمیٰ سے سرفراز فرمایا اور میری ساری کو براق بھیجا لیکن میں

اس اندیشے میں ہوں کہ قیامت کے دن میری امت کے لوگ بھوکے پیاسے گناہوں کے بوجھ گردن پر
 پر رکھے ہوئے قبروں سے باہر نکلیں گے اور پچاس ہزار برس کی راہ قیامت کے دن آگے رکھی ہے
 اور تیس ہزار برس کی راہ پھر اٹھ کی دوزخ پر رکھی ہے اور وہ کیونکر طے کر کے منزل مقصود تک پہنچیں
 گے۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اسے عیب میرے کچھ غم نہ لکھیے۔ جن طرح آج میں نے تمہارے
 لیے براق بھیجا ہے اسی طرح تمہاری امت کے واسطے ہر ایک قبر پر براق پھینچوں گا اور سب کو براق
 پر سوار کر کے پھر اٹھ سے پیارا تاروں گا اور میں اپنی ثقاف کے مطابق تیس ہزار برس کی راہ ایک پل میں طے
 کروں گا کہ منزل مقصود پر پہنچاؤں گا جب یہ حکم ہوا تب پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے
 لگے اور براق کو دے چھاند نے لگا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے براق سے کہا کہ اے براق تو نہیں
 جانتا کہ یہ پیغمبر آخر الزماں ہیں۔ یہ سنکر براق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بہت براق میرے سوا پیدا کیے
 ہیں اور وہ سب داغ خمی رکھتے ہیں۔ اب غرض میری یہ ہے کہ قیامت کے دن بھی آنحضرت صلی
 اللہ علیہ وسلم میری ہی پشت پر سوار ہوں تاکہ قیامت کے دن سب براقوں پر فخر کو فخر حاصل ہو سکے
 پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تب براق نے فخر سے اپنی پیٹھ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
 کے سامنے حاضر کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہوئے اور داہنے بائیں جبرائیل و
 میکائیل علیہما السلام مع ستر ہزار فرشتوں کے رکاب میں حاضر تھے مکہ معظمہ اور آب زم زم اور مقام
 ابراہیم کے پاس جا کر ایک ہی ٹھٹھے میں بیت المقدس میں پہنچے فرماتے ہیں اٹھا راہ میں ایک آواز دہنی
 طرف سے ایک آواز بائیں طرف سے سنی کہ اے محمدؐ گھڑے رہو۔ تم سے کچھ سوال کروں گا میں نے
 اس آواز کا کچھ خیال نہ کیا اور وہاں سے آگے بڑھا پھر دیکھا کہ ایک بڑھیا کو اپنے تئیں زیورات
 اور لباس سے آراستہ کر کے خوبصورت بن کر میرے سامنے اکھڑی ہوئی اور کہنے لگی اے محمدؐ میری
 طرف دیکھو سو میں نے اس کی طرف نہیں دیکھا اور آگے بڑھا اور جبرائیل علیہ السلام منے میں نے پوچھا
 وہ آواز دہنی اور بائیں کی آواز آئی تھی اور بڑھیا سنا کر کیے کون تھی۔ جبرائیل نے کہا کہ آواز دہنی طرف
 یہودیوں کی تھیں اگر آپ جواب دیتے تو سب امت آپ کی یہودی ہو جاتی اور جو آواز بائیں طرف
 سے آئی تھی وہ نصرائیوں کی تھیں اگر آپ جواب دیتے تو سب امت آپ کی نصرائی ہو جاتی اور وہ بڑھیا
 سنکار والی دنیا تھی اگر آپ اس کی طرف دیکھتے تو سب امت آپ کی غلبہ دنیا میں ہلاک ہو جاتی۔ اس کے
 بعد تمہیں پیاسے لائے گئے ایک پیالہ شہد کا دوسرا شراب کا اور تیسرا دودھ سے بھرا ہوا چھایا تینوں
 پیالے میرے سامنے لائے گئے۔ میں نے دودھ دلا دیا پیالے کو اٹھایا اور اس کا سا دودھ پی گیا

اور باقی کی طرف کچھ خیال نہ کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپ نے بیت خوب کیا جو آپ نے دودھ کا پیلا لٹھا لیا اور اس کا دودھ پی لیا اس دودھ سے مراد دین اسلام ہے اور پھر وہاں سے دوسرے مقام میں آگئے تو حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپ اس جگہ دو رکعت نماز پڑھیے کیوں کہ یہ جگہ طور سینا ہے اسی جگہ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ سے باتیں کی تھیں تب میں نے اس جگہ اتر کر وہاں دو گانہ نماز پڑھ لی پھر وہاں سے براق پر سوار ہو کر آگئے چلا تو ایک جگہ نظر آئی پھر جبرائیلؑ نے کہا کہ یہاں پر پھر دو رکعت نماز پڑھیے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس جگہ پیدا ہوئے تھے اور پھر اس جگہ سے میں بیت المقدس میں گیا اور تمام ملائکہ نے آسمان کے نیچے اتر کر کہا السلام علیکم یا نبی آخر الزماں کہ تو ان تعالیٰ یُبْعَثُ الْاِیُّنِ اَمْرٰی یُعْبَدُ لِیْلَہِ مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلٰی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی الْاِیُّنِ بَسْکُنَا حَوْلَہٗ۔

تو جہاں بہت پاک ہے وہ جو ہے گیا اپنے بندے کو ایک رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ کے اندر اور تمام انبیاء وہاں جا کر جمع ہوئے اور پھر سب نے کہا اسلام علیکم یا نبی اللہ پھر تمام نبیوں کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی اور امانت کرائی اور تمام انبیاء مقتدی ہوئے ایک روایت میں ہے کہ مکہ معظمہ سے بیت المقدس میں پہنچنے کی راہ ہے لیکن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم صرف دو قدم میں وہاں پہنچے یہ آپ کو معجزہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ سے باہر نکلے تو دیکھا کہ ایک پتھر بیت المقدس کے سامنے تھا اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک پڑا تو اس پتھر نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اس جگہ پر ستر ہزار برس ہوئے ہیں کسی کا قدم مجھ پر نہ پڑا آپ میرے لیے دیکھ لیجئے کہ ہوا پر مخلوق رہوں قیامت تک تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری تعالیٰ میں دعا کی اور فوراً ہی متجاہ ہوئی چنانچہ اب تک وہ پتھر ہوا پر مخلوق ہے اس جگہ میں بجانب وغیر اہل دیکھتے ہوئے براق پر سوار ہو کر اول آسمان کے دروازے پر جا پہنچا اس جگہ جبرائیلؑ نے دروازے پر دستک دی۔ فرشتوں نے پوچھا تم کون ہو بوسے میں جبرائیلؑ ہوں اور میرے ساتھ محمدؐ سفیر آخر الزماں ہے۔ تب فرشتوں نے کہا رہا یا رسول اللہ اور فوراً دروازہ کھول دیا اور درمیان کے داخل ہوئے اور وہاں پر اسماعیل فرشتوں کے سردار موجود تھے وہ اپنے ہمراہ سب فرشتوں کو لے کر ہمارے پاس آئے اور پھر سب نے ہم سب سے معاف کیا پھر وہاں سے آگے بڑھے آدم باغ رضوان سے میرے استقبال کو آئے اور کہا ہم صبا یا غی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھے دیکھا کہ ایک سفیر عظیم الشان ہے جس کا سونے حق تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور ایک پاؤں اس کا عرض تک اور دوسرا پاؤں تخت النبیؐ تک ہے اور ایک بازو اس کا مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور پیراس کے نور سے بنے تھے اور خدا اس

کی حمد و ثناء ہے۔ ہیرائیل سے میں نے پوچھا یہ کون مرغا ہے کہا کہ یہ مرغا نہیں ایک فرشتہ ہے بصورت مرغا
 کے جب رات ہوتی ہے تب اس وقت یہ اپنے پروں کو بھارتا ہے اور تسبیح اس کی مِثْمَانُ الْمَلِکُ الْقُدُّسِ
 الْکَبِیْرِ الْمُتَعَالِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ اور اس کی تسبیح کی آواز سے دنیا کے مرغا بیدار ہوتے ہیں
 اور وہ بھی اپنے اپنے پروں کو بھارتے ہیں اور آواز دیتے ہیں پھر وہاں سے آگے بڑھتا تو دیکھا کہ
 ایک فرشتہ آدھا جسم اس کا آگ کا اور آدھا جسم برف کا ہے نہ آگ برف کو جلادے نہ برف آگ کو بجھاوے
 اور وہ تسبیح پڑھتا ہے اور داپٹا اور بائیں اس کے بہت فرشتے کھڑے ہیں میں نے پوچھا ہیرائیل سے
 یہ کون فرشتہ ہے وہ بوسے کہ یہ بہتر سرد ہے اور دنیا میں پانی اور برف برسا تمہارے بس ہی کام اس کا ہے
 پھر وہاں سے گزرا کہ لب دریا گیا اور وہاں سے آگے بڑھ کر دیکھا کہ کچھ لوگ زراعت کرتے ہیں وہ اسی وقت
 بولتے ہیں اور اسی وقت وہ زراعت نیا رہ جاتی ہے اور اسی وقت وہ کاٹتے ہیں اور ایک ایک دانے
 کے بدے سات سواٹھاتے ہیں پھر ہیرائیل سے میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں
 نے کوشش و محنت خدا کی کی ہے اور لوگوں کی خدمت محض خدا کے واسطے کرتے تھے اور محتاج لوگوں
 کی حاجت برلاتے تھے دل اور زبان سے ہاتھ اور مال سے خدمت کرتے تھے اس واسطے خدا تعالیٰ
 نے ان کی روزی میں برکت دی ہے اس کے بعد دیکھا کہ چند فرشتے آدمیوں کا سر پھرتے کوٹتے ہیں اور
 پھر وہ درست ہو جاتا ہے پھر کوٹتے ہیں دوم بہ دوم اسی طرح ہوتا ہے میں نے ہیرائیل سے پوچھا یہ کون
 لوگ ہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ تارک جماعت پیکار نماز ادا کرنے میں سستی کرتے تھے اور نمازوں کا ۹۰ فی صد پر
 نہیں ادا کرتے تھے۔ اس کے بعد ایک گروہ کو دیکھا کہ فرشتے سب مانند چارپائیوں کے ان کو ہانکتے ہوئے
 دوزخ کی طرف لے جا رہے ہیں اور نہایت شدید پیاس اور بھوک کے ان کو کانٹے مزے کے کھلاتے
 ہیں میں نے ہیرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ ہیرائیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ ان سمجھوں نے نواۃ کا
 کمال اور صدقہ فطر اور قربانی ادا نہیں کی تھی اور حقدا فقیر و محتاج کو نہیں دیا تھا۔ اور نہ اس پر رحم کیا پھر کچھ
 آگے بڑھے تو دیکھا کہ مرد اور عورتیں ہیں کہ ان کے آگے طرح طرح کی نعمتیں رکھی ہوئی ہیں اور دوسری طرف
 گوشت اور مردار رکھا ہوا ہے اور وہ نعمتیں سب چھوڑ کر گوشت مردار کھانے میں اور نعمت پاکیزہ
 کی طرف نہیں دیکھتے ہیں انہیں دیکھ کر بڑا ہی متحیر ہوا۔ میں نے ہیرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ
 ہیں کہا سب جور و خضم ہیں مرد اپنی جوروں کو چھوڑ کر اور عورتیں سب کو چھوڑ کر حرام کاری اور بے حیائی کا
 کام کرتے تھے اور حلال کسب نہیں کھاتے تھے۔ چوری و غارتگری اور فریب سے کھاتے تھے اور
 پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو آگ کی سولی پر چڑھایا ہے اور وہ سب خوب جلا رہے ہیں میں نے ہیرائیل

سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جو بے یہ حال ان سبھوں کا ہے جو سرباز اور راہ میں بیچ کر لوگوں پر ہنستے تھے اور لباس اور شکل پر معن و تشبیہ کیا کرتے تھے اور لوگوں کو ہنسانے کے واسطے نام خراب بے کر پکارتے تھے اور ایک گروہ کو دیکھی کہ ان کو انہی کے بدن کا کوشٹ کاٹ کاٹ کر کھلاتے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اپنے بھائی مسلمان کی عینیت و شکوہ اور عیب کرنے والوں کا حال ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کے آگ کی تیغی سے ہونٹ اور زبان کاٹی جا رہی ہے میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل نے کہا کہ یہ سب بسبب طمع کے بادشاہوں اور امیروں اور دولت مندوں کی فساد کے واسطے جھوٹی بات کیا کرتے تھے اور بسبب ایسے اور اور اغظ ہوتے ہیں۔ یہ لوگ دوسروں کو تو حق بات کی نصیحت کرتے تھے لیکن خود بد عمل کرنے کے مرتکب ہوتے تھے اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے تھے۔ پھر چند آدمیوں کو دیکھا کہ منہ ان کے سیاہ اور آنکھیں ان کی نیلی اور نیچے کا ہونٹ ان کے پاؤں پر اور اوپر کا ہونٹ ان کے سر پر ہے اور ہوسپ اور نجاست ان کے منہ سے بہتی ہے اور گدھوں کی طرح چلاتے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ حال نشہ پیئے والوں کا ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ زبان انکی پیچھے کی طرف کھینچ کر نکالی ہے اور شکل ان کی مانند سور کی ہے اور وہ آگ کے عذاب میں گرفتار ہیں میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ جھوٹی گواہی دینے والوں کا حال ہے اور پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ پیٹ ان کا پھولا ہوا مانند گنبد کے اور رنگ ان کا زرد اور ہاتھ پاؤں میں زنجیریں اور گردنوں میں طوق آتش ہے اور سانپا سانپو ان کے پیٹ کے اندر سے نظر آتے ہیں اور وہ لٹھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو پیٹ کے بوجھ سے گر پڑتے ہیں اور آتش کے اندر جلتے ہیں ! جبرائیل نے کہا کہ یہ حال سود اور رشوت خوروں کا ہے۔ پھر اس کے بعد ایک گروہ عورتوں کا دیکھا ان کے منہ سیاہ اور آنکھیں نیلی پیلی اور آتش کی پڑے پہنے ہیں اور فرشتے ان کو آگ کے گزروں سے مارتے ہیں اور وہ مانند کتوں کے چلاتی ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ کہیں۔ جبرائیل نے کہا کہ یہ عورتیں ہیں کہ جو اپنے شوہروں کی نافرمان تھیں اور اپنے شوہروں کو نافرمان رکھتی تھیں اور بے حکم شوہروں کے اوھر اوھر چھرتی رہتی تھیں اور اللہ تعالیٰ اور رسول خدا کے حکم کے خلاف کام کیا کرتی تھیں۔ پھر ایک گروہ کو دیکھا کہ وہ اٹے بوائیں لٹکے ہوئے تھے اور فرشتے ان کے آگ کے گزروں سے ان کو مارتے تھے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جبرائیل نے کہا کہ یہ حال منافقوں کا ہے پھر اس کے بعد ایک فرقہ کو دیکھا کہ وہ آگ کے جھلک میں قید ہے

اور آگ ان کو سختی سے جلاتی ہے اور تمام بدن میں زخم مانند جزام کے ہیں۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں۔ جبرائیل نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کی ہے اور اور کھانے پینے اور رہنے کے مکان کے واسطے ان کو تکلیف دی اور اپنے ماں باپ سے بے ادبی کرتے تھے ناشائستہ گفتگو کرتے تھے اور پھر وہاں سے آگے بڑھ کر ایک میدان بہت بڑا دیکھا کہ اس سے مشک و عنبر کی خوشبو اور اس کے ساتھ ایک آواز بھی آتی تھی اس مضمون کی۔ یا الہی جو وعدہ کرنے سے گھبرے کیا ہے پورا کر میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ بڑے خوشبو اور آواز کہاں سے آتی ہے تو جبرائیل نے کہا کہ یہ خوشبو اور آواز بہشت کی ہے نعمتیں اور میوے رنگ برنگ اور مکان مسونے اور پرانی اور باقوت اور مرداریدہ وغیرہ سے اللہ تعالیٰ نے تیار کر کے رکھے ہیں اور اس کی آواز کے جواب میں ! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو شخص خدا اور اس کے رسول پر ایمان لاوے گا۔ اور بحکم قرآن و حدیث کے پلے گا اور شرک اور بدعت سے دور رہے گا تو اس شخص کو تجھ میں داخل کروں گا اور بہشت کہنتی ہے یا الہی میں راضی ہوں۔ اس کے بعد پھر ایک میدان میں گھسے اس میں سے بدلو اور آواز گریہ کی آئی۔ حضرت جبرائیل نے کہا کہ یہ بدلو و درخ کی ہے اور وہ نہ خیر آواز طوق اس سانپ اور بچھو کی ہے اور درخ فریاد کرتی ہے یا الہی وعدہ میرا پورا کر۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوتا ہے کہ جو کوئی شخص شرک اور کفر اور بدعت کرے گا اور صحیح طور پر میری پرستش نہ کرے گا اور میرے رسول کی تکذیب کرے گا اس کو میں تیرے حوالے کر دوں گا اور درخ کہنتی ہے یا الہی میں راضی ہوں پھر وہاں سے دوسرے آسمان کے دروازے پر گئے اور دروازے پر جبرائیل نے دستک دی ملائکہ نے پوچھا تم کون ہو کہا میں جبرائیل ہوں اور میرے ساتھ محمد حبیب اللہ ہیں۔ اسی وقت فرشتوں نے دروازہ کھولا اور نہایت تعظیم و تکریم سے بے گئے ان فرشتوں کے سردار حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ تمام فرشتوں نے اکبر السلام علیکم کہا اور پھر مجھ سے اگر معافی کیا اور پھر سب کے سب کہنے لگے کہ مہربا رسول اللہ آپ کی تشریف آوری سے آسمان روشن ہو گیا پھر میں وہاں سے آگے بڑھا تو وہاں حضرت یحییٰ یونس اور حضرت عیسیٰ روح اللہ نے اکبر با تعظیم و تکریم السلام علیکم کہا اور پھر کہنے لگے مہربا یا اخی الصالح و نبی الصالح۔ پھر وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ مہیب شکل ہے اور اس کے ستر بزار مس ہے اور ہر سر میں ستر بزار مس ہیں اور ہر منہ میں ستر بزار زبانیں ہیں یہ دیکھ کر میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے جبرائیل نے کہا کہ یہ بہتر قاسم ہے کہ اس کے ہاتھ میں تمام مخلوقات کی روزی ہونے لگی تھی تعالیٰ نے اس کے سپرد کی ہے اور ہر روز اور ہر وقت جس قدر اللہ تعالیٰ نے آواز

کیا ہے اسی قدر اس شخص کو پہنچاتا ہے۔ پھر وہاں سے تیسرے آسمان کے دروازے پر پہنچے وہاں مہتر
 مائیل جو سب فرشتوں کے سردار ہیں انہوں نے اگر السلام علیکم مرحبا یا رسول اللہ کہہ کر معانقر کیا پھر
 وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اگر تجھ سے ملاقات کی اور سلام کی تو عظیم دی اور
 پھر کہنے لگے مرحبا یا نبی الصالح۔ پھر وہاں سے چوتھے آسمان پر گئے اور وہاں پر حضرت ادریس علیہ السلام
 سے ملاقات ہوئی انہوں نے آتے ہی السلام علیکم پیش کیا اور پھر کہا یا نبی الصالح۔ پھر وہاں سے آگے
 بڑھے دیکھا کہ ایک فرشتہ سمیت ناک اور ہر دو طرف اس کے فرشتے کھڑے ہیں اور چار چار منہ
 ان کے تھے اور دہانہا تھا ان کا مغرب میں اور بایاں با تھا ان کا مشرق میں ہے اور آسمان وزین
 ان کے دونوں پاؤں کے تختے پر ہیں اور سامنے ان کے لیے ایک تخت عظیم ہیں حضرت ہیرائیل سے
 میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے کہا یا رسول اللہ یہ مہتر عزرائیل ہے۔ تب میں ان کے سامنے گیا
 اور کہا سلام علیکم یا ملک الموت اور انہوں نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ اسی وقت حکم ہوا کہ
 اے عزرائیل جواب سوال کا میرے جیب کو دے اور جو کچھ وہ تجھ سے پوچھے اس کا جواب بتو
 دینا۔ تب اس وقت عزرائیل نے اپنا سر اٹھا کر کہا **وَعَلَيْكُمْ السَّلَامُ يَا حَبِيبُ اللَّهِ** اور مجھ سے
 نہایت شوق و جذبہ سے معانقر کیا اور نہایت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا۔ اور پھر کہا
 کہ یا حبیب اللہ جیب سے مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے جیب ہی سے خلق اللہ کے بہت کام
 میرے سپرد کیے ہیں۔ ایک لمحہ کی بھی فرصت نہیں ملتی کہ میں کسی سے بات کروں اور آج تجھ پر حکم
 ہوا ہے اللہ تعالیٰ کا اس واسطے میں بات کرتا ہوں میں نے کہا اے عزرائیل تم روحوں کو کس
 طرح قبض کرتے ہو انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سامنے یہ جو درخت ہے
 اس کے پتوں کے شمار کے موافق غلاتق ہیں اور ہر ایک کا نام ہر پتے پر لکھا ہوا ہے جب
 موت قریب ہوتی ہے چالیس روز آگے اس پتے کا رنگ زرد ہو جاتا ہے اور جس روز موت
 واقع ہوتی ہے اس روز یہ پتہ درخت سے نیچے گرتا ہے اور میں اس پتے پر نگاہ رکھتا ہوں
 اگر وہ بندہ اہل رحمت ہے تو دایہ طرف کے ملائکہ رحمت کو بھیجتا ہوں اور اگر وہ بندہ بددلتی
 ہے تو بائیں طرف کے ملائکہ عذاب کو بھیجتا ہوں پھر میں نے پوچھا اے عزرائیل حقیقت روح کیلئے
 بیان کرو یعنی وہ کیا چیز ہے انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں نہیں جانتا روح کیا چیز ہے لیکن
 وقت قبض کے ایک بو جھ سا میری ہتھیلی پر معلوم ہوتا ہے پھر میں نے پوچھا کہ تمہارے چار منہ
 ہونے کی کیا وجہ ہے۔ کہا سامنے کا منہ ہر نور سے ہے ان سے مومنوں کی روح قبض کرتا ہوں

اور دہنی طرف کامنہ جو غصہ سے ہے اس سے جان گنہگاروں کی قبض کرتا ہوں اور بائیں طرف کامنہ جو قہر سے ہے اس سے منافقوں کی روح قبض کرتا ہوں اور پیچھے کامنہ جو دوزخ آگ سے ہے اس سے جان مشرکوں اور کافروں کی قبض کرتا ہوں۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیدا کیا ہے اس دن فرمان حق تعالیٰ کا مجھ پر لیا ہوا ہے کہ جان امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آسانی سے نکالو جیسے پیر سوئی ہوئی ماں سے دودھ لپٹا کر پیچھ کر پیتا ہے اور اس سے ماں کو بچہ ضرر نہیں پہنچتا میں یہ سنکر سجدہ شکر بنالیا پھر پوچھا اے عزرائیل کبھی تم کو اسی کرسی سے اٹھنے کی نوبت پہنچی یا نہیں کہا یا رسول اللہ تین مرتبہ اٹھنے کی نوبت پہنچی۔ پہلی مرتبہ حضرت آدم علیہ السلام کا جسم بنانے کے لیے مٹی لانے کو اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو اور تیسری مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کو پھر میں نے پوچھا اے عزرائیل تم نے روح قبض کرتے وقت کبھی کسی پر رحم کیا ہے یا نہیں کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو شخصوں کے واسطے میں نے بہت غم کھایا۔ پہلی مرتبہ اس عورت پر کہ وہ دریا پر کشتی میں بچہ بنتی تھی اس کے بعد اس کی جان قبض کرنے کا حکم ہوا۔ اور دوسری مرتبہ شداد ماحون کی جان قبض کرنے پر کہ جب اس نے پیار سو برس کی مدت میں باغ آرام اور اس کے دیکھنے کے واسطے ایک پاؤں اس کا چھو کھٹ کے اندر اور دوسرا چھو کھٹ کے باہر تھا اس وقت اس کی جان قبض کی گئی پس وہ بادشاہ شداد معد اپنی بیس لاکھ فوج کے ساتھ وہیں ہلاک ہوا۔ اور اپنی بنائی ہوئی بہشت کو دیکھنے نہ پایا۔ پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچویں آسمان کے دروازے پر گئے اور اس دروازے پر امائیل علیہ السلام سب ملائکہ کے سردار ہیں انہوں نے آکر مجھ کو السلام علیکم کیا اور پھر معاف فرمایا اور پھر کہا کہ مرجا یا نبی الصالح پھر وہاں سے آگے بڑھا ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے بھی کہا یا نبی الصالح مرجا۔ پھر وہاں سے چھٹے آسمان کے دروازے پر تشریف لے گئے۔ وہاں ہنتر بائیل جو سب فرشتوں کے سردار ہیں انہوں نے بھی آکر سلام پیش کیا اور مرجا کہا اور پھر معاف فرمایا اور پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے اسلام علیکم کہا اور پھر معاف فرمایا اور پھر وہاں سے آگے بڑھے تو حضرت مرئی علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ رب العزت کی طرف سے آپ کی امت پر فرض کیا جاوے آپ خوب سمجھ کر قبول کیجیے اس واسطے کہ آپ کے امتیوں کی عمر فحورری اور بہت ضعیف اور ناتوان میں پھر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے بڑھے ایک فرشتہ پھر ہدایت ناک دیکھا کہ جس کو دیکھنے سے عقل و ہوش گم ہو جاوے اور وہ ایسا تھا کہ اس کے واسطے مونڈھے سے بائیں مونڈھے تک ایک برس کی راہ ہے اور بہت سے فرشتے بد صورت گردا گرد اس کے حاضر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا کیا انی جبرائیل یہ کون فرشتہ ہے جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا نام مالک ہے اور یہ انیس ہزار فرشتوں کا سردار ہے اور دوزخ کا دار و مدار ہے جس طرح حکم الہی پڑتا ہے۔ یہ اسی طرح بجا لاتا ہے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس گئے اور اس کو السلام علیکم کہا جو اب سلام کا اس نے دیا۔ پھر اسی وقت حکم الہی ہوا۔ اے مالک یہ محمد مصطفیٰ طاہم الانبیاء میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تم نے ان کو سلام کا جواب نہ دیا اور ان کی تعظیم نہ کی تب مالک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر اٹھا اور تکبریم سے بٹھایا اور پھر کہا میرا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے مقام انبیاء پر آپ کو افضل کیا ہے اور تمام پیغمبروں کی امت تمہاری امت کی پیروی کرے گی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا مالک یا بیت دوزخ کی بیان کر تا کہ میں اس سے بزدار رہوں۔ مالک نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دیکھنے اور سننے کی طاقت نہ ہوگی۔ اتنے میں درگاہ الہی سے حکم ہوا اے مالک جو کچھ میرا حبیب تم سے پوچھے اسی کو اچھی طرح بیان کر۔ تب مالک نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوزخ اللہ تعالیٰ نے اپنے غیض و غضب سے پیدا کیے ہیں اور اس کا طول عرض ہر ایک کا مانند زمین آسمان کے ہے اور اس میں آتش گونا گوں اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے اور درمیان دوزخ کے ستر ہزار میدان آگ کے ہیں اور ہر ایک کے میدان کے نیچے میں ستر ہزار پہاڑ آگ کے ہیں اور ہر ایک پہاڑ کے ستر ہزار دروازے ہیں اور ہر دروازے میں ستر ہزار مکان آگ کے ہیں اور ہر ایک مکان میں ستر ہزار کوٹھڑیاں آگ کی ہیں اور ہر ایک کوٹھڑی میں ستر ہزار صندوق آگ کے ہیں اور ہر ایک صندوق میں ستر ہزار سانپ اور بچھو آگ کے ہیں اور وہ آگ ہے کہ اگر ایک ذرہ اس سے روئے زمین پر پہنچے تو تمام آدمی پہاڑ اور درخت وغیرہ کو جہنم کر ڈالے عذاب اللہ منہا۔ پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مکانات اور میدان وغیرہ میں ذکر کہے دیے ہی ہر ایک دوزخ کے اندر ہیں اور ایک دوزخ قبروں سے پیدا کی ہے اور ہر سال دو مرتبہ اپنی سانسیں چھوڑتی ہیں اسی واسطے چھ مہینے سردی اور چھ مہینے گرمی دینا میں رہتی ہے اور اسی طرح گونا گوں عذاب ذلت کا بیان کیا پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنکر بہت ٹمکن ہو کر

ساتویں آسمان کے دروازے پر گئے تو وہاں دیکھا کہ کثیر تعداد میں فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہیں یہ مشاہدہ کر کے کہا مرحبا یا بنی الصالح اور وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ابو اہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی انہوں نے بعد سلام کے کہا مرحبا یا بنی الصالح اور وہاں سے آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک فرشتہ نیک و صورت خوش خلق عظیم والشان کرسی پر بیٹھا ہے اور اس کے ہر چار طرف نور چمکتا ہے اور دائیں بائیں اس کے بہت سے فرشتے نیک و صورت جمع ہیں ہیرائیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس فرشتے کا نام رضوان ہے اور بہشت کا داروغہ ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سامنے تشریف لے گئے اور کہا السلام علیکم یا رضوان الجنۃ اس نے جلد سلام کا جواب دیا اور فوراً ہی معاف کیا اور پھر کہا یا مرحبا یا حبیب اللہ اتنے میں حکم الہی ہوا کہ اے رضوان میرے حبیب کو مالک دوزخ تے، دوزخ کی باتیں سنا کر غلگن کیا ہے تم ان کو بہشت کی باتیں سنا کر خوش کر دو۔ تب رضوان نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صفت اور ثناء آپ کی اللہ نے قرآن مجید میں فرمائی ہے اور امت آپ کی اور پیغمبروں کی امت سے پہلے بہشت میں داخل ہوگی یہ کہہ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک پکڑ کر بہشت الفردوس میں واسطے سیر کرانے باغوں کے لیے گئے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طرح طرح اور اقسام اقسام کی نعمتوں سے آگاہ ہوئے۔ پھر ایک آدمی زنجب سے آئی اسے حبیب میری امتوں کے واسطے بھی سب نعمتیں بہشت کی ہم نے تیار کی ہیں۔ اور امت تیری ابد الابد بہشت میں خوش و محفوظ و معزز و مکرم رہے گی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر قاضی الحاجات بجا لاکر آگے بڑھے اور وہاں سے بیت المعمور میں پہنچے اللہ تعالیٰ نے بیت المعمور کو یاقوت اور موتی اور بہر زمرہ سے بنایا ہے اس میں تیرہ ستون یاقوت سرخ کے ہیں اور صحن اس کا موتی کا ہے اور اس جگہ پر دو رکعت نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتوں کے ساتھ پڑھی اتنے میں تین پیالے بھرے ہوئے دودھ، شراب شہد سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہنچے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ چھوٹھا پیالہ پانی کا بھی تھا۔ تب ہیرائیل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے جو آپ کی خواہش ہے قبول کیجیے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ دودھ کا پیالہ دیکھ کر پھر سب فرشتوں نے آفریں کہی اور پھر کہنے لگے یا حبیب اللہ اگر آپ پیالہ پانی کا پینا اختیار کرتے تو سب امت آپ کی پانی میں غرق ہوتی۔ اور اگر آپ پیالہ شراب کا اختیار کرتے تو سب امت آپ کی نشے میں مشغول ہوتی اور اگر شہد کا پیالہ اختیار فرماتے تو سب امت آپ کی لذت دنیا میں مستغرق ہوتی۔ لیکن آپ نے پیالہ دودھ کا اختیار فرمایا اس لیے

آپ کی امت آفت و بلا سے نجات پاوے گی۔ لیکن تھوڑا سا دودھ جو آپ نے پیالہ میں چھوڑا ہے اس سبب سے تھوڑا سا گناہ آپ کی امت سے ضرور ہو گا پھر آپ نے چاہا کہ جو دودھ باقی رہا ہے اس کو بھی پی جاؤں۔ تب جبرائیل نے عرض کیا کہ اگر آپ اس وقت پینے لگے تو کچھ مفید نہ ہو گا اور اب جو کچھ ہو سہو کہو کہ حکم الہی رد نہیں ہوا کرتا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے نکلیں ہو کر سدرۃ المنتہیٰ کو گئے جو جبرائیل کے رہنے کی جگہ ہے اس جگہ پر پیغمبر خدا اپنی راق سے اترے اور پھر جبرائیل وہاں سے رخصت ہوئے اور کہا کہ میرا مقام یہاں تک تھا اور اب آپ خود ہی آگے تشریف لے جائیے اور مجھ کو مرہو برابر آگے جانے کا حکم نہیں۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجی جبرائیل مجھ کو اس جگہ تہا پھوڑ کر جاؤ گے جبرائیل نے کہا یا حبیب اللہ اور دوسرے فرشتے آگے آپ کو یہاں سے لے جائیں گے آپ کی طرح سے رنجیدہ خاطر نہ ہوں اور میری صرف ایک اتناس ہے کہ آپ جناب تعالیٰ سے عرض کیجئے اور میرے حسب خواہش جواب دیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یو کیا بات ہے تب جبرائیل نے کہا یا رسول اللہ مجھ کو آرزو ہے کہ قیامت کدن اپنے پیروں کو پلڑا پر بچھاؤں اور اسکی امت کو سلامتی کے ساتھ پار اتار دوں۔ اتنے میں اسرافیل تخت لڑانی لے کر حکم الہی سے آئے جس کو دف دف کہتے ہیں اسکو نور سے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور اس میں ستر ہزار پردے جو اہرات کے تھے اور مسافت ایک ایک پردہ کی پانچ سو برس کی راہ تھی آخر وہ رہ طے کر کے مقام دف دف میں جو اسرافیل کی جگہ ہے پہنچے اور پھر عرش نے وہاں سے بدلی اٹھالیا خطاب آیا جناب باری تعالیٰ سے کہ اے حبیب آؤ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ نعلین پاؤں سے اتاریں تب عرش مجید جنبش میں آیا۔ حکم ہوا اے حبیب نعلین مت اتار دے نعلین کے آؤ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی یا الہی موسیٰ کو حکم ہوا تھا کہ وہ چالیس روزے دیکھیں اور اپنے پاؤں سے نعلین اتار کر طور سینین پر آئیں اور یہ مقام تو اس سے ہزار درجہ بہتر ہے کیونکہ میں نعلین سمیت آؤں پھر حکم ہوا اے حبیب موسیٰ کے اس واسطے نعلین اتارنے کا حکم دیا تھا کہ خاک طور سینین ان کے پاؤں میں لگے جس میں ان کو بزرگی حاصل ہو اور تیری خاک نعلین سے عرش کو بزرگی دوں گا۔ چنانچہ آپ نے وہاں دیکھا کہ داینی طرف کے تین سو بارہ مہر ہیں اور بائیں طرف ایک مہر بڑا عظیم والشان بڑا جو اہرات سے مرصع نظر آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مہروں کا احوال دریافت کیا خطاب آیا کہ داینی طرف کے سب مہر اور پیغمبروں کے لیے بنائے گئے ہیں و بائیں طرف کا مہر صرف تمہارے واسطے بنایا گیا ہے کیونکہ عرش کے دائیں طرف بہشت ہے اور

اور بایش طرف دوزخ ہے جس وقت کہ تو بایش طرف منبر پر بیٹھے گا تو ضرور ہے کہ دوزخیوں کا گزر اسی طرف سے ہو گا اسی وقت اگر کوئی تیری امت میں سے دوزخیوں میں شامل ہو جائے گا اور تو اس کی شفاعت کرے گا تو میں اس کو بخشوں گا۔ عرض کوئی گنہگار تیری امت میں سے ہمیشہ دوزخ میں گرفتار نہ رہے گا پھر روف روف نے آکر مجھ کو اٹھایا اور حجاب کبریا ئی تک پہنچا کر وہ بھی غائب ہوا اور میں اس جگہ تنہا رہا۔ ببجھ کو خوف کبریا ئی ہوا تب ناگاہ مانند آواز ابو بکر صدیق کے یہ آواز میں نے سنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم توقف کر کہ بیشک پروردگار تیرا صلوة میں مشغول ہے اس دم میں نے اس آواز سے متعجب ہو کر اپنے جی میں کیا یا الہی اس جگہ آواز ابو بکر صدیق کی کہاں سے آئی لیکن اس آواز سے وحشت میری جاتی رہی اور میں نے عرض کی جناب باری تعالیٰ میں یا الہی تو نماز پڑھنے سے پاک ہے اور آواز ابو بکر کی کہاں سے آئی حکم ہوا اے میرے حبیب صلوة میری رحمت ہے تجھ پر اور تیری امت پر اور آواز ابو بکر کی سی اس واسطے تھی کہ وہ تیرا بار غار ہے اور انیس ودف دار ہے پس ایسے مولس کی آواز سننے سے وحشت تیری اس مقام میں دفع ہو گی اس واسطے میں نے ایک فرشتہ بصورت ابو بکر کے پیدا کیا اور اس کی آواز مثل آواز ابو بکر کے ہے اسی نے آواز دی تھی چنانچہ اس سے تیری وحشت جاتی رہی اور بعض یوں بھی روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف ہوا اس وقت ایک قطرہ پانی کا اکثریں زیادہ شہد سے اور زیادہ ٹھنڈا برف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نظر آیا اور اس علم اول و آخر کا معلوم ہوا تب وحشت دل سے باقی رہی پھر ستر بزار پر ردہ فور سے گزر کر قباب قریین میں پہنچے اور وہاں پر احديث کا ظہور پایا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور احديث کا دیکھا فوراً اپنا سر مبارک سجدہ میں رکھا اور پھر ایک آواز آئی اے دوست میرے لیے کیا تحفہ لایا ہے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیْبٰتُ تَرْجَمَہُ یعنی ہر قسم کی عبادت خواصہ مالی و عبادتی یا روحانی اللہ کے واسطے ہے پھر اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ اَسْلَمَ مَعَلَّیْتُ اَیْہَا النَّبِیُّ وَرَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗا یعنی سلام ہے تجھ پر اے نبی اور رحمت اللہ تعالیٰ کی اور برکتیں اس کی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَسْلَمَ مَعَلَّیْتُ اَوْ عَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ یعنی سلام ہو ہم پر اور سارے نیک بندوں پر پھر اسی مقام میں فرشتوں نے کہا۔ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندے اس کے اور رسول اس کے ہیں اور

وَعَنْ لَا شَرِيكَ لَاسْمِ اللَّهِ تَعَالَى اس مقام میں اس واسطے نہ کہا کہ وہاں کوئی مشرک نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے حبیب جو کچھ میں نے اور تو نے اور فرشتوں نے اس وقت کہا کہ اس کو ہر نماز کے قعدے میں پڑھا کیجئے اور پھر فرمایا اے میرے حبیب عروش و کرسی لوح و قلم زین و آسمان نباتات و جمادات بلکہ جزو کل مخلوقات پھر ہزار عالم خشکی اور بارہ ہزار عالم تری کے اور آفتاب و ہفتا اور ستارے بروج اور بہشت اور دوزخ تیری محبت کے سبب سے میں نے بنائے ہیں اور اس وقت تیرے واسطے اجازت ہے جو چاہے سو مانگ اور میں تیری منہ مانگی مراد پوری کر دوں گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر خداوند قدوس سے عرض کی میں امت گنہگار رکھتا ہوں اور تیرے عذاب سے ڈرتا ہوں، اے خدا تو میری امت کے گناہ بخش دے اور اس کو دوزخ کی آگ سے پناہ دے پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تہائی گناہ تیری امت کے بخشتے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کرتے ہوئے عرض کیا یا الہی نام گناہ میری امت کے بخش دے پھر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ تیری امت کے اوصے گناہ بخش دیجئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ پیش کرتے ہوئے عرض پیش کی تو جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ جو کوئی صفہ حق دل سے کلمہ طیب ایک بار پڑھے اور اس کے مضمون پر کامل اعتماد کرے گا اس کو میں ضرور بخشوں گا اگرچہ وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو اور اگر وہ کفر و شرک تک پہنچا ہو گا تو اس کو ہرگز نہ بخشوں گا اور اس کو جہنم کے عذاب سے نجات نہ دوں گا پھر حکم ربانی ہوا کہ اے دوست تو نے دنیا کے درمیان فیکری اور غریبی اختیار کی اگرچہ دنیا فانی ہے مگر دنیا چاہے تو تمام جمادات اور نباتات وغیرہ وغیرہ کو سونا چاندی بنا دوں۔ اور دنیا کو دارالغفرار کر دوں اور یاقوت اور زمرد اور لؤلؤ اور مرجان جان بابا پیدا کر دوں تاکہ اپنی امت کو بے گناہ کر دوں اور بے موت کے گزران کروں اور نعمتیں بہشت کی وہیں موجود کروں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک سجدے میں رکھ کر مناجات کی خداوند دنیا تو مردار بخش ہے۔ النبی حنیفہ و طاب لہا کلاٹ۔ یعنی دنیا مردار ہے اور اس کے طالب کتنے ہیں اور میرے لیے تو دنیا بے اہمیت بہتر ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب سوال جبرائیل کا تو بھول گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی کہ یا الہی تو دانا دینا ہے اور سوال اس کا تو خوب جانتا ہے۔ جناب تعالیٰ سے یہ حکم ہوا اے حبیب سوال جبرائیل کا تیرے دوستوں اور اصحابوں کے واسطے میں نے منظور کیا۔ اور وہ سوال یہ ہے کہ حضرت جبرائیل نے کہا تھا یا رسول اللہ میری تناب ہے کہ قیامت

کے دن اپنے بازوؤں کو پل صراط پر بچاؤں اور آپ کی امت کو سلامتی کے ساتھ پار اترادوں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کی محفرت کے واسطے حکم کیا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام نعمتیں بہشت کی دیکھیں اور جو مکان اہل بیت اور صحاب کبار کے واسطے تیار ہوئے ہیں جدا جدا دیکھ کر خود شتا، خالق کون و مکان کی بجالائے اور جناب باری تعالیٰ سے حکم آیا ہے دوست تو مکان اپنی امت کا دیکھ کر خوش و راضی ہو تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی خداونداندرے کو کیا طاقت ہے کہ اپنے خدا کی نعمت سے ناراض ہو تب جناب باری سے حکم ہوا کہ یہ سب نعمتیں بہشت کی میں نے تیرے دشمن کے واسطے حرام کی ہیں اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طبقات دوزخ کے دیکھنے کے لیے متوجہ ہوئے اور دوزخ کے طبقات ملاحظہ کرتے ہوئے پہلے طبقات میں یہ نسبت طبقات دوسرے کے رنج و عذاب کم تھا پھر دیکھا کہ اس کے اندر ستر ہزار دریا نے آتشی ناپیدا کرنا ایسے جو دوش خودش سے بہتے تھے کہ اگر تھوڑا سا بھی شور اس دنیا میں پہنچے تو خلقت زمین کی زندہ نہ رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک سے جو دوزخ کا دروغ ہے پوچھا کہ یہ طبقہ کس خلقت کے واسطے بنایا گیا ہے اس نے یہ سن کر اپنا سر جھکا لیا کچھ جواب اس کا نہ دیا۔ حضرت حیرا اہل نے فرمایا کہ یہ شرم دہیا کی وجہ سے آپ سے عرض نہیں کر سکتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بیان کر و شاید آج اس کا تدارک ہو سکے تب پھر مالک نے رو کر عرض کی کہ یہ طبقہ آپ کی امت کے گنہگاروں کے واسطے تیار ہوا ہے لہذا آپ اپنی امت کو بہت زیادہ نصیحت فرمائیے اور اچھی طرح سمجائیے تاکہ وہ گناہوں سے باز رہیں قیامت کے دن مجھے جہاں تخفیف عذاب دوزخ کی مطلق نہ ہوگی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات سن کر اور اپنا عمامہ اپنے سر مبارک سے اتار کر بآب دیدہ مناجات کرنے لگے کہ خداونداندرے کو اس کے دیکھنے سے ایسا خوف آیا ہے کہ مجھے تاب و طاقت اس کے دیکھنے کہ نہ رہی اور امت تو میری بہت ہی ناتواں اور ضعیف ہے وہ کیونکر اس عذاب کو برداشت کرے گی خداونداندرے کو غور و خیم ہے اور مجھ کو تو نے امت کا پیشوا بنایا ہے اور عزت و ابر و بھی میری تیری قدرت کے قبضے میں ہے پس پھر حکم اللہ تعالیٰ کا ہوا کہ اے میرے حبیب تو کچھ غم نہ کر قیامت کے دن میں تمہاری شفاعت سے اتنے لوگ بخشوں گا کہ تم اس سے راضی رہو گے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھا کر فرمایا قسم ہے تیری ذات پاک کی میں ہرگز راضی نہ ہوں گا جب تک ایک شخص کو میری امت میں سے بہشت میں نہ لے جائے گا۔ اسی طرح سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے راتھ نوے ہزار کلمات راز و نیاز اور امر و نہی کے ارشاد کیے پھر جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ روز پچاس وقت کی نماز اور پھر مہینے کے روز سے ہر سال تم پر اور تمہاری امت پر میں نے فرض کیے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مسجد سے میں رکھ کر الحاح زاری کی پھر کیا الہی میری امت ضعیف و ناتواں ہے اور عمر بھی توڑی ہے اس قدر بارگراں نہ اٹھا سکے گی۔ جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ ہر روز پچیس وقت کی نماز اور تین مہینے کے روز سے فرض کیے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مسجد میں رکھا اور اپنے دل میں آراہہ کیا اگر رات دن میں پانچ وقت کی نماز اور ایک سال میں ایک مہینے کے روز سے فرض ہوویں تو پھر مجزی ادا ہو سکیں گے چنانچہ باری سے حکم ہوا کہ میں ارحم الراحمین ہوں اس وجہ سے اے میرے حبیب جو دل میں تو نے ارادہ کیا ہے وہ میں نے قبول کیا اور پچاس وقت کی نماز اور پھر مہینے کے روزوں کا ثواب تجھ کو ملے گا میں نے تجھ کو یہ بخشا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے درگاہ باری تعالیٰ میں عرض کی کہ یا الہی میری امت پر چھ کی کہ اللہ تعالیٰ نے کیا بدیہ و تحفہ ہمارے لیے عنایت فرمایا تو میں ان کو کیا خوشخبری دوں گا جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ اول نماز پنج وقت کی اور روزے ایک مہینے رمضان المبارک کے اور تیس ہزار کلمات دینی و دنیاوی لکھو دینا اور تیس ہزار کلمات جہاد داری کے میں اس کا کسی سے نہ کہنا اور باقی تیس ہزار کلمات جو ہیں اس کو کہو یا نہ کہو تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا اور پھر اپنا سر مبارک مسجد سے میں رکھ کر عرض کی کہ یا الہی جو کچھ میں نے دیکھا اور سنا ہے یہ میں کس کو کہوں اور کون میری اس بات کا اعتبار کرے گا جناب باری تعالیٰ سے حکم ہوا کہ پہلے تم ابو بکر صدیق سے کہو وہ تمہاری بات کو سچ جانے کا پیچھے اس کے پھر ہر ایک مانے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شکر بجا لائے اور پھر بارگاہ الہی سے رخصت ہوئے اور رفت رفت پر سوار ہو کر سلسلۃ النبی تک پہنچے اور وہاں پر حضرت جبرائیلؑ منتظر تھے براق کے کراگے بڑھے۔ پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو کر بیت الاقصیٰ میں پہنچے اور نبی مرسل وہاں آپ کا انتظار کر رہے تھے ان سبھوں نے دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دی اور معافۃ مصافحہ کیا پھر حضرت جبرائیلؑ نے آذان دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامت کی اور جملہ انبیاء کو امام مقتدی ہو کر نماز پڑھی اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوئے نبی بی امہانی کے گھر میں تشریف لائے اور حضرت جبرائیلؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکان پر پہنچا کر اور براق لے کر اپنی جگہ پر چلے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے بستر پر تشریف لائے تو بستر کو گرم پایا اور جس جگہ پر وضو کیا تھا وہاں سے نماز

کو بہتے اور حجرے کی زنجیر کو پھٹے دیکھا اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ (واللہ اعلم بالصواب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج کی حقیقت بیان کرنا اور یہودی کا مسلمان ہونا وغیرہ

ایک روایت میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز فجر کے کچھ واقعات معراج حضرت کے حضرت ابوبکر صدیق اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیان فرماتے تھے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ بات صداقت آیات سنتے ہی کہا کہ۔ مَدَقْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اس سبب سے ان کا لقب بھی صدیق ہوا۔ اور حبیب البوہل وغیرہ نے یہ سن کر کہا کہ کُنْتُ بَشَرًا اس واسطے خطاب ان کو کافروں کو کذاب و زندق و ملعون کا دیا گیا۔ اور جو کوئی حضرت ابوبکرؓ کے موافق رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج پر تصدیق کرے گا وہ بیشک مثل ابوبکر صدیق کے صدیقیوں کے مرتبے میں ہے اور جو کوئی منکر معراج ہو گا وہ یقیناً مطابق البوہل کے یعنی اور مردود ہو گا۔ اور اس محفل میں ایک یہودی گنوار نے معراج کا حال سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوٹا کہا اور حضرت کے پاس سے اٹھ کر بازار میں آکر ایک بڑی پھلی مول لے کر اپنی بیوی کو دی اور اس سے کہا کہ جلدی اس پھلی کے کباب بنائیں بھوک سے مبتاب ہوں اور مجھے سخت بےقراری ہو رہی ہے اتنا دن آیا اب تک ہمارا مزہ ہوں۔ جب میں دریا سے نہا کر آؤں گا تو پھر کھا نا کھاؤں گا۔ وہ یہودی یہ کہہ کر لب دریا پہنچا اور اپنے کپڑے کنارے پر رکھ کر پانی میں غسل کرنے کو اتر آیا اور پھر اس نے غوطہ لگایا جب اس نے اپنا نام اٹھایا اپنے تئیں ایک عورت جو ان صورت پایا اور کپڑے کنارے پر رکھے تھے وہ بھی اس کو نہ ملے یہ ماجرا عجیب و غریب دیکھ کر بہت گھبرایا اور پھر اس نے اسی گردابِ تحریر میں غوطہ کھایا کنارے کے پاس آکر پاس آبرو کے سبب آنکھوں سے اپنی آبرو پسردور کر آسویں بھایا۔ بار بار ہاتھ پر ہاتھ اور اپنے منہ سے یہ بات یہ بات پکارتا اور اپنا ننگا بدن دیکھ کر اس کو شرم آئی تو اس نے درختوں کے پتوں سے اپنی شرم گاہ چھپائی اور اتنے میں ایک گنوار جو گھوڑے پر سوار تھا اس طرف سے گزر کر ایک عورت حسین خوبصورت سنگی بیٹھی ہے اس نے نہایت خوش اور شیدا ہو کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھوڑے پر بٹھا کر اپنے گھر لے گیا۔ اور پھر اس کو اپنے گھر میں لایا۔ غرض سات برس اس کو اس جوان کی خانہ داری میں گزرے اور تین فرزند بھی اس سے تولد ہوئے ایک دن وہ عورت اپنے مہاسیہ کی عورتوں

کے ساتھ دیا پر نہانے کو گئی اور جس جگہ پر اس نے پہلے کپڑے رکھے تھے اسی جگہ پر اب کی باز بھی اتار کر کپڑے رکھے اور اپنے خیال سے وہ واردات بھول کر نہانے میں مشغول ہوئی جب اس نے غوطہ مار کر اپنا سر اٹھایا تو اپنے تئیں صورت اصلی پر دیکھا اور کنارے پر جو مردانے کپڑے پہلے رکھے ہوئے تھے وہاں پر وہیں پائے۔ اور جب وہ اپنے کپڑے پہن کر اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ وہ ٹھلی یا زار سے لاکر اپنی بیوی کو دی تھی وہ اب تک زندہ ٹرپ رہی ہے اور اس کی عورت کے ہاتھ میں جو کام تھا وہی کام کر رہی تھی اور بعض روایات میں یوں آیا ہے کہ اس کی عورت سوت کات رہی تھی اور ابھی تک وہ پونی اس کے ہاتھ میں تمام نہ ہوئی تھی۔ پھر اس نے اپنی عورت سے جا کر کہا کہ تم نے ابھی تک ٹھلی نہ پکائی اتنی دیر تو نے پکانے میں کیوں کی ہے۔ اس کی عورت بولی کیا فیروز ہے کچھ پی کر آئے ہو ابھی ٹھلی لائے ہو۔ ایک لمحہ میں کہیں ٹھلی کپتی ہے پھر اس نے اپنی جیتی ہوئی واردات کو اس سے بیان کیا۔ وہ بولی اجی ابھی بہت دور ہے اور معلوم ہوتا ہے تم نشے میں چور ہو۔ اس نے یہ بات سن کر جی میں جانا کہ میں نے حال معراج کا پچ نہ بانا تھا۔ اور میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گھوٹا سمجھا تھا اسی سبب سے یہ حال فخر پر گزرا اس میں کچھ شک نہیں ہے۔ پس میں نے یقین کامل کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سچے رسول ہیں۔ اور دین اسلام برحق ہے۔ الغرض حاصل کلام یہ ہے کہ اس یہودی کو دین اسلام کی خواہش ہوئی۔ چنانچہ وہ اسی وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کیا دیکھا کہ معراج شریف کا حال بیان فرماتے ہیں اس نے اگر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو میں جھوٹا جانتا تھا اس کی تفسیر پائی اس کے کہنے پر صحابہ کرام نے اس سے پوچھا کیا تو نے کوئی تعذیر پائی۔ تب اس یہودی نے سب حقیقت ٹھلی اور غفل اور صورت بدلنے اور نکاح اور اولاد اور سات برس گزرنے اور پھر اصلی صورت پر آنے کی کیفیت بیان کی بات سن کر تمام صحابہ کرام سجدہ شکر جناب رب العالمین کا بجا لائے اور پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ معجزہ خاص کمر آپ کے واسطے ہے ایسا معجزہ عنایت ہوا۔ آخر وہ یہودی ایمان لایا اور ابو جہل کو کچھ اثر نہ ہوا اور پھر اس نے کہا کہ یہ سب فریب بازی سے اور افترا سازی ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قولہ تعالیٰ: مَنِ يَهْدِي اللَّهُ فَمَا لَمُضِلٍّ لَّهُ وَمَنْ يَضِلِّ اللَّهُ فَمَا لَهَادِيٍّ لَّهُ طرہ ترجمہ جس کو اللہ تعالیٰ راہ دے پھر کوئی نہیں بہکانے والا اس کا اور جس کو اللہ تعالیٰ بہکا دے پھر اس کو کوئی راہ دینے والا نہیں۔ اور جب خبر معراج شریف کی کہ معظمہ میں ہوئی تب اکثر اہل مکہ متفق ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اگر تمام احوال بیت المقدس کا ہم سب سے بیان کریں تو ہم آپ کے معراج کے حال پر ایمان سے آدیں گے

اور صدق دل سے مسلمان ہو جائیں گے کیونکہ ہم لوگ بیت المقدس کی علامات کو خوب اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ اگر آپ آسمان پر گئے ہوں گے تو وہاں کا حال بھی آپ کو معلوم ہو گا اگر تم سمجھو تو نشانہ بیت المقدس کے بیان کرو۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تامل سا ہوا اس واسطے کہ احوال بیت المقدس کا بیان کرنا اس وقت کچھ ضرور نہ تھا۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہذا کے حکم سے بیت المقدس پہنچے پر وہاں پر اٹھا لائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ اس وقت جو لوگ احوال بیت المقدس کا پوچھتے تھے تو بغیر خدا اس کو بیان کرتے اس کے بعد جو لوگ اصلی اور مسجد اذلی تھے وہ تو ایمان سے آئے اور انہوں نے فوراً صدق یا رسول اللہ کہا اور جو لوگ بد بخت ذاتی تھے انہوں نے جسم خاکی کو آسمان پر جانا مختلف قیاس کیا اور قدرت کاملہ سے غافل ہو کر انکار کیا۔ پس اسے نیک مہربان نسبت اس واقعہ کی بدرجہ اعلیٰ جانو کہ ایمان بیت و بخم نے رصد اور بند سکی دلیل سے ثابت کیا ہے کہ ما تاب اگر تاروں سے پھوٹا ہے مگر ہم اس کا زمین میں بہت بڑا ہے اور بسبب گردش فلک کے ہزاروں برس کی راہ ایک ہی لمحہ میں طے کرتا ہے اور اپنی حرکت سے مشرق و مغرب تک سینکڑوں برس کی راہ ایک ہی لمحہ میں طے کرتا ہے یہ سیر بہرقت مبتاب کی عند النقل محال نہیں ہے تو پھر آفتاب بڑے کاجس کے نور سے سب کچھ پیدا ہوا ہے اگر تھوڑی سی رات میں عرض تک جاوے اور پھر آدے تو کیا کوئی عجیب بات ہے۔ اور پھر شیطاں بدتر بن خلق اللہ ہے وہ ایک لمحہ میں مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک جاتا ہے۔ اور جو شخص بہترین مخلوقات ہو اگر تھوڑی رات میں آسمان پر جائے اور پھر واپس آئے تو کیا محال ہے اسے نیک بخت ذرا غور کر کہ فرشتے جبرائیل وغیرہ ہزاروں بار زمین پر آتے ہیں اور جلتے ہیں اگر ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ تمام فرشتوں سے اور تمام مخلوقات سے بہتر اور افضل ہیں۔ زمین سے آسمان پر تشریف فرما ہو دیں تو کیا بعید معلوم ہوتا ہے اسے لوگو! ہوشیار دیندار سمجھو کہ جو نور الیوم سے پاکیزہ ہو دیں اگر ایک رات میں طاقت الہی سے آسمان پر پہنچے کیا عجیب ہے اسی طرح ہزاروں دلیلیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی صداقت کی جس میں اس جگہ پر طوالت کلام میں نہیں دیتا بس اہل ایمان کے واسطے جو قدرہ واق ہیں ان کے لیے اس قدر ہی کافی و دانی ہے لہذا میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ خداوند ہم سب کو پاک مسلمان بنائے اور بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

معجزات اور بزرگی اور خصال حمیدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

معجزہ (۱)۔ حضرت ابو بکر صدیق بن تمیذہ سے روایت ہے ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظلم و ستم سے قریشیوں کے گھر چھوڑ کر میدان میں جا کر ایک درخت کے نیچے سو رہے تھے اور اور آپ نے اپنی تلوار کو اس درخت کی شاخ پر لٹکادیا تھا۔ اچانک ایک یہودی اعرابی نے وہ تلوار لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے لیے اٹھائی فوراً درخت نے اپنی شاخ سے اس یہودی کو ایسا مارا کہ اس کا مغز منہ سے نکل پڑا اور پھر عذاب ابدی میں گرفتار ہوا۔ **معجزہ (۲)**۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی ریکانہ بن عبس اسفندیار مثل تہمتیں بکریاں چراتا تھا۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بولا اے محمد تو ہمارے معبودوں کو باطل کہتا ہے حضرت نے فرمایا ہاں بے شک تب اس نے کہا ہم تم دونوں امتحان کریں۔ تو اپنے خدا کو پکار اور میں اپنے معبودوں کو پکارتا ہوں۔ اگر تو مجھ سے جیتا تو میں تجھ پر اور تیرے خدا پر ایمان لاؤں گا اور میں جیتا تو تمام معبود میرے بزرگ ہیں۔ یہ بات کہہ کر رسول خدا کو پکڑ کر ایسا زور کیا کہ اگر پہاڑ ہوتا تو اس کو بھی اپنی جگہ سے اکھاڑ دیتا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موٹے مبارک کو جینٹ نہ دے سکا پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور نبوت سے اس کو اٹھا کر ایسا تپکا کہ جیسے دھو بی کڑا پاٹ پر تازہ تپ سے تب اس نے جانا کہ محمد صادق ہیں اور ان پر جو نازل ہوا ہے وہ سب سچ ہے اور ہمارے معبود سب جھوٹے نہیں۔ بالآخر مسلمان ہو گیا اور ایمان لایا۔ **معجزہ (۳)**۔ اور حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ایک منکاٹھی کا حضرت نے مالک بن انس کی ماں کو عنایت کیا تھا کہتے ہیں کہ اس منکاٹھے نے تقریباً پینتالیس برس تک گلی خرقہ کیا لیکن وہ خالی نہ ہوا اگر بعد میں اس کو ایک دھکا بگٹنے سے وہ منکاٹھا۔ اس کے بعد وہ ختم ہو گیا۔ **معجزہ (۴)**۔ حضرت ابو حریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو چند خنجرے بخشے تھے اور میں

نے ایک بانڈی تقریباً بیس برس تک رکھا تھا۔ اور میں بھی ان میں سے کھاتا تھا۔ اور دیکر لوگوں کو بھی خدا کی راہ میں دیتا تھا لیکن وہ کم نہ ہوتے تھے مگر حضرت عثمان ذوالنورینؓ کی شہادت کے دن سے وہ برکت جاتی رہی۔ **معجزہ (۵)**۔ جس دن کھنچ ہوا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام میں داخل ہوئے آپ کے دست مبارک میں ایک چابک تھا اور اس چابک سے بتوں کی طرف جو کہیں گے اندر تھے اشارہ کرتے تھے اور پھر یہ آیت پڑھتے۔ **قُلْ جَاءَ الْاِنْسُ وَرَحَقَ الْبَاطِلُ ط** یعنی حق آیا اور جھوٹ نکل

بھاگا، اسی وقت سب بتوں سرنگوں ہو کر پڑے۔ معجزہ (۱۱۸) ایک شخص بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم داہنے ہاتھ سے کھانا کھایا کرو اس نے مکہ وہاں سے کچھ غدر پیش کیے اور کہنے لگا اسی وجہ سے میں داہنے ہاتھ سے کھانا نہیں کھا سکتا ہوں، اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تو نہ کھا سکے گا پھر تا عمر وہ شخص اپنے داہنے سے کھانا نہ کھا سکا۔ معجزہ (۱۱۹) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت پتھر بھی کہتے تھے السلام علیک یا رسول جب کسی سنگریزے کو اپنے ہاتھ میں اٹھاتے تو وہ تسبیح پڑھنے لگتا تھا معجزہ (۱۲۰) ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھتے تھے بعد چند روز مہربان ہوا اس پر پھر سے ہو کر خطبہ پڑھا اس وقت اس ستون سے آواز فریاد و زاری کی نکلی۔ اس واسطے کہ حضرت کی پشت سے وہ محروم ہوا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے معاف کیا تب اس کو قرار آیا۔ معجزہ (۱۲۱) ایک دن ایک ہزار چار سو آدمی کا لشکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا تمام کار و دروہیات کے واسطے سب کے عاجز و محو رہے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی شہادت کی زمیں پر ٹیک دی اسی وقت سے اس سے پانی جاری ہو گیا۔ چنانچہ تمام لشکر وضو اور غسل اور کار و دروہیات سے فاسخ و آسودہ ہوا معجزہ (۱۲۲) ایک دفعہ خندق کی لڑائی کے دن چار سو آدمیوں کے ہزار آدمیوں کے لشکر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیر کرایا اور پھر وہ اسی قدر موجود رہی معجزہ (۱۲۳) ایک دفعہ جنگ تبوک میں تیس ہزار آدمیوں کے لشکر میں ایک آدمی کے لائق پانی نہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیر اسی میدان میں کھڑا ہوا فوراً اس جوش و خروش سے پانی نکلا کہ سارا لشکر آسودہ ہوا معجزہ (۱۲۴) ایک مرتبہ کئی شخص انصار سے آئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اونٹ بہت شوخی کرتے ہیں اور اپنی پیٹھ پر سے بوجھ نیچے ڈال دیتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اونٹوں کے پاس جا کر کچھ پڑھا پھر ان اونٹوں نے کبھی سر کشی نہ کی۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول سب میوان آپ کو سجدہ کرتے ہیں کیا ہم بھی آپ کو سجدہ کیا کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ہرگز نہیں۔ اگر سجدہ کرنا آدمیوں کو روا ہوتا تو میں حکم دیتا کہ غوثیں اپنے سر پر کو سجدہ کریں معجزہ (۱۲۵) ایک مرتبہ ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے مالک کا شکوہ کیا کہ وہ مجھ سے بہت محنت لیتا ہے اور مجھے پیٹ بھر کر کھانے کو نہیں دیتا اور آپ رحمۃ للعالمین ہیں لہذا آپ مجھ کو اس غم سے خیر دیجیے یا پھر میری طرف اس سے سفارش کیجیے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے مالک سے کہا تو اونٹ کو بقیت و اجبی بیچ دے ورنہ تو اس کو پیٹ بھر

کو کھانے کو دے معجزہ ۱۱۵) ایک دن ایک اعرابی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی اس نے کہا کہ آپ کی پیغمبری کی کیوں لیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ درخت جو میرے سامنے ہے یہ گواہ ہیں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخت کو بلایا۔ چنانچہ وہ درخت خدا کے حکم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہو گیا اور پھر تین مرتبہ اس درخت نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ دَاشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ تَب وَهَلْ لِي بِهٖ حَالٌ دِيكْهُ فَرَّ اَيَّامَانِ لَے آیا۔ معجزہ ۱۱۵) ایک دن ایک اونٹ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں جی لوگوں میں ہوں وہ نماز عشاء کی نہیں پڑھتے اور قبل نماز عشاء کے وہ لوگ سو جاتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو طلب کیا اور نماز کی ادائیگی کی سخت تاکید فرمائی معجزہ ۱۱۶) ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس اور معاذ کے لڑکوں کے حق میں دعا فرمائی تو اس مکان کے درو دیوار اور پھرتوں نے فیض زبان سے آمین کہا معجزہ ۱۱۷) ایک لڑکا جس دن تولد ہوا اسی دن اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لائے۔ حضرت نے پوچھا ہے لڑکے میں کون ہوں؟ اس نے آپ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تو پیچ کہتا ہے اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کے واسطے برکت کی دعا کی۔ معجزہ ۱۱۸) ایک شخص کو لگا مار دزد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں کون ہوں؟ اس نے بتے تال کہا آپ رسول خدا ہیں۔ معجزہ ۱۱۹) ایک عورت اپنے لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس لڑکے کو جنون ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس کے سینے پر پھیرا فی الفور اس کا جنون جاتا رہا معجزہ ۱۲۰) ایک شخص اپنے لڑکے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور کہا اے حضرت یہ لڑکا مثل گونگے کے چپ رہتا ہے اور بات نہیں کرتا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑا سا پانی اپنی کلی کا پلایا وہ فی الفور باتیں کرنے لگا اور پھر ایسا بڑا عالم اور عقلمند ہوا کہ اکثر لوگ اس سے تعلیم پاتے تھے۔ معجزہ ۱۲۱) ایک شخص کو استسقا کی بیماری تھی بلکہ وہ قریب الہلاکت ہو چکا تھا اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر دعا کی درخواست کی اور اس مہلک بیماری سے شفا کی خواہش ظاہر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آبِ دہن تھوڑا سا خاک میں ملا کر اس کو دیا اس نے دھنا کہ اپنی زبان پر رکھی حکم خدا وہ فی الفور شفیک ہو گیا معجزہ ۱۲۲) غزوہ خیبر میں حضرت علی کرم وجہہ کی آنکھوں میں شدت کا درد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے شفا کی دعا کی اور پھر تھوڑا سا لعابِ دہن مبارک کا آنکھوں میں لگایا۔ حکم خدا آنکھوں کو فی الفور آرام ہو گیا۔ معجزہ ۱۲۳) ایک شخص کی آنکھ سفید

ہو گئی تھیں۔ اور اس کو کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ کے پاس آیا آپ نے اس کی آنکھ پر کچھ رٹھ کر پھونکا بفضل خدا اس کی آنکھ باطنی حالت پر آگئیں اور وہ شخص اچھی طرح سے دیکھنے لگا معجزہ ۲۲
ایک شخص کا پاؤں ٹوٹ گیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے ٹوٹے ہوئے
پاؤں پر پھیرا حکم خدا فوراً جوڑ مل گیا اور اس نے بیماری سے شفا پائی معجزہ ۲۵ ایک شخص نے کہا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بیٹے کو آپ زندہ کر دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے ساتھ اس کی قبر پر گئے وہاں جا کر آپ نے اس لڑکے کو
آواز دی کہ اے لڑکے تیری خواہش ہے پھر دنیا میں آنے کی یا اس نے کہا نہیں اور پھر کہا یا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم میں نے تو آخرت کو دنیا سے بہتر پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تیرے
ماں باپ مشرف باسلام ہوتے ہیں اگر تیری خواہش دنیا میں آنے کی ہو تو اپنے ماں باپ کے ساتھ
آکر رہ اس نے کہا ماں باپ سے زیادہ ہر بان تو میں نے خدا کو پایا معجزہ ۲۶ ایک دن حضرت جابر
نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی اور اس میں ایک بکری ذبح کی منب حضرت جابر نے
کھیل سمجھ کر اپنے ایک چھوٹے بھائی کو ذبح کر ڈالا اس کی ماں یہ حال دیکھ کر دوڑی اور لڑکا مارے
ڈر کر چھت پر چڑھ گیا۔ اور جب اس لڑکے نے اپنی ماں کو اپنی طرف آتے دیکھا تو بہت زیادہ ڈرا اور
چھت پر سے کود کر وہ بھی مر گیا اس عرصہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جابر کے گھر پر تشریف
لے آئے آپ نے ان سے پوچھا کہ وہ تمہارے لڑکے کہاں ہیں۔ اس وقت حضرت جابر نے کہا کہ ان
کہ اگر میں ان دونوں کا مرنا بیان کروں گا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھانا نہیں کھائیں گے۔ منب ہمار
ہو کر لڑکوں کی ماں نے ان کے مرنے کا احوال بیان کیا چنانچہ یہ بات سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بیقرار ہو کر ان دونوں کی لاشوں پر جا کھڑے ہوئے۔ اور پھر دعا کی۔ چنانچہ فوراً دونوں لڑکوں نے
زندہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھایا۔ اور پھر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ تم لوگ بکری کا گوشت کھاؤ اور اس کی ہڈی نہ توڑو۔ پھر بعد اس کے ہڈیوں کو جمع کیا اور اپنا دست
مبارک اس پر رکھ کچھ کلام پڑھا اور پھر اس پر دم کیا۔ چنانچہ وہ فوراً بکری زندہ ہو گیا معجزہ ۲۷
ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کے حق میں دعا فرماتے تھے ان کی تین پشت
تک اس دعا کا اثر باقی رہتا تھا معجزہ ۲۸ ایک دن حضرت انس بن مالک نے عرض کی یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آپ میرے واسطے کچھ دعا کی کیجیے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی یا الہی
مال اولاد میں انس کو برکت دے حضرت انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے اس

قدردولت مند ہوا کہ دولت مند میری کبھی کم نہ ہوئی اور جو عیش و خوشی میں نے کی ہے سو کسی کو نصیب نہ ہوئی اور اولاد بھی میری تقریباً ایک سو سے زائد ہوئی معجزہ ۰۲۹۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن ابن عوف کے واسطے برکت کی دعا کی سو ان کے واسطے دروازہ روزی کا اس قدر کشادہ ہوا کہ اگر وہ پتھر اٹھاتے تو اس کے نیچے بھی سو ناپانڈی پاتے پہلے وہ فقیر تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ایسے میر ہوئے کہ ان کی موت کے بعد پچاس ہزار مہربان وصیت قحاجوں کو دیتے گئے اور چار لاکھ دینار چاروں بیٹیوں کے حصے میں آئے حالانکہ وہ خود بھی بہت کچھ خیرات کر چکے تھے اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بہشت کی بشارت دی تھی معجزہ ۰۳۱۔ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر مبارک پر ہاتھ پیرا اور پھر دعا اللہ تعالیٰ سے کی اس دعا کی برکت سے حضرت عمر ہر وقت جو ان معلوم ہوتے تھے حالانکہ وہ اسی برس کی عمر رکھتے تھے معجزہ ۰۳۱ ایک دن ایک شخص کے چہرہ پر دست مبارک پیرا ایسی صفائی اور لطافت ان کے چہرے پر نمودار ہوئی کہ دوسرے کامنہ اس کے منہ میں مثال آئینے کے نظر آتا تھا۔ معجزہ ۰۳۲۔ ایک دن تھوڑا سا پانی حضرت زینب کے منہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈال دیا تب وہ بی بی ایک حسینہ اور خوبصورت ہو گئیں اور پھر ان کے حسن و جمال میں کمی کو نہ پایا معجزہ ۰۳۳۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ کے بدن پر واسطہ دینے مرض کے اپنا ہاتھ پیرا اس کے بدن سے ایسی خوشبو آتی تھی کہ برائے محک و عنبر پر غالب تھی ہر چند کہ عورتیں اس کے اقام کی طرح خوشبو ملتی تھی لیکن وہ خوشبو سب پر غالب تھی معجزہ ۰۳۴۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لے گئے تو اس وقت حضرت فاطمہ نے مرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تے تین دن سے کچھ کھانا نہیں کھایا یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تسلی دی اور پھر اپنا شکم مبارک کا کپڑا اٹھا کر دکھایا کہ میں نے بھی چار پتھر باندھے ہوئے ہیں تاکہ تم کو اچھی طرح سے تسکین و تسلی ہو جائے یعنی چار دن سے کھانا تناول نہیں کیا پھر اس کے بعد اپنی صاحبزادی کی جو ک سے ٹانگیں ہو کر صحران کی طرف تشریف لے گئے وہاں ایک امرا بی اونٹوں کو پانی پلواتا تھا اس کو دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امرا بی کوئی نہ دے ری بنا اس نے کہ تم کو زیر سپاہی نکالو ایک ڈول پر نین جڑ سے مزدوری کے دوں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا جب پہلے ڈول کی اجرت میں خرچے ملے تو تناول فرما کر پھر پانی نکالنے میں مشغول ہوئے جب آٹھ ڈول اور نکالے قضاۓ الہی سے رسی ٹوٹ گئی

اور دنوں میں گر پڑا یہ دیکھ کر اعرابی بہت ہی غصہ ہوا اور ایک ٹھکانے پر بھی رسید کیا پھر کسی ترکیب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ڈول بھی کنویں سے نکالا اور چوبیس خیریں اپنی اجرت کے لئے کہ حضرت فاطمہؑ کے کھڑے اعرابی نے جب حضرت کا ہر دخل دیکھا تو اس نے اپنی حرکت معقول سے مادم و پشیمان ہو کر اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا اور اس کی درد سے یہے ہوش ہو گیا۔ جب تھوڑا سا ہوش آیا پھر حضرت فاطمہؑ کے دروازے پر آکر شور و غوغا کرنے لگا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس اعرابی کی خبر سن کر باہر تشریف لائے اس اعرابی نے آپ سے بہتہ عذریہ پیش کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اعرابی سے پوچھا ہاتھ پنا تو نے کیا کیا اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری تقصیر معاف کیجئے میں نے نادانستہ گستاخی کی ہے اس کے خوف سے میں نے اپنا ہاتھ کاٹ ڈالا آپ سے عفو تقصیر کا خواہاں ہوں آپ بیشک رحمت العالمین میں لہذا میرے حال پر رحم کیجئے اور میرے کئے ہوئے ہاتھ درست کیجئے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کے کئے ہوئے ہاتھ کو ملا کر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا پھر ہاتھ کو چھونک دیا بحکم خدا اس کا ہاتھ بدستور سابق ہو گیا۔ اور پھر وہی اعرابی اس معجزہ کو دیکھ کر فوراً ایمان لے آیا معجزہ ۱۴ ایک روایت میں ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ لکڑیاں واسطے تعمیر کے مسجد مدینہ منورہ درکار ہیں یہ لکڑیاں کہاں سے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میں میرا مکان ہے اس مکان میں لکڑیاں بہت عمدہ ہیں اگر وہ کسی طرح سے آسکیں تو پھر مسجد بہت آسانی سے تعمیر ہو سکے گی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری تعالیٰ سے التجا کی خدا کے فضل و کرم سے از غیب وہ لکڑیاں مدینہ منورہ میں آگئیں اور پھر وہ مسجد بنی جس لکائی گئیں معجزہ ۲۶ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبوت کی شہرت کے وقت بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل قریش کے ظلم و ستم زیادہ ہو گئے تھے لیکن اس وقت ایک یہودی پڑا ہی عقلمند تھا اور مدینہ منورہ میں رہتا تھا ہمیشہ توریت کی تلاوت کیا کرتا تھا۔ ایک دن توریت میں صفت اور نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہوا دیکھا، اسے غصہ کے اپنی بیوی سے فینچی منگوا کر صفت و نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کاٹ دیا۔ پھر دوسرے دن اپنے معمول کے مطابق توریت پڑھنا شروع کیا تو دیکھا کہ پھر اسی مقام میں نام مبارک موجود ہے۔ پھر کاٹنے پر مستعد ہوا تو فوراً ایک آواز غیب سے آئی کہ اے ملعون کہ اگر تو زہر بار بھی صفت اور نام مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مٹا دے گا تو ہرگز نہ مٹا سکے گا۔ تب یہودی ڈرا اور جاناکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول خدا ہیں۔ اس وقت وہ مدینہ منورہ سے جا کر رسول خدا صلی اللہ علیہ پر ایمان لایا اور سب مسلمان ہو گیا۔ معجزہ (۳۷)

حضرت ابو بکر صدیق روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت اپنے صحابہ کے پاس بیٹھے تھے ایک یہودی بکری کے کباب بنا کر گوشت میں زہر ملا بل ملا کر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لایا اور پھر کہا کہ اے محمد ابن عبد اللہ میں یہ کباب آپ کے واسطے لایا ہوں تناول کیجئے حبیب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کھانے کا کیا تب وہ گوشت بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس گوشت کو نہ کھاویں کیونکہ اس گوشت میں زہر قاتل ملا ہوا ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے یہودی اس گوشت میں تو زہر ملا ہوا ہے اس یہودی نے کہا سچ فرمایا آپ نے۔ لیکن یہ بتانے کہ آپ کو اس بات کی کس نے خبر دی آپ نے فرمایا اس گوشت نے پھر اس یہودی نے آپ سے عرض کی کہ اگر آپ بنی برحق ہیں تو آپ اس گوشت کو کھائیے اور زہر آپ کو اثر نہ کرے تو پھر ہم جانیں گے کہ آپ بیشک بنی سچے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پھر کر ایک ٹکڑا اس میں سے کھایا اور لقمہ اپنے صحابہ کو تقسیم کر دیا اور سب صحابہ بھی بسم اللہ پڑھ کر کھا گئے اور اس کی برکت سے کسی پر زہر نے اثر نہ کیا۔ پس اکثر یہودیوں نے اس معجزہ سے دین قبول کیا معجزہ ۳۸ روایت ہے کہ ایک دفعہ بارہ ہزار آدمی اہل مین کے واسطے حج کرنے مکہ معظمہ آئے تھے اور ان کے ساتھ ایک بت بھی تھا جس کا نام بیل تھا۔ وہ بہت ہی جڑوا ہوا ہرات سے مرصع تھا اور ریشمی کپڑوں میں لپیٹا ہوا تھا اور وہاں کے لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے یہ دیکھ کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اسلام کی دعوت دی تب ان لوگوں نے کہا کہ تمہاری پیغمبری کی کیا دلیل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارا بیل میری پیغمبری کی گواہی دے تو تم سب مجھ پر ایمان لاؤ گے۔ کہا انہوں نے اگر ایسا ہووے گا تو ہم ضرور سب ایمان لا دیں گے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس بیل بت کو اپنے پاس منگوایا اس نے آتے ہی آپ کے حضور لبیک کہا پھر آپ نے اس سے کہا کہ اب تم ادھر کو آؤ چنانچہ وہ ادھر کو لبیک یا رسول اللہ کہتا ہوا آیا اور پھر رسول خدا کے سامنے باادب کھڑا ہو گیا۔ پس اسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی اس کو ماری اور پھر اس سے فرمایا کہ تو کہہ کہ میں کون ہوں؟ وہ بولا اَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ وَ اَنَا اشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللَّهُ وَ اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَ رَسُوْلُكَ تَرْجَمَ لِعَيْنِ اَبِي رَسُوْلٍ خَدَائِسِ اَوْرِسِ گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود دلائق بندگی کے مگر اللہ تعالیٰ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد بندے اللہ کے اور بھیجے ہوئے اللہ کے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تو کون ہے اس نے کہا میں تو ایک پتھر ہوں ان لوگوں نے مجھے اپنی یہودی میں پکڑا ہے اور یہ محض غلط ہے جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھی تو وہ ایک بارگی ہی بارہ ہزار سب کے سب سجدہ میں گر پڑے اور اپنے اپنے گناہوں

کی توبہ استغفار کرنے آئے اور پھر اسی وقت کامل مسلمان ہو گئے معجزہ ۱۲۹: روایت یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں داخل ہو کر ابو ایوب انصاری کے گھرانے سے تواضع کی خدمت ایک لکڑاڑی تھی اور اس میں غلہ وغیرہ بھی پیدا نہیں ہوتا تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی گیوں اس زمین میں بکھیر دیے۔ چنانچہ چند ہی ایام میں اُس کے اردپک کر تیار ہوئے کھیت کاٹا گیا اور بھر گندم کو بیس کر کھا یا گیا اور اس کے کاٹنے کے بعد اس کی جڑوں سے بیگیں کا درخت پیدا ہوا۔

معجزہ ۱۳۰: ایک روایت میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے نکاح کے روز حضرت عائشہ صدیقہ کھانا پکاتی تھیں آنحضرت نے اپنا ہاتھ مبارک اس چولہے میں نیزاگ جلتی تھی داخل کیا اور پھر دیر تک اس کے اندر اپنا دست مبارک رکھتے رہے لیکن آپ کے ہاتھ کو کسی طرح کی کچھ ضرر نہ ہوئی معجزہ ۱۳۱: روایت ہے کہ ایک دن ایک شخص انصار سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ میری بہادر بیبیاں ہیں۔ لیکن فرزند ایک سے بھی نہ ہو ایماں تک کہ وہ سب بوڑھی ہو گئیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی بیویوں کے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس دعا کی برکت سے ان کے بیویوں کے استفادہ عمل ہوا اور پھر فرزند تولد ہوئے۔ معجزہ ۱۳۲: روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوکہ کی راہ اپنے صحابہؓ کے ساتھ ایک مقام پر اترے وہاں ساتھیوں نے شکایت کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا پکانے کے واسطے لکڑیاں نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے لکڑیوں کے پتھر رکھ دیئے وہ اتند لکڑیوں کے جلتے رہے معجزہ ۱۳۳: روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر کو ساتھ لے کر غارتوں میں تشریف فرما ہوئے تو آپ کے ساتھ اس وقت درندے اور چمندرے چلے آتے تھے اور اسی کرتے جاتے تھے معجزہ ۱۳۴: ایک روایت میں ہے کہ اہل طائف نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیہ معجزہ طلب کیا کہ اگر اس پتھر سے ایک درخت میوہ دار پیدا ہووے تو ہم سب آپ پر ایمان لاویں گے یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قدم مبارک اس پتھر پر رکھ دیا قدرت الہی سے ایک درخت میوہ دار اس پتھر سے پیدا ہوا۔ پھر اہل طائف اس معجزے پر ایمان لائے معجزہ ۱۳۵: خبر ہے کہ حدیبیہ کی لڑائی کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ صفر کو تیارا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن راہ میں تھے انہوں نے جواب دیا الیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس آواز کو سن کر حضرت فاطمہؓ نے عرض کی کہ اے میرے آبا جان میں بہت بھوک کی ہوں معجزہ ۱۳۶: روایت ہے کہ خندق کی لڑائی کے روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر مبارک سے مانند آفتاب کے روشنی ظاہر ہوئی اور اسی روشنی کے شعاع سے بہت سے لوگ غنمی

میں گئے۔ معجزہ ۴۸) ایک روایت میں ہے کہ ایک انصاری قوم خزرج میں مقتول ہوا تھا اور
 ان کو قاتل کا دریافت کرنا مشکل تھا تب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں عرض
 کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی مقتول پر کسی درخت کی شاخ رکھی تب اس مقتول نے حکم الہی
 سے زندہ ہو کر اپنے قاتل کا نام بتلایا معجزہ ۴۸ ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم جنگ تبوک میں آئے تو وہاں آپ نے ایک قوم کو دیکھا کہ ان کے ساتھ بت ہے اور وہ بت
 سونے کا ہے یہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کیا یہ بت لکڑی کا ہے اور آپ
 نے اپنا دست مبارک اس بت پر رکھ دیا چنانچہ وہ بت لکڑی ہو گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر اکثر بت پرست
 ایمان لے آئے اور انہوں نے ہمیشہ کے لیے بت پرستی چھوڑ دی معجزہ ۴۹ ایک روایت میں ہے کہ جب
 سعد بن معاذ کے حکم سے بنی قریظہ قتل ہوئے خون سے ان کی زمین بھر گئی لیکن حضور کی دعا کی برکت
 سے بدلہ جاتی رہی معجزہ ۵۰ ایک مرتبہ شہرہ جدہ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم طائف کی طرف تشریف
 فرما رہے تھے اور وہ اسی دن کی راہ تھے اللہ تعالیٰ کے مابین طائف جدہ زمین تہ بتہ قدم مبارک آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے مجاہد مایہ تند نھان کپڑے کے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ساعت میں وہاں
 پہنچ گئے معجزہ ۵۱) ایک روایت میں ہے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن یزید النخعی
 کو اسلام کی دعوت دی وہ بولا پھر کے معبودوں کو اگر تم سونا بنا دو تو ہم سب مسلمان ہو جائیں گے
 چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب باری تعالیٰ سے دعا کی اس دعا کی برکت سے وہ سب دھنوں
 کے ہو گئے اس کو دیکھ کر وہ سب ایمان لے آئے اور سب مسلمان ہو گئے معجزہ ایک دن حضرت
 فاطمہ نے شکایت کی یا رسول اللہ حسین بھوکے ہیں اور ہمارے کچھ کھانے کی قسم موجود نہیں تب
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے ایک شخص میں سب سے بڑھتی ہوئی
 اور اس کے علاوہ اس میں طرح طرح کی نعمتیں بھی تھیں حضرت فاطمہؓ کے گھر میں بھیجا سب نے اسودہ
 بنو کو کھایا اور پھر دیکھا کہ کھانا اسی طرح سے پھر موجود ہے کچھ بھی کم نہ ہوا معجزہ ۵۲) ایک بار لوگوں
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا کہ روٹی اور سالن کو ہوا پر لپکا دو تو ہم سب ایمان لے
 آئیں گے پھر اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اس کی برکت سے روٹی
 اور سالن ہوا پر لپکایا گیا اور پھر سب کے کو ان کھایا اور سارے اسی وقت مسلمان ہو گئے معجزہ ۵۳
 ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے ایک انصاری کو جو کہ عرصہ سے بھلا اور بھلا
 کی بیماری مبتلا تھا اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شفا ہو گئی اور وہ انصاری بھلا چنگا ہو گیا۔

معجزہ ۵۵) ایک روایت میں ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قوم عیسوی کو دعوت

اسلام دی تو ان لوگوں نے کہا ہمارے پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام تو مٹی کی بڑیاں بنا کر پھونکارتے تو وہ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر اڑ جاتی تھی اگر آپ بھی ہم کو ایسا معجزہ دکھاسکیں تو ہم لوگ آپ پر ایمان لادیں گے تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی سی خاک اٹھا بڑیا کی صورت بنا کر ایسم اللہ پر حرحر چونک ماری خدا کے حکم سے

وہ زندہ ہو کر اڑ گئی **معجزہ ۵۶)** ایک روایت میں ہے کہ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ایک مرقریثی نے آکر کہا یا رسول اللہ ابو جہل پر دس ہزار دینار میرے واجب

ہیں اور مجھے دیتا نہیں ہر روز مجھے بیت و لعل میں رکھتا ہے۔ اور مجھے سخت حیران کرتا ہے کیونکہ وہ زبردست ہے اور میں کمزور ہوں۔ اگر آپ اس کے پاس جا کر دلا دیں تو مجھ پر بہت ہی احسان ہو گا یہ باتیں سن کر آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے ہمراہ لے کر ابو جہل کے پاس تشریف فرما ہوئے۔ اور وہ اس وقت قریشیوں کے پاس بیٹھا تھا۔ اس نے آپ کی بہت تعظیم و تکریم کی اور پھر کہا کس ارادے سے تشریف لائے ہیں فرمایا کہ

ابو جہل دس ہزار دینار اس غریب کو کموں نہیں دیتا۔ یہ سنتے ہی فوراً دس ہزار دینار اس کو دیئے۔ پھر وہ مرد قریشی خوش ہو کر اسی وقت آپ پر ایمان لے آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب وہاں سے تشریف لائے

تو ابو جہل کی بیوی ابو جہل سے ٹرنے لگی کہ کیوں تو نے اپنے دشمن کی خاطر و ملامت کی اور ان کے کہنے سے اپنا مال بھی اپنے ہاتھ سے کھویا۔ اس نے کہا کہ جب محمد ابن عبد اللہ میرے پاس آئے تھے تو میں نے دیکھا کہ

دو آدھے ان کے دونوں کان دھوں پر موجود ہیں اور جب میں نے ان کی طرف دیکھا تو قریب تھا کہ وہ مجھے اپنے منہ میں رکھ کر نگل جائیں۔ میں نے اس ڈر اور خوف کی وجہ سے اسی وقت اس مرد کی واجب الادا رقم

دیکر فوراً رخصت کر دیا **معجزہ ۵۷)** ایک روایت میں ہے کہ ابو جہل بار بار قریشیوں کی مجلس میں کہا کرتا تھا کہ مجھ کو دیکھئے محمد ابن عبد اللہ کے مجھے شدید خوف اور لرزہ پیدا ہوتا ہے اور اس کا سبب کا یہ ہوتا ہے

کہ بہت نیرے بردار اور شیر اور سانپ گردا گرد ان کے مجھ کو نظر آتے ہیں اور وہ کہتے کہ اگر کوئی شخص محمد ابن عبد اللہ کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی اور نامعقول گفتگو کرے گا تو اس کو ہم سب مار ڈالیں گے پس اسی

طرح کا جادو ہر وقت محمد ابن عبد اللہ کے ساتھ رہتا ہے۔ سچ ہے خدا جس کو گمراہ کرتے اس کو راہ پر کوں لائے وہ لعین یہ سب معجزے دیکھ کر جادو ہی شمار کرتا تھا **معجزہ ۵۸)** ایک روایت میں ہے کہ جب

جنر بنو تہ بنیغیر کی اطراف عرب میں مشہور ہوئی تو اکثر لوگ ہر چار طرف سے آئے لگے ایک مرتبہ بہت لوگ اعرابی بقصہ ایمان کے کی راہ سے آتے تھے۔ قریش اور ابو جہل نے کہا کہ تم محمد ابن عبد اللہ کے پاس جاتے

ہو۔ مگر تم ان پر بغیر معجزے کے ایمان نہ لانا یہ سن کر ان سب نے کہا کہ معجزہ ان سے طلب کریں تو ان سب

نے کہا کہ چلو ہم سب بھی تمہارے ساتھ مل کر کوئی معجزہ طلب کریں۔ تب سب مل کر آئے اور پھر انہوں نے کہا اے محمد ابن عبداللہ اہل قریش اور اعرابی سب جمع ہوئے ہیں۔ اگر تم ایک معجزہ دکھلاؤ تو ہم سب تم پر ایمان لے آدیں گے۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم لوگ کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو بیان تو کر رہے ہو انہوں نے کہا ایک پتھر سفید اس میدان میں پڑا ہے اس پتھر کا رنگ مثل گل سرخ کے ہو جاوے اور پھر اس سے سونے کا درخت جس کی شاخیں ہوں پیدا ہووے اور اس کی ہر شاخ میں سو سو پتے ہوں اور وہ شاخیں چھو لوں سے پھری ہوں اور ہر پتے پر لا الہ الا اللہ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہ لکھا ہو اور اس کی ہر شاخ میں چھ قسم کے میوے اور ہر میوے میں چھ قسم کا مزہ مانند کھجور کے اور امرود اور صیب اور انار اور پیر کے ہو اور ہر شاخ میں ایک چڑیا سفید ہووے کہ منقار اس کی سونے اور پاؤں اس کے مانند لعل کے ہوں اور وہ فصیح زبان سے تمہاری پیغمبری پر گواہی دے تو پھر ہم سب ایمان لے آدیں گے یہ باتیں ان کی جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سنیں اور سن کر فرمایا: اَلَا تَعْلَمُوْنَ اَنَّ هٰذَا الْعَجْنُ تَحْتِیْ تَرْجَمَہُ یعنی خدایا پتھر کو یہ معجزہ بخش رہے اتنے میں حضرت جبرائیل حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ جو آپ نے درخواست کی ہے وہ جناب باری تعالیٰ میں مقبول ہو گئی ہے اب جو آپ کو مطلوب ہو آپ پتھر سے طلب کیجئے خدا کے فضل و کرم سے وہ سب ظہور پاوے گا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پتھر کی طرف اشارہ کیا تو اس اشارہ سے اس پتھر پر درخت و چڑیا وغیرہ جیسا کہ انہوں نے کہا تھا ویسا ہی موجود ہوا یہ متعجب بہ حق کا معجزہ دیکھ کر تمام کے تمام اعرابی اسی وقت ایمان لے آئے۔ لیکن اہل قریش پھر بھی ایمان نہ لائے اور پھر اہل قریش نے کہا کہ یہ سب جادو ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! یہ جادو نہیں یہ قدرت الہی ہے معجزہ ۵۹ ایک روایت میں ہے کہ ابوہریرہ لعین نے کہا ایک دن کہا کہ میرے گھر میں ایک پتھر ہے اگر اس پتھر میں سے ایک عجیب قسم کا طاؤس نکالو میں پھر ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ رب العزت سے دعا کی تو پتھر چھٹا اور اس میں سے ایک طاؤس نکلا اور اس طاؤس کا سینہ سونے کا اور سر زمرہ کا اور بازو اس کے موتی کے ابوہریرہ لعین نے یہ امر عجیب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو بھی وہ اپنے ارادے سے نہ پھیرا اور ایمان نہ لایا۔ معجزہ ۶۰ (۶۰) ایک روایت میں ہے کہ ایک رن ابوہریرہ ایک یہودی کو اپنے ساتھ لے کر بوقت شب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے محمد ابن عبداللہ اس وقت کوئی معجزہ ہم کو دکھاؤ نہیں تو تیغ بید ریغ سے تمہارا سر جدا کر دوں گا۔ تب نے فرمایا کہو کیا معجزہ دیکھنا چاہتے ہو وہ یہودی ابوہریرہ سے بولا کہ محمد ابن عبداللہ تو سخت باد و گریب

اور جادو جو ہے وہ آسمان پر نہیں چلتا چنانچہ ان سے کہو کہ چاند کو آسمان پر دو ٹکڑے کر دیں تب ہم کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کے پاس جادو ہے یا معجزہ بس البجہل کے کہنے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت کی انگلی اٹھا کر چاند کی طرف اشارہ کیا تو اسی وقت چاند شق ہو گیا۔ بحکم خداوند تعالیٰ کے یعنی اسی وقت دو ٹکڑے ہو گئے اور ایک ٹکڑا مشرق کو اور دوسرا مغرب کو چلا گیا۔ پھر یہ دیکھ کر البجہل بولا کہ آپ پھر دونوں ٹکڑوں کو ملا دیں چنانچہ آپ نے اشارہ فرمایا تو وہ دونوں ٹکڑے آپس میں مل گئے جس سے یہودی توایمان سے آیا اور البجہل کہنے لگا کہ محمد ابن عبد اللہ نے ہماری آنکھیں جادو سے باندھ کر دو ٹکڑے دکھائے ہیں اب اس کی تحقیقات ان مسافروں سے کرنی چاہیے جو رات کو سفر میں تھے کہ فلاں تا ریح کو چاند کے دو ٹکڑے ہوئے تھے تم لوگوں نے دیکھا ہے یا نہیں الغرض اس نے مسافروں سے پوچھا تو انہوں نے کہا فلاں رات کریم نے چاند کو دو ٹکڑے ہونے دیکھا تھا جب لوگوں نے یہ سنا وہی دی تب بھی البجہل ایمان نہ لایا۔ معجزہ ۱۱ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ نویں سال ہجری میں ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی مسجد میں فرمایا کہ اے میرے صحابو! نجاشی بادشاہ نے وفات پائی ہے اور اس کی نماز جنازہ اسی وقت ہونی چاہیے چنانچہ صحابہ کرام کھڑے ہوئے اور نماز جنازہ ادا کی۔ بعد نماز کے صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غائب میت پر نماز جنازہ واجب ہے تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ مجھ کو حضرت حیرا اہل نے اس کی وفات کی خبر دی تھی اور اس کی لاش کو میں نے دیکھا اس واسطے نماز جنازہ ادا کی پھر تمہاری بھی نماز جنازہ میری اقتدا میں درست ہوئی۔ الغرض جیسے معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہوئے ایسے معجزات اور کسی بنی یا مرسل یا غیر مرسل سے ظہور میں نہیں آئے اور جو جو کرامتیں اس امت کے اولیاء اللہ سے ظاہر ہوئی ہیں وہ سب حقیقت وہ بھی ایک قسم کے معجزات ہیں اور وہ قیامت تک اسی طرح درخشاں رہیں گی۔

ہجرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک روایت میں ہے کہ جب معراج کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملک عرب میں ہر طرف مشہور ہوئی تب انراہل عرب حضرات آپ پر ایمان لے آئے اور بعض شدید مشرک لوگ ایذا اور تکلیف دینے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مستعد ہو گئے اس لیے جناب باری تعالیٰ سے حضرت حیرا اہل آئے اور پھر فرمایا اے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بعد سلام اور درود کے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اپنے ساتھیوں کو مدینہ منورہ میں بھیجو سوائے ابوبکرؓ کے۔ پھر آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو بلایا تو ان میں حضرت مصعبؓ اور ابن مکتوم رضی اللہ عنہما اور
ابن مسعودؓ اور عمارؓ اور بلالؓ اور سعدؓ وغیرہ تقریباً چھ بیس صحابہ کرام کو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور
حضرت عمرؓ کے ہمراہ مدینہ منورہ کو روانہ کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منتظر وحی الہی کے رہے اور
ادھر ابوجہل لعین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اردالنے کا کافروں سے حتمی مشورہ کیا اس مشورہ
میں ابلیس خبیث علیہ اللعنة ایک پیرو کی صورت بن کر ان کافروں کے پاس آیا اور کہا اے صاحبو
میں بڑے صاحبوں اور بچہ کارہنے والا ہوں اور میں تمہاری مدد کے واسطے آیا ہوں اور میں مال اور آدمی
بہت رکھتا ہوں پھر یہ سن کر انہوں نے اس ابلیس کو اپنے لوگوں میں بیٹھے کی جگہ دی اور اپنی مجلس شوریٰ
میں شریک کر لیا۔ اس وقت ابوجہل نے کہا اے بڑے بھوکہ محمد ابن عبد اللہ کے حق میں کیا تدبیر کی جائے
یہ سن کر اس لعین مردود نے کہا کہ اے ابوالحکم ابوجہل! محمد ابن عبد اللہ نے تو اپنے باپ دادا کے
دین کو چھوٹا کیا ہے اور وہ اپنے چھوٹے دین کو جادو کے ذریعہ جاری کرنا چاہتا ہے اور تم حاکم مکہ ہو
قوم تمہاری بیشمار ہے اور لشکر بھی کافی تعداد میں ہے اور محمد ابن عبد اللہ تو اس وقت تنہا ہیں کیونکہ اس
وقت ان کے ساتھی بھی سب کے سب مہینے چلے گئے ہیں اور جس وقت کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کو اپنے بستر پر سوتے ہیں ایک شخص اسی وقت جا کر ان کا سر کاٹ لاوے اور اسی طرح سے کسی کو
ضرب بھی نہ ہوگی چنانچہ مجلس شوریٰ نے یہ رائے پسند کر لی اور آپس میں یہ بات مقرر ہوئی۔ تب ابوجہل
لعین نے کہا کہ اے یارو آج کی رات محمد کا سر کاٹنا ضروری ہے۔ غرض اس کام کے لیے بیس آدمی جری
یہاد کار آزمودہ کو قریش میں مقرر کیا اور حضرت جبرائیلؑ نے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ آج
قریش کی مجلس شوریٰ میں یہ بات قطعی مقرر ہوئی ہے کہ آج کی رات سر آپ کا تن سے جدا کریں گے اور
حکم جناب باری تعالیٰ کا یوں ہوا کہ آپ حضرت علیؓ کو م اللہ وجہہ کو اپنے بستر پر سلا کر ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کو اپنے ہمراہ لے کر مکے سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جائیں اور اب تمام کام اسلام کے ہیں
سے انجام پائیں گے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی الہی کی حقیقت ابوبکر صدیقؓ سے بیان
کی جب رات ہوئی علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بستر پر سلا کر ابوبکر صدیقؓ کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ
میں ماہ ربیع الاول شب دوشنبہ کو نبوت کے پیر حویس سال اور شب معراج کے آٹھ مہینے کے
بعد اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف تیرہن برس کی تھی ہجرت فرمائی اور اسی شب میر
ان بیس آدمیوں کے جو ابوجہل لعین کے متبعین کیے تھے انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے

گھر پر جا کر محاصرہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے وہاں پر ایک خواب ایسا مسلط کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس محاصرے سے نکل گئے اور ان کو اھلاً بھڑ نہ ہوئی۔ پیچھے ایک ساعت کے ایس نے عیند سے اٹھا کر کہا کہ اسے یار و محمد ابن عبداللہ تو بجا کنا چاہتے ہیں۔ تب میں آدمی اپنے ہاتھ میں تلوار سے کہ آنحضرت کے بستر پر آئے تو دیکھا کہ حضرت علی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سو رہے ہیں۔ پھر انہوں نے ان کو اٹھایا اور ان سے پوچھا کہ محمد ابن عبداللہ کہاں ہیں علی رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ پھر انہوں نے ان کو سمیت تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا۔ پھر انہوں نے مجبور ہو کر اس امر کی خبر ابو جہلؓ سے لی۔ ابو جہل نے کہا کہ اسے ابو جہل میں جانتا ہوں کہ محمد ابو بکرؓ کو اپنے ساتھ بے کربدینہ کی طرف بھاگے ہیں تو لوگ اس کا سدبھی پھینکا کریں یقیناً وہ تم کو ضرور ملیں گے وہ لوگ غار اطلح جبل ثور میں جا کر چھپ رہے ہیں گے تم ان کو وہاں پاؤ گے۔ پس تمام قریش نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی خانہ تلاشی کی ان کو بھی نہ پایا۔ تب پھر وہ لوگ مدینہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہاں حضرت جبرائیلؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو زور دیا کہ آؤ قریش آپ کے پیچھے آتے ہیں اور وہ آپ کو ایذا دینا چاہتے ہیں۔ آپ اس غار اطلح میں ہی چھپ رہے ہیں۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے ساتھ اس غار میں جا کر چھپ گئے اور خدا کے حکم سے مڑی نے اس غار کے منہ پر جالا بنادیا اور پھر دو کبوتروں نے اس میں دو انڈے بھی دیئے اور حضرت جبرائیلؑ نے انڈے کو دیکھ کر بھی اس پر بیچا دی تاکہ وہ پرانے معلوم ہو اسی طرح سے آنے والے کفار نہ پہچان سکیں۔ جب وہ بدخواہ غار اطلح میں پہنچ گئے اور ہر طرف تلاش کرنے لگے۔ ابیس یعنی کو معلوم تھا اس نے چاہا کہ آدمی کی سورت بن کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلا دے اس وقت حضرت جبرائیلؑ نے اپنا پر شیطان کو ارکو دریا سے ٹھیلے میں گرادیا اور پھر بدخواہ اس غار کے دروازے پر آکر تلاش کرنے لگے کوئی کہتا تھا کہ شاید اس غار کے اندر گھسے ہیں۔ اور کسی نے کہا کہ میں اس کے اندر کیز کر جاؤں گے منہ تو اس کا بہت ہی چھوٹا ہے اور کسی نے کہا کہ چہرہ ہاں سے محمد ابن عبداللہ کہاں گئے چنانچہ اسی طرح کفار عرب آپس میں کہہ رہے تھے کہ دو کبوتر غار کے منہ سے اڑ گئے جب کبوتر کے انڈے اور مڑی کا جالا خاک اور کوڑا اس پر پڑا سہا دیکھا تو دن ناچار مجبور ہو کر واپس لوٹ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک اس غار کے اندر خدا کے آگے سجدہ ریز رہے اور حضرت ابو بکر نے جو دیکھا کہ اس غار کے اندر چاروں طرف سانپ بھجھو کے سوراخ بہت ہیں تو انہوں نے اپنے کپڑے اور اپنی دستار کو بھاڑ بھاڑ کر ان سوراخوں کو بند کیا۔ صرف ایک کپڑا اور جامد کو ثابت

رکھا اور پیرانہ ہونے کے سبب ایک سوراخ باقی رہا اور وہ بند نہ ہو سکا حکم الہی سے ایک مار زہر دار
نے چاہا کہ اس سوراخ سے نکل کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم مبارک چومے اسی وقت ابو بکر
صدیق کی نظر اس پر پڑی چنانچہ انہوں نے اپنے پیر کو اسی سوراخ پر رکھ دیا اور اس کے باہر آنے کی
راہ بند کر دیا پھر اس غار کے اندر سے سانپ نے حضرت ابو بکر صدیق کے پاؤں میں کاٹا اور پھر نہرتے
ان پر غلبہ کیا جس کی وجہ سے ان کے تمام بدن میں لرزہ پڑا۔ لیکن باوجود اتنی شدید تکلیف کے اپنا پاؤں
اس غار کے منہ سے نہ ہٹایا اور مثل ستون کے قائم رکھا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غار سے
خارج ہوئے تو آپ نے یہ حال دیکھ کر فرمایا کہ اے ابو بکرؓ کیا حال ہے تمہارا انہوں نے مرض کیا ہوا ہے
صلی اللہ علیہ وسلم میں نے دیکھا کہ ایک بڑا سانپ اس سوراخ سے نکلتا تھا۔ اس واسطے میں نے
اس سوراخ کو اپنے پاؤں سے بند کیا اور اس سانپ نے میرے پاؤں میں کاٹا اور اس کے زہر
نے مجھ پر غلبہ کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنا پاؤں اس سوراخ سے ہٹانے کو
پھر حضرت ابو بکرؓ نے اپنا پاؤں اس سوراخ سے کھینچ لیا۔ یکایک وہ سانپ اپنے سوراخ سے نکل
آیا اور اس نے مرض کی یاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب میں نے دیکھا کہ ابو بکر صدیق آپ کے
قدم چومنے سے مجھے محروم کرتے ہیں اسی واسطے میں نے ان کے کاٹا ہے یہ کہہ کر وہ ایمان لایا اور
پھر وہ قدم بوس ہو کر اپنے سوراخ کے اندر گھس گیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زخم
کو تین بار چوس کر تھوکا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیق کو شفا کامل بخشی اور پھر چوتھے روز آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق اس غار سے نکل کر مدینے کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور ادھر ابو جہل
نے سراقہ بن ابوجحثم کو یہ خط لکھا کہ محمد ابن عبد اللہ یہاں سے بھاگ کر مدینے کی طرف جاتے ہیں
لہذا مناسب ہے تم کو وہ جہاں بھی ملیں ان کو پکڑ کر میرے پاس بھیج دینا۔ اس ہدایت پر سراقہ بن
جحثم نے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو راہ میں پکڑا اور اپنا زہر دہانے
میں پکڑا اور اپنے گھوڑے کو دوڑا کر ارادہ کیا کہ وہ دفعۃً رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
آوے اور پھر انکو پکڑ لیوے خدا کے حکم سے اس وقت زمین اس کے گھوڑے کو پیٹ کر نکل گئی
اس وجہ سے سراقہ نے سمجھا کہ محمد ابن عبد اللہ سچے رسول ہیں اور پھر وہ اپنی عذر خواہی کرنے لگا
اور اقرار کیا کہ اگر آپ مجھ کو چھڑا دیں گے تو اب واپس چلا جاؤں گا اور مزید کہنے لگا کہ جو بدخواہ آپ
کے پیچھے آتے ہیں ان کو بھی پھیر دوں گا اور میں ان سے کہوں گا کہ میں نے اس طرف بہت تلاش کیا
لیکن کہیں نہ پایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو فرمایا: یَا اَرْضُ حَلِیْیِی اِنِّیْ اَعِیْ

زمین اس کو چھوڑ دے تب زمین نے اس کے گھوڑے کے پاؤں کو چھوڑا اور سداق اس طرح خلاص ہو کر واپس گیا اور اس کی جب بدخواتیوں سے ملاقات ہوئی تو سداق نے وہی باتیں کہیں جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ کیا تھا۔ جب آنحضرت صلی اللہ وآلہ وسلم وہاں سے کراخ الغنم میں پہنچے تو وہاں کا سردار قوم بریدہ اسلمی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر سن کر اپنے ساتھ تقریبات سو آدمی لے کر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کو آیا اور وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے ماہ ربیع الاول کی سوٹھویں تاریخ دوشنبہ کے روز قبا میں پہنچے اور قبایک گاؤں کا نام ہے جو مدینہ کے فریب میں واقع ہے وہاں کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اس کے نتیجے میں بہت سے لوگ ایمان لائے اور چار روز وہاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رہے جب اہل مدینہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر پائی تو وہاں کے تمام سردار معہ اپنے اصحاب کے حضرت لثرا اور حضرت امیر حمزہ وغیرہما حضرت کے استقبال کو آئے غرض ربیع الاول کی بیسویں تاریخ بروز جمعہ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور حضرت ابوالیوب انصاری کے گھر میں اترے اور پھر وہیں سے اشاعت اسلام و تبلیغ کے سلسلے کو جاری کیا گیا۔ ہجرت کے بیان کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

جنگ بدر الکبریٰ

ایک روایت میں آیا ہے کہ ہجرت کے بعد ایک برس تک جہاد کا اتفاق نہ ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال ہی بدر الکبریٰ واقع ہوئی اور ہجرت کے پانچویں سال میں بدر الصغریٰ واقع ہوئی اور اسی طرح دس برس کے اندر پیغمبر خدا صلی اللہ وسلم کو کچیس لڑائیاں کفاروں سے لڑنا پڑیں اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ساٹھ اور بعد نزول اس آیت کے مَا قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ وَجِبَ قَتْلُهُمْ تَدْحِمْ بِعِزِّ اللَّهِ قَتْلُكُمْ مَثْرُوكُونَ کو جہاں پاؤں لیکن ان میں سے سات لڑائیوں میں یعنی جنگ بدر اور جنگ احد اور غزوہ خندق اور بنی مطلق اور بنی نضیر اور طائف میں آپ نفیس نشریف لے گئے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ وادی القریٰ اور غابہ اور بنی نضیر میں لے گئے تھے ایسی ہی اور پنجاس لڑائیاں ہوئیں ان میں صرف لشکر ہی کو آپ نے بھیجا اور خود نشریف فرمانہ ہوئے اور انھیں ہجرت کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سوائے دعوت اسلام اور تعلیم احکام دین اور کافروں سے جہاد کرنے اور مسجد بنانے کے سوائے کوئی دوسرا کام نہ تھا یہاں تک کہ دین کمالات

کو پہنچا اور لڑائی بدرالکبریٰ کے ہونے کا یہ سبب تھا کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے تھے کہ اچانک حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور وہ کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئے کے مشرک سوداگر البسینان اور عربین العاص شام کی طرف سے آتے ہیں۔ آپ اپنے صحابہ کرام کو بھیجیں تاکہ وہ ان سب کو ماریں اور مال غنیمت حاصل کریں اور ان سے کسی طرف کا خوف نہ کریں۔ خدا کے فضل و کرم سے تم کو فتح نصرت ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا اور ایک سو مرد مسلمان جمع ہوئے ان میں تیرہ آدمی گھوڑے کے سوار اور اسی آدمی شتر سوار اور باقی پیادہ تھے اور کسی کے پاس ہتھیار لڑائی کا نہ تھا۔ مگر ہر ایک کے پاس ایک لاٹھی تھی۔ ان کافروں سے لڑنے کے واسطے جب چاہا بدر کے نزدیک پہنچے تو وہ سوداگروں کو یہ احوال کسی طرح سے معلوم ہو گیا۔ آخر انہوں نے یہ خبر کہ میں پہنچاؤں کہ محمد ابن عبد اللہ نے جماعت کثیرہ کے ہماری راہ بند کی ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ارادہ تخت و تاراج کار رکھتے ہیں پس ابو جہل نے یہ بات سن کر منادی کی تمام اہل مکہ ایک ہزار ایک سو سوار ہمراہ رکھتے ہیں۔ پس ابو جہل ان سواروں کو لے کر خود لڑنے کو آیا اور حضرت جبرائیل یہ خبر لے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کہ تم سے لڑنے کو ابو جہل کا اتنا بڑا لشکر آ رہا ہے اور خدا کے فضل و کرم سے تمہاری ہی نصرت ہوگی اور وہ سب کے سب ذلیل و خائب و خاسر ہوں گے جو لوگ مومن تھے یہ بات سن کر بہت خوش ہوئے اور ادھر دوسرے دن ہی دونوں طرف سے لشکر جمع ہوئے اور جب ابو جہل نے آنکھیں اٹھا کر دیکھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر بہت ہی تھوڑا معلوم ہوا۔ اور اپنے لشکر کو دیکھا تو بہت بڑا معلوم ہوا۔ اس واسطے وہ خوش ہو کر کہنے لگا کہ میرے ساتھ اتنا لشکر ہے کہ ہم لوگ محمد ابن عبد اللہ کے خدا سے بھی لڑ سکتے ہیں اور اس لشکر کے واسطے تو ہمارا لشکر تھوڑا سا کافی ہے جب یہ بات رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں تک پہنچی تو آپ اسی وقت سجدے میں گر پڑے اور اپنے خداوند قوی سے التجائیں کرنے لگے کہ اے خداوند قدوس تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے سودہ پورا فرما اور ہم کو اس جم غفیر لشکر پر فتح دے۔ پس اول لشکر ابو جہل سے عقبہ اور شیبہ اور دلیدان میں غرہ جنگ گاہ میں اکھڑے ہوئے اور لشکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ ابن رواحہ اور عوف ابن حارث اور معوذہ ابن حارث لڑائی میں آئے۔ نبی لشکر ابو جہل کے لوگ حقارت سے کہنے لگے کہ اول نام اپنا بتاؤ پیچھے ہم سے لڑو۔ پھر ان تینوں مومنوں نے اپنا نام بتایا۔ پھر مشرکوں نے کہا کہ تم لوگ ہماری لڑائی کے قابل نہیں ہو واپس چلے جاؤ۔ اس کے بعد ایک لمبہ غرہ مارا کہ اسے محمد ابن عبد اللہ

ہمارے مقابل میں ہمارا ہمسفر بھیجیں آپ نے حضرت حمزہؓ اور علی مرتضیٰؓ اور عبیدہ بن حارثؓ کو بھیجا پھر دونوں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی حضرت حمزہؓ نے ابوجہل کے لشکر سے شیبہ کا سر کاٹا اور علی مرتضیٰؓ نے میغرہ کو مارا۔ اور عتبہ نے حضرت عبیدہؓ کا پاؤں توڑا لیکن پھر بھی حضرت عبیدہؓ نے عتیہ مردود کو قتل کیا اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں آئے تو آپ نے ان کو بہشت کی نشانات سنائی اور ان کے پیچھے سے شترگوں نے تیر مار کر پانچ مومنوں کو شہید کیا۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں آکر دعائے نصرت طلب فرمائی منب خدا عزوجل نے ایک ہزار فرشتے بھیجے انہوں نے اگر شترگوں کو جہنم واسل کیا اور عبد اللہ بن مسعود نے جنگ گاہ میں ابوجہل کا سر کاٹا اور سجدہ شکر بجا لائے اور اس دن بہت کافروں سے قید کر لیے گئے اور بہت سے شکست پا کر بھاگ گئے اور ایک روایت میں ہے کہ جس دن کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر کے مارنے کا قصد کیا تو خدا کے حکم سے اس دن خود بخود کافروں کے سر کاٹ کر زمین پر گرے اور ان کافروں کی لاشوں کو خندق میں ڈال دیا گیا۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کان سے کھڑے ہو کر کہا کہ اسے بد بخیز و قاتل ہمارے تم نہیں تھے صحابہ کرام نے یہ دیکھ کر تعجب ہو کر پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مقتولوں سے گفتگو کرتے ہیں۔ آپ نے اس وقت فرمایا کہ مردے بات سنتے ہیں لیکن وہ بول نہیں سکتے۔

پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قیام صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ منورہ تشریف لائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لشکر میں سے وقت تیرہ آدمی شہید ہوئے تھے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان امیروں کو اپنے پاس بذمہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اس کی تکلیفیں دی ہوئی یاد انگیز پھر آپ نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے فرمایا کہ تم عتبہ کو قتل کر دے اور اس وقت علی مرتضیٰؓ نے غنہ کی گردن اڑادی اور وہ عتبہ کے لیے داخل جہنم ہوا۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ نے کہ نام ان کا سودہ تھا قیدیوں کو قتل کے وقت کہا کہ تم اگر لڑائی میں مارے گئے ہو تو اس وقت اس خرابی سے کیوں مارے جاتے ہو

بات سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سودہ پر غصہ ہوئے اور پھر ان کو طلاق دیدی۔ سودہ نے نکلیں ہو کر حضرت عائشہ صدیقہ کو بہت منتوں اور سفارش اور عفو و تقصیر پر راضی کیا۔ چنانچہ نبی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفارش منظور کی اور حضرت سودہؓ کو پھر نکاح میں لائے۔ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے سچو اس وقت امیر ہو کر آئے تھے کہا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تم کو آزاد کر دوں گا۔ اس وقت حضرت عباسؓ مسلمان ہو گئے اور اس طرح سے دولت ایمان ان کے ہاتھ لگی اور وہ جنت کے مستحق ہوئے چنانچہ میں اس واقعہ کو اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

احوال جنگ احد

ایک روایت میں آیا ہے کہ مشرکوں نے جنگ بدر کی ہزیمت کے بعد لڑائی کا سامان پھرتیار کیا اور اس وقت سردار قریش ابوسفیان تھے وہ کافر معجم وغیرہ لشکر کثیرے کو مدینہ کو بارادہ تاخت و تاراج آئے اور حضرت حیرائیل امین نے یہ خبر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام سے مشورہ کیا کہ فوج کفار کی مدینہ کے منقل آئی ہے۔ لہذا لشکر اسلام مسلح ہو کر ہر گاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے جیل احد پر آیا جو کہ مدینہ منورہ سے دو کوس کے فاصلے پر واقع ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ ابن زبیر کو ستر تن نیز انداز کیے اسی کوہ پر لشکر وغیرہ کی حفاظت کو متعین کیا اتنے میں لشکر دونوں کی طرف سے صف کشیدہ ہوئے اول تیروں کا مینہ برسا پھر شمشیر و خنجر بجلی کی طرح چمکنے اور خون کے دریا بہاتے رہے۔ الغرض اسلامی فوج نے پروردگار کے فضل و کرم سے لشکر کفار پر فتح و نصرت پائی اور مشرکوں نے ہزیمت و شکست کھائی اور تقریباً ستر گنبدان کوہ احد کے باوجود ممالوت عبد اللہ بن زبیر کے یہ ہزیمت دیکھ کر غنیمت لوٹنے کو دوڑے کفار کی فوج موقع کو غنیمت جان کر اس پہاڑ پر پہنچی اور پھر لشکر اسلام مغلوب ہوا اور پھر اس مغلوبیت میں ستر آدمی شہید ہوئے اور کچھ زخمی ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک بھی اسی جگہ پر ایک پتھر کی ضرب شدید سے شہید ہوئے اور آپ کے دہن مبارک سے خون بہا اور ایک صحابی اپنی بگڑتی سے آپ کا ہومبارک بونچتے تھے۔ ایسے یحییٰ نے یہ حال دیکھ کر پہاڑ پر چڑھ کر پکارا کہ اے لوگو! محمد ابن عبد اللہ تو مقتول ہو گئے یہ آواز منکر کافروں نے خوش ہو کر لشکر اسلام پر حملہ کیا اس وقت بہت سے مسلمان فوج ہوئے اور کتنے ہی شہید ہوئے اور چند لوگ غازی بنے اور بعضے بھاگے اصحاب کبار وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگر گری کو آئے انہوں نے اکو دیکھا کہ آپ کا دندان مبارک شہید ہوا ہے اس عرصہ میں حضرت حمزہؓ اور دو اور اصحابؓ نے شہادت پائی اور کافروں نے اپنے ظلم و ستم سے ان کو مثلہ کیا یعنی ناک کاں ہاتھ پاؤں کاٹے یہ دیکھ کر اصحاب کبار کی آتش خشم نے جوش مارا پھر فوراً اپنی فوج سے کوڑے پڑے اور مانند برق کے ان پر گرے اور نہایت جو شیلے فلک شکاف نعرے مارا کہ کفاروں کو قتل کو نام نہاد رکھ کر دیا۔ اور جناب حضرت علیؓ نے حضرت حمزہؓ کی لاش دیکھ کر کہا اے چچا جان خدا کے حکم سے ستر آدمیوں کو تمہارے عوض میں مثل کوں گا یہ کہہ کر انہوں نے برق رفتار گھوڑے کو چمپایا اور اپنے ہاتھ میں تلوار سے کوہ فرہ بلند کیا۔

اور پھر اپنے گھوڑے کو برق کی طرح سے کفاروں پر ڈال دیا۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کی باگ حضرت عباس پکڑے ہوئے تھے۔ کہ فوراً حیرانیل نازل ہوئے اور انہوں نے آئے ہی کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرشتے آپ کی مدد کرتے اور کافروں کا سر تن سے جدا کرتے ہیں غرض لشکر اسلام نے فتح و کامیابی پائی۔ پھر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر ادا کیا اور اسی وقت علی مرتضیٰ کو مدینہ منورہ خوشخبری دینے کے لیے بھیجا۔ اور تمام تمام اہل مدینہ اور اہلیت آواز پھر سے گھبراتے تھے جبر ظفر و کامیابی کی سنکر شاد ہو گئے اور اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سے مسلمانوں کی لاشیں بعد نماز جنازہ و قتائیں اور کچھ لاشوں کو مدینہ منورہ میں لے آئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک بڑھیا نے اپنے بیٹے اور بھائی کو دیکھ کر کہا کہ اگر ہزار بیٹے اور بھائی ہوتے تو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کرتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے گئے آپ نے وہاں جا کر دیکھا کہ ایک آدمی اپنے مردوں کی تعزیت کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا کہ اگر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کوئی ہوتا تو ان کی بھی تعزیت کرتا یہ فرمان سن کر سب مرد و زن نے اپنے مردوں کو چھوڑ کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی تعزیت کی بلکہ اب تک ملک عرب میں یہ رسم جاری ہے کہ کوئی بھی کسی مرد کی تعزیت کے واسطے آدے تو پہلے تعزیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرے گا اور بعد میں اس کی کریگا جس کے واسطے وہ وہاں گیا ہے۔ اس واقعہ کو میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

احوال جنگ بدر الصغریٰ

ایک روایت میں آیا ہے کہ جنگ احد کی لڑائی سے اگلے سال مکہ معظمہ میں بڑا قحط پڑا سب لوگ وہاں کے خراب و تباہ ہونے پھر کافروں نے خوف اور ڈر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مل کر آپس میں تدبیر و مصلحت صلاح کی ٹھہرائی اور ایک نامہ بنام مسعود کو مدینہ منورہ بھیجا اس شخص نے اپنے مکہ و فریب سے آنحضرت صلی اللہ وسلم کو ڈرایا کہ یا رسول اللہ گزشتہ سال باوجود کم جمعیت کفار کے آپ کی فوج بہت مدی گئی اور اس سال تو ان کا روز جمعیت خوب ہے ہرگز آپ اس طرف کا قصد نہ فرمادیں۔ لیکن آپ نے اس بات پر قطعاً عمل نہیں کیا اور آپ لشکر اسلام کو اپنے ہمراہ لے کر مکہ کو جا کر محاصرہ میں لائے مگر کفاروں میں سے کوئی شخص اڑنے کو نہ آیا بلکہ بہت سے آدمی تو خفیہ طور پر آکر مسلمان ہو گئے پھر آنحضرت و تمام صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو مراجعت

فرمانی اور پھر سال آئندہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بقیعہ حج اور اپنے ہمراہ شتر و بنے قربانی کے لیے لے کر روانہ ہوئے یہ دیکھ کر اہل مکہ نے جمع ہو کر جنگ کا قصد کیا اور اس وقت تمام مسلمان احرام میں تھے۔ ان کو لکچہ بھر اہت محسوس ہوئی۔ اتفاقیہ قضاء الہی سے کفار بر لشکر السلام کو دیکھ کر ایسا رعب غالب ہوا کہ وہ خود بخود بھاگ گئے۔ پھر ان کافروں نے دو قاصد ایک ابو مسعود سفینی دوسرے اسمعیل بن عمرو کو بھیج کر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارادہ حج تشریف لائے ہیں اور جنگ کرنے کا ارادہ نہیں ہے تب وہ لوگ خوش ہو کر حرف صلح درمیان میں لائے اور انہوں نے اگر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سال ہم قطع کے مارے ہوئے ہیں آپ کی خدمت بھی نہ ہو سکے گی اس واسطے یہ آرزو ہے کہ ابھی آپ مدینے کو پھر جائیں اور ایک تنہا صلح کی جی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پر رحم آگیا۔ اور ان کی التماس قبول کر لی پھر عہد و پیمان آنشی صلح کا لکھا گیا۔ پھر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت الحرام کو بدریہ اور تحفہ بھجوایا اور بہت سے مساکین لوگوں کو خیرات دی اور اپنے صحابیوں کو اپنے ہمراہ لے کر مدینہ منورہ کی طرف تشریف فرما ہوئے۔

احوال جنگ خیمہ

ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں شصہ میں حج مبارک سے فارغ ہو کر جعفر طیار سے مژدہ مسلمان ہونے کا شای کا سنا۔ پھر جز صلح پارس کی پہنچی۔ اس کے بعد آپ نے خیمہ کی طرف بارادہ جہاد کو چ فرمایا اور مع لشکر وہاں پہنچے اور ادھر خیمہ کے یہود بھی فوج کثیر لے کر مقابلہ کو آئے جب لشکر دونوں طرف کا صف کشیدہ ہوا۔ تب ایک مرد مسلمان نے سات آدمی یہودی جہنم رسید کیے اور پھر اس نے شہادت پائی۔ پھر سرد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ کو بلوا کر حکم جنگ کا سنا دے فرمایا اور اس وقت حضرت علی کی آنکھوں میں شدید درد تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے واسطے دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے دعا کو قبول فرمایا آرام ہوتے ہی حضرت علی مرتضیٰ اپنے تیز برق گھوڑے پر سوار ہو کر اور اپنے تلوار کو اپنے ہاتھ میں لے کر میدان جنگ میں آکر نعرۂ بکیر بلند کیا۔ یہ سنتے ہی یہودیوں نے آپ پر شدید حملہ کیا۔ پھر خدا حضرت علی نے ایک ہی جملہ میں بہت سے کافروں کو فی النار و النفر کیا اس عرصے میں ایک یہودی پہلوان رستم زماں لاف مارتا ہوا آیا اور اس نے آتے ہی شیر خدا پر حملہ

کیا۔ حضرت علی رضی نے اس کو ایک ایسا ہاتھ مارا کہ آپ کی نواہ سے وہ گھوڑے سمیت دو کھڑے ہوا۔ کافروں نے یہ حال دیکھ کر بہت اور شکست کھائی اور پھر انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی پس اس وقت حضرت علی رضی نے موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے درہ خیبر کو پکڑ کر زور کر امت کا دکھایا تو تمام قلعہ میں لرزہ لڑنے کا سا پڑ گیا اور خدا کے حکم سے دروازہ کھڑکھڑا اور قیصل کے پیچھے گرا پھر تو لشکر اسلام بھی قلعہ میں داخل ہو گیا اور وہاں مال و دولت بہت کچھ ہاتھ آیا۔ اور بہت یہودی قتل ہوئے اور کثیر تعداد میں مرد و زن گرفتار ہو کر قید ہوئے اس میں سے ایک عالی خاندان بنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی ان بنی نے ایک خط مہری رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے موقوفی خراج میں لکھوا کر اپنی قوم کو دیا چنانچہ وہ خط ان کے پاس اب تک موجود ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

بیان وفات آنحضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے تاریخ ذوالحجہ خاتم الانبیاء نے اپنے تمام صحابہ کرام کے ساتھ وفات میں دو رکعت نازل کی اتنے میں حضرت جبرائیل یہ آخری آیت لیکر حاضر ہوئے۔ قَوْلَ تَعَالٰی اَیُّوْمَ الْکَلٰثِ لَكُمْ دِیْنُکُمْ وَاَنْتُمْ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا وَاَنْتُمْ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اَج کے دن کامل کیا میں نے دین تمہارا اور پوری کر دی تم پر اپنی نعمت اور پھر میں راضی ہوا تمہارے دین اسلام سے جب یہ آیت نازل ہوئی تو سید المرسلین نے جان لیا کہ اب سفر آخرت میرا بالکل قریب آچکا ہے اسی واسطے آپ بعد فراغت حج بیت اللہ کے اپنے آب و اجداد کے مکانات دیکھنے گئے اور پھر مدینہ کی طرف روانہ ہو کر آپ نے فرمایا کہ شاید دوسرے سال مکہ معظمہ میں آنا نہ ہو گا یہ فرمان شکر تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم گویہ و نزاری میں معروف ہونے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی مقام پر دروید ہوا۔ چنانچہ تیرہ نمازیں آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کی اقتدا میں پڑھیں پھر مدینہ منورہ تشریف لائے الغرض ماں صفر کو بروز بدھ کے میونہ خاتون کے گھر میں جو کہ زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تھیں ۱۰ روز ملو و بخار شروع ہوا۔ شدت مرض کے وجہ سے سب ازواج مطہرات تیمارداری کے واسطے دیاں آئیں پھر وہاں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت میں سے کسی کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر عائشہ خاتون کے حجرے میں تشریف لائے اور اپنا سر مبارک ان کے زانو پر رکھ کر آپ نے آرام فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا یا رسول اللہ بدن مبارک آپ کا بہت گرم ہے آپ نے فرمایا کہ اس عائشہ تم سے مفارقت کا دن بالکل قریب آگیا ہے۔ حضرت عائشہ نے یہ سنا کہ آہ سرد دل پر درد سے بھری آپ نے فرمایا اے عائشہ تم

صبر شکر کرو کیوں کہ موت کا شریعت ہر ایک نے چھکنا ہے اور دوسرے دن جمعہ تھا حضرت بلال سے اذان سنکر سید المرسلینؐ نے چند صحابہ کرام کو مونڈھوں پر یا تھڑکھڑکے مسجد میں با وقت تمام پہنچکر فرمایا مجھ میں بوجہ منصف کے طاقت نہیں ہے لہذا میری اجازت ہے کہ ابوبکر صدیقؓ امامت کے فرائض انجام دیں گے۔ یہ فرمان آپؐ کا سنکر تمام صحابہ کرام کی آنکھوں میں آنسو بھرائے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؐ کے فرمان سے امامت کرائی اور آپؐ نے ان کی اقتداء میں بدشواری نماز ادا کی اور پھر آپؐ نے چند امور کی وصیت فرمائی کہ اسے میرے بھائیوں میں نے وحی الہی کے موافق سب نیک و بد سے آگاہ کیا اب وقت میرا آخر پہنچا ہے میں تم سے کہتا ہوں کہ ہر نیک کار و بار کرتے رہنا اور اس کار و بار کو نہایت ہوشیاری سے میرے بعد کرنا تا م صحابہ کرام میں گریہ و زاری ہوئی پھر ابوبکر صدیقؓ نے دست بستہ ہو کر عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کی رات ایک خواب میں نے دیکھا ہے آپؐ نے فرمایا اس کو بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ یہ دیکھا ہے کہ چادر عائشہ کے سر سے اڑ گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تعبیر اس خواب کی اس کے یہ وہ ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے پیچھے حضرت عمر فاروقؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ عدل میرا ٹوٹ گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تعبیر یہ ہوئی کہ وہ عدل میں ہوں۔ پھر حضرت عثمان غنیؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک ورق قرآن شریف کا ہوا پر اڑ گیا ہے فرمایا آپؐ کے اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ عثمان ورق قرآن شریف کا عبارت میری روح سے ہے اور تن سے مراد ہوا ہو گی۔ پھر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ میری ڈھال ٹوٹ گئی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تیری میں تھا اور اس کا ٹوٹنا میرا اس دار فانی سے جانا ہے اس کے بعد حسنینؓ نے کہا یا جدی میں نے یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک درخت بزرگ گر پڑا آپؐ نے اس خواب کی تعبیر لیوں بیان کی کہ اے میرے فرزند وہ درخت میں ہوں کیوں کہ میں اس جہاں سے جاؤں۔ اس کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے یہ خواب دیکھا کہ میرے گھر کا ستون گر پڑا آپؐ نے اس خواب کی تعبیر لیوں بیان فرمائی کہ اے عائشہ جو عورت یہ خواب دیکھے تو مستقبل قریب میں اس کا شوہر ہی مرتا ہے اس وقت سب صحابہ کرام اور تمام بیبیاں اور سارے اہلبیت ناز و ناز ہوئے اور بہت ہی پریشان و مضطرب و بیقرار ہوئے۔ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے میرے صحابیو بیاری کی شدت مجھ پر بہت ہے آپؐ لوگ بلال سے

کہو کہ وہ سارے مدینہ میں اعلان کر دیں کہ صرف دور و ز رسول خدا صلی علیہ وسلم کے باقی ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیں کہ جس شخص کو دعویٰ مجھ پر کسی قسم کا ہو وہ اگر مجھ سے وصول کر لے اور اپنا حق قیامت کے دن پر موقوف نہ رکھے الغرض ایک مرد عکاشہ نامی نے دعویٰ اتار دیا کہ میں نے کایا اور کہا یا رسول اللہ جنگ احد میں آپ کے ہاتھ سے میری پیٹھ پر کوڑا لگا تھا لہذا میں چاہتا ہوں کہ اس کا عوض مجھے مل جائے چنانچہ یہ سگڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر میں سے وہ کوڑا جو کہ سات بیرون کا تھا منگوایا اور تمام لوگوں کو عکاشہ کے بدلے لینے کا معلوم ہوا تو ہر ایک صحابہ کبار و رفیقہ اس سے کہتے تھے کہ اسے عکاشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدلے ہمارے بدن پر دس دس بیس بیس چالیں چالیں کوڑے مارے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت شدید بیماری میں مبتلا ہیں ان سے درگزر کر دے لیکن وہ کسی طرح سے راضی نہ ہوا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ کوڑا اپنے ہاتھ میں لے اور بتنا چاہے مار آپ کے فرمان کے مطابق عکاشہ نے درہ اپنے ہاتھ میں لیا اور پھر کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے تو تنگی پیٹھ پر کوڑا لگا دیا تھا اور آپ کپڑے پہنے ہوئے ہیں یہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پیر اس اتار دیا اور موجودہ حاضرین اس وقت زار و قطار رو رہے تھے اور اپنی زبان سے کہتے جاتے تھے۔

عکاشہ کو نے آخر بات ہم سب کی نہیں مانی چوں کہ کفر از کعبہ بر غیر و کج ماند مسلمان ! چنانچہ عکاشہ پشت مبارک کے قریب آکھڑا ہوا اور پھر اس نے ہر نبوت کی اپنی آنکھوں سے زیارت کی فوراً اسے بوسہ دیا اور اپنی آنکھوں سے لگایا پھر کوڑا ہاتھ سے پھینک کر آپ کے قدم مبارک پر گر اور کہنے لگا اے سید المرسلین مجھ کینے کو کیا طاقت ہے کہ آپ کے غلاموں کی پشت تک بھی کڑا لے جا سکوں میں کینہہ نالائق آپ کی درگاہ کا بیوں میری پیٹھ پر جس روز تازیانہ لگاتھا میں نے اسی روز بخش دیا تھا۔ اب تو غرض میری ہی تھی کہ میں اس جیلہ سازی سے ہر نبوت کی زیارت کروں اور پھر آتش و دوزخ سے بچکر رہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عکاشہ زبے نصیب تیرے کہ آگ و دوزخ کی تجھ پر حرام ہو گئی۔ پھر ربیع الاول دوسری تاریخ پیر کے روز رسول اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کو فرمایا کہ آنحضرت کی خدمت میں جا کر ادب سے کھڑے رہنا اور بے اجازت ان کی جان قبض نہ کرنا چنانچہ ملاک الموت نے اعرابی کی صورت بن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آواز دی کہ میں اندر آنے کے واسطے اجازت چاہتا ہوں آنچہ ادب سے آواز آہستہ تھی تو بھی سب مکان گونج گئے۔ اس وقت حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ اے اعرابی اس وقت

اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیہوشی طاری ہے اور تکلیف سے بے چین ہیں۔ لیکن اس نے نہ سنا اور وہ بار بار پکارنا شروع کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کانوں میں آواز پہنچی تو آپ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور پہچانے فاطمہؑ کیا ہے عرض کی یا رسول اللہ! ایک اعرابی ہاتھ میں تواریخے دروازہ پر چلا آیا ہے اور گھر میں آنے کی اجازت پاہتا ہے اس سے ہر چند کہتی ہوں مگر وہ واپس نہیں جاتا یہ سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! وہ اعرابی نہیں ہے کہ وہ چلا بارے بلکہ یہ شخص وہ ہے کہ عورتوں کو سوہ اور بچوں کو یتیم بنائے تم اس کو اندھا لو پھر ملک الموت نے آکر سلام کیا اور نہایت مودبانہ طور سے ٹھہرا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرے روبرو تم میری زیارت کو آئے ہو یا جان قبض کرنے انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو آپ کی جان قبض کرنے کو آیا ہوں مگر آپ کے حکم سے آئی جان قبض کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی بھہر و حضرت جبرائیلؑ ابھی آئیں گے چنانچہ تھوڑے ہی عرصے میں حضرت جبرائیلؑ آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انجی جبرائیلؑ فرمان ابھی تھا کہ میری عمر زے برس کی ہوگی اور ابھی تو میری عمر کے صرف تیرہ بیس برس گزرے ہیں یہ سنکر حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ آپ کے تئیس برس معراج میں گزرے اور کہا حکم الہی یوں دینی ہے کہ اگر آپ دنیا میں رہنا منظور کریں تو جتنی عمر جا میں عنایت کر دوں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا صبح الہی کس میں ہے انہوں نے کہا صبح الہی تو آپ کو جنت میں بلانے کی ہے کیونکہ دوزخ کی آگ سرد کی گئی ہے اور آپ کے واسطے جنت کو آراستہ کیا گیا ہے اور وہاں کے حور و غلمان آپ کے منتظر ہیں وہ تمام اپنا بناؤ سنبھال کر کے متعدد خدمت کے تیار ہیں یہ سنکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بھی راضی ہوں رضائے مولا یوں۔ پھر فرمایا انجی جبرائیلؑ میرے جانے کے بعد تم اس دنیا میں آؤ گے یا نہیں حضرت جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بعد دس بار اور دنیا میں آؤں گا کہ ہر ایک بار ایک چیز دنیا سے لے جاؤں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا وہ کیا چیز ہیں حضرت جبرائیلؑ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول بار تو ہر گور ہر جہر دنیا سے لے جاؤں گا اور دوسری بار گور شرم اور نیرسری بار گور محبت اور چوتھی بار گور عدل اور پانچویں گور ہر برکت اور چھٹی بار گور سخاوت اور ساتویں بار گور صداقت اور آٹھویں بار گور جلال اور نویں بار گور علم اور دسویں بار برکت قرآن مجید کو لے جاؤں گا پس یہ دس چیزیں میں آپ کے بعد لینے آؤں گا پھر اس کے بعد آثار قیامت ظاہر ہوں گے اور اسرافیلؑ صور پھونکیں گے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیلؑ سے پوچھا کہ میرے بعد میری امت کا کیسا حال ہوگا حضرت جبرائیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ آپ اپنی امت کو میرے بعد

سو نہ دو اور پھر میں بروز قیامت اس کو واپس کر دوں گا پھر آپ نے حضرت جبرائیل سے پوچھا کہ عملِ برت
 میری کا کون دیر سے لگا اور کفن کون پہنچائے گا اور نماز جنازہ کون پڑھائے گا اور میں کہاں دفنایا
 جاؤں گا یہ سن کر جبرائیل دربارِ الہی میں گئے اور پھر وہاں سے واپس آئے اور اگر بولے کہ اللہ تعالیٰ کا یوں
 فرمان ہوا ہے کہ ابو بکر صدیق امامت کریں اور حضرت علی مرتضیٰ علیہ السَّلَام دیں اور کفن پنهائیں اور آپ حضرت
 عائشہ کے حجرے میں دفن ہو کر آرام فرمائیں پھر اس کے بعد آنحضرت صائم نے وصیت فرمائی کہ میرے
 صحابیو! حلال و حرام میں فرق بانا اور اپنے مال کی زکوٰۃ دینا اور فقیروں کو ان کے حق سے محروم مت
 کرنا اور زن و فرزند، یتیم و یمساہیر پر تحقیق کرنا اور ان کو کسی طرح سے تکلیف نہ دینا اور اس وقت
 سب حاضرین مجلس کا غم سے عجب حال تھا اور مانند نقشِ دیوار ہو گئے تھے خصوصاً حضرت فاطمہؑ ان کو
 آنحضرت صلم نے فرمایا اسے جگر گزشتہ میری ربیع نہ کرنا کیوں کہ بعد چھ ماہ کے تم بھی میرے پاس آجاؤ گی
 اس وقت خاتونِ جنت کو لیکھیں ہوئی۔ پھر حضرت پیغمبر خدا صلم نے فرمایا اے عزرائیل اب اپنے کام میں
 مشغول ہو چنانچہ پھر ملک الموت نے اپنا ہاتھ حضور اکرم صلم کے سینہ مبارک پر رکھا پھر پیغمبر خدا صلم
 نے ایک آہ بھری اور پھر فرمایا اے ملک الموت مجھ کو ایذا پہنچی میں نے بنا کہ ایک پہاڑ میری چھاتی پر
 آڑا ہے اور پھر فرمایا کہ میری امت کو بھی ایسی ہی تکلیف ہو گی۔ عزرائیل نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم میں آپ کی روح مبارک شری اسانی سے قبض کر رہا ہوں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اے عزرائیل جتنی سختی اور تکلیف جان کنی کے عالم میں ہے وہ تو مجھے ہی دیدے لیکن میری امت کو
 جان قبض کرنے کے وقت ذرا ایذا نہ دینا کیوں کہ وہ بہت ہی ضعیف و کمزور سے نبی اکِ ملوت
 سے مہرب کیا کہ جو کوئی آپ کی امت میں سے بعد نمازِ فریضہ کے آیتہ الکرسی پڑھے گا اس کی جان ایسی
 ایسی آسانی سے قبض کر دیں گے جیسے سوئے ہوئے بچے کے منہ سے ماں اس کی چھاتی نکال لیتی
 ہے اور اس بچے کو اس کی حیر نہیں ہوتی پھر حضرت خاتم النبیین و صلوات اللہ علیہ وصیّت کی کہ اے
 میرے صحابیو! بدی اور گناہ کے کام مت کرنا اور اپنا کئی نہ سینہ کو زنگ کینہ سے پاک رکھنا اس
 کے بعد صحابہ کو ام نے مودبانہ التماس کرتے ہوئے آپ سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم قیامت کب آوے گی آنحضرت صلم نے اس کا جواب کچھ نہ دیا مگر اشارہ کے واسطے اپنی شہادت
 کی انگلی اٹھایا کہ بعد ایک برس کے کوئی سبھی بعد ایک ہزار برس کے اور کچھ لوگوں نے کہا یہ مالِ تر
 معبودِ برحق ہی یا نہ ہے کسی کو کچھ ضرر نہیں۔ بس اتنے میں آنحضرت صلم نے اپنی جان مبارک بحق
 تسلیم کی اور تمام حاضرین نے کہا۔ **يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ كُنْ أَجْعَلْ** اسی دم تمام صحابہ اور اہل بیت

دُفینہ کی جو غم سے کیفیت طاری ہوئی کیا ممکن کہ وہ تحریر میں لاسکوں اور کئی روز تک تمام صحابہ کرام پر عالم بیوشی رہا۔ بہر صورت اسی وقت حضرت ابو بکر صدیق کے فرامسے سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے غسل دیا اور کفن پنبایا اور جنازہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا تیار ہوا۔ ملک ملک کے آدمیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ ادا کی اور زمین و آسمان کے فرشتوں نے بھی نماز جنازہ پڑھی۔ پھر حضرت عائشہ صدیقہ کے حجرے میں دفن کیا۔ اور بواقی وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امامت اور خلافت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہنچی۔

چند اشعار برائے تعزیت

دفن جس دم کہ زمین میں شد لڑاک ہوا رجبہ روئے زمین غیرت الماک ہوا
غم ہو اسب کو بہاں اور غلہ میں آئی شادی حور و غلاں بنے دی مل کر مبارک یا دی
بس اسے غلام نبی دل سے ہو غلام نبی بر آویں کام تیرے سب طفیل نام نبی
اس غم سے دل قلم کا ز بس پاک پاک ہے جانافرو و سب کے تئیں زیر خاک ہے
زبان خامہ کرا ب بند دے نہ طول کلام خدا کے فضل و کرم سے ہوئی کتاب تمام

شہرِ برادرز - بہمنی اردو بازار لاہور

فضیلت حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ عابد اور زاہد اور عارف اور خائف تھے۔ ریاضت و مجاہدہ و خلوت و مشاہدہ ان کا خارج از بیان ہے ان کے احوال عبادت کا تو یہ حال ہے کہ حماد بن سلیمان کہتے ہیں کہ وہ تمام رات عبادت الہی میں معروف رہا کرتے تھے ایک روایت میں ہے کہ اول نصف شب وہ جاگتے تھے ایک روز راہ میں تشریف لیے جا رہے تھے اچانک ایک ایک آدمی نے کہا یہ شخص تمام رات عبادت الہی کیا کرتے ہیں بعد اس کے وہ تمام رات عبادت کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ سے شرماتا ہوں کہ لوگ میری توصیف بیان کریں جو مجھ میں نہ ہو اور ان کے احوال نہ ہو یہ کیفیت تھی کہ ایک روایت ہے ربیع بن عاصم سے کہ بلایا میرے بیٹے یزید بن عمر بن مبسرہ نے پس میں ابو حنیفہ کو لے گیا پس یزید بن مبسرہ ان کو بیت المال سوچنے لگے لیکن ابو حنیفہ نے انکار کیا اس شخص نے تقریباً بیس چابک مارے پس آپ نظر کریں کہ کس طرح وہ دلائت سے بھاگے اور چند اصحاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے دیکھا ہے چنانچہ انس بن مالک اور جابر بن عبد اللہ اور دائد بن الاسقع سے نقل ہے کہ عبد اللہ بن مبارک کے رو برو کسی نے ابو حنیفہ کو برائی کے ساتھ ذکر کیا اس وقت عبد اللہ بن مبارک نے کہا کہ تم ذکر ایسے شخص کا کرتے ہیں کہ تمام دنیا اسکی طرف متوجہ ہے اور وہ شخص دنیا سے بھاگتا ہے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جب روضہ مقدس مطہر پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہوئے تو آپ نے سب سے پہلے کہا اسلام علیکم یا سید المرسلین اور آپ جو رب سے بھی شرف ہوئے اور آواز آئی کہ ! وعلیک السلام یا امام السالین محمد بن نجیح سے ایک روایت ہے کہ امیر المومنین ابو جعفر عباسی نے دس ہزار درہم حضرت ابو حنیفہ کے پاس بھیجے ان کو لے کر اپنے بیٹے سے کہا کہ تم ان درہموں کو رکھ چھوڑو۔ اور جب میں مر جاؤں تو یہ درہم واپس کر دینا اور ان سے کہنا کہ یہ وہی تمہاری ودیعت ہے جو آپ نے حضرت ابو حنیفہ کے پاس بھجوری تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کو خلیفہ نے دلائت فقنا دینے کے واسطے بلایا تو آپ نے فرمایا کہ میرا لائق فقنا کے نہیں ہوں۔ اس نے یہ چھا کہ آپ نے یہ کس واسطے فرمایا تو آپ نے اس سے کہا کہ اگر یہ بات میری سچی ہے تو میں قضاء کی صلاحیت نہیں رکھتا اور اگر یہ سچ نہیں ہے تو جو ما بھی فاضی ہونے کے لائق نہیں ہے ایک روایت شریف کہ مخفی سے ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کثیر السکوت تھے اور بہت کم سخن فرمایا کرتے تھے لیکن

جب زیادہ ضروریات ہوتی تو آپ گفتگو فرمایا کرتے ورنہ خاموش اور سکوت فرمایا کرتے۔

فضیلت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر عبادت ان کا یہ تھا کہ رات کو وہ تین حصوں میں تقسیم کرتے تھے ایک حصہ میں علم تدریس کی تکرار و غفرہ رہتی تھی اور ایک ثلث میں نماز پڑھتے تھے اور ثلث میں آپ آرام کیا کرتے تھے اور حضرت ربیع سے ایک روایت ہے کہ حضرت امام شافعی رضوان اللہ علیہ میں سات قرآن مجید ختم کیا کرتے تھے اور یہ ساتوں مرتبہ کا پڑھنا قرآن مجید کا نماز میں ہوا تھا حسین زہلی سے ایک روایت ہے کہ میں کئی رات امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہا تو میں نے دیکھا کہ وہ بقدر ثلث شب کے نماز پڑھتے تھے کبھی آپ پچاس آیتیں اور کبھی سو آیتیں پڑھتے تھے اور جب آپ آیات رحمت پر پہنچتے تو سوال کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت کا واسطے اپنے اور سب مسلمانوں کے واسطے بھی اور جب گزرتے آیات عذاب سے تو اس جگہ نجات چاہتے تھے اپنے واسطے بھی اور جمیع مومنین کے واسطے بھی گویا رجا اور خوف انکی ذات شریف میں جمع تھا اور فرمایا ہے کہ امام شافعی نے دس برس کی عمر سے کبھی سیر نہ کرکھا ناہیں کھایا۔ اس واسطے کہ غذا میرے بدن کو ثقل کرتی ہے اور دل کو سخت کرتی ہے اور دینی سمجھ بوجھ کو زائل کرتی ہے اور میند کو بڑھاتی ہے اور عبادت الہی سے باز رکھتی ہے۔ پس فوراً کہیے کہ شکم سیر نہ کرنے میں کتنی خرابیاں فرماتے ہیں اور کم کھانے میں کتنی بڑی حکمتیں مضمر ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام شافعی نے کہا کہ میں قسم کھاتی میں نے کبھی نہ بچی اور نہ جھوٹی پس منظر کیجئے انکی حرمت تو قریب کہ ان کے تین خداوند قدوس کا کیا مرتبہ تھا اور یہ دلیل ہے ان کے کمال پر جو ان کو طلال الہی سے حاصل ہوا تھا۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا ایک مسئلہ دریافت کرنے کے واسطے پس آپ نے اس سے سکوت فرمایا۔ کچھ دیر بعد اس شخص نے ان سے پوچھا کہ آپ جواب کس واسطے نہیں دیتے آپ نے اس سے کہا کہ میں سوچتا ہوں کہ میری فضیلت میرے سکوت میں ہے یا جواب دینے میں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیے کہ آپ کس وجہ سے محافظت زبان کی کیا کرتے تھے اور سکوت ان کا باعث فضیلت اور طلب ثواب تھا۔ ایک روایت حضرت امام شافعی سے ہے کہ ایک حکیم نے دوسرے حکیم کو لکھا حسب تجھ کو علم ملا تو اس کو آلودہ من کر گناہوں کی طلعت سے ورنہ تو لہو اطہر کی تاریکی میں حیرت زدہ رہے گا۔ اور اہل علم علم کے نور سے گزر جائیں گے امام شافعی فرماتے ہیں کہ جو شخص دعویٰ

جب دنیا اور رب خالق کا ایک دل میں رکھے تو وہ یقیناً جھوٹا ہے۔ حضرت حمید سے روایت ہے کہ حضرت امام شافعی بعض دالان ملک کے ساتھ مین کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ وہاں سے دس ہزار درہم لے کر مکے میں تشریف لاتے تھے آپ نے مکے سے باہر استاد کیا اور شام تک وہ سب درہم تقسیم فرما دیئے ایک بار آپ حمام میں تشریف لے گئے اور حمامی کو مال کثیر دے کر تشریف لے گئے ایک روز سواری پر آپ کے ہاتھ سے چابک زمین پر گر پڑا ایک شخص نے فوراً اٹھا کر آپ کو دیا آپ نے اس کو اسی وقت پچاس دینار کا انعام دیا۔ اور سخاوت آپ کی بیان تحریر سے باہر ہے اور یہ سخاوت آپ کی زبرد پر دلیل ثابت کرتی ہے اس واسطے کہ مجببنا دولت کا مالک کرتا ہے اور زہد پاک باز دنیا کی تفریق سے اپنے دل کو پاک کرتا ہے اس کی نظر میں دنیا بے قیمت ہے درحقیقت ایسا ہی شخص زہد و پاک باز ہوتا ہے اور شدت خوف خدا اس درجے پر تھی کہ سیفان بن غنیمہ نے ایک روز حدیث شریف خوف دلانے والی پڑھی اس کے سنتے ہی حضرت امام شافعی کو غش آگیا۔ لوگوں نے سیفان سے عرض کی کہ اس حدیث نے لہرین اور لیس کی جان قبض کی ہے فرمایا اگر صحیح ہے تو افضل زمانہ میرا ہے عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ میں بغداد میں نہر کے کنارے وضو کرتا تھا اور اس وقت امام شافعی عراق سے تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے غلام پورے طور سے وضو کر اپنا تاکہ اللہ تعالیٰ تیرے عقبی میں نیکی کرے اور تجھ کو اپنا بندیدہ بنائے چنانچہ میں وضو سے بافراغت ہو کر جلدی سے آپ کے پیچھے گیا پھر انہوں نے میری طرف التفات کرتے ہوئے فرمایا کہ تجھ کو کچھ حاجت ہے میں نے اس کے جواب میں عرض کیا کہ تم مجھ کو سکھاؤ وہ علم جو اللہ تعالیٰ نے تجھ کو سکھایا حضرت امام شافعی نے فرمایا جان لو جو کوئی سچ بولے گا یقیناً سخاوت پاوے گا اور جو کوئی اپنے دین میں ڈیر لگا دے بلاکت سے سلامتی میں رہے گا۔ اور جس میں یہ تین خصلتیں ہوں گی اس کا دین کامل ہو گا ایک جو دوسرے کو امر نیک بتائے اور پھر اس پر عمل پیر ہو۔ دوسرے وہ جو کابرہ سے منع کرے اور آپ بھی اس کا ربد سے باز رہے تیسرے حدود اللہ کی حفاظت کرے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے حدیں شرع میں باندھی ہیں ان سے تجاوز نہ کرے اور جو دنیا سے زہد اور عاقبت میں راضی ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سچا رہا وہ سخاوت نہ پائے گا۔ کسی نے حضرت امام شافعی سے پوچھا کہ کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ریاضات خود ایک فتنہ ہے کہ خواہش نفسانی نے علماء کے دلوں پر اور ان کی آنکھوں پر گرہ باندھ ہے اسی وجہ سے وہ نفس کی بدی اور گناہ کا خیال کو تلب ہے اور اسی واسطے وہ اپنے اعمال کا

الفاظ کرتے ہیں امام شافعیؒ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے تئیں نگاہ رکھے اس کو علم کوئی نفع دے گا اور جو کوئی علم میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا تو اس پر اسرار الہی کھلیں گے اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سب اعمال لکھ کر فرمایا کہ خلوص نیت امام شافعیؒ کی اور بے ریائی ان کی اس درجے پر تھی کہ فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ لوگ میرے علم سے متمتع ہوں اور میری طرف سے وہ علم منسوب نہ ہو پس غور کیجیے کہ آفت علم اور طلب ثمرت اور اسم سے اس درجہ لغزت تھی کہ سوائے وجہ اللہ کے دوسری طرف التفات ہی نہ تھا اور اسی قسم کی ایک روایت اور بھی ہے کہ امام شافعیؒ نے فرمایا کہ میں نے کسی علمی بحث میں کبھی تکرار نہیں کی مگر اس وجہ سے تکرار کرتا تھا کہ خطا سے محفوظ ہو جاؤں اور تمنا یہ ہوتی تھی کہ اس نیک کام کے کرنے کی توفیق خداوند قدوس عنایت فرمائے اور یہ چاہتا تھا کہ اس تکرار سے حق ظاہر ہو جائے گا خواہ میری زبان سے ادا ہو یا دوسرے کی زبان سے اور جو شخص کہ بروقت مناظر کے حق بات کو مجھ سے قبول کرتا تھا تو اس کی بیعت میرے دل میں آتی تھی اور میں اس کا مقتد ہوتا تھا اور جو کوئی مقابلہ کرتا تھا یعنی واسطے حق چپانے کے جیت کر تادہ میری نظروں میں حقیر ہو جاتا تھا۔ اور ایک روایت امام احمد بن حنبلؒ سے ہے کہ میں چالیس برس سے نماز کے بعد امام شافعیؒ کے واسطے دعا مانگتا ہوں اور ایک روز ان کے بیٹے نے کہا کہ اباجان امام شافعیؒ کون ہیں جس کے واسطے تم ہمیشہ دعا کرتے ہو امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا اے بیٹے میرے وہ امام شافعیؒ دنیا کا استاد تھا اور اس میں عافیت خلق بروقت موجزن رہتی تھی اور نہیں ہے کوئی شخص دنیا میں اس کے چھوڑے گا مگر امام شافعیؒ کی سنت اس کی گرہ پر ہوگی۔ حالانکہ امام احمد بن حنبلؒ بذات خود تیس لاکھ حدیث کے حافظ تھے باوجود ان فضائل کے پھر بھی امام شافعیؒ کے شاگرد ہوئے ہیں نے تو نہایت مختصر احوال امام شافعیؒ لکھا ہے ورنہ مناقب شافعیؒ کثیر ہیں۔

فضیلت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ علم کی تعظیم میں نہایت ہی مبالغہ سے کام لیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھانے کو بیٹھتے تھے تو دھنوکہ کے خوشبو لگا کر کمال وقار سے اور نہایت شان و شوکت سے بیٹھا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں دوست رکھتا ہوں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حدیث کی تعظیم کروں نیز فرماتے تھے کہ علم الایمان اور اللہ تعالیٰ

جہاں مناسب خیال کرتا ہے اس کو غایت فرماتا ہے اور انصاف بھی ان کا معاملہ میں ایسا نفاذ
 کہ امام شافعیؒ سے روایت ہے کہ امام مالک کے پاس حاضر تھا کہ کسی شخص نے ان سے اٹھائیں
 مثلے پر چبھے تو انہوں نے بیس مثلوں میں فرمایا کہ لا آوری یعنی میں نہیں جانتا جس شخص کو لہیت میں
 ہوتی اس کا نفس کب قبول کرتا ہے جو اقرار کرے کہ میں نہیں جانتا اس واسطے فرمایا امام شافعیؒ
 نے کہ جس وقت ذکر کیا جائے علماء کا پس امام مالک ان میں مانند نجم کے ہیں اور نہیں ہے کسی
 کا احسان بجز زیادہ امام مالک سے اور زہد بھی ان کا اس درجے پر تھا کہ امیر المومنین مہدی نے ان
 سے پوچھا کہ تمہارا گھر اپنا ہے فرمایا نہیں لیکن میں نے ربیع عبد الرحمن سے سنا ہے کہ فرماتے تھے نبوت
 آدمی کی اس کا گھر ہے۔ ہارون الرشید نے پوچھا کہ تمہارا گھر اپنا ہے فرمایا نہیں پس اس نے انکو ایک ہزار
 دینار دیئے اور فرمایا کہ اس سے گھر خریدو لیکن امام مالک نے وہ دینار خرچ نہ کیے ویسے ہی رکھ دیئے
 جب ہارون الرشید نے آزادہ مدینے سے بلانے کا کیا تب امام مالک سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ پلو
 میں لوگوں سے تمہاری کتاب موٹا پر مل کر اوں کا جس طرح کہ حضرت خنی اپنے صحیح کو لے کر ان فوج پر مل
 کر آیا اور دوسروں کے لئے ہوتے موقوف کر دیئے حضرت امام مالک نے کہا کہ موٹا پر مل کر دانے
 کی تو کوئی سبیل نہیں ہے اس واسطے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملکوں میں متفرق
 ہوئے اور انہوں نے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمات میں بھر پر حصہ لیا ہے اور تمام اہل شہر کے
 پاس علم موجود ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ بہتر ہے واسطے لوگوں کے اگر
 وہ جانیں اس کی قدر و منزلت کو اور مدینہ میں یہ خاصیت ہے کہ آدمی کی جنابت کو ایسا ناکاں ہے جیسے
 بھی میں لوہے کا میل نکل جاتا ہے اور وہ ہو آپ سے دینار میں سو و ہا ضر خدمت ہیں اگر مزاج
 چاہے تو اس کو بے باز یا پھر اس کو چھوڑ جاؤ یعنی تو مدینہ منورہ کی مفارقت بجز کہ تکلیف دینا
 ہے بسبب اس مال کے اور میں مدینہ الرسول پر کسی چیز کو اختیار نہ کروں گا۔ ایک روایت میں ہے
 کہ حسب ان کا علم دنیا میں منتشر ہوا تو بر طرز سے لوگ مال کثیر بھیجتے تھے اور امام مالک رحمۃ
 اللہ علیہ ان سب چیزوں کو خیر کے کاموں میں صرف کیا کرتے تھے اور امام فرماتے تھے کہ نہ ہونا
 مال کا زہد نہیں بلکہ زہد تو فارغ کرنا قلب کا ہے اور محبت مال سے اس واسطے کہ حضرت سلیمان
 علیہ السلام باوجود اس سلطنت بفت اقلیم کے زہد تھے ماما مٹا فخری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل ہے
 کہ میں نے دروازے پر امام مالک کے خراسانی کے بیٹے کو دیکھا کہ وہ زہد کے چہرے کیجئے کہ ان سے بہتر
 پھر کہیں نہیں دیکھے تھے میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ یہ کیا خوب ہیں امام مالک

رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ یہ سب میری طرف سے آپ کو دیدیے ہیں۔ پھر میں نے کہا آپ اپنی داری کے واسطے رکھ لیجئے کہنے لگے کہ میں شرتا ہوں خداوند قدوس سے کہ میں یا مال کروں دابے سے اس خاک کو کہ جس جگہ قدم مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر پڑا۔ نقل ہے کہ ایک لہو ہارون الرشید نے کہا کہ تم ہمارے یہاں آیا کرتے ماکہ ہمارے لڑکے تم سے تمہاری کتاب موٹا پڑھیں یہ سنکر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اَعَزَّ اللّٰهُ الْاَمَلُ۔ یہ علم تمہارے گھر سے نکلا ہے۔ پس اگر تم عزت دو گئے تو عزیز ہو گا اور تم ذلت دو گئے تو ذلیل ہو گا۔ اور علم آپ کا کسی کے پاس نہیں جاتا بلکہ علم کے پاس سب آتے ہیں۔ یہ سنکر ہارون رشید نے کہا آپ سچ کہتے ہیں۔ پھر اپنے بیٹوں سے کہا کل سے تم بھی مسجد میں دیگر لوگوں کی طرح سے جایا کرو۔

فضیلت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

کتاب تذکرہ الاولیاء میں مذکور ہے کہ بیڑہ حافی رحمتہ بن کر امام احمد بن حنبل میں ایسی حضرت ہے جو مجھ میں نہیں ہے کہ وہ وجہ حلال کھاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو بھی کھلاتے ہیں۔ سری سقطی سے مروی ہے کہ معتزلہ نے حاکم کو فہ کو در غلا کر امام احمد بن حنبل کو کپڑا دے دیا تاکہ ان سے قرآن مجید کو مخلوق کہلائیں چنانچہ امام موصوف کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہزار تازیانے ارے تاکہ وہ اس ناقابل برداشت کو دیکھ قرآن مجید کو مخلوق کہیں۔ لیکن انہوں نے ہمیشہ اور ہر وقت یہ کہا کہ قرآن مجید مخلوق نہیں ہے میں کس طرح اس کو خدا کی مخلوق کہوں اسی حالت میں آپ کا ازار بند کھل گیا۔ ہاتھ تو بندھے ہوئے تھے مگر غیب سے ایک ہاتھ پیدا ہوا۔ اور اس نے آپ کا ازار بھندھا دیا جب یہ حال کرامت دیکھا تو پھر آپ کو چھوڑ دیا۔ کہتے ہیں کہ اسی ضرب شدید کی وجہ سے اور اسی صدمہ سے آپ کی وفات ہوئی۔ نقل ہے کہ حضرت امام احمد بن حنبل کسی نہریں وضو کر تے تھے اور دوسرا شخص بھی اس سے وضو کرتا تھا۔ اس شخص نے اپنے جی میں کہا کہ شاید امام احمد بن حنبل کو یہاں میرے وضو کرنے سے کرامت آئے اس لیے اٹھ کر امام احمد بن حنبل کے قریب زبردست چیخ کر اپنا وضو کیا۔ جب وہ مر گیا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے کیا سلوک کیا اس نے کہا اے میرا کوئی سبب میری نجات کا نہ تھا بس یہی ایک روز میں نے احمد بن حنبل کی حرکت و دفع کرامت کے باعث زبردست بیٹھ کر وضو کیا وہی سبب میری رستگار ہو گیا۔ سو کہتے ہیں کہ آپ بغداد میں رہتے تھے مگر آپ نے ردی بغداد کی کبھی نہ کھائی اس واسطے

کہ بغداد کو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غازیوں کے واسطے وقف کیا تھا آپ
 ہر روز موصول سے روٹی منگا کر کھاتے تھے ایک بیٹا ان کا جس کا نام صالح تھا وہ ایک سال
 اصفہان میں قاضی کے عہدے پر رہا تھا بڑھ و اصلاح آراستہ و بہ تقویٰ و صلاح پیراستہ صاحب
 الدہر قائم الدلیل تھے ایک دن اپنے سامنے روٹی رکھی ہوئی دیکھ کر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ فرمایا کہ اچھی
 روٹی روز جیسی نہیں ہے اس کا کیا سبب ہے کیونکہ روٹی کی وضع بدلی ہوئی ہے۔ نادم نے کہا آج
 کا خمیر آپ کے فرزند صالح کے گھر سے لائے تھے۔ فرمایا کہ وہ قاضی تھا اس کے یہاں کا خمیر میں نہ کھاؤں
 گا۔ لہذا اس روٹی کو دروازے پر رکھو اور جو سالی آوے اس سے کہہ دو کہ آنا احمد کے گھر کا اور
 خمیر صالح کے گھر کا ہے۔ اگر تم چاہتے ہو تو اس کو لو کہتے ہیں کہ چالیس دن تک وہ روٹی دھری رہی
 لیکن اس روٹی کو کسی محتاج نے نہ لیا۔ آخر الامر وہ روٹی دریا میں ڈال دی۔ چنانچہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے پوچھا
 کہ وہ روٹی کا کیا ہوا تو عرض کیا روٹی وہ دریا میں ڈال دی۔ چنانچہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ نے اس وقت سے اس
 دریا کی ٹھیلی بھی نہ کھائی۔ منقول ہے آپ سے جو کوئی مسئلہ پوچھتا تھا جواب دیتے تھے اگر مسئلہ حقائق
 کا پوچھتا تو نیزہ حانی کا حوالہ دیتے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ رضا کے کیا معنی ہیں جواب دیا کہ اپنے سب کام
 خدا کو سونپنا۔ پھر پوچھا کہ محبت کے کیا معنی ہیں تو فرمایا کہ اس مسئلہ کو بشتر حانی سے دریافت کر لو۔ پھر پوچھا
 کہ زہد کسے کہتے ہیں۔ فرمایا زہد کی کئی تین قسمیں ہیں۔ ایک تو حرام کا ترک اور یہ زہاد موامب سے دوسرا دیانتی
 حلال کی ترک کرنا اور یہ زہاد خواص ہے۔ تیسرا اس چیز کا ترک کرنا جو خدا کو بھلا دے اور یہ زہاد عارفان
 ہے۔ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ اپنی وفات کے قریب پہنچے تو لوگوں نے انہیں زخموں کی طرف اشارہ
 کرتے ہوئے ذکر کیا تو آپ نے بھی اپنے ہاتھ سے اشارے سے فرمایا کہ ابھی مکمل آرام نہیں ہوا ہے
 پھر آپ کے فرزند نے پوچھا کہ آپ اس وقت کیا فرماتے ہیں۔ کہا میرے سامنے شیطان کھڑا ہے
 اور وہ ہاتھ لے کر نہایت افسوس سے کہتا ہے کہ اے احمد تو اپنا ایمان میرے ہاتھ سے بچائے گا
 تو میں اس کو جواب دیتا ہوں کہ ابھی نہیں۔ ابھی تو چند تنفس باقی ہیں اے فرزند ابھی قریب شیطان
 اور سلب ایمان سے بہت دُور نہیں ہوں۔ کہتے ہیں کہ جب آپ نے انتقال فرمایا تو آپ کے
 جنازے پر ہزار ہا پرندے آکر رونسے لگے اور اپنی بیتابیاں دکھانے لگے۔ یہ حالت دیکھ کر چالیس
 ہزار گبر و ترسا و یہود و مسلمان ہوئے اور اپنی زبانیں توڑ ڈالیں اور پکار پکار کر بولے۔ لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 میں دیکھا تو انہوں نے ان سے پوچھا یا امام المومنین اللہ تعالیٰ سے کیا معاملہ رہا۔ تو حضرت

امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے افضال عظیم والطف قدیم سے مجھے بخش دیا اور تاج کرامت کا میرے سر پر رکھا اور پھر فرمایا کہ یہ اسی کا بدلہ ہے جو تو نے میرے کلام کو مخلوق نہ کہا تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ کے مذہب کے لوگ کم تھے لیکن ان کے درع اور دہر کے احوال مشہور ہیں۔ اور کیمیائے سعادت اور احیاء العلوم ان کی خوبی اور کمال سے بھری ہوئی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ان کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

عملیات کی مشہور کتاب

حرز سلیمانی

حضرت خواجہ اشرف علی گھنوی

بدیہ ۱ - ۱ روپے

زندگی کے ہر پہلو کی اصلاح کرنے والی کتاب

مکاشفۃ القلوب

حجۃ الاسلام امام غزالیؒ

مترجم: علامہ غفرہ صاحبزادہ شیخ

تعارف: محمد عبدالحکیم شرف قادری

عبادت کی طرف رغبت دلانے والی کتاب

سراج السالکین

حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ

مترجم: علامہ غفرہ صاحبزادہ شیخ

برقہم کے موثر تعویذات کا مجموعہ

نقش سلیمانی

حضرت خواجہ اشرف علی گھنوی

مجلد بدیہ ۱ - ۱ روپے

ولایہ اور صوفیہ، کاتبہ کرمہ

گلزار صوفیہ

مصنف: علامہ عبدالمفتی

صفحات ۵۴۰ قیمت ۱۰ روپے

۵۲۲ حیات انگیز مسائل کا مجموعہ

عجائب الفقہ

مفتی جلال الدین احمد امجدی

قیمت ۱ روپے

قصص الانبیاء

سائز ۳۶۶۵۳ صفحات قیمت مجلد ۱۶ روپے
کا ذکر ۳۶ روپے
موضوع بندی و تصحیح

سید سعید علی شاہ زنجبانی

داستان اولیاء

اولیاء کرام کے واقعات و حکایات
مولانا محمد شریف نقشبندی

قصص الاولیاء

مولانا محمد شریف نقشبندی

تذکرۃ الاولیاء

مبارک علی شاد

سوانح کر بلا

مولانا نعیم الدین مراد آبادی

قیمت - ۱ روپے

حج و عمرہ کی دعائیں

علامہ عالم فقری

نماز مترجم

علامہ عالم فقری

تذکرہ اولیائے پاکستان

علامہ عالم فقری

۶۴ صفحات خوبصورت - ہدیہ - ۱ روپے
۵۰ صفحات قیمت مجلد - ۱ روپے

1885
1886

